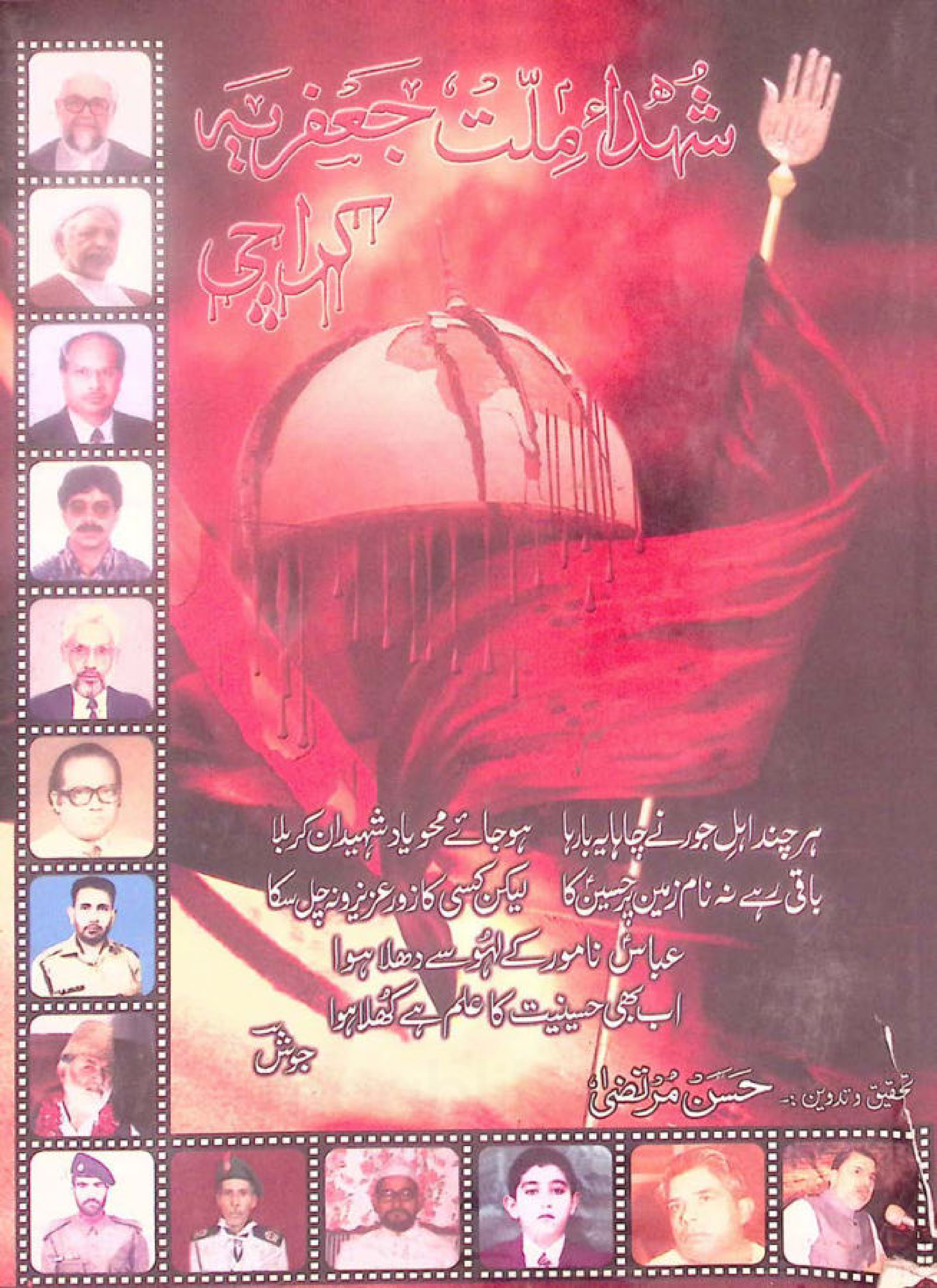

شہدائے ملتِ جعفریہ کراچی

ہر چند اہلِ جور نے چاہا یہ بارہا — ہو جائے محو یادِ شہیدانِ کربلا
باقی رہے نہ نام زمیں پر حسینؑ کا — لیکن کسی کا زور عزیزو نہ چل سکا
عباسؑ نامور کے لہو سے دھلا ہوا
اب بھی حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا

جوشؔ

تحقیق و تدوین:- حسن مرتضیٰ

بِسْمِ رَبِّ الشُّهَدَاء

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں،

تم انہیں مردہ مت کہو،

بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم اسکا شعور نہیں رکھتے ٥

(سورۃ البقرہ ۱۵۴)

maablib.org

ہم ہرگز ذلت برداشت نہیں کریں گے

حضرت امام حسینؑ

maablib.org

تذکرہ شہداء ملت جعفریہ کراچی
تاریخی پس منظر میں
فروری ۱۹۷۸ تا نومبر ۲۰۰۹

تحقیق و تدوین سید حسن مرتضیٰ

maablib.org

ناشر: شیعہ علماء کونسل پاکستان (سندھ) کراچی
شعبہ تحفظ آثار شہداء اسلام

جملہ حقوق بحق اہلیہ محترمہ سیدہ نرجس مرتضیٰ زیدی محفوظ ہیں

کتاب	:	**تذکرہ شہداء ملت جعفریہ کراچی**
مؤلف	:	سید حسن مرتضیٰ
ناشر	:	شیعہ علماء کونسل پاکستان (سندھ) کراچی
		شعبہ تحفظ آثار شہداء اسلام
		shaheed110@gmail.com
تصحیح/نظر ثانی	:	استاد محترم سید سبط جعفر زیدی / سید ذوالفقار حسین نقوی
کمپوزنگ/ڈیزائننگ	:	سید محمد حیدر نقوی/سید حسن مرتضیٰ
ٹائٹل	:	(خیال) سید حسن مرتضیٰ (عمل) سید محمد حیدر نقوی
طبع اول	:	محرم الحرام ۱۴۳۱ھ/دسمبر ۲۰۰۹
تعداد	:	۱۰۰۱
ملنے کا پتہ	:	ویلکم بک پورٹ (اردو بازار)، حسن علی بک ڈپو (کھارادر)، محفوظ بک ایجنسی (مارٹن روڈ)، الحسن بک ڈپو (باب العلم) پیام اسلامی ثقافتی مرکز سادات کالونی (انچولی)، افتخار بک ڈپو (لاہور)
قیمت	:	=/565 روپے

فہرست

عنوان **صفحہ نمبر**

انتساب..........۱۰

پس نوشت سید حسن مرتضیٰ..........۱۱

مقدمہ آلِ محمد رزمی (مرحوم)..........۲۳

دعا..........۲۷

پیغامات

امام مہدیؑ کا پیغام، ہم سب کے نام..........۲۸

آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ کا پیغام..........۲۹

رہبر معظم ولی فقیہ کا پیغام..........۳۰

مفتی اعظم سعودی عرب کا پیغام..........۳۱

آیت اللہ مہدی شمس الدین (لبنان) کا پیغام..........۳۲

شہید علامہ سید عارف حسین حسینی کا پیغام..........۳۳

نمائندہ ولی فقیہ، قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی کا پیغام..........۳۴

علامہ حسن رضا غدیری کا پیغام..........۳۶

علامہ سید رضی جعفر نقوی کا پیغام..........۳۷

مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی قمی کا پیغام..........۳۸

تشیع، تاریخ اور کراچی

میثاق مدینہ، تحفظ حقوق بشریت کا پہلا منشور..........۴۳

اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا عالمی منشور..........۴۷

قائداعظم کا ایک خط، راجکمار امیر حیدر خاں (آف محمودآباد) کے نام..........۵۱

قائداعظم کا پہلی مجلس آئین ساز سے خطاب..........۵۱

دستور پاکستان ۱۹۷۳ء اور بنیادی حقوق..........۵۲

معاہدۂ اسلام آباد..........۵۶

ہند میں اسلام کی آمد..........۵۷

کراچی ماضی و حال کے آئینہ میں		۵۹
کراچی اور عزاداری سید الشہدا علیہ السلام	سید محمد ہادی حسین	۶۳
مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ جید علماء کرام کے ۲۲ نکات		۷۴
کل پاکستان اجتماع علماء شیعہ کراچی		۷۶
عراقی علماء پر تشدد کے خلاف احتجاج		۷۷
سانحہ مسجد سکینہ وامام بارگاہ کاظمین نیو کراچی	علی اکبر شاہ	۸۱
نماز وحدت / ایم اے جناح روڈ پر تاریخی دھرنا	علی اکبر شاہ	۸۵
سانحہ مسجد سکینہ وامام بارگاہ کاظمین نیو کراچی / نماز وحدت / ایم اے جناح روڈ پر تاریخی دھرنا اخبارات کی روشنی میں		۸۷
سانحہ سادات کالونی (انچولی)	علی اکبر شاہ	۱۰۲
مرکزی امام بارگاہ میں مجلس ترحیم	علی اکبر شاہ	۱۰۳
سانحہ جامع مسجد وامام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ	علی اکبر شاہ	۱۰۸
سانحہ مسجد قمر بنی ہاشمؑ و مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد اخبارات کی روشنی میں		۱۱۱
سانحہ جامع مسجد وامام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ		
سانحہ لیاقت آباد خصوصی تحقیقاتی ٹریبونل کی رُوداد		۱۱۵
نمازیوں کو کوڑے اور قید بامشقت کی سزائیں		۱۲۳
کراچی کے حالات کا تجزیہ ایک وکیل کے قلم سے	نذیر شاہ کاظمی ایڈوکیٹ	۱۲۹
مارشل لاء کے چودہ نکات / ہیئت ائمہ مساجد کا جواب		۱۴۰
کل کراچی شیعہ کنونشن	شہدائے اسلام کانفرنس	۱۴۲
ملی یکجہتی کونسل کا اعلامیہ		۱۴۶
جیل بھرو تحریک		۱۴۹
گورنر بلوچستان کا جامعہ کراچی میں گھیراؤ		۱۵۴
سندھ ہائی کورٹ پر احتجاجی دھرنا		۱۵۵
سندھ اسمبلی پر احتجاجی دھرنا		۱۵۶
فرقہ واریت تاریخی پس منظر، علل واسباب کا جائزہ	سید حسن مرتضیٰ	۱۵۷
شہادت کا سفر	مولانا احمد علی امینی	۱۹۸
اہمیت شہادت قرآن وحدیث کی روشنی میں	مولانا سید شاہد رضا کاظمی	۲۰۱

شہداء کی کرامات ـــ محترمہ نرجس مرتضیٰ زیدی ۲۰۶

قم سے ایک خط ـــ مولانا سید رضا حیدر رضوی ۲۱۰

خون شہداء کے تقاضے اور ہماری ذمہ داریاں ـــ سید اظہار مہدی بخاری ۲۱۲

وقت نے ہم کو چنا امتحاں کے واسطے

ایک ماں کے تاثرات ـــ والدہ محترمہ شہید سید وقار نقوی ایڈوکیٹ ۲۱۷

ایک باپ کے تاثرات ـــ سید رضی حیدر ۲۱۹

ایک بہن کے احساسات ـــ خواہر شہید سید ندیم حسین ۲۲۱

ایک بھائی کے احساسات ـــ محمد علی فرزند مولانا سید رضی حیدر ۲۲۳

ایک زوجہ کے جذبات ـــ اہلیہ محترمہ شہید مولانا سید علی حسنین ۲۲۵

ایک بیٹے کے جذبات ـــ فرزند شہید سید صابر حسین ۲۲۸

ایک بیٹی کے جذبات ـــ محترمہ مہیم مرزا ملک ۲۳۲

عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جان ۲۳۷

ایک ہی سانحہ میں شہید ہونے والے باپ بیٹے ـــ ایک ہی سانحہ میں شہید ہونے والے سگے بھائی

مختلف مقامات پر شہید ہونے والے رشتہ دار ـــ درجہ شہادت پر فائز ہونے والے ذاکر امام حسینؑ

درجہ شہادت پر فائز ہونے والے مولانا / موذن صاحبان ـــ درجہ شہادت پر فائز ہونے والے ماتمی / عزادار

درجہ شہادت پر فائز ہونے والے ٹرسٹی وارا کین انتظامیہ ـــ درجہ شہادت پر فائز ہونے والے معلم / مدرس / اسکاؤٹس

درجہ شہادت پر فائز ہونے والے طلبہ ـــ درجہ شہادت پر فائز ہونے والے ڈاکٹرز / اُن کے متعلق

درجہ شہادت پر فائز ہونے والے انجینئرز ـــ درجہ شہادت پر فائز ہونے والے وکلاء، پولیس اور فوج کے جوان

درجہ شہادت پر فائز ہونے والی کاروباری شخصیات

درجہ شہادت پر فائز ہونے والے بنکوں اور مالیاتی اداروں کے افراد ـــ درجہ شہادت پر فائز ہونے والے سرکاری ملازمین

شیلنگ اور فائرنگ سے شہید ہونے والے شہداء ۲۵۹

شہداء کے ہمراہ شہید ہونے والے، برادران اہلسنت ۲۶۳

شہداء کے حالات زندگی ۲۶۷

شہید علامہ محمد حسن ترابی ـــ سید حسن مرتضیٰ

شہید ڈاکٹر ابن حسن

شہید ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی ـــ ابن مجتبیٰ

شہید بہادر علی جعفری	ابن آدم جعفری
شہید مولانا شیخ محمد ایوب صابری	
شہید سید صادق حسین شاہ	رضوان حسین شاہ
شہید ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی	سید محمود الحسن رضوی
شہید سید محمد ساجد	محمد علی سید
شہید ماسٹر منظور الحسن	سید محمود الحسن رضوی
شہید مظفر کرمانی	
شہید سید آل حسن بلگرامی	
شہید محمود احمد تقوی	سید کاشف زیدی
شہید حید علی بھوجانی	
شہید محمد بشیر علی بھائی	
شہید مرزا عارف حسین	سید زوار حسین زیدی
شہید محمد اسماعیل	محبت علی قیصر
شہید ذاکر حسین	محبت علی قیصر
شہید فیاض حسین	یاور علی شمسی
شہید شاہد حسین جعفری	ابن مجتبیٰ جعفری
شہید ڈاکٹر پرویز اختر	سید زوار حسین زیدی
شہید پروفیسر سید حسن حیدر	سید جواد رضوی

چند سانحات کی کہانی ہماری اور اخبارات کی زبانی ۳۰۵

انصاف کے ایوانوں میں — چند عدالتی کاروائیاں کی اخباری رپورٹنگ ۳۷۷

منظوم خراج عقیدت ۳۸۹

لوح وقت پر لکھی ہوئی تحریریں — گلی گلی میں مزار شہید ۳۹۵

خاک میں مل گئے سب میرے لعل و گوہر — شہداء کے کوائف / تصاویر ۴۱۷

راہیان کربلا سوئے کربلا — شہداء کے جنازے کی تصاویر ۵۴۵

لوح وقت پر لکھی ہوئی تحریریں — شہداء کے قبور کے عکس ۵۶۵

دہشت گردی کا نشانہ بنے والی چند مساجد کی اور مختلف سانحات کی تصویری کہانی ۵۹۹

چند نادر دستاویزات

سانحہ لیاقت آباد ۱۹۸۳ء کے متاثرین کی فہرست ۶۱۹
وائٹ پیپر ۱۹۷۸ء تا فروری ۱۹۸۵ء کے حالات کا جائزہ کے ایم ندیم ایڈووکیٹ کے قلم سے ۶۲۶
چند سانحات اور شہداء کی ایف آئی آرز ۶۳۰
چند میڈیکو لیگل رپورٹس ۶۴۸
چند پوسٹ مارٹم رپورٹس ۶۵۰
تباہی کے اعداد و شمار سانحہ کراچی جنوری تا اپریل ۱۹۸۳ء ۶۵۵
علامہ محمد حسن ترابی ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے فورم پر ۶۵۷
ایک یاداشت چیف جسٹس آف سندھ ہائی کورٹ کے نام ۶۶۱
اخباری تراشے ۶۶۴
شہادتوں کا سفر ماہ و سال اور ٹاؤن کے آئینہ میں ۶۷۷
شہداء کی تعداد قبرستان کے لحاظ سے ۶۸۱
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی سانحات کے وقت ارباب بست و کشاد ۶۸۳
ماہ و سال آشنائی ۶۸۸
کتابیات ۶۹۳

maablib.org

انتساب

ان والدین کے نام جنہیں اُن کی جوان اولاد سے جدا کر دیا گیا۔
ان بھائیوں کے نام جن کے بازو اسہارے دہشت گردی کا شکار ہو گئے
ان بہنوں کے نام جو صبح وشام اپنے بھائیوں کی راہ تکتی ہیں۔
ان بیواؤں کے نام جو پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اپنے شریک حیات کی راہ تکتی ہیں اور جن
کو ہر آہٹ پر گماں ہوتا ہے کہ شاید جدائی کی سیاہ رات تمام ہوئی۔
ان بچوں کے نام جو اپنے باپ کی شفقت ومحبت سے محروم کر دیئے گئے۔
اُن پس زنداں اور ملت کے گمنام جیالے، شجاع سپاہیوں اور اسیروں کے نام
جنہوں نے ملت تشیع کی عزت وناموس کیلئے اپنا مستقبل داؤ پر لگایا اور
اپنے پیاروں سے جدائی مول لی اور
جنہوں نے اس پر آشوب دور میں سنت ائمہ کی اُس پر خطر راہ کو چنا
جس میں ظاہری اور دنیاوی طور پر خسارہ ہی خسارہ ہے
جب کہ ملت کی صاحب حیثیت اکثریت (کیا فوجی/کیا طبیب/کیا مدرس/کیا مہندس/
کیا بیوپاری/کیا ٹرسٹی/کیا مولانا/کیا علامہ؟!)
مالی، مادی اور دنیاوی فائدوں سے مزین سنتوں پر ایک
ہجوم کی شکل میں دوڑی چلی جارہی ہے؟!؟!
آخر؟

کب تک رہونگا پھرتا لئے قتل گاہ میں
زخموں کے انتظار میں یہ پھول سا بدن

پس نوشت

پہلی بات:

پہلی بات یہ ہے کہ تاریخ کو مسخ کرنے کا عمل گرچہ کافی پرانا ہے مگر گزشتہ چند سالوں میں کافی تیزی آچکی ہے۔اپنی ذاتی پسند وناپسند کو تاریخ میں بڑے کروفر کے ساتھ شامل کیا جارہا ہے۔مسلمہ تاریخی حقائق کو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ تبدیل کرنے کی کوششیں مسلسل ہورہی ہیں۔مختلف ٹیلی ویژن کے پروگراموں کے ذریعہ اسلام اور اسلامی تعلیمات کی من پسند تشریحات کے ذریعہ استعماری طاقتوں کی درپردہ مدد کی جارہی ہے۔دینی ومذہبی کتابوں کے جدید ایڈیشن میں شدت کے ساتھ علمی خیانتیں کی جارہی ہیں۔دوسری جانب اخبارات میں شائع شدہ خبروں کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے۔ملت تشیع کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کی وارداتوں میں شہداء کی تعداد کو جان بوجھ کر غلط لکھ کر واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

یہی نہیں کہ فقط خنجروں سے قتل کیا
قلم کی نوک سے بھی سر قلم ہوئے ہیں بہت

فاضل لکھنوی

روزنامہ جنگ کراچی کی ۸ مئی ۲۰۰۴ کی اشاعت میں درج ذیل دو رپورٹس بحوالہ ریسرچ اینڈ ریفرنس سیل اور رابعہ شگفتہ شائع ہوئیں جن کی سرخیاں

۱۔عبادت گاہوں پر فائرنگ اور دھماکوں میں ۱۴۷ افراد ہلاک ہوئے،۲۰۰ سے زائد زخمی ہوئے پہلا واقعہ ۱۹۹۴ میں مسجد صدیق اکبر میں پیش آیا۔

۲۔کراچی: ۸۷ سے اب تک ۹۶ بم دھماکوں میں ۳۵۰ افراد ہلاک ہوئے،۱۲۵۰ سے زائد زخمی ہوئے ایک بھی مجرم کیفر کردار تک نہیں پہنچ سکا۔مندرجہ بالا دونوں رپورٹس میں حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے۔جس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

۱۔کراچی میں مساجد پر فائرنگ کا سب سے پہلا واقعہ ۴ جون ۱۹۹۲ کو مسجد وامام بارگاہ باب العلم شمالی ناظم آباد میں پیش آیا جس میں تین شہادتیں ہوئی تھیں جس کا ایف آئی آر نمبر ۹۲/۱۸۴ تیموریہ تھانہ ہے۔(حوالہ ایچ آر سی پی اسٹڈی صفحہ نمبر ۴۶ از ذوالفقار شاہ)

۲۔سانحہ مسجد وامام بارگاہ محفل مرتضیٰ پی ای سی ایچ ایس کے شہدا کی تعداد ۱۴ ہے نہ کہ ۲ ہے۔جبکہ اسی روز پہلے مسجد وامام بارگاہ ابوالفضل العباسؑ پی آئی بی کالونی میں فائرنگ سے ۶ شہادتیں ہوئی۔۲۵ فروری ۱۹۹۵ کو کل ۲۰ شہادتیں ہوئیں جن کو ۲ ظاہر کیا گیا ہے۔(حوالہ ایچ آر سی پی اسٹڈی صفحہ ۶۲/۶۳) ایف آئی آر نمبر ۹۵/۱۱۱ فیروز آباد اور ۹۵/۸۵ نیوٹاؤن بالترتیب ہے)

۳۔جبکہ یکم اکتوبر ۱۹۹۹ میں پیش آنے والے سانحہ مسجد وامام بارگاہ حرؑ (الفلاح) جس میں نماز فجر پر شرپسندوں کی فائرنگ سے ۱۰ شہادتیں ہوئیں تھیں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ایف آئی آر نمبر ۹۹/۱۲۱ الفلاح (حوالہ HRCP اسٹڈی صفحہ نمبر ۶۶)

۴۔پھر 14 اکتوبر ۲۰۰۱ میں سانحہ مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ گرین ٹاؤن جس میں نماز مغرب کے دوران شرپسندوں کی فائرنگ سے ۷ شہادتیں ہوئی، بھی رپورٹ نہیں کیا گیا۔ایف آئی آر نمبر ۰۱/۲۱۲ محمود آباد (حوالہ HRCP اسٹڈی صفحہ نمبر ۷۳) اسی رپورٹ میں بم دھماکوں کے ذیل میں مندرجہ ذیل واقعات کو رپورٹ نہیں کیا گیا ہے وجہ؟

۱۔۱۲ مارچ ۱۹۹۴ کو جامع مسجد وامام بارگاہ باب النجف واقع بفرزون سیکٹر 15-A/4 پر دوران نماز فجر روسی ساختہ بم پھینکا گیا جو کہ پھٹ نہ سکا۔(حوالہ روزنامہ نوائے وقت،۱۳ مارچ ۱۹۹۴)

۲۔ 6 اپریل 1994 کو مسجد وامام بارگاہ واقع ایم اے جناح روڈ پر نماز مغربین پر ہینڈ گرنیڈ سے حملہ کیا جس میں تین نمازی زخمی ہوئے (حوالہ دی نیوز 7 اپریل 1994)

۳۔ 15 مئی 1994 کو جامعہ تعلیمات علوم اسلامی واقع صحافی کالونی گلشن اقبال پر بم پھینکا گیا جو پھٹ نہ سکا جس کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔

۴۔ 23 جولائی 1994 کو انجمن شہدائے عباس قصبہ کالونی کی بس پر شب بیداری سے واپسی پر نیو کراچی 5 ڈی کے موڑ پر بم سے حملہ جس سے 6 کم سن بچے شہید ہوگئے۔ (حوالہ جنگ 24 جولائی 1994)۔ اس واقعہ کو HRCP کی اسٹڈی میں صفحہ 54 پر مسجد پر حملہ کے عنوان سے رپورٹ ہوا ہے۔ (ایف آئی آر نمبر 386/94)

اب دوسری سُرخی کے حوالے سے بھی: جو کہ مذکورہ اخبار میں رابعہ شگفتہ نے رپورٹ کی ہے

ا۔ بم دھماکوں کے ذیل میں 13 مارچ 1995 کو جامع مسجد وامام بارگاہ حسینی حسین آباد ملیر میں ہونے والے بم دھماکے کا تذکرہ نہیں ہے حالانکہ پہلی رپورٹ میں اس کا ذکر ہے۔ واضح ہو کہ کراچی میں مساجد پر بم دھماکہ کی پہلی واردات ہے۔ جس میں کل 13 افراد شہید ہوئے جس میں سے 8 افراد شیعہ اور 5 افراد برادران اہلسنت سے تھے۔ (حوالہ نیوز لائن کراچی اسپیشل مارچ 1995) ذوالفقار شاہ صاحب کی اسٹڈی میں بھی یہ واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔

جنگ اخبار (کراچی ایڈیشن) کی 17 مارچ 2002 کی اشاعت میں شائع ہونے والی خبر "کراچی: سات برس میں 39 ڈاکٹرز دہشت گردی کا نشانہ بنے" میں بھی صحافتی دیانت داری کا فقدان باعث تشویش ہے۔ تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ

ا۔ کراچی میں ڈاکٹرز کے خلاف شر پسندوں کی کاروائی کے پہلے شہید ہیں ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی نقوی ابن مولانا سید ظفر حسن امروہوی نقوی صاحب قبلہ (بانی مدرسہ جامعہ امامیہ ناظم آباد) جن کو ۲۲ اپریل 1994 کو اُن کی رہائش گاہ واقع شمالی ناظم آباد میں نشانہ بنایا گیا۔

۲۔ ڈاکٹر کوثر علی جن 5 جون 1994 کو اُنکی کلینک واقع خواجہ اجمیر نگری میں شہید کیا گیا (ایف آئی آر نمبر 223/94 خواجہ اجمیر نگری)

۳۔ ڈاکٹر ذوالفقار حیدر جن کو 27 جولائی 1994 کو اُنکی کلینک "فاصل کلینک" واقع جے دن ایریا کورنگی میں شہید کیا گیا۔ (ایف آئی آر نمبر 438/94 کورنگی)

۴۔ ڈاکٹر ابوالقاسم جیوا جن کو 12 ستمبر 1994 کو اُنکی کلینک "شیخ کلینک" واقع ناظم آباد میں شہید کیا گیا (ایف آئی آر نمبر 325/94 گلبہار)

۵۔ ڈاکٹر محمد علی جن کو 13 دسمبر 1994 کو اُنکی "اسد کلینک" واقع نیو کراچی میں شہید کیا گیا (ایف آئی آر نمبر 494/94 خواجہ اجمیر نگری) یہ تمام نام HRCP / ذوالفقار شاہ کی اسٹڈی میں صفحہ نمبر 17 پر موجود ہیں۔ روزنامہ امت کراچی 17 جون 2006 کی اشاعت میں ایک رپورٹ بعنوان "2002 سے اب تک 623 افراد ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہوئے" شائع ہوئی۔ جس کی رپورٹنگ ٹیم آصف سعود، اقبال اعوان، صفت بہادر، محمد علی نقوی، ندیم جہاد اور عارف حسین پر مشتمل تھی۔ مذکورہ رپورٹ میں بھی انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا گیا تھا جس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ

ا۔ سال 2002 میں شہید ہونے والے افراد میں 22 شیعہ افراد کا نام ہی سرے سے غائب ہے جن میں سے کچھ اہم اور قابل ذکر نام یہ ہیں۔

پروفیسر سید ظفر مہدی زیدی (پرنسپل جامعہ ملیہ ملیر)۔ (ایف آئی آر نمبر 78/2002 الفلاح)

ڈاکٹر سید راشد مہدی (53/2002 مومن آباد)

ڈاکٹر سید آل صفدر زیدی نیفرولوجسٹ، (کڈنی سینٹر سے وابستہ) (63/2002 گذری)

ذوالفقار حیدر شہید (سابق کونسلر شاہ فیصل کالونی) (23/2002 شاہ فیصل کالونی)

سید جواد رضوی (آئی سرجن آئی ایچ رضوی کے بھائی) (52/2002 درخشاں)

ڈاکٹر مظفر حسین سموں (لیاری جنرل اسپتال سے وابستہ) (51/2002 بغدادی)

۲۔ سال 2003 میں 3 اکتوبر 2003 کو سپار کو ملازمین کی بس پر فائرنگ جس میں 6 افراد شہید ہوئے (حوالہ روزنامہ جنگ 4 اکتوبر 2003)

۳۔ سال 2004 میں ہونے والے دو بڑے سانحات مسجد حیدری اور مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ کے شہدا کی تعداد درست رپورٹ نہیں ہوئی۔ ۱۔ سانحہ مسجد حیدری واقع سندھ مدرسۃ الاسلام میں 22 نمازی شہید ہوئے ہیں جبکہ رپورٹ مذکورہ میں ۱۲ نمازی بتائے گئے ہیں۔ ۲۔ سانحہ مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ واقع ایم اے جناح روڈ میں 26 نمازی شہید ہوئے ہیں جبکہ رپورٹ 12 نمازی بتارہی ہے جو کہ غلط ہے۔ (حوالہ روزنامہ جنگ 5 نومبر 2006) ایک اور بات مشاہدے میں آئی ہے کہ اگر ملک کے کسی اور حصے میں مومنین دہشت گردی کا نشانہ بنائے گئے ہوں تو ہمارے شہر کے مقامی اخبارات اس خبر کی اشاعت سے گریز کرتے ہیں۔

دوسری بات: تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں اور ہر سرزمین پر علیؑ و اولادِ علیؑ اور اُن کے پیروکاروں، ماننے والوں اور نام لیوؤں کو ڈرانے دھمکانے اور خریدنے میں ناکامی پر عاجز آکر شہید کیا گیا ہے۔ شہادتوں کا یہ سفر دورِ خلافت میں حضرت محسنؑ کی شہادت سے آج تک جاری ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ قتل کا سبب ایک ہی رہا مگر قاتل اور مقتل بدلتے رہے کیونکہ حکومت کا، طاقت کا اور گولی کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں حق نہ ہو، صداقت نہ ہو، دلیل نہ ہو، یہ راستہ ابوجہل کا راستہ۔ فرعون کا راستہ، ہامان کا راستہ، یزید کا راستہ، سامراج اور استعمار کا راستہ۔ اور ہاں آج کا یزید بھی اگر خوفزدہ ہے تو علیؑ کے حقیقی ماننے والوں سے، مکتب حسینی سے، انقلاب اسلامی ایران سے، لبنان کے حزب اللہیوں سے، ، دورِ حاضر کے کربلائیوں سے جو کرۂ ارض کے ہر گوشے سے اپنی بساط کے مطابق، نار نمرود کو بجھانے کی سعی کرنے والی ہدہد سے سبق لیتے ہوئے یزیدِ دوراں کو للکارتے ہوئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ مکتب تشیع ہر دور میں آپ سے قربانی کا تقاضہ کرتا ہے کیونکہ نبی صادق و امین کی ایک حدیث ہے کہ ”ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپؐ کو دوست رکھتا ہوں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ فقر و فاقہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اُس شخص نے پھر کہا کہ میں حضرت علیؑ کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بلا کے لیے تیار ہو جاؤ“۔ حضرت علیؑ کے صحابی سوید بن غفلہؓ سے روایت ہے کہ میں نے علی ابن ابیطالبؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”خدا کی قسم، اگر میں دنیا کو منافق پر اچھی طرح انڈیل دوں (مالا مال کر دوں)، جب بھی وہ مجھے دوست نہیں رکھے گا اور اگر (بفرضِ محال) میری تلوار سے مومن کو اذیت بھی پہنچے، جب بھی وہ مجھے دوست رکھے گا“

اگرچہ ہندوستان میں مختلف مذاہب، ذاتوں، برادریوں اور قوموں کے لوگ آباد تھے اور ان میں مذہبی اختلافات سے لے کر لسانی اور ثقافتی فرق موجود تھے مگر فرقہ واریت کی ابتداء برطانوی دورِ حکومت میں ہوئی ڈاکٹر مبارک علی کے مطابق ”فرقہ واریت ہندوستان میں نہ تو تاریخی ارتقاء و ترقی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی اور نہ یہ ہندوستانی عوام میں موجود تھی بلکہ یہ تو آبادیاتی نظام کے بعد جو سیاسی، معاشی اور سماجی تبدیلیاں ہوئیں ان کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ ہندوستان میں چونکہ قومیت کی جڑیں نہیں تھیں، لوگوں کی شناخت کسی مذہب کے پیروی کی وجہ سے ہوئی تھی جس کی

وجہ سے دوسری علامتیں دب گئیں اور مذہبی شناخت زیادہ ابھر کر سامنے آئی"۔

فرقہ واریت کے فروغ کا دوسرا، اہم سبب ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں ہندوستان کی تمام قوموں کا رنگ ونسل اور مذہب سے بالاتر ہو کر انگریز کے خلاف مسلمانوں پر اعتماد کرنا ہے۔ جس سے انگریز سامراج کو تجربہ ہوا کہ اگر ہندوستان کی قوموں کے باہمی اتحاد کو ختم نہ کیا تو سامراجی اقتدار میں اُن کا مزید قائم رہنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے انگریز نے اس خطے کی مناسبت سے اور تضادات کے پیش نظر سامراجی مفادات کے تحفظ کے لیے مذہب کا انتخاب کیا اور بلاواسطہ و بالواسطہ ہندو مسلم اختلافات اور فسادات کی مدد سے ملکی فضا کو مکدر اور نفرت انگیز کر کے اپنے مفادات کے تحفظ کو یقینی بنایا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بیماری مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان بھی پھیلا دی گئی اور ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں ہندوستانیوں کی شکست سامراج کو مزید سو سال تک اپنے تسلط کو برقرار رکھنے کا سبب بنی۔

آج کے عالمی استکبار اور دیگر مغربی طاقتیں، جس چیز سے پریشان ہیں وہ ہے اسلامی معاشرے کی انقلابی وحدت کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلامی وحدت کی بنیادی وجہ اسلام پر ایمان و عمل ہے۔ یہی امر اُنکی تشویش واضطراب کا باعث ہے۔ اپنے استعماری غلبے کے برسوں میں اور آج بھی مشرق وسطیٰ کے ممالک اور خصوصاً ایران، لبنان اور شام میں انہیں جن نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اُسکی اصل وجہ بھی بالکل یہی نقطہ تھا۔ اسی لیے وہ اپنی پرانی اور مجرب چال، تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو سے کام لے کر انقلاب کے اثرات کو زائل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں امریکہ میں شائع شدہ کتاب "A plan to divide and destroy the Theology" میں CIA کے شعبہ "شیعہ" کے اہم رکن Babwood Words کے دست راست ڈاکٹر مائیکل برانٹ کے انٹرویو کا یہ نکتہ ہی پوری صورت حال کی وضاحت کے لیے کافی ہیں۔ "ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ براہ راست شیعوں کو نقصان پہنچانا اور اپنی پیروی کرانا بہت مشکل ہے لہٰذا یہ طے پایا کہ پس پردہ رہ کر کام کرنا چاہیے اور ہم نے انگلینڈ کے پرانے فارمولے تقسیم کرو اور حکومت کرو، کو ایک دوسرے فارمولے تقسیم کرو اور ختم کرو میں بدل کر اس پر عمل درآمد شروع کیا"۔

(فقہ صادق تاریخ اور سازش کے آئینے میں، از ذوالفقار علی زیدی)

سرد جنگ کے خاتمے اور سوویت یونین کا شیرازہ بکھرانے کے بعد امریکہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ایران کی جمہوری اسلامی حکومت، افغانستان میں اسلامی بنیاد پرستوں کا کنٹرول، وسط ایشاء کی نومولود اسلامی ریاستوں پر اس کے اثرات اور ملوکیت سے جان چھڑا لینے والے اور جان چھڑانے کی جدوجہد کرنے والے کلمہ گو مسلمان ہیں۔ غرض یہ کہ عالم اسلام مغرب کی نظروں میں نئے دشمن کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ عالم اسلام کی علامتی قیادت ایران کر رہا ہے۔ شیعہ اور سنی فرقوں کے درمیان اختلافات ایک تاریخی پس منظر رکھتے ہیں ان اختلافات سے فائدہ استعمار اور اُنکے نمک خوار اُٹھا کر خوں ریزی کرتے اور دنیا کو یہ باور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ شیعہ سنی لڑائی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ شیعہ اور سنی دو مکاتب فکر صدیوں سے چلے آرہے ہیں۔ "متحدہ ہندوستان کی سرزمین میں بسنے والے مسلمانوں کا مذہب اہلسنت وجماعت تھا۔ جن کو آج کل بریلوی مکتب فکر کے نام سے یاد کیا جانے لگا ہے اور جملہ جماعتیں جو آج کل نظر آرہی ہیں وہ انگریزی دور حکومت میں اسی جماعت سے، برطانوی حکومت کی تخریبی منصوبے کے تحت جدا ہو کر بنی تھیں ماسوا شیعہ حضرات کے جو سرزمین پاک وہند میں مغلوں کے دور حکومت سے موجود تو تھے لیکن انتہائی قلیل تعداد میں یعنی آٹے میں نمک کے برابر" (ص ۱۱۲، تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار علامہ شاہ تراب الحق قادری)

تیسری بات: اسلام کے نام پر قائم ہونے والی ریاست کے قیام کے ابتدائی دنوں میں ہی صاحبان بصیرت نے پاکستان کو مستقبل میں پیش آنے

والے خطرات سے آگاہ کر دیا تھا۔آیت اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء نے اپنے ایک خط میں قائد اعظم کو لکھا کہ ''قرآن مجید میں خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی خدا اور رسولؐ کے دشمنوں سے، خواہ وہ ان کے والدین، بھائی، اور عزیز ہی کیوں نہ ہوں، دوستی نہیں کرتے ہیں بے شک استعمار گر خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمن ہیں۔ وہ اسلحہ اور پیسے سے اسرائیل کی مدد کرتے ہیں۔آپ ایسی اسلامی حکومتوں کے شایاں شان نہیں ہے کہ وہ امریکہ سے معاہدہ کریں اور ان سے فوجی معاہدہ کریں کیونکہ ان معاہدوں میں استعماری ریشے ہیں اور یہ آپ کی تباہی کا سبب ہونگے۔ (ص ۱۷۱، کاشف الغطاء مولف محمد رضا ساک امانی مترجم نثار احمد زین پوری، ناشر انصاریان پبلی کیشنز قم ایران)

اس تنبیہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا گیا اور مختلف اقسام کے معاہدے کیے گئے اور پھر راجہ صاحب محمود آباد کے مطابق ''ہمارے عوام اور رہنماء پاکستان حاصل کرنے سے پہلے کتنے بھلے، کتنے مخلص اور پر خلوص تھے لیکن پاکستان بننے کے بعد ہندوؤں کی دولت دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور وہ اس دولت پر ایسے ٹوٹ پڑے کہ اپنا سب کچھ مال و متاع لٹا دیا'' (مسلم لیگ کراچی کے جلسے سے خطاب، ص ۱۲۳، خطابات راجہ صاحب محمود آباد مرتب اشتیاق حسین) اور ایک ایسا وقت بھی آیا کہ پاکستان پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے والی شخصیت یہ کہنے پر مجبور ہوئی 'ہمارے پیٹ اور معدے بک گئے ہیں اور ہمیں اپنی خوراک خیرات اور قرضوں سے ملتی ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو ہمارے ذہن اور ہماری روح کا بھی نیلام ہوگا اور سب سے بڑی بولی دینے والا اُسے خرید لے گا'

(کراچی یونیورسٹی گریجویٹ ایسوسی ایشن کے اجتماع میں تقریر، ص ۱۳۲، خطابات راجہ صاحب محمود آباد مرتب اشتیاق حسین)

جنرل ایوب خان کے مارشل لاء سے قبل اور بعد میں شروع ہونے والی خرابیاں ہر آنے والے دن کے ساتھ بڑھتی چلی گئیں۔اس کا اندازہ امریکہ کی جانب سے ملنے والی معاشی اور فوجی امداد سے لگایا جا سکتا ہے۔''1954 سے 2002 تک امریکہ نے پاکستان کو 12.6 بلین ڈالر کی معاشی اور فوجی امداد دی۔ان میں سے 9.19 بلین ڈالر فوجی آمروں کو 24 سالہ اقتدار میں دیئے گئے جبکہ جمہوری حکومتوں کے 19 سالہ دور میں صرف 3.41 بلین ڈالر کی امداد دی گئی۔امریکہ نے آمریت کو مضبوط اور جمہوریت کو کمزور کیا۔امریکہ اور فوج کے روابط بڑے پرانے، گہرے اور مضبوط ہیں''

(ص 258، جرنیل اور سیاست دان تاریخ کی عدالت میں قیوم نظامی)

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اتحاد بین المسلمین کی تحریک آگے بڑھی، پرچم اسلام کی سربلندی کے آثار پیدا ہوئے، امت میں بیداری کے نتیجہ میں اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کے نفاذ کا مرحلہ آیا تو سامراج کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی اور استعمار کی نیندیں اڑ گئی۔ایسے میں ملوکیت اور اسلام دشمن طاقتوں نے ملائیت کو آلہ کار بنایا، جنھوں نے ملت کے مخلص، دیندار اور اسلام محمدی پر عمل پیرا مسلمانوں کے خلاف کفر وارتداد کا الزام لگا کر ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔جس کی وجہ سے ملت آپس میں دست و گریباں ہو کر نہ صرف اپنی توانائیاں ضائع کرتی رہی بلکہ اسلام دشمن طاقتوں کی مضبوطی کا سبب بنی۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں شیعہ سنی بھائیوں کی طرح اکھٹے رہتے ہوئے تمام اختلافات اور متنازعہ مسائل کو علمی انداز میں آپس میں زیر بحث لاتے رہے ہیں لیکن یہ پہلی دفعہ ۱۹۸۵ میں ضیاء الحق کے دور حکومت میں ہوا کہ آئین پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک تنگ نظر، محدود سوچ اور سامراجی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے نام نہاد مذہبی تنظیم کو آزادی کے ساتھ کام کرنے کا موقع دانستہ دیا جاتا رہا۔ جو مسلمان

کے قتل عام، آپس میں لڑانے کے لیے خالص علمی مباحثوں کو گلی کوچوں میں لا کر نیم خواندہ اور کم عقل و شعور کے حامل افراد کو شیعوں کے خلاف بھڑکاتی رہی ہے۔

اللہ کی زمین اس کے نیک بندوں کے خون سے رنگین ہونے لگی۔ فتویٰ فروشی کا کاروبار خوب چمکا۔ مسلمان گروہ در گروہ تقسیم ہوتے رہے، کیا وہ نہیں سمجھتے کہ ان فتوں کا کیا نتیجہ ہوگا۔ ماضی کے گڑے مردے اکھاڑنے سے کیا حاصل؟۔ اس نااتفاقی کی بدولت اسلام دشمن اور سامراجی طاقتوں نے آج دنیا بھر میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے ۔کیا فلسطین، کیا کشمیر، کیا افغانستان، کیا عراق، جہاں کھلے عام بلا تفریق مسلک و زبان۔ رنگ و نسل کے مسلمانوں نسل کشی کی جارہی ہے۔

چوتھی بات: آج بھی استعمار کو مشرق وسطیٰ کے ممالک اور خصوصاً ایران، لبنان اور عراق و افغانستان میں جن نقصانات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کا ثمر ہے۔

اُنہوں نے اس حقیقت کو پالیا ہے کہ اگر ہم موت کے خوف پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے تو دشمن کا ہر حربہ ناکام ہو جائے گا کیونکہ استعمار اپنی مادی اور فوجی برتری کے بل بوتے پر مسلمانوں میں موت کا خوف پیدا کرتا ہے۔ نعیم قاسم کی کتاب ''حزب اللہ'' کے مترجم محمد یحییٰ خان لکھتے ہیں کہ ''یہ درست ہے کہ حزب اللہ شیعی مسلک کے مسلمانوں کی تنظیم ہے لیکن وہ جس مشن کو لے کر اُٹھی ہے وہ سب مسلمانوں کا مشترکہ مشن ہے دنیا میں آج بھی جو فرد، گروہ یا جماعت ہے اُس کا کوئی نہ کوئی مسلک ہوتا ہے۔ اگر ہم مسلک کے تعصب میں مبتلا ہو کر بے عملی کی دلدل میں پھنس گئے تو کبھی بھی نہ سنبھل پائیں گے لیکن اگر ''اپنے عقیدے کو مت چھوڑو اور دوسرے کے عقیدے کو مت چھیڑو'' کے اصول کو اپنالیں اور مشترکہ مقاصد کے لیے مل جل کر کام کریں تو اپنی منزل کو بہت جلد پالیں گے ۔ اگر ویٹی کن یہودیوں کو خون حضرت عیسیٰ معاف کر کے یہودی عیسائی مشترکہ محاذ کی داغ بیل ڈال سکتا ہے تو کیا مسلمان آپس میں ''کل مسلم اخوۃ'' کا مظاہرہ نہیں کر سکتے ہیں''۔

(ص ۱۵، حزب اللہ نعیم قاسم مترجم محمد یحییٰ خان)

استعمار اپنی چال، تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو سے کام لے کر انقلاب کے اثرات کو زائل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے کیونکہ اس انقلاب نے بڑی طاقتوں اور بالخصوص امریکہ کے غرور کو توڑنے اور چھوٹی اقوام کے اعصاب پر اس کی ہیبت کے بوجھ کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ مذہب پر رجعت پسندی کا الزام لگانے والے ہوں یا سیکولر دنیا کے لوگ جو مذہب کو قوت کی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکاری تھے وہ انقلاب ایران کی صورت میں اسلام کی سیاسی قوت کے بھرپور اور نتیجہ خیز مظاہرے دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔

محمد صلاح الدین (سابق ایڈیٹر تکبیر) انقلاب ایران کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''امام خمینیؒ کی قیادت میں تاریخ کا یہ انوکھا تجربہ دنیا کے سامنے آیا کہ ایمان اور جذبہ شہادت کے ذریعہ بڑی سے بڑی قوت کو کس طرح شکست دے سکتے ہیں۔ اس تجربے نے دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کو متاثر کیا۔ ان کے حوصلوں کو بلند کیا۔ دنیا کے مظلوم اور کچلے ہوئے لوگوں میں نئی امنگ پیدا کی۔ ان کے اندر چھائی ہوئی مایوسی و پژمردگی کو دور کر کے یقین و اعتماد کی تازہ روح پھونکی اور امید کی روشنی سے ان کے ذہنوں کو منور کیا''

(ص۔ ۳۹ انقلاب ایران)

عالمی استکبار کے نمائندہ امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں کا نفسیاتی مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے شاہ کی حفاظت کے لیے اسلحہ کے انبار فوجی لاؤ لشکر،

ساواک جیسی سفاک تنظیموں، سراغرسانی کی مختلف ایجنسیوں، مغرب زدہ مفاد پرست طبقے کی بالادستی اور امریکی تہذیبی گرفت کا جو مضبوط حصار قائم کیا تھا اُسے ان مدرسوں سے فارغ تحصیل علماء اور اُنکے پیروکاروں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ ہمارے انتظامات میں کیا کوتاہی تھی؟

''ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے زیر اہتمام ذوالفقار شاہ کی مطالعاتی رپورٹ ''فرقہ وارانہ دہشت گردی کراچی میں ۱۹۹۴ تا ۲۰۰۳ پر ۱۳ ستمبر ۲۰۰۲'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے اُس وقت کے ایس ایس پی پولیس (انٹیلیجنس برانچ) نے بتایا کہ ''فرقہ وارانہ دہشت گردی حکومت کی مذہبی جنونیوں کی سرپرستی کا نتیجہ ہے اور ان جماعتوں کو وجود بخشنے والے (انٹیلی جنس ایجنسیاں) بھی ان پر قابو پانے میں ناکام ہیں''۔ کاش اُن کو معلوم ہوتا کہ وہ کتنا بڑا جرم کر رہے ہیں۔

درحقیقت وہ اس صدی کو جو کہ غیروں کے مطابق مسلمانوں کی صدی ہے، کا قتل کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے مستقبل کو تاریک کر رہے ہیں۔ ان ہی سازشوں کی سمت اشارہ کرتے ہوئے رہبر امت حضرت امام خمینیؒ نے فرمایا ''استعمار اسلام کے نام پر اسلام کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔ جن ممالک میں شیعہ اور سنی کے مابین کچھ ناپاک ہاتھ اختلاف پیدا کر رہے ہیں وہ نہ شیعہ ہیں نہ سنی بلکہ استعمار کے آلہ کار ہیں اور دونوں کے دشمن ہیں''۔

ابھی بھی وقت ہے کہ جن اسلامی عقائد پر اتفاق رائے اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اُن بنیادوں پر ہم اتحاد بین المسلمین کو مضبوط بنائیں اور اختلافی مسائل کی تشہیر کے بجائے دینی، سیاسی اور ثقافتی محاذوں پر مشترکہ جدوجہد کی راہ اپنائیں۔ آج استعمار اور ان کے آلہء کاروں کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں سردست اپنی آزادی اور اپنی سرزمین کو بچانے کے ساتھ ساتھ مستقبل پر منڈلاتے ہوئے خطرات کا بھی مقابلہ کرنا ہے۔ اگر ہم اب بھی متحد نہ ہوئے تو ہم پر کسی بھی وقت آفت ٹوٹ سکتی ہے جیسا کہ ماضی کی تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوا ہے سقوط بغداد اور سلطنت عثمانیہ کی مثال سامنے ہے۔

تاریخ تشکیل پاکستان کے ایک خاص حصے، اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے عالمی منشور اور ۱۹۷۳ کے آئین کو دہرانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ عزاداری ہمارا دینی، آئینی، قانونی اور پیدائشی حق ہے جو کسی کو غصب نہیں کرنے دیں گے۔ قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی قبلہ کے فرمان کے مطابق ''اگر عزاداری کسی دور میں مستحب تھی تو آج واجب ہے'' اس سلسلے میں حکومتی سطح پر انتظام اور تعاون کوئی احسان نہیں بلکہ کسی بھی برسر اقتدار حکومت کی آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے جسے وہ پورا کرنے کی آئینی، قانونی اور اخلاقی طور پر پابند ہے۔ (اگرچہ ہم اُس کے شکرگزار ہیں)

شہید استاد مرتضیٰ مطہری کے مطابق ''قرآن کریم میں قوموں کے عروج و زوال کے چار موثر عوامل میں ایک ''عدالت اور بے عدالتی'' بھی ہے مجرموں اور دہشت گردی میں ملوث افراد کے خلاف مختلف اداروں اور سول سوسائٹی کی جانب سے اختیار کیا جانے والا کردار بھی دہشت گردی کے فروغ کا سبب بنا۔ جس کی چند جھلکیاں ''انصاف نہ ملنے کی دہائی، وکیل نے چیف جسٹس کے سامنے خود کو آگ لگالی۔ لاہور (نمائندہ جنگ) لاہور ہائی کورٹ سے انصاف نہ ملنے کی دہائی دیتے ہوئے سینئر وکیل سردار بلال احمد نے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے سامنے بھری عدالت میں پیٹرول چھڑک کر خود کو آگ لگالی۔ سردار بلال احمد ایڈووکیٹ کمرے عدالت میں داخل ہوئے اور چیخ وپکار کرنے لگے کہ ساری عمر کی کمائی سے بنایا ہوا گھر نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے گرادیا ہے۔ اُنہیں متبادل گھر بھی نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہائی کورٹ سے انصاف مل رہا ہے۔ اس پر

چیف جسٹس نے سردار بلال احمد ایڈوکیٹ سے کہا کہ آپ کا کیس میرے پاس نہیں ہے، اس لیے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ تحمل سے بات کریں اور جذباتی نہ ہوں۔ اس پر سردار بلال احمد نے کہا کہ اگر آپ کے پاس میرا کیس نہیں ہے تو میرے پاس پیٹرول ہے یہ کہہ کر سردار بلال احمد نے پیٹرول کی بوتل نکال کر خود پر چھڑک کر آگ لگالی'' (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۵ استمبر ۲۰۰۲ء)

عدالت نے اپنے فیصلے میں پولیس کے رویے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ ''مقتول ایس پی (علی محمد بلوچ ایس پی کرائم برانچ فیصل آباد) تھے لیکن اُن کے مقدمے کی تفتیش ایک تھانیدار نے کی۔ کسی افسر نے نگرانی تک نہیں کی۔ اگر ایک پولیس افسر کے ساتھ یہ صورتحال ہوسکتی ہے تو عام لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا۔

(روزنامہ جنگ ۷ اجولائی ۲۰۰۲ء)

معاشرے میں نفسانفسی اور پولیس کی جانب سے روا رکھے جانے والے رویہ کی بنا پر لوگوں میں اپنی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور قانونی ذمہ داری ''گواہی'' دینے سے اس حد تک گریز پایا جاتا ہے

حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر

گذشتہ ساٹھ سالوں میں ہم نے مساجد، امام بارگاہوں اور دوسری مذہبی عمارتوں کی تعمیرات میں کافی ترقی کی ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اس ڈیڑھ کروڑ کی آبادی والے شہر میں آپ کا اپنا ایک بھی معیاری کتب خانہ اور ریسرچ سنٹر نہیں ہے کہ جہاں سے خالصتاً علمی اور عالمی سطح پر اسلام اور تشیع پر ہونے والے حملوں کا جواب دیا جارہا ہو۔ ہاں نام کی حد تو ریسرچ سنٹر ہیں، مگر کیا وہاں تحقیق ہو رہی ہے؟۔

ایک ایسے وقت میں جب استعمار اور اُس کے کارندے، جنہوں نے بظاہر تشیع کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے، اپنے قلم و زبان سے مکتب پر ضربیں لگا رہے ہیں ہماری اجتماعی حالت کیا ہے۔ اُس کی تصویر کشی محترم جناب وحید الحسن ہاشمی صاحب نے کتاب ''احوال واقعی'' کے مقدمہ میں کچھ ایسے کی ہے ''اس دور میں شیعہ قوم تین طبقوں میں بٹی ہوئی ہے پہلا طبقہ علمائے حق کا ہے جو مایوسی کے عالم میں اپنی شرافت نفس کا تحفظ کرتے ہوئے گوشہ نشینی پر مجبور ہے۔ ان میں نہ اتنی سکت ہے نہ جان کہ وہ منبر کے تقدس کو بچانے کے لیے میدان عمل میں اتریں اور ناموس رسالت کی توہین کا مدلل و مسکت جواب دیں۔

دوسرا طبقہ ذاکرین کم فہم، کم نظر اور کم عقل کا ہے جو منبر رسولؐ پر قابض ہوگیا ہے اور اپنی باطل تقاریر اور مناظرانہ گفتگو سے عوام میں مقبول ہے۔ ان ذاکرین نے اپنے اپنے ایجنٹ رکھ لئے ہیں جو کمیشن لے کر اپنا اور ذاکر کا کاروبار چلا رہے ہیں۔ جب اُن ایجنٹوں سے پوچھا جاتا ہے کہ قبلہ اتنی بھاری فیس کیوں طلب کرتے ہیں تو اُن کا جواب سن لیں۔

۱) مولانا کو اپنی حفاظت کے لیے دو تین گارڈز رکھنے پڑتے ہیں جن کی ماہانہ تنخواہ پانچ ہزار روپے ہیں فی کس ہے

۲) بانی مجلس اپنی شہرت اور نام و نمود کے لیے بھاری فیس دینے میں تامل نہیں کرتے۔

۳) قبلہ کے ساتھ پیٹ بھی لگا ہے اور بچوں کی خوراک اور تعلیمی اخراجات بھی کرنا پڑتے ہیں۔

ایجنٹ صاحبان سے مودبانہ عرض ہے کہ اگر جان بچانے کے لیے مولانا گارڈز رکھتے ہیں تو وہ منبر سے یہ کیوں کہتے ہیں کہ میدان جنگ میں حضرت علیؑ نہ سر پر خود، نہ بازو پر جوشن، نہ پشت و سینہ پر سپر رکھتے تھے۔ کیا ائمہ اطہار نے اپنی حفاظت کے لیے کبھی گارڈز رکھے۔ مولانا ائمہ کی

پیروی کا دم بھی بھرتے ہیں اور ائمہ کے اسوہ کے خلاف عمل بھی کرتے ہیں۔ جہاں تک بانی مجلس کے رقم کی ادائیگی کا سوال ہے وہ مولانا کے حصول دنیا کے لیے قیامت تک رقوم پیش کرتے رہیں گے۔ اگر کوئی شخص امام سے یا رسولؐ سے یا خدا سے دنیاوی ٹھاٹ باٹ طلب کرتا ہے تو یہ ہستیاں اُسے دینے میں بخل سے کام نہیں لیتیں۔ مولانا کو علم ہے کہ ائمہ کے ساتھ پیٹ لگا ہوتھا اور ان کے زیر پرورش اہل وعیال بھی تھے کیا وہ بچوں کی پرورش کے لیے جگہ جگہ مجالس و محافل پڑھنے جاتے تھے۔ تیسرا طبقہ عوام کا ہے ان کی فریاد بھی سن لیجئے اور کوتاہیوں، نامناسب رویوں کے تدارک کا کوئی دیرپا اور مستقل اہتمام کیجئے۔

۱) اہل منبر مجالس میں خود روتے نہیں ہمیں رُلاتے ہیں۔ خود ماتم نہیں کرتے، ہم سے ماتم کراتے ہیں۔

۲) وہ قیمتی کاروں میں سفر کرتے ہیں اور عالی شان مکانوں میں رہتے ہیں جبکہ عوام کے پاس نہ سواری کا بندوبست ہے نہ رہائش کے لیے مکان ہے۔

۳) اُن کے بچے اعلیٰ اور بھاری فیسوں والے اسکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں جبکہ ہمارے بچے کارپوریشن کے اسکول اور کالج میں پڑھتے ہیں ،جن کی فیس دینے کی بھی ہم میں استطاعت نہیں ہے۔

۴) مسجدوں میں سنگ مرمر کی ٹائلیں لگائی جارہی ہیں، بلند و بالا مینار بنائے جاتے ہیں جن پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ امام بارگاہوں کی زیبائش پر بے بہا خرچ کیا جاتا ہے مگر غربا کے لیے نہ کوئی ادارہ بنتا ہے نہ ان کی مالی مدد کی جاتی ہے۔

۵) سہم سادات کی رقم نہ غریب سیدوں کو ملتی ہے نہ سیدانیوں کو سہارے کے لیے دی جاتی ہے۔ سید اور سیدانیوں کے لیے پاکستان میں کاغذ پر کچھ ادارے بنے ہیں جب کوئی سیدانی گرتے پڑتے وہاں جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں مولوی صاحبان سے تصدیق کروا کر لاؤ کہ واقعی تم سیدانی ہو، جب وہ مفلوک الحال مولوی کے گھر پہنچتی ہے تو اطلاع ملتی ہے کہ مولوی صاحب عشرہ ثانی پڑھنے کے لیے میر پور خاص یا میانوالی گئے ہیں پندرہ دن کے بعد واپس آئیں گے، دوسرے اور تیسرے مولوی صاحبان بھی گھر پر نہیں ملتے اور غریب سیدانی خدا کی امداد پر بھروسہ کرکے گھر میں بیٹھ جاتی ہے۔

۶) اگر کوئی مومن شہید ہوجاتا ہے نہ اُس کی بیوہ کی خبر گیری کی جاتی ہے نہ اس کے بچوں کو دلاسہ دینے والا کوئی آتا ہے۔ کاش کوئی ادارہ یا حلقہ ہوتا جو ان یتیم بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم کا بندوبست کرتا۔

۷) اہل منبر مجلسیں پڑھ پڑھ کر اپنی پی آر مضبوط کرلیتے ہیں اور اُن کی بچیوں کی شادی عنفوان شباب میں ہوجاتی ہیں مگر غریب شیعہ بچی کو رشتہ دینا کوئی پسند نہیں کرتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کے سروں پر چاندی کے بال اُگنے لگتے ہیں۔

۸) پاکستان میں شیعوں کی آبادی دو تین کروڑ ہے جن میں پندرہ لاکھ نوجوان بے روزگار ہیں۔ امیر بچے بھی بے روزگار ہیں مگر ان کے والدین ان کے کفیل ہوجاتے ہیں۔ اس ملک میں رشوت اور سفارش سے ہر کام ہوجاتا ہے مگر غریب کے پاس نہ رشوت کے لیے رقم ہے نہ کوئی سفارش، نتیجہ میں گھروں میں بے اطمینانی اور تصادم کی فضا پیدا ہوجاتی ہے۔

۹) پاکستان بھر میں تقریباً تین چار لاکھ مجالس اور محافل منعقد ہوتی ہیں قریب قریب اتنے ہی اہل منبر ہیں انھوں نے اپنی مجالس میں نہ بے روزگاری، نہ شعراء اہلبیتؑ کی حالت، نہ بچیوں کی شادی، نہ تجارت، نہ بچوں کی پرورش، نہ سید اور سیدانیوں کے مصائب، نہ شہداء کے پسماندگان کی

کفالت پر تقریر کی، جیسے یہ عمرانی مسائل شیعہ قوم کے اندر پائے ہی نہیں جاتے۔

۱۰) متحدہ ہندوستان میں کم سن بچوں کو طرح طرح کا تبرک دیا جاتا تھا۔ وہ بچے تبرک کے شوق میں مجالس میں شرکت کرتے تھے یوں لاشعوری طور پر ان کے کان مین محمدؐ آل محمدؐ کے فضائل ومصائب پڑ جاتے تھے۔ اب تبرک ختم کر کے اس کی رقم ذاکروں کی جیب میں ڈال دی جاتی ہے اس عمل سے جدید دور کی مجالس میں بچے شریک نہیں ہوتے ہیں"۔

ع اب تو علامہ تبرک کی رقم کھاتے ہیں (فیض بھرت پوری)

ان سب حالات کے باوجود ابھی بھی وقت ہے کہ ہم سب اپنی انفرادی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی ذمہ داریوں کے لئے بھی وقت نکالیں، جن مسائل کی نشاندہی کی ہے اُن کے حل کے لیے مخلصانہ کوششیں کریں۔ جو ادارے پہلے سے کل پاکستان کی بنیاد پر سرگرم عمل ہیں ان کی مدد کریں مثلاً تعلیم کے میدان میں انجمن وظیفہ سادات ومومنین یا شہداء کے حوالے سے شہید فاونڈیشن پاکستان۔ وغیرہ

"یہ فیصلہ کی گھڑی ہے کہ ہمیں کونسی شہرت، عزت اور سربلندی درکار ہے۔

درست ہے کہ راہ حق بہت دشوار گزار ہے

سخت امتحان بار ہے

مگر ہمارے پاس اسوہ حیدر کرارؑ اور کربلا والوں کا کردار نہیں ہے

اگر ہم واقعی کربلا والے ہیں اور

ایک راسخ العقیدہ حسینی ہیں

تو ہمیں اس دشوار گزار راستے کا انتخاب کرنا ہوگا

جو ابوذر غفاری، میثم تمار اور قنبر جیسے

علیؑ کے غلاموں نے کیا تھا" (نشان راہ: مولانا حسن ظفر نقوی)

آج اس الیکٹرانک میڈیا کی چکا چوند، دنیا میں کتاب کیوں لکھی جائے؟

تاریخ انسانی میں تحریریں، دائمی اثرات کی حامل، حیات بخش اور قوموں کی حیات اور ترقی کا پیمانہ ہوتی ہیں۔ تقریریں وقتی طور پر بڑی پر اثر ہوتی ہیں مگر تحریر کے دائمی اثرات ہیں۔ افراد مر جاتے ہیں مگر کتابیں مرتی نہیں بلکہ منتقل ہوتی ہیں۔ ہر زندہ قوم ومذہب میں تصنیف وتالیف کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہوتی ہے اگر کوئی مذہب اس محاذ پر کمزور ہو جائے تو وہ اپنا بھرپور دفاع نہیں کر پاتا ہے۔ اس کے پیروکار، واعظ اور مبلغین کی اکثر گفتگو منطق ومضبوط استدلال کے بجائے خوش کن الفاظ، جذبات، نکتہ آفرینی اور خوش کن لطیفوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

شہداء ملت کو یاد رکھنے کا ایک بہترین طریقہ ہے کہ ان کی عملی زندگی اور حیات بخش کارناموں کو یاد رکھا جائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان زندگی اور حالات وواقعات شہادت کو قلم بند کر کے، کتاب کی صورت میں پیش کیا جائے کیونکہ

ع ہر زمانے میں، زمانے کی ضرورت ہے کتاب

ملت کے غیور اور باشرف شہداء کے بکھرے ہوئے حالات کو جمع کر کے صفحہ تاریخ پر کتاب کی شکل میں محفوظ کیا جائے اور وقت اور وسائل

ملتے ہی اسکے منتخب ابواب کا انگریزی ترجمہ کرا کے دنیا کی مشہور و معروف لائبریریوں اور انسانی حقوق کے اداروں کو ارسال کیا جائے تا کہ دنیا کو معلوم تو ہو کہ ہماری حکومت سامراج کے مفادات کی جنگ لڑتی رہی اور اپنے ملک میں جاری دہشت گردی سے دیدہ دانستہ چشم پوشی کی، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے والوں کی اولادوں کے خلاف دہشت گردی پر جانبدارانہ رویہ اختیار کیا۔

کتاب کی تدوین و تالیف کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ملت تشیع کے خلاف ہونے والی دہشت گردی میں ہونے والے جانی، مالی، خسارے کے ساتھ ساتھ ہیومن ریسورس (پڑھی لکھی، تجربہ کار و ہنر مند افرادی قوت) کے نقصان کو منظر عام پر لایا جائے۔ مثلاً 44 ڈاکٹرز کے قتل کا مطلب ہے کہ 57640 افراد کو علاج معالجہ سے محروم کر دیا گیا۔ وطن عزیز میں 1310 افراد کے لیے ایک ڈاکٹر موجود ہے۔

(33 شیعہ اور 11 اہلسنت ڈاکٹرز جن میں سے چار ڈاکٹرز کو شیعوں سے ملتے جلتے ناموں کی وجہ شہید کر دیا گیا)

اس کتاب کی تیاری کے دوران کچھ اہل علم و صاحبان منبر اور نظریاتی ساتھیوں سے اُن کے مرتبہ اور خدمات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تحریر یا کسی سانحہ سے متعلق تصویر یا پھر کسی شہید سے متعلق تحریر یا تصویر کے سلسلے میں تعاون کی درخواست کی، متعدد ملاقاتوں، یاددہانیوں اور ٹیلی فونوں کے بعد بھی، اُن کا بہت ہی حوصلہ شکن جواب ملا۔

الحمدللہ، اس بندے ناچیز و حقیر نے اس کتاب کی تالیف کو ایک قرض و فرض سمجھ کر مکمل کیا ہے کیونکہ اس کارواں شہادت (کاروان حج و زیارت نہیں) میں ہمارے، بہت سے ساتھی ہم سے بچھڑ گئے ہیں۔ مولا شاہد ہیں کہ اس تحریر کی ترتیب و اشاعت میں بھی ہمارے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی اس کتاب کے ذریعہ سے کسی قسم کی مالی منفعت یا شہرت کا حصول نہیں ہے۔

اس لیے کہ اس کتاب کی بنیاد صرف اور صرف اُن شہداء کی یاد کو قائم اور محفوظ کرنا ہے جنہوں نے آمادگی و آگاہی کے ساتھ یا بغیر آمادگی و آگاہی کے حبِ اہلبیت کے حوالے سے خلعت شہادت کو زیب تن کیا۔ اس کتاب کی تدوین اور جمع آوری کا کام دس سال سے زائد عرصے پر محیط ہے جس کا اندازہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہی ہوگا۔ ہم نے خونِ شہداء کی کرامات کا، قدم قدم پر مشاہدہ کیا اور یہ اُن ہی کے طفیل ہے کہ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۶ کو ایک قاتلانہ حملے میں بچ جانے کے بعد آج ہم اس کو مکمل کرنے کے لیے موجود ہیں۔ کیونکہ

شکوہ ظلمت شب تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

احمد فراز

اس کتاب میں حوالوں، اعداد و شمار اور واقعات کو حتیٰ الامکان تصدیق کرنے کے بعد شامل کیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی غلطی کا امکان موجود ہے کیونکہ یہ کام کسی فرد یا افراد کا نہیں بلکہ ایک ادارے کا ہے جو تائید مالک اور کرم آئمہؑ سے اس بندۂ ناچیز کے ہاتھوں سے منظر عام پر آیا۔

لہٰذا پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں نشاندہی کے ساتھ ساتھ نامکمل معلومات کے سلسلے میں بھی تعاون میں فرمائیں اگر چہ استاد سبط جعفر صاحب نے اپنی بہترین صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے کتاب کی پروف ریڈنگ کی ہے اگر اسکے باوجود بھی غلطیاں ہیں ہے تو وہ ہماری ہیں استاد محترم کی نہیں۔

ہم ممنون احسان ہیں اُن تمام خانوادہ شہداء، علماء کرام خصوصاً قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی، مولانا حسن رضا غدیری

(لاہور)، مولانا سید رضی جعفر نقوی، مولانا سید محمد عون نقوی، مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی قمی، مولانا احمد علی امینی، مولانا اکبر علی ناصری اور مومنین کرام کے، جنہوں نے اس سلسلے میں معلومات، تصاویر یا تحریروں کے ذریعہ سے تعاون کیا۔

اداروں میں خصوصاً خوجہ اثنا عشری جماعت، اراکین شہید فاونڈیشن پاکستان، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے، شخصیات میں جناب محترم پروفیسر سیدؔ زین العابدین صاحب، محترم جناب سیدؔ سلمان حسین صاحب، محترم پروفیسر سید سبط جعفر صاحب، محترم جناب آل محمد رزمی صاحب، محترم جناب سیدؔ ذوالفقار حسین نقوی صاحب محترم جناب عالم شاہ جی (وادیِ حسین) محترم جناب سیدؔ محمد حسین نقوی صاحب جنہوں نے انگریزی مضامین کا اردو میں ترجمہ کیا، محترم جناب علی رضا صاحب، محترم جناب زیدی صاحب جو اس کام کا وسیلہ بنے، عباس بھائی سولجر بازار، ہاشم بھائی جنہوں نے نادر تصاویر و دستاویزات سے حوصلہ دیا، صادق بھائی، سجاد بھائی، صابر بھائی، شبیر بھائی، خورشید بھائی، شاہد بھائی (پریس)، حیدر بھائی (پریس)، عمران علی بھائی جن کی موٹر بائیک کی بدولت کراچی کے مختلف امام بارگاہوں اور ۲۰ قبرستانوں تک رسائی ہوئی اور اُن تمام گورکنوں کا جنہوں نے شہداء کے قبور کی نشاندہی کی۔

ہم شکر گزار ہیں اپنے اہل خانہ کے خصوصاً والدہ اور اہلیہ کے جنہوں نے ہر مشکل گھڑی میں ہمارے ہر طریقے سے نہ صرف ساتھ دیا بلکہ حوصلہ دیا اور دامے درہے سخنے ہماری مدد کی، حقیقت یہ ہے کہ اہل خانہ کے تعاون کے بغیر کتاب کی تالیف ممکن نہ ہوتی۔

ہمارے سلام ہو ان افراد جنہوں نے مالی تعاون سے اس کتاب کی اشاعت کو ممکن بنایا۔ ان کے مرحومین کے لیے ایک سورہ فاتحہ کی درخواست ہے

آخر میں تمام شہدائے اسلام خصوصاً شہدائے عزاداری اور تمام مومنین اور مومنات کے لیے سورہ فاتحہ کی درخواست ہے۔ اس دعا کے ساتھ اجازت چاہتے ہیں کہ

اللہ مجھے لشکر مہدیؑ سے ملادے

سید حسن مرتضیٰ

محرم الحرام ۱۴۳۰ھ / دسمبر ۲۰۰۹ء

مقدمہ

مقتل کو سرخرو کر کے

آل محمد رزمی

حسن مرتضیٰ کو میں نہیں جانتا وہ کون ہیں؟ کیا ہیں؟ لیکن یہ ضرور جانتا ہے کہ وہ اپنے پہلو میں ایک حساس دل رکھتے ہیں، قوم کے دکھ سے آشنا ہیں، قومی مسائل ومعاملات پر با آواز بلند اور خلوص نیت کے ساتھ سوچتے ہیں۔

مولانا حسن ترابی کی شہادت ایک ایسا حادثہ تھا جسے بھلانا ممکن نہ تھا لیکن بس درد اور ہوک کی لہر اٹھی اور وقت کے ساحل سے ٹکرا کر ختم ہو گئی لیکن حسن مرتضیٰ کی حساس نگاہوں سے یہ دیکھا نہ گیا، وہ اس فریب تماشہ سے آگے بڑھے اور انہوں نے مولانا حسن ترابی کی زندگی کے لمحہ لمحہ کو زنجیر کرنے کی کوشش کی اور شہید پر ایک معیاری کتاب مرتب کی مجھے نہیں معلوم کہ حسن مرتضیٰ اس مرحلے میں کرب کی کس کس راہ سے گذرے۔ اس راہ میں حجتہ الاسلام مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی دام مجدہ بھی اُن کے ہمسفر ہیں۔ اُن کی موجودہ کتاب ''شہداء ملت جعفریہ کراچی'' مختلف موضوعات کی بھول بھلیاں ہے۔

اس میں کراچی کے عزاداری کی تاریخ بھی اور سانحات کراچی کا تذکرہ بھی، اس میں محبت اہلبیتؑ کے جرم بے گناہی میں شہید ہونے والوں کا ذکر بھی ہے اور تاریخ تشیع کراچی بھی موجود ہے۔ شہداء کے پیغامات بھی ہیں اور فرقہ واریت کا پس منظر اور علل واسباب کا ایک مطالعہ بھی۔ اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا منشور پر بھی بحث ہے۔

کراچی میں منعقد ہونے والی شیعہ کنونشن کی داستان بھی ہے اور شہداء کی کرامت کی کہانی بھی، شہداء کے متعلقین ولواحقین کے احساسات کا عکس بھی ہے اور شہداء کی یادوں کی خوشبو بھی غرضیکہ یہ کتاب ایک عمدہ دستاویز اور اچھی کوشش ہے۔

یہ جذبہ، یہ حوصلہ، یہ خلوص، یہ عزم، یہ استقلال اور ہمت خدا ہر ایک کو عطا نہیں کرتا قابل ستائش ہیں حسن مرتضیٰ جنہیں مالک دو جہاں نے اس عظیم کام کے لیے منتخب کیا۔ مجھے معلوم ہے کہ اُنہیں کتنے حرف ناملائم برداشت کرنے پڑے ہوں گے اور کتنی تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہوگا لیکن جو اہل دل ہیں آسانی سے رنجیدہ نہیں ہوتے ہیں۔

یہ اپنا احساس کہ گذشتہ تین دھائیوں سے قوم جس طوفان نوح سے دوچار ہے اس میں گھر بار، نقد جاں، ذہن وضمیر، حوصلہ اور احساس سبھی کچھ بہا جا رہا ہے۔ رہبروں کی رہزنی اور قوم کی بے حسی نے سب کی طرح حسن مرتضیٰ کے دل پر بھی گرہ لگا دی ہے جس کا کساؤ کبھی کم نہ ہوگا، جو بھی اسے محسوس کرے گا یہ چوٹ سدا اس کے دل پر رہے گی۔ جب بھی وہ سوچے گا اس کی آنکھیں بھر آئیں گی، محبت اہلبیتؑ میں جاں سے گذرنے والے شہیدوں کا خیال جب بھی آئے گا، دل دکھے گا، ان دکھی ماؤں کا خیال آئے گا جن کے لال آسودگان خاک کراچی بن چکے ہیں یا پاکستان کے کسی اور شہر میں محو خواب ہیں۔ شہداء اپنے رب سے متصل ہو چکے ہیں اور ہمیں شہداء تک پہنچنا ہے۔

اُن بچوں کا خیال جو یتیمی کا داغ دل پہ لیئے ہمیشہ سوچتے ہیں گے کہ اب کون اُن کو شفقت سے گلے لگائے گا، ہر نئی شرارت پہ کس کو پیار آئے گا؟ یہ گنگ زباں، بولتی آنکھوں والے معصوم چہرے قوم سے کیا پوچھیں کہ ہمارے بابا کو کس جرم میں شہید کیا گیا؟ اس کا جواب تو ظالم حکومت کے مفلوج حکمران ہی دے سکتے ہیں اس کا جواب نہ مرے پاس ہے نہ حسن مرتضیٰ کے پاس نہ کسی اور کے پاس مگر قوم کے یہ نونہال، قوم کے یہ شعور

فرد امحبت تو مانگ سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اُن کے زخم کے لیے کوئی مرہم نہیں یا ہم بے حس ہو چکے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ لفظ غمگساری مداوئے غم نہیں ہو سکتے، ہماری زبانی تسلی تشفی سے اُن کے زخم نہیں بھر سکتے۔ یہ درست ہے کہ لفظ صوت بھی ہیں اور صدا بھی، زنجیر بھی ہیں اور تعزیز بھی، تقدیر بھی ہیں تصویر بھی، لیکن ایسے موقع پر لفظ صوت وصدا سے محروم ہو جاتے ہیں لفظ اُن کے درد کا مرہم نہیں، کبھی کبھار نادار کا کشکول بن جاتے ہیں جس میں کبھی کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔

اُن دکھی ماؤں کے آنسو کو کیسے روک سکتے ہیں جو اپنے جوان بیٹوں کی لاشیں تحمل سے دل میں چھپائے بیٹھی ہیں شہیدوں کا غم، سرفروشوں کا صدمہ، اُن بیواؤں کی سسکیاں، آہیں، آنسو اور آوازوں کو کیسے روک سکتے ہیں جن کی آواز شب کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ تیز ہو جاتی ہیں۔

اے ارض و سما کے مالک تو ہی ان کو صبر کی نعمت دے سکتا ہے، اس عہد بلائے وحشت میں کون کس کا پرسان حال ہے ۔ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بچوں کی نگاہوں کے آئینے سلگ رہے ہیں اور ہم اپنی ذات ومعاملات میں گم ہیں۔ کیا کبھی ہم نے سوچا کہ یہ وقت ہم پر بھی آسکتا ہے (خدا نہ کرے) شاید متاثرین کی طرح ہم بھی الجھتے جذبوں کے بلبلوں میں خود اپنی معدومیوں اور محرومیوں کی ہیبت وحسرت اتر گئی ہے۔۔۔۔ ان اجڑی ہوئی مانگوں کا ازالہ کیسے ہو؟ ان حیادار آنکھوں کے لرزتے ہوئے آنسوؤں کون پوچھے گا۔ وقت مرہم ضرور ہے لیکن اپنے پیاروں کی جدائی کا غم زندگی کے ساتھ ساتھ سلگتا رہتا ہے، موقع بہ موقع قدم بہ قدم، وہ یاد آتے ہیں۔

سوگواری کی اس محفل میں ہم کہاں کھڑے ہیں؟۔۔۔

اور ہمارا کردار کیا ہے۔

کچھ دیر فرض کیجئے شہید فاونڈیشن کے فرض شناس کارکنان نہ ہوں تو
پوری قوم ان شہداء کی قاتل نظر آئے گی۔
نہ ہم افرادی طور پر کم ہیں نہ وسائل کے معاملے میں تہی دامن،
بس بے حسی ہے۔
ہم کیا کچھ نہیں کر سکتے مگر کچھ نہیں کرتے
لائق توقیر ہیں وہ لوگ جو شہید فاونڈیشن کے ساتھ مل کر
شہیدوں کے ورثا کی چھلکتی ہوئی آنکھوں سے آنسو پوچھ رہے ہیں۔
مالک دو جہاں ہمیں احساس کی دولت سے نوازے
اور ہمیں سوچنے کی توفیق دے کہ جو لوگ بے جرم خطا مارے گئے،
وہ ہمارے ہی بھائی تھے۔
علیؑ کا ماننے، چاہنے والا
ایران میں ہو یا عراق میں،
لبنان میں ہو، افغانستان میں،

کشمیر میں ہو یا پاکستان میں،
ہر دو رشتے سے ہمارا بھائی ہے
انسانیت کے رشتے سے،
حسینیت کے رشتے سے۔
ہمیں ان شہداء کے بارے میں سوچنا ہے
اگر ہم نے نہیں سوچا تو یہ تاریخ کی نفی ہوگی اور
تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی اور
ہمارے پاس آئندہ نسلوں کے لیے کوئی جواب نہ ہوگا۔
ماضی کی سچائیاں۔۔۔ حال اور مستقبل دونوں کو دوام بخشتی اور عزم عطا کرتی ہیں۔
ہم نہیں چاہیں گے کہ
اپنے ہاتھوں سے اصولوں کو کفن پہنائیں، سچائیوں کو مصلوب کریں، حق کی تربت بنائیں اور
اپنی روایات و تہذیب واقدار کو دفن کردیں۔
حسن مرتضیٰ کی اس کتاب کا مقصد
قوم میں احساس کو اجاگر کرنا ہے۔
شہداء کی تاریخ سے آنے والی نسلوں کو آگاہ کرنا ہے۔
شہداء کو خلوص دل کا خراج ادا کرنا ہے۔
خانوادہ شہداء سے اظہار ہمدردی و یکجہتی ہے۔

حسن مرتضیٰ کی اس کتاب کا مقصد شہیدوں کے مرقد پر عقیدت کے پھولوں کی چادر چڑھانا ہے جس میں تحسین و تہنیت کے پھول گندھے ہوئے ہیں اور موجودہ و مستقبل کی نسلوں کے دل و دماغ اور روح و بدن کے لیے معطر صحیفہ ہے اور قوم کو یہ باور کرانا ہے کہ

کربلا آج بھی زندہ ھے

کسی بھی سال کے آخری دن کا سورج غروب ہوتے ہوئے جہاں آئندہ سال کے حالات وواقعات وحوادث وخطرات کے مقابلہ کے لیے آمادگی کی دعوت دیتا ہے وہاں گذشتہ سال کی طرح ایک نگاہ عبرت ڈالنے کی بھی استدعا کرتا ہے تاکہ انسان ماضی سے مستقبل سازی کا سبق لے اور تجربات کی بنیاد پر آئندہ کی عمارت تعمیر کرے۔

تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو دور حاضر کے تمام انقلابی نعروں اور تمام اصلاحی تحریکات کی روح اور اُن کی اصل وہ ارشادات و اعلانات ہیں جو امام حسینؑ نے سن ساٹھ ہجری کے اواخر اور ۶۱ ہجری کے آغاز تک مدینہ سے کربلا تک فرمائے اور منبر کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے جذبات کو بیدار کیا تھا اور عوام کو بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرانے کا حوصلہ دیا تھا۔

ایران کا اسلامی انقلاب ہویا

حزب اللہ کی تحریک سب انقلاب کربلا کی بازگشت ہے۔

غم حسینؑ کے آنسو ہمارا سرمایہ حیات، ذکر مظلوم ہماری دولت اور ماتم حسینؑ ہماری زندگی

ذکر حسینؑ کے سایہ میں ہم نے آنکھیں کھولی ہیں اور

اسی غم کی چھاؤں میں ہمارے جنازے بھی نکلیں گے

یہی ہمارا مذہبی شعار اور دینی علامت، یہی ہماری ثقافت اور یہی ہماری تہذیب ہے

ہم اپنے غم کو بھی مجلس حسینؑ میں تبدیل کر دیتے اور

خوشی کی تقریبات بھی فرش مجلس پر انجام دیتے ہیں

اُس دن بھی زیارت وارث پڑھ کر یوم عاشورہ کو یاد کرتے ہیں

یعنی ہم کربلا کے امانت دار اور حسینیتؑ کے علم بردار ہیں

ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں ہے

یعنی سرزمین کربلا پر پیش ہونے والے

استقامت وعبادت، ایثار و قربانی، عزم واستقلال

وفاداری وفداکاری کے مرقع ہمارا سرمایہ حیات ہیں۔

ہم حضرت علی اکبرؑ کے شوق جہاد، ہم حضرت عباس علمدارؑ کی وفا

ہم حضرت علی اصغرؑ کے تبسم اور حضرت امام حسینؑ کے امانت دار ہیں

عزاداری کی اہمیت کے پیش نظر جناب حسن مرتضی نے کراچی کی عزاداری کا تاریخی مطالعہ پیش کیا ہے۔

ذات واجب ان کی اس سعی کو قبول ومقبول فرمائے

☆☆☆☆☆

"جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو کہ زیادہ خوف واحتیاط خطرہ سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے"

(حضرت امام علی علیہ السلام)

دعا

خداوندا! تو نے تمام فرشتوں سے آدمؑ کو سجدہ کرایا لیکن
اب آدمؑ کی اولاد کو زمین کے شیطانوں کے سامنے سجدہ کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔
خداوندا! اولاد آدمؑ کو اس صدی کے بتوں کی غلامی سے نجات دے۔ جنہیں ہم نے خود بنایا ہے۔
ہماری مدد کرتا کہ ہم تیری بندگی اور فرمانبرداری میں فلاح پائیں۔
اے پروردگار! ان لوگوں کو تباہ و برباد کر جو تیری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں،
تیرے نبیوں کو قتل کرتے ہیں اور دنیا پر اپنا تسلط جمائے ہوئے ہیں اور
ان لوگوں کو بھی تباہ کر جو عوام کے مفادات سے غداری کرتے ہیں۔
یا اللہ! لوگوں کو عدل وانصاف کی راہ دکھا۔ خداوندا! ہمارے دینی علماء کو احساس ذمہ داری،
عوام کو عقل، اہل ایمان کو آگاہی اور شعور، ذی فہم لوگوں کو یقین، نیکوکاروں کو ادراک،
بیکسوں کو جذبہ و جوش، عورتوں کو عصمت و فراست، مردوں کو غیرت و حمیت، بوڑھوں کو سمجھ بوجھ، نوجوانوں کو کھرا پن اور
استادوں اور طالب علموں کو روشن خیالی عطا فرما۔ جو سو رہے ہیں انہیں جگا دے۔
پروردگار! جو لوگ جاگ چکے ہیں انہیں قوتِ ارادی بخش،
ہمارے مبلغوں کو سچائی کے جذبے سے سرشار کر، دیندار لوگوں کے عقیدے میں پختگی پیدا کر،
اہلِ قلم کو احساس ذمہ داری دے، فنکاروں میں محنت کی عادت پیدا کر،
شاعروں کو قوتِ ادراک عطا کر، اسکالروں کو ہدف مرحمت فرما
اور جو لوگ ہمت ہار چکے ہوں انہیں امید کی روشنی دکھا۔ ہمارے محروموں کو قوت عطا کر اور قدامت پسندوں کو جھنجھوڑ دے۔
جو بیٹھ گئے ہیں انہیں اٹھنے کی ہمت بخش، جو ساکن ہو گئے ہیں انہیں حرکت میں لا۔
اے پروردگار ہمارے مردوں کو زندگی، نابیناؤں کو بینائی، جو خاموش کر دیئے گئے ہیں انہیں قوتِ گویائی،
تیری اطاعت اور محمدؐ وآل محمدؐ کی محبت سے سرشار مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو اتحاد کی نعمت سے سرفراز فرما۔
حاسدوں کے دلوں سے حسد دور کر، متکبروں کو عدل وانصاف کا پابند بنا،
بدزبان لوگوں کو تہذیب بخش، ہمارے مجاہدین کو صبر دے۔
ہمارے عوام کو ذوقِ آگاہی دے اور ہماری قوم کو ثابت قدم رکھ۔
ہمیں قوتِ ایثار دے اور فلاح وخودداری کی فضیلت سے آشنا کر۔

ڈاکٹر علی شریعتی (ص ۸۳-۸۵ مرگ بگرنگ)

پیغامات

امام مهدی علیه السلام کا پیغام
هم سب کے نام

هم تمہارے تمام حالات سے واقف ہیں ان میں سے کوئی بھی
(معاملہ) ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے اور
وہ ساری لغزشیں جو تم سے (سرزد) ہوتی ہیں ہم ان سے بھی
(اچھی طرح) باخبر ہیں۔ اس وقت سے جب تم میں سے اکثر
(افراد) بعض ایسی برائیوں کی طرف مائل ہیں جن سے تمہارے
نیک بزرگ دوری اختیار کیے ہوئے تھے۔
ہم تمہاری نگہداشت اور دیکھ بھال میں کوتاہی نہیں کرتے اور نہ
تمہاری یاد کو دل سے نکالتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو
بے سروسامانیاں اور مصیبتیں تم پر ٹوٹ پڑتیں اور دشمن تمہیں کچل
کر رکھ دیتے (لہٰذا) تقویٰ اختیار کرو (اللہ سے ڈرو)۔
ہماری نصرت کرو اور جو فتنے تمہیں اپنے نرغے میں لیے ہوئے ہیں
اس سے بچنے کے لیے مجھ سے تدبیر و رہنمائی کے طالب رہو

(اقتباس ص ۱۷۵ بحارالانوار جلد ۵۲)

پیغام

آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ

میں اب زندگی کے آخری دن گزار رہا ہوں جلد یا بدیر آپ کے درمیان سے چلا جاؤں گا

لیکن آپ کو آنے والے تاریک اور سیاہ زمانے کی پیش بینی کر رہا ہوں۔

اگر آپ نے اپنی اصلاح کی تیاری نہ کی اور اپنی زندگی اور درس حصول علم کے امور میں نظم وضبط پیدا نہ کیا

تو آنے والے تاریک زمانے میں خدانخواستہ تباہ و برباد ہو کر فنا ہو جاؤ گے۔ غور وفکر کرلو،

بیدار اور ہوشیار ہو جاؤ اور اپنی اصلاح کرو، متحد اور منظم ہو جاؤ اور اُٹھ کھڑے ہو۔

پہلے مرحلہ میں اپنی تہذیب وتزکیہ نفس کرو اور اپنی اصلاح کرو، متحد و منظم ہو جاؤ۔

(ص ۱۱۸، جہاد اکبر)

maablib.org

پیغام رہبر مسلمین آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

اتحاد بین المسلمین کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام مذاہب میں دینی تعصب بیدار نہیں ہونا چاہیے آپ ایسا کوئی کام انجام نہ دیں کہ جس سے غیر شیعہ مسلمان کے جذبات آپ کے خلاف بھڑک اٹھیں اور وہ بھی کوئی ایسا کام انجام نہ دیں کہ جس سے اسے اپنے مذہب اور مکتب فکر کے تعصب کو آپ کے خلاف بھڑکنے کا موقع ملے کیونکہ دشمن اسی تلاش میں ہے۔ دشمن اپنے مقصد کس طرح کامیاب ہوسکتا ہے؟ اور یہ کام کس طرح ممکن ہے؟ یہ کام بہت آسان ہے۔

وہ یہ کام کریں گے کہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کے دینی اور مذہبی جذبات کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائیں۔ وہ اہل سنت کو اس بات کا یقین دلائیں کہ شیعہ حضرات صحابہ کرام پر سب وشتم کرتے ہیں اور یہ آپ کے مقدس افراد کو ایسا ویسا کہتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں میں جدائی اور فاصلے ایجاد کریں گے اور دشمن کی دیرینہ خواہش یہی ہے۔ واضح سی بات ہے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف ان کیلئے ایک سودمند چیز ہے۔

معاشرے میں ایسے افراد ہیں جو، ان (اتحاد بین المسلمین) کی تعلیمات کے برخلاف عمل کرتے ہیں تو ایسے افراد کو اپنی محافل سے باہر نکال دیجئے اور ان سے اپنی مخالفت کا کھل کر اعلان کیجئے، یہ لوگ ہیں جو اسلام کی جڑوں، بلکہ مکتب تشیع کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور ان لوگوں کے اس طرز عمل سے اسلام کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے، یہ تمام امور بہت اہم مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔

آج اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت اور اسلامی نظام کے نفع میں ہے اور اس کے خلاف حرکت کرنا امریکا اور صیہونیوں کے فائدے میں ہے اور ان تمام افراد کے حق میں ہے جو دنیائے اسلام میں اپنی جیبوں کو ڈالروں سے بھر رہے ہیں جو طبقہ لوگوں کے ایمان ومعرفت، ان کے قلوب ائمہ معصومینؑ اور اہلبیتؑ عصمت وطہارت سے سروکار رکھتا ہے، اس کی ذمہ داری اور وظیفہ بہت سنگین ہے۔

میرے بھائیوں! آپ اپنی ذمہ داری کی صحیح طرح شناخت کیجئے اور اس سے صحیح استفادہ کیجئے۔

بہرحال ہم خداوند عالم سے دست بہ دعا ہیں کہ وہ ہماری ہدایت فرمائے۔

رہبر مسلمین آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

(۵ جولائی ۲۰۰۷، پیغام بمناسبت یوم ولادت دختر پیغمبرؐ)

(بحوالہ ص ۱۲۔۱۳ عشق اہلبیت، ادب اور تقاضے۔ مترجم سید صادق رضا تقوی)

سعودی مفتی اعظم کا پیغام

اے مسلمانو!

اسلامی اخلاق اپناؤ اور سیرت طیبہ کی اتباع کرو، سچ بولو، اللہ سے توبہ کرو، اچھی عادتیں اپناؤ،
دوست دشمن سب سے اچھائی کرو، برائی سے دور رہو،
قومی عصبیت سے بچو کیونکہ یہ تفریق اور نفرت پیدا کرتی ہے۔ اپنی زندگی پر اسلام کا نفاذ کرو۔
روشن خیالی، لبرل ازم اور سوشل ازم اسلام کے منافی ہیں، ان سے دور رہو اور
جو لوگ ان کا نعرہ لگاتے ہیں انہیں پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔
اسلامی معاشرہ تمام باطل نظاموں سے الگ اور پرامن ہے۔

اے مسلمانو!

اسلام کے دشمنوں کو پہچانو اور اس کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا تدارک کرو۔
تم مسلمان ہو اور اللہ نے تمہارا نام مسلم منتخب کیا ہے۔ عصبیت پر مبنی تمام نعرے گمراہی ہیں۔
اے مسلمانو! ایک ہو جاؤ اللہ نے اپنی رسی تھامنے کا حکم دیا ہے۔ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہمیں وحدت کا درس دیتا ہے، اسلام کو اللہ نے چنا ہے اور یہ سب دینوں سے افضل دین ہے۔
اے مسلمانو! اللہ کے دشمن کافر اور مشرک اسلام کے خلاف اکٹھے ہو گئے ہیں اور
مسلمانوں کو ان کے وطنوں سے نکالا جا رہا ہے۔ اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں اور ہمارے بعض حکمران بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اے امت مسلمہ! اٹھو اور اپنے اسلام کا دفاع کرو۔
اے حکمرانو، اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو، دنیا میں پیدا ہونے والے ادیان سے بچو اور اسلام کا راستہ اپناؤ
اے ملت اسلامیہ کے لوگو، بیدار ہو جاؤ حالات کا جائزہ لو، امت مسلمہ کے خلاف مغربی تہذیبی یلغار کو سمجھو
اور غور کرو کہ دشمن کیسے ہمارے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں۔ ان کو ناکام بنانے کے لیے متحد ہو جاؤ۔

مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ کے خطبہ حج سے اقتباس،
۷ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ، مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۶
(روزنامہ جنگ کراچی، ۳۰ دسمبر ۲۰۰۶)

پیغام عاشورہ

کربلائے لبنان سے امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب صرف قتل ہونے کے
بعد ہی نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہوئے بھی شہید تھے
شہادت فقط موت سے نہیں بلکہ زندگی کے ساتھ بھی وقوع پزیر ہے
کسی عادلانہ موقف پر ڈٹ جانا فرد، خاندان اور جماعت کے موقف سے ماورا
ہو کر پورے معاشرے کیلئے ایک عادلانہ موقف اختیار کرنا اور
اُسے پوری اُمت کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کا موقف بنا دینا
تعلیمات الٰہیہ کے مطابق اس موقف کا رشتہ خدا سے جوڑنا اور
تقویٰ کے اصولوں پر کاربند رہنا ہی زندگی کو شہادت کے معنیٰ پہناتا ہے۔
اور موت کو شہادت کے زیور سے آراستہ کرتا ہے
شہید کا مستقبل انسان کے ساتھ وابستہ ہے۔
یہ ہی چیز انسان کو شہادت کا امتیازی نشاں عطا کرتی ہے
یہ ہی شہدائے کربلا کے تقرب شہادت کی حقیقت ہے
کربلا میں انسانیت کے نمایاں پہلو کے تحت
ہر انسان کیلئے اور ہر جماعت کیلئے کربلا ہے
آج کا انسان، دوراہے پر کھڑا ہے کہ یا
تو وہ اپنے آپ کو بلند مرتبہ پر فائز کرے اور قربانی دے یا
ظلم وخیانت کا راستہ اپنائے

(شیخ محمد مہدی شمس الدین، ۱۶، اکتوبر ۱۹۸۳ء)
لبنان میں خطبۂ اعلان جہاد سے اقتباس

پیغام

قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی

''یہ گوشہ نشینی کا وقت نہیں بلکہ اپنے عہد کی کربلا کو زندہ رکھنے اور
حسینؑ ابن علیؑ کی تاسی میں حق و باطل کے اس معرکہ میں ساتھ دینے کا وقت ہے
زبان سے، قلم سے، فکر و عمل سے، جان و مال سے اور
یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ
متاع حیات اور متاع دنیا، یہ سب اللہ کی امانتیں ہیں۔
اس لئے انہیں اللہ کی رضا کے راستے میں صرف کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے''۔

پیغام محرم ۱۴۰۸ھ سے اقتباس
(حسینی شہید کربلا کی راہ پر، ناشر جمعیت طلبہ جعفریہ لاہور)

کیا آن ہماری تھی، کہاں آج کھڑے ہیں
یک جان جو ہو جائیں تو ہم اب بھی بڑے ہیں
تاریخ انہیں، چھوٹ نہیں دیتی ہے ہرگز
وہ لوگ جو خود اپنے ہی لوگوں سے لڑے ہیں

(امید فاضلی)

نمائندہ ولی فقیہ، قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی کا خصوصی پیغام

اپنے نظریہ کی صداقت اور مشن کے تحفظ کے لیے جان نچھاور کرنے کا جذبہ مذہبی نہیں بلکہ انسانی ہے اس مقصد کے لیے دنیا کے تمام معاشروں میں جان کا نذرانہ پیش کرنا جرات، بہادری اور دلیری کے علاوہ نیک عمل شمار کیا جاتا ہے۔ تاریخ میں متعدد مثالیں موجود ہیں جن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر تہذیب، ہر تمدن، ہر مذہب، ہر معاشرے اور ہر ثقافت میں جان نثاری کا جذبہ عملی طور پر موجود ہے البتہ اس کی تشریح اور اس کے مثبت و منفی ہونے کی بحث جدا ہے۔ جاں نثاری کے اس عمل کو اسلام میں شہادت کے نام سے موسوم کا کیا گیا ہے۔

اگر چہ اسلام کی آمد سے قبل بھی سابقہ انبیاء نے اطاعت خداوندی میں احکام شریعت اور تحفظ نظریہ و مشن کے لیے باسعادت قرار دیا لیکن ظہور اسلام کے وقت موجود معروضی حالات اور اسلام کے تا قیامت قائم رہنے اور جامع ضابطہ حیات ہونے سبب شہادت کے نظریہ اور فلسفے پر خصوصی توجہ دی گئی۔ پیغمبر گرامی قدر ﷺ نے شہید، شہادت اور اس کے ساتھ وابستہ و مربوط ہر امر کو صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ خداوند کریم نے بھی دیگر آسمانی کتب کی نسبت قرآن کریم میں شہادت اور شہید کے حوالے سے کافی مرتبہ نوید نجات سنائی ہے اور شہادت کو اہل اسلام کے لیے سعادت اور شہید کے اعلیٰ درجات اور مقامات سے متعارف کرایا۔

اگر ہم رسول گرامی قدر ﷺ اور ائمہ علیہم السلام کے بعد فقہاء، علماء اور وابستگان آل محمد علیہم السلام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو ہم اس واضح نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ شعیت اور شہادت لازم و ملزوم چیزیں نظر آتی ہیں۔ دنیا میں شہدائے کربلا کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی اسی لیئے ہمیں شہادت سے قلبی لگاؤ ہے اور ہم ہمہ وقت شہادت کے منتظر و متمنی رہتے ہیں۔ شہادت ہمارے ایمان، عقیدے، نظریے، مشن اور خون کا حصہ بن چکی ہے۔ ایسے انسان کو اپنے آپ پر غور کرنا چاہیے جو خود کو دامن شعیت سے وابستہ ہونے کا دعوی کرتا ہے لیکن شہادت سے گھبراتا ہے۔ شہادت کے عوامل اور اسباب کے مطابق شہادت کے اقسام بھی اسلام نے بیان ہیں اور شہادت کی نوعیت پر بھی تبصرہ کر دیا ہے۔ اگر چہ شہادت کے مفاہیم وسیع و بلیغ ہیں لیکن قرآن وسنت اور فرامین پیغمبرؐ اور آل پیغمبرؑ کی رو سے خدا کی راہ میں مارے جانے، دین کی حفاظت میں قتل ہونے والے، تحصیل علوم میں مشغول ہونے کے دوران مارے جانے والے اور مکتب سے وابستہ ہونے کے جرم میں مارے جانے والے تمام اقسام کے شہداء کے خون سے مزین ہے۔

شہدائے بدر سے لے کر شہدائے کربلا تک اور کربلائے افغانستان و عراق سے لے کر کربلائے پاکستان تک شہادتوں کا ہالہ ہے، وابستگان مکتب تشیع کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ دور حاضر تک ہر زمانے میں نئے انداز اور نئے جواز کے ساتھ شیعیان حیدر کرار کو تہہ تیغ کیا جاتا رہا لیکن اکثر حکمرانوں کی منفی اور ظالمانہ پالیسیاں اہل تشیع کے قتل عام کا سبب بنیں انہی پالیسوں کا تسلسل کربلائے پاکستان ہے۔

پاکستان میں شیعہ عوام کے قتل عام کے پس پردہ قوتوں کے بارے میں ہم طویل عرصہ سے متوجہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ حکمرانوں کی غیر منصفانہ، جانبدارانہ اور متعصبانہ پالیسیوں بالخصوص توازن کی خطرناک اور بلاجواز پالیسی پر احتجاج کرتے، تشیع کے اول اور حقیقی دشمنوں کو بے نقاب اور خفیہ اور اصل دشمنوں کے آلہ کار فرقہ پرست گروہوں کے چہرے سے پردہ اٹھاتے چلے آئے ہیں۔ اہل تشیع کے خوں میں ہاتھ کو رنگین کرنے والے دہشت گردوں اور ان کے سرپرستوں کے بارے میں بھی بتاتے چلے آئے ہیں۔ دہشت گردوں کے اذہان کو اپنی مکروہ اور اشتعال انگیز تبلیغ کے ذریعے زہر آلودہ کرنے والے اور انہیں مسلمانوں کو قتل کرنے کے اجر میں جنت کا ٹکٹ عطا کرنے والے، دہشت گردوں کی تربیت کرنے والے، ان کی مالی مدد کرنے والے، ان کو محفوظ پناگاہیں فراہم کرنے والے، انہیں ٹارگٹ فراہم کرنے وال، انہیں تھانوں، تفتیشی مراکز اور

جیلوں میں سہولیات فراہم اور ان ہی مقامات سے فرار کرانے والے، انہیں ان کے اعترافات کی روشنی میں سزا نہ دینے والے بلکہ انہیں اعتراف کے باوجود مختلف مقدمات میں بری اور آزاد کرنیوالے اور اپنی مخصوص پالیسیوں کے ذریعے دہشت گردی کا تحفظ کرنے والے عناصر کے بارے میں مہذب اور انصاف پسند دنیا کو آگاہ کرتے چلے آرہے ہیں لیکن صد افسوس کہ اس ملک میں ذاتی مقدمات میں سزا پانے والے افراد کو پھانسی دینے، ملک کے صدر اور وزیر اعظم پر حملہ کرنے والے مجرموں کو پھانسی دینے میں ایک لحہ کی تاخیر نہیں کی جاتی ہے لیکن پوری کیمونٹی اور بیسیوں محب وطن اور قانون پسند شہریوں کو خون میں نہلانے کا برملا اعتراف کرنے والے قاتلوں میں سے کسی ایک کو بھی آج تک تختہ دار پر نہیں لٹکایا گیا۔

اگر چہ شہادت ہماری میراث ہے اور ہم اس کے لیے ہر وقت تیار ہیں لیکن دیکھا گیا کہ دہشت گردی کی کسی شدید لہر آنے کے موقع پر بعض اطراف سے جذباتی اور غیر ضروری تبصرے شروع ہو جاتے ہیں۔ عوام کو حوصلہ، تسلی، تشفی اور حکمت عملی دینے کے بجائے اشتعال اور افتراق کا سبق دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں جاری دہشت گردی کے مقابلے کے لیے سب سے پہلے اتحاد و وحدت کو ترجیح دینا ہوگی۔ اتحاد بین المسلمین کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المومنین بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ عوام کو چاہیے کہ وہ دہشت گردی کی حقیقت اور اصلیت سے آگاہ ہونے کے لیے آگاہ و باخبر لوگوں سے رابطہ کریں اور سطحی قسم کی باتوں پر یقین نہ کریں۔

زندہ لوگوں کے لیے یہ ہی قرآنی حکم اور نبوی فرمان ہے کہ وہ شہید ہونے والے لوگوں کو یاد رکھیں۔ اس کا مقصد محض ان کے لیے ایصال ثواب کا اہتمام یا ان کی یاد میں آنسو بہانا نہیں بلکہ ان کی وجہ شہادت اور ان کے مشن کو زندہ رکھنا ہوتا ہے۔

ادارہ تحفظ آثار شہداء اسلام پاکستان کراچی کی خدمات لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے شہداء اسلام کی یادوں کو زندہ، ان کے مشن سے عوام کو آگاہ اور مربوط رکھنے کے لیے خدمات جاری رکھی ہوئی ہیں۔ ادارے کے جناب مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی کی زحمتیں بھی قابل قدر ہیں۔

مولانا موصوف اور عزیز حسن مرتضی نے اس سے قبل علامہ حسن ترابی شہید کے حالات زندگی پر کتاب ''شہید راہ وحدت'' مرتب کی اور اب اس سلسلے کی دوسری کوشش منظر عام پر ہے۔ اس کتاب میں خاص موضوع کے علاوہ بھی متعدد معلوماتی چیزیں اور تاریخی حوالے موجود ہیں جو استفادے کے لیے ایک ذخیرے کا کام دیں گے۔

دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس ادارے کے مسئولین کو توفیق خاص سے نوازے اور وہ تسلسل کے ساتھ پاکستان کے تمام شہداء کے تذکرے، خدمات پر مشتمل تحریری مواد اور کتب شائع کرتے رہیں اور پاکستان میں تشیع کو درپیش حالات کی حقیقتوں اور اصل تصویر سے عوام کو روشناس کراتے رہیں

والسلام

سید ساجد علی نقوی

پیغام

الحمدللّٰہ رب العالمین ولصلواۃ والسلام علیٰ سیدناو نبینا

محمد ؐ وآل الطاھرین الذین اذھب اللّٰہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا

امابعد دانشمند گرامی قدر جناب حسن مرتضیٰ صاحب زید مجدہ کا اثر نگارش ونتیجہ کاوش ''شہدائے ملت جعفریہ کراچی'' نظر سے گزرا، سرسری مطالعہ وعنوانی مطالعہ سے موصوف کی تاریخ نویسی کے جذبہ خالصانہ وعزم مردانہ کا واضح اشارہ بلکہ روشن ثبوت ملتا ہے۔اس مجموعہ معلومات میں جہاں شہداء ملت جعفریہ کا اجمالی واشاراتی تذکرہ ہے وہاں شہادت کی دینی حیثیت وعظمت کے حوالہ سے نگارشات بھی شامل ہیں اوراس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے بعض اہم وحساس گوشوں پر گزرتی نگاہ سے دیکھتے ہوئے بعض دستاویزات کے اقتباسات کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔جس میں حضرت قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوب سے لے کر معاہدہ اسلام آباد تک قابل توجہ امور کو تاریخ کے ایک ورق کی صورت میں پیش کیا ہے۔اور پھر تاریخ تشیع اور کراچی کے عنوان پر سلسلہ وار مطالب مذکور ہیں جن میں عشق بلاخیز کے قافلہ سخت جاں میں شامل سربازان دین وملت کی تفصیل دی گئی ہے۔

موصوف کی یہ کاوش یقیناً لائق تحسین ہے کہ شاید مستقبل کے اہل ایمان وصاحبان فکروفہم کے لیے تحقیقی سوغات ثابت ہو۔مگراس کا دوسرا پہلو یا یوں کہوں کہ تصویر کے دوسرے رُخ پر نظر التفات کرنے سے دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے اور رگوں میں خون کھولنے لگتا ہے کہ جس ملک کی تشکیل وتاسیس کلمہ گو لوگوں کی بکھری ہوئی قوتوں وصلاحیتوں کو یکجا کر کے اسلامی تشخص کو محکم ومستحکم کرنے کی غرض سے ہوئی تاکہ خطہء اراضی میں مستقل وآزاد اور آباد جمہوری نظام کے تحت اسلامی طرز زندگی اپنانے کے دلربا خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا جاسکے وہاں خون مسلم کی ارزانی کے عملی نمونے اور امن وعدل اور محبت کی نہایت کم قیمت پر سودے بازی کے مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

جھوٹ،دھوکہ بازی،بدمعاشی،بدکرداری،عفت سوز اعمال،فاسقانہ طرز زندگی،لوٹ مار،دھونس دھمکی،خیانت،ظلم وجور،قتل وغارت اور دہشت گردی وسفاکی کی عام رسم ورواج بلکہ رائج تہذیب کی مختلف صورتیں بن چکی ہیں گروہ بندی وفرقہ واریت کا دوردورہ ہے۔فساد وعناد کو ''جہاد'' اور ''شرک'' کو دینی اجتہاد کے قلب میں ڈھال کر پیش کیا جاتا ہے۔

حکام ورعایا کے درمیان اعتماد وہم آہنگی مفقود ہے قومی وملی معاملات میں مادی لین دین سے بھی بدتر صورت پائی جاتی ہے۔آئے دن عمومی مفادات،شخصی منافع کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں قائداعظمؒ کے اصولوں یعنی اتحاد، تنظیم اور ایمان کی عملی تضحیک ہورہی ہے۔جہالت وجاہلیت کی آغوشوں کے پروردہ عناصر ملک وقوم کی تقدیر سازی کے ٹھیکدار بنے ہوئے ہیں پورا ملک جنگل کے قانون کی زد میں ہے جہاں قاتل دندناتے پھرتے ہیں اور مجرم قانون کا مذاق اُڑاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں کہ وہ غیبی امداد سے مظلوم ومحروم قوم وملت کی عظمت رفتہ کی بحالی کا سامان کرے اوراس ابتر حالت سے نجات عطا کرے اور وہ دن دیکھنے نصیب ہوں جب ہر طرف امن کا پرچم لہرائے اور عدل کی روشنی فضائے مملکت میں خیمہ زن ہوجائے کہ یہی وہ مقصد ہے جس کے حصول کے لیے پاکیزہ جانیں قربان ہوئیں اور وطن کی پاک سرزمین شہیدوں کے خون سے رنگین ہوئی۔

والسلام

سید حسن رضا غدیری

پیغام

علامہ سید رضی جعفر نقوی صاحب قبلہ

گرامی مرتبت عالی جناب حسن مرتضیٰ صاحب دام مجدہ، کی زیر نظر تالیف ''شہدائے ملت جعفریہ کراچی'' میں فروری ۱۹۷۸ سے فروری ۲۰۰۹ تک، کراچی میں شہید ہونے والے ملت جعفریہ کے افراد اور اُن کے حالات زندگی سے قوم کو متعارف کرانے کی سنجیدہ کوشش کی ہے اس قلمی خدمات کے ذریعہ سے قوم تک نہایت اہم معلومات پر مشتمل دستاویز پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۳۰ برس پر محیط حالات و واقعات کا تجزیہ کرنا۔ معلومات فراہم کرنا اور ان واقعات کے پس منظر کی طرف توجہ دلا کر، مستقبل کی پیش بندی کی طرف، قوم کو متوجہ کرنا، ایک اہم قومی وملی خدمت ہے۔

مولف محترم نے کس قدر محنت کی ہے اس کا اندازہ، اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی اس گرانقدر تالیف میں مندرجہ ذیل عناوین کے تحت سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ ہند میں اسلام کی آمد، میثاق مدینہ، آئین پاکستان اور بنیادی حقوق، تشیع، تاریخ اور کراچی، معاہدہ اسلام آباد، عشق بلاخیز کا قافلہ سخت جاں، مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ جید علماء کرام کے ۲۲ نکات، اہمیت شہادت، کرامات شہداء، خون شہداء کے تقاضے، وقت نے ہم کو چنا پھر امتحاں کے واسطے کے ذیل میں چند رشتوں کے تاثرات اور فرقہ واریت تاریخی پس منظر، علل واسباب کا جائزہ وغیرہ

پھر آپ نے مسجد سکینہ وامام بارگاہ کاظمین نیو کراچی کے واقعہ سے لے کر ۲۰۰۹ تک مختلف مواقع پر شہید ہونے والے افراد، علماء، ڈاکٹرز صاحبان، تجار، عزادار اور قومی زندگی کی جیتی جاگتی شخصیتوں کے خون میں نہانے کی لرزہ خیز داستانوں اُن کے جائے مدفن اور اُن کے اہل خانہ وورثا کے تاثرات بھی جمع کئے ہیں اور پھر سال اور ٹاؤن کے چارٹ کے ذریعہ سے ثابت کیا ہے کہ شہر کراچی کے ہر ٹاؤن اور ہر علاقے میں ملت جعفریہ کے افراد کو دہشت گردی کے ذریعہ خاک وخون میں نہلایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ محترم حسن مرتضیٰ نے بڑی عمیق تحقیق کے ذریعہ سے معلومات کے اس خزینے کو قوم کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

مالک دوجہاں ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور قوم کو ان سے کچھ سیکھنے کی سعادت نصیب کرے آمین۔

سید رضی جعفر نقوی ۱۶ فروری ۲۰۰۸

پیغام

مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی قمی

کچھ لوگ تاریخ ساز ہوتے ہیں جو اپنے فرائض کی ادائیگی اور ذمہ داریوں کو پورا کرتے رہتے ہیں اور اک عہد مکمل ہوتا رہتا ہے وہ لوگ گویا جب اپنی ذات کی طرف دیکھتے ہیں تو ایک پھول یا تسبیح کے ایک قیمتی دانے کی مانند ہوں مگر ایک طویل مدت گزرنے کے بعد اگر چہ ان میں سے بہت سے گذر جاتے ہیں ایک گلستان کی صورت تاریخ کی سرزمین پر زیبائی بکھیر رہے ہوتے ہیں یا پھر تسبیح کی مانند مصلیٰ عبادت پر عبوریت اور بندگی کی شمع روشن کر رہے ہوتے ہیں۔

اگر ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے تو وہ نہیں رہتا اور اس دنیا سے ایک نہ ایک دن رخصت ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے اقدامات مثبت یا منفی اثرات ضرور چھوڑ کر جاتے ہیں جس کے سبب آئندہ بننے والا معاشرہ بے چینی یا سکون کے دن دیکھتا ہے البتہ ہمارا مطمع نظر وہی تاریخ ساز افراد اور ان کے کارنامے ہیں جنہوں نے اپنی دانست میں مثبت کردار ادا کئے اور ہم جیسے آنے والوں کے لیے عبرتیں، پیغام، درس یا صحیح فیصلے کرنے کے پیمانے چھوڑ کر چلے گئے۔

برادر محترم جناب حسن مرتضیٰ دامت توفیقاتہ کی کاوش ان کی شب و روز کی انتھک محنتوں کا ایک عظیم کارنامہ ہے اس کتاب کو پڑھنے والے چند اہم باتوں کو ضرور محسوس کریں ایک تو یہ کہ کتابیں بہت لکھی جاتی ہیں کہ جن میں سے اکثر کا تعلق تخصصی، خصوصی اور ذوقی موضوعات سے ہوتا ہے کہ جس سے مولف، مصنف یا موضوع تحریر محفوظ ہو جاتا ہے مگر بعض کتابیں آئندہ کو پیش نظر رکھ کر لکھی جاتی ہیں گویا مدتوں کی محنتیں، مشقتیں، قربانیاں ماضی کے افراد کی طرز تفکر انداز کار اور پھر ان کے اقدامات میں ناکامی یا کامیابی کے اسرار و رموز کو سجا کر، بنا کر امانت کے طور پر نسل نو کے لیے پیش کر دینا ہے۔

اس کتاب کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس تحریر میں بین المومنین تہذیب کو فروغ دیا گیا ہے ''کسی شخصیت نے کیا خوب کہا تھا کہ جب ان سے سوال ہوا کہ اتحاد بین المسلمین کے لیے کوششیں ہوئیں مگر اتحاد بین المومنین کے لیے کیا کیا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا تہذیب و تحمل مزاجی کو عام کریں اتحاد بین المومنین کو فروغ ملے گا'' اس کتاب میں یورپ اور پچھم، آگ اور پانی اور حتی سخت ترین مخالفین کو من حیث القوم دیکھا گیا ہے اس سے غرض نہیں کہ فلاں فلاں کا مخالف ہے تو اسے نظر انداز کر دیا جائے بلکہ اگر اس کی شیعہ تاریخ سازی میں کوئی کردار تھا تو اسے یاد رکھنا ہوگا تاکہ آئندہ آنے والے بہتر سے بہتر قدم اٹھا سکے۔

تیسری اہم خصوصیت درجہ شہادت پر فائز ہونے والے افراد جو بعض لیڈر، رہنما اور پیشواؤں سے چند درجہ فضیلت رکھتے ہیں کہ انہوں نے اس مذہب، قوم اور مملکت کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا کیوں کہ جو جان دے رہا ہوتا ہے وہ سب کچھ دے رہا ہوتا ہے وہ مال، اولاد، منصب، شہرت اور اپنی ذات سب کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوتا ہے اب یہ باقی رہ جانے والوں کا کام ہے کہ اس کی یاد کو تازہ رکھیں۔

برادر عزیزم جناب حسن مرتضیٰ کی کتاب ''شہداء ملت جعفریہ کراچی'' تاریخی، تہذیبی، تحلیلی، تنظیمی، قومی، قانونی، مذہبی اور انسانی کتاب ہے جس میں انہوں نے کراچی کی تاریخ اور اس سے متعلق ضروری معلومات، مذہبی واقعات خاص طور پر ۱۹۸۳ کے بعد ہونے والے مسائل و مشکلات، اہم مذہبی شخصیات اور تنظیموں کی جانب سے تاریخ ساز کارنامے، عدالتی کاروائیوں کی روداد، شہداء کو شعبہ ہائی زندگی کے مطابق تقسیم کر

کے انہیں علیحدہ علیحدہ ذکر کرنا تاکہ قومی نقصان کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے ایک منفرد انداز تحریر ہے پھر چند شہداء کے حالات زندگی کو ذکر کرنا اور شہداء کی مدفن واضح کر کے ان کی یاد کو تازہ کرنے کا سامان فراہم کیا ہے۔

''ادارہ تحفظ آثار شہداء اسلام پاکستان'' تحریک جعفریہ، اسلامی تحریک، شیعہ علماء کونسل، ھئیت ائمہ وعلماء امامیہ، ھئیت ائمہ مساجد، انجمن ذاکرین امامیہ، جعفریہ الائنس، آل پاکستان شیعہ ایکشن کمیٹی، تنظیم عزاء، پاسبان عزا، آئی او، آئی ایس او، جے ایس او، جعفریہ میڈیکل اکیڈمی، اور شہید فاؤنڈیشن، انجمنوں، اسکاؤٹس، ویلفیئر ادارے، ٹرسٹ، ماتمی دستوں، شعراء کرام، علماء کرام، قومی شخصیات کے علاوہ پنجاب، اندرون سندھ، بلوچستان، سرحد، شمالی علاقہ جات اور پاراچنار کی تمام دینی جماعتوں اور اداروں کا انتہائی احترام کرتا ہے اور ان کی خدمت کو اپنا نصب العین جانتا ہے۔

والسلام

سید شہنشاہ حسین نقوی قمی

maablib.org

شہداء قرآن کی نظر میں

''اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں اُن کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے''۔ (154 سورۃ البقرہ)

''جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے''۔ (169 سورۃ آل عمران)

''جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے ان کو خدا اچھی روزی دے گا اور بے شک خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے''۔ (58 سورۃ الحج)

''اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کے عملوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا'' (4 سورۃ محمدؐ)

شہداء احادیث اور اقوال معصومینؑ کی روشنی میں

☆ جو شخص دین کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

☆ اور جو مر جائے محبت اہلبیت ☆ (خواہ بستر ہی پہ کیوں نہ مرے) میں وہ شہید ہے۔

☆ جو شخص تحصیل علم یا کسب حلال کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

☆ جو شخص کسی دوسرے کی یا اپنی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

ہم ساٹھ برس بعد بھی یہ ، سوچ رہے ہیں
ہم اپنے گھروں میں ہیں یا مقتل میں کھڑے ہیں
(حسنین جعفری)

تاریخ، تشیع اور کراچی

maablib.org

میثاق مدینہ، تحفظ حقوق بشریت کا ضامن

☆

اقوام متحدہ حقوق انسانی کا عالمی منشور

☆

قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ایک خط
راج کمار امیر حیدر خان (آف محمود آباد) کے نام

☆

قائداعظم محمد علی جناحؒ کا پہلی مجلسِ آئین ساز سے خطاب

☆

۱۹۷۳ کا آئین اور انسانی حقوق

☆

۱۹۸۰ معاہدۂ اسلام آباد

☆

maablib.org

میثاق مدینہ

میثاق مدینہ کا تاریخ بین الاقوام میں بڑی اہمیت وحیثیت اور مرتبہ ہے۔ میثاق مدینہ اقوام عالم کا پہلا تحریری معاہدہ ہے۔ پہلا تحریری آئین ہے اور اسلامی اخوت اور بھائی چارے، بین الاقوامی اتحاد واتفاق اور طرز معاشرت کا عظیم مثالی نمونہ ہے۔ جس کے تحت تمام اقوام ومذاہب جن میں یہودی، عیسائی، نصرانی اور مسلمانوں کے حقوق کو تحفظ دیا گیا، سب کے حقوق وفرائض کیلئے رہنما اصول دیئے گئے۔ جو کہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اسلام سارے انسانوں کا دین ہے اور سب کو تحفظ وحق معاشرت فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میثاق مدینہ کو اس کتاب میں نقل کیا گیا ہے۔

مکہ میں آپ پر قریش نے کئی قاتلانہ حملے کیے مگر ہمیشہ ناکامی ہوئی۔ آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور مدینہ میں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی، قریش اور دیگر سردارنِ قبائل اس ریاست کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ پر حملے کئے گئے۔ آپ نے پوری زندگی میں کبھی کسی شخص وقوم یا قبیلے یا ملک پر حملہ نہیں کیا۔ آپ کے خلاف بڑی جنگوں جن میں جنگ بدر، اُحد، خندق، خیبر مشہور ہوئیں تمام جنگوں میں حملہ آوروں کو شکست ہوئی۔ آپ نے جنگوں سے متعلق اصول وضوابط دیئے دوسروں پر حملہ کرنے میں پہل کرنے، بے گناہ کو قتل کرنے، نہتے پر ہتھیار اٹھانے سے منع کیا اور قیدیوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیا ہے۔ قیدیوں پر کبھی تشدد نہیں کیا، جو خود کھاتے وہی قیدیوں کو کھلاتے، امیروں کو فدیہ دیکر چھوڑا گیا جبکہ پڑھے لکھے قیدیوں سے درس وتدریس کا کام لینے کے بعد چھوڑ دیا جاتا۔ زخمیوں کا خاص خیال کیا جاتا۔ غریبوں کو ویسے ہی آزاد کر دیا جاتا۔ اسلام پورے عرب میں پھیل گیا رسول اللہ کی تعلیمات، خطبات اور بالخصوص آپ کا آخری خطبہ انسانی معاشرت، انفرادی واجتماعی، حکومتی معاملات کیلئے ایک عظیم سرمایہ ہے۔ آپؐ نے بچوں کیلئے، عورتوں کیلئے، نوجوانوں کیلئے، بوڑھوں کیلئے، حاکموں کیلئے، محکوموں کیلئے، غریبوں کیلئے، امیروں کیلئے، امن کے حالات کیلئے، جنگ کے حالات کیلئے، سفارتکاروں کیلئے، اجیروں کیلئے، سپاہیوں کیلئے، سپہ سالاروں کیلئے، ملزمان کیلئے، عدالتوں اور قاضیوں کیلئے، عاملوں کیلئے اور گواہان کیلئے، عبادات کیلئے ومعاشیات کیلئے، معیشت کیلئے اور معاشرت کیلئے، طلبا کیلئے اور اساتذہ کیلئے آزاد (آقاؤں) اور غلاموں، غرض ہر شعبہ زندگی کیلئے آپ نے اصول زندگی وضع کئے۔ ایک بہترین ومکمل نظام حیات عطا کیا اور کامل دین عطا کیا۔

دستور مدینہ

''اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے''۔

۱۔ ''یہ دستور محمد النبیؐ کی طرف سے (جاری ہوا) یہ قریش اور یثرب کے مومنوں اور مسلمانوں کے درمیان ہے اور جو، اُن کی اتباع کریں ان کے ساتھ الحاق کریں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں''۔

۲۔ ''یہ تمام (گروہ) دوسرے سے الگ امت واحدہ ہیں''۔

۳۔ ''قریش کے مہاجرین اپنے موجودہ رواج کے مطابق باہم خون بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کریں گے''۔

۴۔ ''بنوعوف، اپنے موجودہ رواج کے مطابق حسب سابق باہم خون بہاادا کریں اور ہر ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۵۔ ''بنو ساعدہ اپنے موجودہ رواج کے مطابق حسب سابق باہم خون بہاادا کریں گے اور ان کی ہر ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۶۔ ''بنوالحارث اپنے موجودہ رواج کے مطابق حسب سابق باہم خون بہاادا کریں گے اور ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۷۔ ''بنوجشم اپنے موجودہ رواج کے مطابق حسب سابق باہم خون بہاادا کریں گے اور ہر ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۸۔ ''بنوالنجار اپنے موجودہ رواج کے مطابق حسب سابق باہم خون بہاادا کریں گے اور ہر ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۹۔ ''بنوعمرو بن عوف اپنے موجودہ رواج کے مطابق سابق باہم خون بہاادا کریں گے اور ہر ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۱۰۔ ''بنوالنبیت اپنے موجودہ رواج کے مطابق حسب سابق باہم خون بہاادا کریں گے اور ہر ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۱۱۔ ''بنوالاوس اپنے موجودہ رواج کیمطابق حسب سابق باہم خون بہاادا کریں گے اور ہر ذیلی شاخ اپنے قیدیوں کا فدیہ مومنوں کے عرف اور قسط کے مطابق ادا کرے گی''۔

۱۲۔ ''مومن اپنے کسی زیر بار قرضدار کو بے یارومددگار نہیں چھوڑیں گے بلکہ عرف کے مطابق فدیہ اور دیت میں اس کی مدد کریں گے''۔

۱۳۔ ''کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے آزاد کردہ غلام کو اس کے خلاف اپنا حلیف نہیں بنائے گا''۔

۱۴۔ ''مومنین متقین اپنے میں سے، ہر اُس شخص کے خلاف ہوں گے جو بغاوت کرے گا یا جو مومنین کے درمیان ظلم یا غداری یا عدوان یا فساد کا ارتکاب کرے گا ایسے شخص کے خلاف مومنین کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے خواہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو''۔

۱۵۔ ''کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو کافر کے عوض قتل نہیں کرے گا اور نہ مومن کے خلاف وہ کسی کافر کی مدد کرے گا''۔

۱۶۔ ''اللہ کا ذمہ ایک ہے، ادنیٰ ترین مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے۔ مومنین دوسروں کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے مددگار رہوں گے''۔

۱۷۔ ''یہودیوں میں سے جو بھی ہماری اتباع کرے گا اسے مدد اور مساوات حاصل رہے گی جب تک اس سے مسلمانوں کو ضرر نہ پہنچے، نہ ہی وہ ان کے خلاف دوسروں کی مدد کرے گا''۔

۱۸۔ ''مومنوں کی صلح ایک ہوگی اللہ کی راہ میں جنگ کے دوران کوئی مومن دوسرے مومن سے جُداگانہ صلح نہیں کرے گا صلح صرف باہم مساوات اور عدل کے مطابق ہوگی''۔

۱۹۔ ''جو دستہ ہمارے ساتھ شریک جنگ ہوگا دوسرے کا پشت پناہ ہوگا''۔

۲۰۔ (الف) ''مومنین ایک دوسرے کا بدلہ لیں گے جو اللہ کی راہ میں خون بہانے پر انہیں پہنچے گا''۔

(ب) ''مومنین متقین احسن اقوام اور ہدایت پر ہیں''۔

۲۱۔ ''کوئی مشرک قریش کو جان اور مال کی پناہ نہیں دے گا اور نہ کسی مومن کے خلاف ایسے کسی معاملہ میں دخل دے گا''۔

۲۲۔ ''جو شخص کسی مومن کو ناحق قتل کرے گا شہادت موجود ہوگی تو اس سے قصاص لیا جائے گا سوائے اس کے مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے۔ مومنین کی پوری قوت قاتل کے خلاف ہوگی۔ ان کے لئے بجز قیام حد کے کچھ جائز نہ ہوگا''۔

۲۳۔ ''کسی مومن کے لئے جو اس دستور کے مندرجات کا اقرار کر چکا ہو اور اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لا چکا ہے، جائز نہیں کہ وہ کسی فتنہ گر کی مدد کرنے یا اسے پناہ دے جو اس کی مدد کریگا یا اسے پناہ دے گا تو وہ روز قیامت اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا مستوجب ٹھہرے گا اور اس سے کوئی فدیہ یا بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا''۔

۲۴۔ ''اگر کبھی تمہارے درمیان کسی معاملہ میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو اس کا حوالہ اللہ عز و جل اور محمدؐ کی طرف کرنا ہوگا''۔

۲۵۔ ''یہود مومنین کے ساتھ مل کر اخراجات جنگ اٹھائیں گے جب تک وہ دونوں (دشمن کے خلاف) حالت جنگ میں رہیں گے''۔

۲۶۔ ''بنو عوف کے یہود مومنین کے ساتھ ایک اُمت ہوں گے، یہود کیلئے اپنا دین ہوگا اور مسلمانوں کیلئے مسلمانوں کا دین، البتہ جو ظلم اور غداری کا ارتکاب کرے گا وہ اپنے آپ اور اپنے خاندان کے سوا کسی کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا''۔

۲۷۔ ''بنو النجار کے یہود کے لئے وہی شرائط ہونگی جو بنو عوف کے یہود کیلئے ہیں''۔

۲۸۔ ''بنو الحارث کے یہود کیلئے وہی شرائط ہونگی جو بنو عوف کے یہود کیلئے ہیں''۔

۲۹۔ ''بنو ساعدہ کے یہود کے لئے وہی شرائط ہونگی جو بنو عوف کے یہود کے لئے ہیں''۔

۳۰۔ ''بنو جشم کے یہود کے لئے وہی شرائط ہونگی جو بنو عوف کے یہود کیلئے ہیں''۔

۳۲۔ ''بنو ثعلبہ کے یہود کیلئے وہی شرائط ہونگی جو بنو عوف کے یہود کیلئے ہیں۔ البتہ جو ظلم اور غداری کا ارتکاب کرے گا وہ اپنے آپ اور اپنے خاندان کے سوا کسی کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا''۔

۳۳۔ '''' جفنہ، ثعلبہ کی شاخ ہیں وہ انہیں کی حیثیت میں شمار ہوں گے''۔

۳۴۔ (i) ''بنو شطیبہ کیلئے وہی شرائط ہوں گی جو بنو عوف کے یہود کیلئے ہیں''۔

(ii) ''وفا شعاری کو اپنایا جائے نہ کہ غداری کو''۔

۳۵۔ ''ثعلبہ کے موالی انہیں کی حیثیت میں شمار ہوں گے''۔

۳۶۔ ''یہود کے گہرے دوست انہیں کی حیثیت میں شمار ہوں گے''۔

۳۷۔ (i) ''ان میں سے کوئی بھی محمدؐ کی اجازت کے بغیر جنگ کے لئے نہیں نکلے گا''۔

(ii) ''کسی کو زخم کا بدلہ لینے سے نہیں روکا جائے گا''۔

۳۸۔(i)''ان میں سے کوئی بھی مجرم کی تو وہ اپنے آپ اور اپنے خاندان کو ہلاکت میں ڈالے گا''۔

(ii)''اللہ اس (دستور) کے صحیح ترین مشمولات کا محافظ ہے''۔

۳۹۔(i)''یہود اپنے اخراجات برداشت کریں گے اور مسلمان اپنے اخراجات''۔

(ii)''اس دستور والوں سے جو کوئی جنگ کرے گا وہ اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گے''۔

(iii)''وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور باہم مشاورت کریں گے''۔

(iv)''وفا شعاری کو اپنایا جائے گا نہ کہ غداری کو''۔

(v)''کوئی شخص اپنے حلیف سے غداری نہیں کرے گا''۔

(vi)''مظلوم کی بہرحال مدد کی جائے گی''۔

۴۰۔''یہود مومنین کے ساتھ مل کر اخراجات جنگ اٹھائیں گے''۔

۴۱۔''وادی یثرب اس صحیفہ والوں کے لئے حرم پاک قرار پائے گی''۔

۴۲۔''پناہ گزین، پناہ دہندہ کی مانند ہوگا نہ کوئی اسے ضرر پہنچائے گا اور نہ وہ غداری کرے گا''۔

۴۳۔''کسی عورت کو اس کے خاندان کے اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جائے گی''۔

۴۴۔(i)''جب کبھی اس صحیفہ والوں کے درمیان کوئی حادثہ پیش آئے یا کوئی تنازعہ اُٹھ کھڑا ہو جس سے فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کا حوالہ اللہ عز وجل کی طرف اور محمد رسول اللہؐ کی طرف کرنا ہوگا''۔

(i)''اللہ اس صحیفہ کے مشمولات کا محافظ و ضامن ہے''۔

۴۵۔''نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ ان کو جو قریش کی مدد کریں گے''۔

۴۶۔''یثرب پر حملہ آوروں کے خلاف وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے''۔

۴۷''جب انہیں کسی صلح نامہ میں شرکت یا اس کی پابندی کیلئے پکارا جائے گا تو وہ اس میں شرکت کریں گے اور اس کی پابندی کریں گے اور جب ایسے ہی کام کیلئے بلائیں گے تو یہ پابندی مومنین پر بھی ویسے ہی لازم ہوگی بجز اس شخص کے جو دین کی خاطر جنگ کرے گا''۔

۴۸۔''ہر گروہ اپنے حصے کا ذمہ دار ہوگا جو اس کی جانب سے ہوگا''۔

۴۹۔(i)''الاوس کے یہود، ان کے موالی اور خود انکے لئے ہی شرائط ہوں گی جو اس صحیفہ والوں کیلئے ہیں مع اس صحیفہ والوں کے ساتھ مکمل وفا شعاری کے''۔

(ii)''وفا شعاری کو اپنایا جائے گا نہ کہ غدّاری کو''۔

(iii)''کمانے والا جو کماتا ہے وہ اپنی کمائی کا ذمہ دار ہے''۔

(iv)۔''اللہ تعالیٰ اس صحیفہ کے صحیح ترین مشمولات کا محافظ ہے''۔

۵۰۔(i)''یہ دستور کسی ظالم اور غدّار کے آڑے نہ آئے گا، جو کوئی باہر نکلے گا امن کا مستحق ہوگا اور جو کوئی گھر میں بیٹھا رہے گا وہ مدینہ امن کا مستحق

ہوگا بجز اس کے جو ظلم کریگا یا غداری کرے گا"۔

(ii) "اللہ ان کا محافظ ہے جو وفا شعاری اور پرہیزگار ہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

(باب ۳:۱۶۲۱، سیرت ابن ہشام بن ہشام)

اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا عالمی منشور

(Universal Declaration Of Human Rights)

تمہید:

چونکہ ہر انسان کی ذاتی عزت اور حرمت اور انسانوں کے مساوی اور ناقابل انتقال حقوق کو تسلیم کرنا دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کی بنیاد ہے۔

چونکہ انسانی حقوق سے لاپروائی اور ان کے بے حرمتی ایسے وحشیانہ افعال کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے جن سے انسانیت کے ضمیر کو سخت صدمے پہنچے ہیں اور عام انسانوں کی بلند ترین آرزو یہ رہی ہے کہ ایسی دنیا وجود میں آئے جس میں تمام انسانوں کو اپنی بات کہنے اور اپنے عقیدے پر قائم رہنے کی آزادی حاصل ہو اور خوف اور احتیاط سے محفوظ رہیں۔

چونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ انسانی حقوق کو قانون کی عمل داری کے ذریعے محفوظ رکھا جائے اگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ انسان عاجز آ کر جبر اور استبدار کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور ہوں۔ چونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ قوموں کے درمیان دوستانہ تعلقات کو بڑھایا جائے۔

چونکہ اقوام متحدہ کی ممبر قوموں نے اپنے چارٹر میں بنیادی انسانی، حقوق، انسانی شخصیت کی حرمت اور قدر مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق کے بارے میں اپنے عقیدے کی دوبارہ تصدیق کردی ہے اور وسیع تر آزادی کی فضا میں معاشرتی ترقی کو تقویت دینے اور معیار زندگی کو بلند کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔

چونکہ ممبر ملکوں نے یہ عہد کرلیا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے اشتراک عمل سے ساری دنیا میں اصولاً اور عملاً انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کا زیادہ سے زیادہ احترام کریں گے اور کرائیں گے۔

چونکہ اس عہد کی تکمیل کیلئے بہت ہی اہم ہے کہ ان حقوق اور ان کی نوعیت کو سب سمجھ سکیں، لہٰذا جنرل اسمبلی اعلان کرتی ہے کہ:

انسانی حقوق کا یہ عالمی منشور تمام اقوام کے واسطے حصول مقصد کا مشترک معیار ہوگا تاکہ ہر فرد اور معاشرے کا ہر ادارہ اس منشور کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہوئے تعلیم وتبلیغ کے ذریعے ان حقوق اور آزادیوں کا احترام پیدا کرے اور انہیں قومی اور بین الاقوامی کاروائیوں کے ذریعے ممبر ملکوں میں ان قوموں میں جو ممبر ملکوں کے ماتحت ہوں منوانے کیلئے بتدریج کوشش کرسکے۔

دفعہ ۱: تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر ہوئے ہیں۔ انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ اس لئے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ ۲: ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کئے گئے ہیں، اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قوم، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔ اس کے علاوہ جس علاقے یا ملک سے جو شخص تعلق رکھتا ہے اس کی سیاسی کیفیت دائرہ اختیار یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر اس سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ چاہے وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا سیاسی اقتدار کے لحاظ سے کسی دوسری بندش کا پابند ہو۔

دفعہ ۳: ہر شخص کو اپنی جان، آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ ۴: کوئی شخص غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جاسکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی چاہے اس کی کوئی شکل بھی ہو ممنوع قرار دی جائیگی۔

دفعہ ۵: کسی شخص کو جسمانی اذیت یا ظالمانہ، انسانیت سوز یا ذلیل سلوک یا سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ ۶: ہر شخص کا حق ہے کہ ہر مقام پر قانون اس کی شخصیت کو تسلیم کرے۔

دفعہ ۷: قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس سے سب برابر کے بچاؤ کے حق دار ہیں۔

دفعہ ۸: ہر شخص کو ان افعال کے خلاف جو اس دستور یا قانون میں دیئے ہوئے بنیادی حقوق کو تلف کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے مؤثر طریقے پر چارہ جوئی کرنے کا پورا حق ہے۔

دفعہ ۹: کسی شخص کو محض حاکم کی مرضی پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۰: ہر ایک شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کا تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے بارے میں مقدمہ کی سماعت آزاد اور غیر جانب دار عدالت کے کھلے اجلاس میں منصفانہ طریقے پر ہو۔

دفعہ ۱۱: (۱) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری کا الزام عائد کیا جائے، بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے، تا وقت کہ اُس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اُسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع نہ دیا جاچکا ہو۔

(۲) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگذاشت کی بنا پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۲: کسی شخص کے نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے گی اور نہ ہی اُس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کا حق ہے کہ قانون اسے حملے یا مداخلت سے محفوظ رکھے۔

دفعہ ۱۳: (۱) ہر شخص کا حق ہے کہ اسے ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور سکونت اختیار کرنے کی آزادی ہو۔

(۲) ہر شخص کو اس بات کا حق ہے کہ وہ ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے ملک واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ ۱۴: (۱) ہر شخص کو ایذا رسانی سے دوسرے ملکوں میں پناہ ڈھونڈنے، اور پناہ مل جائے تو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(۲) یہ حق ان عدالتی کارروائیوں سے بچنے کے لئے استعمال میں نہیں لایا جاسکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف ہیں۔

دفعہ ۱۵: (۱) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(۲) کوئی شخص محض حاکم کی مرضی پر اپنی قومیت سے محروم نہیں کیا جائیگا اور اس کو قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار نہ کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۶: (۱) بالغ مردوں اور عورتوں کے بغیر کسی ایسی پابندی کے جو نسل قومیت یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح از دواج زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(۲) نکاح فریقین کی پوری اور آزاد رضامندی سے ہوگا۔

(۳) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے۔ اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ ۱۷: (۱) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائید اد رکھنے کا حق ہے۔

(۲) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۸: ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے اور پبلک میں یا نجی طور پر، تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل جل کر عقیدے کی تبلیغ، عمل، عبادت اور مذہبی رسمیں پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ ۱۹: ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی رائے قائم کرے اور جس ذریعے سے چاہے بغیر ملکی سرحدوں کا خیال کئے علم اور خیالات کی تلاش کرے۔ انہیں حاصل کرے اور ان کی تبلیغ کرے۔

دفعہ ۲۰: (۱) ہر شخص کو پر امن طریقے پر ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(۲) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

دفعہ ۲۱: (۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کئے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(۲) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(۳) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی سے ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مساوی کسی دوسرے آزادانہ طریق رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ ۲۲: معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی کہ وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کے آزادانہ نشو ونما کیلئے لازم ہیں۔

دفعہ ۲۳: (۱) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(۲) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کیلئے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(۳) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اس کے اہل و عیال کیلئے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔

(۴) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کیلئے تجارتی انجمنیں قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ ۲۴: ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے۔ جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے علاوہ مقررہ وقفوں کے ساتھ تعطیلات بھی شامل ہیں۔

دفعہ ۲۵: (۱) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کیلئے مناسب معیار زندگی کا حق ہے۔ جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات شامل ہیں اور بے روزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا یا ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق حاصل ہے۔

(۲) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ شادی سے پہلے پیدا ہوئے ہوں یا بعد معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ ۲۶: (۱) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم مفت ہوگی۔ کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں، ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کیلئے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(۲) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشوونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(۳) والدین کو اس بات کے انتخاب کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائیگی۔

دفعہ ۲۷: (۱) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، ادبیات سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(۲) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفاد کا بچاؤ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، علمی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں۔

دفعہ ۲۸: ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام میں شامل ہونے کا حق دار ہے جسمیں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہوسکیں جو اس اعلان میں پیش کردیے گئے ہیں۔

دفعہ ۲۹: (۱) ہر شخص پر معاشرے کے حقوق ہیں۔ کیونکہ معاشرے میں رہ کر ہی اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔

(۲) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امن اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کیلئے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہیں۔

(۳) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام کے مقاصد اور اصول کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔

دفعہ ۳۰: اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جو منشا ان حقوق اور آزادیوں کی تخریب ہو۔ جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

(ص ۵۸۲۔ ۵۸۸ حقوق انسانی و مذاہب اور پولیسنگ، ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ)

قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ایک خط

راج کمار امیر حیدر خان (آف محمود آباد) کے نام

''جہاں تک شیعوں کے عقائد اور مذہبی امور کی انجام دہی کی آزادی کا تعلق ہے تو یقیناً یہ بنیادی امر ہے کہ اگر مسلم لیگ کسی لائق ہوئی تو وہ ضرور خیال رکھے گی کہ اس آزادی کی پامالی نہ ہو۔''

آپ نے مزید لکھا کہ

''جہاں تک شیعہ اوقاف کا مکمل طور پر شیعوں کا کنٹرول میں رہنے کا تعلق ہے تو اس میں کسی اعتراض کی کوئی گنجائش میری سمجھ میں نہیں آتی۔ آپ اس آخری نکتے پر کہ اگر مسلم حنفی فقہ کے مطابق کوئی قانون منظور ہو تو شیعہ فقہ کے خصوصی اصولوں کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ جہاں تک تعلق ہے تو یہ میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شیعہ فقہ کیوں تبدیل کرے گا اور ایسا کرنا کسی اور کے مفاد میں کیسے ہو سکتا ہے۔

(ص280-279، قائداعظم خطوط کے آئینے میں،

خواجہ رضی حیدر، دسمبر 1985 ایڈیشن)

(راجکمار امیر حیدر خان کے خط مورخہ 29 مارچ 1940 کے جواب میں قائداعظم نے اپنے خط مورخہ 8 اپریل 1940 کو تحریر کیا۔)

قائداعظم محمد علی جناحؒ کا پہلی مجلسِ آئین ساز سے خطاب

''اب تم سب آزاد ہو اور پاکستان میں تمہیں اسی بات کی پوری آزادی ہے کہ اپنے مندروں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جا کر اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کرو۔

ہمارا یہ بنیادی اصول ہے کہ ہم سب ایک مملکت کے شہری اور مساوی حقوق کے مالک ہیں۔ یہ اصول مذہب معتقدات اور ذات پات کے امتیاز سے بالاتر ہے۔'' (قائداعظمؒ)

''یہ وہ خطبہ تھا جو 11 اگست 1947 کو انہوں نے پہلی مجلس آئین ساز کے صدر کی حیثیت سے (کراچی میں) پڑھا۔ اس کی تیاری پر انہوں نے کئی گھنٹے صرف کئے اس خطبہ کے ذریعے سے انہوں نے یہ اعلان کیا کہ پاکستان میں سب شہریوں کو برابر کے حقوق حاصل ہوں گے اور اس معاملے میں مذہب و ملت کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے گا۔''

(ص 296، محمد علی جناح، ہیکٹر بولائتھو، مترجم زہیر صدیقی)

(مرکزی اردو بورڈ لاہور جولائی 1976 ایڈیشن)

دستور پاکستان ۱۹۷۳ء اور بنیادی حقوق

۱۹۷۳ء آئین میں شہریوں کے بنیادی حقوق کی فہرست شامل ہے۔ یہ حقوق شہریوں کو آزادی کی نعمت سے مالا مال کرتے ہیں، اور وہ ہر قسم کے خدشات اور خطرات سے بے نیاز ان حقوق کو استعمال کرتے ہوئے ایک خوشگوار زندگی گزار سکتے ہیں۔ آئین کے مطابق قائم ہونے والی عدالتیں حقوق کے تحفظ کا ذمہ لیتی ہیں اگر کوئی حق تلفی ہو تو شہری عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جج اسے حق حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

آئین میں حقوق کا اندراج عوام کے لئے بہت حوصلہ بخش ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہر ظلم اور زیادتی سے محفوظ سمجھنے لگتے ہیں آئین چونکہ عام قانون سے بالاتر ہوتا ہے مقننہ یا انتظامیہ کے بس میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ آئینی حدود کو پھلانگیں اس لئے آئین میں موجود حقوق بہر طور عوام کو ملتے رہتے ہیں۔

عوام کے بنیادی حقوق کو کوئی ادارہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ البتہ اگر ملک کو اندرونی خلفشار یا بیرونی حملے کا خطرہ ہو تو انتظامیہ ان مخصوص حالات میں بنیادی انسانی حقوق کو عبوری و عارضی طور پر معطل کر سکتی ہے۔ یہ حقوق ہنگامی صورت میں معطل رہتے ہیں۔ اور جوں ہی حالات نارمل ہو جائیں، آئین اور اس کے تحت ملنے والے حقوق بحال ہو جاتے ہیں۔

پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ کو زیادہ جمہوری شکل دینے کے لئے دستور ساز اسمبلی نے زیادہ سے زیادہ حقوق شہریوں کے لئے مختص کر دیئے ہیں دستور کی ۲۲ دفعات صرف بنیادی حقوق سے بحث کرتی ہیں۔ یہ دفعات ۷ سے ۲۸ تک ہیں۔ آئین جو حقوق عطا کرتا ہے درج ذیل ہیں۔

۱۔ زندگی کا تحفظ: آئین کے آرٹیکل ۹ کے تحت ہر شہری کو زندگی اور آزادی کا پیدائشی حق حاصل ہے جسے آئین بھی تسلیم کرتا ہے، اور حکومت پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ شہریوں کی زندگی کے لئے انتظامات کرے اس غرض سے پولیس اور دوسرے محکمے موجود ہوتے ہیں، جو شہریوں جانوں کی حفاظت کے لئے رات دن مصروف رہتے ہیں۔

۲۔ جائداد کا حق: آئین کے آرٹیکل ۲۴ کے تحت کسی شہری کو اس کی قانونی جائداد سے محروم نہیں کیا جاسکتا پاکستان میں ہر شہری کو جائیداد خریدنے فروخت کرنے یا اپنے پاس رکھنے کا حق ہے۔ حکومت اس حق کی پوری طرح حفاظت کرتی ہے۔ البتہ جائیداد کا قانونی انداز میں حاصل کیا جانا ضروری ہے جائیداد کے سلسلے میں ۱۹۷۳ء کے آئین میں درج ہے کہ اگر حکومت کسی قومی ضرورت کے لئے چاہے تو کسی فرد کی جائیداد کو اسکی شخصی ملکیت سے نکال کر قومی ملکیت میں لے سکتی ہے، ضروری ہے کہ قومیائی گئی جائیداد کا مناسب معاوضہ شہری کو دیا جائے قانون کی باقاعدہ اجازت کے بغیر کسی شہری کو اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جاسکتا

۳۔ حق مساوات: آئین کے آرٹیکل ۲۵ کے تحت تمام شہری قانون کی نگاہ میں یکساں ہیں پاکستان کا آئین تمام شہریوں کو مساوی سمجھتا ہے۔ وہ کسی قسم کی تفریق یا امتیاز روا نہیں رکھتا۔ کسی فرد کو اس کے مذہب وملت، رنگ و نسل، جائیداد یا کسی اور وجہ سے دوسرے سے برتر نہیں سمجھا جاسکتا۔ سارے شہری ملک کے سیاسی و شہری حقوق سے برابر مستفید ہو سکتے ہیں۔ معاشرہ میں ذات پات اور کالے گورے کی تمیز کو آئین تسلیم نہیں کرتا۔ مساوات کا تصور سیاسی، مذہبی، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ ہر پہلو میں موجود ہے۔ عورتوں اور بچوں کے لئے البتہ جداگانہ قوانین ہیں اور ان کے تحفظ کے لئے مختلف اصول ترتیب دیئے گئے ہیں۔ ان کام لینے کے اوقات اور کام کی نوعیت بھی مختلف ہے۔

۴۔ حق نقل وحرکت: آئین کے آرٹیکل ۱۵ کے تحت پاکستان کے ہر شہری کو اجازت ہے کہ ملک کے طول وعرض میں جس جگہ جانا چاہے جائے اور جہاں رہنا چاہے رہے۔ نقل مکانی کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی عام اجازت ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر پاکستان کا کوئی شہری دنیا میں کسی بھی دوسرے ملک میں جانا چاہے تو اس امر کی اجازت ہے۔ وہ پاسپورٹ حاصل کرسکتا ہے اور دنیا کے کسی بھی کونے میں جاسکتا ہے۔ نقل وحرکت کی اس آزادی پر قومی ضروریات اور تقاضوں کے تحت کسی حد تک پابندی بھی عائد ہوسکتی ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ عدلیہ اس پابندی کو توثیق کرے۔ قومی پالیسی کے تحت شہریوں کو بعض ملکوں میں مثلاً اسرائیل جانے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح شہری کو قومی تحفظ کی خاطر کسی مخصوص علاقے یا آبادی میں وقتی طور پر نظر بند کیا جاسکتا ہے۔ یہ کام بغیر عدالتی اجازت کے ممکن نہیں ہوتا۔

۵۔ حق اجتماع: آئین کے آرٹیکل ۱۶ کے تحت شہریوں کو حق حاصل ہے کے وہ مذہبی، معاشرتی اور سیاسی مقاصد کے لئے اجتماعات منعقد کریں۔ جلسے کرنے کی پوری آزادی آئین نے دی ہے۔ تاہم اگر حکومت محسوس کرے کہ کوئی اجتماع تحفظ اور امن عامہ کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے تو ایسی اجتماع پر پابندی لگائی جاسکتی ہے۔ عدالت کے حکم کے تحت شہریوں کو اجتماع کرنے سے روکا جاسکتا ہے تا کہ نقض امن کا خطرہ باقی نہ رہے۔ آئین ایسے اجتماعات کے انعقاد کی پوری اجازت دیتا ہے جو مثبت نوعیت کے قومی مقاصد کے لئے منعقد کئے جائیں۔

۶۔ حق تحریر وتقریر: آئین کے آرٹیکل ۱۹ کے تحت ہر شہری کو حق تحریر حاصل ہے ہر شہری کو اپنے خیالات کے اظہار کا جمہوری حق حاصل ہے۔ وہ تقریر وتحریر کا سہارا لے کر اپنے احساسات دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔ اجلاس منعقد کر کے تحریر کرے یا کتاب، اخبار یا رسالہ میں اپنی تحریر کے ذریعے اظہار کرے۔ ایسا کرنے کی اسے اجازت ہے۔ یہ جمہوری قدروں کو پروان چڑھانے کیلئے ایک ضروری حق سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان میں ملکی سلامتی اور مذہبی احساسات کا دھیان رکھتے ہوئے کوئی فرد جو بات کہنا چاہے، کہہ سکتا ہے۔ وہ کسی کی دل آزاری نہیں کرسکتا اور نہ وطن کے مفاد کے منافی کوئی بات کہہ سکتا ہے۔ عدلیہ کے کردار اور فیصلوں پر تنقید کرنے کا بھی شہری کو حق نہیں ملتا۔

۷۔ قانون کی بالادستی کا حق: آئین کے آرٹیکل ۸ کے تحت آئین کے مخالف کوئی قانون تشکیل نہیں دیا جاسکتا۔ قانون شہری کا محافظ ہے۔ اگر قانون کے بالادستی قائم ہے تو فرد بھی محفوظ ہے۔ اس لئے شہری کا یہ حق ہے کہ ملک میں قانون کے بالادستی ہو۔ کسی شہری کو قانون کے بغیر سزا نہیں دی جاسکے۔ یہی نہیں بلکہ اس کی گرفتاری بھی صرف اور صرف قانون کے تحت ہو۔ کسی فرد کو ایک جرم کرنے پر دوبارہ سزا نہیں دی جاسکتی۔ اسے قانون کے مطابق اپنے ہی خلاف گواہی دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ کسی فرد کو کسی ایسے فعل کی بنیاد پر سزا نہیں دی جاسکتی جو فعل ارتکاب کے وقت قانوناً جرم نہیں تھا اور بعد میں جرم قرار پایا۔

۸۔ بیگار اور غلامی سے چھٹکارا: آئین کے آرٹیکل ۱۱ کے تحت کسی بھی شہری (خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا) سے بیگار نہیں لی جاسکتی۔ اسے مجبور کر کے بغیر معاوضہ اس سے کام لینا منع ہے۔ شہری کو خریدا یا بیچا نہیں جاسکتا اور نہ اسے غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی شہری کو عدالت سزا دے تو قانون کے تحت اس سے بیگار لی جاسکتی ہے۔ جیل میں بامشقت سزا کاٹنے والے قیدیوں سے جو کام لیا جاتا ہے۔ وہ قانوناً صحیح ہے۔

۹۔ ثقافتی وتہذیبی حقوق: آئین کے آرٹیکل ۲۸ کے تحت ہر شہری کا حق ہے کہ اپنی تہذیب وثقافت کے مطابق زندگی گزارے۔ انہیں ترقی

دینے کے لیے کوشاں رہے اپنے ادب اور ثقافت کو ترقی دے۔

۱۰۔ حق انجمن: آرٹیکل ۱۷ کے تحت شہری اپنے مشترکہ مفادات کی خاطر انجمنیں بنا سکتے ہیں۔ ان کی نوعیت سیاسی و مذہبی، معاشرتی، تفریحی، فلاحی یا پیشہ ورانہ ہو سکتی ہے۔ خصوصاً سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے جماعتیں بنانے کا حق شہریوں کو حاصل ہے اور وہ جماعتوں کو منظم کرنے اور موثر بنانے کے لئے چندہ بھی وصول کر سکتے ہیں۔

۱۱۔ مذہبی حقوق: آئین کے آرٹیکل ۲۱ کے تحت مذہبی حقوق کو تحفظ حاصل ہے شہریوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ جس عقیدہ کو پسند کریں اپنا لیں۔ وہ پوری مذہبی آزادی رکھتے ہیں، جس سے مراد اپنے مذہب کی تبلیغ کی آزادی، مذہب کے مطابق عبادت کی آزادی اور اپنے مذہبی اداروں کے قیام کی آزادی ہے۔ مذہب کی تبلیغ کے لئے شہری تحریر اور تقریر کا سہارا لیتے ہیں۔ کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں اور اشتہارات کے ذریعے مذہب کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔

البتہ آئین اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک شہری اپنے حقوق کو اس طرح استعمال کرے کہ جس سے دوسروں شہریوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے کسی شہری کو کسی ایسے مذہب کی تبلیغ کے لئے چندہ دینے پر مجبور نہیں کی جا سکتا جو اس کا مذہب نہ ہو۔ نہ ہی ملک میں کوئی ایسا ٹیکس نافذ کیا جا سکتا ہے، جس سے حاصل شدہ رقم کسی مخصوص مذہب کی تبلیغ پر خرچ ہو۔

۱۲۔ معاشی حقوق: آرٹیکل ۱۸ کے تحت ہر شہری کے معاشی حقوق کو تحفظ حاصل ہے۔ ہر شہری کا حق ہے کہ وہ جس پیشہ کو پسند کرے اپنا لے۔ ہر شہری سے مناسب اوقات کار اور مناسب اجرت کے عوض کام لیا جا سکتا ہے۔ کسی فرد سے بیگار لینے کی آئین اجازت نہیں دیتا۔

۱۳۔ تعلیمی اداروں میں مذہبی تحفظات: آرٹیکل ۲۲ کے تحت جہاں ہر شہری کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی کرنے کا حق ہے وہاں اسے آئین کی رو سے کسی تعلیمی ادارے میں ایسی مذہبی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جو اس کے اپنے مذہب کی نہ ہو۔ شہری کو تہواروں اور رسومات سے نہیں روکا جا سکتا۔ اسے ایسے مذہبی اصول اپنانے پر بھی مجبور نہیں کیا جا سکتا جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ اس کا اپنا نہیں ہے۔

کسی فرد کو اس کے مذہب، نسل، جائے پیدائش یا ذات کی وجہ سے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے روکا نہیں جا سکتا۔ بشرطیکہ وہ تعلیمی ادارہ حکومت کے سرمایے سے چل رہا ہو۔

۱۴۔ انفرادی آزادی کا حق:

۱۔ کسی فرد کو بغیر وجہ بتائے گرفتار نہیں کیا جا سکے گا۔ اور گرفتاری کے لئے عدالتی اجازت نامہ ضروری ہوگا۔

۲۔ کسی فرد کو بغیر قانونی کارروائی قید و بند میں نہیں رکھا جائے گا۔

۳۔ کسی فرد کے خلاف کوئی مقدمہ ہو تو اسے حق ہوگا کہ وہ کسی وکیل کی خدمات حاصل کرے، تا کہ اپنے خلاف لگائے گئے الزامات کی صفائی پیش کر سکے۔

۴۔ اگر پولیس کسی شخص کو گرفتار کرتی ہے تو لازم ہے کہ اسے ۲۴ گھنٹے کے اندر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔

مندرجہ بالا حقوق عام حالات میں شہریوں کو حاصل ہیں لیکن اگر کسی شہری کو امتناعی نظر بندی کے قانون کے تحت پابند کیا گیا ہو تو اس پر

مندرجہ بالا شرائط کا اطلاق نہ ہوگا امتناعی نظر بندی کا اصول صرف ان شہریوں کے لئے ہوگا جو ملکی اتحاد سلامتی اور دفاع کو نقصان پہنچانے کے مرتکب ہوں گے۔

امتناعی نظر بندی کے تحت کسی فرد کو ایک ماہ سے زیادہ محبوس نہیں رکھا جاسکتا۔ اگر کسی کی نظر بندی میں اضافہ مقصود ہو تو مقدمہ ایک جائزہ بورڈ کے سامنے پیش ہوگا۔ بورڈ اگر چاہے گا تو تین ماہ کے لئے حراست میں رکھنے کا فیصلہ کر سکے گا۔ اگر اس مدت کے گزرنے کے بعد بھی حراست میں رکھے جانے کی ضرورت محسوس ہوگی تو مقدمہ دوبارہ جائزہ بورڈ کے سامنے آئے گا۔

مرکزی جائزہ بورڈ ایک چیرمین اور دو دوسرے ارکان پر مبنی ہے۔ یہ ارکان سپریم کورٹ کے جج ہوتے ہیں اور ان کا تقرر چیف جسٹس آف پاکستان کرتا ہے۔ ہر صوبہ کا الگ صوبائی جائزہ بورڈ ہے اور صوبائی قانون کے تحت نظر بند ہونے والے افراد کے لئے یہ جائزہ بورڈ کام کرتا ہے۔ صوبائی بورڈ ایک چیئرمین اور دو ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ارکان ہائی کورٹ کے ججوں سے چنے جاتے ہیں۔

(ص ۴۹۲۔۵۰۲، حقوق انسانی و مذاہب اور پولیسنگ،
ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاہدۂ اسلام آباد پاکستان

"راولپنڈی ۶۔ جولائی (۱۹۸۰ء) صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی دعوت پر شیعہ راہنماؤں کے ایک وفد نے مفتی جعفر حسین کی قیادت میں آج چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر سیکریٹریٹ میں صدر سے ملاقات کی۔ ان کے ہمراہ وفد کے دوسرے ارکان یہ تھے۔ مولانا سید گلاب شاہ، مولانا سید صفدر حسین نجفی، لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سید فدا حسین نقوی اور سید شبیر حسین ایڈووکیٹ۔

شیعہ وفد کا نقطۂ نظر سننے کے بعد صدر نے اپنی سابقہ یقین دہانی کو دہرایا کہ ملک کے ہر شہری کے مذہبی عقائد کا پورا پورا احترام کیا جائے گا اور کسی ایک فرقے کا فقہہ دوسرے پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔ شیعہ لیڈروں کے خدشات کو رفع کرتے ہوئے صدر مملکت نے کہا کہ وہ اہل تشیع سے کئے ہوئے وعدے پر قائم ہیں اور وہ اسے اس کی روح کے مطابق عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری اقدامات کریں گے۔

صدر مملکت نے مزید کہا کہ اگر کوئی قانون اس سے پہلے اس وعدے کے منافی نافذ ہو چکا ہے تو اس میں ضروری ترمیم کر دی جائے گی، تاکہ وہ اہل تشیع کے لئے فقہ جعفریہ سے ہم آہنگ ہو جائے، انہوں نے یہ بھی یقین دلایا کہ مستقبل میں اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ ہر نئے قانون میں اہل تشیع کے لئے فقہ جعفریہ ملحوظ رہے گا۔ اس سلسلے میں ضروری قانون ۱۵ ستمبر ۱۹۸۰ء تک بنا دیا جائے گا۔"

مفتی جعفر حسین نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے سابقہ وعدے کا اعادہ کیا۔ مفتی صاحب نے یہ بھی یقین دلایا کہ اسلام آباد میں جو اہل تشیع جمع ہیں وہ انہیں مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں

دستخط مفتی جعفر حسین

دستخط محمود اے ہارون

وفاقی وزیر مذہبی امور

جنرل اختر اپنی ٹیم کی اس شاندار کارکردگی پر بے حد نازاں اور خوش تھے۔ اگلے روز سٹاف میٹنگ کے دوران انہوں نے کہا یہ بہت ہی نازک موقعہ تھا۔ تمام دنیا کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی تھیں اور لوگ ایک ایک لمحہ گن رہے تھے، پاکستان کا سرکاری نظام منجمد ہو گیا تھا، سرکاری مشینری مفلوج ہو چکی تھی، لیکن آئی ایس آئی نے اپنے فرض سے بڑھ کر کام کیا، صدر پاکستان آئی ایس آئی کی کارکردگی پر بے حد خوش ہیں اور انہوں نے ان الفاظ میں ہمیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ "مجھے امریکہ کے سفیر نے پیغام دیا کہ آج پاکستان کو بچا لیا گیا ہے۔"

ہم خدا کے شکر گزار ہیں کہ ہماری کوششوں سے نہ صرف پاکستان کی سلامتی کو درپیش خطرہ ٹل گیا بلکہ بہت بڑی خون ریزی کو بھی روک لیا گیا۔ شکر الحمد للہ۔ اسے کہتے ہیں غیبی امداد ورنہ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا۔

(صفحہ ۲۷۸/۲۷۹ حساس ادارے ایڈیشن ۱۹۹۸ء، از بریگیڈیئر (ر) سید احمد ارشاد ترمذی سابق چیف آف آرمی اسٹاف ڈائریکٹریٹ جنرل آئی ایس آئی)

ہند میں اسلام کی آمد

بقول سید محمد ہادی حسین یورپین مورخ ہوں یا ایشیائی سب کے سب ایک منہ اور ایک زبان ہو کر سندھ میں محمد بن قاسم کی فاتحانہ آمد ۷۱۱ء مطابق ۹۲ھ سے ہند میں اسلام کا آغاز بتاتے ہیں۔ (ص ۴۸-۴۷نقوش راہ) لیکن تاریخ اور تاریخی حوالے کچھ اور ہی کہہ رہے ہیں۔

۱۔امام المورخین ابو محمد عبداللہ ابن قتیبہ دینوری اپنی کتاب "المعارف کے ص ۱۵طبع مصر ۱۹۳۴ میں لکھتے ہیں کہ "ہندوستان میں سب سے پہلے اسلام امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے عہد میں پہنچا۔

۲۔ترجمہ چچ نامہ قلمی ص ۳۴، امیر المومنین علیہ السلام نے ۳۸ھ میں ناظر بن دعوراء کو سرحدات سندھ کی دیکھ بھال کے لیے روانہ کیا۔

۳۔علامہ ابوالظفر الندوی تحریر فرماتے ہیں کہ "۳۹ھ میں حضرت علیؑ نے حارث بن مرہ عبدی کو سندھ پر قابو حاصل کرنے کے لیے بھیجا اور اس سن میں سندھ فتح ہوا۔

۴۔تاریخ سندھ دارالمصنفین اعظم گڈھ ۱۹۴۷ کے مطابق سندھ حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے ہاتھوں فتح ہوا اور حکومتِ اسلامیہ اُن ہی کے ہاتھوں قائم ہوئی۔

۵۔علامہ بلاذری المتوفی ۲۷۹ لکھتے ہیں کہ آخر ۳۸ھ یا اول ۳۹ھ میں حارث بن مرہ عبدی حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے اجازت لے کر بحیثیت مطوع سرحد سندھ پہنچے اور فتح یاب ہوئے۔

(ترجمہ فتوح البلدان بلاذری ج ۲ص ۶۱۳طبع کراچی، ص ۴۲۸طبع مصر)

حوالہ جات:

۱) ص ۲۲۷-۲۲۸مولاؑ علی مدینے میں ۲۵ سال۔الحاج پروفیسر ڈاکٹر سید منظر حسین کاظمی)

۲) ص ۱۳۴-۱۳۵، چودہ ستارے (ناشر المعراج کمپنی لاہور)، مولانا نجم الحسن کراروی صاحب قبلہ ہفت روزہ شہاب ثاقب پشاور، شمارہ یکم مئی ۱۹۵۰ء مقالہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری قبلہ فاتح ٹیکسلا

۳) جناب علی حسین رضوی صاحب اپنی کتاب تاریخ شیعہ میں لکھتے ہیں کہ "سندھی بزرگوں میں ایک روایت سینہ بسینہ چلی آرہی ہے کہ سادات چھوٹے چھوٹے گروہوں میں منقسم ہو کر اموی حدود سلطنت میں سفر کرتے اور سرحد پار کر کے ایک قافلے کی صورت اختیار کر لیتے پھر سیستان، بلوچستان، مکران جہاں بن پڑتا وہاں اقامت اختیار کر لیتے اُن کا تقدس وتقویٰ غیر مسلمین کو بھی ان سے نفرت نہ کرنے دیتا وہ آہستہ آہستہ اپنا تعارف کراتے اور اسلام کا درس دیتے تو لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔اور جو لوگ اسلام کی صداقت کو قبول نہ کرتے وہ بھی ان بزرگوں کی عظمت کو ضرور مانتے جن کی قبور اب بھی ان علاقوں میں جا بجا مرجع خلائق ہیں

اُن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو دریائے سندھ کے کنارے کھلے میدانوں میں پہنچے ایک قافلہ راجہ داھر کے آدمیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا جو اُسکے دربار میں حاضر کیا گیا اور اس نے حقیقت حال راجہ کے سامنے بیان کر دی۔ پیشانیوں پر سجدے کی علامات اور بشرے پر چھلکتا ہوا نور ایمان ان کا گواہ تھا جو راجہ پر اُن کی صداقت کا اثر ڈالے بغیر نہ رہا۔راجہ نے اُنھیں عزت واحترام سے رکھنے کی ہدایت کی۔ بالآخر ان کے علم، زہد اور پاک بازی سے متاثر ہو کر انہیں اپنے درباریوں میں شامل کر لیا اور وہ سب اُسکے معتقد بن گئے۔

وادیء سندھ کی تاریخ پر ایک اجمالی نظر

مندرجہ بالا عنوان کے تحت سید محمد ہادی حسین اپنی کتاب ''نقوش راہ'' مذہبی سیاحت کی دس سالہ سرگزشت ۱۹۴۶ تا ۱۹۵۵ کے صفحہ نمبر ۷۰ پر لکھتے ہیں کہ

''پاک وہند میں اسلام کا اولین نقش قدم وادی سندھ پر مرتسم ہوا اور یہی وہ سرزمین ہے جس پر مسلمانوں کا غلبہ وتسلط زیادہ سے زیادہ عرصہ قائم رہا۔ ابتداء میں اموی والیان کا تقرر ہوتا رہا۔ پھر ۷۵۰ء سے عباسی خلفاء کی طرف سے والی مقرر ہونے لگے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب عباسی حکومت میں ضعف کے آثار نمودار ہوئے تو مخلوط النسل (سندھی نژاد) عربوں نے سندھ کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور پونے دوسو سال تک عنان حکومت کو سنبھالے رکھا۔

ان کے بعد شاہان سومرا وسمہ بعد ازاں ارغوں ترخان کلہوڑا سردار اور پھر تالپور میر سندھ پر حکومت کرتے رہے''۔ تالپور قبیلہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''اٹھارویں صدی عیسوی کے ربع آخر سے انیسویں صدی کے وسط تک تقریباً ساٹھ سال تالپور نامی بلوچ قبیلہ جو اثنا عشری عقائد رکھتا تھا اس سرزمین پر حکومت کرتا رہا تا آنکہ برطانوی سامراجیت کا پنجہ استبداد یہاں تک پھیل گیا۔ (ص ۷۳)

فٹ نوٹ میں تحریر کرتے ہیں کہ ''کمبرج ہسٹری آف انڈیا جلد پنجم باب اُنتیس میں حکمران بلوچ قبیلہ (تالپوروں) کے تاریخی حالات درج ہیں جن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ہر حکمران اثنا عشری تھا اس قبیلہ میں صرف میر فتح اللہ خان کا لڑکا صوبیدار خان سنی المذاہب تھا لیکن ۱۸۰۲ء میں میر فتح اللہ خان کی وفات کے بعد اس کے بیٹے (صوبیدار خان) کو حکومت نہیں ملی بلکہ بھائیوں میں منتقل و منقسم ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

''آپ جانتے ہیں کہ میری حکومت کی اور خود میری پالیسی یہ ہے کہ ذات، رنگ، عقیدے یا نسل کی تمیز روا رکھے بغیر ہر فرقے کی جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ کیا جائے''

(قائداعظم محمد علی جناح)

کراچی ماضی کے آئینہ میں

حدود اربعہ:

ملکہ مشرق شہر کراچی کو ہی کہا جاتا ہے جو 12-45-24 تا 03-39-25 شمالی عرض البلد 12-39-66 تا 30-35-67 مشرق طول البلد کے درمیان واقع ہے۔ اس کی حدود شمالی مشرق میں دادو ڈسٹرکٹ میں ملتی ہیں۔ مشرق میں ٹھٹھہ ڈسٹرکٹ ہے۔ جنوب میں بحیرہ عرب اور دریائے سندھ کے طاس کی کھاڑیاں ہیں اور کراچی کی مغربی حدود دریائے حب تشکیل دیتا ہے جو صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کے درمیان کیرتھر کے سلسلہ کوہ کے درمیان واقع ہے۔ اس کراچی ڈویژن کی شمالاً جنوباً لمبائی تقریباً ۶۵ میل اور چوڑائی مشرق سے مغرب تک تقریباً ۵۹ میل ہے۔ اس کا کُل رقبہ محکمہ ریونیو کے مطابق ۱۳۶۲ مربع میل ہے۔

کراچی کی قدامت کے بارے میں تاریخی شواہد میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو پتہ چلتا ہے کہ موجودہ کراچی کا سنگ بنیاد ۱۷۲۹ء میں بھوج مل اور اس کے دوسرے ساتھی تاجروں نے رکھا تو دوسری طرف کچھ جغرافیہ دان اسے تقریب ۲۳۰۰ برس پرانی بستی بتاتے ہیں۔ خیال کی جاتا ہے کہ کراچی کی آبادی کا سبب دریائے حب کے دوسرے کنارے پر آباد کھڑک بندرگاہ کی تباہی تھی۔ تیز موجوں اور ہواؤں نے کھڑک بندر کا دہانہ ریت سے بھر دیا اور جہازوں اور کشتیوں کے لئے تجارتی مقاصد کے لئے اسے استعمال کرنا ممکن نہ رہا تو کھڑک بندر کے لوگوں نے اپنے لئے نئے تجارتی راستے کی تلاش شروع کی۔ انہیں قریب ہی ایک ویرانے میں بیس پچیس جھونپڑیاں نظر آئیں جو ''ڈربو'' کے نام سے مشہور تھیں۔ بستی میں ایک تالاب ایک مچھیرے کے نام پر کلاچی کنواں بھی تھا۔ کنواں گہرے گڑھے یا خندق کو کہتے تھے۔ کھڑک بندر کے باسیوں نے یہاں جو بستی بسائی اسے '' کلاچی جو گوٹھ'' کہا جانے لگا۔

اس نئی بستی اور بندرگاہ کو قزاقوں سے محفوظ رکھنے کی فکر ہوئی۔ اس مقصد کے لیے بستی کے گرد لکڑی اور مٹی سے دیوار تعمیر کر کے جھاڑیاں لگائی گئیں اور مٹی کا ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا گیا۔ مسقط سے ایک توپ منگوا کر ساحلی بستی کے قلعے کی فصیل پر نصب کرادی گئی۔ اس قلعے کے دو دروازے تھے۔ جن میں ساحل کی طرف کھلنے والا'' کھارادر'' یعنی نمکین دروازہ اور لیاری ندی کی جانب کا دروازہ ''میٹھادر'' کے نام سے پکارا گیا۔ بعد میں ان کے قریب آباد محلوں کے نام یہی مشہور ہوئے۔ یہ دروازے بھوج مل نے بنوائے تھے جسے جدید کراچی کا بانی اور سندھ کی تجارت کا باوا آدم مانا جاتا ہے۔

۱۷۷۴ء میں انگلستان اور ہندوستان کے درمیان تجارتی تعلقات قائم کرنے کی غرض سے بحری راستوں کی تلاش میں تین بحری جہاز روانہ کیے گئے۔ یہ تینوں جہاز کراچی کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے۔ مسٹر ماسکل نے اس شہر کو نقشہ میں شامل کرلیا۔ مسٹر ماسکل نے جو اس بحری فوج کا ذکر کیا ہے کہ مقدونیہ کی طرف واپسی کے سفر میں بحری کمانڈر نیارکس کے بیڑے نے ۱۸ اکتوبر ۳۲۶ قبل مسیح میں کراچی کی بندرگاہ پر ۲۴ گھنٹے کے لیے قیام کیا۔ اس وقت کراچی کو کروکالا کہا جاتا تھا۔ ایچ ٹی لیمبرک نے بھی قدیم نقشوں اور بحری راستوں سے اس بات کی تصدیق کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ بندرگاہ Women's Harbour کے نام سے مشہور تھی کیونکہ یہاں پہلی حکمراں ایک عورت تھی۔

ترک کپتان سعید علی کی کتاب ''محیط'' میں ۱۵۵۷ء میں اسے '' کلاچی'' یا'' کراچی'' لکھا گیا ہے۔ عربوں کے سندھ میں داخلے کے لئے اسی بندرگاہ کو استعمال کیا گیا ہوگا۔ کروکولا کو کیماڑی کا ہی حصہ قرار دیا جاتا ہے اور دیبل کا مقام بھی کراچی کے ہی قریب ہوگا جہاں محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دینے کے لئے قیام کیا اور مغربی سندھ پر اسلام تسلط قائم کردیا اور ۷۱۲ عیسوی میں مکلی کی پہاڑیوں میں کراچی سے ۹۶ کلومیٹر کے فاصلے پر

جنوبی ایشیاء میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ ۱۱۵۰ عیسوی میں مسلمان بزرگ کا منگھوپیر میں مقبرہ بنایا گیا۔ عربوں کے بعد اس علاقے پر سومرو اور سماں نے حکومت کی۔ ۱۵۹۲ میں شہنشاہ اکبر اور اس کے جنرل عبدالرحیم خان خاناں نے قبضہ کر کے اسے مغلیہ سلطنت میں شامل کرلیا۔ اکبر نے ٹھٹھہ میں قیام کے بعد جس جزیرے میں قیام کیا اس کا نام "مان ہارا" کتاب "ترخان نامہ" میں درج ہے۔ مورخین اسے آج کا منوڑہ قرار دیتے ہیں۔

۱۷۳۷ میں کلہوڑہ خاندان نے اقتدار حاصل کرلیا۔ ان کے بعد ۱۷۸۲ میں تالپور خاندان نے اپنی حکمرانی قائم کی۔ ۱۷۲۵ میں کراچی کے ساحلی علاقے میں چھوٹی بستی" کلاچی جو گوٹھ" کا پتہ ملتا ہے جو اس وقت بلوچستان میں شامل تھا بعد میں ۱۷۹۵ میں تالپوروں نے اس پر قبضہ کرلیا اور ۱۸۳۹ تک حکومت کی۔

قدرتی بندرگاہوں۔ شاہ بندر اور کھڑک بندر کے ناقابل استعمال ہونے پر ساری آبادی کراچی آبسی۔ کراچی میں کلہوڑوں کے قبضہ کے بعد کچھ عرصے خان آف قلات کی حکمرانی بھی رہی۔ تالپوروں کے زمانے میں کراچی کی آبادی ۸۰۰۰ بڑھ کر ۱۴۰۰۰ ہوگئی۔ ۱۸۳۲ میں شہر کراچی میں ۲۱ مسجدیں۔ پیروں کی ۱۳ درگاہیں ۳۴ مندر اور دھرم شالائیں اور ہندوؤں کے چند اسکول تھے۔ مسلمان فارسی اور قرآن مولویوں سے پڑھتے اور اپنی لڑکیوں کو بھی پڑھاتے اور ہندو اپنی لڑکیوں کو نہیں پڑھاتے تھے۔ کراچی میں غلاموں کی تجارت ہوا کرتی تھی۔ سالانہ تقریباً ۷۰۰ حبشی غلام مسقط سے لائے جاتے تھے۔

۲۶ اگست ۱۷۹۹ کو کراچی کے قلعے سے باہر ایک انگریز ناتھن کرو کو چار بیگھے زمین دینے کی منظوری میران تالپور نے دی۔ ناتھن کرو نے اس زمین پر انگلش فیکٹری قائم کرلی لیکن ۱۵ اگست ۱۸۰۰ کو حکم دیا گیا کہ وہ دس دن کے اندر اندر شہر کراچی سے فیکٹری بند کر کے نکل جائے۔ اس واقعے کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی والوں نے تجارتی اور سیاسی مفادات کے لئے سندھ پر قبضہ کرنے کی ٹھان لی۔ ۳ فروری ۱۸۳۹ کو برطانوی افواج نے کراچی پر قبضہ کرلیا تھا مگر نظم ونسق معاہدے کے مطابق بدستور تالپور انتظامیہ کے ہاتھوں میں تھا۔ ۱۷ فروری ۱۸۴۳ کو کراچی پر مکمل برطانوی قبضے کے بعد انگریزوں نے نظم ونسق خود سنبھال لیا۔

برطانوی حملہ آور فوج کے جنرل چارلس نیپئر کو فتح سندھ کے صلے میں سر کے خطاب کے ساتھ ساتھ سندھ کی گورنری بھی ملی جو کہ چار سال تک جاری رہی اور اختتام گورنری پر سندھ کی علیحدہ صوبے کی شناخت کو ختم کر کے اُسے صوبہ بمبئی میں ضم کردیا گیا اور نئے آنے والے سربراہ گورنر کے بجائے کمشنر کہلائے۔

اس سلسلے کے پہلے کمشنر مسٹر رابرٹ کیتھ پرنگل ۱۸۴۷-۱۰-۱ ہوئے اور مسٹر آر ای گبسن Gibson آخر کمشنر تھے جو ۱۹۳۶ کو دوبارہ سندھ کے علیحدہ صوبہ بننے پر واپس بمبئی چلے گئے۔

سندھ کے علیحدہ صوبہ بننے کے بعد کمشنروں کی تقرری کا سلسلہ ختم کردیا گیا اور پارلیمانی نظام کو رواج دینے کے لیے سر لارڈ گراہم کو گورنر بنا کر بھیجا گیا، سندھ میں سیاست کا آغاز ہوا اور فروری ۱۹۳۷ میں صوبائی اسمبلی کے انتخابات کے نتیجے میں سر غلام حسین ہدایت اللہ کی مخلوط حکومت قائم ہوئی۔ لارڈ گراہم سے شروع ہونے والا سلسلہ سر فرانس مودی کے گورنری پر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو ختم ہوا اور سر غلام حسین ہدایت اللہ سندھ کے پہلے مسلمان گورنر مقرر ہوئے۔

کراچی کی تاریخ مختلف ناموں اور حوالوں سے گزر کر عرب، ترخانی، مغل کلہوڑا، تالپور پھر برطانوی دور میں داخل ہوتی ہے۔ عرب دور

میں ہمیں دیبل اور دربو کے حوالوں سے کراچی کے حالات ملتے ہیں تو ترخانی اور مغل ادوار میں کراشی اور مون ہارا کے ناموں سے کراچی کا تاریخ میں تذکرہ موجود ہے پھر کلہوڑا اور تالپور ادوار میں ہمیں قلاچو، قلاچی، جوکنڈہ، خورعلی اور دیگر کئی ناموں سے کراچی کے تفصیلی تاریخ موجود ہے۔

برطانوی دور سے سندھ اور کراچی کی تاریخ جدید سائنسی خطوط پر محفوظ کرنے کی ابتداء ہوئی۔

کراچی بانی پاکستان کی نظر میں

۲۵ اگست ۱۹۴۷ کو قائداعظم محمد علی جناح نے استقبالیے میں جو کہ کراچی میونسپل کارپوریشن نے ان کے اعزاز میں دیا تھا خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

میں کراچی میں پیدا ہوا۔ اس سرزمین پر اپنا بچپن گزارا اور میں نے یہیں میٹرک تک تعلیم حاصل کی بے شک میرے دل میں اس خوبصورت شہر کی بے حد قدر و منزلت ہے مگر یہ اس لئے نہیں کہ اس شہر سے میری پرانی یادیں وابستہ ہیں یا چونکہ میں یہاں پیدا ہوا۔ پاکستان کے حوالے سے یہ شہر تمام آزادی پسند اقوام کی صرف توجہ کا مرکز ہی نہیں بن گیا بلکہ تاریخ میں ایک خاص مقام حاصل کر چکا ہے۔ یہ شہر کوئی معمولی شہر نہیں ہے اسے قدرت نے بے شمار نعمتوں اور خوبیوں سے نوازا ہے۔ (یہ) اپنی گوناگوں خوبیوں کی بدولت یہ ایک معمولی قصبے سے ایک عظیم شہر بن کر اُبھرا ہے اور آج موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی تمام تر اہلیت رکھتا ہے۔ میں یہ بات آسانی سے کہہ سکتا ہوں کہ اس شہر کا مستقبل تابناک ہے۔ اس کی بندرگاہ یا ہوائی اڈا ہی نہیں بلکہ مستقبل میں پورا شہر لاثانی ہوگا۔

جنرل چارلیس نیپئر کی نظر میں

یکم اکتوبر ۱۸۴۷ کو اپنے اعزاز میں منعقدہ الوداعی پارٹی میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اے کراچی! عنقریب تو مشرق کی ملکہ ہوگی۔ اے کراچی! جب تو اس بلند مرتبے پر پہنچے تو میری تمنا ہے کہ میں تجھے ایک بار دیکھ سکوں''۔

جنرل صاحب تو کوچ کر گئے لیکن ان کی پیش گوئی تقریباً سو سال بعد پوری ہوئی اور شہر کراچی کو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست کے صدر مقام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

ایک صحافی کی نظر میں

کراچی سے شائع ہونے والے ڈیلی گزٹ کے انگریز مدیر اور کراچی میونسپلٹی کے کونسلر سر منٹنگ ویب Sir. Minting Web نے ۱۹۳۳ میں تھوسوفیکل ہال میں منعقدہ ایک کانفرس میں شہر کا تذکرہ کچھ یوں کیا۔

''کراچی کی آب و ہوا ہندوستان کی دوسری بندرگاہوں سے اچھی اور نہایت معتدل ہے۔ یہاں اچھی خوراک میسر ہو سکتی ہے۔ صاف و شفاف پانی بہ افراط دستیاب ہے۔ تفریح کے لیے وسیع و عریض میدان، کشادہ سڑکیں اور دوسرے نظارے بھی موجود ہیں۔ یہاں قدرت نے ایسے ساماں مہیا کر دیے ہیں کہ بندرگاہ اور شہر کی وسعت کے لیے کوئی شے مانع نہیں ہے۔

جغرافیائی حیثیت سے کراچی کو نہ صرف برصغیر کی دوسری بندرگاہوں پر فوقیت حاصل ہے بلکہ جنوب مشرقی ایشیاء کی تمام بندرگاہوں پر کراچی ہندوستان کی یورپ سے نزدیک ترین بندرگاہ ہے یہ بندرگاہ مشرق کے لیے باعث فخر ہے۔ اس میں ترقی کے لیے آثار نمایاں ہیں کہ اس کا غیر معمولی ترقی کرنا امر یقینی ہے۔

کھارادر جو کہ کراچی کی قدیم آبادی ہے اور عزاداری کے حوالے سے آج بھی مرکزیت کی حامل خوجہ حضرات کی آبادی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل کراچی میں اہل تشیع حضرات کے جن اداروں کا تاریخ میں تذکرہ ملتا ہے اُن میں بڑا امام باڑہ کھارادر، خوجہ مسجد کھارادر، شیعہ مسجد سندھ مدرسۃ الاسلام جو کہ نواب حیدر پور فیض محمد خان تالپور نے ۱۸۹۴ میں تعمیر کرائی تھی، علی باغ قبرستان اور حسینی باغ قبرستان میوہ شاہ شامل ہے۔

کراچی تاریخ کے آئینے کے مطابق کراچی کی سب سے پرانی امام بارگاہ کے بارے میں قیاس ہے کہ وہ کھارادر میں واقع موجودہ امام بارگاہ (بڑا امام باڑہ) کی جگہ پر واقع تھی تاہم اسی جگہ پر ۱۸۷۸ میں ایک نئی امام بارگاہ تعمیر ہوئی۔ اس امام بارگاہ سے ملحق ایک عالی شاہ مسجد بھی ہے (خوجہ مسجد) جو امام بارگاہ جتنی پرانی ہے۔ (ص ۶۵۵)

محمد عثمان دموہی کراچی تاریخ کے آئینے میں ص ۶۴۸ پر لکھتے ہیں کہ ''حسینی باغ قبرستان ۱۹۲۲ میں خوجہ اثنا عشری جماعت نے تیار کرایا تھا یہ صرف خوجہ اثنا عشری فرقے کے لیے مخصوص ہے یہ لیاری عیدگاہ کے قریب واقع ہے''

مزید یہ کے علی باغ کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ ''یہ شیعہ اثنا عشری جماعت کا پرانا قبرستان ہے یہ صرف شیعوں کے لیے مخصوص ہے''۔

پاکستان کے وفاقی دارالحکومت کراچی عشرہ محرم ۱۳۶۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۹ء

ہم آپ کو پاکستان کے پہلے وفاقی دارالحکومت کراچی میں منعقد عشرہ محرم ۱۳۶۹ھ کو آنکھوں دیکھا حال سنانے کے لیے چلتے ہیں۔ کتاب ''نقوش راہ'' مصنف جناب سید محمد ہادی حسین کی طرف جو کہ اُنکے مطابق ''گذشتہ کئی سالوں سے برعظیم ہندو پاکستان کا دورہ کر رہا ہوں امسال ادھر کا رُخ کیا تاکہ دیکھوں کے دنیا کہ اس عظیم ترین اسلامی ملک کے پایہ تخت میں شہید انسانیت کی یاد کس پایہ کی منائی جاتی ہے''۔ (ص ۳۷)

کُل کراچی کا ایک متحدہ پروگرام عزا

پانچ محرم الحرام کو کھارادر کی خوجہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گیا تاکہ وہاں مومنین سے مجالس کا پروگرام معلوم کر سکوں لیکن نماز جمعہ کے بعد مجھے ایک ہینڈ بل مل گیا جس میں شہر کے مختلف علاقوں میں مجالس کا پروگرام معہ اسماء ذاکرین موجود تھا۔ یہ ہینڈ بل انجمن اتحاد المومنین پاکستان کراچی نے دیگر عزادار انجمنوں سے ارتباط قائم کر کے بڑی حسن وخوبی سے ترتیب دیا تھا۔ یہ اہل شہر سے زیادہ مجھ جیسے نووارد کے لیے کارآمد تھا۔ میں نے اِسے تعویز کی طرح رکھا اور سچ پوچھیے تو اس نے گائیڈ کا کام دیا۔

ایک جلوس اور ایک مجلس

خوجہ مسجد سے سید حاجت لائن گیا یہاں ''امام باڑہ حسینی'' سے بعد مجلس جلوس ذوالجناح برآمد ہوا۔ اس وقت جہانگیر پارک میں حسن رضا صاحب ایڈووکیٹ کے پڑھنے کا اعلان تھا جس کی وجہ سے مومنین بٹ گئے تھے مگر پھر بھی جلوس کے ساتھ بہت کثیر مجمع تھا ایک مختصر قطعہ اراضی جس پر چہار دیواری اور چھوٹے سے سائباں کے سوا کچھ نہیں ہے اُسے اس علاقہ کے مہاجر عزاداروں نے مجلس وماتم کے لیے مخصوص کر کے ''امام باڑہ حسینی'' کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔

منتظمین امام باڑہ نہایت باحوصلہ اور باعمل ہیں ان کے جوش عمل ہی کی بدولت یہاں ہر سال عظیم الشان مجالس کا انعقاد ہوتا ہے۔ جو تمنا

دن تک جاری رہتی ہیں اور جن میں برِاعظم پاک و ہند کے متبحر علمائے حق علم کے دریا بہاتے ہیں اور تشنگانِ علم خوب خوب سیراب ہوتے ہیں۔

جلوس الفنسٹن اسٹریٹ تک آ کر امام بارہ واپس لوٹ گیا میں اس کے ساتھ آخر تک نہ رہا بلکہ جہانگیر پارک چلا آیا۔ حسن رضا ایڈووکیٹ تقریر فرما رہے تھے ان کی تقریر کافی مدلل تھی۔ دن چھپنے سے کچھ قبل انہوں نے اپنا بیان ختم کیا۔

وسیع پنڈال میں شمع حسینیت کے پروانے

نمازِ مغربین سے فارغ ہو کر میں پھر یہیں واپس آیا اس وقت یہاں انجمنِ اثنا عشری کراچی کے زیرِ اہتمام روزانہ مجالس منعقد ہو رہی تھیں اور علامہ ابنِ حسن صاحب رضوی جارچوی ایم اے او ایل بی ٹی یکم محرم سے ''قرآن اور اہلبیتؑ'' کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ اس محقق متجس کی علمیت کا کیا کہنا جس نے ''فلسفۂ آلِ محمدؐ'' جیسے ادق موضوع پر اس کا بیان سننے کے لیے کس قدر مجمع ہوگا۔ جب میں پہنچا تو علامہ ابن حسن جارچوی مائیکرو فون کے سامنے تشریف لے آئے تھے اور وسیع پنڈال شمع حسینیت کے پروانوں سے چھلک رہا تھا۔

قرآن مجید ایک بحرِ ذخار ہے

اپنے موضوع کے تسلسل میں آپ نے فرمایا کہ ''قرآن مجید ایک بحرِ ذخار ہے جس سے بنی نوع انسانی اپنی اپنی قابلیت کے مطابق استفادہ کرتے ہیں ایک بچہ اپنا دامنِ مراد سیپیوں اور گھونگھوں سے بھر کر خوشی خوشی گھر واپس آتا ہے ایک بحرین کا غواص اسی سے موتی حاصل کرتا ہے اور کیمسٹ اسی پانی کا تجزیہ کر کے خدا کے قدرت کی ثنا خوانی کرتا ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ ''سیب کے باغ کے کم فہم باغبان صبح سے شام تک سیب کو گرتے دیکھتا ہے اور وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کرتا کہ شام کو ان سے اپنا ٹوکرا بھرے مگر نیوٹن جیسے بلند فہم اور فلسفی کے لیے سیب کا گرنا ہی کششِ زمین کا مسئلہ حل کر دیتا ہے''

خوجہ اثنا عشری اور ان کے عزاخانے

نمازِ فجر کے بعد خوجہ مسجد کھارادر میں مولانا سید سلطان علی صاحب روزانہ موعظہ فرما رہے تھے۔ چھ محرم کو اس میں شریک ہونا چاہتا تھا لیکن نہ ہو سکا۔ کھارادر میں قدیم شیعہ آبادی ہے یہ سب کے سب خوجہ اثنا عشری ہیں اس علاقہ میں دو امام باڑے ان ہی حضرات کے زیرِ انصرام ہیں جن میں ایک بڑا امام باڑہ (۱۸۷۶) کے نام سے اور دوسرا چھوٹے امام باڑہ کے نام سے مشہور ہے۔

گیارہ بجے بڑے امام باڑے میں مجلس کرنے گیا کچھ دیر گجراتی زبان میں سوز خوانی ہوئی اس کے بعد مولانا سید انیس الحسنین صاحب نے تقریر فرمائی۔ مجلس کے بعد نفیس اعلیٰ درجہ کا شربت شیشے کے سبک گلاسوں میں پیش کیا گیا۔ یہ قدیم امام باڑہ حال ہی میں جدید طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ انجمن کے سکریٹری جنرل حاجی عبدالرسول صاحب سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے بتایا کہ عشرہ محرم میں بڑے امام باڑہ میں ایک مجلس دن کو، دوسری رات دس بجے اور چھوٹے امام باڑہ میں سہ پہر کے وقت ہوتی ہے۔

صدر میں دو جلوس عزا

چھ بجے شام جناب محمد ہاشم صاحب کے دولت کدہ واقع ۲۰۵/۸ فریر اسٹریٹ سے بعد مجلس جلوس علم و تابوت برآمد ہوا صدر کی مختلف سڑکوں پر گشت کرتا ہوا رات کو گیارہ بجے جہانگیر پارک آ کر ختم ہوا۔ اسی کے علاوہ اس صدر کے علاقے میں ایک اور جلوس جٹ لینڈ لائنز سے برآمد

کھارادر جو کہ کراچی کی قدیم آبادی ہے اور عزاداری کے حوالے سے آج بھی مرکزیت کی حامل خوجہ حضرات کی آبادی ہے۔قیام پاکستان سے قبل کراچی میں اہلِ تشیع حضرات کے جن اداروں کا تاریخ میں تذکرہ ملتا ہے اُن میں بڑا امام باڑہ کھارادر، خوجہ مسجد کھارادر، شیعہ مسجد سندھ مدرسۃ الاسلام جو کہ نواب حیدر پور فیض محمد خان تالپور نے ۱۸۹۴ میں تعمیر کرائی تھی، علی باغ قبرستان اور حسینی باغ قبرستان میوہ شاہ شامل ہے۔

کراچی تاریخ کے آئینے کے مطابق کراچی کی سب سے پرانی امام بارگاہ کے بارے میں قیاس ہے کہ وہ کھارادر میں واقع موجودہ امام بارگاہ (بڑا امام باڑہ) کی جگہ پر واقع تھی تاہم اسی جگہ پر ۱۸۷۸ میں ایک نئی امام بارگاہ تعمیر ہوئی۔ اس امام بارگاہ سے ملحق ایک عالی شاہ مسجد بھی ہے (خوجہ مسجد) جو امام بارگاہ جتنی پرانی ہے۔(ص ۶۵۵)

محمد عثمان دموہی کراچی تاریخ کے آئینے میں ص ۶۴۸ پر لکھتے ہیں کہ "حسینی باغ قبرستان ۱۹۲۲ میں خوجہ اثنا عشری جماعت نے تیار کرایا تھا یہ صرف خوجہ اثنا عشری فرقے کے لیے مخصوص ہے یہ لیاری عیدگاہ کے قریب واقع ہے"

مزید یہ کے علی باغ کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ "یہ شیعہ اثنا عشری جماعت کا پرانا قبرستان ہے یہ صرف شیعوں کے لیے مخصوص ہے"۔

پاکستان کے وفاقی دارالحکومت کراچی عشرہ محرم ۱۳۶۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۹ء

ہم آپ کو پاکستان کے پہلے وفاقی دارالحکومت کراچی میں منعقد عشرہ محرم ۱۳۶۹ھ کو آنکھوں دیکھا حال سنانے کے لیے چلتے ہیں۔ کتاب "نقوش راہ" مصنف جناب سید محمد ہادی حسین کی طرف جو کہ اُنکے مطابق "گذشتہ کئی سالوں سے برعظیم ہندو پاکستان کا دورہ کر رہا ہوں امسال ادہر کا رُخ کیا تا کہ دیکھوں کے دنیا کہ اس عظیم ترین اسلامی ملک کے پایہ تخت میں شہید انسانیت کی یاد کس پایہ کی منائی جاتی ہے"۔(ص ۳۷)

کُل کراچی کا ایک متحدہ پروگرام عزا

پانچ محرم الحرام کو کھارادر کی خوجہ مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گیا تا کہ وہاں مومنین سے مجالس کا پروگرام معلوم کرسکوں لیکن نماز جمعہ کے بعد مجھے ایک ہینڈ بل مل گیا جس میں شہر کے مختلف علاقوں میں مجالس کا پروگرام معہ اسماء ذاکرین موجود تھا۔ یہ ہینڈ بل انجمن اتحاد المومنین پاکستان کراچی نے دیگر عزادار انجمنوں سے ارتباط قائم کر کے بڑی حسن وخوبی سے ترتیب دیا تھا۔ یہ اہل شہر سے زیادہ مجھ جیسے نو وارد کے لیے کار آمد تھا۔ میں نے اِسے تعویز کی طرح رکھا اور سچ پوچھیئے تو اس نے گائیڈ کا کام دیا۔

ایک جلوس اور ایک مجلس

خوجہ مسجد سے سید حاجت لائن گیا یہاں "امام باڑہ حسینی" سے بعد مجلس جلوس ذوالجناح برآمد ہوا۔ اس وقت جہانگیر پارک میں حسن رضا صاحب ایڈوکیٹ کے پڑھنے کا اعلان تھا جس کی وجہ سے مومنین بٹ گئے تھے مگر پھر بھی جلوس کے ساتھ بہت کثیر مجمع تھا ایک مختصر قطعہ اراضی جس پر چہار دیواری اور چھوٹے سے سائباں کے سوا کچھ نہیں ہے اُسے اس علاقہ کے مہاجر عزاداروں نے مجلس و ماتم کے لیے مخصوص کر کے "امام باڑہ حسینی" کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔

منتظمین امام باڑہ نہایت باحوصلہ اور باعمل ہیں ان کے جوش عمل ہی کی بدولت یہاں ہر سال عظیم الشان مجالس کا انعقاد ہوتا ہے۔ جو تین

دن تک جاری رہتی ہیں اور جن میں برِ اعظم پاک و ہند کے متبحر علمائے حق علم کے دریا بہاتے ہیں اور تشنگانِ علم خوب خوب سیراب ہوتے ہیں۔

جلوس الفنسٹن اسٹریٹ تک آکر امام باڑہ واپس لوٹ گیا میں اس کے ساتھ آخر تک نہ رہا بلکہ جہانگیر پارک چلا آیا۔ حسن رضا ایڈووکیٹ تقریر فرما رہے تھے ان کی تقریر کافی مدلل تھی۔ دن چھپنے سے کچھ قبل انہوں نے اپنا بیان ختم کیا۔

وسیع پنڈال میں شمع حسینیت کے پروانے

نمازِ مغربین سے فارغ ہو کر میں پھر یہیں واپس آیا اس وقت یہاں انجمن اثنا عشری کراچی کے زیرِ اہتمام روزانہ مجالس منعقد ہو رہی تھیں اور علامہ ابنِ حسن صاحب رضوی جارچوی ایم اے اوایل بی ٹی یکم محرم سے "قرآن اور اہلبیتؑ" کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ اس محقق متجسس کی علمیت کا کیا کہنا جس نے "فلسفہ آلِ محمدؐ جیسے ادق موضوع پر اس کا بیان سننے کے لیے کس قدر مجمع ہوگا۔ جب میں پہنچا تو علامہ ابنِ حسن جارچوی مائیکرو فون کے سامنے تشریف لے آئے تھے اور وسیع پنڈال شمع حسینیت کے پروانوں سے چھلک رہا تھا۔

قرآن مجید ایک بحرِ ذخار ہے

اپنے موضوع کے تسلسل میں آپ نے فرمایا کہ "قرآن مجید ایک بحرِ ذخار ہے جس سے بنی نوع انسانی اپنی اپنی قابلیت کے مطابق استفادہ کرتے ہیں ایک بچہ اپنا دامنِ مراد سیپیوں اور گھونگھوں سے بھر کر خوشی خوشی گھر واپس آتا ہے ایک بحرین کا غواص اسی سے موتی حاصل کرتا ہے اور کیمسٹ اسی پانی کا تجزیہ کر کے خدا کے قدرت کی ثنا خوانی کرتا ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ "سیب کے باغ کے کم فہم باغبان صبح سے شام تک سیب کو گرتے دیکھتا ہے اور وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کرتا کہ شام کو ان سے اپنا ٹوکرا بھرے مگر نیوٹن جسے بلند فہم اور فلسفی کے لیے سیب کا گرنا ہی کششِ زمین کا مسئلہ حل کر دیتا ہے"

خوجہ اثنا عشری اور ان کے عزا خانے

نمازِ فجر کے بعد خوجہ مسجد کھارادر میں مولانا سید سلطان علی صاحب روزانہ موعظہ فرما رہے تھے۔ چھ محرم کو اس میں شریک ہونا چاہتا تھا لیکن نہ ہو سکا۔ کھارادر میں قدیم شیعہ آبادی ہے یہ سب کے سب خوجہ اثنا عشری ہیں اس علاقہ میں دو امام باڑے ان ہی حضرات کے زیرِ انصرام ہیں جن میں ایک بڑا امام باڑہ (۱۸۷۶) کے نام سے اور دوسرا چھوٹے امام باڑہ کے نام سے مشہور ہے۔

گیارہ بجے بڑے امام باڑے میں مجلس کرنے گیا کچھ دیر گجراتی زبان میں سوز خوانی ہوئی اس کے بعد مولانا سید انیس الحسنین صاحب نے تقریر فرمائی۔ مجلس کے بعد نفیس اعلیٰ درجہ کا شربت شیشے کے سبک گلاسوں میں پیش کیا گیا۔ یہ قدیم امام باڑہ حال ہی میں جدید طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ انجمن کے سکریٹری جنرل حاجی عبدالرسول صاحب سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے بتایا کہ عشرہ محرم میں بڑے امام باڑہ میں ایک مجلس دن کو، دوسری رات دس بجے اور چھوٹے امام باڑہ میں سہ پہر کے وقت ہوتی ہے۔

صدر میں دو جلوس عزا

چھ بجے شام جناب محمد ہاشم صاحب کے دولت کدہ واقع ۲۰۵/۸ فریئر اسٹریٹ سے بعد مجلس جلوس علم و تابوت برآمد ہوا صدر کی مختلف سڑکوں پر گشت کرتا ہوا رات کو گیارہ بجے جہانگیر پارک آکر ختم ہوا۔ اسی کے علاوہ اس صدر کے علاقے میں ایک اور جلوس جٹ لینڈ لائنز سے برآمد

ہو کر جیکب لائن تک آیا۔

حسینی نامہ نگار جناب سید محمد ہادی حسین انجمن اتحاد المومنین پاکستان کے جنرل سیکریٹری سے اپنی ملاقات کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ جس دن سے انجمن اتحاد المومنین کراچی کا شائع کردہ مجالس کا پروگرام ملا اور اُس نے انجمن کے نام اور اُس کے کام سے متعارف کرایا اسی دن سے اراکین سے ملنے کی تمنا تھی آج دو پہر (آٹھ محرم) جلوس سے رخصت ہو کر انجمن کے سیکریٹری عاشق علی لالن سے ان کے قیام گاہ پر ملنے گیا۔ عاشق صاحب نہایت خوش اخلاق مومن ہیں بڑے تپاک سے ملے اور نزدیک ہی انجمن کے دفتر میں مجھے لے گئے اور بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔

میرے ایک سوال کے جواب میں عاشق علی صاحب نے فرمایا کہ لالن میرے جدامجد کے کا نام ہے ایک زمانہ تھا جبکہ کراچی میں شش امام خوجوں کی کثرت تھی اُنہیں بس کلمہ اور چند آیات بتائی ہوئی تھیں ان میں سے بعض کو کسی ذریعہ سے جب قرآن مجید کا علم ہوا تو وہ متردد ہوئے اور اُنہوں نے پنجاب سے ایک عالم دین کو بلوایا جس نے کلام مجید اور آئمہ طاہرین کے حالات سے آگاہ کیا اور یہ بڑی تعداد میں خوجہ اثنا عشری ہو گئے۔ عقائد کے تبدیلی کے موقع پر دونوں گروہوں میں خوں ریز معرکہ ہوا جس میں لالن صاحب شہید ہو گئے۔ ہم اس شہید حق کا اسم مبارک اپنے نام کے ساتھ بڑھانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔

کھارادر کی مجالس میں شرکت

رات کو کے بعد دیگر کھارادر میں کئی مجالس روزانہ ہو رہی تھیں۔ آج ارادہ کیا کہ ایک ایک بار ان سب میں شریک ہوں۔

محفل شہدائے کربلا

چنانچہ آٹھ بجے شب شمالی منزل واقع رام پاٹ روڈ ''محفل شہدائے کربلا'' میں شرکت کی۔ اس محفل میں مولانا نذر حسین صاحب ''میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتیِ نوح کی مانند ہے والی حدیث نبوی کی توضیح فرماتے ہوئے دو باتوں کی طرف خاص طور پر اشارہ کیا'' ایک تو یہ کہ کشتی نوح پر جو سوار نہ ہوا خواہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو وہ ڈبو دیا گیا دوسرے یہ کہ اہلبیتؑ میں یہ افضلیت ہے کہ وہ منزل کی طرف لیے جا رہے ہیں بر خلاف اس کے سفینہ نوح کسی خاص منزل کی طرف نہیں جا رہا تھا۔

محفل غلامان عباس (احاطہ سیٹھ رحیم علی چھاگلہ)

مفتی سید محمد احمد صاحب ''اسلام کی ترقی اہلبیتؑ کے تعاون کی محتاج کے عنوان سے مجلس سے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنے عنوان کے ذیل میں آیہ مباہلہ کو پیش کیا۔ وقت مقررہ پر یہ دوسری مجلس بھی ختم ہوئی۔

محفل جعفری (متصل پولیس چوکی)

سوا دس بجے محفل جعفری آیا۔ جہاں روزانہ مولانا نذر حسین صاحب قبلہ موعظہ فرما رہے تھے۔ آج بھی اُنہوں نے ہی مجلس پڑھی۔ مجالس کے علاوہ آج اس علاقہ میں بڑے امام باڑے سے ۸ بجے شب جلوس علم و ضریح بھی برآمد ہوا جو مختلف راستوں پر گشت کرتا ہوا سوا گیارہ بجے واپس آیا سوا گیارہ بجے مولانا سید لقا علی حیدری صاحب قبلہ منبر پر تشریف لائے اور ایک گھنٹے تک خطاب کیا۔

صبح نویں محرم تھی کئی روز قبل سترہ عزادار انجمنوں کے جانب سے بذریعہ پوسٹر اس دن خاموش جلوس نکلنے کا اعلان کر دیا گیا تھا اور جگہ جگہ

روزانہ مجالس میں یاددہانی بھی کرائی جارہی تھی۔ گھر لوٹتے لوٹتے نصف شب سے زیادہ گزر چکی تھی۔

راجہ صاحب محمود آباد کی کوٹھی تک رسائی

تیس اکتوبر ۱۹۴۹ مطابق ۷ محرم الحرام ۱۳۶۹ھ کو اپنی قیام گاہ واقع راماسوامی سے گاڑی کھاتہ سے بذریعہ رکشا صدر پہنچا اور کلفٹن کی بس میں سوار ہوگیا۔ مجھے صرف اتنا معلوم تھا کہ میں کہاں جانا چاہتا ہوں اور کیوں جارہا ہوں مگر منزل سے ناآشنا تھا اور یہ تک معلوم نہ تھا کیونکر پہنچوں گا۔ بس کے مسافر آپس میں گفتگو کرنے لگے جس سے اندازہ ہوا کہ میری اور ان کی منزل ایک ہے۔ راستے میں ایک پل پڑا بس یہاں رُکی تقریباً سب اُتر گئے میں بھی اُتر پڑا بس چند مسافروں کو لے کر کلفٹن روانہ ہوئی۔

ہادی ان سب کے پیچھے ہولیا۔ پل سے اُتر کر چند منٹ پیدل چلا ہوں گا کہ یہ سب ساتھی ایک کوٹھی میں داخل ہوگئے۔ میں کچھ ٹھٹکا پھاٹک پر جو تختی لٹک رہی تھی اس پر میری نظر پڑی۔ ''امیر احمد المحمودی'' لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ اس سے تصدیق ہوگئی کہ یہ راجہ صاحب محمود آباد ہی کی کوٹھی ہے کہ جہاں میں مجلس میں شریک ہونے کے لیے نکلا تھا۔

سخن فہم اور سخن سنج حضرات کا اجتماع

اندر پہنچا کوٹھی کا احاطہ اور عقبی سڑک وکٹوریہ اور موٹر کاروں سے بھری ہوئی تھی۔ حسینؑ کا نام، محمود آباد ہاؤس اور پھر آل رضا ایڈوکیٹ جیسے سحر بیان کا مرثیہ پڑھنا یہ تین کششیں جب یکجا ہوگئی ہوں تو پھر حاضرین مجلس کی کثرت باعث حیرت ہو ہی نہیں سکتی ہی۔ لیکن مجھے تعجب اس لیے ہوا کہ میری نظر سے نہ کہیں اس مجلس کا پوسٹر گزرا اور نہ کہیں میں نے باقاعدہ کوئی اعلان سنا علاوہ ازیں شہر میں جن لوگوں کو بھی معلوم ہوگا ان میں سے اکثر نے شہر سے اس قدر دور مجلس کو شہر ہی کی مجلس پر ترجیح دی ہوگی۔ اس لیے یہاں تو خاص خاص ہی افراد پہنچ سکے ہونگے۔ پھر بھی خواص کا مجمع اتنا کثیر کہ عام اجتماع کا دھوکا ہوا۔

آل رضا صاحب مرثیہ پڑھ رہے تھے اور میرے پہنچنے کے کوئی پون گھنٹہ بعد تک پڑھتے رہے اُسے حسن اتفاق کہیے یا بانی مجلس کی حسنِ تدبیر کہ ذاکر کے سامنے جیسے اعلیٰ سخن فہم اور سخن سنج حضرات کا مجمع تھا ویسا ہی سامعین کے روبرو بلند پایہ معیاری مرثیہ گو آل رضا صاحب اپنا تو تصنیف مرثیہ پڑھ رہے تھے۔ اور یقین جانیے کہ ہر بند کے ایک ایک مصرع پر داد وتحسین کی فلک شگاف صدائیں بلند ہورہی تھیں جیسا کہ اوپر تحریر کرچکا ہوں یہ خواص کا مجمع تھا شرکاء میں کس کس کے نام لکھوں بہرحال ان میں مخصوص قابل ذکر حضرات یہ تھے۔

جناب کرنل اسکندر مرزا (سیکریٹری وزارت دفاع)، جناب ابوطالب نقوی (کمشنر کراچی)، جناب ہاشم رضا (ایڈمنسٹریٹر کراچی)، جسٹس حسن علی آغا، جناب امیر حسن صاحب (چیف انجینیر پاکستان)، جناب کاظم رضا صاحب (ڈائریکٹر آف انٹیلی جنس پاکستان)، جناب ایم ایم اصفہانی، کنور شہنشاہ حسین آف پیر پور، خان بہادر مسعود الحسن صاحب اور ملک التجا محمد علی الیس منہار وغیرہ وغیرہ۔ راجہ صاحب بالقابہ بذات خود موجود نہ تھے اُنھوں نے محرم پاکستان میں نہیں کیا۔ محمود آباد ہاؤس سے سیدھا جہانگیر پارک آیا جہاں اتوار کی وجہ سے دن کو بھی مجلس کا پروگرام تھا جس سے جید حنفی عالم مولانا حامد بدایونی صاحب قبلہ کو خطاب کرنا تھا۔

ایک جید حنفی عالم کا بارگاہ حسینی میں نذر عقیدت

ابھی چند گنے چنے آدمی ہی بیٹھے تھے مگر دیکھتے ہی دیکھتے پارک کے ہر دروازہ سے لوگ جوق در جوق آنے لگے اور کافی اجتماع ہوگیا۔ انجمن کے سکریٹری نے جناب محمد ناظر حسین صاحب نقوی سے تقریر کرنے کی درخواست کی۔ اس نو عمر ذاکر اہلبیتؑ نے آدھ گھنٹے تقریر کی اس کے بعد مولانا قربان علی صاحب ادیب وخطیب بواہر سے خطاب کی درخواست کی گئی اُنہوں نے اپنی تقریر کو زیادہ طول نہ دیا کیونکہ مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب تشریف لے آئے تھے۔ آپ کی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے ملک کا ہر فرد آپ کے نام نامی اور ذات گرامی سے واقف ہے۔ میں نے اب تک سیاسی پلیٹ فارم سے آپ کی ''اے شاہ جہاں کی جامع مسجد اور اے دلی کے لال قلعہ تو گواہ ہے'' طرز والی تقاریر سنی تھیں مگر حسینی پلیٹ فارم سے تقریر سُننے کا آج یہ پہلا اتفاق تھا۔ مجلس شروع ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ گزر گیا تھا مگر خلقت برابر چلی آرہی تھی۔ یکم محرم سے برابر دن رات ایسے بے شمار اجتماعات ہو رہے ہیں ہر چوبیس گھنٹے میں ایک نہیں بلکہ بیسیوں مجالس ہوتی ہیں اور بعض علاقوں میں تو ایک ہی وقت میں کئی کئی ہوتی ہیں۔ تقریر کے ابتداء میں مولانا صاحب نے اس چیز کا ذکر خود کیا کہ کثرت مجالس کی وجہ سے نظام اوقات الٹ پلٹ ہوگئے ہیں ابھی ڈرگ روڈ سے مجلس پڑھ کر چلا آرہا ہوں مجھے افسوس ہے کہ آپ حضرات کو میرا انتظار کرنا پڑا۔

آپ نے امام حسینؑ اور کارنامہ امام حسینؑ پر مخصوص الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ''نازیت۔ فسطائیت، جمہوریت وغیرہ وغیرہ جتنے بھی نظام حکومت رائج الوقت ہیں سب میں باغی کی سزا سوائے گولی مار دینے کے کچھ نہیں مگر اے حسینؑ تو نے کربلا کے میدان میں دنیا کے سامنے حُرؑ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اپنی تقریر کے اختتام پر آپ نے فرمایا کہ تمام پاکستانیوں میں اتحاد و اتفاق اور بھائی چارہ ہونا چاہیے اور محاربہ (جنگ) کشمیر کے لیے ہمیں حضرت امام حسینؑ سے سبق لینا چاہیے۔

امام باڑہ بارہ امام (لارنس روڈ)

شام کو پانچ بجے مجلس میں شرکت کرنے گیا۔ امام باڑہ اپنی حالت زار پر خود گریہ کناں تھا۔ تالپور خاندان نے کئی ہزار جریب زمین عزاداری حسینؑ کے لیے وقف کی تھی سب غتر بودہ ہوگئی۔ بس تھوڑی سے بچی ہے۔ اب بھی اتنی ہے کہ اگر مقتدر حضرات توجہ فرمائیں اور انتظامات سنواریں تو ایک عالی شان امام باڑہ تعمیر ہوسکتا ہے۔ اس اراضی کے ایک حصہ پر ۱۳۶۱ھ (۱۹۴۱) پر حاجی نور محمد صاحب نے ایک چھوٹی سے مسجد بنوادی ہے مجلس کے بعد مغربین کی نماز میں نے اسی مسجد میں ادا کی پھر مارٹن روڈ کالونی چلا آیا۔

مارٹن روڈ کا زیر تعمیر امام باڑہ

حکومت پاکستان نے اس نئی بستی (مارٹن کوارٹرز) میں از راہِ عنایت ایک کشادہ قطعہ اراضی انجمن سفینۃ المومنین کو مرحمت فرمادیا ہے۔ تعمیر کا کام ابھی شروع نہیں ہوا ہے۔ فی الحال چہار دیواری کھینچ دی گئی ہے

جب میں پہنچا تو ریڈیو فیم کے سوز خواں جناب آغا مقصود مرزا سوز خوانی فرما رہے تھے سوز خوانی کے بعد جناب (علامہ) رضا حسین صاحب رشید ترابی ایم اے منبر پر رونق افروز تھے۔ اس وقت یہاں ہزار ہا مشتاقان دید وشنید مجتمع تھے اور بڑی یک سوئی کے ساتھ علامہ موصوف کے ارشادات عالیہ پر کان لگائے ہوئے تھے۔ قوت توریث کی وضاحت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''قوت توریث سے مراد کسی خاص ماحول اور خاص خاندان میں پرورش پا کر وہاں کے اثرات کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ زبان، کلچر، ادب، اُٹھنے بیٹھنے کے طریقے سب قوت توریث

سے وابستہ ہیں بچہ کو اگر حیوان میں چھوڑ دیا جائے تو وہ حیوانی اثرات لے لے گا جب قوم کی تعمیر نو کا سوال ہوتا ہے تو اُس وقت اسی واسطے زور دیا جاتا ہے کہ اس کے تربیت ٹھیک ہونی چاہیے۔ علماء النفس کا کہنا ہے کہ بچے نے آنکھ کھول کر اگر باپ کو بھی دیکھا ہو پھر بھی ورثہ میں اُسے باپ کی بہت کچھ عادات واطوار ملیں گے۔ یہ قوتِ توریث ہی ہے جو سادات کو غیر سادات سے ممیز و ممتاز رکھتی ہے"۔

شبیر کا ماتم

آپ نے فرمایا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم سینہ و سر کیوں پیٹتے ہیں۔ ہم ماتم کیوں کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جناب یہ دل کی بات ہے دل ہی میں رہتی ہے استدلال کی بات نہیں ہے۔ جنگ اُحد میں آنحضرت کا دندانِ مبارک شکستہ ہوا میں پوچھتا ہوں کہ حضرت اویس قرنی کے پاس اپنے اس فعل پر کوئی عقلی دلیل تھی۔

یہ پرچم ہمیشہ بلند رہیگا

آج کراچی میں آپ دیکھتے ہیں کہ ہر سفیر کے پیچھے اس کا نشان ہے اس کا پرچم قوم کی نشانی ہے۔ مسلمانوں نے بھی کبھی سلجوقی پرچم اور مغلیہ پھریرا اُڑایا لیکن اگر آج اُس پرچم کو بلند کیا جائے جو لبِ فرات لہرا گیا تو دنیا کیوں اعتراض کرتی ہے یہ وہ پرچم ہے جس کو حضرت عباسؑ نے بلند کیا یہ وہ پرچم ہے جس کو حضرت عباس ☆ نے سرنگوں نہ ہونے دیا جب تک لعینوں نے بازو قلم نہ کردیے خدا نے کہا کہ اے عباسؑ تمہارا یہ پرچم ہمیشہ بلند رہیگا۔

محفل شاہ خراسان

میں مارٹن روڈ سے سیدھا یہاں آیا شرکاء محفل کا کوئی شمار نہ تھا جدھر نگاہ اُٹھا کر دیکھا سر ہی سر نظر آرہے تھے امام باڑہ کی حدود سے باہر بھی چاروں طرف نشست کا انتظام تھا سڑک کے دوسری طرف کا میدان موٹروں سے بھرا ہوا تھا۔

یہ محفل "حبیب فیملی" برسوں سے بمبئی میں منعقد کرتی تھی اور علامہ رشید ترابی صاحب قبلہ خطاب فرماتے تھے۔ حبیب فیملی کی اہلبیتؑ کے ساتھ والہانہ عقیدت کا یہ عالم ہے کہ بنک ہو یا ان کا اور کوئی تجارتی ادارہ ہر ایک جگہ پنجتن کے نام کا طغرا ضرور نظر آئے گا حسینؑ کے نام پر لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ کرنا مدام ہے یہ محفل متصل نمائش قدیم بریٹو روڈ پر جہاں منعقد ہو رہی تھی اس جگہ امام باڑہ تعمیر ہو رہا ہے۔ ابھی صرف حد بندی کرکے درگاہ کے کمرے تیار کرا دیئے گئے ہیں۔

"تقویٰ" کے عنوان پر علامہ رشید ترابی صاحب نے فرمایا کہ "بزرگی کا معیار اللہ کے نزدیک نہ دولت ہے اور نہ محنت بلکہ تقویٰ ہے۔ اس عنوان کے ذیل میں آپ نے مختلف آیتوں کی تفسیر بیان کی۔ ایک گھنٹہ تقریر کے بعد آپ نے مصائب بیان کرنے شروع کیئے اور فرمایا کہ "جس بات پر جھگڑا ہوا گروہ بات فاتح کو حاصل نہ ہو سکے تو وہ ہرگز فتح یاب نہیں ہوا، جھگڑا کعبہ کی تولیت پر نہ تھا

جھگڑا فرات کے پانی پر نہ تھا ، جھگڑا مدینے سے نکلنے یا نہ نکلنے پر نہ تھا

جھگڑا بیعت پر تھا حضرت عباسؑ نے کہا کہ، ان ہاتھوں کو چاہے قلم کر دو مگر ہاتھ بیعت کے لیے نہیں بڑھیں گے

انجمن سادات امروہہ کی جانب سے مجلس وجلوس

آٹھ محرم کو انجمن سادات امروہہ کی جانب سے جہانگیر پارک میں مجلس میں شرکت کے لیے ۱۰ بجے گیا۔ سوز خوانی شروع ہو چکی تھی سوز خوانی کے بعد مشہور شاعر، صحافی و دانش ور جناب رئیس امروہوی نے سلام پڑھا۔ جس کے بعد جناب مولانا سید لقا علی صاحب حیدری ڈیڑھ گھنٹہ تک فضائل و مصائب بیان فرماتے رہے اس کے بعد تابوت و ذوالجناح برآمد ہوا جو جلوس کی شکل میں فریئر روڈ، برنس روڈ، پرنس اسٹریٹ، مشن روڈ، بندر روڈ اور بمبئی بازار سے ہوتا ہوا ساڑھے سات بجے شام امام بارگاہ انجمنِ حسینیہ ایرانیاں پہنچا۔

خاموش جلوس

صبح نویں محرم کو مارٹن روڈ کالونی کے امام بارہ پہنچا۔ میرے پہنچنے کے بعد مجلس عزا کا آغاز ہوا۔ بعد ختم مجلس خاموش جلوس روانہ ہوا۔ لاؤڈ اسپیکر ہمراہ تھا۔ ایک شخص نقابت کے فرائض انجام دے رہا تھا اور قدم بہ قدم کہتا جاتا تھا۔

بڑھے چلیے ادب اور قاعدے سے　　　سواری ہے شہید کربلا کی
اُٹھی ہے لاش دیں کے بادشاہ کی　　　کہ جس کی شمر (لعین) نے گردن جدا کی

مولانا مولوی سید نجم الحسن الموسوی صاحب قبلہ سر و پا برہنہ جلوس کے ہمراہ تھے (آپ علامہ کنتوری اعلیٰ مقامہ کے نبیرہ اور سرکار ناصر الملت قدس سرہٗ کے داماد تھے اور عاشورہ ۱۴۰۳ھ کو کراچی میں انتقال کیا اور علی باغ قبرستان میں دفن ہوئے) جمشید روڈ پر آپ نے دلفگار آواز میں محتشم کے فارسی مرثیہ کے چند بند پڑھے۔

کلیٹن روڈ کے نزدیک ڈاکٹر علی اختر صاحب انصاری نے اس جلوس کی خاموشی پر اظہار خیال فرمایا۔ جلوس جب بندر روڈ ایکسٹینشن پر پہنچا تو مولانا سید انیس الحسنین صاحب سے تقریر کی درخواست کی گئی مولانا نے نقیب کی صدا ''سواری ہے یہ جان مصطفیٰؐ کی'' کو اپنی تقریر کا موضوع قرار دیا۔

آپ نے فرمایا کہ سواریاں کبھی خوشی کے موقع پر نکالی جاتی ہیں
اور کبھی غم کے موقع پر۔ آپ نے حضرت یوسفؑ کی سواری، حضرت سلیمانؑ کی سواری اور جناب رسول خداؐ کی اس سواری کا ذکر کیا جس کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر جرار تھا۔ پھر آپ نے فرزند رسول کی سواری کی کیفیت بیان فرمائی جو مدینہ سے نکلی۔ آپ نے فرمایا کہ جگر گوشہ بتولؑ مڑ مڑ کر حسرت و یاس سے قبر رسول کو دیکھتا جاتا اور سلام کرتا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب واپسی ناممکن ہے۔ آخر میں آپ نے عابدؑ بیمار کی سواری کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عمر بن سعد اس لٹے ہوئے قافلہ کو کوفہ لے جاتے ہوئے دانستہ ادھر سے لے گیا۔ جہاں امام حسینؑ اور ان کے اعزا اور رفقاء کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

ساڑھے بارہ بجے یہ خاموش جلوس جہانگیر پارک پہنچا جہاں مولانا ابن حسن جارچوی صاحب قبلہ تقریر فرما رہے تھے۔ جتنا مجمع جلوس کے ساتھ تھا اس سے کہیں زیادہ یہاں موجود تھا۔ جلوس کا ایک علم پیشوائی کے لیے پارک کے اندر گیا جس کے پہنچتے ہی علامہ جارچوی نے تقریر ختم کی اور یہاں کا تمام مجمع جلوس سے آملا

چوراہے پر جناب حسن رضا صاحب ایڈوکیٹ نے ایک پُر مغز تقریر فرمائی اور جلوس پھر روانہ ہوا۔ بندر روڈ پر پہنچ کر تقریروں کا سلسلہ پھر

شروع ہوا پہلی تقریر ماما پارسی گرلز ہائی اسکول کے سامنے جناب ناظر حسین صاحب نقوی نے کی۔ دوسری تقریر کراچی کارپوریشن آفس کے سامنے جناب شبیہ الحسن بختیاری بار ایٹ لاء نے کی۔ آپ نے فرمایا کہ "یزید عرب کی زمانہ جاہلیت کی تہذیب کا نمائندہ تھا اور حضرت امام حسینؑ اسلامی تہذیب کے علمبردار تھے۔

تیسری تقریر بولٹن مارکیٹ پر جناب ڈاکٹر عنایت حسین صاحب جلالوی کی ہوئی آپ نے فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ جنگ کرنے نہیں نکلے تھے۔ جنگ کے لیے دو چیزیں لازمی ہیں اول اسلحہ دوسرے پروپیگینڈا، امام حسینؑ کا نہ اسلحہ فراہم کرنا، نہ رسد کا انتظام کرنا اور نہ ہی پروپیگینڈا کی طرف رجوع کرنا بتلا رہا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز جنگ کے ارادہ سے نہیں روانہ ہوئے تھے۔

خاموش جلوس بمبئی بازار سے ہوتا ہوا ساڑھے چار بجے امام باڑہ انجمن حسینیہ ایرانیاں واقع ہیرلیس روڈ پہنچا۔ اس کے ہمراہ کیمرہ مین رہے جنہوں نے راستہ میں کئی جگہ فوٹو لیے جو کہ بعد میں ڈان، السٹر ٹیڈ ویکلی و دیگر مقامی اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے۔

ہاں ایک چیز اور قابل ذکر ہے کہ اس جلوس کے ساتھ پولیس کا انتظام نہ تھا تاہم مومنین کا ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نے آٹھ گھنٹہ کے قریب چھ میل لمبے گشت میں شہر اور صدر بڑی بڑی سڑکوں اور بازاروں سے گزرتے وقت بہت ہی ضبط و نظم کا مظاہرہ کیا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔

شب عاشور

شروع سے آخر تک خاموش جلوس کے ساتھ رہا اور پھر گذشتہ شب بھی کئی مجلسوں میں شرکت کے بعد کوئی ایک بجے رات واپسی ہوئی تھی لہذا آج تھک کر ایسا پڑا کہ صبح ہی کی خبر لایا۔ شہر کے دیگر عزاخانوں کی طرح انجمن حسینیہ ایرانیاں کے زیر اہتمام یکم محرم سے روزانہ آٹھ بجے شب سے بارہ بجے شب تک حسینیہ ایرانیاں میں مجلس منعقد ہو رہی تھی (انجمن حسینیہ ایرانیاں کی سرگرمیوں سے عموماً اور آغا مرزا مہدی پویا کی موجودگی سے خصوصاً تقسیم کے بعد کراچی میں عزاداری کو بہت تقویت پہنچی ہے)

اس شب (شب عاشور) آقائے بدیع زادہ کے پڑھنے کا اعلان تھا اور میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ اس شب جعفر فدو اسپتال کے مقابل آگ پر ماتم بھی ہوا۔

عاشورا

روز عاشور کی نسبت سے وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان نے اپنے بیان شائع کردہ ڈان اخبار ۲ نومبر ۱۹۴۹ء میں فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت ہم سب کے لیے ایک دائمی اور روشن مثال ہے یہ ہمیں سکھلاتی ہے کہ خواہ کتنے ہی خطرات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ہم کو جادہ حق سے کبھی بھی نہیں بھٹکنا چاہیے' میں تسبیح اور سجدہ گاہ لے کر صبح ہی جہانگیر پارک آیا تھا اعمال روز عاشور کے بعد کئی گھنٹہ جمی ہوئی مجلس ہوئی اور پھر جلوس ترتیب پا کر برآمد ہوا آج یہ شہر کی تمام عزادار انجمنوں کا مشترکہ جلوس تھا۔

کسی انجمن کے ساتھ ضریح مبارک تھی تو کسی کے ساتھ تابوت اور کسی کے ساتھ ذوالجناح اس قسم کی تمام شبیہیں جلوس کے ساتھ آخر میں رکھی گئیں اور ان کے آگے ہر انجمن کا علم اور اُس کے ساتھ ان کا ماتمی دستہ ایک نازک سا علم اور اس پر حریر کا پٹکا۔ اگر انجمن امامیہ کراچی تو سین میں لکھنؤ نہ لکھواتی تو بہتر تھا کیونکہ علم کی نفاست و نزاکت صاحبان علم کا پتہ خود بتا رہی تھی۔ بیس تیس فٹ اونچا علم جس پر لمبا چکلا سپید پھریرا دہلی کی یاد

تازہ کرر ہا تھا اس اتنے اونچے اور وزنی علم کو سنبھالے رکھنا بڑی مہارت کا کام ہے اس کو سادھنے کے لیے رسیاں ہوتی ہیں۔

غرض یہ کہ انجمن سادات امروہہ، انجمن پنجتنی، شاہ گنج آگرہ، بلتستان ایسوسی ایشن وغیرہ کے ساتھ وضع در وضع کے علم تھے۔ ماتمی دستے اپنے اپنے طریقے پر ماتم کر رہے تھے۔ کسی حلقہ میں یک دستی (ایک ہاتھ) کسی میں دو دستی (دو ہاتھ) اکثر حلقوں میں زنجیر زنی ہو رہی تھی۔ پنجابی، ایرانی، بلتی اور اردو زبان میں ماتم کے ساتھ نوحہ خوانی ہو رہی تھی آگرہ، امروہہ اور لکھنؤ کے حلقوں میں زیادہ تر شاعر اہلبیتؑ جناب نجم آفندی مدظلہ کے تبلیغی نوحے پڑھے جا رہے تھے جوں جوں جلوس آگے بڑھتا جاتا تھا مجمع کثیر تر ہوتا جاتا تھا۔

بندر روڈ پر پہنچ کر مختلف اطراف سے میں نے جلوس پر نگاہ ڈالی ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے اس وقت تقریباً جلوس کے ساتھ ایک لاکھ آدم تھا اللہ رے حسینؑ تیری حقانیت دل یکبارگی جگرؔ کا یہ مصرع پکار اٹھا

"جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ"

بندر روڈ سے جلوس ضریح مارٹن روڈ کی طرف مڑ گیا بلتستان ایسوسی ایشن کے ماتمی دستے اور علم کھارادر گئے اور باقی جلوس آرام باغ سے فریئر روڈ ہوتا ہوا جہانگیر پارک واپس آیا جہاں فاقہ شکنی کرائی گئی۔ راستے میں بندر روڈ پر پیر الٰہی بخش ایس ٹی کالج کے سامنے ملت جعفریہ کے مایہ ناز اہل قلم آغا امیر مرزا صاحب دہلوی ایم اے ایل ایل بی نے عوام کو مقصد حسینؑ سے روشناس کرایا۔ میرا اندازہ ہے کہ کوئی چار لاکھ افراد نے شبیہ ذوالجناح، ضریح و تابوت کی زیارت کی ہوگی۔

عشرۂ ثانی کے اعلانات

کامل نو روز کراچی میں قیام کے بعد چار نومبر کی شام کو راولپنڈی واپس لوٹ رہا تھا شب و روز مجالس اور جلوسوں ہی میں گزرے اس کے باوجود میٹھادر، آرام باغ، گولی مار کالونی وغیرہ میں کسی ایک مجلس میں نہ جا سکا۔

عشرہ ثانی کی مجالس کا اعلان عاشور سے پہلے ہی ہونا شروع ہو گیا تھا اس عشرہ میں مولانا مولوی جعفر حسین قبلہ مجتہد العصر وممبر تعلیمات اسلامیہ بورڈ پاک دستوریہ کے "تعلیمات حسینی پر نص قرآن سے روشنی ڈالنے کا پروگرام"۔ مرزا نواب حسین ریٹائرڈ انجینئر کی جانب سے شائع ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ آفتاب پنجاب مولانا حافظ وقاری سید ذوالفقار علی شاہ صاحب کی آمد کی بھی اطلاع تھی۔

چھ نومبر بروز اتوار جمعیت نوجوانان مومن کے زیر اہتمام "یوم حسینؑ" منایا جانے والا تھا اس سلسلے میں جو جلسہ زیر صدارت الحاج خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ حکومت پاکستان منعقد ہوا اس کی کاروائی ڈان کے اسٹاف رپورٹر کی زبانی ۷ نومبر ۱۹۴۹ کے اخبار سے نقل کرتے ہیں۔

خواجہ شہاب الدین نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا: آج ہم امام حسینؑ ہی کی قربانی اور شہادت کی بدولت اسلام کو دنیا میں زندہ و پائندہ دیکھ رہے ہیں امام حسینؑ کی سیرت و کردار تیرہ سو سال گذر جانے کے باوجود بھی مسلمانان عالم کے لیے ایک سبق ہے۔

عاشور کے دن جب کربلا کے میدان میں اقربا و رفقاء ایک ایک کر کے سب شہید کر دیئے گئے تو امام حسینؑ نے آواز استغاثہ بلند کی کہ ہے کوئی جو حسینؑ کی مدد کو آئے! ہے کوئی جو اسلام کی مدد کو آئے؟

امام حسینؑ آج بھی ہم سب کو اس حق وصداقت کے راستے کی طرف بلا رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ "امام حسینؑ جانتے تھے یہ دو مخالف گروہوں کے درمیان ایک معمولی معرکہ نہیں بلکہ یہ راستی و گمراہی انصاف وظلم، روشنی و تاریکی کے دو مختلف و متضاد نظریات میں نبرد آزمائی

ہے امام جانتے تھے کہ کس راہ پر چلنا چاہیے۔ یہ امام حسینؑ ہی تھے جنہوں نے اپنے افعال سے دکھادیا کہ تعلیمات اسلامی پر کس طرح عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ اگر امام حسینؑ نے صداقت، زہد وتقویٰ، حق وانصاف کی پشت پناہی نہ کی ہوتی تو آج دنیا میں نیکی اور اچھائی کا معیار مختلف ہوتا''۔

ایران سے خیر سگالی مشن پر آئے ہوئے جید عالم آقائے تقی فلسفی نے اپنی مدلل تقریر میں اس مقصد اور مشن پر روشنی ڈالی جو کہ امام حسینؑ کی شہادت سے پورا ہوا۔ علامہ فلسفی کے بعد پاکستان میں متعین سفیر ایران جناب آقائے سید علی نصر نے فصیح فارسی زبان میں واقعہ کربلا کے تمام وجود وعلل بیان کئے۔ آپ کے بعد ایوبا پاشا نے عربی میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ شیعہ سنی و دیگر فرقہ اسلام میں جو خلیج حائل ہے اُس کو پُر کیا جائے اور سب کو نصیحت کی کہ رسول اکرمؐ کی تعلیمات کے مطابق اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونا چاہیے۔

جناب عبدالقادر گیلانی نے اردو میں تقریر کرتے ہوئے اس خوشگوار و برادرانہ جذبہ کا ذکر کیا جو کہ عراق اور پاکستان کے لوگوں کو باہم یک جا کئے ہوئے ہے۔ جلسہ سے جناب جمشید ناصر ونجی مہتہ نے بھی خطاب کیا۔ اس جلسے میں معززین شہر کے علاوہ تمام ممالک کے سفیروں نے بھی شرکت کی۔

(نقوش راہ ص ۳۹ـ۶۵)

(نوٹ: واقعات کے تسلسل کے لیے ترتیب کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ کچھ غیر ضروری تفصیل کو چھوڑ دیا گیا ہے)

قابل رحم ہے وہ قوم جو ٹکڑوں میں بٹی ہو
اور اُسکا ہر ٹکڑا اپنے آپ کو قوم سمجھے۔
قابل افسوس ہے وہ قوم جو اپنی آواز
اُس وقت اُٹھائے، جب جنازے کے پیچھے چلے

(خلیل جبران ـ ۱۸۵۳ـ۱۹۳۱)

مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ جید علماء کرام کے منظور کردہ ۲۲ نکات

بانی پاکستان محمد علی جناح قیام پاکستان کے تقریباً فوراً بعد رحلت فرما گئے۔ ملک میں یہ پروپیگنڈہ شروع ہوگیا کہ پاکستان میں اسلام نافذ نہیں ہوسکتا، پوچھا گیا کیوں؟ کہا گیا کہ اس ملک میں ۷۳ فرقے بستے ہیں اور ہر فرقہ اپنے اسلام کو اصلی سمجھتا ہے، ان حالات میں بتایئے کہ اسلام نافذ ہو تو کس طور پر؟

چنانچہ ملک بھر کے مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ جید و مقتدر علماء کرام نے دشمنان اسلام کے اس چیلنج کو قبول کیا اور ۲۱ جنوری تا ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں اجلاس کر کے تاریخی بائیس نکاتی دستاویز مرتب کی جس کی روشنی میں نافذ ہونے والا اسلام تمام فرقوں سے سندِ قبولیت حاصل کر سکتا تھا۔ بائیس نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جائیگا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیائی، لسانی، نسلی یا کسی اور تصور پر نہیں، بلکہ اس اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروضات کو قائم کرے۔ منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعلا اور متعلقہ اسلامی فرقوں کے لئے، ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر بنانے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی و لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور قیام کی کفیل ہوگی۔ جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسری وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہونگے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال، آبرو، آزادئ مذہب و مسلک، آزادئ عبادت، آزادئ ذات، آزادئ اظہار رائے، آزادئ نقل و حرکت، آزادئ اجتماع، آزادئ اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارت سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقائق میں سے کسی شخص کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر اُس وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروں کے اپنے مذہب کی تعلیم کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہونگے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ ان کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی

معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شرعیہ کے اندر جو معاہدات کیے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ ۷ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگان ملک سب برابر کے شریک ہونگے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کا اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم ونسق کا اصل ذمہ دار ہوگا البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جز وکسی فرد یا جماعت کو تفویض کرسکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ دستور کو کلا یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت رائے سے اُسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی

۱۷۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸۔ ارکان وعمال حکومت اور شہریوں کیلئے ایک ہی قانون ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اسکو نافذ کریں گی

۱۹۔ محکمہ عدلیہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تا کہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پزیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول ومبادی کے انہدام کا باعث ہو۔

۲۱۔ مملکت کے مختلف ولایات واقطاع مملکت واحدہ کے افراد انتظامی متصور ہوں گے اور ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی وحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی حکومت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

نوٹ: ''قرآن وسنت کے الفاظ جہاں جہاں آئے ہیں ان کا ہر فرقہ پر اطلاق کے وقت وہی مفہوم ومراد سمجھا جائے گا جو اس فرقہ کے نزدیک صحیح و مسلم ہو''۔ یہ تشریحی نوٹ مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ کی خصوصی کاوشوں کے نتیجے میں نکتہ نمبر ۲۲ کے بعد لکھا گیا۔ جو کہ مفتی صاحب کی اعلیٰ بصیرت و قابلیت، دوراندیشی اور دور بینی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(ص ۳۳۹۔۳۳۶، ج اول، انسائیکلوپیڈیا واقعات پاکستان۔ زاہد انجم ۲۰۰۵ ایڈیشن)

نوٹ چند شرکائے اجلاس کے اسماء گرامی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد شفیع عثمانی، مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا عبدالحامد بدایونی، پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا مفتی محمد حسن مؤسس جامعہ اشرفیہ، مولانا خیر محمد مؤسس خیر المدارس ملتان، مولانا محمد علی لاہوری، مولانا سید محمد بنوری مؤسس جامعۃ العلوم اسلامیہ کراچی، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا داؤد غزنوی، مولانا حبیب اللہ، مولانا شمس الدین فریدپوری، مولانا راغب احسن، مولانا مفتی جعفر حسین مجتہد، مولانا حافظ کفایت حسین کے علاوہ ۱۲ علماء شامل تھے۔ اجلاس کی صدارت مولانا سید سلیمان ندوی نے کی۔

کل پاکستان اجتماع علماء شیعہ کراچی

پاکستان کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا (شاید آخری بھی؟) عظیم الشان اجتماع تھا جو ۵، ۶، ۷، جنوری ۱۹۶۵ء کو امام باڑہ شاہ کربلا رضویہ کالونی کراچی کے وسیع ایوان میں منعقد ہوا جس میں قوم کے صحیح نباض دین حق کے مایہ ناز افاضل اور ممتاز رہنماؤں کے علاوہ مکتب جعفری کے ۴۰۰ جلیل القدر علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ تمام مسائل وضروریات مذہبی پر غور وفکر کرنے کے بعد ایک مجلس عمل علماء شیعہ کی تشکیل کی گئی۔ جس کے سربراہ باتفاق رائے حضرت خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی منتخب ہوئے اور طے پایا کہ شیعوں کے مندرجہ ذیل مذہبی مطالبات باقاعدہ حکومت کو پیش کئے جائیں۔

۱) شیعہ طلباء کے لئے مدارس میں جداگانہ نصاب دینیات کا انتظام۔

۲) شیعہ اوقاف کے لئے حکومت کی زیر نگرانی علیحدہ شیعہ بورڈ کا قیام

۳) تحفظ عزاداری

۴) درسی کتب سے قابل اعتراض و دل آزار مواد کا اخراج

ہر طبقہ خیال کے شیعہ اہل علم و دانش کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ چند مولویوں کے علاوہ سب نے شرکت بھی فرمائی اور پہلی مرتبہ ہماری قومی زندگی میں مرکزیت کی ایک جھلک نمودار ہوئی۔ سربراہ ملت حضرت خطیب اعظم نے تحریری طور پر مذکور الصدر مطالبات حکومت کو پیش کئے۔ اس کے علاوہ درسی کتب کا جائزہ لے کر ایک کتابچہ "نصاب دینیات کا سرسری جائزہ" مرتب سید اختر محمود برائے مجلس عمل آل پاکستان اجتماع علماء شیعہ کنونشن شائع کرایا جو کافی تعداد میں افراد قوم میں تقسیم کرنے کے علاوہ ذمہ دار ارکان حکومت کو بھی روانہ کیا گیا۔ حضرت خطیب اعظم نے اسکولوں اور کالجوں میں رائج تاریخ اسلام کا جائزہ لے کر اس پر ایک "تبصرہ" تحریر فرمایا جس میں شیعوں کے لئے دل آزار و قابل اعتراض روایات کی نشان دہی کے ساتھ مورخین کی تاریخی بدنیتی کو بے نقاب کیا گیا۔ یہ تبصرہ امامیہ مشن پاکستان نے شائع کیا تھا۔ ان کتابچوں کی اشاعت سے ایک طرف تو شیعہ اہل فکر کی آنکھیں کھل گئیں دوسری طرف حکومت پر ہمارے موقف کی وضاحت ہوگئی۔

(ص ۹، کتابچہ شیعیان پاکستان کے مذہبی مطالبات شائع کردہ شیعہ مطالبات کمیٹی)

☆☆☆☆☆

"قوم پیچھے چلے تو قائد بنتا ہے۔ پیچھے چلنے والا کوئی نہ ہو تو قیادت کیا معانی رکھتی ہے"

(راجہ صاحب محمود آباد)

عراقی علماء پر مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر کراچی کے ایک نوجوان نے اپنے اوپر تیل چھڑک کر آگ لگا دی

کراچی ۲۷ جولائی (اسٹاف رپورٹر) آج دوپہر ایک نوجوان محمد عباس نے عراق میں علماء پر ہونے والے مظالم کے خلاف بطور احتجاج اپنے جسم پر آگ لگا کر خودکشی کی کوشش کی مگر لوگوں کی مداخلت سے اسے بچالیا گیا اور جناح ہسپتال پہنچادیا گیا لیکن ڈاکٹروں نے اُسے نوے فی صد جلا ہوا قرار دے کر اس کی حالت تشویش ناک بتائی ہے۔ محمد عباس نے آج دوپہر تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ایمپریس مارکیٹ صدر کے قریب اپنے کپڑوں پر تیل چھڑک کر آگ لگالی اور سڑک پر بھاگنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں بڑے بڑے گتے تھے، جنہیں وہ جگہ جگہ پھینکتا جارہا تھا۔ ان گتوں پر ہاتھ سے لکھا ہوا تھا" عراق میں علماء پر مظالم بند کئے جائیں، مقدس مقامات کی بے حرمتی نہ کی جائے، مقامات مقدسہ کی تعمیر نہ روکی جائے، اور میں عراق میں علماء پر ہونے والے مظالم کے خلاف بطور احتجاج خودکشی کررہا ہوں"۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ نوجوان محمد عباس نے صدر دواخانے کے قریب سے اپنے کپڑوں میں آگ لگا کر صدر بازار کی جانب بھاگنا شروع کیا۔ وہ گتے کے بڑے بڑے ٹکڑے پھینکتا جارہا تھا اور اس کے جسم سے شعلے بلند ہورہے تھے۔ جب وہ ایمپریس مارکیٹ کے قریب پہنچا تو بعض لوگوں نے اُسے پکڑ کر اس پر پانی کا ڈرم اُلٹ دیا جس سے وہ گر پڑا اور باقی سارے گتے اُس کے گر گئے۔ یہاں سے اسے جناح ہسپتال پہنچادیا گیا۔

محمد عباس نے جو ناظم آباد کے بلاک نمبر ۳ میں رہتا ہے۔ آج جناح ہسپتال میں پولیس کو بتایا کہ اس نے اپنی مرضی سے خودکشی کی تھی اور اُسے بچا کر اُس پر ظلم کیا جارہا ہے۔ وہ بار بار ڈاکٹروں سے پوچھتا ہے کہ اس کی حالت کب بگڑے گی۔ محمد عباس اپنے فیصلے پر بڑا مطمئن ہے۔ وہ میٹرک پاس ہے اور چھوٹی جماعتوں کے طلباء کو ٹیوشن پڑھا کر اپنا اور اپنے گھر والوں کا گزارا کرتا ہے۔

(حریت کراچی ۲۸ جولائی ۱۹۶۹ء)

کپڑوں پر تیل چھڑک کر آگ لگانے والا نوجوان جاں بحق ہوگیا
عراقی علماء پر مظالم کے خلاف بطور احتجاج جان دینے کی خواہش پوری ہوگئی

کراچی ۳۰ جولائی (اسٹاف رپورٹر) عراق میں علمائے کرام ومجتہدین پر ہونے والے ظلم وتشدد کے خلاف احتجاج کرنے والے نوجون طالب علم محمد عباس آج صبح جناح ہسپتال میں جاں بحق ہوگیا۔ عباس نے عراق کے حالیہ واقعات کے خلاف احتجاجاً اپنے کپڑوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگالی تھی۔ ان کی نماز جنازہ جمعرات کو شام چار بجے امام باڑہ شاہ کربلا رضویہ کالونی میں ہوگی اور ان کی میت پاپوش نگر کے قبرستان میں دفن کی جائے گی۔ گزشتہ اتوار کے روز دوپہر کے وقت نوجوان محمد عباس ایمپریس مارکیٹ کے قریب آکھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں کچھ پلے کارڈ بھی تھے جن پر لکھا تھا عراقی علماء پر ظلم وتشدد بند کرو۔ مقدس مقامات کی بے حرمتی بند کرو۔ مزارات کی تعمیرات پر پابندی ختم کی جائے۔ وغیرہ کچھ دیر کے مظاہرے کے بعد انہوں نے پلے کارڈ آس پاس رکھ کر اپنے کپڑوں پر مٹی کا تیل چھڑکا اور ماچس جلا کر آگ دکھادی۔ جب تک راہ گیر آگ بجھانے کا سامان کرتے، وہ بری طرح جھلس چکے تھے۔ انہیں شدید زخمی حالت میں جناح ہسپتال میں داخل کردیا گیا۔ جہاں عباس نے ڈاکٹروں سے کہا کہ میری جان نہ بچائی جائے۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہوگئے اور اگلے روز بھی بے ہوش رہے۔ ان کا تمام دھڑ بری طرح جل چکا تھا۔ منگل کے روز انہیں کچھ دیر کے لئے ہوش آیا۔

اسلامی محاذ کے نمائندے جناب مظہر عباس، مولانا طالب جوہری اور جناب سید محمد حسن رضوی کل شام سات بجے ان کی عیادت کرنے جناح ہسپتال گئے تو عباس نے بتایا کہ مذہبی جذبے کے تحت میں نے پوری طرح سوچ سمجھ کر بقائمی ہوش وحواس یہ احتجاجی اقدام کیا ہے، میری خواہش ہے کہ میں اس اقدام میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس لئے میں نے ڈاکٹروں سے درخواست کی ہے کہ وہ میری جان نہ بچائیں۔ انہوں نے اسلامی محاذ کے نمائندوں کو بتایا کہ ان کے والدین فوت ہو گئے ہیں کوئی قریبی عزیز بھی موجود نہیں۔ اس دنیا میں سوائے خدا کے ان کا کوئی نہیں۔ انہوں نے اپنے دور شتے داروں کے نام مہدی حسن اور مظہر حسن بتائے اور کہا کہ یہ لوگ ناظم آباد میں رہتے ہیں۔ محمد عباس ورثا کی عدم موجودگی کے سبب اسلامی محاذ کی کوشش ہے کہ میت ان کے حوالے کر دی جائے۔ اس غرض سے ان کی میت کو جناح ہسپتال سے ڈاؤ میڈیکل کالج منتقل کرا کے سرد خانے میں رکھ دیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ میت اسلامی محاذ کے حوالے کر دی جائے گی۔ اسلامی محاذ کے اعلان کے مطابق کل صبح کسی وقت سول ہسپتال سے میت امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ کالونی لائی جائے گی غسل کے بعد وہاں ۹ بجے صبح نماز جنازہ ہوگی۔ حجۃ الاسلام آقائے شیخ محمد شریعت اصفہانی قبلہ امامت کریں گے۔ تدفین پاپوش نگر کے قبرستان میں ہوگی۔ اتوار صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ سوسائٹی میں جناب عباس کے سوئم کے سلسلے میں قرآن خوانی ہوگی جس کے بعد علامہ سید محمد دہلوی مجلس پڑھیں گے۔ قبل ازیں یکم اگست کو رات آٹھ بجے عراقی علماء پر ظلم وتشدد کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ ہوگا۔ اسلامی محاذ کی طرف سے عباس کی قبر پر ایک یادگار تعمیر کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔

(''حریت'' کراچی ۳۱ جولائی ۱۹۶۹ء)

عراقی علماء پر تشدد کے خلاف جل مرنے والے نوجوان کو سپرد خاک کر دیا گیا

کراچی ۳۱ جولائی۔ عراق علماء پر تشدد کے خلاف احتجاج کرنے اور اپنے جسم پر آگ لگا کر جاں بحق ہونے والے نوجوان، عباس کو آج صبح پاپوش نگر کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نوجوان عباس کی میت آج صبح سول ہسپتال میں ساڑھے آٹھ بجے اسلامی محاذ کے نمائندوں مولانا عابد شبر، جناب آفتاب عالم قزلباش ایڈووکیٹ اور جناب صغیر حسین جعفری ایڈووکیٹ کے حوالے کر دی گئی تھی جہاں سے اسے رضویہ سوسائٹی کے امام بارگاہ میں غسل وکفن کے لئے لے جایا گیا لیکن جسم زیادہ جل جانے کی بنا پر غسل نہیں دیا جا سکا اور میت کو تیمم دے کر کفنایا گیا بعد میں آقائے شیخ محمد شریعت نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آج صبح ساڑھے نو بجے جب کہ میت کو سپرد خاک کیا جا رہا تھا، اچانک عباس مرحوم کے کچھ اعزا قبرستان پہنچ گئے اور انہوں نے میت کو شناخت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ نوجوان ان کا قریبی عزیز تھا۔ مرحوم کے حقیقی ماموں جناب نصیر الدین حیدر نے بتایا کہ مرحوم کا حقیقی نام غلام عباس نہیں بلکہ جاوید حیدر ہے۔ اس کے والد سید وزیر حسین ترمذی حیات ہیں اور بھارت کے شہر لکھنؤ میں یو۔ پی طبیہ بورڈ میں معالج ہیں۔ جاوید مرحوم کی والدہ پہلے ہی فوت ہو چکی ہیں۔

مسٹر نصیر الدین حیدر نے بتایا کہ اس واقعے کی اطلاع آج سے پیشتر اس لئے نہیں ہو سکی کہ اخبارات میں جاوید کا نام عباس شائع ہوتا رہا ہے۔ اسی طرح اس کی جو تصاویر اخبارات میں شائع ہوئیں، وہ بھی جسم جھلس جانے کی وجہ سے اتنی واضح نہیں تھی کہ ان کی مدد سے جاوید کی شناخت کی جا سکتی۔ انہوں نے بتایا کہ جاوید اس سانحے سے ایک ہفتہ قبل گھر سے اچانک چلا گیا تھا اور اس سے پیشتر وہ اکثر محلے میں لوگوں سے پوچھا کرتا تھا کہ کیا خودکشی کرنا جرم ہے؟ پھر وہ کہتا کہ ایسا کارنامہ انجام دوں گا کہ لوگ یاد رکھیں گے۔ مسٹر نصیر الدین حیدر نے کہا کہ آج جب اخبارات میں مظہر

امام اور مہدی حسن کے نام شائع ہوئے تو انہیں شبہ ہوا اور وہ قبرستان پہنچے تاکہ میت کو شناخت کر سکیں۔ انہوں نے بتایا کہ جاوید بے انتہا ذہین لڑکا تھا اور انٹرمیڈیٹ کا پرائیویٹ امیدوار تھا۔ نصیر الدین حیدر صاحب جو نظامت صنعت میں اسسٹنٹ ہیں، ڈرگ کالونی نمبر ۵ میں رہتے ہیں، جاوید مرحوم ان ہی کے ساتھ رہتے تھے۔

جنازے کے ساتھ ساتھ ایس ڈی ایم جناب غلام ربانی اور پولیس کے افسر بھی آخر تک شریک رہے۔ ان کے علاوہ اسلامی محاذ کے نمائندے آقائے شیخ محمد شریعت، مولانا عابد شبر، مولانا سید محمد دہلوی، مولانا سید محمد عادل، جناب آفتاب عالم قزلباش ایڈووکیٹ، مولانا عنایت حسین جلالوی، پروفیسر سید محمد حسن، جناب مظہر عباس زیدی، جناب میتب علی زیدی اور مرکزی شیعہ فیڈریشن کے صدر جناب افتخار رضا اور جناب نواب حسن لکھنوی بھی جنازے کے ساتھ تھے۔

(حریت کراچی یکم اگست ۱۹۶۹ء)

حیات حکیم از مولانا مرتضےٰ حسین فاضل صاحب قبلہ

قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے فرمایا

☆ ''یہ باتیں پرانی ہوگئیں کہ ہم نے پاکستان بنایا یا ہم اس میں حصے دار ہیں۔ ہم پاکستان ہیں۔ ہم پاکستان کے مالک ہیں، وارث ہیں۔''

☆ ''عزاداری ہماری شہری آزادیوں کا مسئلہ ہے۔ مجلس کرانا میرا بنیادی حق ہے۔ عزاداری کا جلوس نکالنا میرا حق ہے۔ دوسروں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اور میرے حقوق بھی آئین کے اندر محفوظ ہیں۔''

☆ ''اس ملک کی سیاست میں ہمارا کردار ہے۔ ملک کے اتحاد و وحدت میں ہمارا رول ہے۔ اتحاد و وحدت کے لیے ہم نے کوشش کیں۔ ہمیں کوئی مجبوری اور کوئی مشکل نہیں تھی۔ کسی کمزوری کی وجہ سے کردار ادا نہیں کیا۔ کیونکہ میں اس ملک کی ایک حقیقت ہوں۔ مجھے زندہ رہنے کے لیے کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پہلے بھی زندہ تھا۔ اب بھی زندہ ہوں''

☆ ''ہم اس ملک کا طاقتور حصہ ہیں۔ ہم قوت وطاقت سے بھی اس مسئلے (ٹارگٹ کلنگ اور تشیع کا قتل عام) کو روک سکتے تھے۔ لیکن ایک ملک میں، ایک معاشرے میں، معاشرے کے حالات کو، بے گناہ لوگوں کی مشکلات کو مدنظر رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے''

تاریخ کراچی کا سیاہ ورق

"مجھے یاد ہے آج سے چار سال قبل (۱۹۸۳ء) پہلا بلڈوزر جب سہراب گوٹھ پر چلا تھا تو شیعہ سنی کا جھگڑا ہوا۔ اُس وقت مارشل لاء تھا گورنر وغیرہ سب فوجی تھے اور انچولی پر بڑا حملہ ہوا تھا۔ اس وقت بھی سہراب گوٹھ پر سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ سب کچھ ہوا تھا اور وہ جھگڑا ڈرگ کالونی تک پھیلا تھا۔

ایک ہنگامہ تھا کہ شیعہ سنی لڑ رہے ہیں۔ ہم بھی یک جہتی میں لگ گئے تھے۔ لیکن بعد میں ہمیں اندازہ ہوا کہ یہ دھوکہ دینے والی بات تھی اصل بات کچھ اور تھی۔ لوگوں کی یاداشتیں کمزور ہیں لیکن میں اُس وقت حکومت میں شامل تھی۔

مجھے یاد ہے کہ لیاقت آباد میں امام بارگاہ جلتے وقت پولیس نے جو رول ادا کیا تھا وہی اب کیا ہے، (علی گڑھ کے فسادات کی جانب اشارہ ہے) یہ کمال کی بات ہے لگتا ہے کہ ایکشن ری پلے ہوا ہے۔

میں اُس وقت صوبائی کونسل میں تھی میرے پاس رات بھر فون آئے تھے کہ آگ لگی ہوئی ہے اور پولیس، آرمی کے ٹرک الاعظم کے پل پر کھڑے ہیں۔ اُس وقت تک کھڑے رہے جب تک امام بارگاہ (مرکزی امام بارگاہ اچھی طرح تباہ نہ ہو گیا، راہ چلتا آدمی بھی اچھی طرح اندازہ لگا سکتا تھا کہ تباہ کاروں کو کئی گھنٹے کی کھلی چھٹی دی گئی تھی۔) اچھی طرح نہ جل گیا۔

بعد میں پتا چلا کہ حکومت چاہتی تھی کہ شیعہ پٹیں تاکہ ان کا دم خم نکل جائے اور پولیس کو خاص ھدایت تھی کہ انہیں پٹنے دیا جائے۔

جب میں نے کمشنر سے بات کی تو اُس نے کہا کہ صاحب میں کیا کرتا میں تو بار بار گورنر ہاؤس فون کرتا تھا جب تک ہدایت نہ ملے میں کیسے کچھ کر سکتا تھا حکومت اس میں ملوث تھی خواہ وہ مانے یا نہ مانے"۔

۱۴۱۔ کراچی کیوں جلتا ہے۔ شہناز احد
محترمہ شمیم کاظمی صاحبہ کا انٹرویو
صدر انجمن تجارت، ملازمت وزراعت پیشہ خواتین

سانحہ مسجد سکینہؑ وامام بارگاہ کاظمین نیو کراچی

............☆............

ایم اے جناح روڈ پر تاریخی دھرنے کی روداد

............☆............

سانحہ مسجد خیر العمل انچولی

............☆............

سانحہ مسجد قمر بنی ہاشم ومرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد
اور رُوداد مجلس برائے ایصال ثواب شہداء انچولی

............☆............

ڈیفنس سوسائٹی کا اجتماع

............☆............

سانحہ جامع مسجد وامام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ

(جلتی مسجدیں۔ جناب علی اکبر شاہ کے قلم سے)

maablib.org

پاکستان کے جمھوری نظام پر بیرونی اثرات

"دوسرے خطرے کی نشاندھی امریکی جنرل ابی زید کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ "سعودی عرب اور پاکستان میں اسلامی انتہا پسندی کو شکست دینا اس بات سے زیادہ اہم ہے کہ عراق اور افغانستان میں جنگ جیتی جائے کیونکہ عسکری جنگ کے ساتھ ساتھ یہ ایک نظریاتی جنگ بھی ہے۔"
یہ نظریاتی تصادم مغرب و مشرق کے درمیان نہیں بلکہ عربی اور عجمی اور شیعہ سنی سوچوں کے درمیان تصادم کا تصور ہے۔ جو وسیع تر مشرق وسطیٰ پلان کا بنیادی مقصد ہے۔"

جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ

روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ مارچ ۲۰۰۴ء

اداریہ

حکومتی ذرائع نے اس کی تصدیق کردی ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک ہمسایہ ملک سے ہزار کے لگ بھگ دہشت گرد اور تخریب کار علماء، حفاظ اور قاریوں کے روپ میں پاکستان میں فسادات برپا کرنے اور دہشت گردی کی وارداتوں کیلئے پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ گویا ہمارے بد ترین دشمنوں نے بھی ہماری بربادی کا جو نسخہ تجویز کیا ہے اُس کی بنیاد مذہبی منافرت اور فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے پر رکھی ہے۔

روزنامہ جنگ ۲۱ جون ۱۹۸۴ء اداریہ

سانحہ مسجد سکینہؑ وامام بارگاہ کاظمین نیو کراچی

سیکٹر G-11 نمبر ۸ نیو کراچی میں شیعوں کے ستر مکانات ہیں جو ۱۹۶۴ء میں آباد ہوئے۔ یہ آبادی جیکب لائنز کراچی سے منتقل ہو کر آئی تھی۔ کچھ دنوں بعد ۱۹۶۴ء ہی میں مسجد اور امام بارگاہ کے لئے پانچ ہزار دو سو مربع گز کا ایک قطعہ اراضی برائے مسجد منتخب کیا۔ دونوں فرقوں کی عبادت گاہوں کے لیے قطعات کا تعین باہمی مشاورت اور رضامندی سے ہوا۔ شیعہ مسجد کا نام جامع مسجد سکینہؑ رکھا گیا اور امام بارگاہ کا نام امام بارگاہ کاظمین۔ جبکہ سنی مسجد کا نام مسجد ربانی رکھا گیا کہ جو اسی نام سے ابھی تک قائم ہے۔ مسجد اور امام بارگاہ کا قطعہ آراضی S.T.60 کے نمبر سے چلا آرہا ہے۔ ۱۹۶۷ء میں گودھرا والے جمشید روڈ اور دوسری جگہوں سے لاکر یہاں بسائے گئے اور اُن کی جھونپڑیاں اس طرح سے ڈلوائی گئیں کہ مسجد امام بارگاہ کا قطعہ اراضی سمٹ کر ۵۰۰ مربع گز رہ گیا۔

اب یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائیگی کہ یہ قطعہ آراضی یعنی S.T.60 کسی کے پلاٹ پر ناجائز قبضہ نہیں کہ جیسا تاثر دیا جارہا ہے بلکہ یہ ایک معمول کے مطابق صورت حال ہے۔ کراچی کی بیشتر مساجد بلا امتیاز فرقہ اسی طرح سے تعمیر ہوئی ہیں کہ جہاں لوگ آباد ہوئے وہیں انہوں نے اپنی عبادت گاہ کے لئے بھی جگہ گھیر لی۔

اس علاقہ میں پہلا شیعہ سنی فساد ۱۹۷۰ میں ہوا (اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۹۶۷ء سے اہل گودھرا کی آمد کے بعد فساد کے لئے فضا تیار ہونے لگی) اس فساد میں ایک شیعہ کا مکان نذر آتش ہوا۔ اور چند شیعہ زخمی ہوئے۔ اُنیس سنی گرفتار کرلیئے گئے جن پر ضابطہ فوجداری کی مختلف دفعات کے تحت مقدمات قائم کئے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ انتظامیہ نے دونوں متحارب گروہوں کے درمیان گفت وشنید کا سلسلہ شروع کرادیا جس کے نتیجہ میں اس تجویز پر اتفاق ہوگیا کہ جامع مسجد سکینہ کو وہیں S.T.60 ہی پر رہنے دیا جائے اور امام بارگاہ کاظمین کو قریب ہی ایک میدان میں کہ جو اسی سیکٹر کے ۷ /۲ نمبر میں واقع ہے منتقل کردیا جائے۔ مگر اس تجویز پر عمل درآمد نہ ہوسکا اور نماز اور مجالس کے دوران اکثر و بیشتر پتھراؤ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ۱۹۸۲ء آگیا۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو جامع مسجد اور امام بارگاہ سے بالکل ملحق شامیانہ لگا کر گودھرا کی عورتوں نے امام بارگاہ پر قبضہ کی سی صورت حال پیدا کردی۔ چنانچہ شیعوں نے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے پولیس سے مدد طلب کی۔ پولیس نے بروقت کاروائی کرکے صورت حال کو مزید بگڑنے سے بچالیا۔ عورتوں کا شامیانہ وہاں سے ہٹا دیا گیا

۱۷ جنوری ۱۹۸۳ء کو ایک سہ فریقی میٹنگ ہوئی۔ جس میں علاقے کے ڈپٹی کمشنر، انجمن پنجتن اور گودھرا مسلم انجمن کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس میٹنگ میں یہ طے پایا کہ جامع مسجد سکینہ کو وہیں S.T.60 پر رہنے دیا جائے اور امام بارگاہ کاظمین کو S.T.60 پر منتقل کردیا جائے۔ انجمن پنجتن کے صدر جناب تقی شوق کے مطابق یہ کوئی باقاعدہ معاہدہ نہیں تھا بلکہ منٹس کی صورت میں ایک تحریر تھی۔ گودھرا مسلم انجمن کے نمائندوں نے اصل تجاویز کے برعکس اپنی برادری میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مسجد اور امام بارگاہ دونوں ہی ہٹادئے جائیں گے۔ جسکے نتیجہ میں گودھرا برادری کے کچھ افراد نے مسجد کی چندفٹ بلند چہار دیواری گرادی۔ جسکی شکایت تحریراً ۲۷ جنوری ۱۹۸۳ء کو متعلقہ تھانہ میں کردی گئی۔ نیز یہ کہ پولیس کی مدد مانگی گئی تاکہ دیوار کی تعمیر دوبارہ ہوسکے۔ چنانچہ دوسرے دن یعنی ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء بعد نماز جمعہ منہدم دیوار کی دوبارہ تعمیر شروع کی گئی۔ شوق صاحب کے بیان کے مطابق، اس دیوار کی تعمیر میں پولیس نے مدد کا یقین دلایا تھا اور تعمیر شروع ہونے کے وقت ایک اے۔ ایس۔ آئی موجود تھا۔

تقریباً چار بجے گودھرا برادری کی عورتوں نے پتھراؤ کر کے حملہ کی ابتدا کی اوران کی کمک پر ایک بڑا ہجوم آ گیا۔ چنانچہ چند گنتی کے شیعہ نوجوان جو کہ مدمقابل تھے وہاں سے ہٹ گئے۔ ان میں سے چھ سات زخمی ہو گئے اور تین کے شدید چوٹیں آئیں۔

ہجوم نے میدان صاف پا کر امام بارگاہ کے تبرکات کو اکھٹا کر کے ان میں آگ لگائی جس سے کئی قرآن پاک جل گئے۔ مسجد وامام بارگاہ کے قریب ایک شیعہ کے مکان میں گھس کر توڑ پھوڑ مچائی اور کچھ قیمتی سامان لوٹ کر لے گئے۔ مسجد وامام بارگاہ کے بالکل سامنے چند فٹ کے فاصلے پر لکڑی کی ایک ٹال تھی۔ جسمیں شٹرینگ کی ناقابل استعمال لکڑی فروخت ہوتی تھی اور یہ کسی سنی کی ملکیت تھی۔ اس میں بھی آگ لگا دی گئی۔ مقامی شیعہ حضرات کا یہ کہنا ہے کہ آگ خود سنی حملہ آوروں نے اپنے جرم کو چھپانے کے لئے لگائی۔ اس وقت کو صورت حال سے یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ شیعہ تو وہاں سے ہٹ چکے تھے اور اس حصہ پر حملہ آوروں کا قبضہ تھا اور یہ صورت حال پولیس کی کمک آنے پر ختم ہوئی۔ پولیس نے شیلنگ کر کے حملہ آوروں کو وہاں سے بھگا دیا۔ ان کے بھاگ جانے کے بعد پولیس کی موجودگی میں یہ آگ شیعہ کیسے لگا سکتے تھے اور بہ فرض محال ایسا کرتے بھی تو بات پولیس کے ریکارڈ پر ہوتی جبکہ ایسا نہیں ہے۔

غرض یہ کہ اس سانحہ کے بارے میں نیو کراچی کے تھانہ میں بمطابق ایف آئی آر نمبر ۸۳/۵۰ مورخہ ۸۳۔۱۔۲۸ زیر دفعہ P.P.C ۳۲۳/۳۲۷/۳۳۶/۳۹۵/۴۵۱/۱۴۸/۱۴۷ بشمول دفعہ ۱۴۔ اسلامی حدود آرڈیننس سنی حملہ آوروں کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ درج کرلیا گیا اور گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ علاقہ کونسلر یعقوب بوڑا کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ ادھر یہ خبر کراچی کے شیعوں میں پھیل گئی اور وہ جوق در جوق جائے حادثہ پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ شیعہ علماء وخطباء نے آئندہ کے لائحہ عمل پر غور کرنا شروع کر دیا اور پھر خطباء کو ہٹا کر ہیئت ائمہ مساجد امامیہ کے علماء نے سارے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ کمشنر جائے وقوع پر آیا اور ہیئت کے ائمہ کو گفتگو کے لیے بلایا جو کہ قریب ہی ایک مکان میں موجود تھے۔ مگر آئمہ نے کمشنر کے پاس جانے کے بجائے خود اسکو اپنے پاس بلایا۔ وہ بھی کمشنر تھا۔ لہٰذا نہیں گیا۔ چنانچہ کچھ بات نہیں بنی۔ ایمہ کرام نے دوسرے دن ۷۲ گھنٹے کا نوٹس دے دیا۔ اس نوٹس کی میعاد ختم ہونے پر بتاریخ ۴ فروری ۱۹۸۳ء نشتر پارک میں نماز وحدت پڑھنے کا اعلان کر دیا۔

(ص ۱۰۹۔۱۱۳ جلتی مسجدیں، علی اکبر شاہ)

نوٹ: درحقیقت ھیئت ائمہ مساجد امامیہ نے کراچی کی تمام جامع مساجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بجائے اجتماعی طور پر نماز جمعہ نشتر پارک میں ادا کرنے کا اعلان کیا تھا۔

ایم اے جناح روڈ پر تاریخی دھرنے کی روداد

نماز وحدت:

اعلان کے مطابق نماز وحدت نشتر پارک میں ہونا تھی مگر حکومت نے وہاں نماز پڑھنے پر پابندی لگادی تو امام بارگاہ علی رضا، بندر روڈ پر متبادل انتظام کرلیا گیا۔ چنانچہ ۴ فروری ۱۹۸۳ء کو امام بارگاہ علی رضا بندر روڈ پر یہ تاریخی اجتماع ہوا۔ مگر منتظمین کا ارادہ مکمل طور سے ٹریفک روکنے کا نہ تھا بلکہ پروگرام کے مطابق یک طرفہ ٹریفک جاری رہنا تھا۔ مگر انتظامیہ نے (شاید کسی خطرے کے پیش نظر) گرومندر سے لیکر کیپری سینما تک مکمل طور سے ٹریفک بند کردیا تو مجمع بھی پرانی نمائش کے چوراہے سے لیکر امام بارگاہ علی رضا تک پوری سڑک پر قابض ہوگیا اور وہیں نماز ادا کی گئی۔

نماز جمعہ کے بعد دعائے وحدت اور پھر جمعیت ائمہ مساجد کے صدر جناب محمد موسیٰ کی تقریر۔ پوری تقریر بڑی متاثر کرنے والی تھی اور عام منظر بھی بڑا متاثر کرنے والا تھا، سب سے آگے آئی۔ ایس۔ او کے کفن بردار نوجوان تھے۔ پھر اسٹیج اور اسٹیج کے آگے تقریباً ۱۸۰ ائمہ مساجد دھرنا دیے بیٹھے تھے۔ عام مجمع تقریباً دس ہزار کا تھا۔ مولانا موسیٰ صاحب قبلہ کی تقریر کا نچوڑ یہ تھا کہ بہتر گھنٹے کا وقت ختم ہوگیا۔ مگر حکومت کے کان پر جوں نہ رینگی۔ اب ہم کسی کے پاس نہیں جائیں گے جس کو آنا ہے یہاں آئے۔ ہمارے چار مطالبات ہیں۔ یہ بڑھ تو سکتے ہیں مگر کم نہیں ہوسکتے۔ حکومت ان کی منظوری کا اعلان کردے۔ ورنہ ہم جان دے دینگے مگر یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔

مطالبات:

۱۔ مسجد اور قرآن جلانے والوں کو مارشل لاء کے تحت قرار واقعی سزا دی جائے۔

۲۔ مسجد سکینہؑ اور امام بارگاہ کاظمین کا الاٹمنٹ دیا جائے۔

۳۔ نقصانات کا معاوضہ دیا جائے۔

۴۔ مساجد اور امام بارگاہوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

اور مولانا نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ہمارا یہ اجتماع سنیوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ حکومت کے خلاف ہے مولانا موسیٰ صاحب کی تقریر کے دوران ہی چند منظور شدہ نعروں کا اعلان کیا گیا، اور سختی سے تاکید کی گئی کہ ان کے علاوہ کوئی اور نعرہ نہ لگایا جائے، ان نعروں میں مجرمین کے خلاف نعرے، نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت، نعرہ حیدری، نعرہ صلواۃ، خمینی رہبر، مرگ بر امریکہ اور مرگ بر صدام کے نعرے تھے۔ ایک نعرہ بھی سنیوں کے خلاف لگایا گیا اور نہ ہی کسی صحابی کے خلاف۔ شیعہ سنی بھائی بھائی کے نعرے بھی سنے گئے۔ وقت گزرتا رہا۔ لوگ آتے رہے، جاتے رہے۔ مستقل بیٹھنے والوں کی تعداد بھی ہزاروں میں رہی جن کے لیے باقاعدہ کھانے کا انتظام تھا پورے عرصہ تقریر، مجلس، ماتم، نعرے، دعا وحدت اور ائمہ معصومینؑ کی بتائی ہوئی مختلف دعائیں اجتماعی طور پر پڑھائی جاتی رہیں۔ مجمع میں عجب جوش و خروش تھا۔ بہت سے لوگ تو واقعی میں جان کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ یہ دعا وحدت بھی خوب تھی۔ جب یہ دعا پڑھی جاتی تو عجب سا سماں پیدا ہوجاتا تھا۔ چہرہ آسمان کی طرف، ہاتھ بلند اور ہر ایک کا پنجہ دوسرے کے پنجے میں پیوست۔ ہزاروں کا مجمع ایک اکائی میں تبدیل ہوجاتا تھا، خطرے کے موقع پر ابن الحسن اور کبھی (یا امام زمانہ میری مدد کیجیے) کا ورد با آواز بلند و یک زبان ایک یقین کی فضا پیدا کردیتا تھا۔ خاص طور سے نصف شب میں کھلے آسمان کے نیچے جبکہ ہلکی ہلکی سردی بھی پڑ رہی تھی۔ یہ مناظر خاص لطف دے رہے تھے۔

دوسری طرف پولیس کی بھاری جمعیت کیل کانٹے سے لیس ہر لحہ تیار کھڑی تھی۔ حکام بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے یہ مسئلہ پرامن طور سے حل ہوجائے۔ مگر ہیئت ائمہ مساجد کا یہ عہد تھا کہ وہ کسی کے پاس نہیں جائینگے اور نہ ہی اس مسئلہ پر کسی سے مذاکرات کریں گے۔ انہیں صرف مطالبات کی منظوری چاہیے تھی۔ اس سخت موقف کی وجہ سے صورت حال سنگین سے سنگین تر ہوتی چلی جارہی تھی۔ پہلی رات کمشنر کراچی، آکر واپس چلا گیا اور مذاکرات کی نوبت ہی نہ آئی، بالآخر دوسرے رات ہارون فیملی کی ایک شخصیت نے بیچ میں پڑ کر علماء کو گفتگو پر آمادہ کیا۔ جس کے نتیجے میں انتظامیہ اور ہیئت ائمہ مساجد کے درمیان ایک معاہدہ ہوا۔ جسکی رو سے یہ ظاہر کیا گیا کہ چاروں مطالبات تسلیم کر لئے گئے ہیں۔ ہیئت ائمہ مساجد نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔ ۷ فروری ۱۹۸۳ء صبح آٹھ بجے دھرنا ختم کرنے کا اعلان کیا اور قریبی مسجد شاہ خراسان میں شکرانے کی نماز ادا کی۔

اب دوسری طرف کا حال سنیے کہ جب قرآن مسجد اور امام بارگاہ جلانے کے جرم میں گودھرا برادری کے کچھ لوگ اور علاقے کے کونسلر صاحب گرفتار ہوئے تو گودھرا کیمپ نیو کراچی میں ہلچل مچ گئی۔ جوابی مگر جھوٹے الزامات کی تشہیر کردی گئی کہ شیعوں نے مسجد اور قرآن کو آگ لگائی ہے اور پھر ۲۹ جنوری ۱۹۸۳ء کے اخبار "جنگ" کی خبر کے اس ٹکڑے نے کہ "چند شرپسندوں نے امام بارگاہ اور متصل مسجد کو آگ لگادی" دو گروہوں میں تصادم بعض سنی حضرات نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ مسجد کو آگ شیعوں نے لگائی اور امام بارگاہ کو آگ سنیوں نے لگائی۔ شیعوں کے دھرنے اور مطالبات کی منظوری سے سنی عوام میں اور اشتعال پھیل گیا۔ ناصبی اور دیوبندی سنیوں کی دلی مراد پوری ہوئی وہ بہت عرصہ سے بادل ناخواستہ شیعوں کو برداشت کررہے تھے۔ ہر سال محرم اور ربیع الاول کے موقع پر یہ عناصر اپنی زہریلی تقریروں کے ذریعے اس بات کا ثبوت فراہم کررہے تھے کہ اس ملک میں کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ جنوری ۱۹۸۲ء کے ربیع الاول میں خالق دینا ہال کراچی میں بڑے فیصلہ کن انداز سے اشتعال انگیزی کی گئی جسکے نتیجے میں ۹ جنوری ۱۹۸۲ء مطابق ۱۲ ربیع الاول کو مسجد شاہ خراساں میں آگ لگائی گئی اور پھر ۱۹۸۳ء کے ربیع الاول میں خالق دینا ہال کی محفلوں میں بڑے جوش وخروش سے کہہ دیا گیا اب ان کے جلوس نہیں نکلنے دیئے جائیں گے۔ ریڈیو اور ٹی وی سے محرم کے پروگرام بند کرائے جائیں گے، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اب گودھرا کے سانحہ سے اس گروہ کو ایک سنہری موقع مل گیا۔

(ص ۱۱۳۔۱۱۷ جلتی مسجدیں، علی اکبر شاہ)

اخبارات کی روشنی میں

سانحہ مسجد سکینہؑ و امام بارگاہ کاظمینؑ نیو کراچی

............☆............

نماز وحدت

............☆............

ایم اے جناح روڈ پر تاریخی دھرنے کی رُوداد

............☆............

maablib.org

قائدملت جعفریہ الحاج سید محمد دھلوی قبلہ کا زبان بندی پر احتجاج

14 دسمبر 1967 کی شب کو حکومت مغربی پاکستان کے ایک حکم نامہ کی مجھ پر تعمیل کرائی گئی جس کی رو سے تین ماہ کے لیے تمام مغربی پاکستان میں میری زبان بندی کی گئی ہے۔ اس حکم نامہ میں میرے خلاف یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہا ہوں۔ میں اس الزام کی پُرزور تردید کرتا ہوں۔ میں نے نہ تو کوئی اس قسم کی تقریر کی جس سے فرقہ وارانہ منافرت کا کوئی پہلو نکلتا ہو اور نہ ہی ایسی تقریریں کرنے کے حق میں ہوں۔ یہ مجھ پر ایک ایسا الزام ہے جو کسی خاص مقصد کی بندش کے لیے لگایا گیا ہے۔ میرے سیکڑوں شاگرد جو فرقہ اہلسنت سے تعلق رکھتے ہیں پاکستان میں موجود ہیں جو میری درجنوں تقریریں سن چکے ہیں وہ اس الزام پر یقیناً سمجھتے ہوں گے کہ حکومت نے اس الزام کو پردہ بنایا ہے مقصد کچھ اور ہے۔

میں مملکت پاکستان کا وفادار شہری ہوں اور اتحاد بین المسلمین کا زبردست حامی ہوں۔ جداگانہ دینیات اور تنفر آمیز تاریخ اور اسلامیات وغیرہ سے اختلافی مواد کا اخراج اس لیے چاہتا ہوں کہ اگر ایک فرقہ کے نظریات کو دوسرے فرقہ پر مسلط کر دیا جائے تو اس طرح جو غم وغصہ دوسرے فرقہ میں پیدا ہوتا ہے وہ نہ رہے اور سب اپنی راہ پر چلتے رہیں۔ میرا مقصد نہ سیاسی ہے نہ کسی سیاسی جماعت سے میرا تعلق ہے۔ میں شیعوں کے لیے ان حقوق کا خواہاں ہوں جو ان کا جائز حق ہے اور ہر ذی فہم ان کو جزوی اور مناسب سمجھتا ہے۔

مجھے کو معلوم ہے کہ حکومت مطالبات پر غور کر رہی ہے مگر کیا یہ تقاضا کرنا کہ جلد از جلد فیصلہ صادر کیا جائے کوئی جرم ہے؟ اگر یہ جرم ہے تو بے شک میں اس کا مجرم ہوں۔ میں نے اب تک قوم کے اس جوش کو روکا ہے جو حکومت کے ایجنٹوں اور عہدہ داروں کی غلط روش کی وجہ سے پیدا ہو کر ایک خراب صورت پیدا کرنے والا تھا۔ کیا یہ بھی جرم ہے؟ اس حکم نامہ نے مجھ کو اس حق سے بھی محروم کر دیا ہے جو میرا مذہبی فریضہ ہے۔ حکومت کے اس غلط اقدام کی وجہ سے میں فضائل اہلبیت اور ذکر امام حسین علیہ السلام سے بھی روک دیا گیا ہوں جس کو میں ''مداخلت فی الدین'' سمجھتا ہوں۔ محرم میں حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے بہت سے دل زخمی ہو چکے ہیں۔ اب ان میں یہ ایک اور اضافہ ہے۔

ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ حکومت ہمارے موقف پر جلد از جلد ہمدردانہ غور فرمائیے اور اس قسم کی بیکار اور لاحاصل پابندیوں سے معاملات کو اور خراب نہ کرے۔ حکومت سے یہ بھی گذارش ہے کہ حکومت دیر لگا کر کوئی ایسا حل پیش نہ کرے جو فرقہ کی اکثریت رد کرنے پر مجبور ہو۔ اور پھر ان ہی مصائب کا سامنا رہے جس کی وجہ سے مجبور ہو کر یہ مطالبات معرض وجود میں آئے۔ اگر میرے مخالفین نے حکومت کو کوئی غلط تاثر دیا ہے تو اس کی واشگاف تردید کرتا ہوں۔ اگر حکومت تمام شیعوں کا تعاون حاصل کرنا چاہتی ہے تو اُن کے جائز اور مبنی بر انصاف مطالبات کو مان کر ان کی تالیف قلوب کرے اور اس مسئلہ اتنا طول نہ دے کہ یہ مطالبات مسئلہ کشمیر بن کر رہ جائیں۔

شیعہ اس ملک کے وفادار شہری ہیں اور رہیں گے، حکام ان کا تعاون قلبی چاہتے ہیں تو اُن کو بھی اپنے افکار اور مزاج بدل کر، جو جس قوم کا حق ہے وہ اس کو دینا پڑے گا۔ اس میں اپنے اور پرائے کی تمیز اٹھا دینا پڑے گی ورنہ یہ اضطراب کبھی کم نہ ہوگا۔

(ص ۳۰ پیام عمل لاہور فروری ۱۹۶۸ء)

نئی کراچی میں دو گروہوں میں تصادم اور پتھراؤ، کئی افراد زخمی

چند شرپسندوں نے امام بارگاہ اور مسجد میں آگ لگادی چار مکانات کو بھی نقصان، قانون نافذ کرنے والے اداروں نے حالات پر قابو پا لیا سرکاری پریس نوٹ

کراچی ۲۸ جنوری (اے پی پی) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (ویسٹ) نے درج ذیل پریس نوٹ جاری کیا ہے۔ آج شام تقریباً ۴ بجے نئی کراچی سیکٹر ۱۱ جی میں امام بارگاہ شاہ کاظمین کی چاردیواری کی تعمیر نو کے سلسلہ میں لوگوں کے دو گروہوں تصادم ہو گیا۔ فریقوں نے ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا، چند شرپسندوں نے امام بارگاہ اور متصل مسجد میں آگ لگادی جس سے قریب کے چار مکانات اور لکڑی کی ٹال کو بھی نقصان پہنچا۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے فوراً جائے واردات پر پہنچ کر صورت حال پر قابو پالیا۔ اب حالات معمول پر آ گئے ہیں۔

جنگ کو معلوم ہوا ہے کہ آج شام ۴ بجے گودھرا کیمپ سیکٹر ۱۱ جی میں واقع امام بارگاہ اور مسجد کے احاطہ کی دیوار کی مرمت کے مسئلہ پر دو گروہوں تصادم ہو گیا۔ دو گروہوں کی جانب سے تقریباً دو گھنٹے تک ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا گیا۔ جس سے دونوں طرف کے تقریباً ۲۰ افراد زخمی ہو گئے۔ اس دوران ایک گروپ نے امام بارگاہ، مسجد اور ایک گھر میں توڑ پھوڑ کی اور اسے آگ لگادی جس کی وجہ سے مسجد میں رکھے قرآن کریم کے نسخوں کی بھی بے حرمتی ہوئی۔ اسی اثنا میں دوسرے گروپ نے مخالف گروپ کے تین مکانات کو آگ لگادی۔

اعلیٰ حکام کی قیادت میں پولیس کی بھاری جمعیت موقع پر پہنچ گئی۔ پولیس کو صورتحال پر قابو پانے کیلئے آنسو گیس استعمال کرنی پڑی۔ بہر حال پولیس نے حالات پر قابو پالیا تاہم علاقہ میں رات گئے تک سخت کشیدگی پائی جاتی تھی۔ متاثرہ افراد نے الزام لگایا ہے کہ علاقہ کے میونسپل کونسلر کا اس ہنگامہ میں ہاتھ ہے اس لئے حکومت ان کے خلاف کاروائی کرے۔ دریں اثنا علاقہ کونسلر نے بتایا کہ آج شام جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ متعلقہ افراد امام بارگاہ کی دیوار کی مرمت کر رہے ہیں تو انہوں نے ان سے کہا کہ وہ ایس ڈی ایم سے رابطہ کر رہے ہیں ان کے آنے تک مرمت کا کام روک دیا جائے لیکن ان افراد نے مرمت کا کام جاری رکھا اور اسی دوران مخالف گروپ کے افراد بھی وہاں جمع ہو گئے۔ صورتحال کشیدہ ہوتے ہوئے دیکھ کر وہ پولیس اسٹیشن نئی کراچی گئے اور ان سے متوقع ہنگامہ کو روکنے کی درخواست کی۔ تاہم جب وہ پولیس کی جمعیت کے ساتھ موقع پر پہنچے تو دونوں گروہوں کی جانب سے ایک دوسرے پر پتھراؤ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ کونسلر کے مطابق یہ تنازعہ ۱۹۶۷ سے چل رہا ہے اس سلسلہ میں حال ہی میں ڈپٹی کمشنر کراچی غربی کے ایک فیصلہ کیا تھا اور دونوں فریقوں نے اس فیصلہ کو تسلیم کیا تھا۔ دریں اثنا پروفیسر علی رضا شاہ نقوی نے گورنر سندھ سے اپیل کی ہے کہ وہ فوری طور پر اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائیں تا کہ شرپسند افراد کو قانون کے مطابق سزا دی جائے اور یہ عناصر ملت اسلامیہ کا شیرازہ نہ بکھیرنے پائیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ جنوری ۱۹۸۳)

نئی کراچی کے تصادم کے سلسلہ میں ۱۱۲ افراد گرفتار

کراچی ۲۹ جنوری (اسٹاف رپورٹر) نئی کراچی سیکٹر ۱۱ جی میں امام بارگاہ کاظمین اور مسجد کے احاطہ کی دیوار کے سلسلہ میں دو گروہوں میں گذشتہ روز تصادم کے بعد پولیس نے ۱۱۲ افراد کو گرفتار کر لیا۔ علاقہ کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے میئر کراچی عبدالستار افغانی اور کمشنر کراچی سردار احمد موقع پر گئے۔ آج کمشنر نے دونوں گروہوں کے معززین کا ایک اجلاس طلب کیا جس میں علاقہ کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا اور دونوں گروہوں کے ارکان نے علاقہ میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے مثبت اقدامات کا عزم کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ جنوری ۱۹۸۳)

نئی کراچی کے واقعہ سلسلے میں گرفتار ہونے والے ۱۳ افراد کی ضمانت کی درخواستیں

کراچی ۲، فروری (اسٹاف رپورٹر) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جناب احمد علی قریشی کی عدالت میں نئی کراچی کے حالیہ واقعہ کے سلسلے میں گرفتار ہونے والے ۱۱۳ افراد کی ضمانت کی درخواستیں پیش کی ہیں۔ اس واقعہ میں دو گروہوں کے درمیان تصادم کے نتیجہ میں ۱۳۰ افراد زخمی ہو گئے تھے۔ فاضل جج نے سماعت کل تک کے لیے ملتوی کر دی اور افسر تفتیش کو اس مقدمے کے سلسلے میں کل عدالت میں پیش ہونے کی ہدایت کی۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۳ فروری ۱۹۸۳)

نئی کراچی کے واقعہ کے ملزمان کی ضمانت منظور

کراچی ۳، فروری (اسٹاف رپورٹر) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جناب احمد علی قریشی نے نئی کراچی میں آتشزنی اور ہنگامہ آرائی میں ملوث ملزمان مرزا تقی شوق اور سید محمد انور کی درخواست ضمانت عدم پیروی کی بناء پر مسترد کر دی جبکہ ایڈیشنل جج جناب تحسین احمد بھٹی نے ملزمان محمد یعقوب بوڑکا، (کونسلر) شیخ محمد فاروق، محمد احمد، محمد الیاس، عبدالعزیز، شیخ محمد سلمان، محمد حنیف، رب نواز، محمد عبداللہ، عبدالسلام، اور محمد حسین کی ۱۰، ۱۰ ہزار کی ضمانت منظور کر لی۔ دونوں فریقوں کے خلاف نئی کراچی تھانہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۴۷، ۱۴۸، ۲۹۵، ۴۳۶، اور ۴۲۷ کے تحت مقدمات درج کرائے گئے تھے جس میں فریقین پر مسجد اور امام بارگاہ کی دیوار کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالنے، آتشزنی و بلوہ کرنے کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۴ فروری ۱۹۸۳)

اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ متحد ہو کر کیا جائے

کراچی ۳، فروری (اسٹاف رپورٹر) ہیئت ائمہ مساجد امامیہ کی آٹھ رکنی علماء ایکشن کمیٹی کے صدر مولانا شیخ محمد موسیٰ نے اعلان کیا ہے کہ خدا کے گھر اور اسکے کلام کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے افراد نماز جمعہ شہر کی مساجد کے بجائے نشتر پارک میں ادا کریں گے۔ وہ آج نئی کراچی میں مسجد سکینہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے نئی کراچی کے سانحہ پر رنج و غم کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایسے واقعات میں اسلام دشمن طاقتیں ملوث ہیں۔ ملت اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے اتحاد سے اسلام دشمن طاقتوں کے مذموم عزائم کا مقابلہ کرے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۴ فروری ۱۹۸۳)

علامہ عقیل ترابی کی ارباب اقتدار سے اپیل

کراچی ۳، فروری (پ ر) ممتاز عالم دین علامہ عقیل ترابی نے سانحہ نیو کراچی کو پورے مسلمانان پاکستان کے لیے انتہائی غم و غصہ کا باعث قرار دیا ہے۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ شرپسندوں کے ہاتھوں مسجد و امام بارگاہ کی بے حرمتی اور قرآن کی توہین کسی فرقہ یا جماعت کا مسئلہ نہیں بلکہ اس سے پوری ملت اسلامیہ کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ انہوں نے ارباب اقتدار سے اپیل کی ہے کہ وہ سانحہ نیو کراچی کے مجرمین کو سزا دیں اور مسجد و امام بارگاہ کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ہم مجتہد مولانا محمد محسن اور دیگر علماء کے متفقہ فیصلے سے مکمل تعاون کریں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۴ فروری ۱۹۸۳)

نشتر پارک میں نماز وحدت

کراچی ۳، فروری (اسٹاف رپورٹر) ہیئت ائمہ مساجد امامیہ کی آٹھ رکنی علماء ایکشن مجلس عمل کے صدر مولانا شیخ محمد موسیٰ نے اعلان کیا ہے کہ خدا کے گھر اور اسکے کلام کی بے حرمتی کے خلاف احتجاجی طور پر فقہ جعفریہ کی مساجد میں نماز جمعہ نہیں ہوگی اور نشتر پارک میں نماز وحدت (مشترکہ طور پر نماز جمعہ) ادا کی جائے گی۔ اس بات کا اعلان انہوں نے نیو کراچی کی مسجد سکینہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسجد اور قرآن پاک کو آگ لگانا معمولی واقعہ نہیں ہے۔ جس کو ذرا بھی اللہ اور اس کے رسول کے سے محبت ہوگی وہ خانہ خدا اور کلام ربانی کی بے حرمتی برداشت نہیں کرسکتا ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ کلام الٰہی اور خانہ خدا کی عزت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا تاہم ہمارا ہر اقدم شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہوگا۔ (روزنامہ امن کراچی ۴ فروری ۱۹۸۳)

فقہ جعفریہ کے پیروکار ایم اے جناح روڈ پر دھرنا دے کر بیٹھ گئے۔ نئی کراچی کے واقعہ کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ

کراچی ۴، فروری (اسٹاف رپورٹر) فقہ جعفریہ کے پیروکار آج بعد نماز جمعہ ایم اے جناح روڈ پر اپنے مطالبات کی حمایت میں دھرنا دے کر بیٹھ گئے جسے بعد میں ایک احتجاجی جلسہ کی شکل دے دی گئی۔ جلسہ میں متعدد مقررین نے مطالبات کی حمایت میں تقریریں کیں اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ نئی کراچی میں گذشتہ جمعہ کو پیش آنے والے واقعہ کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور ان کے مذہبی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

اس سے پہلے دن میں ایک بجے اسی مقام پر انہوں نے نماز جمعہ ادا کی اور دعا وحدت پڑھی۔ تفصیلات کے مطابق ہیئت ائمہ مساجد امامیہ کے ۸ رکنی علماء ایکشن کمیٹی کے صدر مولانا محمد موسیٰ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مسجد سکینہ اور امام بارگاہ کاظمین کی بے حرمتی کرنے والوں کو مارشل لاء کے تحت سزا دی جائے، عبادت گاہوں کو تحفظ فراہم کیا جائے، نقصانات کا ہرجانہ ادا کیا جائے اور مسجد تعمیر کرائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ مطالبات منظور ہونے تک وہ اپنی جگہ سڑک پر بیٹھے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مطالبات کو تسلیم کرنے کے سلسلہ میں کسی زبانی یقین دہانی کو قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہم مذکرات کے لیے حکام بالا کے پاس جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ صرف فقہ جعفریہ کا نہیں ہے بلکہ یہ ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے اور مسلمان کہلانے والا کوئی شخص خانہ خدا کی بے حرمتی اور قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا

انہوں نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر خدا کے گھر اور قرآن پاک کی حفاظت کے لیے عملی اقدام اٹھائیں اگر ایسا نہ ہوا تو اس قسم کے واقعات میں اضافہ ہوتا رہے گا اور یہ نہایت شرمناک بات ہے کہ ہم اسلام کا نام تو لیتے ہیں اور وہ اسلام جس کی بنیاد قرآن پاک ہے اس کو بے دھڑک آگ لگادی اور ملزمان محفوظ رہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم حسینی ہیں ہم خمینی ہیں لہٰذا ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ایکشن کمیٹی کے صدر نے کہا کہ ہیئت ائمہ مساجد امامیہ عہد کر کے آئے ہیں کہ عبادت گاہوں کا تحفظ ان کا فرض ہے وہ اپنا فرض آخری وقت تک پورا کرینگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کسی کو احتجاج میں شرکت کی دعوت نہیں دی ہے لیکن یہ ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس احتجاج میں شریک ہونا چاہیے۔ مولانا محمد موسیٰ نے کہا کہ اس واقعہ کو رونما ہوئے ایک ہفتہ ہوگیا ہے لیکن انتظامیہ نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی، جس پر انہوں نے صوبائی اور وفاقی حکومت، گورنر سندھ اور صدر مملکت کو تار بھیجے لیکن ہمارے ٹیلی گرام کا جواب نہیں دیا گیا۔ ہم نے ۷۲ گھنٹے کی مہلت دی تھی جو ختم ہو چکی ہے اور اب یہ احتجاج مطالبات کی منظوری تک جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات کے ذریعہ کرے، جس کے بعد ہم اپنا احتجاج ختم کردیں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۵ فروری ۱۹۸۳)

یہ کاروائی سنی فرقہ کے خلاف نہیں بلکہ حکومت کی بے عملی پر احتجاج ہے بی بی سی

لندن ۴، فروری (ریڈیو رپورٹ) پاکستان کے شہر کراچی میں شیعہ فرقہ کے ہزاروں افراد نے آج شہر کے مرکزی علاقے میں ایک احتجاجی مظاہرہ کیا۔ بی بی سی نے اپنے نامہ نگار کی ایک رپورٹ کے حوالے سے بتایا کہ عینی شاہدوں کے مطابق کئی ہزار افراد نے آج شہر کی مرکزی شاہراہ کی ناکہ بندی کی تو کشیدہ صورتحال پیدا ہوگئی۔ تقریباً ایک سو گاڑیوں میں بھری ہوئی پولیس نے علاقے کو گھیر لیا اور بعض سپاہی مسلح تھے اور آنسو گیس کے آلات سے لیس تھے۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ جب تک حکومت ان کے مطالبات پورے نہیں کریگی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے۔ اطلاع کے مطابق ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ایک ہفتہ پہلے ہونے والی جھڑپ میں جس کے دوران شیعہ مسجد آگ لگانے سے قریب قریب تباہ ہوگئی ہے۔ قرآن مجید کے نسخوں کو نذر آتش کرنے کے ذمہ دار لوگوں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

ان کے دوسرے مطالبات یہ ہیں کہ تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے۔ نقصانات کا معاوضہ دیا جائے اور جو شیعہ مبینہ طور پر زیر حراست ہیں ان کو رہا کیا جائے۔ شیعوں کا پہلے پہل یہ ارادہ تھا کہ وہ کراچی کے ایک پارک میں نماز جمعہ کا اجتماع کر کے اپنا احتجاج کریں گے مگر جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں دیکھا کہ پولیس پہلے ہی پارک کو اپنے گھیرے میں لے چکی ہے۔

چنانچہ وہ سڑکوں پر نکل آئے۔ اس مظاہرے کی قیادت مذہبی رہنما کر رہے ہیں، جن کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس ہفتے کے شروع میں حکومت کو الٹی میٹم دیا تھا جس کی میعاد اب پوری ہوگئی ہے ان رہنماؤں کا کہنا ہے کہ ان کی کاروائی سنی فرقہ کے خلاف نہیں بلکہ حکومت کی بے عملی پر ان کا احتجاج ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۵ فروری ۱۹۸۳)

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایسٹ نے دفعہ ۱۴۴ لگانے کا حکم دے دیا
علماء نے نشتر پارک میں نماز کیلئے نہیں اجتماع کی اجازت مانگی تھی کمشنر کراچی

کراچی ۴ فروری (اسٹاف رپورٹر) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایسٹ نے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب کو رات بارہ بجے سے پورے ضلع میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا حکم جاری کر دیا ہے اس کا مقصد امن وامان برقرار رکھنا ہے اس حکم کے تحت پانچ یا پانچ سے زیادہ افراد کے اجتماع پر پابندی ہوگی، کسی قسم کی نعرے بازی نہیں کی جاسکے گی۔ جلوس نہیں نکالے جاسکیں گے البتہ اس کا اطلاق شادی یا جنازہ کے جلوس پر نہیں ہوگا۔

اس حکم کے تحت ہر قسم کے ہتھیار لے کر چلنے پر پابندی ہوگی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے گزشتہ روز گلشن اقبال، فیروز آباد، بہادر آباد، نیو ٹاؤن اور بریگیڈ تھانوں کی حدود میں پہلے ہی دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا حکم جاری کیا تھا۔ کمشنر کراچی نے بتایا کہ ائمہ کرام نے نشتر پارک میں آج کے نماز کے لیے نہیں بلکہ اجتماع کی اجازت مانگی تھی جو حکومت نے نہیں دی۔ جس پر نماز پڑھنے والے افراد قریبی امام بارگاہ میں چلے گئے کیونکہ امام بارگاہ میں جگہ کم تھی اس لیے صفیں باہر تک آگئیں۔ اس موقعہ پر پولس کو حکم دیا گیا کہ پوری طرح چوکس رہے تا کہ کوئی شرپسند گڑبڑ پھیلانے کی کوشش نہ کرے۔ انتظامیہ چاہتی ہے کہ اجتماع پر امن طور پر منتشر ہو جائے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۵ فروری ۱۹۸۳)

خواجہ خیرالدین اور معراج محمد خان کا بیان

کراچی ۴ فروری (اسٹاف رپورٹر) ایم آر ڈی کے سکریٹری جنرل خواجہ خیرالدین اور ماہ رواں کے کنوینر معراج محمد خان نے ایک مشترکہ بیان میں ایک ہفتہ قبل نئی کراچی میں امام بارگاہ اور مسجد کی آتشزدگی پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت جو اسلام کا نام لیتی ہے گزشتہ ایک ہفتے سے اس واقعہ پر خاموش ہے۔ موجودہ حکومت جان بوجھ کر مذہبی جنونیت کو ہوا دے کر مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں فساد کا بیج بو رہی ہے تاکہ عوام کے اتحاد اور بحالی جمہوریت کی تحریک کو پارہ پارہ کر کے اپنے اقتدار کو طول دے سکے۔ ایم آر ڈی تمام مذہبی اقلیتوں اور خاص طور پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کے مکمل حقوق کی حمایت کرتی ہے پاکستان کا قیام تمام فرقوں کی جدوجہد کا ثمر ہے۔ کسی بھی ایک فرقے کے حقوق پر پابندی لگانا تصور پاکستان پر ضرب لگانے کے مترادف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت دانستہ یہ نفاق پیدا کرنا چاہتی ہے تاکہ ملک خانہ جنگی کا شکار ہو۔

انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ فقہ جعفریہ کے تمام حقوق اور مطالبات کو فی الفور تسلیم کیا جائے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ کسی گھناؤنی سازش میں ملوث ہو کر قوم کو خطرے میں نہ ڈالا جائے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۵ فروری ۱۹۸۳)

نارتھ کراچی کے واقعہ میں ملوث ملزماں کو عبرتناک سزا دی جائے گی

املاک کو پہنچنے والے نقصان کے تعین کے بعد معاوضہ ادا کیا جائے گا

دفعہ ۱۴۴ کے پیش نظر ایم اے جناح روڈ خالی کر دینی چاہیے سرکاری پریس نوٹ

کراچی ۴ فروری (اے پی پی) ڈویژنل کمشنر کراچی نے یہ پریس نوٹ جاری کیا ہے کہ انجمن فدائیان عباس نے نارتھ کراچی کے سیکٹر ۱۱ جی میں سائٹ نمبر ۶ پر بغیر کسی الاٹمنٹ یا قانونی اجازت کے امام بارگاہ کا ظمین قائم کی تھی علاقے کے لوگوں نے جو مخالف گروپ سے تعلق رکھتے ہیں اور اکثریت میں ہیں، انجمن کی انتظامیہ کی مخالفت کی۔ اس بات کا خدشہ تھا کہ انجمن کو پلاٹ کی الاٹمنٹ سے دوررس اثرات کا فرقہ وارانہ مسئلہ پیدا ہوگا۔ اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے دونوں گروپوں کے نمائندوں نے ۷ جنوری کو ڈپٹی کمشنر (غربی) کے سامنے اس بات سے اتفاق کیا کہ پلاٹ نمبر ایس ٹی ۶۱ سیکٹر جی نارتھ کراچی امام بارگاہ کا ظمین کی منتقلی کی غرض سے انجمن کو الاٹ کر دیا جائے۔ دونوں فریقوں نے صورتحال کو اس وقت تک جوں کا توں رکھنے پر اتفاق کیا جب تک نیا پلاٹ الاٹ نہ کر دیا جائے۔ اس فیصلے کے مطابق انجمن نے ۱۷ جنوری ۱۹۸۳ کو امام بارگاہ کیلئے متذکرہ پلاٹ کی الاٹمنٹ کیلئے ڈپٹی کمشنر کی وساطت سے کے ڈی اے کو درخواست دی ابھی اس پر معمول کی کارروائی جاری تھی کہ ۲۸ جنوری کو ایک ناخوشگوار واقعہ رونما ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں امام بارگاہ اور مسجد کا ایک حصہ اور دونوں فرقوں کے کچھ مکانات جلا دیئے گئے۔ مقامی انتظامیہ نے شر پسندوں کے خلاف کارروائی کی اور ۱۱۳ افراد کو زیر دفعہ ۱۴۷، ۱۴۸، ۴۳۶، وغیرہ تعزیرات پاکستان گرفتار کر لیا گیا۔

انتظامیہ کی تمام یقین دہانیوں کے باوجود فقہ جعفریہ کے بیرونی رہنماؤں نے کسی سرکاری افسر سے ملاقات یا کسی قسم کے مذاکرات سے انکار کر دیا۔ اس کے برعکس انہوں نے ۴ فروری یوم وحدت منانے اور ایم اے جناح روڈ پر امام بارگاہ علی رضاؑ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ لوگ

امام بارگاہ علی رضاؑ میں جمع ہو گئے اور انہوں نماز جمعہ پڑھنے کے بعد ایم اے جناح روڈ کی مصروف سڑک کو خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ ڈیڑھ بجے دن سے رات بارہ بجے تک انتظامیہ نے علماء سے ملنے کی تمام کوششیں کیں مگر انہوں نے بات چیت سے انکار کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے کسی بھی افسر کو امام بارگاہ میں ان سے ملاقات کی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا اجلاس نے طے کیا کہ ان تک مندرجہ ذیل فیصلے پہنچا دیئے جائیں۔

۱) ملزمان کو عبرتناک سزا دی جائے گی۔ ۲) جیسا کہ انجمن نے اتفاق کیا تھا اسے نیا پلاٹ الاٹ کیا جائے گا۔ ۳) املاک کو پہنچنے والے نقصان کے تعین کے بعد معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ ۴) انتظامیہ اس بات کو یقینی بنائے گی کہ لوگوں کی جان ومال بالخصوص مذہبی مقامات کی مسلسل حفاظت ہوتی رہے۔ ۵) دفعہ ۱۴۴ کے پیش نظر امام بارگاہ علی رضاؑ کے سامنے ایم اے جناح روڈ کو خالی کر دینا چاہیے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۵ فروری ۱۹۸۳)

فقہ جعفری کے پیروکار ایم اے جناح روڈ پر ہنوز دھرنا دیئے بیٹھے ہیں

ایک مطالبہ کا اضافہ، مطالبات تسلیم ہونے تک سڑک خالی نہ کرنے کا اعلان

کراچی ۵ فروری (اسٹاف رپوٹر) ہیئت ائمہ مساجد فقہ جعفریہ علماء ایکشن کمیٹی نے اپنے مطالبات میں ایک اور مطالبہ کا اضافہ کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ جب تک ان کے مطالبات منظور نہیں ہو جاتے فقہ جعفریہ کے افراد ایم اے جناح روڈ پر دھرنا دیئے بیٹھے رہیں نیز یہ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ہر روز مطالبات میں ایک مطالبہ کا اضافہ کیا جاتا رہیگا۔

ایکشن کمیٹی نے آج اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ مسئلہ قطعی طور پر شیعہ سنی کے درمیان تنازع نہیں ہے بلکہ خالصتاً ایک دینی مسئلہ ہے۔ آج پریس بریفنگ کے وقت کمیٹی کے صدر مولانا محمد موسیٰ، مولانا فاضل حسین موسوی، مولانا نذر الحسنین، مولانا بلال سمائری، مولانا حسن ترابی، مولانا سید رضی جعفر، مولانا مرزا محمد یوسف حسین، مولانا مرزا صادق حسن، سید علی شرف الدین کے علاوہ انجمن فدائیان پنجتن کے تقی شوق مرزا، اور مولانا ہلال عابدی بھی موجود تھے۔

ایکشن کمیٹی نے اپنے ۴ مطالبات دہرائے اور کہا کہ مسجد اور امام بارگاہ و قرآن کریم کو نذر آتش کرنے والوں کو مارشل لاء کے تحت عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ ہماری عبادت گاہوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔ اس سانحہ کے موقعہ پر جو نقصان ہوئے ہیں ان کا معاوضہ دیا جائے۔ مسجد اور امام بارگاہ کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے اس کی تعمیر کا بندوبست کیا جائے اور تمام شیعہ حضرات پر قائم مقدمات واپس لئے جائیں۔

ایکشن کمیٹی نے کہا ہے کہ اس سانحہ کے ذمہ داروں کو ۱۳ دن کے اندر اندر قرار واقعی سزا دیئے جانے کا اعلان کیا جائے اور مقدمہ کی کاروائی سے عوام کو ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ مطلع کیا جائے اگر ایسا نہیں کیا گیا تو تحریک اسی زور سے دوبارہ شروع کر دی جائے گی۔ دریں اثناء آج دوسرے روز بھی اہل تشیع حضرات ایم اے جناح روڈ پر دھرنا دیئے بیٹھے رہے علماء کرام اور ائمہ مساجد نے تقاریر کیں اور عہد کیا کہ جب تک ان کے مطالبات تسلیم نہیں کر لیے جاتے ان کا یہ پر امن مظاہرہ جاری رہے گا۔

آج دن بھر اعلیٰ سول پولیس و فوجی حکام جلسہ گاہ میں موجود رہے اور ائمہ مساجد اور علماء کو مذاکرات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن علماء کرام اور ائمہ مساجد نے واضح کیا کہ وہ گورنر سندھ اور صدر پاکستان کے علاوہ کسی اور سے گفتگو نہیں کریں گے۔

ایم اے جناح روڈ پر دھرنا دے کر بیٹھنے کی وجہ سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نئی کراچی، فیڈرل بی ایریا اور حیدرآباد سے

آنے والی تمام گاڑیوں کو یونیورسٹی روڈ سے شارع فیصل سے ہو کر صدر اور ٹاور جانا پڑا جبکہ نارتھ ناظم آباد اور دیگر علاقوں کی گاڑیوں کو شیر شاہ اور گارڈن کی طرف سے ہو کر جانا پڑا۔ سولجر بازار میں ٹریفک چیونٹی کی طرح رینگ رہا تھا تمام گلیاں ٹریفک سے بھری پڑی تھیں خلاف معمول رات ایک بجے تک گھروں کو جانے والے لوگوں کا ہجوم صدر میں رہا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۶ فروری ۱۹۸۳)

پانچواں مطالبہ بھی تسلیم کیا جائے، دھرنا ختم کرنے کے لیے شیعوں کی شرط

کراچی ۵ فروری (اسٹاف رپورٹر) ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملک شاہد حامد نے آج رات ایک بجے حکومت سندھ کی جانب سے مطالبات تسلیم کئے جانے کی نقل شیعہ علماء ایکشن کمیٹی کے ارکان کو پہنچائی۔ جس پر شیعہ علماء رات گئے تک غور کر رہے تھے۔

علماء کا کہنا تھا کہ ان کا پانچواں مطالبہ بھی تسلیم کیا جائے۔ یہ مطالبہ آج پیش کیا گیا تھا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ نئی کراچی مین مسجد و امام بارگاہ میں آتشزدگی کے موقع پر جتنے بھی شیعہ حضرات کو گرفتار کیا گیا ہے انہیں رہا کیا جائے۔ حکومت کی جانب سے قائم کردہ امن کمیٹی نے نئی کراچی میں امام بارگاہ اور مسجد نذر آتش کئے جانے کے بعد پیدا شدہ صورتحال پر غور کیا۔ اور متفقہ طور پر پیش کردہ ۴ مطالبات کو منظور کرایا۔ مذکورہ تجویز پر صوبائی ہوم سکیرٹری، ارکان امن کمیٹی سید صفیر حسین جعفری، علامہ عباس حیدر عابدی، شیخ لیاقت حسین اور سیف الدین ولیکا نے دستخط کئے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۶ فروری ۱۹۸۳)

کراچی کی صورت حال کے بارے میں بی بی سی کی رپورٹ

لندن ۵ فروری (ریڈیو رپورٹ) کراچی کی صورتحال کے بارے میں بی بی سی نے آج رات بتایا کہ شیعہ فرقے کے مظاہرین اپنا مظاہرہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے شاہراہ کی ناکہ بندی کر رکھی ہے سندھ کی صوبائی حکومت کی کابینہ صورتحال پر غور کر رہی ہے اور شیعہ فرقے کے لیڈر حکام سے کسی گفت وشنید کیلئے تیار نہیں اس سے قبل بی بی سی نے بتایا تھا کہ حکام شیعہ فرقے کے مطالبات تسلیم کرنے پر تیار ہو گئے ہیں

اپنے نامہ نگار کی ایک رپورٹ کے حوالے سے بی بی سی نے بتایا کہ دس ہزار شیعہ افراد نے کراچی کے مرکزی علاقے میں ایک بڑی سڑک کو بند کر دیا ہے اور ان کے اطراف فسادات کی روک تھام کرنے والی پولیس کی بھاری جمعیت موجود تھی۔ اس ہجوم کی قیادت کرنے والے مذہبی رہنماؤں نے کہا تھا کہ اس وقت کوئی واپس نہیں جائے گا جب تک حکومت گذشتہ ہفتے کے واقعے کے خلاف قدم نہیں اٹھاتی۔

بالآخر کراچی کے حکام نے شیعہ مطالبات تسلیم کرنے پر رضامندی ظاہر کردی۔ ایک سرکاری بیان میں کہا گیا ہے کہ مسجد پر حملہ کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ نقصان کی تلافی کے لیے معاوضہ دیا جائے گا۔ مذہبی مقامات کے تحفظ کی ضمانت دی جائے گی اور شیعہ فرقے کو نیا قطعہ اراضی دیا جائے گا۔

سرکاری بیان میں کہا گیا ہے کہ شیعہ مذہبی رہنماؤں نے ہجوم کے مطالبات کے بارے میں حکام سے بات کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس کے بعد یہ فیصلے کئے گے۔ نامہ نگاروں کے مطابق دھرنا کے دوران بعض شیعہ رہنماؤں نے حکومت پر تلخ حملے کئے۔ شیعہ مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ ان کا احتجاج سنیوں کے خلاف نہیں بلکہ حکومت کی ناکامی کے خلاف ہے کہ وہ مسجد پر حملے کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھاسکی چنانچہ یہ حملہ ایک تصادم کی شکل اختیار کر گیا جس میں دونوں فرقوں کے سینکڑوں افراد ملوث ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۶ فروری ۱۹۸۳)

مسجد کی بے حرمتی اور قرآن سوزی پر احتجاج مولانا احترام الحق تھانوی کا بیان

کراچی ۵ فروری (پ ر) ممتاز عالم دین مولانا احترام الحق تھانوی نے آج ایک اخباری بیان میں حکام کی اس پالیسی کی شدید مذمت کی جس کے نتیجہ میں نیو کراچی میں مسجد اور قرآن سوزی کا شرمناک واقعہ پیش آیا۔ یہ دوسرا واقعہ ہے اگر اس قسم کے واقعات کی روک تھام محض لعنت وملامت اور مذمتوں سے ممکن ہوتی تو لعنت وملامت کا سلسلہ جواب بھی جاری ہے ڈھیٹ انتظامیہ کو اپنی انتظامی بدکرداری سے باز رکھنے کے لیے کافی تھا۔

لیکن جن مسلمانوں نے اس نکتہ کو پالیا ہے کہ موجودہ انتظامیہ صرف طاقت سے ہی تمام مسائل کو حل کرنے کی عادی ہو چکی ہے اور طاقت کی ہی زبان سمجھتی ہے انہوں نے اپنے جائز مطالبات طاقت سے منوانے کا عزم کرلیا ہے۔ ہم مسجد کی بے حرمتی اور قرآن سوزی کے اس ناقابل معافی شرمناک جرم کا ذمہ دار اس کرپٹ انتظامیہ کو سمجھتے ہیں۔ بعض ایجنٹ اس سنگین صورتحال سے بوکھلا کر شیعہ سنی اختلاف کا رنگ دینے کی سعی مذموم میں لگے ہوئے ہیں ہم مسلمانوں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ انتظامیہ کی ناپاک سازش کو ناکام بنادیں اور اپنا اتحاد برقرار رکھیں۔

قرآن سوزی اور مسجد کی بے حرمتی کے واقعہ پر احتجاج کرنا بلا امتیاز مکتب فکر ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے موجودہ حکمرانوں کی تمام دھاندلیاں برداشت کی جاسکتی ہیں لیکن مسلمانوں کی مساجد اور عبادت گاہوں کے ساتھ اس قسم دھاندلی حکومت کے لیے آخری دھاندلی ثابت ہو گی۔ قرآن کریم اور اپنی اپنی عبادت گاہوں کی حفاظت کا فریضہ اس طریقہ سے ادا کرنا ہوگا جس طرح ہندوستان میں مسلم اقلیت ہندو اکثریت سے اپنی عبادت گاہوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ ہم مسلمانوں کے مطالبات کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ اس راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

(روزنامہ امن کراچی ۶، فروری ۱۹۸۳)

سندھ کی کابینہ کا ہنگامی اجلاس، فسادیوں پر مارشل لا کے تحت مقدمہ چلے گا۔

کراچی ۵ فروری (اسٹاف رپورٹر) گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی نے فیصلہ کیا ہے کہ نئی کراچی میں قرآن اور مسجد کی بے حرمتی کے مجرموں کا مارشل لاء کی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ ایک سرکاری ہینڈ آؤٹ کے مطابق گورنر سندھ نے آج کراچی میں قرآن حکیم اور مسجد کی بے حرمتی کے نتیجہ میں ایک احتجاج سے پیدا ہونے والی صورتحال پر غور کرنے کے لیے کابینہ کے ایک ہنگامی اجلاس کی صدارت کی۔

اجلاس کے بعد مختلف فرقوں کے علماء کرام اور معتبر نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کابینہ کے اجلاس کے بعد گورنر نے اس کمیٹی کے اجلاس کی بھی صدارت کی۔ اس طویل اجلاس میں غور وخوض کے بعد کمیٹی نے اس سلسلے میں تمام مسائل اور مطالبات پر متفقہ فیصلے کیے جن پر فوری عملدرآمد کیا جارہا ہے۔

(روزنامہ امن کراچی ۶، فروری ۱۹۸۳)

قول معصوم

"اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحم کرو اگرچہ ایک گھونٹ پانی کے ساتھ ہی ہو" (حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام)

اداریہ

تدبر و تحمل کی ضرورت

گذشتہ ماہ اٹھائیس تاریخ کو نیو کراچی میں مبینہ طور پر قرآن مجید کو نذر آتش کرنے اور مسجد اور امام باڑے کی بے حرمتی کے واقعہ کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کرنے اور اس ضمن میں اپنے مطالبات منوانے کے لئے اہل تشیع کے اقدامات سے جو صورتحال پیدا ہوگئی ہے اس پر تمام فریقوں کو پورے سکون اور ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنا چاہیے۔ کمشنر کراچی کی طرف سے جاری کردہ پریس نوٹ کے مطابق پلاٹ نمبر ۶۰ سیکٹر ۱۱۔جی نیو کراچی میں امام بارگاہ شاہ کاظمین کی تعمیر کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال پر غور کرنے کے لیے ۷ جنوری کو فریقین کا جو اجلاس ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں ہوا تھا اس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ انجمن کو پلاٹ نمبر ۶۱ الاٹ کر دیا جائے تاکہ امام بارگاہ شاہ کاظمین کو وہاں منتقل کر دیا جائے اور حاضرین نے اس فیصلے کو تسلیم بھی کر لیا تھا۔

نیز یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ نئے پلاٹ کی الاٹمنٹ اور اس کا قبضہ دینے تک موجودہ صورتحال برقرار رہے گی۔ چنانچہ انجمن نے اسی روز ڈپٹی کمشنر کی معرفت کے ڈی اے کو پلاٹ کی الاٹمنٹ کی درخواست دے دی تھی۔ لیکن ابھی اس پر کاروائی جاری تھی کہ ۲۸ جنوری کا واقعہ پیش آگیا جس پر مقامی انتظامیہ نے شرپسندوں کے خلاف کاروائی کرتے ہوئے ۱۱۳ افراد کو گرفتار کر لیا۔

سرکاری پریس نوٹ کے مطابق حکومت کا موقف اس وقت یہ ہے کہ وہ مجرموں کو عبرتناک سزائیں دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ سابقہ فیصلے کے مطابق وہ انجمن کو نیا پلاٹ دینے کا ارادہ بھی رکھتی ہے ۲۸ جنوری کو جو نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ لگا کر معاوضہ بھی ادا کر دیا جائیگا۔ اور حکومت لوگوں کے جان و مال بالخصوص مذہبی مقامات کا تحفظ جاری رکھے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کل کے اقدام کے بعد حکومت جس طرح سنجیدگی سے اصلاح احوال کے لئے کوشاں ہے اس کے پیش نظر شاکی فریق کو بھی اپنے موقف میں کچھ نہ کچھ لچک کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ ہو جانا چاہیے۔ عملی زندگی میں جب بھی کوئی اختلاف، الجھن یا پیچیدگی پیدا ہو جائے تو اسے رفع کرنے کا طریقہ اس کے سوا کوئی نہیں ہوتا کہ بات چیت اور افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کیا جائے۔ کوئی بھی فریق خواہ وہ حکومت ہی کیوں نہ ہو اگر اپنے موقف پر سختی سے جم جائے اور دوسرے فریق کا موقف سننے اور اس پر بات چیت کرنے سے انکار کر دے تو اس سے معاملے کو سلجھانے کی امید ختم ہو جاتی ہے۔

اہل تشیع کی حب الوطنی اور امن پسندی مسلمہ ہے اور یقیناً ان کا مقصد بھی اپنی شکایت کا ازالہ کرنا ہے نہ کہ امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنا۔ اب جبکہ حکومت پوری مستعدی اور سنجیدگی سے اصلاح احوال اور ازالہ شکایت کیلئے کوشاں ہے۔ ہم احتجاج کرنے والے حضرات سے اپیل کریں گے کہ وہ مذاکرات کے دروازے بند نہ کریں۔ ارباب اختیار کا بھی فرض ہے کہ وہ تدبر و تحمل کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اس ناخوشگوار صورتحال کو سنبھالنے کی کوشش کریں۔ وطن عزیز کا امن اور سکون ہر بات پر مقدم ہے اور کسی بھی فریق کو کوئی ایسا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے جس کے ناخوشگوار اثرات ہو سکتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۶ فروری ۱۹۸۳)

صوبائی حکومت کی یقین دہانی پر فقہ جعفریہ کے پیروکاروں نے دھرنا ختم کردیا۔

دھرنے میں شریک افراد نے نماز شکرانہ ادا کی، ایم اے جناح روڈ پر ٹریفک بحال ہوگیا۔

کراچی ۶ فروری (اسٹاف رپورٹر) صوبائی حکومت کی یقین دہانی پر فقہ جعفریہ کے پیروکاروں نے آج صبح ۸ بجے اپنا دھرنا ختم کردیا۔ ہیئت ائمہ مساجد امامیہ کی ۸ رکنی مجلس عمل کی اپیل پر فقہ جعفریہ کے پیروکار گذشتہ جمعہ کو ایم اے جناح روڈ پر دھرنا دے کر بیٹھ گئے تھے تفصیلات کے مطابق کمشنر کراچی نے ان مطالبات کو تسلیم کرنے کے سلسلے میں تحریر مجلس عمل کے حوالے کی اس موقع پر صوبائی کابینہ کی طرف سے تشکیل دی جانے والی امن کمیٹی کے ارکان بھی وہاں موجود تھے۔

مطالبات تسلیم کیے جانے سے متعلق یہ تحریر ائمہ مساجد کی مجلس عمل کے ارکان حجت الاسلام مولانا سید علی شرف الدین، حجت الاسلام مولانا سید فاضل حسین شاہ، حجت الاسلام مولانا سید نذر الحسنین عابدی، حجت الاسلام مولانا فتح محمد بلال سماٹری، حجت الاسلام مولانا شیخ محمد حسن ترابی، حجت الاسلام مولانا مرزا یوسف حسین، حجت الاسلام مولانا مرزا صادق حسن اور مجلس عمل کے صدر مولانا محمد موسیٰ کے حوالے کی گئی۔

حکومت کی طرف سے موصول ہونے والی تحریر پر غور کرنے کے لئے ائمہ مساجد امامیہ کی مجلس عمل کا ایک اجلاس علی رضا امام بارگاہ میں منعقد ہوا اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں صورت حال کی تفصیلی جائزہ لیا گیا اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد مجلس عمل نے احتجاج ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد مجلس عمل کے ارکان جلسہ گاہ پہنچے اور انہوں نے وہاں موجود لوگوں کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا اور ان کی رائے معلوم کرنے کے بعد احتجاج ختم کرنے کا باقاعدہ اعلان کیا۔

جس کے بعد تمام لوگ علماء کرام کی معیت میں جلوس کی شکل میں دعائے وحدت پڑھتے ہوئے مخفل شاہ خراسان پہنچے اور نماز شکرانہ ادا کی۔ مجلس عمل کے ذرائع کے مطابق تمام مطالبات منظور کرنے کے سلسلے میں حکومت کی تحریری منظوری مجلس عمل کو وصول ہوگئی۔ احتجاج کا سلسلہ تقریباً ۴۴ گھنٹے جاری رہا جس کے نتیجہ میں ایم اے جناح روڈ سے گزرنے والا تمام ٹریفک معطل ہوگیا تھا اور یہ ٹریفک متبادل سڑکوں سے گزر رہا تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا تھا۔ احتجاج کے خاتمے کے اعلان کے فوراً بعد بلدیہ کراچی کے محکمہ صحت وصفائی کے عملے موقع پر پہنچ کر کام شروع کردیا اور وہاں موجود رکاوٹیں وغیرہ ہٹانے کے بعد سڑک ٹریفک کے لیے کھول دی ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۷ فروری ۱۹۸۳)

سانحہ نیو کراچی کے سلسلے میں فوجی عدالت قائم کردی گئی

کراچی ۶ فروری (پی پی آئی) گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی نے نیو کراچی سیکٹر ۱۱ جی میں قرآن مجید امام برگاہ اور ملحقہ مسجد اور نجی املاک کو نذر آتش کرنے کے ۲۸ جنوری کے واقعہ کے ذمہ دار افراد کے خلاف فوجی عدالت میں مقدمہ چلانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس مقصد کیلئے ایک فوجی عدالت قائم کردی گئی ہے۔ اور عدالت نے اپنی ابتدائی کارروائی شروع کردی ہے۔

۲۸ جنوری کے افسوس ناک واقعہ سے پیدا ہونے والی صورتحال کے ازالے کیلئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں ان میں ۷ اجنوری کو انجمن فدائیاں پنجتن اور گودھرا شیخ مسلم انجمن کے درمیان ہونے والے معاہدے پر عمل درآمد بھی شامل ہے جس کے تحت امام بارگاہ کاظمین کو اگلی نئی جگہ تبدیل کیا جائے گا اور مسجد سکینہ اسی مقام پر قایم رہے گی اور باقاعدہ الاٹمنٹ آرڈر بھی جاری کردیا جائے گا۔ ان دونوں کے الاٹمنٹ آرڈر کے ڈی اے کی طرف سے آج جاری کردیئے گے۔

متاثرین کو معاوضہ ادا کرنے کے پیش نظر متاثرہ املاک کے نقصان کی تشخیص کا کام مقامی انتظامیہ کی طرف سے ۳۰ جنوری سے شروع کر دیا گیا تھا۔ گورنر سندھ نے ہدایت کی ہے کہ یہ کام ۷ دن کے اندر مکمل کرایا جائے۔ مقامی انتظامیہ کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ وہ عبادت گاہوں کو تحفظ دینے کے سلسلے میں چوکس رہیں۔ یہ فیصلہ متعلقہ افراد نے بھی تسلیم کر لیا ہے جسکے نتیجے میں صورتحال معمول پر آ گئی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۷ فروری ۱۹۸۳)

سنی اور شیعہ علماء آپس میں بیٹھ کر ملت مُسلمہ کی یکجہتی کے معاملات حل کر لیں، علامہ عابدی

کراچی ۱۱ فروری (پ ر) ممتاز شیعہ عالم دین مسلم متحدہ محاذ کے چیئرمین جناب علامہ سید عباس حیدر عابدی نے نیو کراچی کے سانحے کے سلسلے میں ہونے موجودہ ہنگاموں جلسہ وجلوس اور اخباری بیانات پر گہری تشویش وافسوس کا اظہار کیا ہے علامہ عابدی نے کہا کہ پاکستان کی سلامتی و بقا مقدم ہے اور شیعہ وسنی بھائیوں کے درمیان مذہبی منافرت پھیلانے والے مسلمان نہیں ہو سکتے جن کو خدا اور رسولؐ سے محبت اور اسلام سے ہمدردی ہے وہ مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ اتحاد و یگانگت کو فوقیت واہمیت دیتے ہیں۔

علامہ صاحب نے کہا ہے کہ مسلم متحدہ محاذ کے چیئرمین کی حیثیت سے میں نے ہمیشہ مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ کی فضا سازگار کی ہے علامہ عابدی نے کہا کہ اکثر محترم سنی علماء کرام مثلاً پیر دیول شریف، پیر صاحب مانکی شریف، صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا محمد اصغر درس، مولانا شجاعت علی قادری، مولانا اقبال حسین، مولانا عبدالرحمٰن سلفی، مولانا محمد بنوری، مولانا اسعد تھانوی، مولانا امجد تھانوی اور مولانا ذکریا وغیرہ وہ حضرات ہیں جن سے میرے ذاتی تعلقات ہیں اور میں ان کا صدق دل سے احترام کرتا ہوں میں نے عزیز آباد، سندھی ہوٹل لیاقت آباد اور سوسائٹی کی مسجدوں اور مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کے معاملات کو خود اپنی ذاتی کوششوں سے حل کرایا ہے اور کبھی یہ نہیں سوچا کہ یہ مساجد کس فرقے سے متعلق ہیں۔

اس لئے کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہوتی ہیں جب عباس ٹاؤن بھکر گوٹھ میں ماہ رمضان کے دوران وہاں کی مسجدوں میں تاریکی تھی اور وہاں کی لائٹ منقطع کر دی گئی تھی تو ہمارے سنی بھائیوں کو تراویح ادا کرنے میں دشواری ہو رہی تھی میں نے گورنر سے کہہ کر فی الفور وہاں لائٹ کا سلسلہ جاری کروا دیا میرے نزدیک مسلمانوں کے معاملات میرے اپنے ذاتی معاملات ہیں اور میں اب بھی اپیل کرتا ہوں کہ عامۃ المسلمین میں اشتعال پھیلانے کی بجائے خاموشی وسنجیدگی سے ہر دو فرقوں کے علماء آپس میں بیٹھ کر ملت مسلمہ کی یکجہتی کے معاملات طے کر لیں یہ بات اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس وقت جبکہ یہودی اور عیسائی طاقتیں مسلمانوں کو لڑانے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔

علماء کرام کو خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں ملت کے اتحاد اور ملک کی سلامتی کے لئے بردباری، قربانی وایثار، صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے علامہ عابدی نے کہا کہ گورنر نے ساڑھے چار سال کے عرصے میں بہت سے معاملات کو جس خوش اسلوبی سے طے کیا ہے وہ ان کی دیانتداری اور منصفانہ مزاج کا ثبوت ہیں ان کے متعلق بے سروپا بیانات بے بنیاد ہیں۔ علامہ عابدی نے علماء کرام کو پیشکش بھی کی ہے کہ وہ اگر مناسب سمجھیں تو میں درمیان میں پڑ کر نیو کراچی کے مسئلے میں تصفیے کے لئے کوئی حل تلاش کرنے کی سعی کر سکتا ہوں انہوں نے کہا کہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں جو باہمی گفت وشنید سے طے نہ ہو سکے۔ علامہ سید عباس حیدر عابدی نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ خواہ وہ کسی مکتب فکر کے خطیب وعلماء ہوں ان پر سخت پابندی عائد کی جائے جو تقریر وتحریر کے ذریعے ملک میں مسلمانوں کے درمیان فساد پھیلانے کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں۔

(روزنامہ جنگ ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء)

فرقہ وارانہ کشیدگی کا سدباب کرنے کیلئے جسٹس محمود ٹریبونل کی رپورٹ پر عملدرآمد کیا جائے۔ مشتاق ریاضی

کراچی ۱۸ فروری (اسٹاف رپورٹر) تحریک نظام مصطفیٰ کے رہنما اور کالعدم جمعیت علماء پاکستان کی مساجد کمیٹی کے چیئرمین جناب مشتاق احمد ریاضی نے سندھ ہائی کورٹ کے سابق جج جناب جسٹس ڈاکٹر آئی محمود کی سربراہی میں تشکیل دیئے جانیوالے ٹریبونل کی رپورٹ کی اشاعت اور اس پر عملدرآمد کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اٹریبونل کی رپورٹ پر عملدرآمد سے صورتحال بڑی حد تک بہتر بنائی جاسکتی ہے۔ یاد رہے کہ ۱۹۷۸ء میں گلبہار کے علاقے میں ۸ محرم (ربیع الاول) کے جلوس میں دو گروہوں کے درمیان تصادم اور ۱۲ ربیع الاول کے جلوس کے دوران تصادم کی وجوہ معلوم کرنے، ان کی روک تھام کے اقدامات تجویز کرنے کے لئے حکومت نے جناب جسٹس ڈاکٹر آئی محمود کی سربراہی میں ایک ٹریبونل تشکیل دیا تھا۔

ٹریبونل نے چار ماہ تک سیکڑوں افراد کے بیانات قلمبند کئے اور اپنی رپورٹ صوبائی حکومت کو پیش کردی تھی۔ ٹریبونل کی کاروائی کے دوران اہل سنت کی پیروی جناب مشتاق احمد ریاضی نے کی جبکہ اہل تشیع کی جانب سے جناب جسٹس ریٹائرڈ سید اخلاق حسین اور جناب آفتاب قزلباش پیش ہوئے۔ حکومت سندھ کی جانب سے سابق ایڈوکیٹ جنرل سندھ جناب ظہور الحق پیش ہوئے جو آج کل وفاقی شریعت عدالت کے جج ہیں۔ تحقیقات مکمل کرنے کے بعد ٹریبونل نے چار سو صفحات پر مشتمل تفصیلی رپورٹ حکومت کو پیش کردی تھی تحقیقات کے دوران ٹریبونل کے سامنے یہ بات آئی ہے کہ صرف گلبہار کے علاقے میں سالانہ تقریباً ۶۵ جلوس برآمد ہوتے ہیں۔ ٹریبونل نے مختلف جلوسوں میں ہنگامہ آرائی روکنے کے لئے تجویز دی تھی کہ جلوس نکالنے کی اجازت نہ دی جائے اور شب بیداری اور دیگر اجتماعات میں لاؤڈ اسپیکر آرڈی نینس کی سختی سے پابندی کرائی جائے۔ اور اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ کسی اجتماع میں استعمال ہونے والے لاؤڈ اسپیکر نماز اور اذان میں مخل نہ ہوں۔

(روزنامہ حریت ۱۹ فروری ۱۹۸۳)

سانحہ نئی کراچی کا تحقیقاتی کمیشن اب موقع واردات پر تحقیقات کرے گا۔
بیان دینے کے خواہشمند حضرات کسی بھی کام کے دن پیش ہو سکتے ہیں،

کراچی ۱۹ فروری (اسٹاف رپورٹر) حکومت سندھ نے لیفٹننٹ کرنل سیف الدین کی سربراہی میں نئی کراچی کے واقعہ کی تحقیقات کیلئے جو کمیشن مقرر کیا ہے وہ اب کراچی کے سیکٹر ۱۱ جی میں اس مقام پر تحقیقات کرے گا جہاں واقعہ رونما ہوا ہے حکومت نے عام لوگوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اگر بیان دینے کے خواہش مند ہوں تو کسی بھی کام کے دن کمیشن کے سامنے پیش ہوں واضح رہے کہ یہ کمیشن حکومت سندھ نے ایک ہفتہ قبل قائم کیا تھا اس سے قبل کمیشن کو ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ویسٹ کے ہیڈ کوارٹرز میں بیٹھنے کی ہدایت کی تھی تاہم اب کمیشن گودھرا کالونی میں موقع پر ہی اپنی کارروائی کرے گا گودھرا کالونی کا سانحہ ۲۸ جنوری کو رونما ہوا تھا۔

(روزنامہ حریت ۲۰ فروری ۱۹۸۳)

مسجد سکینہ اور امام بارگاہ کاظمین کو سیل کر دیا گیا۔ سرکاری پریس نوٹ

کراچی ۲۰ فروری (اسٹاف رپورٹر) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ویسٹ کراچی نے نارتھ کراچی کے اس پلاٹ کو سیل کر دیا ہے جس پر مسجد سکینہ اور امام بارگاہ کاظمین واقع ہے۔ اس ضمن میں پیر اور منگل کی درمیانی شب دیر گئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کراچی نے ایک پریس نوٹ جاری کیا ہے

جس میں کہا گیا ہے کہ شمالی کراچی کے سیکٹر نمبر ۱۱ جی کے پلاٹ نمبر ایس ٹی نمبر ۶۰ کے ایک حصہ میں واقع مسجد کے سلسلے میں فرقہ وارانہ جھگڑے کی وجہ سے کشیدگی پائی جاتی ہے اور جس کی بنا پر امن عامہ اور سکون میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ متعلقہ مسجد کو سیل کر کے اس کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے اس سلسلہ میں ڈویژنل مجسٹریٹ نے اس پلاٹ کو قبضے میں لینے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں اور پولیس کو ہدایت کی ہے کہ وہ سختی سے اس حکم پر عمل درآمد کرے۔ (روزنامہ حریت کراچی ۲۱ فروری ۱۹۸۳)

فریقین کی باہمی رضامندی سے مسجد سکینہ کی جگہ ڈسپنسری کے قیام کا فیصلہ، انجمن فدائین پنجتن نے رضاکارانہ طور پر پلاٹ واپس کر دیا، تنازعہ خوش اسلوبی سے حل ہو گیا۔ حکومت سندھ کا ہینڈ آؤٹ کراچی ۲۱ فروری (اسٹاف رپورٹر) نئی کراچی میں مسجد کے تنازعہ کے حل کے بارے میں حکومت سندھ کی جانب سے جاری کئے جانے والے ہینڈ آؤٹ میں کہا گیا ہے کہ نیو کراچی میں پلاٹ نمبر ایس ٹی ۶۰ کے استعمال کے سوال پر پیدا ہونے والا تنازعہ خوش اسلوبی سے حل کر لیا گیا ہے۔ انجمن فدائیان پنجتن نے اسے مسجد کے لئے ناکافی سمجھتے ہوئے انتظامیہ کی اس یقین دہانی پر کہ یہ پلاٹ کسی مذہبی مقصد یعنی مسجد دارالعلوم، یتیم خانے، امام بارگاہ یا عیدگاہ کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ یہ پلاٹ رضاکارانہ طور پر کے ڈی اے کو واپس کر دیا۔ سواد اعظم اہلسنت کے نمائندوں نے انتظامیہ کو اس فیصلے کی پابندی کرنے کا یقین دلایا ہے۔

یاد رہے کہ متبادل پلاٹ کے طور پر پلاٹ نمبر ایس ٹی۔ ۶۱ پہلے ہی انجمن فدائیان پنجتن کو امام بارگاہ کی منتقلی کے لئے الاٹ کیا جا چکا ہے۔ کے ڈی اے کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ یہ پلاٹ فوراً انجمن کی تحویل میں دیدیا جائے۔ خالی پلاٹ پر رفاہی مقصد کے لئے باہمی مشورے سے حکومت نے اس پلاٹ پر ڈسپنسری قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سمجھوتے پر دونوں فریقوں کے نمائندوں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ انہوں نے حکومت کو فرقہ وارانہ امن و ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لئے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور تحریری طور پر یقین دلایا کہ اپنی کسی تقریر یا عمل سے ایسی کوئی بات نہیں کریں گے جس سے کسی فرقہ کی دل آزاری ہو۔

ہینڈ آؤٹ میں کہا گیا ہے کہ اہم مسئلے کے کامیابی سے حل ہو جانے کے بعد توقع ہے کہ ملت اسلامیہ کے تمام فرقے اور مکاتب فکر اپنے اختلافات ختم کر کے اسلام اور پاکستان کی عظمت اور سربلندی کے لئے متحد ہو کر کام کریں گے۔

اس سلسلے میں حکومت سندھ کے محکمہ اطلاعات کی طرف سے انجمن فدائیان پنجتن اور سواد اعظم اہل سنت کے رہنماؤں کے بیانات کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بھی فراہم کی گئی ہیں۔ جن کے مطابق انجمن فدائیان پنجتن کے صدر سید مسعود عالم رضوی اور سینئر نائب صدر مرزا تقی شوق نے ایک مشترکہ بیان میں بتایا ہے کہ چونکہ انتظامیہ نے جامع مسجد سکینہ نئی کراچی کے لئے صرف ساٹھ گز کا قطعہ اراضی کا الاٹ منٹ آرڈر دیا ہے جو قطعی ناکافی ہے اس لئے اس الاٹمنٹ آرڈر کو بطور احتجاج واپس کرتے ہیں اور انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ امام بارگاہ شاہ کاظمین کے الاٹ کئے جانے والے ایس ٹی ۶۱ کا فوری طور پر قبضہ دیا جائے بصورت دیگر اس کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔ اس سلسلے میں جلد ہی انجمن کی جانب سے ایک پریس کانفرس صورت حال کی وضاحت کے لئے طلب کی جا رہی ہے۔

انجمن فدائیان پنجتن کے عہدیداروں کے متفقہ فیصلے کے مطابق انہوں نے اقرار کیا ہے کہ

۱۔ جامع مسجد سکینہ کا ۶۰ گز کا الاٹمنٹ آرڈر جو ناکافی ہے بطور احتجاج واپس کرتے ہیں۔

۲۔ امام بارگاہ کاظمین کے الاٹمنٹ کے لیے جو پلاٹ ایس ٹی ۶۱ دیا گیا ہے اس کا قبضہ تمام تجاوزات سے پاک دیا جائے۔

۳۔ مسجد سکینہ کے سامنے جو شامیانہ لگا ہوا ہے اسے ۱۵ یوم کے اندر ہٹایا جائے۔

۴۔ پلاٹ ایس ٹی ۶۰ کسی بھی فرقے کو مذہبی یا رہائشی مقصد کیلئے اجازت نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کا الاٹمنٹ کسی اور مقصد کے لیئے دیا جائے گا۔ ہم انتظامیہ سے امید کرتے ہیں کہ ہمارے جذبات کے احترام کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ ہمارے ساتھ پورا تعاون ہوگا۔

سواد اعظم اہلسنت کی جانب سے جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا ہے کہ مسجد سکینہ کے پلاٹ ایس ٹی ۶۰ میں جو ۶۰ گز کا الاٹمنٹ انجمن فدائیان پنجتن نے واپس کیا اور پلاٹ کو حکومت کے حوالے کیا ہے تو ہم اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس کے بعد ایسا کوئی کام نہیں ہوگا جس سے اشتعال انگیزی ہو مثلاً اس سلسلے میں جشن فتح وغیرہ نہیں منایا جائے گا۔ تا کہ دوسرے فریق کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ اور مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ مذکورہ پلاٹ ایس ٹی ۶۰ جس کا انجمن فدائیان پنجتن نے الاٹمنٹ واپس کیا ہے میں مسجد نہیں بنائی جائے گی۔ نہ ہی کسی بھی فرقہ کے رہائشی یا مذہبی مقاصد کے لیے استعمال کی اجازت ہوگی۔ اور نہ ہی اس پلاٹ کا الاٹمنٹ کسی بھی مذہبی مقصد کا مثلاً مسجد و مدرسہ، دارالعلوم، یتیم خانہ، امام بارگاہ اور عیدگاہ کا قیام ہے۔ علاقے میں امن وامان کے قیام کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

(روزنامہ حریت کراچی ۲۲ فروری ۸۳ :

انچولی سوسائٹی میں فساد

یہ بستی فیڈرل بی ایریا میں سُپر ہائی وے کے قریب واقع ہے۔ اسکی بیشتر آبادی شیعہ ہے۔ یہاں شیعوں کی ایک مسجد مسجد خیر العمل کے نام سے بھی ہے اس کے سامنے ایک کھلا میدان ہے اور وہیں بھینسوں کا ایک چھوٹا سا باڑا ہے اور سامنے ہی سہراب گوٹھ کا چوراہا ہے جہاں پٹھانوں کا کاروبار ہے۔ قریب ہی ان کی بستی ہے۔ ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء جبکہ لالوکھیت میں ہنگامہ شروع ہو چکا تھا، سہراب گوٹھ کا علاقہ بھی افراتفری کا شکار تھا۔ مگر شروع میں مسئلہ کی نوعیت فرقہ وارانہ نہ تھی، وہاں مسئلہ یہ تھا کہ انتظامیہ ناجائز قابضین کو ہٹانا چاہتی تھی لہٰذا پولیس کی ان سے محاذ آرائی شروع ہوگئی، پٹھان حضرات کا ہجوم مسجد خیر العمل سے صاف نظر آ رہا تھا جہاں شیعہ جمع تھے۔ ہجوم کا رخ جب شیعوں کی طرف ہوتا تو ادھر سے پتھراؤ ہوتا۔ تقریباً چار بجے شیعوں نے محسوس کیا کہ پٹھان مسجد پر حملہ کی نیت سے بڑھ رہے ہیں لہٰذا انہوں نے پتھراؤ شروع کر دیا۔ اُدھر سے پٹھانوں نے فائرنگ شروع کر دی جس سے تین شیعہ، ساجد حسین، احسن رضوی اور امتیاز حسین جاں بحق ہو گئے۔

انچولی کے فساد کے سلسلہ میں ایک نکتہ نظر بھی ہے کہ دونوں فریق غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک دوسرے سے الجھے۔ اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ یہ پٹھان پولیس کی شیلنگ سے بچنے کے لئے بھاگتے ہوں اور شیعہ سمجھتے ہوں کہ وہ ان پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور جوابی پتھراؤ کو پٹھان یہ سمجھتے ہوں کہ یہ ہم پر کسی سمجھ کر پتھراؤ کر رہے ہیں اور یہی بات بڑھتے بڑھتے فائرنگ کی شکل اختیار کر گئی۔ بہر حال کچھ دیر بعد فوج کے آجانے سے یہ علاقہ پر امن ہو گیا اور بعد میں بھی فساد کی نوبت نہ آئی۔ یہاں نہ کسی کا مکان جلا اور نہ دوکان۔ اسی دن مسجد علی اور مسجد ولی العصر نیو کراچی پر بھی حملہ کیا گیا۔ رات گئے نیو کراچی، فیڈرل بی ایریا لیاقت آباد، ناظم آباد اور گولیمار کے علاقوں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔

مسجد و امام بارگاہ عابدیہ پر حملہ

مسجد اور امام بارگاہ فریئر روڈ پر اہل حدیث حضرات کی مسجد سے متصل واقع ہے۔ اس متنازع عبادت گاہ کا مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے ایف آئی آر نمبر ۹۲/۸۳ تھانہ آرٹلری میدان، کے مطابق اس عبادت گاہ پر حملہ کیا گیا، قرآن پاک اور امام بارگاہ کے تبرکات نذر آتش کئے

گئے۔ واضح رہے کہ یہ امام بارگاہ پر پہلا حملہ تھا۔

مجلس فاتحہ خوانی برائے شہداء انچولی

کرفیو کے دوران بتاریخ ۲۵ فروری شہدائے انچولی کی روح کو ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی ایک مجلس عزا امام بارگاہ شہدائے کربلا میں منعقد ہوئی، حالانکہ مجلس میں پانچ چھ ہزار کا مجمع تھا۔ مگر امن کی خاطر لاؤڈ اسپیکر استعمال نہیں کیا گیا۔ مجلس سے ہیئت ائمہ مساجد کے اسوقت کے صدر محمد موسیٰ صاحب نے خطاب کیا آپ قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر عوام کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔ دوران تقریر آپ نے فرمایا کہ ہم کُل پاکستان بنیاد پر رابطہ قائم کر رہے ہیں اور جب موثر طریقہ سے رابطہ قائم ہو جائیگا تو ہم ضرورت پڑنے کے وقت پورے پاکستان میں سڑکوں پر نکل آئینگے۔

آپ نے مزید اعلان فرمایا کہ ہمارے نوجوان بہت قیمتی ہیں۔ ہم ایک جان کا نذرانہ بھی اسوقت پیش کرینگے کہ جب یہ سمجھیں گے کہ اس سے کوئی بڑا مقصد حاصل ہوگا۔ مجموعی طور سے آپکی تقریر بڑی متاثر کرنے والی تھی۔

بعد ختم مجلس مجمع انتہائی پرسکون انداز سے منتشر ہوگیا۔ کرفیو کے باوجود نرمی کے وقفہ کے دوران اکا دکا وارداتیں ہوئیں۔ جس میں مصطفیٰ منزل لالوکھیت کی آتشزدگی بھی شامل ہے۔ خدا خدا کر کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد کرفیو مکمل طور سے اٹھالیا گیا اور وقتی طور سے امن قائم ہوگیا۔

مسجد و امام بارگاہ عابدیہ پر دوسرا حملہ

مورخہ مارچ ۱۹۸۳ء کو بعد نماز جمعہ، مسجد و امام بارگاہ عابدیہ فریئر روڈ پر حملہ کر کے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا اور پھر طاقت کے زور پر اس شیعہ عبادت گاہ کو متصل اہل حدیث مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ جسکی ایف آئی آر نمبر ۸۳/۸۳ تھانہ آرٹلری میدان میں درج کرادی گئی۔

(ص ۱۲۹۔۱۳۱ جلتی مسجدیں، علی اکبر شاہ)

مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں مجلس ترحیم

ایک مسجد اور ایک امام بارگاہ کی بے حرمتی پر شیعوں کی طرف سے ۴ فروری ۱۹۸۳ء کو انتہائی پرامن احتجاج کیا گیا۔ جس میں نہ ایک پتھر چلا اور نہ ایک قطرہ خون بہا۔ اس پر شیعوں کو اتنی بڑی سزا ملی کہ ان کی کئی مسجدیں اور کئی امام بارگاہیں نذر آتش کر دی گئیں۔ چنانچہ وہ بھی تخت ہیجانی کیفیت میں مبتلا تھے اور ہفتہ وار میٹنگیں کر رہے تھے۔ بعض جوشیلے نوجوان انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔ اسی کیفیت میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں ہیئت ائمہ مساجد امامیہ، بعض ماتمی انجمنوں کے ممبران اور آئی۔ ایس۔ او وغیرہ کے ارکان نے شرکت کی۔

فیصلہ ہوا کہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کو مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں شہداء انچولی کے لئے ایصال ثواب کی ایک مجلس کا اعلان کیا جائے۔ چنانچہ اس اجتماع کے لئے جنگ اخبار میں بھی اشتہار دیا گیا۔ اس انتہائی حساس جگہ پر اجتماع کے سلسلہ میں شیعہ لیڈروں کی بھاری اکثریت متفق نہیں تھی۔ آئی ایس او نے بھی بحیثیت جماعت شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر چند ائمہ مساجد اور ماتمی انجمنوں کے چند جوشیلے نوجوانوں کے اصرار پر یہ اجتماع ہوا اور تقریباً پانچ ہزار شیعیان علیؑ اکٹھا ہو گئے۔

سوا تین بجے کے قریب جلسہ کا آغاز ہوا۔ ابھی جناب مولانا رضی جعفر صاحب تقریر کر رہے تھے کہ امام بارگاہ کے باہر ہنگامہ ہو گیا۔ پہل کس طرف سے ہوئی۔ اسکا تعین کرنا مشکل ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ دونوں ہی فریق آمادہ فساد تھے۔ ہاں یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ جلسہ کے

منتظمین اور علمائے کرام کا قطعاً کسی انتقامی کاروائی کا ارادہ نہیں تھا اور جلسہ کی اکثریت کو بھی علم نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے کیونکہ یہاں کچھ بوڑھے لوگ بھی تھے اور بعض لوگ اپنے ساتھ کم عمر بچے بھی لائے تھے۔ اگر کسی انتقامی کاروائی کا باقاعدہ پروگرام ہوتا (جیسا کہ رنگ دیا جاتا رہا ہے) تو پھر نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

وہ تبرکات کہ جنہیں ہم آنکھوں سے لگاتے ہیں، پیروں کے نیچے روندھے گئے۔ اور اس امام بارگاہ کا در تو ''باب فاطمہ'' تھا اور یہ لفظ دروازے کے اوپر بڑے جلی حروف میں لکھا تھا، مگر اس طرف اٹھنے والے ہاتھوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ رسول کی چہیتی بیٹی کا نام ہے۔ اس جذباتی فضا میں دونوں فریق آمنے سامنے تھے سنی ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل آئے تھے اور امام بارگاہ کے چاروں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کھڑے ہوئے تھے۔ ادھر ہزاروں شیعوں کا مجمع (چند سوافراد کو چھوڑ کر جو لالوکھیت کے رہنے والے تھے) شہر کے مختلف حصوں سے آ کر جمع ہوا تھا۔

جب صورت حال یہ ہو تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ پہلا پتھر کدھر سے آیا۔ فساد تو ناگریز تھا۔ پھر بھی لوگوں کا یہ بیان قابل ذکر ہے کہ کچھ افراد ویگنوں، سوزوکیوں وغیرہ میں کالی پٹیاں باندھے ہوئے اترے اور نعرہ حیدری لگا کر سنی مجمع پر حملہ کر دیا اور دوسرا یہ بیان کہ کچھ لوگ سنیوں کو لبطور خاص سوزوکیوں میں گودھرا سے لائے تھے۔

بہر حال جب فساد شروع ہو گیا تو دس نمبر کے چوراہے سے لیکر نیرنگ سینما کی طرف خاصے بڑے حصہ پر تقریباً ایک ہزار شیعہ چاروں طرف پتھروں کے تبادلے میں مصروف تھے۔ پولیس کبھی شیعوں کی طرف شیلنگ کرتی کبھی سنیوں کی طرف۔ کچھ دیر کے بعد اشک آور گیس کے شیل امام بارگاہ کے اندر بھی گرنے لگے۔ اندر سے علماء کرام بار بار بڑے بڑے واسطے دے کر اور بڑے دردمندانہ لہجے میں شیعوں سے اپیل کر رہے تھے کہ وہ امام بارگاہ کے اندر آ جائیں۔ اس اپیل کا کافی دیر بعد اثر ہوا۔ تقریباً ساڑھے پانچ یا پونے چھ بجے لوگ اندر آ گئے۔ امام بارگاہ کا پھاٹک بند کر دیا گیا۔ کچھ دیر بعد لوگوں کو محسوس ہوا کہ وہ محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔

ایک اطلاع کے مطابق امام بارگاہ کی چھت سے فائرنگ بھی ہوتی رہی۔ اسکو جھٹلانے کی نہ تو گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ ہزاروں افراد انتہائی جذباتی کیفیت میں ایسی جگہ پر اجتماع کرنے کے لئے پہنچیں جہاں پر ہزاروں افراد کے استقبال کی توقع ہو تو ایسی صورت میں چند افراد کا مسلح ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ہاں یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ سنی حضرات سے انتقام لینے کی باقاعدہ منصوبہ بندی جلسہ کی انتظامیہ یا کسی اور آرگنائزیشن کی طرف سے نہیں کی گئی۔ جسکا واضح ثبوت یہ ہے کہ جلسہ کی اکثریت امام بارگاہ کے اندر تھی اور پرامن تھی۔ اور جو باہر تھے علماء انہیں بار بار اندر آ جانے کی تلقین واسطے دلا دلا کر کر رہے تھے اور پھر یہ کہ ہجوم تقریباً دو گھنٹہ تک امام بارگاہ کے باہر سڑک کے ایک بڑے حصہ پر قابض رہا مگر کسی سنی کی ایک دوکان نہیں جلائی۔ جبکہ پوری مارکیٹ نذر آتش کی جا سکتی تھی۔ مگر جب شیعہ امام بارگاہ کے اندر چلے گئے تو ان کی گاڑیوں اور امام بارگاہ کی دوکانوں کو نذر آتش کیا گیا۔ پیچھے گلی میں فوم کی دوکانوں سے فوم نکال نکال کر جلتے ہوئے گولوں کی شکل میں امام بارگاہ کے اندر پھینکے گئے۔

امام بارگاہ کا پھاٹک بند ہوتے ہی اندر موجود افراد محصور ہو کر رہ گئے۔ کچھ دیر تک سنی عوام گھیرے رہے۔ بعد میں پولیس نے محاصرہ کر لیا۔ ۲۰ علماء کرام اور تقریباً ۵۰۰۷ مومنین محصور تھے اور خطرہ تھا کہ صبح ہوتے ہی سنی عوام پھر اکٹھا ہو جائیں گے اور شاید خونریزی ہو گی۔ ادھر یہ افراد محصور تھے ادھر پوری قوم فکرمند تھی۔ ہیئت ائمہ مساجد کی پوری ۸ رکنی ایکشن کمیٹی اندر پھنسی ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ بھی چند ائمہ مساجد اندر ہی تھے۔

مولانا رضی جعفر صاحب قبلہ کسی نہ کسی صورت سے امام بارگاہ کا پھاٹک بند ہونے سے پہلے باہر آجانے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ چنانچہ آپ مولانا محسن صاحب قبلہ کے ہاں پہنچ گئے اور صلاح مشورے شروع ہوگئے۔ اب سب کی نگاہیں ان ہی خطیب حضرات کی طرف تھیں کہ ائمہ مساجد جنکے شدید مخالف تھے۔ مگر اب وقت ان باتوں کا نہ تھا، قوم کے تحفظ اور وقار کا سوال سب کے سامنے تھا۔ لہٰذا مولانا طالب جوہری صاحب اور خاص طور سے علامہ عباس حیدر عابدی صاحب نے محصورین کو نکالنے کی کوششیں شروع کردیں۔ حکام کا مطالبہ تھا کہ فائر کرنے والے افراد کو ان کے حوالے کردیا جائے تو باقی افراد کو جانے دیا جائیگا۔ مگر یہ ناممکن تھا، بالآخر یہ طے پایا کہ تمام افراد کی تلاشی لے کر چھوڑا جائے جسکے پاس سے غیر قانونی اسلحہ نکلے صرف اسے گرفتار کیا جائے۔

علماء کو صبح تک امام بارگاہ میں رکھا جائے گا اور پھر جانے دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ ان تمام امور کو طے کرانے میں علامہ عباس حیدر عابدی صاحب پیش پیش تھے۔ آپ ہی کی کوشش سے بسوں کا انتظام کیا گیا۔ اور صبح چار بجے سے ایک ایک فرد کی تلاشی لے کر بسوں میں بٹھایا گیا اور یہ سلسلہ صبح چھ بجے تک جاری رہا۔ تلاشی کے دوران کسی کے پاس سے کوئی قابل اعتراض شے برآمد نہیں ہوئی۔ مگر پولیس نے جسکو چاہا الگ بٹھا دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب گرفتار ہیں جنکی تعداد ایک سو سے کچھ اوپر تھی خلاف وعدہ علماء ایکشن کمیٹی سمیت تمام علماء کو بھی گرفتار کرلیا گیا جن کی تعداد تقریباً بیس تھی۔

۱۹ مارچ ۱۹۸۳ کی صبح، شیعوں کے لئے قیامت کی صبح تھی جو اب تک نہیں ہوا تھا وہ اب ہونا شروع ہوا۔ اب عبادت گاہوں کے ساتھ گھر بھی جلائے جانے لگے۔ پولیس مین روڈ پر تھی اور اندر بستی میں بستی ہی والے اپنے پڑوسیوں کے گھر جلا اور جلوا رہے تھے۔ یہ کام سو فیصد مقامی لوگوں کا تھا۔

سنا ہے اس فساد میں، پڑوسیوں کا ہاتھ ہے
ہماری آستین میں، دشمنوں کا ہاتھ ہے

(حمایت علی شاعر)

یہ ممکن نہیں کہ صبح سے شام تک مسلسل دو دن تک باہر کے لوگ کسی بستی کے گھر جلاتے رہیں اور پھر دو دن قیام فرما کر اطمینان سے واپس چلے جائیں۔ ہاں بعض صورتوں میں ایسا ہوا کہ جس گلی کا گھر جلایا جارہا ہو۔ جلانے والوں میں قریب کی گلیوں کا کوئی آدمی نہ ہو اور پھر یہی صورت آخری راؤنڈ میں ہوئی کہ تین دن تک گھر جلائے جاتے رہے۔ کیا پھر تین دن کے لئے لوگ باہر سے مہمان آگئے تھے اور پھر یہ قابل غور بات ہے کہ ان مہمانوں کے لئے کس نے نشان دہی کی کہ یہ گھر شیعہ کا ہے اور یہ دوکان شیعہ کی۔

ہم نے جو مناظر دیکھے وہ یہ تھے کہ ۱۹ مارچ کو بڑے ابتدائی ہجوموں کے بعد چھوٹے چھوٹے ہجوم آگ لگاتے پھر رہے تھے اور لوگ اپنے اپنے دروازوں کے آگے کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اور بعض تفریح لے رہے تھے۔ ہمیں اس کا بھی اقرار ہے کہ چند شریف آدمیوں نے (جن میں مشہور قوال حاجی غلام فرید صابری صاحب بھی شامل ہیں) شیعوں کے گھروں کو بچانے کی کوشش کی۔ دوسری یاد رکھنے والی بات یہ ہے صرف لیاقت آباد میں ۱۸۸ گھر اور ۳۴ دکانیں جلائی گئیں۔ وہ امام بارگاہ کہ جو حکومت کی تحویل میں تھی اسطرح برباد کی گئی کہ ہر دیکھنے والے نے کہا کہ یہ کام کئی گھنٹوں کی فرصت کا ہے سوال یہ ہے کہ اتنی فرصت کیوں دی گئی اسلامی حکومت کے دعوٰی داروں نے ہندوستان کے ہندو مسلم فسادات کی یاد کیوں تازہ کردی کہ پولیس تماشہ دیکھ رہی ہے اور مسلمانوں کے گھر جل رہے ہیں۔

سواد اعظم (نام نہاد) نے ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء کیلئے ہڑتال کی اپیل کردی مگر ہڑتال پر کسی نے کان نہ دھرا۔ حسب معمول دوکانیں کھلنا شروع ہوگئیں، ٹریفک بھی معمول کے مطابق جاری تھا کہ کچھ لفنگے نمودار ہوئے اور انہوں نے ٹائر جلا کر ٹریفک روکنا شروع کردیا۔ بسوں اور کھلی دوکانوں پر پتھراؤ شروع کردیا، اب ٹریفک کے بجائے لالوکھیت کی لمبی چوڑی سڑک پر لوگوں کی ٹولیاں نظر آنے لگیں، ان میں بیشتر تماشابین تھے۔

آج شیعوں کی دوکانوں کے علاوہ بینک بھی جلائے گئے اور بعض سنیوں کی دوکانیں بھی لپیٹ میں آگئیں۔ مسجد اثناء عشری پر آج پھر حملہ ہوا۔ آج کے حملہ میں بلوائی مسجد کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے اور مسجد کے مصلوں میں آگ لگادی۔ یہاں پولیس کو گولی چلانا پڑی۔ مرکزی امام بارگاہ کے گیٹ کو آگ لگادی گئی اور کچھ لوگوں نے اندر داخل ہوکر توڑ پھوڑ کی۔ مگر فوراً ہی پولیس نے فسادیوں کو وہاں سے بھگادیا۔ ایف آئی آر نمبر ۱۰۲/۸۳ کے مطابق مرکزی امام بارگاہ پر پہلا حملہ صبح دس بجے ہوا اور ایف آئی آر نمبر ۱۰۳/۸۳ کے مطابق دوسرا حملہ دو بجے دن میں ہوا۔

سی ایریا کی امام بارگاہ محفوظ رہی مگر اس لئے کہ وہاں اس کے جاں نثار موجود تھے، مٹھی بھر نوجوان جن کے گھر امام بارگاہ کے آس پاس تھے مستقل ڈٹے رہے۔ باربار کے حملے کو روکتے رہے۔ چنانچہ یہ امام بارگاہ اور مسجد بے حرمتی سے بچی رہی۔

اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے ۲۰ مارچ ۱۹۸۳ء کو مولانا محمد محسن صاحب قبلہ کے ہاں ایک میٹنگ ہوئی اور صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے ''شیعہ کونسل'' تشکیل دی گئی۔ کونسل کے چند ممبران کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا ابن حسن صاحب نجفی، مولانا عابد الشمر صاحب، مولانا محمد محسن صاحب، مولانا طالب جوہری صاحب، مولانا عباس کمیلی صاحب، پروفیسر علی رضا شاہ صاحب، جناب آفتاب عالم قزلباش (ایڈوکیٹ) اور جناب مظہر تقی رضوی صاحب۔ اس کونسل نے بحالی امن کی کوششیں کیں۔ اسکے ممبران نے گورنر سندھ سے ملاقات کی۔ گورنر نے پولیس فورس بڑھانے کا وعدہ کیا چنانچہ متاثرہ علاقہ میں پولیس فورس کی نفری بڑھادی گئی اور کرفیو لگادیا گیا۔ وقتی طور سے امن وامان قائم ہوگیا۔

گولیمار کے حالات

گولیمار کا علاقہ خلاف توقع (لیاقت آباد کے مقابلے میں) پرامن رہا۔ گھر جلانے کے اِکا دُکا واقعات ہوئے اور ایک بزرگ استاد جناب منظور حسین کو بھرے بازار میں چھرا گھونپ دیا گیا۔ آپ گھر سے دودھ لینے نکلے تھے مگر واپس گھر جانا نصیب نہیں ہوا۔ ہسپتال لے جائے گئے جہاں دم توڑ دیا۔

(ص ۱۳۵۔۱۴۱ جلتی مسجدیں، علی اکبر شاہ)

ڈیفنس سوسائٹی کا اجتماع۔ اپریل کا ہنگامہ

تقریباً پندرہ دن کے سکون کے بعد ۱۱ اپریل ۱۹۸۳ء کی رات کو سی ایریا لیاقت آباد میں فسادات کا نیا سلسلہ شروع ہوگیا، اس سلسلہ فساد میں اتنے گھر جلے کہ پچھلے فسادات ماند پڑ گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان فسادات کی ابتداء کسی غلط فہمی سے ہوئی۔ اس سلسلہ میں مختلف حکایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان سب میں مشترک بنیادی نکتہ یہی ہے کہ سنیوں کی آپس کی لڑائی میں ایک قتل ہوگیا۔ اور چرچا یہ ہوگیا کہ کسی شیعہ نے قتل کردیا ہے اور پھر صبح ہوتے ہوتے جتنے منہ اتنی باتیں۔ پورے لالوکھیت میں یہ بات پھیل گئی۔ قتل کی یہ داستان ہر شخص اپنے اپنے رنگ میں سنا رہا تھا۔ ان رنگ آمیزیوں کے ساتھ ساتھ مقتولین کی تعداد میں بھی اضافہ کیا جانے لگا۔ یہاں تک کہ چھ کی تعداد بھی سننے میں آئی۔ اس غلط فہمی کے بارے میں

دوسرے دن حکومت کی جانب سے ایک پریس نوٹ بھی آ گیا مگر اس پریس نوٹ نے سنی حضرات کے جذبات ٹھنڈے کرنے میں کوئی مدد نہیں کی۔

وہ گھر جنکے جلنے کا سلسلہ ۱۱ اپریل کی رات سے شروع ہوا تھا ۱۳ اپریل تک جلتے رہے۔ اس بلّے میں سوائے سی ایریا کی مسجد اور امام بارگاہ امامیہ کے لیاقت آباد نہ کوئی مسجد آگ سے بچی اور نہ کوئی امام بارگاہ۔ ۱۲ اپریل کو مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں بری طرح سے تباہی مچائی گئی جبکہ یہ امام بارگاہ ۱۸ مارچ 1983ء کے فساد کے بعد سے باضابطہ طور پر حکومت کی حفاظتی تحویل میں تھی۔ یہ تباہی ایسی تھی کہ راہ چلتا آدمی بھی اچھی طرح سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ تباہ کاروں کو کئی گھنٹے کی کھلی چھٹی دی گئی۔ امام بارگاہ کا آہنی پھاٹک آگ لگا کر گرا دیا گیا تھا۔ امام بارگاہ کی بیرونی چار دیواری کے پیچھے گن چلا چلا کر توڑے گئے تھے، اندر امام بارگاہ اور مسجد میں بھی تباہی مچائی گئی تھی۔ مسجد اور امام بارگاہ کا سارا سامان لوٹ لیا گیا تھا یا نذرِ آتش کر دیا گیا تھا۔ امام بارگاہ کے کتب خانہ کو بھی آگ لگا دی گئی تھی (جس کا افتتاح مولانا منتخب الحق صاحب سابق ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگز کراچی یونیورسٹی نے ۱۱ جولائی 1976 کو کیا تھا) یہ سب کچھ ہوتا رہا مگر پولیس کا کہیں پتہ نہ تھا اور اسی طرح سے مین روڈ لیاقت آباد پر واقع ''مسجد اثناعشری'' اس طرح سے جلائی گئی کہ ہر گزرنے والے کی نگاہ کا مرکز بن جاتی۔

ہم نے یہ نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ۱۲ اپریل کو رات تقریباً ۲/۱ ۸ بجے تھے۔ مین روڈ پر ہلکا ٹریفک چلنے لگا تھا۔ کہیں کہیں پولیس کے ٹرک کھڑے نظر آ رہے تھے۔ دس نمبر کے چوراہے پر ایک ٹرک اور ایک جیپ فوج کی کھڑی تھی۔ ہم سمجھے کہ چلو معاملہ ختم ہو گیا مگر جب ہم چار نمبر لیاقت آباد کے اندر داخل ہوئے تو ہم نے دور سے دیکھا کہ دو گلیوں سے شعلے نکل رہے ہیں۔ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ادھر سے اُدھر پھر رہی ہیں اور کچھ لوگ گلیوں میں سڑکیں توڑ کر رکاوٹیں بنا رہے ہیں۔

انتظامیہ کا یہ طرز عمل کیوں تھا ہمیں نہیں معلوم۔ حالانکہ اس سے پہلے ۲۱ فروری ۱۹۸۳ء اور ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کے سلسلہ ہائے فسادات میں انتظامیہ کا طرز عمل اس قدر افسوس ناک نہ تھا۔ انتظامیہ کے اس طرز عمل پر ہر شخص حیران اور شیعہ بے چین تھے۔ ۱۳ اپریل ۱۹۸۳ کو ڈیفنس سوسائٹی کی امام بارگاہ میں جلسہ ہونے کی اطلاع ملی۔ لوگ گیارہ بجے دن سے وہاں اکٹھا ہونا شروع ہو گئے اور تقریباً ۳ بجے تک دو ہزار افراد کا مجمع اکٹھا ہو گیا بغیر کسی پبلسٹی کے دور دراز علاقہ میں اتنا مجمع اکٹھا ہو جانا قوم کے شدید جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے علماء خطبا بھی جمع ہو گئے۔ یہاں جو ممتاز شخصیتیں جمع ہوئیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ مولانا علی مدد صاحب (ہیئت ائمہ مساجد) مولانا عباس کمیلی صاحب، مولانا عباس حیدر صاحب عابدی، علامہ عرفان حیدر صاحب عابدی، پروفیسر علی شاہ صاحب نقوی، صغیر حسین صاحب جعفری ایڈوکیٹ اور جناب محمد حسین دھانجی۔

عوام جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی انتہائی جذباتی ہو رہے تھے۔ جب جلسہ شروع ہوا اور تقریروں نے ذرا طول کھینچا تو مجمع مشتعل ہونے لگا ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ ہمیں تقریریں نہیں فیصلہ چاہیے۔ ہم کٹنے مرنے کو تیار ہیں، ہم انتقام لیں گے۔ جب مجمع تقریباً بے قابو ہو گیا اور مقررین کو بات کرنا دشوار ہو گیا تو صدر جلسہ مولانا علی مدد صاحب کھڑے ہوئے مگر مجمع کا وہی انداز رہا تو دو تین منٹ تک دو تین افراد میں کچھ کھسر پسر ہوئی اور پھر مولانا علی مدد صاحب کے کان میں کچھ کہا گیا چند لمحوں بعد علی مدد صاحب نے اعلان کر دیا کہ پرسوں ۱۵ اپریل مارٹن روڈ کی امام بارگاہ میں بعد نماز جمعہ جلسہ ہو گا۔

غالباً آخری تقریر علامہ عرفان حیدر صاحب کی تھی۔ آپ نے انتہائی جوشیلی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ پرسوں کے جلسہ میں ہمیں کم از کم

ایک لاکھ آدمی چاہیے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر جلسہ کے التواء کا اعلان ہم سے منسوب کر کے بھی کیا جائے تو آپ یقین نہ کیجئے گا۔ اس کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ لوگ خوش اور مطمئن تھے کہ اب کچھ کرنے کا وقت آ گیا۔ اس اطمینان کی خاص وجہ یہ تھی کہ جلسہ گاہ میں پرزور الفاظ کے ساتھ یقین دلایا گیا تھا کہ اب صاحبان محراب و منبر میں اتحاد قائم ہو چکا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ بات خیال و خواب ثابت ہوئی۔

سانحہ جامع مسجد و امام بارگاہ شاہِ نجف مارٹن روڈ

۱۴ اپریل ۱۹۸۳ کو امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کی چھت پر ایک بم پھٹا۔ جس میں ایک نوجوان زخمی ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بم بنا رہا تھا۔ چنانچہ زخمی نوجوان اور دوسرے سات افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ مارشل لاء کورٹ سے قید اور کوڑوں کی سزا ہوئی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد زخمی نوجوان کو چھوڑ کر باقی افراد کی سزا معاف کر دی گئی۔

اُدھر امام بارگاہ ڈیفنس سوسائٹی کے جلسہ کے بعد خطباء جلسہ اور حکام بالا کے درمیان سلسلہ جنبانی شروع ہو گئی۔ چنانچہ دوسرے دن یعنی ۱۴ اپریل کو گورنر سے ان خطباء کی ملاقات ہوئی۔ ابھی ملاقات کا سلسلہ جاری تھا کہ امام بارگاہ میں بم پھٹنے کی اطلاع آئی اور تمام خطباء کے چہرے اتر گئے۔

رات ہوتے یہ خبریں پھیلنا شروع ہو گئیں کہ کل کا ہونے والا جلسہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی ہزاروں افراد کو یقین نہیں آیا اور وہ جلسہ کے وقت پر مارٹن روڈ پہنچنا شروع ہو گئے۔ وہاں کی حالت یہ تھی کہ پولیس نے ہر اُس راستہ کو بلاک کر دیا تھا کہ جو امام بارگاہ تک پہنچتا تھا۔ اندر بستی کی گلیوں میں فوج اور پولیس کا پہرہ اس طرح لگایا گیا تھا کہ امام بارگاہ کے دروازے تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ لوگ سینکڑوں کی تعداد میں کوارٹروں کی گلیوں میں امام بارگاہ کے چاروں طرف منڈلاتے رہے۔

چند سو جوانوں کا ہجوم ماتم کرتا ہوا امام بارگاہ کے دروازے تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ مولانا علی مدد صاحب، علامہ عباس حیدر عابدی، علامہ عرفان حیدر عابدی اور جناب صغیر حسین جعفری (ایڈوکیٹ) وہاں موجود تھے کہ مجمع کو سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیں گے مگر وہاں کوئی کسی کی سننے کو تیار نہ تھا۔ عجب افراتفری کے عالم میں کسی نے ایک ڈی ایس پی کو چاقو مار کر زخمی کر دیا۔ دو تین اور افسروں کے چوٹیں آئیں۔ بہر حال جب صورت حال قابو میں نہیں آئی تو ہجوم پر شیلنگ کرادی گئی۔ شر پسند بھاگ گئے۔ تقریباً تین سو افراد امام بارگاہ میں داخل ہو گئے اور نماز جمعہ (ظہرین) ادا کی۔ نماز کے بعد ان تمام افراد کو گرفتار کر کے مختلف تھانوں میں بھیج دیا گیا۔

امام بارگاہ کے باہر کا حال یہ تھا کہ کچھ لوگ قرب و جوار کی گلیوں میں منڈلا رہے تھے اور کچھ جہانگیر روڈ پر کھڑے تھے۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد محفل شاہ خراسان پہنچ چکی تھی جہاں چاروں طرف فوج اور پولیس کا پہرہ تھا۔ عام لوگ افسردگی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نوجوان ادھر سے اُدھر مشتعل پھر رہے تھے۔ جنکا کوئی والی وارث نہیں تھا۔ ہاں کچھ نوجوانوں کے منہ سے یہ ضرور سنا کہ علامہ عباس کمیلی صاحب آئے تھے اور پھر آنے کا کہہ گئے ہیں۔ مگر وہ اسوقت وہاں پہنچے جب چاروں طرف دھواں ہی دھواں تھا۔

قائداعظم کے مزار کے سامنے جہاں سے راستہ امام بارگاہ کو جاتا ہے وہاں فوج اور پولیس متعین تھی، تقریباً ڈیڑھ سو فٹ کے فاصلہ سے ایک رسی باندھ دی گئی تھی اور اسی کے اندر ہجوم تھوڑی تھوڑی دیر بعد فلک شگاف نعرے لگا رہا تھا۔ یہ سلسلہ تقریباً ۶ بجے شام تک جاری رہا۔

یکا یک ایک نوجوان ایک چھوٹا سا علم سجائے اسی رسی کی طرف جاتا نظر آیا۔ پھر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے رسی کے قریب ماتم ہوتا رہا۔

اچانک تقریباً سو نوجوان ماتم کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اور فوج و پولیس کے قریب پہنچ گئے تو شیلنگ کرا دی گئی۔ پھر چاروں طرف سے شیلنگ شروع ہو گئی۔ تقریباً پچھتر افراد گرفتار کر لئے گئے۔ مارٹن روڈ اور خراسان کے گرفتار شدگان میں سے بہت سے افراد مختلف وجوہ کی بنا پر مقدمہ چلائے بغیر چھوڑ دیے گئے۔ مگر پھر بھی سینکڑوں افراد کو سمری ملٹری کورٹ سے دس دس کوڑوں اور ایک ایک سال قید کی سزا ہو گئی۔ یہ سب کچھ دو دن کے اندر ہو گیا۔ دو دن پہلے لیاقت آباد کے چالیس سینوں کو کوڑے لگ چکے تھے۔ ایک ایک سال کی سزا ہو چکی تھی لیکن اب سب کی سزائیں بھی معاف ہو چکی ہیں۔

(ص ۱۳۵۔۱۳۸ جلتی مسجدیں، علی اکبر شاہ)

اقوال معصومین

"ضرورت مندوں کا تمہاری طرف رجوع کرنا، اللہ کی اُن نعمتوں میں سے ہے، جن سے اُس نے تمہیں نوازا ہے۔ تم ان نعمتوں سے اُکتا نہ جانا ورنہ ان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے"

(حضرت امام حسین علیہ السلام)

"اپنے نفس کے بارے میں سوچو کیوں کہ تمہارے علاوہ اور اس کے متعلق نہیں سوچے گا۔ اور اپنے نفس کا اتنا حساب لو اور اتنی پوچھ گچھ کرو، جتنا ایک ذمے دار اور فرض شناس آدمی اس سے حساب لے گا"

(حضرت امام زین العابدین علیہ السلام)

"صلۂ رحم اعمال کو پاکیزہ، اموال کو زیادہ، بلاؤں کو دُور حساب کو آسان اور موت میں تاخیر ڈالتا ہے"

(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام)

"جو مومن اپنے کسی برادر مومن کی نصرت پر قادر ہو اور وہ اُس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی آخرت میں مدد کرے گا اور جو نصرت پر قدرت و اقتدار کے باوجود پہلو تہی کرے تو اللہ اُسے دنیا و آخرت میں اپنی نصرت سے محروم کردے گا"

(حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام)

جداگانہ دینیات پر
مولانا مفتی محمد شیفع صاحب
مرحوم کی رائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنی وشیعہ تعلیم دینیات کے معاملہ میں میری قدیم سے یہ رائے ہے کہ شیعی حدیث وفقہ چونکہ سنی حدیث وفقہ بہت زیادہ مختلف ہے۔ ان کی تعلیم میں اگر صرف اس قدر مشترک پر اکتفا کیا جائے جو دونوں مذہبوں میں متفق علیہ ہیں تو دینی ضروریات کے بہت بڑے حصہ سے دونوں جماعتوں کے طلباء محروم ہو جائیں گے اور عملی طور پر وہ تعلیم بالکل ناکافی ہوگی۔ اگر اختلافی مسائل کو بصورت اختلاف پڑھایا جائے تو طلباء کے ذہن کو مشوش کرنا اور اختلاف کی بنیاد ڈالنا ہے۔

اس لئے صحیح صورت میرے نزدیک یہی ہے کہ شیعہ حدیث وفقہ باقاعدہ مدون بھی ہیں اس کو علیحدہ پڑھایا جائے اور امتحان کے پرچے بھی الگ الگ ہوں۔ میں نے کراچی یونیورسٹی میں نصاب کمیٹی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اس رائے کا اظہار بھی بار بار کیا اور اب کراچی یونیورسٹی میں اس کے مطابق دونوں نصاب علیحدہ کر بھی دیئے گئے ہیں اور تجربہ سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ طریقہ اتحاد بین المسلمین کے لیے بھی مضر نہیں بلکہ مفید ہے اور اتنی علیحدگی سے یونیورسٹی پر کسی مالی بار کا بھی اضافہ نہیں ہوا۔ جس کی وجہ اس طریق کے جاری کرنے میں عملی دشواری ہو۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ

بندہ محمد شفیع عفی عنہ (مہر دار العوم)

(ص ۸۹-۹۱ خطیب اعظم مولانا سید محمد دہلوی حالات زندگی وتاثرات

مرتبین سید احمد جوہر و سید محمد رضا)

اخبارات کی روشنی میں

سانحہ مسجد قمر بنی ہاشم و مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد
اور رُوداد مجلس برائے ایصال ثواب شہدا انچولی

☆

سانحہ جامع مسجد و امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ

rizvia.org

اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہار کا متن

مجلس عزاء

آج بروز جمعہ ۱۸ مارچ بوقت ۲ بجے دن

مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں علماء ایکشن کمیٹی

کی جانب سے مجلس عزا منعقد ہوگی

جس میں صرف فضائل و مصائب اہلبیت ہونگے۔

علماء ایکشن کمیٹی

(روزنامہ جنگ ۱۸ مارچ ۱۹۸۳)

مجلس عزاء

آج بروز جمعہ ۱۸ مارچ بوقت ۲ بجے دن

مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد

میں علماء ایکشن کمیٹی کی جانب سے مجلس عزا

منعقد ہوگی جسمیں صرف فضائل ومصائب

اہلبیت ہونگے۔

علماء ایکشن کمیٹی

لیاقت آباد میں کرفیو فائرنگ سے ۲۷ زخمی، ایک ہلاک امام بارگاہ سے اسلحہ برآمد

بلوائیوں پر فوجی عدالت میں مقدمہ

کراچی ۱۹ مارچ (سرکاری ہینڈ آؤٹ) مقامی انتظامیہ نے لیاقت آباد کی صورتحال کے پیش نظر لیاقت آباد تھانے کی حدود کے علاقوں میں آج سہ پہر چار بجے سے تاحکم ثانی کرفیو لگا دیا ہے پولیس نے مرکزی امام بارگاہ کو اپنے حفاظتی کنٹرول میں لے لیا ہے اور تلاشی کے دوران مذکورہ امام بارگاہ سے کثیر تعداد میں آتشیں اسلحہ اور تیزاب کی بوتلیں بھی اپنے قبضے میں کر لیں، گذشتہ شب ہونے والی سولہ گرفتاریوں کے بعد آج ایک سو گیارہ مزید افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ جن میں شیعہ مجلس عمل کے آٹھ اراکین بھی شامل ہیں ان پر مارشل لاء کے تحت مقدمات چلانے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ پولیس کو یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ وہ علاقے میں قانون شکن عناصر کی روک تھام کے لئے وسیع پیمانے پر گشت کرے۔ ایک سرکاری ہینڈ آؤٹ کے مطابق لیاقت آباد کے علاقے میں آج بارہ دوکانوں، چھ مکانات اور ایک سینما گھر کو آگ لگا کر تباہ کر دیا گیا ایک گھڑی ساز کی دوکان کو بھی جزوی طور پر لوٹ لیا گیا اور مخالف گروہوں میں فائرنگ کے تبادلے کے دو واقعات ہوئے۔ ان واقعات میں زخمی ہونے والے ۲۷ افراد کو اسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ جن میں سے ۱۳۶ افراد کو ابتدائی طبی امداد کے بعد اسپتال سے فارغ کر دیا گیا لیکن ایک شخص زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گیا دن بھر کے دوران آج ۱۷ مزید افراد کو گرفتار کر لیا گیا چنانچہ کل سے اب تک گرفتار ہونے والوں کی تعداد ۱۴۴ ہو گئی۔

کرفیو

آج شام جاری ہونے والے ایک سرکاری ہینڈ آؤٹ میں کہا گیا ہے کہ آج سہ پہر چار بجے سے تاحکم ثانی لیاقت آباد تھانے کے حدود میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے ہینڈ آؤٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ اقدام علاقے میں امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ گرفتاریوں سے متعلق پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ گذشتہ روز کے واقعہ کے بعد سولہ افراد کو گرفتار کیا گیا تھا لیکن اس کے بعد جائے واردات سے ایک سو گیارہ مزید افراد کو حراست میں لے لیا گیا ہے جن میں شیعہ مجلس عمل کے مندرجہ ذیل آٹھ اراکین بھی شامل ہیں محمد حسن ترابی، محمد بلال، سید نذر الحسنین، محمد موسیٰ، مرزا یوسف حسین، مرزا صادق حسن غلام نبی، شہاب الدین اور محمد علی راشدی۔

سرکاری ہینڈ آؤٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مذکورہ بالا رہنماؤں پر مارشل لا کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا اور جن افراد کو حراست میں لیا گیا ہے ان کے مقدمات کا جائزہ لیا جائے گا۔ جو قصوروار پائے جائیں گے ان پر بھی مارشل لا کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا پولیس نے گذشتہ رات اور آج علی الصبح مرکزی امام بارگاہ کی تلاشی کے دوران جو آتشیں اسلحہ برآمد کیا ہے اس میں تین ریوالور چھبیس خنجر، سترہ گولیاں ایک تلوار ایک میگزین اور تیزاب کی سترہ بوتلیں شامل ہیں ایک اور ریوالور امام بارگاہ کے قریبی علاقے سے بھی برآمد کیا گیا۔

پولیس نے فوری طور سے مرکزی امام بارگاہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے اور قانون شکن عناصر کی روک تھام کے لئے علاقے میں پولیس کو گشت میں اضافہ کر دینے کا بھی حکم دیا گیا ہے آج شام کرفیو کے نفاذ کے بعد سے کسی ناخوشگوار واقعہ کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ رونما ہونے والے یہ تمام واقعات صرف لیاقت آباد کے علاقے تک ہی محدود رہے اور شہر کے باقی علاقوں میں صورت حال معمول کے مطابق رہی کرفیو زدہ علاقے میں کل صبح سات بجے سے نو بجے تک اور سہ پہر چار بجے سے شام چھ تک کرفیو نرم کر دیا جائے گا۔

(روزنامہ امن کراچی ۲۰ مارچ ۹۸۳

مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کے سامنے ہنگامہ ۲ افراد جاں بحق

فائرنگ کے نتیجے میں ۴ پولیس والوں سمیت ۳۵ افراد زخمی، مشتعل ہجوم نے دو دکانیں اور چار گاڑیاں نذر آتش کردیں ۱۶ افراد گرفتار، ہائیکورٹ کے جج کے ذریعے تحقیقات کا حکم

کراچی ۱۸ مارچ (اسٹاف رپورٹر) کراچی انتظامیہ نے آج رات ایک بجے کے بعد مندرجہ ذیل پریس نوٹ جاری کیا ہے۔ ہیئت ائمہ مجلس عمل نے جمعہ ۱۸ مارچ کو بعد نماز جمعہ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں مجلس عزا کا اہتمام کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے بعض اخبارات میں اشتہارات بھی شائع ہوئے چنانچہ اس کے مطابق امام بارگاہ میں ۲ بجے کے قریب کوئی تین ہزار افراد جمع ہوگئے۔ تاہم یہ مجلس عزا اپنے منتظمین کے ہاتھوں ایک غیر قانونی احتجاجی جلسے میں تبدیل ہوگئی۔ اجتماع کا ایک حصہ قانون شکنی پر اتر آیا! اور علاقے کے باشندوں پر اور وہاں موجود پولیس پر پتھراؤ شروع کردیا۔

اس اشتعال انگیزی پر مقامی باشندوں نے بھی جوابی پتھراؤ کیا پولیس نے دونوں طرف کے شرپسند عناصر کو آنسو گیس استعمال کر کے منتشر کردیا اور صورتحال قابو میں کرلی گئی۔ مقامی باشندے اس کے بعد امام بارگاہ کے سامنے سڑک پر جمع ہوگئے اور دونوں طرف سے ایک دوسرے پر اینٹیں پھینکی گئیں جس کے بعد دونوں میں جھگڑا ہوا اسی دوران امام بارگاہ میں موجود بعض افراد نے آتشیں اسلحہ سے فائرنگ شروع کردی اس فائرنگ اور لڑائی کے نتیجے میں ۲ افراد ہلاک ہوگئے اور ۳۵ افراد جس میں چار پولیس والے بھی شامل ہیں زخمی ہوئے اس پر مقامی افراد نے مشتعل ہوکر سخت ردعمل کا اظہار کیا اور دو دکانوں اور چار گاڑیوں کو آگ لگادی۔ اخبارات کے پریس میں جانے تک کئی افراد کو گرفتار کیا گیا تھا۔۔ حکومت نے ان واقعات کی عدالتی تحقیقات کا حکم دیا ہے جو ہائیکورٹ کا ایک جج کرے گا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ مارچ ۱۹۸۳)

لیاقت آباد میں ہنگامہ دو افراد ہلاک پینتیس زخمی، عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا

کراچی ۱۸ مارچ (اے پی پی) کراچی کی انتظامیہ نے حسب ذیل پولیس نوٹ جاری کیا ہے ہیئت ائمہ مجلس عمل نے جمعہ ۱۸ مارچ کو بعد نماز جمعہ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں ایک مجلس عزا کا اہتمام کیا تھا اس سلسلے میں بعض اخبارات میں اشتہار بھی شائع ہوئے چنانچہ تقریباً دو بجے دوپہر ۳ ہزار کے لگ بھگ افراد امام بارگاہ میں جمع ہوگئے۔ تاہم مجلس عزا کو منتظمین نے غیر قانونی احتجاجی جلسے میں تبدیل کردیا۔ اس اجتماع کا ایک حصہ بے قابو ہوگیا۔ اور اس نے علاقے کے مکینوں اور وہاں موجود پولیس پر پتھراؤ کرنا شروع کردیا۔ اس اشتعال انگیزی پر مقامی لوگوں نے بھی جوابی پتھراؤ شروع کردیا۔ پولیس نے آنسو گیس استعمال کر کے دونوں طرف کے شرپسندوں کو منتشر کردیا اور صورتحال پر قابو پالیا۔

بعد ازاں مقامی مکین دوبارہ امام بارگاہ کے سامنے سڑک پر جمع ہوگئے اور پتھراؤ کا تبادلہ شروع ہوگیا اس دوران امام بارگاہ میں موجود کچھ افراد نے آتشیں اسلحہ سے فائرنگ شروع کردی چنانچہ اس فائرنگ اور ہنگامہ کے نتیجہ میں دو افراد ہلاک اور ۳۵ افراد جن میں چار سپاہی بھی شامل ہیں زخمی ہوگئے۔

مقامی آبادی نے اس پر مشتعل ہوکر دو دکانوں اور گاڑیوں کو نذر آتش کردیا۔ اسکے بعد ہجوم کو منتشر کردیا گیا۔ اور صورتحال پر قابو پالیا گیا۔ آخری اطلاعات کے مطابق ۱۱۶ افراد حراست میں لئے جاچکے تھے۔ جبکہ رات کے دوران مزید گرفتاریوں کا امکان ہے حکومت نے ہائی کورٹ کے ایک جج کے ذریعے ان واقعات کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ (روزنامہ حریت ۱۹ مارچ ۹۸۳)

لیاقت آباد میں تصادم کی تحقیقات کے لئے جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل ٹریبونل چھ ہفتہ میں رپورٹ پیش کر دے گا

کراچی ۲۰ مارچ (پ ر) ایک سرکاری اعلامیہ کے مطابق حکومت سندھ نے سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے مشورے سے مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل تحقیقاتی ٹریبونل مقرر کیا ہے جو ۱۸ مارچ کو لیاقت آباد میں مرکزی امام بارگاہ کے قریب ہونے والے فرقہ وارانہ تصادم کے واقعات کی تفتیش کرے گا اس تصادم میں جانی و مالی نقصان ہوا تھا یہ تحقیقاتی ٹریبونل ۱۸ مارچ کو ہونے والے جانی و مالی نقصانات کو وجوہات کا تعین کرے گا صورتحال سے نمٹنے کے لئے انتظامیہ کے اقدامات کافی یا ناکافی ہونے کا تعین کرے گا اور مستقبل میں ایسے واقعات کے اعادہ کی روک تھام کے لئے تجاویز پیش کرے گا ٹریبونل کو اپنی تحریری رپورٹ جلد از جلد صوبائی حکومت سندھ کو پیش کرنا ہوگی لیکن یہ مدت چھ ہفتوں سے زائد نہیں ہوگی۔

(روزنامہ جنگ کراچ ۲۰، مارچ ۱۹۸۳)

تحقیقاتی ٹریبونل ۲۴ مارچ سے فرقہ وارانہ ہنگاموں کی تحقیقات شروع کرے گا گواہی دینے کے خواہشمند افراد سے ۳۰ مارچ تک اپنے نام پتے درج کرانے کی ہدایت

کراچی ۲۱ مارچ (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد جنہیں صوبائی حکومت نے لیاقت آباد میں مرکزی امام بارگاہ کے نزدیک فرقہ وارانہ ہنگاموں کی تحقیقات کے لئے ٹریبونل مقرر کیا ہے ۲۴ مارچ سے سندھ ہائی کورٹ کی عمارت میں تحقیقات شروع کریں گے اس سلسلے میں آج یہاں ایک سرکاری نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے۔ جس میں ایسے تمام افراد کو ۳۰ مارچ ۱۹۸۳ تک سندھ ہائی کورٹ رجسٹرار کے پاس مکمل پتوں کے ساتھ اپنے نام درج کرانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جو ۱۸ مارچ کو پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں ٹریبونل کے سامنے پیش ہونے میں دلچسپی رکھتے ہوں جو اس واقعہ سے متعلق کوئی شہادت رکھتے ہوں یا اس واقعہ کے بارے میں کوئی مواد پاس رکھتے ہوں اور اس سلسلے میں گواہی دینا چاہتے ہوں۔ ٹریبونل ۲۴ مارچ سے مقامی انتظامیہ کی جانب سے شہادت قلمبند کرنا شروع کرے گا۔ جبکہ عوام کو جانب سے شہادتیں ۴ اپریل سے شروع ہوں گی۔ ٹریبونل نے مزید کہا کہ ٹریبونل اپنی تحقیقات پر زور جاری رکھے گا۔ اس ٹریبونل کی حدود کار میں یہ تین باتیں شامل ہونگی (۱) ان حالات کی تحقیقات کی جائے اور ان اسباب کا تعین کیا جائے جو ۱۸ مارچ کو مالی اور جانی نقصانات کا سبب بنے (۲) صورت حال پر قابو پانے کے لئے انتظامیہ کے اقدامات کافی تھے یا صورت حال اس کے برعکس تھی (۳) مستقبل میں ایسے حادثات کی روک تھام کے لئے کون سی انسدادی تدابیر اختیار کی جائیں۔

(روزنامہ جنگ کراچ ۲۲، مارچ ۱۹۸۳)

صرف امام بارگاہ کی حدود میں جلسہ کرنے کی اجازت دی گئی تھی فرقہ وارانہ فساد کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل میں ڈپٹی کمشنر ویسٹ کا بیان

کراچی ۲۶ مارچ (اسٹاف رپورٹر) لیاقت آباد کے ۱۸ مارچ کے فرقہ وارانہ فسادات کی تحقیقات پر مامور ٹریبونل کے سربراہ عدالت عالیہ سندھ کے جناب ناصر اسلم زاہد نے آج ڈپٹی کمشنر ویسٹ جناب خالد سعید کا بیان قلمبند کرنا شروع کیا۔ بیان جاری تھا کہ عدالت کا وقت ختم ہو گیا اور

ساعت کے لیے ملتوی کردی گئی۔ مسٹر خالد سعید نے اپنے بیان میں بتایا کہ کو ان کے دفتر میں امن کمیٹی کے ارکان کا اجلاس ہوا تھا۔ اجلاس کونسلر عابد حسین، سید ظہیر رضا، احمد نایاب، مظفر حسین، ایس انور مرتضیٰ، رفعت عسکری، ریحان اعظمی، تھانے کے انچارج نے شرکت کی تھی۔ ایس پی لیاقت آباد اور ڈی ایس پی سیکورٹی ڈیوٹی پر تھے جس کی بنا پر وہ اجلاس میں شرکت نہ کرسکے تھے۔ اجلاس کا مقصد یہ تھا کہ امن وامان برقرار رکھا جائے۔ دونوں فرقوں کے شرکاء نے یقین دلایا تھا کہ وہ امن وامان قائم رکھنے کے لیے کام کریں گے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے امام بارگاہ کے ٹرسٹیوں سے بھی فون پر بات چیت کی تھی جنھوں نے امن وامان برقرار رکھنے کے لیے اپنے تعاون کا یقین دلایا تھا۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ میں نے ڈی ایس پی لیاقت آباد کو ہدایت کی تھی کہ وہ امن کمیٹی کے ارکان سے رابطہ رکھیں۔ ڈی ایس پی نے انہیں بتایا تھا کہ تھانہ انچارج نے امن کمیٹیوں کے ارکان کے ساتھ کئی اجلاس کیے ہیں انھوں نے کہا کہ ۱۷ مارچ کی شام کو ڈپٹی کمشنر شرقی ملک شاہد جاوید کے دفتر میں ڈی ایم ایل اے کی زیر صدارت اجلاس ہوا تھا جس میں کمشنر کراچی ڈی آئی جی اور تینوں اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں اور ایس ایم ایل اے نے شرکت کی تھی اجلاس میں طے کیا گیا تھا کہ صرف امام بارگاہ کی حدود میں جلسہ کرنے کی اجازت ہوگی اور کسی کو باہر کی جگہ استعمال کرنے نہیں دی جائے گی۔ اس فیصلے پر عملدرآمد کرنے کے لیے لیاقت آباد ڈویژن کی پولیس کے علاوہ ایس پی لیاقت آباد کو پندرہ پلاٹون دی گئی تھی اور پانچ مجسٹریٹ ڈیوٹی پر لگائے گئے تھے۔ اس فیصلے سے ایس پی اور ڈی ایس پی لیاقت آباد کو مطلع کردیا گیا تھا۔ (روزنامہ جنگ ۲۷ مارچ ۱۹۸۳)

تحقیقاتی ٹریبونل نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ویسٹ پر جرح مکمل کرلی

کراچی ۲۷ مارچ (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل سانحہ لیاقت آباد کے تحقیقاتی ٹریبونل میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و ڈپٹی کمشنر ویسٹ خالد سعید کا بیان اور ان پر جرح مکمل کرلی گئی کل ایس پی لیاقت آباد اظہر فاروقی کا بیان قلمبند کیا جائے گا۔ ٹریبونل میں امام بارگاہ کی جانب سے سید صغیر حسین جعفری ایڈوکیٹ، جماعت اہل سنت کی جانب سے ایم ایم اے کے زئی اور سواد اعظم اہل سنت کی جانب سے خواجہ شرف الاسلام ایڈوکیٹ پیش ہوئے۔ (روزنامہ جنگ ۲۸ مارچ ۱۹۸۳)

سانحہ لیاقت آباد خصوصی تحقیقاتی ٹریبونل کی ہدایت

کراچی ۲۷ مارچ (اسٹاف رپورٹر) سانحہ لیاقت آباد کی عدالتی تحقیقات کے لیے قائم کیے جانے والے سندھ ہائی کورٹ کے خصوصی ٹریبونل کے سربراہ جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد نے ہدایت کی ہے کہ ۱۸ مارچ کو لیاقت آباد میں ہونے والے واقعہ سے متعلق جو افراد بھی ٹریبونل میں اپنا بیان قلمبند کرانا چاہتے ہوں ۳۰ مارچ تک اپنے نام، مکمل پتہ اور دیگر کوائف سے سندھ ہائی کورٹ کے رجسٹرار کو آگاہ کردیں۔ عوام کی جانب سے پیش ہونے والے ان گواہوں کو بیانات ۴ اپریل سے قلمبند کیئے جائیں گے۔

(روزنامہ جنگ ۲۸ مارچ ۱۹۸۳)

کسی کو امن امان تباہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے

علماء اختلافی مسائل اور فروعی اختلافات کو اپنی تقاریر کا موضوع نہ بنائیں، مختلف تنظیموں کے بیانات

کراچی ۲۷ مارچ (اسٹاف رپورٹر) بلدیہ کراچی کے کونسلر محمد صدیق راٹھور کی قیادت میں کونسلر حافظ محمد فاروق بیگ اور سماجی کارکنوں پر مشتمل ایک وفد نے مارشل لاء حکام سے ملاقات کی اور انہیں علاقے کی صورتحال سے آگاہ کرنے کے علاوہ کراچی ویسٹ کے گرفتار شدگان کی

رہائی کے بارے میں بات چیت کی مارشل لاء حکام نے وفد کی درخواست پر لیاقت آباد تھانہ میں درج ایف آئی آر ۸۳/۱۱۰ کے تحت گرفتار شدہ افراد کی رہائی کے احکامات جاری کر دیئے جبکہ مزید گرفتار ہونے والے افراد کے معاملے پر بھی ہمدردی سے غور کرنے کا وعدہ کیا۔

دریں اثناء تحریک نظام مصطفیٰ کی تشکیل کردہ قانونی کمیٹی نے عوام سے اپیل کی ہے کہ زیر حراست افراد کے مکمل کوائف سے کمیٹی کو آگاہ کریں اس کے علاوہ سانحہ لیاقت آباد کے بارے میں عینی اور دستاویزی شہادتوں سے بھی کمیٹی کو آگاہ کریں تاکہ انہیں اس مقصد کے لئے قائم کئے جانے والے ٹربیونل کے سامنے پیش کیا جا سکے ممتاز علمائے اہل سنت مفتی ظفر علی نعمانی، مولانا محمد حسن حقانی، قاری رضا المصطفیٰ اعظمی، مولانا جمیل احمد نعیمی اور محمد حنیف حاجی طیب نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ تمام انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ اور بزرگان دین کی تعظیم وتوقیر اہل سنت کا امتیازی نشان ہے اور ان کی جانب سے کبھی امن وامان کا مسئلہ کھڑا نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ حضور اکرمؐ اور جملہ بزرگان دین کے خلاف تقریر یا تحریر کے بارے میں جو قانون موجود ہے اس پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے اور کسی کو امن وامان تباہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

ان رہنماؤں نے امن امان کی بحالی میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے اور عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ تحقیقاتی ٹربیونل میں حقائق پیش کریں علاوہ ازیں تحریک نظام مصطفےٰ کراچی ڈویژن کا اجلاس مفتی عبدالسبحان قادری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ لیاقت آباد کے واقعات کی تحقیقات کرنے والے ٹربیونل کے دائرہ کار میں ۱۷ جنوری سے پیشتر ہونے والے واقعات کو بھی شامل کیا جائے اجلاس نے فیصلہ کیا کہ تحریک نظام مصطفیٰ کی جانب سے جناب مشتاق احمد ریاضی ٹربیونل میں پیش ہوں گے۔

تنظیم دعوت حق کے رہنما پروفیسر محمد عثمان رمز نے اہلیانِ کراچی سے اپیل کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور انہیں آپس میں دست وگریباں کرنے کی سازشوں کو آپس کے اتحاد، محبت اور یگانگت کے ذریعے ناکام بنادیں انہوں نے علماء سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ اختلافی مسائل اور فروعی اختلاف کو اپنی تقاریر کا موضوع بنانے سے گریز کریں اور ان عناصر کے عزائم کو ناکام بنادیں جو فرقہ وارانہ منافرت پھیلا کر ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

(روزنامہ حریت ۲۸ مارچ ۱۹۸۳)

تحقیقاتی ٹربیونل میں ایس پی لیاقت آباد کا بیان

کراچی ۲۷ مارچ (چینڈ آوٹ) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد کی سربراہی میں تحقیقاتی ٹربیونل نے آج ایس پی لیاقت آباد جناب اظہر علی فاروقی کی شہادت قلمبند کی انہوں نے اپنے بیان میں بتایا کہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ کو مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں ایک مجلس عزا منعقد کی جارہی تھی اور کراچی میں کشیدگی کے باعث اس بات کی کوشش کی گئی تھی کہ منتظمین کو مجلس عزا منعقد نہ کرنے پر آمادہ کیا جائے لیکن منتظمین نے مجلس عزا منعقد کرنے پر اصرار کیا جس کے پیش نظر اس سلسلے میں احتیاطی اقدامات کئے گئے تاکہ امن وامان میں خلل نہ پڑے ڈی ایس پی اور انچارج تھانہ لیاقت آباد نے اس کمیٹی کے اراکین اور علاقے کے بااثر افراد سے رابطہ کیا اور ان تمام نے امن عامہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ ۱۷ مارچ ۱۹۸۳ کی شام ڈی ایم ایل اے کراچی کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کے اندر مجلس کے انعقاد کو روکا نہیں جائیگا تاہم مرکزی امام بارگاہ سے جلوس کے نکلنے اور وہاں واپس آنے کی

اجازت نہیں دی جائے گی۔ان کی قیادت میں پولیس فورس کو امن عامہ برقرار رکھنے سے متعلق ایک عملی حکم جاری کر دیا گیا اور علاقے میں پولیس فورس تعینات کر دی گئی۔

تقریباً ڈھائی بجے دن الاعظم کی طرف سے دو بسیں آئیں اور مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کے مقابل اور سڑک کے دوسری طرف آ کر رک گئیں ان بسوں سے اترنے والے افراد مجلس میں شرکت کے لیے آئے تھے اور وہ نعرے لگاتے ہوئے امام بارگاہ کی طرف جا رہے تھے اس مجمع میں سے ایک یا دو لڑکوں نے دوسری طرف کھڑے لوگوں پر پتھر پھینکے جو مخالف گروہوں میں پتھراؤ کے تبادلے کا باعث بن گیا اور پولیس کو شام کے وقت صورتحال کو قابو میں کرنے اور ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس استعمال کرنی پڑی حالات معمول پر آنے کے بعد سے چند گرفتاریاں عمل میں آئیں ایس پی لیاقت آباد پر انکوائری میں حصہ لینے والی پارٹیوں کے وکلا نے جرح بھی کی۔

(روزنامہ حریت، ۲۹ مارچ ۱۹۸۳)

تحقیقاتی ٹریبونل میں ایس ڈی ایم لیاقت آباد کا بیان

کراچی ۲۹ مارچ (ہینڈ آؤٹ) سندھ ہائیکورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد کی سربراہی میں تحقیقاتی ٹریبونل نے آج کارروائی شروع ہونے پر سب ڈویژنل مجسٹریٹ لیاقت آباد خواجہ شفیق احمد کا بیان قلمبند کیا۔ جو مقامی انتظامیہ کی جانب سے پیش کیے جانے والے تیسرے گواہ تھے۔ٹریبونل نے مقامی انتظامیہ کی جانب سے مزید شہادت قلمبند کرانے کے لئے سماعت ۱۲ اپریل تک ملتوی کر دی اس روز صبح ۱۱ بجے کارروائی دوبارہ شروع ہوگی۔ سندھ ہائیکورٹ کے رجسٹرار نے کہا ہے کہ عوام کی درخواست پر ٹریبونل نے بیان قلمبند کرانے کے خواہشمند افراد کو اپنے نام درج کرانے کی مہلت میں اضافہ کر دیا ہے اور اس مقصد کے لئے تاریخ میں توسیع کر کے ۱۴ اپریل کر دی گئی ہے عوام کی شہادتیں ۱۰ اپریل کو صبح گیارہ بجے سے قلمبند کی جائیں گی۔

(روزنامہ حریت، ۳۰ مارچ ۱۹۸۳)

تحقیقاتی ٹریبونل میں مزید چار گواہوں کے بیانات

کراچی ۱۲ اپریل (اسٹاف رپورٹر) سانحہ لیاقت آباد کی تحقیقات کرنے والے خصوصی ٹریبونل نے جو سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل ہے گذشتہ روز تین گواہوں اور آج ایک گواہ کا بیان قلمبند کرنے کے بعد سماعت کل تک کیلئے ملتوی کر دی اب تک ٹریبونل تقریباً پچاس گواہوں کے بیانات قلم بند کر چکا ہے۔

(روزنامہ حریت، ۱۳ اپریل ۱۹۸۳)

لیاقت آباد محلہ امن کمیٹیوں کے کنونیروں سے ایس ایم ایل اے کراچی ویسٹ کا خطاب

کراچی: ۱۹ اپریل (اسٹاف رپورٹر) ایس ایم ایل اے کراچی (ویسٹ) بریگیڈیر خالد محمود نے لیاقت آباد محلہ امن کمیٹیوں کے کنونروں پر زور دیا ہے کہ عوام سے رابطہ قائم کریں اور انہیں تلقین کریں کے بے بنیاد افواہوں پر کان نہ دھریں وہ لیاقت آباد کے مختلف حصوں میں تشکیل دی جانے والی امن کمیٹیوں کے کنونیروں کے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے جس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور علاقہ ایس پی نے بھی شرکت کی امن و امان کی بحالی میں امن کمیٹیوں کے کردار کو سراہتے ہوئے انہوں نے کنونیروں سے کہا کہ شرپسندوں اور افواہیں پھیلانے والوں پر کڑی نظر رکھی جائے، ایس ایم ایل

اے نے انہیں یقین دلایا کہ انتظامیہ کی جانب سے بھر پور تعاون اور تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ محلہ امن کمیٹیوں کے کنوینروں نے علاقہ میں صورت حال معمول پر آنے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے انتظامیہ کو امن اور ہم آہنگی کی بحالی میں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

(روزنامہ حریت، ۲۰، اپریل ۱۹۸۳)

تحقیقاتی ٹریبونل نے بیانات قلمبند کرانے کی تاریخ میں توسیع کر دی

کراچی ۲۳ اپریل (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل سانحات لیاقت آباد کے تحقیقاتی ٹریبونل نے عوام اور جماعتوں کے نمائندوں کے بیانات قلمبند کرنے کے لئے ساعت میں ۲۶ اپریل تک توسیع کر دی ہے ٹریبونل نے ایسے تمام افراد کو ہدایت کی ہے کہ اپنے بیانات قلمبند کرانے کے سلسلے میں اس مدت کے دوران صبح گیارہ بجے تک سندھ ہائی کورٹ کے رجسٹرار سے رجوع کر سکتے ہیں۔

(روزنامہ حریت، ۲۴، اپریل ۱۹۸۳)

تحقیقاتی ٹریبونل میں حلف نامے داخل کرنے کی تاریخ میں توسیع

کراچی ۲۴ اپریل (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل سانحہ لیاقت آباد کے تحقیقاتی ٹریبونل نے عدالت میں گواہی کی حیثیت سے بیان قلمبند کرانے والے افراد کی جانب سے حلفنامہ داخل کرنے کی تاریخ میں مزید پانچ یوم کی توسیع کر دی۔ قبل ازیں یہ مدت ۲۵، اپریل تک تھی جسے اب بڑھا کر ۳۰، اپریل کر دیا گیا ہے۔ ٹریبونل کے سربراہ نے ہدایت کی ہے کہ متعلقہ افراد ہائی کورٹ کے رجسٹرار کے پاس اپنے حلفنامے اس مدت میں داخل کر دیں۔

(روزنامہ حریت، ۲۵، اپریل ۱۹۸۳)

عوام بھائی چارے کی فضا قائم کرنے میں تعاون کریں، بریگیڈیئر اخیان گل
مکانات چھوڑ کر جانے والے تحفظ اور اعتماد کے ماحول میں گھروں کو واپس آجائیں

کراچی ۲۵، اپریل (اسٹاف رپورٹر) قائمقام ڈپٹی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کراچی بریگیڈئر اخیان گل طاہر نے عوام پر زور دیا ہے کہ وہ خیر سگالی کے سچے جذبات سے باہمی تعاون اور بھائی چارے کی فضا قائم کرنے میں انتظامیہ کی مدد کریں وہ آج یہاں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اور عوامی نمائندوں کے ایک اجلاس سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ جو افراد اپنے مکانات چھوڑ کر چلے گئے ہیں تحفظ اور باہمی اعتماد کے ماحول میں اپنے گھروں کو واپس آجائیں ڈی ایم ایل اے نے کہا کہ یہ مقامی باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کا تحفظ اسلامی تعلیمات کے مطابق کریں۔

انہوں نے نمائندوں پر زور دیا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں شرپسند عناصر کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں اور ان بیرونی افراد کی نشاندہی کریں جو کسی علاقے میں گڑبڑ کے ذمہ دار ہیں انہوں نے کہا کہ ایسے افراد کو فوری طور پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے حوالے کیا جائے تا کہ ان کے خلاف ضروری کاروائی کی جا سکے قائمقام ڈی ایم ایل اے نے اجلاس کے شرکاء سے اپیل کی کہ وہ اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ ان کے عزیز و اقارب اور بچے کسی قسم کی سماج دشمن سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہوں گے جس سے علاقے کے امن و سکون کے لئے کوئی مسئلہ پیدا ہو۔

قبل ازیں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اور نمائندوں نے قائم مقام ڈی ایم ایل اے کو بتایا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں

مکمل بھائی چارے اور دوستی کی فضا میں رہتے ہیں چند شر پسندوں نے ان کے دلوں میں نفرت کی خلیج پیدا کرنے کی کوشش کی تھی مگر انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوسکی۔ اجلاس میں جناب علامہ سید محمد رضی رکن وفاقی مجلس شوریٰ جناب عبیدالرحمٰن رکن مجلس شوریٰ جناب کوثر علی قادری، جناب منور جمال، جناب پروفیسر علی رضا شاہ نقوی، جناب مولانا عباس کمیلی، جناب سید انور حسین جعفری جناب باقر علی ہیمانی، جناب سید صغیر حسین جعفری جناب محمد ظفر کونسلر، جناب صفدر حسین قاضی ایڈوکیٹ جناب عبدالستار ایڈوکیٹ، جناب رضی حیدر جناب رضوان حسین جناب رئیس احمد، جناب محمد حسن اور جناب شمس الحسن نے شرکت کی۔

(روزنامہ حریت، ۲۶، اپریل ۱۹۸۳)

عوام سے امن وہم آہنگی برقرار رکھنے کی اپیل

کراچی ۲۶، اپریل (ہینڈ آؤٹ) کراچی کے قائم مقام ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بریگیڈیر اخیان گل طاہر نے عوام سے امن وہم آہنگی برقرار رکھنے کی اپیل کی ہے وہ آج یہاں اپنے دفتر میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اور سماجی کارکنوں کے وفد سے بات چیت کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ دوسرے فرقوں کا احترام کرے وراپنے پڑوسیوں کی دیکھ بھال کرے وفد نے ملاقات میں امن وہم آہنگی برقرار رکھنے میں مدد کرنے کے اظہار کا اعادہ کیا وفد میں سید محمد ریاض الدین سہروردی سید محمد فاروق احمد، شیخ لیاقت، باقر علی ہیمانی، لیاقت حسین، سرکار حسن اور شرافت حسین شامل تھے

(روزنامہ حریت، ۲۷، اپریل ۱۹۸۳)

لیاقت آباد کے نمائندہ وفد کی ایس ایم ایل اے سے ملاقات

کراچی ۲۹، اپریل (اسٹاف رپورٹر) لیاقت آباد کے ایک نمائندہ وفد نے حلقہ نمبر ۲۹ کے کونسلر حافظ محمد فاروق بیگ کی قیادت میں ایس ایم ایل اے ویسٹ بریگیڈیئر خالد محمود سے ملاقات کی۔ وفد نے موجودہ پرسکون حالات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مزید یقین دہانی کرائی کہ علاقائی امن کمیٹیاں کسی بھی فرقے سے وابستگی سے قطع نظر اہل لیاقت آباد کی جان ومال اور عزت وآبرو کا پورا پورا تحفظ کریں گی۔ وفد نے ان افراد سے جو حالیہ ہنگاموں کے دوران لیاقت آباد سے منتقل ہوگئے ہیں اپیل کی ہے کہ وہ اپنے گھروں کو واپس آجائیں تاکہ علاقے کی پرامن صورت حال کو مزید تقویت حاصل ہو۔ وفد میں سید محمد حسن، سید حسن عسکری، سید منتظر مہدی، سید سبط حسن اور جناب علی جان خاں شامل تھے۔

(روزنامہ حریت، ۳۰، اپریل ۱۹۸۳)

لیاقت آباد کے متاثرہ باشندوں کو ہدایت

کراچی ۶، مئی (اسٹاف رپورٹر) لیاقت آباد کے ان باشندوں کو جن کے مکانات اور دوکانوں کو لیاقت آباد کے علاقے میں ہونے والے حالیہ ہنگاموں میں نقصان پہنچا ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ۹ مئی کو صبح ۲/ ۱ ۹ بجے ڈپٹی کمشنر کراچی ویسٹ سے رابطہ قائم کریں اور اپنی شناختی دستاویزات اور انہیں جو نقصان پہنچا ہے اس کے بارے میں متعلقہ دستاویزات پیش کریں۔

(روزنامہ حریت ۷ مئی ۱۹۸۳)

سانحہ لیاقت آباد کے تحقیقاتی ٹریبونل نے اپنی تحقیقات مکمل کر لی

کراچی ۱۰ مئی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل سانحہ لیاقت آباد کے تحقیقاتی ٹریبونل نے گذشتہ روز تحقیقات مکمل کر لی ہے۔ ٹریبونل جلد ہی صوبائی گورنر کو اپنی رپورٹ پیش کر دے گا۔ تحقیقاتی ٹریبونل کے سامنے ۲۰ چشم دید گواہوں کے علاوہ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی جماعتوں اور اداروں کے نمائندوں نے اپنے بیانات قلمبند کرائے تحقیقات میں صفائی کے وکلاء اور ایڈووکیٹ جنرل سندھ نے بھی ٹریبونل کی مدد کی۔ واضح رہے کہ صوبائی گورنر کی ہدایت پر اس خصوصی ٹریبونل نے ۱۸ مارچ کو لیاقت آباد میں ہونے والے سانحہ پر ۲۰ مارچ سے تحقیقات شروع کی تھی۔ (روزنامہ حریت، ۱۱ مئی ۱۹۸۳)

سانحہ لیاقت آباد کے تحقیقاتی ٹریبونل نے گورنر کو رپورٹ پیش کر دی

کراچی ۳۰ مئی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد پر مشتمل سانحہ لیاقت آباد کے خصوصی تحقیقاتی ٹریبونل نے آج اپنی رپورٹ صوبائی گورنر لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی کو پیش کر دی ہے۔ یاد رہے کہ ۱۸ مارچ کو لیاقت آباد میں دو فرقوں کے درمیان ہونے والے تصادم کے واقعہ کی عدالتی تحقیقات کے لئے ۲۰ مارچ کو حکومت سندھ نے خصوصی تحقیقاتی ٹریبونل کے قیام کا اعلان کیا تھا۔

(روزنامہ حریت، ۳۰ مئی ۱۹۸۳)

سانحہ مرکزی امام بارگاہ اور سانحہ شاہ خراسان کے چند قیدی

مولانا حسن ترابی شہید، مولانا محمد بلال، مولانا نذر الحسنین، مولانا محمد موسیٰ (مرحوم)، مولانا مرزا یوسف حسین، مولانا مرزا صادق حسن، مولانا غلام نبی، مولانا شہاب الدین (مرحوم)، مولانا محمد علی راشدی، علی محمد بچے (مرحوم) آغا محمود، آغا آفتاب حیدر (علامہ آغا آفتاب جعفری) صادق عباس، یاور عباس، راحت عابدی

سانحہ لیاقت آباد کے چند قیدی (سی ایریا)، الطاف حسین کاظمی، ارشد حسین، رئیس احمد۔

سانحہ جامع مسجد و امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ۔ دو مقامات پر فساد تین اعلیٰ افسر زخمی، سرکاری اعلان

کراچی ۱۵ اپریل (اپ پ) نظامت کراچی میں درجہ ذیل پریس نوٹ جاری کیا علماء اور معززین کے ایک گروپ نے ۱۳ اپریل کو یہ فیصلہ کیا تھا کہ جمعہ کو شاہ نجف امام بارگاہ میں احتجاجی جلسہ کریں گے۔ لیکن مذاکرات کے بعد ان علماء اور معززین نے ایک ہینڈ بل کے ذریعے فیصلہ کیا کہ جلسہ ملتوی کر دیا جائے۔ اس اعلان اور اپیل کے باوجود تقریباً ساڑھے تین سو افراد آج شاہ نجف میں جمع ہو گئے۔ انہوں نے غنڈہ گردی کی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افراد پر حملہ کیا۔ جس سے تین سینئر افسر شدید زخمی ہو گئے۔ مشتعل ہجوم کو منتشر کر دیا گیا اور بڑی تعداد میں موقع پر گرفتاریاں ہوئیں منتشر ہونے والا ہجوم شاہ خراسان میں دوبارہ جمع ہو گیا جس کی تعداد بڑھتی گئی۔ اس ہجوم نے بھی تشدد انگیز کارروائیاں کیں اور پر امن طور پر منتشر ہونے سے انکار کر دیا شام چھ بجے اس ہجوم نے ایک جلوس نکالنے کی کوشش کی منتشر ہونے کے دوران تقریباً ایک سو افراد شاہ خراسان امام بارگاہ کے اندر داخل ہو گئے اور پتھراؤ شروع کر دیا جس سے دو کانسٹیبل شدید زخمی ہوئے۔ تاہم کم سے کم طاقت استعمال کر کے اور تقریباً ۷۵ افراد کو گرفتار کر کے صورتحال پر قابو پا لیا گیا۔

علماء کے بیانات

مولانا شیخ علی مدد نے امام بارگاہ شاہ نجف میں رونما ہونے واقع کو نہایت غیر ذمہ دارانہ اور غلط قرار دیتے ہوئے اس واقعہ کی مذمت کی ہے اور ہم مذہب لوگوں سے درخواست کی ہے کہ وہ شرپسندوں کا محاسبہ کریں اور حکومت بھی شرپسندوں کا محاسبہ کرے۔

علامہ عباس حیدر عابدی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ آج شاہ نجف میں جو سانحہ پیش آیا وہ انتہائی افسوس ناک ہے کچھ لوگوں نے نماز کی خواہش کے ساتھ اندر داخل ہونے والوں کے ساتھ مل کر صورتحال کو بگاڑا اور خشت باری کی۔ میں تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ شرپسندوں کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ پیار محبت اور اخوت اسلامی کی فضا کو برقرار رکھیں اور حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ فتنہ پھیلانے والوں کے ساتھ سختی سے نمٹے۔

علامہ سید عرفان حیدر عابدی نے کہا ہے کہ علمائے ملت جعفریہ کے متفقہ فیصلے کے مطابق امام بارگاہ شاہ نجف کا اجتماع حکومت سے مذاکرات کے بعد منسوخ کر دیا گیا تھا قوم کو تمام وسائل استعمال کر کے مطلع بھی کر دیا گیا تھا قوم نے اپنے رہنماؤں کا احترام کیا مگر کچھ لوگ گلیوں میں جمع ہو گئے۔ شاید ان کو منسوخی کی اطلاع بروقت نہیں مل سکی تھی جن میں شرپسند اور غیر محب وطن شامل ہو گئے۔ انہوں نے اشتعال انگیزی کی اور پرامن رہنے کی تلقین کو نظر انداز کیا۔ ان کی تخریب کاری کے باعث انتظامیہ سے تصادم کا ناخوش گوار واقعہ ہوا۔ اشتعال انگیزی کرنے والے لوگ محب وطن نہیں ہیں۔ ہر محب وطن شہریوں سے اپیل ہے کہ پرامن رہیں۔ افواہوں پر کان نہ دھریں اور اتحاد بین المسلمین کو فروغ دیں۔

(روزنامہ امن کراچی ۱۶ اپریل ۱۹۸۳)

حجتہ الاسلام مولانا علی مدد کا بیان

کراچی ۱۷، اپریل (پ ر) حجتہ الاسلام شیخ علی مدد نے آج ایک بیان میں ایسے تمام افراد کی مذمت کی ہے جو اسلامی بھائی چارے کی فضا کو ختم کر کے فتنہ و فساد کے مرتکب ہو رہے ہیں انہوں نے کہا: رسول خدا نے فرمایا ہے کہ فتنہ قتل سے بڑا گناہ ہے لہذا ہم ہر اسلامی فرقے سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایسے عناصر کی نشاندہی کریں جو شیعہ سنی فساد کر کے ملک کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں ایسے افراد یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ تو ہو سکتے ہیں اسلام دوست نہیں ہو سکتے۔ (روزنامہ حریت ۱۸، اپریل ۱۹۸۳)

سانحہ مارٹن روڈ کے چند قیدی

محمد رضا، کاظم رضا، منیر حسین، حسن عسکری، وسیم حسین، ہاشم عباس، ظفر عباس، مصطفیٰ حسن علی، امیر حیدر، علی صفدر، حسن نقی (مولانا حسن ظفر نقوی)، راشد حسین، مرتضیٰ حسن، باقر رضا، سلیم حیدر، ذاکر حسین، قاسم حسین، حیدر علی، علی انور، نذر عباس، ولاور عباس، اسد مسعود، کمال نفیس، اعجاز عباس، تقی رضا، محمد حسین بیگ، تسنیم حیدر، احمد حسین، منظر عباس، تنویر حسین، نایاب حیدر، عابد حسین، ذوالفقار اختر، فرحت عباس، عادل عباس، محمد ابراہیم، مسیّب حسین، آفاق یوسف، عابد اکبر، محمد علی، علی امام، رفاقت علی، قمر عباس، محمد محسن مرزا محمد سیدین، اولاد حیدر، سجاد حسین، محمد ضیغم

حق بات پہ
کوڑے اور زنداں

maablib.org

حق بات پہ کوڑے اور زنداں
باطل کے شکنجے میں ہے یہ جاں
انساں ہیں کہ سہمے بیٹھے ہیں
خوں خوار درندے ہیں رقصاں

(حبیب جالب)

maablib.org

امام بارگاہ شاہ نجف میں دھماکہ اور پولیس پر حملہ کرنے کے الزامات میں ۱۳۵،

افراد کو کوڑے لگادیے گئے ایک تا تین سال قید بامشقت کی سزا

کراچی ۱۷، اپریل (اے پی پی) کراچی سنٹرل جیل میں آج ۱۵ افراد کو کوڑے لگائے گئے جو امام بارگاہ شاہ نجف میں دھماکہ اور غیر قانونی طور پر آتشگیر مادہ رکھنے کے مجرم قرار دیے گئے تھے۔ سرسری سماعت کی فوجی عدالت نے آج ان آٹھ افراد کے خلاف مقدمہ کی سماعت کی اور انہیں سزا سنادی جن پر ۱۴، اپریل ۸۳ کو امام بارگاہ شاہ نجف میں دھماکہ اور غیر قانونی طور پر آتشگیر مادہ رکھنے کا الزام تھا عدالت کے فیصلہ کے مطابق ان آٹھ افراد کو تین سال قید بامشقت اور ان میں سے پانچ کو پندرہ پندرہ کوڑوں کی سزادی گئی۔

دریں اثناء ایک اور سرکاری اعلان کے مطابق۔ سرسری سماعت کی فوجی عدالت میں ۲۸۲، افراد پر گڑبڑ پھیلانے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر حملہ کرنے اور ان کے فرائض میں رکاوٹ ڈالنے کے الزامات کے تحت مقدمہ چلایا گیا ان میں سے ۱۵۲، افراد کو بری کر دیا گیا اور ۱۳۰، افراد کو ایک ایک سال قید بامشقت اور دس تا پندرہ کوڑوں کی سزادی گئی۔ کوڑے لگانے کی سزا پر آج سنٹرل جیل کراچی میں عملدرآمد ہوا۔ ان افراد کو امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن کوارٹرز سے ۱۵ اپریل کو گرفتار کیا گیا تھا۔ (روزنامہ جنگ ۱۸، اپریل ۱۹۸۳)

امام بارگاہ شاہ نجف میں گڑبڑ کرنے والے ۱۳۰، افراد کو قید اور کوڑوں کی سزا

کراچی ۱۷، اپریل (ہینڈ آوٹ) سرسری سماعت کی ایک فوجی عدالت نے ۱۵، اپریل ۱۹۸۳ کو امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن کوارٹرز پر گڑبڑ کرنے اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں پر حملہ کرنے اور ان کے قانونی فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ پیدا کرنے کے الزام میں ۲۸۲ افراد پر مقدمہ چلایا ان میں سے ۱۵۲، افراد کو بری کر دیا گیا جبکہ ۱۳۰، افراد کو سزا سنادی گئی۔ ان افراد کو ایک ایک سال قید بامشقت اور دس سے پندرہ کوڑے فی کس تک کی سزا سنائی گئی مجرموں کو کوڑے کراچی سنٹرل جیل میں مارے گئے۔ (روزنامہ حریت ۱۸، اپریل ۱۹۸۳)

لیاقت آباد، نیو کراچی اور شاہ خراسان کے ہنگاموں میں ملوث ۵۳، افرا کو سزا کراچی ۲۱، اپریل (اے پی پی) سرسری سماعت کی فوجی عدالتوں نے لیاقت آباد، نیو کراچی اور شاہ خراسان کے ہنگاموں میں ملوث ۵۳، افراد کو قید اور کوڑوں کی سزا سنائی ہے۔ یہ لوگ ۱۸، مارچ کو لیاقت آباد، ۲۰، مارچ کو نیو کراچی اور ۱۵ اپریل کو شاہ خراسان کے ہنگاموں میں ملوث پائے گئے تھے۔ فوجی عدالتوں نے ۱۰۴، افراد کے خلاف مقدمات چلائے جن میں سے ۵۱، افراد کو بری کر دیا گیا جبکہ ۵۳، افراد کو سزا سنائی ان لوگوں کو ایک ایک سال کی قید اور پانچ سے دس کوڑوں تک سزادی گئی ہے۔ بعد میں ان لوگوں کو سنٹرل جیل میں کوڑے لگادیئے گئے۔ (روزنامہ حریت ۲۲، اپریل ۱۹۸۳)

اداریہ: مساجد کو بچایئے

پچھلے چند دنوں سے فرقہ وارانہ کشیدگی کی آڑ میں جو واقعات ہو رہے ہیں وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے خالصتاً لادینی تخریب کاری کا نمونہ ہیں۔ یہ تخریب کاری پیشہ ور اور تربیت یافتہ تخریب کار کبھی شیعوں کے نام پر کرتے ہیں اور کبھی سنیوں کے نام پر۔ ان کا مقصد کشیدگی کو برقرار رکھنا اور اس کشیدگی کے ذریعے ملتِ مسلمہ کے بنیادی ادارے مسجد کا تقدس پامال کرنا ہے۔ اب سے دو تین ہفتے قبل سوادِ اعظم اہل سنت کے علماء کی طرف سے عامتہ المسلمین کو مطلع کیا گیا تھا کہ ان کے نام سے نامعلوم عناصر اشتعال انگیز پمفلٹ اور پوسٹر چھاپ رہے ہیں۔ لوگ اس فریب میں نہ آئیں

دو روز قبل ممتاز شیعہ علماء نے امام بارگاہ شاہ نجف کے واقعات سے اہل تشیع کی کھلی برأت کا اعلان کرتے ہوئے ان واقعات کے ذمہ دار عناصر کی دوٹوک مذمت کر کے اُن کے لیے مؤثر سزا کا مطالبہ کیا تھا۔

جس علاقوں میں تخریب کاری کے واقعات ہو رہے ہیں اُس علاقے کے رہنے والوں کا عام مشاہدہ یہ ہے کہ کشیدگی پھیلانے، فساد کھڑا کرنے یا تخریب کاری کا ارتکاب کرنے والے اجنبی چہروں کے لوگ ہوتے ہیں جو کہیں باہر سے آتے ہیں اور آناً فاناً آگ لگا کر چلے جاتے ہیں اور ردّعمل کے طور پر علاقے میں کشیدگی، بدگمانیاں اور افواہیں پھیل جاتی ہیں۔ جو جلتی پر تیل کا کام کرتی ہیں۔ یہ حرکتیں جو بھی عناصر کر رہے ہیں وہ نہ شیعہ ہیں اور نہ سنی وہ دین اسلام کے اصل دشمن ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے جذبات میں چنگاریاں بھروا کر خود مسلمانوں کے ہاتھوں مساجد اور باہم دیگر لوگوں کی جان و مال کو تباہ و برباد کیا جائے۔ کچھ عرصہ یہ مذموم سلسلہ جاری رہے گا تو عام مسلمان از خود مسجد سے بھی بیزار ہو جائیں گے اور مذہب کو فساد کی اصل جڑ سمجھ کر اس سے متنفر ہو جائیں گے۔ یہ ہوگا تب ہی اس ملک میں مذہب کی رکاوٹ کو دور کر کے الحاد کی بنیاد پر چلنے والے پروگراموں کو توسیع دی جاسکے گی۔ یہ سوچی سمجھی سازش ہے۔ مسلمانوں کو خواہ وہ شیعہ ہوں یا سنی دین کے اصل دشمنوں کو پہچان کر اُن کے خلاف متحد ہو جانا چاہیے۔ خود کو شیعہ سُنی میں بانٹ کر اور ایک دوسرے سے دست بگریباں ہو کر اسلام کے دشمنوں کو اسلام کے خلاف اپنا مورچہ مضبوط کرنے کا موقع نہ دینا چاہیے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ تمام مسلمان بالعموم اور اہل لیاقت آباد بالخصوص ہوشمند اور باشعور ہونے کا ثبوت اس کشیدگی کو ختم کر کے دیں گے۔ (روزنامہ جسارت ۱۸ اپریل ۱۹۸۳)

حالیہ واقعات میں سزا پانے والوں کے لیے رحم کی اپیل کی جاسکتی ہے

ڈی ایم ایل اے کا کھلی کچہری سے خطاب

کراچی ۲۰ جون (اسٹاف رپورٹر) لیاقت آباد میں ہونے والے واقعات میں ملوث جن افراد کو فوجی عدالتوں سے مختلف میعاد کی سزاؤں کا حکم سنایا جاچکا ہے ان کے لواحقین ان کی رہائی کے سلسلے میں رحم کی اپیلیں مارشل لاء حکام کے پاس دائر کر سکتے ہیں۔ یہ بات ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل محمد افضل خان نے آج رات ضلع ساؤتھ میں لگائی جانے والی کھلی کچہری سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس موقعہ پر ایس ایم ایل اے ساؤتھ بریگیڈئر اخیان گل طاہر، ڈپٹی میئر عمر یوسف ڈیڈا، ڈپٹی کمشنر ساؤتھ شمس العارفین، ایس ڈی ایم سول لائنز، اعلیٰ پولیس و سول حکام، مجلس شوریٰ، بلدیاتی کونسلر اور سماجی کارکن بھی بھاری تعداد میں موجود تھے۔

میجر جنرل محمد افضل خان نے کھلی کچہری سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جن افراد کو اور طلبا کو سزائیں سنائی گئی ہیں وہ کسی ماں کے بیٹے ہیں اور سزا کا سن کر ماں کے دل پر کیا گزرتی ہے اس کا مجھے پوری طرح احساس ہے کیونکہ میں خود بھی خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہوں مگر جن لوگوں کو ان افراد کے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے ان کے بھی جذبات و احساسات ہیں اگر میری اولاد بھی جرم کریگی تو اس کو بھی قانون کے مطابق پوری سزا دی جائیگی۔ انہوں نے کہا کہ کوڑوں کی سزاؤں کا مجھے ذاتی طور پر بے حد دکھ ہوتا ہے مگر والدین کو چاہئے کہ وہ اولاد کی بہترین تربیت کریں اور نیک کردار و عمل کی ہدایت کریں جس نے اولاد کی بہتر تربیت نہیں کی وہ گنہگار ہے۔

ڈی ایم ایل اے نے شہر کے حالیہ واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان واقعات کا مذہب اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں، نماز نہ پڑھنے والے اسلام کے نام پر چھریاں مار رہے ہیں انہوں نے یاد دلایا کہ ہم جس مذہب کے پیروکار ہیں اس کا رسول کہتا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جس کے ہاتھ اور زبان سے

اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ آج ہم اس قدر گر چکے ہیں کہ فروعی باتوں پر فساد پھیلا رہے ہیں جبکہ فسادی واجب القتل ہے اسلام میں فتنہ پھیلانے والے کے لیے حکم ہے کہ وہ ملک کی ایک تہائی آبادی ہی کیوں نہ ہو حاکم اس کو قتل کردے کیونکہ فتنہ قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ جب قتل کی سزا موت ہے تو اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے؟ انھوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ فتنہ و فساد کی فضاء کو ختم کریں اور اخوت و بھائی چارگی کے جذبے سے ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیں۔

(روزنامہ حریت ۲۱، اپریل ۱۹۸۳)

حالیہ ہنگاموں میں گرفتار اور سزا پانے والے تمام افراد کی رہائی

احترام رمضان میں گورنر کا حکم

۱۴ جون (اسٹاف رپورٹر) گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی نے حالیہ ہنگاموں میں گرفتار اور سزا پانے والے تمام افراد کو رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔ صوبائی حکومت کی جانب سے جاری شدہ پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ مقامی انتظامیہ اور مارشل لا حکام کی کوششوں کے نتیجے میں کشیدہ علاقوں میں امن وامان کی فضاء بحال ہو چکی ہے اور وہاں سے اپنے مکانات چھوڑ کر چلے جانے والے افراد بھی واپس آگئے ہیں۔

اس موقع پر مختلف مکاتب فکر کے علماء وفاقی مجلس شوریٰ کے ارکان، بلدیاتی کونسلروں اور معزز شہریوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ تمام علاقوں میں امن وامان برقرار رکھنے میں انتظامیہ سے بھرپور تعاون کیا جائے گا اور مختلف فرقوں کے درمیان کسی قسم کے قابل اعتراض واقعہ کو رونما نہیں ہونے دیا جائیگا چنانچہ گورنر سندھ و مارشل لا ایڈمنسٹریٹر زون سی لیفٹننٹ جنرل ایس ایم عباسی نے حکم دیا ہے کہ حالیہ ہنگاموں میں گرفتار اور سزا پانے والے تمام افراد کو فوری طور پر رہا کر دیا جائے۔

(روزنامہ حریت ۱۳، جون ۱۹۸۳)

maablib.org

مولانا سید انیس الحسنین کا ایک اہم اور تاریخی بیان

سندھ بلوچستان ہائی کورٹ متفرق درخواست نمبر 11/1968، محترمہ شیریں بائی دختر جناح کی جانب سے دائر درخواست برائے جانشینی سرٹیفکٹ بسلسلہ ترکہ فاطمہ جناح متوفیہ کے سلسلے میں مولانا انیس الحسنین نے بطور گواہ عدالت کو بتایا کہ "میں ایک شیعہ مولوی ہوں میرا تعلق اثناعشری مسلک سے ہے۔ مجھے تقریباً دو بجے رات قائداعظم کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے گورنر جنرل ہاؤس بلایا گیا۔ وہاں پہنچنے پر میری ملاقات محترمہ فاطمہ جناح سے ہوئی اُنہوں نے ہدایت کی کہ پہلے میت کو غسل دوں لیکن جب اُنہوں نے مجھے کہا کہ اس کی کوئی جلدی نہیں اور میں گھر جا کر صبح واپس آسکتا ہوں کیونکہ یہ رسومات لوگوں کو اطلاع کر کے ادا کرنی چاہیں۔

میں اثناعشری غسال کو اپنے ہمراہ لے کر گیا۔ اس کا نام شیخ ہدایت حسین المعروف حاجی کلو ہے۔ وہ ابھی تک زندہ ہے میں نے اثناعشری طریقے کے مطابق غسل کا اہتمام کیا۔ یہ غسل گورنر جنرل ہاؤس کے ایک غسل خانے میں دیا گیا۔ محترمہ فاطمہ جناح نے مجھے نماز پڑھوانے کے لیے کہا۔ نماز اسی کمرے میں پڑھائی جہاں میت رکھی گئی تھی۔ صرف نو یا دس افراد موجود تھے ان میں کچھ نام میں لے سکتا ہوں مثلاً یوسف ہارون، ہاشم رضا، قاسم رضا، آفتاب حاتم علوی، حاجی کلو اور دوسرے غسال۔

اس اثناء میں مولانا شبیر احمد عثمانی پہنچ گئے۔ میں نے اُنہیں بتایا کہ میں شیعہ مسلک کے مطابق رسوم ادا کر رہا ہوں۔ جس پر اُنہوں نے جواب دیا کہ اُنہیں کوئی اعتراض نہیں اور یہ کہ وہ صرف قائداعظم کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں اُنہیں قائداعظم والے کمرے میں لے گیا۔ جہاں انہوں نے چہرہ دیکھا اور چلے گئے۔ کمرے کے باہر موجود ملک کی نمایاں شخصیات سمیت نواب لیاقت علی خان موجود تھیں۔ اُنہیں بھی پتہ تھا کہ شیعہ روایات کے مطابق تدفین کی جارہی ہے لیکن کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ گورنر جنرل ہاؤس کے صحن میں لے جانے تک میں میت کے قریب بیٹھا رہا۔ اس وقت لوگوں کو چہرہ دیکھنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ اب میت سرکاری اہتمام میں چلی گئی تھی میں اس کے ساتھ نہیں گیا تھا"

(ص ۳۸ قائداعظم کے خاندانی تنازعے مصنف خالد احمد
پرنٹ لائن پبلشرز لاہور پہلا ایڈیشن سن اشاعت اپریل ۲۰۰۰)

ایک وکیل کے قلم سے کراچی کے حالات کا تجزیہ

جناب نذیر حسین شاہ کاظمی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کراچی

بشکریہ لاجواب مقالہ (جوابی حلف نامہ)

کراچی میں علمائے اسلام کا تحریری مباحثہ

مؤلف ومحلف: تاج المبلغین۔ مولا تاج الدین صاحب حیدری قبلہ

صدر دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ کینٹ

(نوٹ: جوابی حلف نامہ کا ابتدائیہ پیش کر رہے ہیں جو ایک نامور قانون داں اور اس مقدمہ میں ملت جعفریہ کی جانب سے وکیل نے تحریر کیا ہے۔ جوابی حلف نامہ سندھ ہائی کورٹ میں فریق مخالف کی جانب سے اٹھائے جانے والے سوالات کے جواب کے طور پر عدالت میں پیش کیا گیا اور کتابی شکل میں "لاجواب مقالہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ تاریخی اہمیت کی دستاویز ہونے کے علاوہ ایک وکیل کی نگاہ سے حالات کا بھرپور تجزیہ بھی ہے)

بلا عنوان

نظم میں عربی، فارسی اور اردو غزل اور مذہبی شاعری کا ایک ضخیم مجموعہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ہے۔ نثر میں ''عربی ادب کے پچیس سال'' جیسے مقالات بھی ہیں جو بذات خود ایک کتاب ہے۔

کانفرنسوں اور سیمناروں کے مقالات بھی صدہا عربی افسانوں کے تراجم افسانوں بھی ادبی اور تحقیقی مضامین بھی تاریخ اسلام پر بھی بے شمار مقالات بھی، جن کے شائع شدہ اور قلمی صفحات میری تین الماریوں میں بے ترتیب پڑے ہیں۔

اس لیے کہ ان کی ترتیب و تنظیم کے لئے جس سرمائے کی ضرورت ہے وہ اتفاق سے ان لوگوں کے پاس ہے جو کاغذ کو فقط حساب کتاب یا پارسلوں میں باندھنے کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں۔

میں نے تقریباً چالیس سال سے روزانہ دس سے پندرہ صفحات کے حساب سے جو حاصل مطالعہ و مشاہدہ قلم بند کیا ہے، وہ میرا فرض تھا۔ اس کی ترتیب واشاعت اس معاشرہ سے متعلق ہے جو چاہے تو ان کو نذر آتش کردے یا مناسب سمجھے تو ان کو مستقبل کے لئے محفوظ کر لے۔

مجھ سے بہت عظیم اہل علم و فکر کے نتائج تباہ ہو گئے اور ارباب دولت کے ہفوات آب زر سے لکھے گئے مگر آخری فیصلہ تاریخ نے کیا جو فیصلوں میں بڑی بے رحم اور غیر جانبدار ہے۔

سید ضیا الحسن موسوی''

ابتدائیہ

ماہ جنوری ۱۹۸۳ء سے عروس البلاد کراچی فرقہ وارانہ کشیدگی اور منافرت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ۱۳ جون ۱۹۸۳ء کی اخباری خبر ہے کہ اسیران و سزایافتگانِ فسادات کراچی کو رہائی ملی ہے۔ دمِ تحریر حالات کافی بہتر ہیں۔ ماحول اب بھی خوفزدہ ہے، کل کیا ہوگا وقت بتائے گا۔ عمالِ حکومت، عمائدین و زعمائے شہر فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے میں کوشاں ہیں۔ اب تک لیاقت آباد جسے کراچی کا شورش گڑھ کہنا چاہیے مسلمانوں کے لیے نشانِ حسرت بنا ہوا ہے۔ یہاں کیا ہوا؟ اہلِ کراچی و دیگر ہم وطنوں پر ظاہر ہے۔ قریباً ایک درجن شیعہ مساجد اور امام بارگاہیں ہدف تاخت و تاراج و نذرِ آتش ہوئیں۔ بقیاسِ اغلب دو سو سے زائد شیعہ گھروں کو لوٹ لیا گیا بلکہ لوٹ مار کے بعد نذرِ آتش کر دیا گیا جس کی بنا پر شیعہ متاثرین علاقہ سے ترکِ سکونت کر کے چلے گئے۔ یہ متروکہ املاک اور عبادت گاہیں اب بھی حساس ذہنوں اور صلح جو صاحبانِ دل و ضمیر کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں۔ کراچی شہر کے متاثرہ علاقہ جات میں متعدد بار کرفیو نافذ ہوا۔ پولیس اور فوج محوِ گشت رہی۔ حالات پر قابو پانے کی کوشش کی گئی۔ تفتیش کیلئے کراچی میں ایک تحقیقاتی ٹریبونل کی تشکیل ہوئی جس کے سربراہ مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد مقرر ہوئے۔

اس دیباچہ کی تالیف کا مقصد فروغِ اتحاد بین المسلمین ہے نہ کسی کی دل آزاری پیشِ نظر ہے، نہ کسی فرقہ اسلامیہ کی کم مائیگی یا بالاتری نفسِ مضمون ہے۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ یکجہتی بدرجۂ اتم موجود ہے اور اہلِ خرد نظرِ عمیق رکھتے ہیں۔ البتہ کچھ عناصر ماضی قریب سے سامنے آئے ہیں جن کا کردار مشکوک اور ارادے مذموم نظر آتے ہیں۔ ہر مخلص، امن پسند اور بہی خواہِ مملکت یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ آخر اس ہنگامہ آرائی کا کیا جواز ہے، فرقہ وارانہ کشیدگی سے بالآخر کیا حاصل ہوگا؟ یہ امر مسلمہ ہے کہ جب ملک ہنگامہ آرائی، داخلی انتشار اور تخریب کاری کا شکار بنتا ہے تو اندرونِ ملک عدمِ استحکام اور بیرونِ ملک ملّی ساکھ کا فقدان رہتا ہے۔ ہر نمک خوار پاکستانی کا یہ فرضِ منصبی ہے کہ وہ ان تخریب کاروں اور ملک دشمن عناصر کی نشاندہی کرے اور انتظامیہ کا فرضِ اولین ہے کہ وہ سماج دشمن، ملک دشمن اور اسلام دشمن شر پسندوں کا قلع قمع کرے۔

دہلی اور نیو دہلی کی طرز پر کراچی میں نیو کراچی آباد ہے۔ یہ آبادی ایک کثیر النفوس شہر ہے جو کراچی کی مضافات میں واقع ہے۔ نیو کراچی میں سیکٹر ۱۱۔ جی ایک داخلی حصہ ہے یہاں اہلِ تشیع کی مختصر آبادی ہے جنہوں نے ۱۹۵۶ء سے اپنی دینی ضروریات کے لیے ایک قطعہ پلاٹ پر مسجد تعمیر کر لی تھی۔ اس کا نام مسجد سکینہ رکھا گیا۔ ایک امام بارگاہ بھی قائم ہوا جس کا نام امام بارگاہ شاہ کاظمین رکھا گیا۔ شیعہ آبادی اپنے دینی امور میں ان دو عبادت گاہوں سے استفادہ کر رہی تھی۔ اس علاقہ میں گودھرا مسلم شیخ برادری بھی آباد ہے۔ یہ حضرات اہل سنت والجماعت مسلک رکھتے ہیں۔ ہر دو مکاتبِ فکر کے مسلمان، بھائی چارہ کی فضا میں رہائش پذیر تھے۔ برصغیر میں شیعہ سنی صدیوں سے آباد ہیں۔ سنی اکثریت کی آبادیوں میں شیعہ رہتے آئے ہیں اور شیعہ اکثریت کی آبادیوں میں سنی آباد ہیں۔ معمولی کشیدگی ہر معاشرہ، ہر قریہ بلکہ ہر گھر میں موجود ہوتی ہے۔

شیعہ سنی مسلک کے لوگ آپس میں رشتہ داریوں سے تارو پود ہوئے ہیں بلکہ ایک گھر میں خاوند شیعہ ہے تو بیوی سنی۔ بیٹا سنی ہے تو بیٹی شیعہ۔ ددھیال شیعہ ہے تو ننھیال سنی۔ کسی فرقہ کی فقہ شرع ان رشتہ داریوں اور جداگانہ کیش و مسلک کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔ پھر یہ فتنہ کہاں سے اٹھا ہے جو ملک و ملت کی بنیادیں ہلا رہا ہے۔ اس فتنہ پرور کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ یہ نہ شیعہ ہے نہ سنی۔ یہ فتنہ پرور اسلام کے مشترک و مقدس نام پر تخریب کاری کرتا نظر آتا ہے۔

اس فتنہ پرور کے عزائم کیا ہیں۔ اس فتنہ پرور سے شیعہ بیزار اور سنی نالاں ہیں۔ اس فتنہ پرور تخریب کار کی بابت حکومت وقت فکر کرے

تا کہ نظام اسلام کے نفاذ کی سرگرم کوششیں سبوتاژ نہ ہوں۔ اندرون ملک استحکام رہے، بیرون ملک ساکھ بڑھے، شیعہ سنی کا اور سنی شیعہ کا لحاظ کرے۔ پڑوسی، پڑوسی کا حق ادا کرے۔ اور اسکے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ سادہ لوح مسلمان کسی مفاد پرست کی نصائح قبیحہ کا شکار نہ ہوں۔

نیو کراچی سیکٹر ۱۱۔ جی کی مسجد سکینہ کی معمولی مرمت جاری تھی کہ کچھ مقامی لوگ مزاحم ہوئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ مسجد سکینہ نذر آتش کردی گئی اور امام بارگاہ شاہ کاظمین کو منہدم کردیا گیا۔ مقامی شیعہ تنظیم انجمن فدایان پنجتن کی فریاد در خور اعتنا و سماعت نہ سمجھی گئی۔ چنانچہ یہ معاملہ ایک بالغ النظر تنظیم "ہیئت ائمہ مساجد امامیہ" کے سپرد ہوا۔ یہ معزز تنظیم شیعہ علمائے محراب پر مشتمل ہے۔ اس تنظیم نے ایک فریادی احتجاج منعقد کرنے کیلئے نشتر پارک جو ایک عمومی پارک ہے اور اس نوع کے اجتماعات کے لیے مختص ہے، میں جمع ہو کر نماز وحدت ادا کرنے کا اعلان کیا۔ مقامی انتظامیہ نے اپنی صوابدید پر پارک کو مقفل کردیا اور اطراف میں پولیس فورس تعینات کردی۔

چنانچہ نشتر پارک میں انعقاد نماز وحدت نہ ہو سکا۔ اب شیعہ مجمع امام بارگاہ حضرت علی رضاؑ جو قریب ہی برلب محمد علی جناح روڈ پر واقع ہے کی جانب آگیا اور نماز وحدت ادا کی گئی۔ حکومت سندھ نے ہیئت ائمہ کے مطالبات صحیح جان کر من وعن منظور کرلیے۔ اس طرح یہ احتجاجی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ منظور شدہ مطالبات پر کیا گزری، اس کی تفصیل تو نہیں اجمالی تذکرہ انہی اوراق میں کیا جائیگا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اہل تشیع نے اس احتجاجی نشست میں نہ کوئی توڑ پھوڑ کی نہ فرقہ وارانہ مسئلہ پیدا کیا۔

صرف اتنا کہا کہ احتجاجی انتظامیہ کی نااہلی کے بارے میں ہے، جس کے باعث شیعہ عبادت گاہیں محفوظ نہیں ہیں اور اس ضمن میں حکومت کو یاد دلانا چاہا کہ جنوری ۱۹۸۲ء کے واقعہ محفل شاہ خراساں کے بعد حکومت نے اہل تشیع کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تھی۔ واضح رہے کہ واقعہ محفل شاہ خراساں میں شیعہ مسجد، عزاخانہ اور شبیہہ جنت البقیع کو نقصان پہنچایا گیا تھا اور مسجد میں موجود قرآن مجید کے نسخے بھی نذر آتش ہوگئے تھے۔

اس طرح یہ مسئلہ جو نیو کراچی سے متعلق تھا اور ایک مقامی معاملہ تھا خوش اسلوبی سے حل ہوگیا۔ مسجد سکینہ کا پلاٹ مقامی شیعہ انجمن کو الاٹ کردیا گیا اور امام بارگاہ کے لیے متبادل پلاٹ دیدیا گیا جس پر شیعہ آبادی نے چاردیواری کھڑی کردی جو بعد میں منہدم کردی گئی۔

اب سواد اعظم اہلسنت کے بارے میں سنیے۔ دیوبندی مسلک کے حضرات خود کو سواد اعظم اہل سنت کہتے ہیں۔ بریلوی مسلک کے سنی حضرات بھی سواد اعظم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان دو مسالک کے درمیان بھی عقیدے کے اختلافات موجود ہیں لیکن ان کی تفصیل دینا مطلوب نہیں ہے۔

بعض غیر شیعہ مذہبی تنظیمیں حکومت کے منصفانہ فیصلہ سے بلاوجہ ناراض ہوگئیں اور اہل تشیع کے خلاف محاذ آرائی شروع کردی۔ انہوں نے کئی ہنگامی جلسے اور کانفرنسیں منعقد کیں۔ شیعوں کے منظور شدہ مطالبات کو منسوخ کرنے کے لیے حکومت پر زور دیا اور اپنے دس مطالبات پیش کردیے اور بہتر گھنٹے کا نوٹس حکومت کو دیدیا۔ اب حکومت کے لیے صورت حال معمہ بن گئی۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ چنانچہ مسجد سکینہ کا الاٹمنٹ منسوخ کردیا گیا بلکہ حسب اطلاع بعد میں کو ... جماعت کے حوالے کردیا گیا۔ اہل تشیع کے منظور شدہ مطالبات منسوخ ہوجانے کے بعد سواد اعظم کی تحریک زیادہ موثر اور جاندار ہوگئی۔ جلسے جلوسوں، کانفرنسوں، اجتماعات، تقاریر کا سلسلہ اور انعقاد زور پکڑ گیا۔ اخباری خبروں اور رپورٹوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

اس غیظ وغضب کا شکار شیعہ عبادت گاہیں ہوگئیں۔ اہلِ تشیع کی ذاتی املاک کو نذرِ آتش کیا جانے لگا اور شیعوں کے گھروں میں لوٹ مار اور توہین کا بازار گرم ہوگیا۔ کچھ شیعہ افراد بے تقصیر موت کے گھاٹ اتار دیے گئے جن کا تعلق مسجد خیر العمل انچولی کے سانحہ سے ہے۔ انچولی کے سانحہ کے ان شیعہ مرحومین کے ایصالِ ثواب کی مجلس مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد میں ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کو ہونا قرار پائی۔ اس مجلس کا انتظام حسبِ اطلاع تنظیم ہیئت ائمہ مساجد امامیہ نے کیا تھا۔ آغاز مجلس دو بجے دن قرار پایا لیکن یہ مجلس فضائل ومصائب وایصالِ ثواب برپا نہ ہوسکی۔ کیونکہ غیر شیعہ عناصر نے مرکزی امام بارگاہ کا محاصرہ کرلیا اور حملہ کرنے کی بار بار سعی کی۔ اس طرح صورتِ حال کشیدہ ہوگئی۔ حاضرین مجلس کو رات بھر مرکزی امام بارگاہ میں محصور رہنا پڑا۔

پولیس نے متعدد افراد کو حراست میں لے لیا۔ اسیران سانحہ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کو ۱۳ جون ۱۹۸۳ء کو رہا کردیا گیا۔ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد پر جو ہنگامہ آرائی کی گئی اس کے بارے میں حکومت سندھ نے تحقیقاتی ٹریبونل زیرِ صدارت جناب مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد مقرر کردیا تھا جس میں طویل کاروائی ہوئی جو قریباً دو ماہ پر محیط تھی۔ اس فاضل ٹریبونل نے اپنی رپورٹ حکومتِ سندھ کو بھیج دی ہے جس کے مندرجات سے ہم بے خبر ہیں۔

مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کراچی کے سانحہ کے بابت جو تحقیقات ٹریبونل مقرر ہوا اس میں مقامی انتظامیہ کے اعلیٰ افسران نے اپنے بیانات قلمبند کرائے تھے اور شیعہ سنی تنظیموں کی جانب سے بھی گواہان پیشِ عدالت ہوئے۔ دورانِ شہادت شیعہ گواہوں پر فقہی، شرعی اور مذہبی نوعیت کے سوالات کیے جانے لگے جس پر فاضل جج موصوف نے بسرت چاہا کہ مذہبی نوعیت کے سوالات کے جوابات علمائے فریقین دیں۔
چنانچہ راقم الحروف نے امامیہ کونسل آف پاکستان کی جانب سے چار علمائے شیعہ کے نام پیش کیے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا تاج الدین صاحب حیدری۔ صدر دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ کینٹ۔
۲۔ مولانا آغا سید ضمیر الحسن صاحب نجفی آف احمد پور سیال ضلع جھنگ۔
۳۔ مولانا عبدالکریم مشتاق صاحب مقیم ناظم آباد کراچی۔
۴۔ مولانا محمد اسحٰق نجفی مقیم محمود آباد کراچی۔

ان علمائے کرام میں سے صرف مولانا تاج الدین صاحب حیدری کو کارِ خاص کے لیے بلایا گیا۔ موصوف ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو معہ معاونین سعید وگراں قدر لائبریری کراچی پہنچ گئے۔ اگلے روز فاضل ٹریبونل کو آگاہ کیا گیا کہ شیعہ عالم بنفسِ نفیس موجود کراچی ہیں۔ فریق مخالف (سوادِ اعظم اہلسنت) کے فاضل وکیل (خواجہ شرف الاسلام صاحب) نے فاضل ٹریبونل کو مطلع فرمایا کہ ان کے عالم دین بھی ملتان سے آچکے ہیں لیکن ملتان سے آنے والے سنی عالم دین کا کوئی تحریری حلف نامہ یا جوابی حلف نامہ ٹریبونل کے ریکارڈ پر نہیں آیا اور نہ ہی ان کا نام کسی فریق کے علم میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جج صاحب موصوف نے حکم دیا کہ استفسارات واعتراضات فریقین جو فقہ شرع سے متعلق ہوں حلف نامہ جات کی صورت میں علمائے دین فرداً فرداً داخل ٹریبونل کریں تاکہ ان کے جوابات تحریری طور پر مخالف فریقین کے علما دے سکیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ چنانچہ فریقین نے اپنے علمائے دین کے حلف نامہ جات بذریعہ وکلاء داخل ٹریبونل کیے۔ ایک مختصر حلف نامہ (اعتراضات سے مبرا) مولانا تاج الدین صاحب حیدری نے

مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۸۳ء کو داخل ٹریبونل کیا جو اس مرقعہ میں شامل کیا گیا ہے تاکہ حوالہ کے لیے زیرِ نظر رہے۔

غیر شیعہ تنظیموں نے بھی اپنے اپنے علماء کے حلف نامہ جات داخل کیے۔ کاروائی میں شریک فریقین میں نقول کا تبادلہ ہوا۔ سنی تنظیموں کے معترضین علماء کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا عبدالسبحان صاحب القادری۔ صدر تحریک نظام مصطفیٰ کراچی۔

۲۔ مولانا محمد وسایا الخطیب صاحب۔ نائب صدر جماعت اہلسنت کراچی۔

۳۔ مولانا محمد اسفندیار صاحب ناظم اعلیٰ سوادِ اعظم اہلسنت پاکستان جامعہ دارالخیر کراچی۔

مولانا تاج الدین صاحب حیدری نے میری معیت میں ہر سہ علمائے مذکورہ کے حلف نامہ جات کا بغور مطالعہ فرمایا اور اعتراضات واستفسارات کا جائزہ لیا۔ معترضین علماء کے علیحدہ علیحدہ تحریری حلف نامہ جات سے لیے گئے اعتراضات شاملِ گلدستہ ہیں قارئین کیلئے فکر انگیز ہیں۔

راقم الحروف کو جب یہ محسوس ہوا کہ شیعہ عالم دین کی اشد ضرورت ہے تو مولانا موصوف سے رابطہ کی کوشش کی گئی۔ ان کا ٹیلی فون نمبر میرے پاس نہ تھا۔ مدرسہ محمدیہ سرگودھا میں مولانا ملازم حسین اصغر سے ٹیلیفون پر رابطہ ہوا۔ ان کی معرفت بلوا کر کرنل (ریٹائرڈ) سید شبیر حسین شاہ صاحب سے اس مرحلہ کے بارے میں بات چیت ہوئی۔ مقصد یہ تھا کہ کرنل صاحب موصوف مولانا تاج الدین حیدری سے رابطہ قائم کریں اور کراچی بھجوائیں کرنل سید شبیر حسین صاحب اور مولانا ملازم حسین اصغر صاحب نے مناسب تگ ودو کی، ممتاز حسین صاحب جعفری آف وزیر آباد کی وساطت سے مولانا تاج الدین حیدری کو دارالتبلیغ گوجرانوالہ کینٹ میں پیغامات پہنچائے اور ٹیلیگرام وغیرہ بھجوائے۔ ان دنوں میں مولانا تاج الدین حیدری صاحب (حسبِ اطلاع ٹیلیفون) مجالس کے سلسلہ میں ڈیرہ غازیخان گئے ہوئے تھے۔ مجھے فون پر کرنل شبیر حسین صاحب نے بتایا کہ مولانا تاج الدین حیدری گوجرانولہ واپس آنے والے ہیں کیونکہ ان کا بشمول وفد صدر مملکت جناب ضیاءالحق صاحب سے گوجرانوالہ میں ملنے کا پروگرام ہے۔

چنانچہ حسب پروگرام صدر مملکت گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اس مخصوص تاریخ پر مولانا تاج الدین حیدری بھی واپس گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ واضح رہے کہ مولانا تاج الدین حیدری اپنے حلقہ انتخاب سے منتخب کونسلر بھی ہیں۔ اس ناطہ سے اور معروف شیعہ عالم ہونے کے باعث صدرِ مملکت سے ان کا ملاقات کا پروگرام مرتب ہو چکا تھا۔ بنابریں مولانا تاج الدین حیدری، مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ کی سربراہی میں شامل وفد ہو کر صدر مملکت سے قومی مفادات بالخصوص کراچی کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں مخصوص معروضات پیش کرنا چاہتے تھے۔ میرا خط بقدرِ مضمون مختصر ہے

۸۳-۴-۱۶

قبلہ مولانا تاج الدین حیدری صاحب مدظلہ العلی

السلام علیکم!

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے اور خداوند عالم و چہاردہ معصومین علیہم السلام آپ کو محفوظ و مامون رکھیں۔ اسی خط کے اندر ایک خط جس کا مکتوب الیہ کرنل سید شبیر حسین شاہ آف سرگودھا ہے ندہے اور یہ ملفوفہ اضافی ہے حالات فوٹو اسٹیٹ خط سے آپ کو پتہ چل جائیں گے۔ تاکیداً عرض ہے کہ آپ معہ حوالہ جات تیار رہیں اور دوسرے ٹیلیفون پر آپ کو مطلع کیا جائیگا کہ کراچی میں آپ کو کسی مخصوص تاریخ پر تشریف لانا ہے۔ یہ

قومی کام ہے۔ آپ مولانا مرحوم مبلغ اعظم کی جگہ بی بی عالیہ کے وکیل ہیں۔ اس لیے یہ دینی فریضہ واجب ہے۔ مطلق غفلت نہ کریں۔ کراچی میں آپ کی آمد آمد کا شور وغل ہے۔

عدالت کی پیشی کی تاریخ تاحال مقرر نہیں ہوئی۔ دوسرا ٹیلیفون کرنے پر آپ کو براہ راست یا بذریعہ کرنل صاحب موصوف تاریخ مقررہ سے آگاہی ہوگی۔ آپ اپنے ساتھ چاہیں تو ایک معاون لا سکتے ہیں۔ خرچہ ظاہر ہے ہمیں برداشت کرنا ہے۔ اطمینان سے آئیں اور یہ ٹالنے والی بات نہیں ہے۔ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لا چکے ہیں۔

کیفیت ایک استغاثہ کی رکھتا ہے۔ میرا یہ خط مولانا تاج الدین حیدری کو مل چکا تھا۔ اس مختصر مکتوب کو پڑھنے کے بعد مولانا تاج الدین حیدری پر یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ ان کا کراچی جانا ایک ایسا فریضہ ہے جس سے پہلو تہی کرنا ہر لحاظ سے نامناسب تھا۔ واضح رہے کہ میں نے اپنے خط میں بھی تاکیداً لفظ "فریضہ" تحریر کیا تھا تاکہ مولانا تاج الدین حیدری پر اہمیت واضح ہو، وہ اپنی مصروفیات ترک کر دیں اور عازم کراچی ہوں۔

میرا اضطراب اور مولانا تاج الدین حیدری کی آمد

(جمعہ ۲۲، اپریل ۱۹۸۳ء) جب راقم الحروف تحقیقاتی ٹریبونل میں شیعہ عالم کو پیش کرنے کا عہد کر چکا تو میرے دل و دماغ میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو چکی تھی۔ ایک آدھ دن قبل کرنل سید شبیر حسین شاہ صاحب نے مجھے فون پر بتایا تھا کہ مولانا موصوف گوجرانوالہ میں نہیں تھے۔ اس اطلاع پر کہ تاحال کرنل صاحب کا رابطہ مولانا موصوف سے نہیں ہو سکا تھا۔ میں سخت مضطرب ہوا۔ یوم جمعہ کے باعث عدالتی تعطیل تھی۔ میں سنگین تذبذب کا شکار رہا تھا۔

پورا دن فکر مند رہا کہ کل ٹریبونل میں کس عالم دین کے موجود ہونے کی اطلاع دوں گا۔ رات ہو چکی تھی۔ میں متفکر و مضطرب اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اکیلا سوچ رہا تھا کہ کل ٹریبونل میں کیا کہوں گا۔ عالمِ دین کو پیش کرنے کا وعدہ کیا جا چکا تھا اور مطلوبہ عالمِ دین سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔ رات کے دس بجے کا وقت ہوگا کہ کسی نے ہمارے دروازے پر گھنٹی بجائی۔ میں نے اپنے لڑکے زکی رضا کو دریافت کرنے کے لیے بھیجا تو اس نے واپس آکر بتایا کہ کچھ آدمی ایک سوزوکی گاڑی سے اپنی کتابوں کے کچھ صندوق اتار چکے ہیں اور کچھ اتارے جا رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مولانا تاج الدین حیدری کے آدمی ہیں۔ اس اطلاع پر میں خوش تو ہوا لیکن ذرا سوچا کہ صرف کتابیں اور مولانا صاحب کے بھیجے ہوئے افراد وقت کی ضرورت سے عہدہ برا نہیں ہو سکیں گے۔

تھوڑی دیر میں تین افراد میرے پاس بالائی منزل پر آ پہنچے۔ کتابوں کے صندوق نیچے رکھوا دیے گئے۔ اس صورت حال میں دعا سلام کے بعد جو پہلا سوال میرے ذہن میں مرتب ہوا وہ یہ تھا کہ مولانا تاج الدین حیدری کیوں نہیں آئے۔ یہ تینوں افراد میرے سوال کا مفہوم فوراً سمجھ گئے۔ ان میں سے مولوی غلام حسین نے مسکرا کر بتایا کہ ان کے استاد مولانا تاج الدین حیدری آج رات بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچ رہے ہیں۔ آپ ان کے لیے گاڑی اور آدمی بھیجیں جو اُن کو ایئر پورٹ سے گھر پر لے آویں۔ میں نے اپنے لڑکے ذکی رضا اور بھانجے عنایت حسین کو ایئر پورٹ بھیجا۔ بحمد اللہ وہ مولانا موصوف کو لیکر رات کے ایک بجے کے قریب گھر پر آ گئے میں جاگ رہا تھا۔

مولانا کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ مولوی صاحب تشریف لے آئے میں نے ان کے چہرے پر ایک لمحہ کے لیے نظر جمائی۔ تصور میں مبلغ اعظم مولوی محمد اسمٰعیل مرحوم کو دیکھا۔ مولانا سے بغل گیر ہو کر میں نے ان کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

میرے بار بار کے شکریہ کہنے پر مولانا صاحب نے کہا کہ میں اپنے فرض کی تکمیل کیلئے آیا ہوں۔ آپ کے خط نے مجھے پابند اور بے قرار کردیا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ خط مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ نے پڑھا اور مجھے کراچی جانے کی تاکید کی اور بقیہ مصروفیات ترک کرنے کا حکم دیا۔ میں نے مولانا صاحب سے مختصر کیفیت رات کے وقت عرض کی اور بتایا کہ کل عدالت میں پیشی نہیں ہے۔ صرف عدالت میں نام بتانا ہے کہ کون شیعہ عالم کشائش عقدہ کے لیے کراچی میں تشریف فرما ہے کہ طلبی پر حاضر ٹریبونل ہوسکتا ہے۔ مولانا صاحب کے تاثرات سے میں نے یہ محسوس کیا کہ ابھی تک محسن قوم شیعہ، مبلغ اعظم محمد اسمٰعیل دیوبندی مرحوم زندہ ہیں۔

یہ امر قابلِ وضاحت ہے کہ میں نے مولانا تاج الدین صاحب حیدری کو (مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی مرحوم کے بعد) بی بی عالیہ سیدہ طاہرہ فاطمہ زہراؑ کا وکیل کہا ہے۔ یہ میرا ذاتی اندازِ فکر ہے۔ قارئینِ کرام کی آراء مختلف ہوسکتی ہیں۔ راقم الحروف کے ساتھ امامیہ کونسل کا رابطہ اور شیعہ وکلاء کے پینل کی تشکیل ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کے سانحہ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کے بابت حکومت کے پریس نوٹ مجریہ ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء کے مطابق تحقیقاتی ٹریبونل کی تشکیل ہوچکی تھی اور کاروائی کا آغاز ہوچکا تھا۔

اس اندوہناک سانحہ کے بعد ایک تنظیم بنام شیعہ کونسل کی ہنگامی تشکیل کی خبر بھی اخبارات میں شائع ہوچکی تھی۔ اس شیعہ کونسل میں وکلاء کا پینل بھی مرتب ہوا تھا۔ شیعہ کونسل کی کارگزاری کے بابت کچھ نہ لکھنا ہی بہتر ہے تاکہ باہمی شکوہ و شکایت کا جواز پیدا نہ ہوسکے البتہ کراچی کے معروف شیعہ قانون دان سید صغیر حسین صاحب جعفری جو بذاتِ خود متذکرہ شیعہ کونسل کے نامی گرامی رکن تھے۔ تحقیقاتی ٹریبونل میں فلاح المومنین ٹرسٹ لیاقت آباد (یہ ٹرسٹ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کراچی کا نگران ادارہ ہے) کی جانب سے پیش ہوئے لیکن دوسرے دن ٹریبونل کا بائیکاٹ کردیا۔ اسی طرح حسب نقل درخواست زیرِ نظر انجمن فدائیان پنجتن سیکٹر ۱۱۔ جی نیو کراچی کے عہدیدار مرزا تقی شوق نے بھی ٹریبونل سے کنارہ کشی کرلی اور شریک انکوائری و کاروائی ٹریبونل نہ ہوئے۔ اب ٹریبونل میں شریک کار کوئی شیعہ تنظیم موجود نہ تھی۔ اس طرح ٹریبونل کی کاروائی یکطرفہ رُخ اختیار کرسکتی تھی۔

اہلِ علم بالخصوص قانون اور عدالتی امور سے واقفیت رکھنے والے اہل الرائے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ عدالتی فیصلے فائل پر موجود مواد کی روشنی میں کیے جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ تحقیقاتی ٹریبونل میں کاروائی کسی شیعہ تنظیم کی عدم موجودگی کے باعث یکطرفہ رخ اختیار کرسکتی ہے، ان میں امامیہ کونسل پیش پیش تھی۔ یہ ملک گیر شیعہ تنظیم ہے۔ اس کا اپنا ڈھانچہ ہے اور کارکردگی۔ کراچی میں اس تنظیم کی شاخ محوِ عمل ہے۔ کراچی میں سید صغیر رضا زیدی امامیہ کونسل کے علاقائی سیکریٹری ہیں۔ اس تنظیم نے شامل انکوائری ٹریبونل ہوکر اپنا فریضہ ادا کیا۔ ضروری اخراجات برداشت کیے۔ واضح رہے کہ راقم الحروف اور دیگر وکلاء مشمولہ پینل نے اس معزز تنظیم کو اپنے پیشہ ورانہ معاوضہ سے مستثنیٰ رکھا۔ ہمارے لیے یہ سعادت ہے کہ اس دینی کام میں امامیہ کونسل کی وساطت سے ہم شریکِ کاروائی ہوئے۔

ٹریبونل کی کاروائی شروع ہوئے دو دن ہوچکے تھے اور بائیکاٹ جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے، عمل میں آچکا تھا۔ ناچیز عدالت میں حسب معمول اپنے عدالتی کام میں مشغول تھا کہ مجھے امامیہ کونسل کے کارکن تلاش کررہے تھے۔ میرے لیے یہ بڑا اعزاز ہے کہ مجھے اس کارِ منصبی کے لیے موزوں تصور کیا گیا۔ وگرنہ من آنم کہ من دانم۔ سید صغیر رضا زیدی، شیخ ریاض علی، راجہ نصیر اسعد، سید اکبر حسین، سید دلیر حیدر رضوی وغیرہ نے صورت احوال بیان کی۔ ٹریبونل میں پیش ہونے کے لیے مجھے مقرر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ٹریبونل میں کوئی شیعہ تنظیم شامل کاروائی

نہیں ہے کیونکہ شیعہ کونسل کے معزز رکن وکیل سید صغیر حسین صاحب جعفری نے بعض وجوہ کی بنا پر بائیکاٹ کر دیا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ ٹریبونل کے فیصلے یکطرفہ رخ اختیار کریں۔

میں نے ان حضرات کو پوری اعانت کا یقین دلایا لیکن وضاحت کی کہ عموماً اس قسم کی پیچیدہ اور محنت طلب قانونی اور عدالتی کارروائیوں کے لیے معاون وکلاء کی ضرورت ہوگی۔ مجھے شیعہ وکلاء کا پینل بنانے کا اختیار دیدیا گیا۔ میں نے اپنے علاوہ جن فاضل وکلاء کو شامل پینل کیا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ جناب وزیر علی الیف وزیر صاحب

۲۔ جناب سید اختیار حسین صاحب رضوی

۳۔ سید علی رہبر صاحب رضوی اور

۴۔ جناب احمد علی صاحب

ان فاضل وکلاء نے مجھ سے حقیقی تعاون فرمایا۔ ہر مرحلہ پر میری حوصلہ افزائی کی اور اپنی مساعی جمیلہ سے میرے شریکِ کار رہے۔ میں ان کی اعانت کا شکر گزار ہوں۔

اس ابتدائیہ کا شامل گلدستہ کرنا کیوں ضروری ہوا؟ اس کا ذکر بعد میں کروں گا۔ پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا تاج الدین صاحب حیدری کی عرق فشانی کا اجمالی تذکرہ کردوں کہ مولانا تاج الدین صاحب حیدری نے کس جان گذاری، تندہی، فرض شناسی اور عقیدت سے اس کام کی تکمیل کی جوان کے ذمہ لگایا گیا۔ یہ بات مخفی نہیں کہ مولانا تاج الدین صاحب حیدری شیعیت سے مشرف ہوجانے سے پہلے مسلک اہلسنت والجماعت سے منسلک تھے اور خاصی شہرت کے حامل سنی عالم تھے۔ نسبتاً سنی عقائد کی طرز پر وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ قرآن مجید، تفاسیر، تراجم، کتب عقائد و کلام اور تواریخ اسلام کی بلیغ النظر علمیت رکھتے ہیں۔ اس خصوصیت میں مبلغِ اعظم مولانا محمد اسماعیل دیوبندی مرحوم و مغفور کی زندہ مثال ہیں۔ مبلغ اعظم مرحوم کی طرح یہ بھی عقائدِ مذہب حقہ شیعہ اثنا عشری امامیہ سے مشرف و فیض یاب ہوگئے اور ناقدانہ انداز میں کتب سواد اعظم کا مطالعہ شروع کیا۔

خداداد استعداد کی بنا پر اعتراضات و استفسارات کے مدلل جوابات مرتب کرنے اور برسرِ عام بطرزِ مناظرہ استدلال دینے کی شہرۂ آفاق اہلیت پائی۔ موصوف دار التبلیغ الامامیہ گوجرانوالہ کینٹ کے سرپرست اور صدر ہیں۔ امورِ تبلیغ مذہب حقہ امامیہ میں لحہ بہ لحہ کوشاں و مصروف ہیں۔ سلسلہ درس و تدریس بھی ہے۔ مجالس و محافل میں بھی تبلیغ مسلک امامیہ میں عرق ریز ہیں اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سلسلہ میں محسن ملت جعفریہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ کے معتمد علیہ شریک کار ہیں۔

جب کراچی میں مولانا موصوف کے ذمہ تردید اعتراضات کا کام سونپا گیا وہ دینی انہماک سے حوالہ جات مرتب کرنے لگے۔ ان کے پاس ایک ضخیم ذاتی لائبریری تھی جس سے کماحقہ استفادہ کیا گیا۔ ان کے معاونین مولوی غلام حسین مہدی یعسوب (مولانا موصوف کے فرزند ارجمند) اور ثناء اللہ نے اعانت کی۔ میں ان کے تحقیقی کام قانونی نقطۂ نظر سے جانچتا رہا اور ان کے تحقیقی مواد کو قانون کی محتاط تحریر میں ڈھالتا رہا۔ بعض مراحل میں سید اختیار حسین رضوی ایڈووکیٹ اور سید علی رہبر رضوی ایڈووکیٹ میرے مدد و معاون رہے۔ یہ کارِ عظیم قریباً دو ہفتہ تک جاری رہا۔

ان محققین کی جماعت میرے غریب خانہ پر مقیم رہی۔ میں نے حسب توفیق خاطر و مدارات کی۔ امامیہ کونسل کی عنایات بھی شامل حال

رہیں۔ معززین شہر کا تانتا بندھا رہا۔ بعض علمائے کرام بھی تشریف آور ہوئے۔ ضعیف العمری کے باوجود مولانا محمد باقر شمس قبلہ رنجہ قدم ہوئے۔ علامہ عرفان حیدر عابدی صاحب کی آمد بھی ہماری ہمت افزائی کا موجب ہوئی۔ مشہور مبلغ سید فرزند رضا رضوی مدظلہ، معہ جناب سید ظہیر عباس رضوی صاحب نے بھی ہماری جانفشانی کا جائزہ لیا۔ دیگر حضرات کے نام فرداً فرداً لکھنا باعثِ طوالت ہوگا۔

اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ بعض اکابرین ملت نے دعوتِ طعام کی زحمت بھی فرمائی لیکن مولانا اس قدر مصروف تھے کہ صرف مصافحہ و تعارف کی حد تک ہی ملاقات رہتی۔ ہر آنے والا مطمئن تھا کہ جس جان کوشی سے جوابات مرتب ہو رہے ہیں، مخالفین کے لیے انشاء اللہ دلائل قاطع و براہین ساطع ثابت ہوں گے۔

وقت کی کمی، کام کی زیادتی اور شدتِ مصروفیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرحلہ پر ہمیں ۳۶ گھنٹے مسلسل متواتر تحقیقی و تحریری کام کرنا پڑا جبکہ دوسرے ہی دن جوابی حلف نامہ جات ٹریبونل میں داخل کرنا ضروری تھا۔ مولانا صاحب تحقیق و حوالہ جات کو طول دے رہے تھے اور وقت کا دامن تنگ ہوتا جارہا تھا۔ مجھے اس طرح محسوس ہو رہا تھا کہ مولانا کا مافی الضمیر ابھی تشنۂ تسکین تھا۔

میں نے مولانا سے گزارش کی کہ عدالتی حکم کے مطابق آج ۱۱ بجے دن جوابی حلف نامہ جات کا داخل کرنا لازمی ہے۔ قارئین کرام مذہب شیعہ پر کیے گئے حلفی اعتراضات و حلفی جوابات کا مطالعہ کرکے اندازہ لگا سکیں گے کہ اس کارِ عظیم کی نوعیت کیا تھی، کتنا وقت درکار تھا، کتنا وقت دستیاب تھا اور کس قدر صحتِ مضمون پیشِ نظر تھی کیونکہ آخر یہ دستاویز دائمی عدالتی ریکارڈ کا حصہ بننا تھی۔ وقت کی کمی اور کام کا حجم ہمارے آڑے نہ آسکے، کم از کم میں اس دستاویز سے مطمئن ہو چکا تھا کیونکہ اعتراضات کا کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں رہا تھا۔ میں نے اس دستاویز کے صفحات کو یکجا کر کے شمار کیا۔ یہ ۷۶ صفحات کی ایک مدلل کتاب (بہ قدر حجم نہیں بنفسِ مواد) مرتب ہو چکی تھی۔

اس جوابی حلف نامہ کے آخری دو صفحات اضافی ہیں۔ یہ جامع الازہر مصر کا فتویٰ بخط عربی وارد ہے۔ اس طرح یہ گلدستہ ۷۸ صفحات کی ایک مستند تاریخی دستاویز تھی جو معرضِ وجود میں آچکی تھی۔ قارئین عظام کے لیے ہدیۂ تبریک ہے۔ مؤلفین و قارئین بہ فضل ایزدی و بہ کرم چہاردہ معصومین علیہم السلام مثاب و ماجور ہونگے۔

اب حسب وعدہ عرض کروں گا کہ اس ابتدائیہ کو پیش لفظ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پچھلے صفحات کے مطالعہ سے ایک مخدوش فضا کا نقشہ نظروں کے سامنے آتا ہے۔ کراچی کا عمومی اور لیاقت آباد کا خصوصی ماحول احاطہ تحریر میں شامل ہو جاتا ہے۔ کراچی یہ روشنیوں کا شہر، کھنڈرات میں تبدیل ہوتا نظر آرہا تھا۔ مسلمان خوف زدہ تھے اور گوشہ نشین ہوا چاہتے تھے۔ یہ افراتفری، یہ نفسا نفسی، یہ بے حسی، یہ چشم پوشی اور بے لحاظی کسی تخریب کار، شرپسند کی صنعت گری تھی۔ اس کا جواب تاریخ مرتب کرے گی۔

اسلام چودہ سو سال پہلے ضوفشاں ہوا، کئی ادوار سے گزرا۔ زمانے کی شکست و ریخت نے اس کا حلیہ بدلنے کی کوشش کی لیکن اصلی اسلام محفوظ ہے، مفقود نہیں ہوا۔ یہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ اس کو تا بہ ابد قائم و دائم رہنا ہے۔ طاغوتی طاقتیں اسلام کے درپئے آزار ہیں۔ فرقہ واریت کو بلاوجہ ہوا دی جارہی ہے۔ مسلمان کو مسلمان سے دست و گریبان کیا جارہا ہے۔ یہ سامراجی اور صیہونی سازشیں ہیں جو مسلمان کو نیست و نابود دیکھنا چاہتی ہیں۔ اقوامِ عالم میں جہاں مسلمان فروکش ہیں وہاں وہاں تخریب کاری معمول بن چکی ہے۔ پاکستان میں بھی یہ عناصر دیکھنے میں آرہے ہیں۔ شیعہ سنی تو بھائی بھائی ہیں، ان کا اللہ ایک...... ان کا قرآن ایک...... ان کا آخری نبی ایک...... انبیاء و مرسلین اور آسمانی کتب اور ملائکہ پر

ان کے پختہ عقائد، علاوہ ازیں اکثر دینی امور میں یک جہتی، ایک جیسی رسوم، ملتے جلتے اعتقادات، درود سلام اور فاتحہ پر کار بند۔

البتہ بعض جزوی مسائل میں اختلاف ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ صدیوں سے شیعہ سنی شیر و شکر ہیں۔ آپس میں مل جل کر رہتے آئے ہیں۔ شیعوں پر کئی اعتراضات ہوئے۔ ان پر سیر حاصل جوابات دیئے گئے جو زینت و آرائش کتب خانہ جات ہو چکے ہیں۔ ہیں۔ تشنہ تحقیق ذہن خردمندی سے استفادہ فرمائیں۔

کراچی میں مخالفین شیعہ کی تشنگی طبع پھر عود کر آئی، شیعہ فقہ و شرع و عقائد کو ہدف تنقید بنایا گیا، علمائے اہلسنت والجماعت نے جن کے میں دیو بندی اور بریلوی مسلک کے علمائے مشاہیر شامل ہیں۔ اعتراضات کی علیحدہ علیحدہ جدولیں بصورت حلف نامہ جات مرتب کر کے شیعہ علمائے دین سے جواب طلب کیا، معترضین علماء اہلسنت والجماعت اسمائے گرامی گزشتہ اوراق میں پیش قارئین کیے جا چکے ہیں۔ ان اعتراضات کے مجموعی اجمالی جوابات مولانا تاج الدین صاحب حیدری نے ترتیب فرمائے ہیں۔ اعتراضات و جوابات اگلے صفحات میں قارئین کرام کے پیش نظر ہوں گے، استفادہ فرمائیں۔ یہ مختصر کیفیت احوال تھی جن کے پیش نظر پیش لفظ کی صورت میں تعارف کتاب کی ضرورت پڑی۔

ایک خاص نکتہ ہے، جس کی وضاحت یہاں ضروری ہے۔ وہ یہ کہ شیعوں کو اپنے عالم دین کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت ایک مجبوری تھی۔ نہ اعتراضات کیے جاتے نہ جوابات لیے جاتے۔ بھوکے سے اگر کوئی سوال کرے کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو اس کی کیفیت جوع کا تقاضا ہے کہ وہ کہے گا کہ چار روٹیاں۔ نہ بھوکے سے گنتی پوچھو نہ روٹیاں فراہم کرنے کی ذمہ داری لو۔ اسی طرح اہل تشیع کو کافر کہنے یا تجویز دیئے جانے کی سعی فرمائی گئی ہے تو شیعہ اپنا دفاع کیوں نہ کریں۔

شیعہ کسی جامد و صامت شے کا نام نہیں ہے۔ یہ محمد و آل محمد کا مذہب ہے۔ مجالس و محافل سے استفادہ کرتے کرتے ان کے بچے بھی سرسری جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اہل تشیع حضرات اس کتاب کو ضرور پڑھیں اور بچوں کو پڑھائیں تاکہ وہ مستقبل کے ہونہار شیعہ مناظرین کہلائیں۔

مقطع ابتدائیہ کے طور پر چند سطور سپرد قلم ہیں۔ ٹریبونل کی کاروائی میں شریک اراکین امامیہ کونسل، شیعہ گواہوں، سامعین، ہوشمند وکلاء صاحبان و علمائے کرام، اکابرین ملت بالخصوص نوجوانان ملت جعفریہ کے ہم شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے اس کار عظیم میں بہ قدر استطاعت قولے فعلے ہماری ہمت افزائی فرمائی۔

سب سے زیادہ مولانا تاج الدین صاحب حیدری کے مرہون منت ہیں کہ انہوں نے ہماری آواز پر لبیک کہا اور دینی شغف اور انہماک سے اس فریضہ کی تکمیل کی۔ یہ ایک مجموعی کوشش تھی، جس کے باعث ہم اس کار عظیم سے عہدہ براء ہو سکے۔ خوف طوالت کے باعث مزید وضاحتیں کرنے سے قاصر ہوں۔

سید نذیر حسین شاہ نقوی

ایم اے ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ ہائیکورٹ۔ کراچی

"ڈی ایم ایل اے کی جانب سے پیش کردہ چودہ نکات"

ہیئت ائمہ مساجد امامیہ کراچی کو دیئے گئے برائے جواب اور اختیار دیا گیا کہ جو چاہے تغیر اور تبدیلی کریں کمی و زیادتی کریں جواب دیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واعتصوا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

کراچی میں حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کے نتیجہ میں جو حالات رونما ہوئے وہ کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ مسلمانوں میں اب بھی ایسے چند افراد موجود ہیں جو حالات کو معمول پر لانے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ان عناصر کی حوصلہ شکنی اور مذموم عزائم سے باز رکھنے کے لیے ضروری سمجھا جارہا ہے کہ ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کیا جائے جو کہ سب کو قابل قبول ہو، اور حالات کو سدھارنے میں مددگار ثابت ہو، ہم کسی مسلک یا دینی فرائض میں مخل ہونا نہیں چاہتے اور نہ ہی یہ حق دوسروں کو دے سکتے ہیں، ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہر فرقہ اور مسلک پر یقین رکھنے والوں کو اپنے مذہبی رسومات ادا کرنے کی پوری آزادی ہے، جب تک وہ دوسروں کے عقائد میں مداخلت نہ کریں۔ اس معاملہ میں کچھ غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں اور اس بنیاد پر ہنگامہ آرائی تک نوبت پہونچی، ہم کچھ نکات کی وضاحت کرنا اور ضمانت دینا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ مستقبل میں شکایت نہ ہو، وہ ضمانتیں اور یقین دہانیاں مندرجہ ذیل ہیں

۱) امام بارڑوں و مساجد اور دیگر مذہبی احاطوں کو خالصتاً مذہبی رسومات کے لیے استعمال کیا جائے گا، کسی سیاسی یا احتجاجی جلسوں کی پابندی ہوگی۔

۲) کوئی ایسا قول یا فعل نہیں سرزد کیا جائے گا، جس سے دوسرے مسلمانوں کی دل آزاری ہو یا ان کے عقیدے اور مسلک کو ٹھیس پہونچے۔

۳) لاوڈ اسپیکر آرڈیننس کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی اور لاوڈ اسپیکر کے استعمال کو محدود کیا جائے گا اگر نہایت ضروری سمجھا تو یقین دہانی کرائی ہوگی کہ آواز صرف سامعین تک محدود رہے۔

۴) مذہبی جلسوں، جلوسوں پر چونکہ تا حال سرکاری پابندی نہیں ہے لہذا کسی ایسے راستے پر سے نہیں گزریں گے جس پر یا تو وہاں کے رہائش پذیر لوگ اعتراض یا ناپسندیدگی کا اظہار کریں یا ایسا کوئی دینی مدرسہ یا مسجد ہو جہاں کے منتظمین اس جلوس کا گزر گوارہ نہ کریں ایسی حالت میں جلوس کے راستے میں باہمی مفاہمت کے ذریعے ردو بدل کیا جائیگا۔

۵) اگر جلوس کے اوقات دیگر حضرات یا راستے کے مکینوں کے لیے باعث زحمت ہوں تو اس میں بھی تبدیلی کی جائیگی اور کوئی بھی نیا جلوس علاقے کے لوگوں کی مرضی کے خلاف نہیں نکالا جائیگا۔

۶) نیا امام بارگاہ بناتے وقت بھی علاقے کے لوگوں کی رضامندی لینا ضروری ہوگی جو ایسے مذہبی مقامات زیر تعمیر ہیں یا جن کے لیے صرف پلاٹ مختص کئے گئے ہیں یہی طریق کار اختیار کیا جائے گا۔

۷) اگر امام بارگاہ یا مذہبی مقامات کے اندر جگہ ناکافی ہو تو اس بات کا خیال رکھا جائیگا کہ زائد افراد ایسی جگہ نہ بیٹھیں جس سے ٹریفک میں خلل پڑے یا مقامی باشندوں کو دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔

۸) امام بارگاہوں یا مذہبی مقامات کے تقدس کا لحاظ رکھتے ہوئے وہاں کسی قسم کا اسلحہ یا گولہ بارود نہ رکھا جائے گا اور نہ لے جایا جائے گا۔ اس طرح جلوس میں بھی کوئی ہتھیار یا اسلحہ، ماتمی زنجیر یا کوئی اور اوزار جو صرف ماتم میں استعمال ہوتے ہوں وہ مستثنٰی ہونگے۔

۹) جلوس کا کسی ایسی جگہ ٹھہرنے سے پرہیز کریگا جہاں دوسرے مسلک کے لوگوں کی عبادتگاہ ہو۔ اور اس کے قیام سے انھیں دکھ پہونچے۔

۱۰) امن عامہ کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کسی بھی مذہبی جلسے یا جلوس پر پابندی کا حق محفوظ رکھ سکتی ہے البتہ اس حق کا استعمال باہمی افہام وتفہیم کے ذریعے کیا جائے گا، ایسے کسی فیصلے کا اثر اس جلسے جلوس کے مستقبل پر یا کسی اور طرح کے رسم پر نہیں ہوگا۔

۱۱) امن عامہ کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کثیر التعداد جلوس کو کم کیا جائے گا اور ان کی تعداد متعین کی جائیگی اور صرف وہی جلوس نکالے جائیں گے جو کہ اہمیت کے حامل ہونگے۔

۱۲) نظم وضبط کے قائم رکھنے کی ذمہ داری مذہبی رسومات عبادت گاہوں کے اندر یا باہر ادا کرتے وقت منتظمین انجمن پر عائد ہوگا۔ سرکاری انتظامیہ باہر سے مداخلت کے خلاف ضروری کاروائی عمل میں لائیگی۔

۱۳) مذہبی نوعیت کے اجتماعات یا جلوسوں میں کوئی ایسا اشتہار یا تصویر وغیرہ نہیں اٹھائی جائے گی جس کا تعلق مذہبی تقریب سے نہ ہو۔ جس سے دوسروں کے عقیدے مجروح ہوں یا جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

۱۴) ایسے تمام "پلاٹ" جن پر بغیر الاٹمنٹ کے مساجد یا امام باڑے یا عبادت گاہیں بنائی گئی ہیں، رضا کارانہ طور پر خالی کردی جائیں گی۔

ہمیں امید واثق ہے کہ مندرجہ بالا اقدامات سے فرقہ وارانہ مسائل کا حل نکل آئیگا، بہرکیف اگر کہیں بھی تنازعہ سامنے آجائے تو اسی طرح مل بیٹھ کر باہمی مفاہمت سے مسئلے کا حل تسلی بخش تلاش کیا جائے گا امن عامہ میں خلل ڈالنے کی اجازت کسی صورت نہیں دی جائے گی۔

"چودہ نکات" پر ہیئت ائمہ مساجد امامیہ (رجسٹرڈ) کراچی کا فیصلہ

۱۲ جون ۱۹۸۳ — حوالہ ۵۳۳-۸۳

"ہیئت ائمہ مساجد امامیہ (رجسٹرڈ) کراچی کی معرفت مارشل لا انتظامیہ نے مصالحت کیلئے ایک چودہ نکاتی فارمولا منظوری کیلئے دیا تھا۔

جس پر ہیئت ائمہ مساجد نے، ۲ جون کو عسکری مسجد دستگیر میں ٹرسٹ کے اراکین اور جلوس کے پرمٹ ہولڈرز کو بلایا تھا۔ اس اہم اجتماع میں مختلف علاقوں سے آنے والے افراد نے قومی مفاد کے مدنظر چودہ نکاتی فارمولا مسترد کردیا۔

ہیئت ائمہ مساجد نے فیصلہ کیا کہ چودہ نکاتی فارمولے میں حکومت مسجد و امام بارگاہ اور جلسہ وجلوس کے منتظمین کی رائے کو مقدم رکھے۔

کسی فرد یا فریق کو اجازت نہیں کہ انفرادی حیثیت سے یا کسی فرضی تنظیم کا سہارا لیکر ہمارے مطالبات و مقاصد کی نمائندگی کرے۔ ملت جعفریہ کی یقین دہانی کے لیے کافی ہے کہ ۲ جون، کے اجلاس میں جو متفقہ فیصلہ کیا گیا ہے ہیئت اس کی برابر پیروی کررہی ہے اور ایسے عناصر کو بے نقاب کرنے کی ہمیشہ کوشش جاری رکھے گی جو ملت جعفریہ کے مفاد کو قربان کرکے ذاتی اغراض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ غیور ملت جعفریہ، نام نہاد قائدین کے گٹھ جوڑ سے ہوشیار ہے اور ہیئت ملک وملت کی سلامتی اور دینی امور کی حفاظت کے لیے کام کرتی رہیگی۔

شیخ علی مدد

صدر: ہیئت ائمہ مساجد امامیہ

کل کراچی شیعہ کنونشن

۱۲، اگست ۱۹۹۴، بمقام اسلامک ریسرچ سینٹر

کراچی کے حالات کے پیش نظر ایک متفقہ لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے تحریک جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ اور مرکزی تنظیم عزاء کراچی نے متذکرہ کنونشن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس میں کراچی کے تمام علماء کرام خطباء عظام، ماتمی انجمنوں و دیگر تنظیموں، ٹرسٹ کے عہدیداران، دانشوران ملت، وکلاء نیز و دیگر تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندگان حضرات کو مدعو کیا گیا۔

اس کنونشن میں پوری قوم نے بھرپور اور مکمل شرکت فرمائی جس کی مختصر فہرست یوں ہے۔

۶۴ علماء کرام، ۱۷ خطباء عظام، ۱۴۰ نمائندگان تحریک جعفریہ، ۴۶ نمائندگان مرکزی تنظیم عزا، ۷ نمائندگان آئی او، ۱۳ نمائندگان آئی ایس او، ۱۳۶ ماتمی انجمنیں، ۴۶ نمائندگان ٹرسٹ، ۴۱ وکلاء حضرات، ۲۷ دانشوران ملت، ۱۹ نمائندگان یوم حسینؑ آرگنائزنگ کمیٹی، ۵ نمائندگان یوم حسین آرگنائزیشن اور ۴۲ نمائندگان بوتراب اسکاؤٹس نے شرکت کی۔

ان کے علاوہ لشکر امام زمانہ، المدد ویلفیئر، علمدار والنٹیئر، شہید فاؤنڈیشن، پاسبان اسلام اور دیگر تنظیموں کے نمائندگان نے بھی شرکت فرمائی اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

قراردادیں:

۱) آج کا یہ نمائندہ اجتماع تحریک جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ اور مرکزی تنظیم عزا کراچی کے اشتراک عمل کے نتیجہ میں اتحاد ملت کے روح پرور مظاہرے کو ایک نیک فال قرار دیتا ہے اور امید کرتا ہے کہ یہ اشتراک عمل ملت جعفریہ کی فلاح اور پاسبانیء حقوق شیعیان حیدر کرارؑ کے لیے قائم و دائم رہے گا۔ (انشاءاللہ)

۲) یہ اجتماع وزیر اعلیٰ سندھ کی جانب سے سانحہ نیو کراچی کو خود ساختہ بم دھماکہ قرار دینے کی مذمت کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ عبداللہ شاہ نے یہ بات کہہ کر ملت جعفریہ کی توہین کی ہے آج کا اجتماع عبداللہ شاہ کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ دشمنان اہل بیتؑ کی سرپرستی بند کردیں ورنہ خدا ان کا احتساب کرے گا۔

۳) گلبہار تھانہ میں ملت جعفریہ کے ۱۰۰ علماء اور کارکنان پر بغاوت کا مقدمہ درج کیا گیا۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ DSP ناظم آباد کے خلاف کاروائی کی جائے اور مقدمہ کو خارج کیا جائے۔

۴) دشمن اتحاد اسلام ہفت روزہ رسالہ "تکبیر" نے سانحہ نیو کراچی کو اپنے موجودہ شمارہ میں غلط انداز میں شائع کیا اور ملت جعفریہ کے مخلص رہبر و کارکن علامہ حسن ترابی کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کیے یہ اجتماع رسالہ کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ اپنا انداز تبدیل کرے نیز یہ اجتماع علامہ حسن ترابی پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

۵) شہر کراچی کی انتظامیہ عموماً اور خصوصاً ڈپٹی کمشنر سینٹرل اور DSP ناظم آباد و دیگر سرکاری ایجنسیاں ملت جعفریہ کے قتل میں برابر کی شریک ہیں کیوں کہ گلبہار میں تقریباً ۱۸ گھنٹے تک دہشت گرد ملت جعفریہ کے گھروں پر مسلسل جدید اور خودکار آتشی اسلحوں سے حملہ آور رہے متعدد بار رابطے کے

باوجود انتظامیہ نے کوئی کاروائی نہ کی یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پولیس اور دیگر سرکاری ایجنسیوں کو متعصب افسران سے پاک کیا جائے اور ملت جعفریہ کے شہداء کے قاتلوں کو گرفتار کر کے پھانسی دی جائے ورنہ ملت جعفریہ اپنا شرعی حق استعمال کرنے کی مجاز ہوگی۔

۶) چند روز قبل کورنگی میں سپاہ یزید کے دہشت گرد کلاشنکوف اور دیگر اسلحہ سے لیس گرفتار ہوئے لیکن رکن قومی اسمبلی مظفر علی شجرہ کی مداخلت پر علاقہ کی انتظامیہ نے ان کو رہا کردیا اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ سرکاری سطح پر دہشت گردوں کی سرپرستی بند کی جائے ورنہ عوام ان کا احتساب کریں گے۔

۷) ملت جعفریہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کا ہر فرد جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہے اور ملت جعفریہ کسی لسانی یا فقہی گروہ سے کوئی عناد نہیں رکھتی بلکہ وطن عزیز میں ناصبیت وخارجیت اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے ہمیشہ سے ہمہ وقت مصروف کار ہے۔

۸) عید میلاد النبی کا ماہ مبارک شروع ہو چکا ہے۔ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ میلاد النبیؐ کے جلوس ومحافل کو تحفظ فراہم کرے اور میلاد النبیؐ کے مخالفین ودہشت گردوں کے خلاف کاروائی کرے۔

۹) تعلیمی اداروں خصوصاً جامعہ کراچی کی انتظامیہ نے جامعہ کراچی میں یوم حسینؑ منعقد کرانے کی اجازت نہ دی ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان اداروں کو متعصب افراد سے پاک کیا جائے۔

۱۰) اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ جو دشمنان اسلام دشمنان اتحاد امت ملت جعفریہ کے خلاف غلیظ زبان اور رکیک نعرے بلند کرتے ہیں حکومت ان کو لگام دے ورنہ ملت جعفریہ ان شرپسندوں سے خود نمٹے گی۔

۱۱) اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام شعائر اللہ اور علمائے اسلام کو مکمل تحفظ فراہم کرنے کی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے ورنہ قہر الٰہی و احتساب عوام کے لیے تیار ہو جائے۔

۱۲) اجتماع کل یعنی ۱۳، اگست ۹۴ کو امام بارگاہ شہداء کربلا انچولی میں ہونے والی شہدائے اسلام کانفرنس میں بھرپور شرکت کا اعلان کرتا ہے۔

شہدائے اسلام کانفرنس

۱۳، اگست ۱۹۹۴، بمقام امام بارگاہ کربلا، بلاک ۲۰ فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

شیعہ کنونشن منعقدہ ۱۲، اگست ۱۹۹۴ء میں منظور کردہ قرارداد نمبر ۱۲ کے تحت شہدائے اسلام کانفرنس کا ۱۳، اگست ۱۹۹۴، بمقام امام بارگاہ کربلا، بلاک ۲۰ فیڈرل بی ایریا، میں انعقاد ہوا جسمیں قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی اور علامہ سید تقی شاہ صاحب نائب صدر تحریک جعفریہ پاکستان نے اپنے اوپر کراچی میں داخلہ پر عائد پابندی کی پروانہ کرتے ہوئے خصوصی شرکت فرمائی اور تمام شب کانفرنس میں موجود رہے۔

جلسہ گاہ اور اسٹیج جو کہ مسجد خیر العمل کے صحن میں بنایا گیا تھا نہایت ہی بہترین انداز میں آراستہ کیا گیا جو کہ تحریک جعفریہ اور مرکزی تنظیم عزا کے کارکنان کی جانفشانی کے مرہون منت تھا صرف ایک دن کے نوٹس پہ کانفرنس کا انعقاد کراچی کے غیر محفوظ حالات میں انتہائی دشوار ہدف تھا لیکن صد آفرین ان کارکنان تحریک جعفریہ ومرکزی تنظیم عزا کو جنھوں نے اپنی انتھک اور بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک نہایت بہترین ومنظم جلسہ کا انعقاد کیا۔ بوتراب اسکاؤٹ کو مذہبی اجتماعات کے انعقاد اور رہنمائی میں جو کمال حاصل ہے اس کے تحت حالات کے پیش نظر رہنمائی اور تمام بیرونی انتظامات سرانجام دینے کا فریضہ بوتراب اسکاؤٹ کنٹرول کمیٹی نے قبول کیا اور تمام انتظامات بحسن وخوبی سرانجام دیے۔

مسجد وامام بارگاہ سے باہر مسجد خیر العمل روڈ پر تحریک جعفریہ، مرکزی تنظیم عزا، بوتراب اسکاؤٹس، دیگر ماتمی انجمنوں اور تنظیموں کے کیمپ

نصب تھے۔ مختلف انجمنوں کی جانب سے پانی اور چائے کی سبیلوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ کسی ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لیے ابتدائی طبی امداد کے انتظامات یوم حسین آرگنائزنگ کمیٹی کی جانب سے کیئے گئے تھے۔ ان تمام انتظامات کی خصوصی نگرانی علامہ حسن ترابی اور جناب شمس الحسن ہشمی نے بنفس نفیس کی۔

تقریباً ساڑھے آٹھ بجے سے مومنین جوق در جوق جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لانا شروع ہو گئے ساڑھے نو بجے تک جلسہ گاہ، امام بارگاہ شہدائے کربلا کا ہال اور تمام چمن زار جو کہ مسجد و امام بارگاہ کے درمیان ہے اور مسجد خیر العمل روڈ پر ہزاروں مومنین کی آمد سے کھچا کھچ بھر چکا تھا یہاں پر مومنین کرام خصوصاً تنظیموں اور ماتمی انجمنوں کے کارکنان لائق صد ستائش ہیں کہ انہوں نے کسی اشتعال انگیزی یا غیر ذمہ داری کا مظاہرہ نہ خود کیا اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت دی۔

شرکائے شہدائے اسلام کانفرنس

کراچی میں رہنے والے تمام مومنین کرام نے خواہ کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتے تھے اس کانفرنس میں بھرپور شرکت کی اور خود کو ایک زندہ قوم کا باشعور اور ذمہ دار فرد ثابت کیا اس مجمع کثیر میں جن مومنین کرام تک ہماری رسائی ہو پائی اور اسٹیج پر مدعو کیے گئے ان میں قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی، حجتہ الاسلام علامہ سید تقی شاہ صاحب (نائب صدر تحریک جعفریہ)، حجتہ الاسلام مولانا سید عالم شاہ موسوی، حجتہ الاسلام مولانا غلام علی وزیری، حجتہ الاسلام مولانا شیخ شہاب الدین، پروفیسر علی رضا شاہ نقوی، علامہ عباس کمیلی علامہ عرفان حیدر عابدی، مولانا نواب حیدر عابدی، مولانا سید آقا حیدر نقوی، مولانا قمبر عباس، مولانا حسن ظفر نقوی، مولانا شبیر میثمی، مولانا غلام حسین کراروی، سید محمود الحسن رضوی، سید صغیر حسین جعفری ایڈوکیٹ، سید وقار حسین نقوی ایڈوکیٹ، جناب ایس ایم حیدر صاحب، جناب سید شمشیر حیدر جعفری صاحب اور چچا وحید الحسن کے علاوہ بے شمار قابل صد احترام و مراتب عالیہ پر فائز علماء، زعما، دانشوران ملت، شعراء کرام، نمائندگان ٹرسٹ اور ماتمی انجمنوں نے شرکت کی بوجہ اختصار تمام اسمائے گرامی تحریر کرنا مشکل امر ہے۔

کاروائی شہدائے اسلام کانفرنس

۱۰ بجے حجتہ الاسلام مولانا شبیر میثمی نے تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ نظامت کے فرائض جناب الطاف حسین، جناب آفتاب مرزا اور جناب ڈاکٹر رئیس حیدر نے انجام دیے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جن علماء کرام، خطبائے عظام، شعرا کرام، دانشوران ملت وکلا اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کانفرنس سے خطاب فرمایا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حجتہ الاسلام مولانا شیخ شہاب الدین صاحب، حجتہ الاسلام عالم شاہ موسوی، پروفیسر علی رضا شاہ نقوی، علامہ عباس کمیلی، علامہ سید عرفان حیدر عابدی، حجتہ الاسلام مولانا شبیر میثمی، حجتہ الاسلام مولانا سید حسن ظفر نقوی، سید صغیر حسین جعفری، جناب ایس ایم حیدر، جناب سبط جعفر صاحب، جناب سید باقر رضا صاحب، جناب شہرت بلگرامی صاحب، جناب زائر رضا صاحب، جناب محمد علی نجفی اور جناب حسن ایاز صاحب۔

ان تمام حضرات نے شہدائے اسلام کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اتحاد ملت جعفریہ کی تعریف کی۔ مقررین نے واضح کیا کہ اتحاد ملت کی موجودہ صورت حال انشاء اللہ بارآور ثابت ہوگی جس کے ذریعے ہم دشمنانِ ملت جعفریہ اور استعماری ایجنٹوں کے بزدلانہ اور گھناؤنے عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔ مختلف مقررین نے یہ بھی باور کرایا کہ ملت کے موجودہ اتحاد و یگانگت کے خلاف سازشوں کا ارتکاب

کرنے والے دشمنانِ ملت جعفریہ ہیں اور ملت کے موجودہ اتحاد و یگانگت کے خلاف ان کی کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہوگی۔

مقررین نے دشمنانِ ملت جعفری خصوصاً سپاہ یزید کے بزدل دہشت گردوں کی دہشت گردی کی مذمت کی اور کہا کہ یہ آمروں کی باقیات ملک میں انتشار و فرقہ واریت کے سہارے مملکت خداداد کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں ان دہشت گردوں کو قرار واقعی سزا دینے اور ان کے مذموم اور مکروہ کاروائیوں کو روکے۔ حکومت اگر ان دہشت گردوں کی کاروائیوں سے باز رکھنے کی اہلیت نہیں رکھتی تو ملت جعفریہ خود محافظ پاکستان ہے آگے بڑھ کر ان بے لگام دہشت گردوں کو خود لگام دے گی اور تمام حالات کی ذمہ دار موجود حکومت ہوگی۔

مقررین نے یاددلایا کہ جتنی قربانیاں اور کاوشیں تشکیل و تعمیر پاکستان میں ملت جعفریہ کی ہیں اور کسی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کی نہیں ہے بلکہ دہشت گرد نجدی ٹولہ تشکیل پاکستان کے وقت قائداعظم کو کافراعظم کے لقب سے پکارتا تھا اور آج بھی یہی لوگ استحکام پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے مذہب کی آڑ میں استعمار کی سازشوں پر عمل پیرا ہیں۔

مقررین نے پاکستان خصوصاً کراچی کی انتظامیہ اور پولیس کے رویے کی پرزور مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان اداروں سے متعصب اور استحکام پاکستان کے خلاف کاروائیوں میں ملوث افراد سے پاک کیا جائے اور تمام پاکستان میں ملت جعفریہ کے مظلوم شہدا کے قاتلوں کو بلاتاخیر گرفتار کر کے کھلی عدالتوں میں مقدمات چلا کر عبرتناک سزا دی جائے۔

مقررین نے واشگاف الفاظ میں باور کرایا کہ ملت جعفریہ عزاداری پر کسی بھی قسم کی پابندی برداشت نہیں کرے گی ہم عزاداری امام مظلومؑ کو اپنی اوپر واجب گردانتے ہیں اور اگر حکومت مراسم عزاداری کو تحفظ فراہم نہیں کرسکتی تو ہم خود تمام مجالس و جلوس ہائے عزا کا تحفظ کرنے کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مقررین کے پُرفکر اور ولولہ انگیز خطابات اور شعراء کرام کے پرجوش کلام اور نوحہ خواں حضرات کے پُردرد نوحہ خوانی کے بعد علامہ تقی شاہ صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ جناب نے اپنے خطاب میں ملت جعفریہ پر ہونے والے مظالم کے تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ ظلم و ستم اور بربریت کے انتہائی اقدامات سے بھی کلمۂ حق اور دین حق کے اجراء و تبلیغ اور عزاداری سید الشہداءؑ پر کوئی آنچ نہ آسکی انہوں نے مومنین سے اپیل کی کہ وہ اپنے آپ کو انتہائی سنگین حالات میں بھی عزاداری امام مظلوم کے لیے تیار رکھیں جو کہ دین حق کی ترویج کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔

علامہ تقی شاہ صاحب کے خطاب کے بعد محمد علی نجفی نے اپنے مخصوص انداز میں نوحہ پیش کیا اس کے بعد قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب نے طاغوت شکن خطاب فرمایا۔ اپنے محبوب و محترم قائد کا خطاب سننے کے لیے تقریباً تمام شب گزرنے اور بارش کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں مومنین کرام تشریف فرما رہے۔

آپ نے اپنے خطاب میں دوٹوک الفاظ میں حکومت کو متنبہ کیا کہ مراسم عزاداری ملت جعفریہ کے لیے واجب اور شہ رگ حیات ہیں اور اس میں کسی قسم کی رخنہ اندازی برداشت نہیں کی جائے گی ہم قانون کا احترام کرتے ہیں لیکن اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے اسلامیان پاکستان کو بے دریغ کھلے بندوں قتل کیا جارہا ہے ان کے قاتل دہشت گروں کے خلاف تمام ثبوت مہیا ہونے کے باوجود کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔ مساجد و امام بارگاہوں، جلوس و مجالس کے اجتماعات اور مومنین کرام پر بزدلانہ حملے کیے جارہے ہیں اور انتظامیہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے ہم ان دہشت گردوں کو استحکام پاکستان اور مسلمانان پاکستان کا دشمن تصور کرتے ہیں اور ملت جعفریہ کے خلاف قانون سازی

خصوصاً نام نہاد ناموسِ صحابہ بل کے سینیٹ اور قومی اسمبلی میں پیش کیے جانے کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے اسے ملک میں انتشار اور فرقہ واریت کی جڑ تصور کرتے ہیں اور یہ باور کرا دینا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے اقدامات کو روکنے اور ان سازشوں کو کچلنے کی ہم بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

آپ نے اہل تشیع اور اہل تسنن کے اختلافات خصوصاً مسئلہ خلافت جو کہ چودہ سال قدیم ہے ان کی آڑ میں مسلمانانِ پاکستان کو ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کرنے کو، ہم طاغوت خصوصاً امریکہ اور اسکے حاشیہ بردار مسلمان سربراہان مملکت کی سازش تصور کرتے ہیں۔

قائد محترم نے ملت جعفریہ کو انتہائی حالات سے نبرد آزما ہونے اور ہر قسم کی قربانی کے لیے ہمہ وقت تیار رہنے کی تلقین فرمائی۔

صبح چار بجے قائد ملت کے ایمان افروز خطاب کے بعد شہداء اسلام کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ باقاعدہ اختتام سے قبل شمس الحسن شمسی نے ۱۲، اگست کو منظور کی جانے والی قراردادوں کو دوبارہ پیش کیا اور متفقہ طور پر شرکائے کانفرنس سے منظور کرایا۔

ملی یکجہتی کونسل کا مشترکہ اعلامیہ

ذیل میں ملی یکجہتی کونسل کا مشترکہ اعلامیہ، ہم تاریخ کے ایک ریکارڈ کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں ممکن ہے اس کے کسی نکتے کے کسی حصہ سے یا اس کی تعبیر سے کسی کو اختلاف ہو لیکن اس امر سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ مخلصین امت مسلسل اتحاد کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ اس اعلامیے کی روح اور جذبہء اتحاد سے تو کسی کو اختلاف نہیں۔ جذبہ اور اعلیٰ مقصد موجود ہو تو اتحاد کی بابرکت منزل کی طرف پیش رفت آسانی سے جاری رہ سکتی ہے۔ (م۔ح)

۱۹۹۵ء میں مذہبی جماعتوں کے سرکردہ افراد سر جوڑ کر بیٹھے اور طویل بحث و مباحثہ کے بعد "ملی یکجہتی کونسل" بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ جس نے ۲۳ اپریل ۱۹۹۵ میں ایک ضابطہء اخلاق پر اتفاق کیا اور تمام گروہوں کے سرکردہ افراد نے اس پر اپنے دستخط کئے جو کہ یہ ہے:

۱۔ اختلافات اور بگاڑ کو دور کرنے کیلئے ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ تمام مکاتب فکر نظم مملکت اور نفاذ شریعت کے لئے ایک بنیاد پر متفق ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ہم ۳۱ سرکردہ علماء کے ۲۲ نکات کو بنیاد بنانے پر متفق ہیں۔

۲۔ ہم ملک میں مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو اسلام کے خلاف سمجھتے، اس کی پرزور مذمت کرنے اور اس سے اظہار برأت کرنے پر متفق ہیں۔

۳۔ کسی بھی اسلامی فرقہ کو کافر اور اس کے افراد کو واجب القتل قرار دینا غیر اسلامی اور قابل نفرت فعل ہے۔

۴۔ نبی اکرمؐ کی عظمت و حرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور آنحضورؐ کی کسی طرح کی توہین کے مرتکب فرد کے شرعاً و قانوناً موت کی سزا کا مستحق ہونے پر ہم متفق ہیں اس لئے توہین رسالتؐ کے ملکی قانون میں ہر ترمیم کو ہم مسترد کریں گے اور متفق اور متحد ہو کر اس کی مخالفت کریں گے۔ عظمت اہل بیت اطہار و امام مہدی رضی اللہ عنہم، عظمت ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن اور عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وخلفائے راشدین ایمان کا جزو ہے۔ ان کی تکفیر کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان کی توہین و تنقیص حرام اور قابل مذمت و تعزیر جرم ہے۔

۵۔ ایسی ہر تقریر و تحریر سے گریز و اجتناب کیا جائے گا جو کسی بھی مکتبہء فکر کی دل آزاری اور اشتعال کا باعث بن سکتی ہے۔

۶۔ شر انگیز اور دل آزار کتابوں، پمفلٹوں اور تحریروں کی اشاعت اور تقسیم اور ترسیل نہیں کی جائے گی۔

۷۔ اشتعال انگیز اور نفرت انگیز مواد پر مبنی کیسٹوں پر مکمل پابندی ہوگی اور ایسی کیسٹیں چلانے والا قابل سزا ہوگا

۸۔ دل آزار، نفرت آمیز اور اشتعال انگیز نعروں سے مکمل احتراز کیا جائے گا۔

۹۔ تمام مسالک کے اکابرین کا احترام کیا جائے گا۔

۱۱۔ تمام مکاتب فکر کے مقامات مقدسہ اور عبادت گاہوں کا احترام و تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

۱۲۔ جلسوں، جلوسوں، مساجد اور عبادت گاہوں میں اسلحہ خصوصاً غیر قانونی اسلحہ کی نمائش نہیں ہوگی۔

۱۳۔ عوامی اجتماعات اور جمعہ کے خطبات میں ایسی تقریریں کی جائیں گی جن سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں مدد ملے۔

۱۴۔ عوامی سطح پر ایسے اجتماعات منعقد کئے جائیں جن سے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک وقت خطاب کر کے ملی یکجہتی کا عملی مظاہرہ کریں۔

۱۵۔ مختلف مکاتب فکر کے حققات اور مشترکہ عقائد و نکات کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

۱۶۔ باہمی تنازعات کو افہام و تفہیم اور تحمل و رواداری کی بنیاد پر طے کیا جائے گا۔

۱۷۔ ضابطہ اخلاق کے عملی نفاذ کے لئے ایک اعلیٰ اختیاراتی بورڈ تشکیل دیا جائے گا جو اس ضابطہ کی خلاف ورزی کی شکایت کا جائزہ لے کر اپنا فیصلہ صادر کرے گا اور خلاف ورزی کے مرتکب کے خلاف کاروائی کی سفارش کرے گا۔

(بشکریہ سہ ماہی تقریب المذاہب اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۶)

''یہ شیعہ سنی کا جھگڑا نہیں ہے بلکہ ان دونوں کو آپس میں لڑوانے کی سازش ہے

ہیں تو کیا ہم مومنین کی قربانی روزانہ دیں گے لیکن

دشمن کی سازش یعنی شیعہ سنی فساد نہیں ہونے دیں گے''

(شہید علامہ حسن ترابی)

وقت سے پہلے تو مر نہیں سکتا

''۱۹۲۵ء میں حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ کورم ایجنسی کے قاضی ہو گئے۔ کورم اور پشاور کے اردگرد حافظ صاحب کی قابلیت اور حسن کردار کا اتنا چرچا ہوا کہ اپنے اور بیگانے سب گرویدہ ہو گئے خصوصاً جب انہوں نے پشتو زبان سیکھ کر مقامی زبان میں تقریر شروع کی تو لوگ آپ کی تقریر کے گرویدہ ہو گئے۔

آپ نے عوام کو پابند شریعت اور واقف عقائد کیا۔ آزاد قبائل میں مقبولیت واثر سے مشتعل ہو کر قتل کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ حافظ صاحب اپنے مکان کے باغیچے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ نور خان نامی دشمن آن پہنچا۔ آپ نے نیت کی، سورتیں پڑھیں، رکوع کیا وہ تاک میں تھا کہ سجدے میں جائیں اور فائر کرے۔ حافظ صاحب سجدے میں گئے دشمن نے پستول نکال کر نشانہ باندھا لیکن جھٹکا لگا اور پستول گر گیا۔

اُس نے ہمت کی پستول اُٹھا کر دوبارہ نشانہ باندھا اس مرتبہ رعشے کی وجہ سے گولی نہ چلا سکا۔ آخر مجبور ہو گیا، سامنے آیا اور پیروں پر گر پڑا۔ معافی مانگنے لگا۔ آپ نے پاس بٹھایا، کھانا کھلایا اور کچھ روپے دیئے اور ہنسی خوشی رخصت کیا''

(مطلع انوار مولانا مرتضیٰ حسین فاضل)

ص ۴۲۹

دهشت گردی کے خلاف
جعفریہ الائنس
کی
جیل بھرو تحریک

maablib.org

پس دیوار زنداں سے شہید سید ندیم حسین کی ایک تحریر

لانڈھی جیل کراچی 26.05.1990

وفاداران راہ حق   السلام علیکم

آغاز کلام رہبر عالیقدر آیت اللہ خامنہ ای کے اس قول سے کرتا ہوں "خدائی فریضہ کی پہچان میں غفلت نہیں کرنا چاہیے اور اُسے آسان نہیں سمجھنا چاہیے۔ دنیا کے سیاسی اور فوجی نظاموں کا خوف کھائے بغیر اپنے خدائی معیاروں پر گامزن ہونا ہماری بنیادی پالیسی ہے"

امید ہے کہ آپ لوگ انشااللہ بفضل خدا خیریت سے ہوں گے۔ ہم لوگ بھی بحمد اللہ یہاں خیر و عافیت سے ہیں دیگر احوال یہ ہے کہ خدا جو کچھ کرتا ہے وہ بندے کے لیے بہتر ہی ہوتا ہے۔ ہم نے یہاں تھانہ سے لے کر جیل تک بہت سے تجربات ور فوائد بھی حاصل کیے ہیں۔ انشااللہ آپ لوگوں نے بھی تجربات و مشاہدات، دوست حقیقی کی پہچان، منافق کی پہچان اور بہت سے ساتھیوں کو اندر سے پہچانا ہوگا اور بہت سے نئے روابط قائم ہوئے ہوں گے۔

تھانہ جسم کی مضبوطی کی جگہ ہے اور قوت و برداشت، ضبط و اداکاری اور حاضر دماغی کی جگہ ہے جبکہ جیل بالکل ایک الگ دنیا یہاں آکر انسان آزادی کی قدر و منزلت کو پہچان سکتا ہے اور انسان شناسی بھی کر سکتا ہے۔ جیل میں آکر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے قبر میں آگئے یعنی قبر کا رقبہ بڑا ہے، مردے آپس میں مل سکتے ہیں، جن کی اپنی جان پہچان یا پیسہ ہے وہ بہت آرام سے رہتے ہیں یعنی جیل اُن کے لیے جنت ہے۔ اور جو غریب اور لاوارث ہیں وہ سخت مشقت کرتے ہیں، جیل اُن کے لیے دوزخ ہے۔ پولیس والے، منشی اور جوابدار اُن پر فرشتوں کی طرح ہر وقت مسلط رہتے ہیں اور جو کوئی ان کو (پیسوں وغیرہ سے) خوش رکھتا ہے اُس کے لیے وہ رحمت کے فرشتہ ثابت ہوتے ہیں اور جو کوئی غریب ہو یا پیسہ نہ دے سکتا ہو تو وہ اُس کے لیے دوزخ کے فرشتے ثابت ہوتے ہیں۔ جس طرح آخرت میں تین طبقے ہوں گے اسی طرح یہاں بھی تین طبقہ ہیں یعنی ایک بہت امیر طبقہ، درمیانہ اور غریب طبقہ۔ امیر طبقہ جو ہے وہ اپنے نیک اعمال (یعنی پیسے) کی وجہ سے آرام میں رہے گا جبکہ درمیانہ طبقہ چھوٹے موٹے کام اور چمچہ گیری کر کے آرام میں رہے گا اور غریب طبقہ بیچارا ہمیشہ گالیاں، ڈنڈے کھا کر، اور سخت مشقت کر ہمیشہ بے آرام رہے گا (یعنی دوزخ)

دوسرے رخ سے بھی جیل ایک گہری جگہ ہے یعنی یہاں آکر حضرت یوسفؑ کی قید، امام سید سجادؑ، امام موسیٰ کاظمؑ اور دوسرے رہبران اسلام کے تصورات بھی کر سکتے ہیں نہ جن کی ملاقات آتی تھی اور نہ کوئی اُن کے ساتھ ہوتا تھا لیکن پھر بھی وہ خدا کے سہارا قید کاٹتے تھے۔ آج کے ان جیلوں کی اُن قید خانوں کے مقابلے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہمارا اسلام ہوں اُن اماموں پر جو اسلام کی خاطر سالہا سال کی قید کے باوجود حق پر قائم رہے اور کبھی وہیں قید خانہ میں اپنے رب سے جا ملے۔ سلام ہو حضرت یوسف پر اور ان کے والدین پر جنہوں نے ایک طویل عرصہ تک اپنے فرزند کی جدائی پر صبر کیا۔ سلام ہو امام موسیٰ کاظمؑ کے خانوادے پر جنہوں نے حضرت کی قید پر صبر و شکر کیا۔ خداوند سے دعا ہے۔ اے خدا تو ہمیں بھی امامؑ کے غلاموں کی طرح قید کی مصیبتوں پر صبر اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارے گھر والوں کو بھی ہم سے دور رہنے پر صبر اور شکر کی توفیق عطا فرما۔ ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو حقیقی پیروکاران امام موسیٰ کاظمؑ بنا بحق محمدؐ و آل محمدؐ"

(حوالہ ص ۲۶/۲۵ "شمع محفل" کتابچہ بیاد شہید سید ندیم حسین شائع کردہ آئی ایس او گلبہار یونٹ)

پہلے روز

دہشت گردی کے خلاف جعفریہ الائنس کی جیل بھرو تحریک

کراچی (کرائم رپورٹر) عزیز آباد کے علاقے میں جعفریہ الائنس کے زیر اہتمام شیعہ رہنماؤں نے احتجاجاً گرفتاریاں پیش کردیں۔ تفصیلات کے مطابق گذشتہ دنوں نارتھ ناظم آباد میں واقع مسجد سجادیہ کے پیش امام مولانا علی حسنین نقوی کی دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد ان کی نماز جنازہ میں شیعہ راہنماؤں نے ملزمان کی گرفتاری کا مطالبہ کیا اور احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان کیا تھا۔ جس پر عزیز آباد کے علاقے میں واقع بوتراب امام بارگاہ میں ان کے سوئم کے بعد جعفریہ الائنس کے راہنماؤں نے ایک ہزار مظاہرین کے ساتھ عائشہ منزل پر جا کر گرفتاریاں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ علاقہ ڈی ایس پی نے مظاہرین کو روکنے کے لیے لاٹھی چارج کیا جس پر مظاہرین مشتعل ہوگئے اور انہوں نے گاڑیوں پر پتھراؤ کیا۔ جس پر ڈی ایس پی فرار ہوگئے اور ایس ایچ او عزیز آباد کی مشتعل مظاہرین نے پٹائی کردی۔ بعد ازاں مکہ چوک پر جعفریہ الائنس کے کنوینر علامہ عباس کمیلی، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے رجب نصیر اسد، نوحہ خواں ساجد حسین، احتشام، ضامن اور شاہد کو گرفتار کرلیا۔ قیادت کی ہدایت پر مظاہرین پرامن منتشر ہوگئے۔ بی بی سی کے مطابق جعفریہ الائنس نے طے کیا ہے کہ روزانہ شہر میں کسی جگہ سے گرفتاریاں پیش کی جائیں گی اور حالیہ ہلاکتوں پر احتجاج جاری رکھا جائے گا۔ (روزنامہ اساس ۸ ستمبر ۲۰۰۱)

دوسرے روز

حکومت جان بوجھ کر حالات خراب کررہی ہے۔ شیعہ علماء

کراچی (کرائم رپورٹر) جعفریہ الائنس کے رہنماؤں علامہ حسن ترابی، مولانا مرزا یوسف حسین اور مولانا حسن ظفر نقوی نے انچولی میں واقع امام بارگاہ میں احتجاجی جلوس میں شرکت کے لیے آنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملت جعفریہ کی جانب سے جیل بھرو تحریک شروع کرنے کے ساتھ حکومت کے ایوانوں میں بھونچال آگیا ہے۔ حکومت تحریک کو کچلنے کے لیے سرگرم ہوگئی ہے اور حالات کو جان بوجھ کر خراب کررہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ملت جعفریہ کے دشمن سمجھ رہے ہیں کہ وہ ملت جعفریہ کے وجود کو قتل وغارت گری کا بازار گرم کر کے ختم کردیں گے لیکن یہ ان کی بھول ہے۔

انھوں نے کہا کہ ملت جعفریہ کے لوگوں کے قتل عام پر حکمرانوں کی خاموشی سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ دہشتگردوں کو حکومت کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ ملت جعفریہ اپنی جنگ خود لڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ ظلم کے خلاف آواز احتجاج بلند کرنے کیلئے ہم نے پرامن طریقہ اختیار کیا ہے لیکن حکومت اسے پرتشدد بنارہی ہے۔ ملت جعفریہ کے حوصلہ بلند ہیں اور وہ اپنے خلاف ہر سازش کو ناکام بنادے گی۔ بعد ازاں ان رہنماؤں کی سربراہی میں مجلس کے شرکاء، جن کی تعداد ہزاروں میں تھی مسجد وامام بارگاہ خیر العمل سے "لبیک یا حسینؑ" کے نعرے لگاتے ہوئے امام بارگاہ سے باہر نکلے اور گرفتاری دینے کے لیے پولس کے پاس چلے گئے۔ (روزنامہ انصاف ٹائمز ۹ ستمبر ۲۰۰۱)

تیسرے روز

امام بارگاہ رضویہ پر شیعہ رہنماؤں نے گرفتاریاں دیں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) اہل تشیع کے قتل کی وارداتوں کے خلاف اتوار کو امام بارگاہ رضویہ میں غدیر چوک پر جعفریہ الائنس کے رہنماؤں

مولانا عون محمد نقوی، مولانا شیخ لطیف، مولانا علی رضا جعفری، مولانا سید ظہیر عباس عابدی اور مولانا ہاشم رضا نے گرفتاریاں دیں۔

قبل ازیں ہزاروں افراد ماتم کرتے اور حکومت کی بے حسی کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے رضویہ امام بارگاہ سے غدیر چوک تک گئے۔ اس موقعہ پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جعفریہ الائنس کے رہنماؤں نے کہا کہ انچولی کے سنی بھائیوں نے ہماری مدد کر کے ثابت کر دیا کہ شہر میں فرقہ کشیدگی یا جھگڑا نہیں ہے۔ ایجنسیوں نے سادہ کپڑوں میں ملبوس لاٹھیاں بردار شرپسندوں کو اجتماع میں داخل کیا تھا جس کو ہم نے ناکام بنا دیا۔

اجتماع سے مرزا یوسف حسین، علامہ حسن ظفر نقوی، مولانا محمد عون نقوی، اور مولانا ظہیر عباس عابدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے حملہ آوروں کی لاٹھیاں توڑ کر ہنگامہ کرنے کی سازش ناکام بنا دی سنی بھائی ہم سے تعاون کر رہے ہیں ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

مولانا مرزا یوسف حسین نے کہا کہ ہم نے دنیا کو دکھا دیا کہ ملت جعفریہ متحد ہے اور اس کی آواز کو دبایا نہیں جا سکتا ہے۔ مولانا محمد عون نقوی نے کہا کہ دشمن چاہے کتنی سازشیں کر لے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس ۱۰ ستمبر ۲۰۰۱)

انچولی میں اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا

کراچی (کرائم رپورٹر) جعفریہ الائنس کے نائب صدر مولانا مرزا یوسف حسین نے کہا ہے کہ انچولی سوسائٹی میں پولیس کی شیلنگ، لاٹھی چارج اور فائرنگ کے واقعہ کے بعد اتحاد بین المسلمین کی واضح مثال دیکھنے میں آئی۔

انہوں نے بتایا کہ بلاک ۷ اجہاں اہلسنت کی آبادی ہے، نے پولیس کی بلا جواز شیلنگ، لاٹھی چارج اور فائرنگ کو دیکھتے ہوئے اپنے گھروں کے دروازے اہل تشیع کے افراد کے لیے کھول دیئے اور گھروں کے باہر گیس سے بچاؤ کے لیے پانی اور نمک فراہم کرنا شروع کر دیا۔ مولانا نے کہا کہ کراچی میں ایک مخصوص ٹولہ شیعہ افراد کو چن چن کر قتل کر رہا ہے۔

(روزنامہ انصاف ٹائمز، ۱۰ ستمبر ۲۰۰۱)

چوتھے روز

جیل بھرو تحریک کے چوتھے روز جعفر طیار سوسائٹی سے مزید ۵ گرفتاریاں

کراچی (کرائم رپورٹر) جعفریہ الائنس کی جانب سے اہل تشیع علماء، ڈاکٹرز، دانشوروں اور سرکردہ شخصیات کی ٹارگٹ کلنگ اور دہشت گردوں کی سرکاری سرپرستی کے خلاف شروع کی گئی جیل بھرو تحریک کے چوتھے روز مزید پانچ گرفتاریاں پیش کیں۔

تفصیلات کے مطابق جعفریہ الائنس کی جانب سے کراچی سمیت ملک بھر میں اہل تشیع علماء، ڈاکٹرز وکلاء، تجار، دانشوروں اور سرکردہ شخصیات کی تواتر سے ٹارگٹ کلنگ اور دہشت گردوں کی سرکاری سرپرستی کے خلاف ۷ ستمبر سے شروع ہونے والی ''جیل بھرو'' تحریک کے چوتھے روز مولانا رضی حیدر کی قیادت میں مزید پانچ گرفتاریاں، ملیر سٹی تھانے میں واقع مرکزی امام بارگاہ جعفریہ طیار سوسائٹی سے ہزاروں افراد پر مشتمل ایک ماتمی جلوس کی شکل میں ''لبیک یا حسینؑ'' کا ورد کرتے ہوئے محمدی ویلفیئر کے دفتر کے نزدیک پہنچ کر رضا کارانہ پیش کر دیں۔

گرفتاریاں دینے والوں میں مولانا رضی حیدر، مولانا اطہر مشہدی، مولانا علی عباس کاظمی، رضا مولائی اور تنویر حیدر شامل ہیں۔ جعفر طیار میں احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ظفر نقوی نے کہا کہ اب ہم سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور اب یہ احتجاج ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اس

موقعہ پر علامہ حسن ترابی نے کہا کہ تحریک جعفریہ پاکستان کے مرکزی صدر علامہ سید ساجد علی نقوی نے شیعہ عوام کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ اب احتجاج اور گرفتاریوں کا سلسلہ کراچی سے نکل کر پورے ملک میں ہوگا اور جلد ہی دیگر شہروں میں گرفتاریاں دینے کا سلسلہ شروع ہوگا۔

(روزنامہ جانباز، ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱)

پانچویں روز

جامع مسجد مصطفیٰ عباس ٹاؤن جیل بھرو تحریک کے پانچویں روز مزید ۵ گرفتاریاں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) گلزار ہجری تھانے کے حدود میں جعفریہ الائنس کی جیل بھرو تحریک کے پانچویں روز مزید پانچ گرفتاریاں پیش کردیں۔

تفصیلات کے مطابق جعفریہ الائنس کی جانب سے اہل تشیع کی ٹارگٹ کلنگ کے خلاف جاری احتجاجی گرفتاریوں کے پانچویں روز گلزار ہجری تھانے کے حدود میں واقع جامع مسجد مصطفیٰ میں حسب معمول احتجاجی جلسے کے بعد مولانا شیخ مختار، مولانا وقار حیدر نقوی، باقر حسین، قاسم اور حاجی یوسف نے گرفتاریاں پیش کیں۔

(روزنامہ جانباز، ۱۲ ستمبر ۲۰۰۱)

☆☆☆☆☆

”جو لوگ قومیت اور قوم پرستی کے نام پر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار و افتراق ایجاد کرنا چاہتے ہیں وہ شیطان کے لشکر، استعماری طاقتوں کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے والے اور قرآن کے مخالف ہیں“

(امام خمینیؒ)

”قومی عصبیت سے بچو کیونکہ یہ تفریق اور نفرت پیدا کرتی ہے۔ اپنی زندگی پر اسلام کا نفاذ کرو۔“ ”روشن خیالی، لبرل ازم اور سوشل ازم اسلام کے منافی ہیں، ان سے دُور رہو اور جو لوگ ان کا نعرہ لگاتے ہیں انہیں پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں ملا“

(مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ)

جامعہ کراچی میں طلباء نے گورنر بلوچستان کا گھیراؤ کرلیا

چہلم کے جلوس پر پابندی کے خلاف نعرے بازی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جامعہ کراچی میں امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن (آئی ایس او) کے کارکناں نے گورنر بلوچستان اویس غنی کا گھیراؤ کیا۔ درجنوں کارکنوں نے حضرت امام حسینؑ کے چہلم کا جلوس برآمد ہونے پر پابندی کے خلاف گورنر بلوچستان کو ایچ ای جے انسٹیٹوٹ کی عمارت میں ۲ گھنٹے تک محصور رکھا۔

انچارج وزیر برائے سائنس وٹیکنالوجی پروفیسر عطاء الرحمٰن کی گاڑی پر پتھراؤ کیا۔ بعدازاں اویس غنی سے مذکرات اور مطالبات کی منظوری کے بعد مظاہرین منتشر ہوگئے۔ گورنر بلوچستان ہفتہ کو ابراہیم جمال انسٹی ٹیوٹ کا دورہ کرنے جامعہ پہنچے تھے۔

صورت حال اس وقت کشیدہ ہوئی جب وہ دورہ مکمل کرکے ابراہیم جمال انسٹی ٹیوٹ سے باہر جارہے تھے اسی دوران آئی ایس کے درجنوں کارکنوں نے شدید نعرے بازی کرتے ہوئے ایچ ای جے پر دھاوا بول دیا، کارکن میں عمارت میں داخل ہوگئے۔ طالبات سمیت مظاہرین نے گورنر بلوچستان کی گاڑی کا گھیراؤ کرلیا۔

بعدازاں وائس چانسلر ڈاکٹر پیرزادہ نے گورنر اویس غنی کو ایچ ای جے کی عمارت میں بھیج دیا۔ اس دوران مظاہرین نے عمارت کے دونوں دروازے پر دھرنا دے دیا۔ بعدازاں آئی ایس او کے راہنماؤں نے گورنر بلوچستان سے مذاکرات کیے۔ گورنر اویس غنی نے ملٹری سیکرٹری کو ہدایت کی کہ وہ چیف سیکرٹری سے رابطہ کریں کہ گنداوہ، روجھان جمالی، نصیرآباد ڈویژن، کوئٹہ اور صوبہ بھر میں چہلم امام حسینؑ کے جلوس برآمد کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ انہوں نے سانحہ کوئٹہ کی عدالتی تحقیقات کے لیے قائم کمیشن میں جسٹس نادر خان کی دوبارہ تقرری کے احکام جاری کیے اور زخمیوں کے مناسب دیکھ بھال کرنے کی ہدایت دیں۔

گورنر اویس غنی نے کہا کہ آئی جی بلوچستان شعیب سڈل کی برطرفی کا فیصلہ عدالتی رپورٹ آنے کے بعد کیا جائے گا۔ جلوس عاشورہ پر بعض اے ٹی ایف کے اہلکاروں کے جان بچانے کے لیے فائرنگ کی تھی۔ جلوس پر پابندی جانیں بچانے کی خاطر تین ماہ کے لیے لگائی گئی ہے میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس کے بعد پابندی ہٹالی جائے گی۔ بعدازاں مظاہرین منتشر ہوگئے۔

(روزنامہ ایکسپریس، ۱۱ اپریل ۲۰۰۴)

پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار

شیعہ علماء کونسل کا سندھ ہائی کورٹ پر احتجاجی دھرنا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) شیعہ علماء کونسل پاکستان سندھ کے زیر اہتمام علماء نے احتجاجی دھرنا سندھ ہائی کورٹ پر دیا۔ جو تقریباً ڈھائی گھنٹے سے زائد جاری رہا۔ علماء جیسے ہی ہائی کورٹ کے گیٹ پر پہنچے تو ہائی کورٹ کا مین گیٹ بند کر دیا گیا۔ مگر علماء گیٹ کھول کر اندر ہائی کورٹ بلڈنگ میں گئے اور دوسری منزل پر دھرنا دیا۔

علماء کے وفد نے علامہ قیصر نقوی کی قیادت میں علامہ حسن ترابی، سید اکرام ترمذی، مولانا شبیر حسین مولانا محمد عون نقوی، مولانا اکبر ناصری اور کوثر زیدی کے ساتھ چیف جسٹس ہائی کورٹ کے پرسنل سیکریٹری اور رجسٹرار سے ملاقات کی اور ایک یاداشت ہائی کورٹ کے رجسٹرار کے پاس جمع کروادی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اب تک شیعہ شہداء کے قاتلوں کو ہونے والی سزاؤں پر عمل درآمد کرانا چاہیے۔ مولانا شبیر حسین میثمی نے کہا کہ حکومت عوام کو سکیورٹی دینے میں ناکام ہوگئی ہے لہٰذا مستعفی ہوجائے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مئی ۲۰۰۴)

(یاداشت کے مکمل متن کا اردو ترجمہ صفحہ ------ پر ملاحظہ فرمائیں)

پاسبان عزا کے تحت سندھ اسمبلی پر دھرنا۔ حکومت کے خلاف نعرے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاسبان عزا نے سانحہ مسجد حیدری اور حکومت سندھ کے رویے کے خلاف اتوار کو ایک احتجاجی ریلی نکالی۔ مظاہرین کے ایک بڑی تعداد محفل شاہ خراسان سے ریلی کی صورت میں نکلی اور سندھ اسمبلی کے سامنے احتجاجی دھرنا دے کے بیٹھ گئی۔ مظاہرین نے اس دوران حکومت کے خلاف نعرے بازی جاری رکھی۔ پاسبان عزا کے ایس ایم حیدر نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہفتہ کو ہمارے جن نوجوانوں کو پولیس نے گرفتار کیا ہے اگر انہیں رہا نہ کیا گیا تو ہم یہیں دھرنا دے کر بیٹھے رہیں گے۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں معاوضہ نہیں قاتلوں کی گرفتاری چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت سازشیوں اور ایمان بیچنے والوں کی حکومت ہے ایک طرف دہشت گرد ظلم کر رہے ہیں اور دوسری طرف حکومت بھی مظالم کر رہی ہے۔

ایک طرف تو حکومت مساجد اور امام بارگاہوں کی حفاظت کرنے میں ناکام ہو رہی ہے دوسری طرف ہمارے کارکنوں کو بلا جواز گرفتار کر کے جھوٹے مقدمات بنائے جا رہے ہیں۔ بعد از اں حکام کی یقین دہانی پر مظاہرین دھرنا ختم کر کے پریس کلب روانہ ہو گئے۔ جہاں سے وہ پر امن طور پر منتشر ہو گئے۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۴ مئی ۲۰۰۴ء)

فرقہ واریت تاریخی پس منظر، علل و اسباب ایک مطالعہ

تحریر: سید حسن مرتضیٰ

ڈاکٹر شاہد مسعود خٹک کے مطابق ''اگر ہم اسلام کی تاریخ کا جائزہ لیں تو اوائل ہی سے عصبیت شروع ہوگئی تھی رسول اکرم محمد مصطفیٰؐ کے وصال کے بعد قبائلی کلچر اور عصبیت نے سر اُٹھانا شروع کر دیا تھا، مگر شروع کے ادوار کے صحابہ کرام کے بلند کردار، بالغ نظری اور دین محمدیؐ سے مکمل لگاؤ کی وجہ سے یہ فتنہ سر نہ اُٹھا سکا۔ مگر بعد کے ادوار میں ملوکیت میں مختلف بادشاہوں نے اس عصبیت کو اپنے سیاسی اقتدار کے فروغ و استحکام کے لیے خوب ہوا دی۔

اموی اور عباسی حکومتوں کی درجنوں مثالیں تاریخ کے صفحات پر موجود ہیں جب فیصلے اسلامی شریعت کے بجائے خاندان اور قبیلے کی بنیاد پر کیے جاتے تھے اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں اقتدار کے کھیل میں عصبیت اور فرقہ واریت کا ہتھیار کثرت سے استعمال ہوا''

(عصبیت اور مذہبی فرقہ واریت پاکستانی معاشرہ ایک سماجی ونفسیاتی جائزہ، روزنامہ جنگ ۳۱ نومبر ۲۰۰۴ء)

ڈاکٹر مبارک علی اپنی کتاب ''علماء اور سیاست'' میں لکھتے ہیں کہ ''اسلامی معاشرہ کے ابتدائی دور میں جبکہ مسائل اس قدر پیچیدہ نہیں تھے مذہب کی تعلیم کو ہر فرد آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا تھا، لیکن فتوحات اور مذہب کی تبدیلی کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہونا شروع ہوئے تو اسلامی معاشرہ قبائلی دور سے نکل کر جاگیردارانہ اور ملوکیت کے دور میں داخل ہوگیا'' (ص۔۸)

پھر ہوا یہ کہ ''ایک اور عظیم تغیر جو اس ملوکیت میں رونما ہوا وہ یہ تھا کہ اس میں قوم، نسل، وطن اور قبیلہ کی وہ تمام جاہلیت پر مبنی عصبیتیں پھر سے اُبھر آئیں، جنہیں اسلام نے ختم کر کے خدا کا دین قبول کرنے والے تمام انسانوں کو یکساں حقوق کیساتھ ایک امت بنایا تھا۔ بنی امیہ کی حکومت ابتدا ہی سے ایک عرب رنگ لیے ہوئے تھی جس میں عرب مسلمانوں کے ساتھ غیر عرب نومسلموں کے مساوی حقوق کا تصور قریب قریب مفقود تھا''

(ص ۱۶۹۔۱۷۰ اخلافت وملوکیت، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

مولانا مزید لکھتے ہیں کہ ''سب سے بڑی مصیبت جو ملوکیت کے دور میں مسلمانوں پر آئی، وہ یہ تھی کہ اُس دور میں قانون کی بالادستی کا اصول توڑ دیا گیا حالانکہ وہ اسلامی ریاست کے اہم ترین بنیادی اُصولوں میں سے تھا'' (ص ۱۷۲)

اسی دور ملوکیت میں بادشاہوں نے اپنے مفاد، سیاسی اغراض و مقاصد اور حکومت کے قیام و بقاء کے معاملے میں نہ صرف شریعت کی عائد کردہ پابندی سے انحراف کیا بلکہ وہ اپنے سیاسی تقاضے ہر جائز اور ناجائز طریقے سے پورے کرتے ہوئے حرام اور حلال کی حدود کو بھی پامال کر دیتے تھے کہنے کو ان کے عہد میں مملکت کا دستور اسلامی تھا۔

شریعت سے روگردانی بنی امیہ (41ھ مطابق 661ء تا 132ھ مطابق 750ء) کے دور میں

معاویہ کے چند اقدامات:

۱۔ برسر منبر حضرت علیؑ پر سب وشتم (۱۷۴)

۲۔ دیت کے معاملہ میں سنت کو تبدیل کر دیا گیا (۱۷۳)

۳۔ مال غنیمت کی تقسیم کے معاملے میں صریح احکام کی خلاف ورزی (۱۷۴)

۴۔ گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا گیا (۱۷۵)

۵۔ سر کاٹنا اور لاشوں کی بے حرمتی اسی دور میں مسلمانوں کے اندر شروع ہوئی (۱۷۶)

یزید کے چند اقدامات:

۱۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت (۱۷۹)

۲۔ واقعہ حرّہ (۱۸۱)

۳۔ خانہ کعبہ پر سنگ باری (۱۸۴)

مروان کے چند اقدامات:

۱۔ عین حج کے موقع پر خانہ کعبہ پر چڑھائی (۱۸۵)

۲۔ عدالتی فیصلے کے بغیر حالت قید میں قتل (۱۸۶)

۳۔ بے قصور انسانوں کی قید (۱۸۶)

بنی امیہ کی حکومت کی طاقت دیکھ کر گمان نہیں ہوتا تھا کہ کسی کے ہلانے سے ہل سکے گی، لیکن اُن کے جبر اور استبداد کے باوجود پوری ایک صدی بھی قائم نہ رہ سکی اور عباسیوں نے آسانی سے اُن کا تختہ اُلٹ دیا اور وقت نے دیکھا کہ اُن پر رونے والی ایک آنکھ بھی نہ تھی۔

شریعت سے روگردانی بنی عباس (132ھ مطابق 750ء تا 656ھ مطابق 1258ء) کے دور میں

۱۔ دمشق اور بصرہ میں قتل عام اور لاشوں کے بے حرمتی (۱۹۲)

۲۔ امان یافتہ پناہ گزینوں کا قتل عام (۱۹۳)

۳۔ نفسِ ذکیہ کی مدینہ میں شہادت (۱۹۴)

۴۔ بیت مال کا معاملہ بھی اموی طرز عمل سے مختلف نہ تھا (۱۹۵)

۵۔ عدلیہ پر خلیفہ اور اُمراء کا دباؤ بھی بنی امیہ جیسا تھا (۱۹۵)

ان تمام واقعات کی تفصیل مولانا مودودی صاحب کی مشہور تصنیف ''خلافت وملوکیت'' میں دیئے گئے صفحہ نمبر پر دیکھی جاسکتی ہے۔ المختصر یہ ہے رُوداد ان تبدیلیوں کی جو خلافت کی جگہ ملوکیت کے آجانے سے رونما ہوئیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی 'خاندان' یا گروہ کا اپنے اقتدار کے لیے کوشاں ہونا اور زبردستی اُسے قائم کرنا کیا خرابیاں پیدا کرتا ہے۔

پروفیسر شمیم احمد اپنے مقالے ''ہماری تاریخ کا لحہ موجودہ ایرانی انقلاب کے حوالے سے'' جو کہ حلقہ احباب کوئٹہ میں ۱۹۸۰ میں پڑھا گیا، میں کہتے ہیں کہ ''کتنا عبرت انگیز موڑ ہے کہ جو نظام تمام طاغوتی نظاموں اور جاہلیتی معاشروں کی بیخ کنی کر کے انقلابی معاشرہ قائم کرنے آیا تھا وہ خود اسی ملوکیت، موروثیت، بادشاہت، جاگیرداری اور طبقاتی فرق وامتیاز میں مبتلا ہوگیا جسے ختم کرنا اس کا اصل مقصد تھا اور جسے حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ میں تبدیل کر کے قرآنی معاشرہ بنا دیا گیا تھا۔

چنانچہ آج دنیا کی بدترین ملوکیت اور طبقاتی تضادات کا شکار مسلم معاشرے ہی نظر آتے ہیں۔ خلافت راشدہ کے بعد چودہ صدیوں میں

صرف حضرت عمر بن عبدالعزیز کے چند برسوں کی انفرادی کوششوں کو چھوڑ کر پوری دنیائے اسلام میں ایک دن بھی اسلامی نظام کہیں نفاذ نہیں ہوسکا۔ یہ صدیاں صرف مسلمانوں کی بادشاہتوں اور مفاد پرست طبقات کا وہی گھناؤنا نظام اپنے اندر چھپائے بیٹھی ہیں جس کی بیخ کنی کے لیے اسلام آیا تھا"۔ (ص۔۳۹)

آپ مزید لکھتے ہیں کہ "مسلم ملوکیت سے اسلامی انقلاب کے ذریعے قرآنی معاشرہ میں لوٹنے کی سب سے پہلی کوشش حضرت امام حسینؑ نے کی۔ ملوکیت جوامت مسلمہ کے وجود میں سرایت کررہی تھی، اس کے لیے حضرت امام حسینؑ نے اپنے اور اپنے جاں نثاروں کے خون سے تاریخ کی عظیم اور بے مثال قربانی پیش کی اور یوں خون حسینؑ ملوکیت اور حقیقی اسلام کے درمیان حائل ہوگیا اور پھر کبھی تاریخ میں ملوکیت اسلام پر ایمان رکھنے والوں کے لیے قابل قبول نہ ہوسکی"۔ (ص۔۱۵)

خلفائے عباسی اور مغلوں کے زوال کے بعد کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں یعنی شیعہ سنی کو جدا جدا کرنے اور مسلمانوں کے اتحاد و یگانگت کو ختم کرنے کے لیے عالم کفر اور استعمار نے کتنی بڑی سرمایہ کاری کررکھی ہے۔ جناب جواد منصوری کے مطابق "ایران میں صفوی خاندان کے دور سے عثمانی سلطنت کے خلاف جولڑائیاں اور جنگ آزمائیاں ہوئیں وہ مغلوں کے حملے کے بعد اسلامی ممالک میں مذہبی جنگوں کی آگ بھڑکانے کے سلسلے میں استعماریوں کے کردار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ منحوس جنگیں جو واضح طور پر اسلامی ممالک کی وحدت کے خاتمے کے لیے روسی اور برطانوی استعمار کی مشترکہ کوششوں کی پیداوار تھیں۔ بعد کے ادوار (افشاری اور زندی دور) میں بھی جاری رہیں اور قاجاری دور میں تو یہ اور وسیع پہلوؤں اور شکلوں میں جلوہ گر ہوئیں"۔

(ص۹۱، شناخت استکبار)

"پاپائیت، بہائیت، قادیانیت اور وہابیت وغیرہ جیسے رنگارنگ فرقے جو اصطلاحی معنوں میں مذہبی تھے لیکن حقیقت میں مذہب کے رنگ میں محض سیاسی تھے۔ مسلمان عوام کے ذہنوں کو شریعت اسلامی سے منحرف کرنے کے لیے سلطنت برطانیہ کی نوآبادیوں کی وزارت کے ارباب اختیار کی ذہنی پیداوار تھے یہ تمام کوششیں مسلمانوں کی وحدت و یگانگت کے خاتمے کیلئے کی جارہی تھیں کیونکہ مشرق و مغرب کی استکباری طاقتوں کو بخوبی علم تھا کہ دنیا کی اقوام میں مسلمان عظیم ترین اہمیت کے حامل ہیں"۔

(ص۹۲، شناخت استکبار)

دراصل عالم کفر و استکبار اسلام کے جلیل القدر پیغمبر کے ہاتھوں ذلت اُٹھا چکا تھا جب رسول اکرمؐ نے دور جاہلیت کے لوگوں کی ہدایت کرتے ہوئے انہیں "لا الہ الا اللہ" جیسے وحدت آفریں کلمہ کی طرف بلانے کے لیے کیا کیا سختیاں جھیلیں اور کیا کیا کوششیں کیں اُس دور کی دو طاقتور کافر حکومتوں (ایران و روم) کو عقیدہ و ایمان رکھنے والی مسلمان قوم کے ہاتھوں ناکوں چنے چبوائے۔

نو آبادیاتی دور:

جب نوآبادیاتی دور میں عیسائی مشنری کی یلغار ہوئی تو اپنے مذہب کے دفاع کے لیے علماء نے اپنی جماعتیں تشکیل دیں اپنے منصوبوں اور منشور پر عملدرآمد کیلئے عوام سے چندے کی اپیلیں کیں چنانچہ جن جماعتوں کو زیادہ چندہ ملا اُنہوں نے اپنے پیسے سے اپنے لیے جائدادیں خریدیں، جماعت کا دفتر، اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ کے لیے دینی مدرسے سے قائم کیے جہاں متشدد طالب علموں اور اساتذہ کی تربیت کی جائے اور یتیم خانوں کا

سلسلہ شروع ہوا۔ جس کے نتیجے میں علماء کی ایک پیشہ ور جماعت وجود میں آ گئی جس نے معاشرے میں رفاہی کاموں کو اپنے ذمہ لے لیا اور چندوں کی وصولی یابی سے خود اُن کی مالی حالت بہتر ہوگئی۔ ان رفاہی کاموں میں مسلمان امراؤ اور جاگیرداروں نے بھی حسب توفیق مدد کی۔

آزادی کی تحریک:

جب برصغیر میں آزادی کی تحریک شروع ہوئی اور سیاسی جماعتیں میدان میں آئیں تو علماء نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ وہ خود کو صرف مذہبی معاملات تک کیوں محدود رکھیں بلکہ اُن اختیارات کیلئے جدوجہد کریں جو انہیں برطانوی دورِ حکومت سے قبل حاصل تھے۔ چنانچہ مذہبی اُمور کے ساتھ ساتھ سیاسی اُمور میں رہنمائی کی ضرورت کے پیش نظر سیاسی اور مذہبی جماعتیں وجود میں آئیں۔

خلافت تحریک کے دوران مذہبی جماعتوں کی سرگرمیوں سے پیدا ہونے والے مذہبی جذبات کا مسلم لیگ کی سیکولر قیادت نے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ حالانکہ یہ مذہبی جماعتیں نظریہ پاکستان کی مخالف تھیں تشکیل پاکستان کے دوران علماء و مشائخ اور مذہبی جذبات کو مسلم لیگ نے کامیابی سے اپنے حق میں استعمال کیا۔

فرقہ واریت کی ابتداء:

اگرچہ ہندوستان میں مختلف مذاہب، ذاتوں، برادریوں اور قوموں کے لوگ آباد تھے اور ان میں مذہبی اختلافات سے لے کر لسانی اور ثقافتی فرق موجود تھے مگر فرقہ واریت کی ابتداء برطانوی دورِ حکومت میں ہوئی۔

اسباب:

۱) فرقہ واریت ہندوستان میں نہ تو تاریخی ارتقاء و ترقی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی اور نہ یہ ہندوستانی عوام میں موجود تھی بلکہ یہ نوآبادیاتی نظام کے بعد جو سیاسی، معاشی اور سماجی تبدیلیاں ہوئیں ان کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

۲) ہندوستان میں چونکہ قومیت کی جڑیں نہیں تھیں، لوگوں کی شناخت کسی مذہب کے پیروکی وجہ سے ہوئی تھی جس کی وجہ سے دوسری علامتیں دب گئیں اور مذہبی شناخت زیادہ ابھر کر سامنے آئی۔

۳) نوآبادیاتی دور میں ہندو اور مسلمانوں کے اختلافات کو خاص طور پر تاریخ کے ذریعے سے ابھارا گیا اور تاریخ کو اس طرح سے پیش کیا گیا کہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن نظر آئیں کیونکہ اس کے ذریعہ برطانوی حکمران یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اہل ہندوستان آپس میں لڑتے رہتے تھے اور یہ صرف برطانوی حکومت ہے کہ جو انہیں خانہ جنگی سے روکے ہوئے ہے اس لیے برطانوی حکومت کا قائم رہنا ہندوستان کے مفاد میں ہے۔

۴) ہندوستان میں فرقہ واریت کے فروغ کا سبب مسلمانوں کا یہ احساس تھا کہ اکثریتی جماعت (ہندو)، ان کی تہذیب وثقافت اور ان کی شناخت کو ختم کردے گی دوسری جانب ہندوؤں نے سوچا کہ گرچہ مسلمان اقلیت میں ہیں مگر یہ دوسرے مسلمان ملکوں کے ساتھ مل کر سیاسی اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں۔

قیادت اور مفادات: ۔ فرقہ وارانہ تحریکوں کی قیادت متوسط اور طبقہ اعلیٰ کے افراد کے ہاتھوں میں ہوتی تھی اور یہ اپنے مفادات کو اپنی کمیونٹی کے مفادات بنا کر پیش کرتے تھے۔ جبکہ فرقہ واریت کے نتیجہ میں برپا ہونے والے فسادات میں نقصان ہمیشہ غریب عوام اور عام لوگوں کا ہوتا، انہیں کے گھر بار جلتے اور وہی قتل ہوتے۔ قیادت ان جھگڑوں سے دور رہتی تھی۔

مسلمانوں میں فرقہ واریت کی ابتداء:

اگر چہ ۱۹۲۰ سے فرقہ واریت کی اصطلاح ان خاص معنوں میں استعمال ہونے لگی تھی۔ جیسا کہ ۱۹۲۸ میں نہرو رپورٹ میں اقرار کیا گیا کہ ''فرقہ واریت بنیادی طور پر ہندو اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات کا نام ہے''۔ ۱۹۳۸، ۱۹۴۵ اور ۱۹۴۶ کے برسوں میں فرقہ واریت کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ ابتداء میں کہا گیا کہ ''مسلمانوں کے مفادات خطرے میں ہیں''، بعد میں ''اسلام خطرے میں ہے'' کا نعرہ بلند کیا گیا اور اس طرح مذہب کی بنیادوں پر عوام کو ابھارا گیا اور مدد کے لیے مولویوں اور پیروں کو سیاست میں لایا گیا۔

المیہ:

فرقہ واریت قومی شعور کی بیداری میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی اور اسکی وجہ سے برطانوی سامراج نے ہندوستان میں قومی تحریکوں کو منظم نہیں ہونے دیا اور اگر کہیں کامیابی ہوئی تو فرقہ واریت کی مدد سے اسے کمزور کیا۔ دوسری طرف برطانوی حکمرانوں نے وقت ضرورت اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ہندو اور مسلمان فرقہ پرستوں کی سرپرستی بھی کی اور آپس کے اختلافات کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

(کتاب ''تاریخ کی روشنی'' از ڈاکٹر مبارک علی سے استفادہ کیا گیا)

وقت کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت کا سلسلہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیاں تک محدود نہیں رہا بلکہ برطانوی حکمرانوں کی سازشوں کی وجہ مسلمانوں کے درمیان مزید فرقے وجود میں آئے اور یہ عفریت ان تمام فرقوں میں پھیل گئی اور نوبت لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت گری تک جا پہنچی۔ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کے منتشر ہونے کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس اور آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا قیام اور ۱۹۳۹۔۱۹۴۰ کے لکھنو کے فرقہ وارانہ فسادات جس کا واضح ثبوت ہیں کہ جن میں ایک اندازے کے مطابق تیس ہزار افراد نے مختلف مواقع پر اجتماعی گرفتاریاں پیش کیں

پاکستانی معاشرہ اور اسلام:

پس منظر: ڈاکٹر مبارک علی کے مطابق ''مغل سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد مسلمان جس طرح کمزور ہوئے تھے اس کا واحد علاج یہ ڈھونڈا جا رہا تھا کہ انہیں متحد کیا جائے اور ان کے اختلافات کو ختم کر کے ان میں اتفاق کو پیدا کیا جائے۔ اس لیے ہر مذہبی جماعت نے اس کا دعویٰ کیا کہ وہ واحد جماعت ہے جو مسلمانوں کو متحد کرے گی اور دوسری تمام جماعتیں اختلافات پیدا کرنے والی ہیں۔ اس لیے ہر جماعت اس مہم میں مصروف ہوگئی کہ اتحاد کی خاطر دوسری جماعتوں کو ختم کر دیا جائے تا کہ صرف ایک جماعت اور اس کے عقائد پر پوری قوم کو ایک کیا جائے''

جب ان کوششوں میں رکاوٹیں آئیں تو انہوں نے ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرانے اور اسلام کا دشمن گرداننا شروع کر دیا جس کی وجہ سے عدم برداشت اور مخالفت کے جذبات معاشرے میں پروان چڑھنا شروع ہو گئے۔

چونکہ ان جماعتوں کا دارومدار چندوں پر تھا لہٰذا انہیں یہ خطرہ رہتا تھا کہ اگر انکے پیروکار کم ہو گئے یا چھوڑ کر چلے گئے تو انکے مالی وسائل پر اُسکا اثر پڑے گا۔ اس لیے انہوں نے غیر دوستانہ اور مخالفانہ رویہ کو اختیار کیا تا کہ ان کا علیحدہ وجود برقرار رہے۔

چندے پر انحصار کی بدولت علماء کی ذاتی کردار اور اُن کی تعلیم و تبلیغ پر بہت زیادہ اثر ہوا کیونکہ چندہ دینے والوں کی غالب اکثریت خوشحال اور دولت مند مسلمانوں کی تھی اس لیے اُنہوں نے جہالت، غربت، مفلسی، بھوک اور بیماری جیسے سماجی مسائل کو نہیں چھیڑا۔ اس کے برعکس

اُنہوں نے معاشرے کے ڈھانچے کو جوں کا توں برقرار رکھنے پر زور دیا اور ہر تبدیلی کی مخالفت کی۔ (ص ۸۷۔۸۸، علماء اور سیاست، ڈاکٹر مبارک علی)

پاکستان کا قیام:

ڈاکٹر خٹک کے مطابق "عام آدمی کے لیے تشکیل پاکستان کے وقت ہی یہ تاثر پیدا ہو گیا تھا کہ پاکستان میں اسلامی معاشرہ قائم کیا جائے گا اور یہ ہی معاشرے کے تمام سماجی، معاشی اور ثقافتی مسائل کا حل ہے مگر جب جائزہ لیا جائے تو یہ امر واضح ہے کہ پاکستان کے قیام کے بعد سے کبھی کسی حکومت کو اسلامی نظام کا نفاذ سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اور نہ ہی کوئی حقیقت پسندانہ کوشش کسی دور میں کی گئی مگر اسلام کا نام ہر ضرورت کے موقع پر ہر سیاسی قوت و شخصیت نے اپنے ذاتی مقاصد اور فوائد کے لیے استعمال کیا کیونکہ وہ اس نعرے کی سحر انگیزی کا علم رکھتے تھے اس لیے اس کا بھرپور استعمال ہوا"۔

(عصبیت اور مذہبی فرقہ واریت پاکستانی معاشرہ ایک سماجی و نفسیاتی جائزہ، روزنامہ جنگ ۳۱ نومبر ۲۰۰۴)

لہٰذا قیام پاکستان کے فوراً بعد علماء کی جانب سے ملک میں نفاذ شریعت کا باقاعدہ مطالبہ ہونے لگا تا کہ یہ ایک اسلامی مملکت بن سکے۔ قیام پاکستان کے ابتدائی ایام میں سیکولر قیادت اور علماء کے درمیان اس بات پر کش مکش شروع ہو گئی کہ پاکستان کی ریاست کس قسم کی ہوگی آیا یہ ملک ایک سیکولر جمہوری ہوگا جس میں ہر عقیدہ و مذہب کے لوگوں کو برابر حقوق حاصل ہونگے یا اسلامی ریاست بنایا جائے گا جس میں صرف مسلمانوں کو تمام حقوق حاصل ہونگے اور غیر مسلموں کو ثانوی درجہ حاصل ہوگا۔

علماء کی یلغار کے سامنے آخر کار حکومت کی قائم کردہ کمیٹی نے ۱۹۴۹ میں قرارداد مقاصد کے نام سے ایک دستاویز تشکیل دی جس میں صدارتی نظام حکومت کی سفارش کے ساتھ ساتھ صدر کے لیے مسلمان مرد کی شرط کو لازمی قرار دیا گیا اور عورتوں کو صدر بننے کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ ڈاکٹر مبارک علی کے مطابق "پاکستان کی مختصر تاریخ میں ہم علماء کا آہستہ آہستہ طاقت ور ہونا دیکھتے ہیں اُس کی ابتدا اس طرح سے ہوئی کہ سیکولر قیادت نے اُنہیں خوش کرنے کے لیے ان کے تھوڑے، بہت مطالبے مان لئے تا کہ ان کی حمایت حاصل کی جائے لیکن ان کی یہ ہی کمزوری علماء کے آگے بڑھنے میں معاون ثابت ہوئی اس کے نتیجے میں جمہوری اور سیکولر ادارے برابر کمزور ہوتے چلے گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ تمام سیاسی پارٹیاں خود کو مذہبی ثابت کرنے کے لیے علماء کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئیں۔ (ص ۱۱۶، علماء اور سیاست، ڈاکٹر مبارک علی)

اسی وجہ سے آج بھی پاکستان میں درباری علماء کی سرکاری ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ ہر سربراہ حکومت کے قوم سے خطاب کے موقع پر قرآن و سنت سے سیاق و سباق سے ہٹ کر ایسی آیات ڈھونڈ نکالیں جنہیں وہ اپنے مطالب و مقصد کے جواز کے طور پر پیش کر سکیں۔

ہر حکمران عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علماء کی دل جوئی، اور حمایت حاصل کرنے کے لیے اسلام کے نعرہ کے ساتھ ساتھ عمرے کرنا، خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں حاضری، محفل نعت و قرأت، سیرت النبیؐ کے جلسوں میں شرکت اور مزاروں پر چادریں چڑھانا اپنے لیے ضروری خیال کرتا ہے۔ جو کہ اُس کے مذہبی کردار کو اجاگر کرنے کا ایک سلسلہ ہے۔ درحقیقت تمام سیاسی اور معاشرتی قوتیں اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مذہبی نعرے، مذہبی کردار اور مذہب کے نام پر گروہ بندیاں عام پاکستانیوں کے لیے اہمیت رکھتی ہیں اور اقتدار کی لڑائی میں ایک اہم قوت ہیں۔

پاکستانی معاشرے میں مذہب کا ایک پر فریب استعمال اہل اقتدار اور قومی وسائل اور آسائشوں پر قابض طبقے نے یوں کیا کہ اُنہوں نے درباری علماء، مشائخ اور گدی نشینوں کے ذریعے سے عام مسلمانوں کو باور کرایا کہ "مذہب فقط تقدیر پر اسی طرح راضی ہونے کا نام ہے کہ جو

جس کے پاس ہے وہ عطیہ خداوندی ہے اور انہیں حسب و مال اور اقتدار اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اور ان محروم طبقات کو اس پر راضی بہ رضا ہونا چاہیے۔ وہ اپنے جائز حقوق کے سلسلے میں ان کے ناجائز اور غیر منصفانہ قبضے کے خلاف ہرگز احتجاج نہ کریں کیونکہ یہ مذہب کی تعلیمات کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ جو تیرے پاس تیرا نصیب اور جو میرے پاس ہے میرا نصیب"

(علماء اور سیاست، ڈاکٹر مبارک علی)

اس صورت حال پر سندھ کے سابق گورنر اور نامور قانون داں جناب فخر الدین جی ابراہیم نے اپنے انٹرویو میں کیا دلچسپ تبصرہ کیا ہے کہ "حکمرانوں کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ غریب عوام ہر محرومی کو خدا کی مرضی سمجھ کر صبر کر لیتے ہیں ورنہ کب کا انقلاب آ چکا ہوتا"۔

(۱۴ ستمبر ۲۰۰۵، جنگ مڈ ویک میگزین)

پاکستان میں غربت، جہالت، افلاس، ناانصافی، بیماری اور طبقاتی زبوں حالی جیسے حقوق العباد پر مبنی مسائل پر آج تک کوئی قابل ذکر تحریک اسلام کے نام پر مولوی حضرات نے نہیں چلائی کیونکہ اس طبقہ کا شعور فرقہ واریت سے آگے نہیں بڑھ سکا ہے اور جو چند عوامی مسائل پر مبنی تحاریک ہیں بھی تو وہ دراصل ملکی حکمرانوں یا پھر امریکی مفادات کیلئے لڑی جانے والی جنگ ہے۔

معاشی مسائل سے عوام کو توجہ ہٹانے کیلئے مذہبی رجعت پسندوں کی فرقہ وارانہ تحریکیں چلائی گئیں پاکستان میں آج تک اسلام اور مولوی دو ایسے عنصر ہیں جو اکثر بیشتر سیاسی مقاصد کیلئے استعمال ہوتے ہوئے آئے ہیں۔

ضیاء الحق حکومت اور فرقہ واریت:

پس منظر: پاکستان کی تاریخ اور سیاست میں اسلام کا نام سب سے ہنر مندی اور کامیابی سے جنرل ضیاء الحق نے استعمال کیا۔ پی این اے تحریک نظام مصطفیٰ کے نتیجے میں خود اقتدار سنبھال لینے کے بعد اس نعرے کو انہوں نے پی این اے سے چھین لیا اور خود اس کے علمبردار بن گئے۔ ضیاء الحق نے چند ادھورے اقدامات کے علاوہ نفاذ اسلام کیلئے سنجیدہ اور بنیادی اہمیت کی حامل کوشش نہیں کی مگر وہ عام مسلمان کی کمزوری کو بہت اچھی طرح بھانپ گئے تھے۔ انہوں نے افغانستان جنگ کو جہاد یا متبرک اسلامی جنگ میں بدل دیا اسی طرح مذہبی راہنماؤں، مشائخ اور دینی قوتوں کے ساتھ ذاتی فراخ دلی کے برتاؤ سرکاری پلاٹوں کی بندر بانٹ کے ساتھ ساتھ نفاذ اسلام کے خوش نما وعدوں کے سہارے اپنا گیارہ سالہ دور اقتدار مکمل اختیار و قوت سے بسر کیا۔

روش ندیم کے مطابق "فوج استعماری طاقتوں کا سب سے وفادار" منظم اور مضبوط ادارہ ہوتی ہے اور جب سامراجی طاقتوں کو طفیلی ملک کے اندر یا باہر کسی قسم کی بے چینی یا تبدیلی نظر آتی ہے تو اقتدار فوج کے حوالے کر دیا جاتا ہے تاکہ سامراجی عمل ڈسٹرب نہ ہو۔ ساری عمر بیرکوں میں بتانے والی فوج یک دم عوام کی نمائندہ بن کر قوم پر مسلط ہو جاتی ہے۔ عوام کی سیاسی جماعتوں اور جمہوری اداروں کو ختم کر دیتی ہے اور ملکی قوانین کو منسوخ کر دینے کے بعد فوج کا نمائندہ جرنیل اپنا ذاتی قانون قوم پر ٹھوس دیتا ہے"۔

(ص۔۹۱ پاکستان برطانوی غلامی سے امریکی غلامی تک)

جس آئین کے تحت جنرل ضیاء الحق نے حلف اُٹھایا تھا اور آئین اور قانون کی بالادستی کا وعدہ کیا تھا اُس کے متعلق فرماتے ہیں "آئین آئین ہے کیا؟ دس بارہ صفحوں کا کاغذی پرزہ جسے میں جب چاہوں پھاڑ کر پھینک دوں۔ اگر میں آج اعلان کر دوں کہ کل سے ہم کسی مختلف

نظام کے تحت زندگی بسر کریں گے تو مجھ کو کون روک سکتا ہے۔ میں جس طرف چاہوں سب اُسی طرف چلیں گے۔

(اخباری کانفرنس تہران، بحوالہ ص ۱۰۷ پاکستان انقلاب کے دہانے پر)

ان غیر جمہوری او مطلق العنان حکمرانوں کی مدد کے لیے امریکی سامراج نے کئی قسم کے مذہبی لیڈر، دانشور، مذہبی جماعتیں اور لسانی تنظیموں کی کھیپ تیار کی ہوتی ہے۔ ان ہی مذہبی تنظیموں کے کندھوں پر امریکہ نے نصف صدی پر محیط سوشلزم اور سوشلسٹ ممالک کے خلاف سرد جنگ لڑی اور کھربوں ڈالر خرچ کیے۔ ان مذہبی جماعتوں نے رسمی طور پر مذہب کو پیش کر کے پاکستانی معاشرے کے ایک بڑے طبقے کو سیاسی طور پر مفلوج کر دیا۔ اپنے اقتدار کی بقا اور دوام کے لیے دیدہ ودانستہ جنرل ضیاء الحق نے صوبائی، لسانی، علیحدگی پسندی پر مبنی اور فرقہ وارانہ مسائل کو اُبھارا اور ان میں شدت پیدا کر دی تا کہ ملک کے سیاسی، معاشی، ثقافتی اور طبقاتی مسائل سے عوام کی توجہ ہٹائی جا سکے۔

ڈاکٹر کلیم صدیقی اپنے مقالہ " پاکستان میں اسلامی انقلاب کی ضرورت اور اُس کا لائحہ عمل" میں لکھتے ہیں کہ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کو امریکہ، روس چین، بھارت اور عربوں کی قومی حکومتیں ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کریں گی۔ یہ اسلام دشمن قوتیں صرف اُس قسم کے نام نہاد اسلام کی اجازت دیں گی جیسا اسلام آج پاکستان کی فوجی (ضیا) حکومت نافذ کر رہی ہے۔ اسلام کے نفاذ کا جو پروگرام آج فوجی حکومت کی طرف سے برسرِ عام آرہا ہے اور وہ قومیت اور جمہوریت میں ملوث اسلام جو جماعت اسلامی کی طرف سے پیش ہوتا رہا ہے دراصل اسلام نہیں بلکہ اسلام کے ساتھ مذاق ہے"۔ (ص ۱۹-۲۰)

آپ مزید لکھتے ہیں کہ اس وقت ملک کے حکمران وہ فوجی افسر ہیں جنہوں نے ملک کے ہر قومی اور اسلامی دستور کو بار بار اپنے پیروں تلے روندا ہے۔ موجودہ آمر (ضیاالحق) حکومت کا کوئی دیرپا نقطۂ نظر نہیں یہ حکومت لمحہ بہ لمحہ زندہ ہے۔ اس نے اپنے وجود کو قائم رکھنے کی خاطر ایک اسلامی نظام کو نفاذ کرنے کے جعلی پروگرام میں پناہ لے رکھی ہے۔ اس حکومت کے شب و روز امریکی امداد، سعودی عرب کی امداد اور بیرون ملک پاکستانیوں کی کمائی پر گزارتے ہیں۔ اس طرح کی کمائی سے پاکستان کے حکمراں آج اپنی عیاش زندگیوں کو سنوارے ہوئے ہیں غضب تو یہ ہے کہ وہ بھی موجودہ حکومت کو چیلنج نہیں کر سکتی۔ موجودہ حکومت نے اسلام کے نام پر وہ سب کچھ اپنا لیا ہے جو پہلے جماعت اسلامی کا حصہ ہوتا تھا اور جماعت اسلامی کا پسندیدہ لبادہ اب فوجی حکومت نے پہن رکھا ہے" (ص ۳۴-۳۵) جنرل ضیاء کے اسلامی نظام کے نفاذ پر ڈاکٹر (ریٹائرڈ) جسٹس جاوید اقبال اپنی کتاب "اپنا گریباں چاک" میں لکھتے ہیں کہ "جنرل ضیا کی اسلامائزیشن" سے پاکستان ایک انتہا پسند، متشدد اور آگے کے بجائے پیچھے کی طرف دوڑنے والے ملک کے روپ میں ظاہر ہوا" (ص ۲۰۲)

چند اہم عوامل جو فرقہ واریت کی شدت میں اضافے باعث ہوئے۔

۱۔ افغانستان جنگ / جہاد؟

۲۔ انقلاب ایران کی کامیابی / سامراج کا خوف اور انقلاب کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں

۳۔ وہابیت کی تبلیغ سرکاری سرپرستی میں

۴۔ مدارس / نصاب / تکفیر کے فتوے

۵۔ غیر ملکی امداد / ملکی غیر ملکی مذہبی لٹریچر

۶۔نیم دلانہ حکومتی اقدامات،عمومی رویہ اور دُہرا معیار

۷۔عدلیہ کا کردار

۸۔ذرائع ابلاغ کا کردار

۹۔سرکاری ایجنسیوں کا کردار

۱) **افغانستان جنگ/ جہاد؟**: مغرب بالخصوص امریکہ کو جب تک روس سے خطرہ تھا تو انہوں نے کھربوں ڈالر خرچ کر کے نصف صدی پر محیط سرد جنگ لڑی اور وہ روس کا کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن جب روس نے افغانستان پر لشکر کشی کی تو مغرب نے اس سنہری موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔اُس وقت علاقہ میں موجود سامراج کے نمائندے جنرل ضیاء الحق نے امریکی مفادات کے تحفظ کو جہاد قرار دے دیا۔روش ندیم کے مطابق "یہ کس قدر مضحکہ خیز بات تھی کہ جو سرمایہ دار، جاگیردار، بیوروکریسی اور فوج اپنے ملک میں اسلامی نظام کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ تھے وہ افغانستان میں اسلامی نظام کے تحفظ اور نفاذ کی جنگ لڑنے لگے۔یہ جہاد جس کا ٹھیکہ ملک کی تمام مذہبی جماعتوں کو دیا گیا تھا امریکہ واسرائیل کے بھیجے ہوئے اسلحے سے لڑا گیا۔اس جہاد میں مذہبی جماعتوں اور فوجی جرنیلوں نے اسلحہ خورد برد کر کے کڑوروں ڈالر کمائے"

(ص ۱۶۸۔پاکستان برطانوی غلامی سے امریکی غلامی تک)

اپنوں نے ہمیں لوٹا:افغانستان میں ایک سیاسی جنگ لڑی جارہی تھی جسمیں وقت کی دو عالمی قوتیں روس اور امریکہ مدمقابل تھیں تو اس جنگ کو سامراجی مفادات کے تحفظ کی خاطر سازش کے ذریعے سے جہاد قرار دے دیا گیا۔مجاہدوں کی تربیت، اسلحہ اور رقوم کی فراہمی مغرب سے ہوتی رہی پوری دنیا کے جنگ جو اور اپنی حکومتوں کے باغی پاکستان میں جمع ہوتے جہاں سے وہ روسی فوجوں اور کمیونزم کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لیے افغانستان میں داخل ہوتے تھے افغانستان سے روس واپس چلا گیا کمیونزم غروب ہونے لگا اور روس کا شیرازہ بکھر گیا۔اس سارے کھیل میں پاکستان کو کیا حاصل ہوا محمود شام کی زبانی سنیں "ایک دروازے پر کوئلے سے درج شعر یہ نہ صرف (پاکستانی) سفارت خانے کے مکینوں بلکہ افغانستان کی مدد کرنے والے ہر پاکستانی کے دل سے نکلی ہوئی۔آہ کے مترادف ہے۔

اپنوں نے ہمیں لوٹا غیروں میں کہاں دم تھا　　کشتی ہے وہاں ڈوبی پانی بھی جہاں کم تھا

یہاں رہتے ہوئے پاکستانیوں پر کیا گزری ہوگی۔اُن کے ارمان کس طرح بکھرے ہوں گے،ان کے ارکان کس طرح ٹوٹے ہوں گے۔ ہم نے جن کے لیے اپنے ملک کو داؤ پر لگا دیا۔ناجائز اسلحے کے ڈھیر لگتے رہے،ہمارے نوجوان ہیروئن کے دُھوئیں میں جوانیاں گم کرتے رہے۔دینا بھر کے مسلح جنگ جو عناصر نے ہمارے گھر میں راستہ بنالیا۔اب وہی لوگ،اُنکے نوجوان،انکے ساتھی دیواریں گرا رہے تھے،دروازے توڑ رہے تھے، پیٹرول چھڑک رہے تھے،سفیر پاکستان زخمی ہوگئے ایک (سفارتی) اہلکار جاں بحق بھی ہوا تھا وہ دندنا رہے تھے "مرگ بر پاکستان"

(کابل میں چند لمحے رپورٹ محمود شام،جنگ مڈویک ۱۲۔۱۸ جون ۲۰۰۲)

تاریخ کا فیصلہ: اکتوبر ۲۰۰۶ میں شہزادہ بندر بن سلطان کی آپ بیتی برطانیہ میں "دی پرنس" کے نام سے شائع ہوئی جس میں افغان جہاد کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ جہاد کے بجائے انا اور مفادات کی جنگ تھی۔شہزادے نے انکشاف کیا کہ "امریکہ نے یہ جنگ ڈالروں کے بل بوتے پر لڑی اور ڈالروں کی مدد ہی سے جیتی"۔امریکہ اور سعودی عرب نے مجاہدین کو اسلحہ اور گولہ بارود کے ساتھ ساتھ ڈالروں سے بھی نوازا۔

شہزادہ بندر بن سلطان بن عبدالعزیز السعود ۲۲ برس (۱۹۸۳ سے ۲۰۰۵) تک، امریکہ میں سعودی عرب کے سفیر رہے۔ ۱۹۸۰ کی دہائی میں انہوں نے افغان جنگ میں بڑا مرکزی کردار ادا کیا۔

جاوید چوہدری صاحب کے بقول "میں، میری نسل افغان جہاد کے دوران پل کر جوان ہوئی تھی لہٰذا ہم اسے کفر اور اسلام کی جنگ سمجھتے تھے اور اس جنگ میں کام آنے والے مجاہدین کو شہید اور زخمیوں کو غازی کہتے تھے، لیکن مجھے شہزادہ بندر بن عباس کی کتاب پڑھ کر معلوم ہوا یہ جنگ جہاد نہیں تھا یہ امریکہ اور سوویت یونین کی انا کا ٹکراؤ تھا اور سعودی عرب، اس میں امریکہ کا زبردست حریف تھا۔ ہم جنرل ضیاء الحق کو، اس جنگ کی بنیاد پر مجاہد اسلام اور ۲۰ ویں صدی کا سلطان صلاح الدین ایوبی سمجھتے تھے۔ لیکن شہزادہ بندر بن سلطان نے امریکی ڈالروں کو اس جنگ کی کامیابی کی وجہ قرار دیا ہے اور اس جنگ میں شریک تمام مجاہدین کو کرائے کا قاتل ثابت کر دیا"

("وہ گدھا کہاں ہیں"، جاوید چوہدری، روزنامہ ایکسپریس کراچی)

احمد رشید کے خدشات درست ثابت ہونے لگے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "۱۹۸۲ سے میرا یقین تھا کہ اسلام آباد نے افغانستان کے متعلق جو پالیسی وضع کر رکھی ہے وہ آگے چل کر پاکستان کی قومی سلامتی، ملکی سیاست اور اسلامی بنیاد پرستی سے متعلق مسائل پیدا کرنے کا سبب بن گئی"۔

(ص۔۹، طالبان احمد رشید)

طالبان کی آمد: نومبر ۱۹۹۲ میں طالبان کی منظرنامے پر آمد ہوئی۔ طالبان بنیادی طور پر دیوبندی مسلک کے نظریات کے حامل تھے جن کی اکثریت پاکستان ہی میں پلی بڑھی اور انہوں نے جمعیت علمائے اسلام کے رہنما مولانا فضل الرحمٰن کے مدرسوں میں تعلیم حاصل کی۔ زیادہ تر دینی مدرسے دیہی علاقوں اور افغان مہاجر کیمپوں میں قائم تھے اور دیوبندی مسلک سے اتفاق رکھتے تھے اور مدرسوں کو سعودی عرب سے مالی امداد ملتی تھی۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دیوبندی مسلک برطانوی ہندوستان میں منظر عام پر آیا۔ عبدالوہاب (۹۲۔۱۷۰۳ء) نے عرب بدوؤں کو تصوف کے اثر سے نکالنے کے لیے وہابی تحریک شروع کی تھی جنگ افغانستان کے ابتدائی دنوں میں سعودی عرب نے اپنے ہاں طویل عرصے سے روپوش افغان عبدالرؤف سیاف کو وہابی جماعت "اتحاد اسلامی" قائم کرنے کے لیے پشاور بھیجا تھا۔ طالبان کی نظریاتی اساس دیوبندی مسلک کی انتہا پسند تعبیر ہے جس کی تعبیر و توجیہہ یا تو انہوں نے خود کی یا پاکستان میں قائم افغان کیمپوں میں اسلامی جماعتوں نے تبلیغ کی۔

۲) انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی، سامراج کا خوف اور انقلاب کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں:

انقلاب: استاد شہید مرتضیٰ مطہری کے مطابق "سیاسی اصطلاح میں انقلاب کا مطلب یہ ہے کہ علاقے یا ملک کے عوام اپنا مطلوبہ نظام لانے کے لیے موجودہ حاکمیت کے خلاف بغاوت کر دیں دوسرے لفظوں میں انقلاب عملی طور پر مروجہ حالات کے خلاف اس شورش انگیزی کو کہا جاتا ہے جس سے کوئی نئی صورت حال پیدا ہو سکے" لیکن اس کے لغوی معنی "قلب" کے مادے سے ماخوذ ہیں جس کا مطلب تہ و بالا کرنا اور عام تغیر و تبدیلی لانا ہے

انقلاب کے متعلق نظریات: استاد شہید لکھتے ہیں کہ "عام طور پر انقلاب کے سلسلے میں دو نظریات پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلا نظریہ: درحقیقت دنیا کے جملہ معاشرتی انقلابات اگرچہ بظاہر ان کی شکل و وضع ممکن ہے ایک دوسرے سے مختلف ہو لیکن بہ لحاظ ماہیت، اقتصادی اور مادی واقع ہوئے ہیں۔

دوسرا نظریہ: جملہ انقلابات محض مادی اصل کے ہی حاصل نہیں اس دوسرے نظریے کے مطابق اقتصادی اور معاشرتی نقطہ نظر سے معاشرے کے خوش حال اور محروم دو طبقوں میں تقسیم، انقلاب لانے کے لیے شرط لازم نہیں ہے کیونکہ اس بات کا بہت امکان ہوتا ہے کہ انقلابی انسان بھی خوبیوں کے حامل ہوں اور عوام اپنے کھوئے ہوئے حقوق حاصل کرنے کے لیے باغی ہو جائیں۔

ان مذکورہ دو نظریوں کے علاوہ انقلاب کی ماہیت تصوری و خیالی بھی ہو سکتی ہے لوگ ایک مکتب فکر پر ایمان و یقین رکھتے ہیں اس مکتب فکر کی روحانی قدروں کے ساتھ سختی سے وابستہ ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا مکتب فکر معرض خطر میں ہے اور اُسے فسخ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں تو وہ غصے سے بھڑک اُٹھتے ہیں اور اشتعال کے عالم میں اپنے اصول مکتب کو برقرار رکھنے اور اُسے ترویج دینے سے روکنے پر غصے میں انقلاب لانے پر آمادہ ہو جائیں'' (بحوالہ صفحہ ۱۸۷۔۱۸۸ اشناخت استکبار، جناب جواد منصوری)

انقلاب اسلامی ایران کو تاریخ عالم میں یہ شرف و امتیاز حاصل ہے کہ یہ واحد انقلاب ہے جس میں مذکورہ تینوں عوامل نے دوش بدوش کام کیا ہے۔ بلاشبہ انقلاب اسلامی نے ایک بالکل نیا نمونہ اور نئی مثال قائم کی ہے۔ باوجود عالمی استکبار نے نت نئے حیلوں اور بہانوں سے انقلاب کو شکست دینے کی سعی لا حاصل کی۔ مختلف علاقوں میں داخلی جھگڑے، تفرقہ پردازی، قومی مسائل چھیڑنا، دائیں بائیں بازو کی جماعتوں کے انتہا پسند عناصر کی حوصلہ افزائی اور تقویت، معروف انقلابی شخصیتوں کی شہادت، ناکام فوجی بغاوت کی منصوبہ بندی، براہ راست فوجی حملہ/ عراق کی انقلاب اسلامی کے خلاف ننگی جارحیت مسلط کردہ جنگ، اقتصادی پابندیاں اور فوجی کارروائی کی دھمکیاں سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

ڈاکٹر کلیم صدیقی اپنے مقالہ ''پاکستان میں اسلامی انقلاب کی ضرورت اور اُس کا لائحہ عمل'' میں کہتے ہیں کہ ''آج پاکستان میں صرف باشعور طبقہ ہی اس بات کو محسوس نہیں کر رہا ہے بلکہ ملک کا بچہ بچہ اس حقیقت سے واقف ہے کہ پاکستان میں حکمران طبقے نے ایک زبردست استحصالی نظام کو اُن پر مسلط کر رکھا ہے۔ پاکستان کے بے بس مسلمانوں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ان کے اسلامی معاشرہ کو تیزی کے ساتھ مغربیت کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ سیاسی اور انتظامی بدعنوانیاں اب عام ہو کر معاشرے کی اخلاقی بنیادوں کی جڑ کاٹ رہی ہیں ایک ملک جس کے حصول کے لیے قربانیاں دی گئی تھیں کہ وہاں ایک مثالی واخلاقی معاشرہ تشکیل دیا جائے گا ان حکمرانوں کے ہاتھوں مغربیت، فحاشی اور بداخلاقیوں کا مرکز بن گیا ہے۔ ملک کا معاشی نظام بے لگام سرمایہ داروں کے حوالے کر دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ جاگیرداری نظام اور بھی جابرانہ انداز اختیار کر گیا ہے۔ پاکستان کے دولت مندوں کی دولت بڑھتی چلی گئی ہے اور غربا کی غربت میں بھی اس تناسب سے اضافہ ہوا ہے۔'' (ص۔۲۵۔۲۶)

یہ وہ تمام عوامل ہیں جو کہ کسی بھی معاشرے میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے بنیاد کی پہلی اینٹ کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر کلیم صدیقی کے آج نا صرف پاکستان بلکہ ترکی، مصر، عراق، شام، سعودی عرب، انڈونیشیا، سوڈان، اور شمالی افریقہ کی مسلمان ریاستوں میں یہ سب عوامل پائے جاتے ہیں۔ لیکن کمی ہے تو مسلمانوں کے یک جا اور منظم ہونے کی۔ بے لوث اور صالح قیادت کی جس کا منشا امت مسلمہ کے سیاسی مقاصد کا حصول ہو اور اُس کے اپنے طبقاتی مفادات نہ ہوں۔

عوام اور متقی قیادت کی یکجائی، معاشرے کی از سر نو تشکیل کرتے ہیں معاشرے میں خود اعتمادی اور اپنے بیرونی دشمن سے نپٹنے کی صلاحیت پیدا کر دیتے ہیں جو کہ ایک خالص اسلامی معاشرے کا طرۂ امتیاز ہے۔

امریکی سامراج کو کیا ہوا: کیا ہوا کہ امریکی سامراج اور اُس کے حواریوں کے ساتھ، جو اس قدر خوف زدہ اور پریشان ہے۔ امامؒ امت فرماتے

ہیں۔ امریکہ اپنے تمام دعووں، تمام جنگی ساز وسامان اپنے پٹھوؤں کی تمام دولت اور مظلوم عوام کے بے پایاں ثروت کے باوجود تمام تر ذرائع ابلاغ پر اختیار رکھنے کے باوجود ایران کی غیور قوم اور ملتِ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا الفداء کے مقابلہ میں کچھ اس طرح سے خوار ورسوا ہو چکا ہے کہ اُسے کچھ سوجھتا ہی نہیں کہ کہاں جائے اور کسے اپنا وسیلہ بنائے'' (ص ۵، صحیفہ انقلاب، امام خمینیؒ کا وصیت نامہ)

انقلاب ایران نے بڑی طاقتوں اور بالخصوص امریکہ کے غرور کو توڑنے اور چھوٹی اقوام کے اعصاب پر اس کی ہیبت کے بوجھ کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ مذہب پر رجعت پسندی کا الزام لگانے والے ہوں یا سیکولر دنیا کے لوگ، جو مذہب کو قوت کی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکاری تھے، وہ انقلاب ایران کی صورت میں اسلام کی سیاسی قوت کے بھرپور اور نتیجہ خیز مظاہرے دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔

امریکہ کا نفسیاتی مسئلہ یہ تھا کہ ہم نے شاہ کی حفاظت کے لیے اسلحہ کے انبار فوجی لاؤ لشکر، ساوک جیسی سفاک تنظیموں، سراغ سانیوں کی مختلف ایجنسیوں، مغرب زدہ مفاد پرست طبقے کی بالادستی اور امریکی تہذیبی گرفت کا جو مضبوط حصار قائم کیا تھا اُسے ان مدرسوں سے فارغ تحصیل علماء اور اُنکے پیروکاروں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ ہمارے انتظامات میں کیا کوتاہی تھی۔ جہاں جہاں ایران کی مانند انتظامات کیے ہیں ان کو کیسے ناقابل شکست وریخت بنایا جائے۔

انقلاب اسلامی کی خصوصیات: انقلاب ایران کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انقلاب فرانس اور انقلاب روس کی بنیاد مذہب سے بغاوت پر استوار نہیں ہوا، بلکہ مذہب کی جانب مراجعت پر برپا ہوا۔ انقلاب ایران کا پورا خمیر عقیدۂ توحید اور اسلام کو مکمل نظام حیات کی حیثیت سے نفاذ کرنے کے عزم سے اُٹھا۔ اس کو قوت محرکہ محض معاشی مفادات نہیں تھے بلکہ ایمان کی قوت کے سرچشمے سے پھوٹی اور مادی وسائل کے اس دور میں مادیت پر ایمان کی برتری کا لوہا منوایا۔

جناب محمد صلاح الدین شہید (سابق ایڈیٹر تکبیر) انقلاب ایران کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''امام خمینیؒ کی قیادت میں تاریخ کا یہ انوکھا تجربہ دنیا کے سامنے آیا کہ ایمان اور جذبہ شہادت کے ذریعہ بڑی سے بڑی قوت کو کس طرح شکست دے سکتے ہیں۔ اس تجربے نے دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کو متاثر کیا۔ ان کے حوصلوں کو بلند کیا۔ دنیا کے مظلوم اور کچلے ہوئے لوگوں میں نئی امنگ پیدا کی۔ انکے اندر چھائی ہوئی مایوسی و پژمردگی کو دور کر کے یقین واعتماد کی تازہ روح پھونکی اور امید کی روشنی سے ان کے ذہنوں کو منور کیا''

(ص۔ ۱۳۹ انقلاب ایران)

ڈاکٹر مبارک علی کے مطابق ''ایرانی انقلاب جن باتوں کی وجہ سے دوسرے انقلابوں سے مختلف ہے وہ یہ ہیں یہ ایک ایسے معاشرے میں آیا ہے کہ جو سماجی و معاشی لحاظ سے ترقی یافتہ تھا۔ یعنی روسی اور چینی معاشروں کے مقابلہ میں زیادہ آگے تھا۔ انقلاب کا مرکز شہر رہے، جبکہ چین، کیوبا، اور ویت نام کے انقلاب دیہاتوں میں آئے اور وہاں سے شہروں میں منتقل ہوئے۔ اس شہنشاہیت یا قدیم نظام کو ہڑتالوں اور مظاہروں کے ذریعے ختم کیا مسلح انقلاب کے ذریعے نہیں اور اس کی کامیابی میں کسی غیر ملکی کا ہاتھ نہیں ہے''۔

(ص۔ ۹۰۔ ۹۱ تاریخ کی روشنی میں)

اسلامی وحدت: آج عالمی استکبار کا نمائندہ امریکہ ہو یا دیگر مغربی طاقتیں، جس چیز سے پریشان ہیں، وہ ہے اسلامی معاشرے کی انقلابی وحدت کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلامی وحدت کی بنیادی وجہ اسلام پر ایمان وعمل ہے۔ یہ ہی امر اُن کی تشویش واضطراب کا باعث ہے۔ اپنے استعماری غلبے

کے برسوں میں مشرق وسطیٰ کے ممالک اور خصوصاً ایران میں انہیں جن نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اُس کی اصل وجہ بھی بالکل یہی نکتہ تھا۔اسی لیے وہ اپنی پرانی اور مجرب چال "تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو" سے کام لے کر انقلاب کے اثرات کو زائل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

مرجعیت کی تقسیم اور تباہی کا ایک منصوبہ:

امریکہ میں شائع شدہ کتاب "A plan to divide and destroy the Theology" میں CIA کے شعبہ "شیعہ" کے اہم رکن Babwood Words کے دست راست ڈاکٹر مائیکل برانٹ کے انٹرویو کے چند نکات پوری صورت حال کی وضاحت کے لیے کافی ہیں۔

ڈاکٹر مائیکل برانٹ کہتا ہے کہ عالم اسلام صدیوں پہلے مغربی حکومتوں کے زیر تسلط تھا، اگرچہ گزشتہ صدی میں، بہت سارے اسلامی ممالک آزاد ہوگئے ہیں لیکن ان کے استقلال و آزادی پر مغربی ثقافت، سیاست اور تعلیم مسلط رہی ہے۔خاص طور پر ان ممالک کا سیاسی نظام ہمارے کنٹرول میں تھا۔اور ان ممالک کی آزادی کے بعد بھی اُنہوں نے اپنی تہذیب کو سکھانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، بلکہ مغربی نظام کو اپنے معاشروں میں رائج رکھا" وہ مزید کہتا ہے کہ "انقلاب اسلامی ایران نے ۱۹۷۸ میں ہماری سیاست کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے پہلے ہم خیال کرتے تھے کہ یہ حالات شاہ ایران کے انتہائی غلط، ناقص، ظلم و جبر اور پریشان کرنے والی سیاست کے خلاف ملت ایران کا فطری ردعمل ہے، جس سے مذہبی عناصر بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ہمیں امید تھی کہ شاہ کے برطرف ہونے کے بعد ہم اپنے ایجنٹوں کو استعمال کر کے اپنی سیاست کو دوبارہ دوام بخشیں گے۔

پہلے تین برسوں میں امریکہ کی سخت ناکامی کے بعد سفارت خانہ امریکہ کے پکڑے گئے افراد اور صحرائے طبس میں ہوائی جہازوں کی نابودی اور اسلامی بیداری کی زیادہ نشو و نما کے بعد مغرب سے نفرت اور اس کے بعد انقلابی جوش و خروش کے اثرات کا ظہور مختلف ملکوں خصوصاً لبنان، عراق، کویت،، بحرین اور پاکستان میں ہوا تو CIA کے اعلیٰ عہدیداروں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں انگلینڈ کی خفیہ سروس MIG کے نمائندوں نے بھی شرکت کی (کیونکہ انگلینڈ کا ان ممالک کے بارے میں تجربہ زیادہ ہے)۔

اس میٹنگ میں معلوم ہوا کہ ایران کا انقلاب شاہ ایران کی ناقص سیاست کے فطری ردعمل کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اس کے باطن میں اس کے کچھ اور اسباب اور دوسرے حقائق بھی موجود تھے۔ان اسباب میں سے اہم ترین سبب "ایران کے مذہبی مراجع" کا ایران کے سیاسی نظام کی رہبری حاصل کرنا اور پیغمبر اسلامؐ کے نواسہ حضرت امام حسینؑ کی ۱۴۰۰ سال قبل شہادت کا واقعہ ہے، جس کی یاد میں شیعہ کئی صدیوں سے نہایت غم و اندوہ کے ساتھ عزاداری کرتے ہیں۔

یہی دو ستون ہیں جن کی بناء پر شیعہ مسلمان دوسرے مسلمانوں سے زیادہ متحرک اور فعال نظر آتے ہیں اس میٹنگ میں طے پایا کہ شیعہ اسلام کے مطالعے کے لیے اور اس پروجیکٹ پر عمل درآمد کے پروگرام بنانے کیلئے ایک الگ اور مستقل شعبے کی بنیاد ڈالی جائے اور اس کے لیے سب سے پہلا بجٹ چالیس ملین ڈالر (دو ارب چالیس کروڑ روپے) منظور ہوا" مائیکل کے مطابق "اس پروجیکٹ کو تکمیل تک پہنچانے کیلئے تین مرحلے زیر نظر رکھے گئے۔

۱۔اطلاعات کا جمع کرنا اور اعداد و شمار کی جمع آوری کے لیے تین مرحلے زیر نظر رکھے گئے Data Collection

۲۔مختصر وقت کے مقاصد Short Term Target : شیعوں کے خلاف پروپیگنڈے کرنا، شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دے کر فسادات پیدا

کرنا اور سنی اکثریت کے ساتھ ان کی لڑائی کرانا تاکہ ان کی توجہ امریکہ کی طرف مبذول نہ ہوسکے۔

۳۔ طویل مدتی اغراض و مقاصد Long Term Target: تشیع کو ختم کرنے کے لیے طویل مدت کے اغراض و مقاصد پر عمل درآمد کے پہلے مرحلے میں پوری دنیا میں محققین بھیجے گئے۔ان میں سے کچھ افراد پاکستان بھی بھیجے گئے (جن کے نام مضمون میں لکھے ہوئے ہیں) ان میں سے ایک ڈاکٹر شومویل کا نام ہے اُن کا کام کراچی کی عزاداری کے بارے میں تحقیق کرنا تھا اُنھوں نے اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور کراچی کے ایک شیعہ نشین علاقے رضویہ سوسائٹی میں بطور Paying Guest مقیم تھے۔اسی طرح ایک جاپانی نکومہ نامی عورت کے موضوع پر اپنی ڈاکٹریٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

نوٹ: اس واقعہ کا تذکرہ پروفیسر سید زین العابدین نے اپنی ایک غیر مطبوعہ تحریر'' جون 2004 اور اس سے قبل رونما ہونے والے واقعات (فرقہ واریت کے حوالے سے) ایک نظر'' میں کیا ہے۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ'' ایک اہم بات سنئے کراچی ہی میں ایک صاحب مسٹر ولیم اللہ جانے امریکن تھے یا انگریز، کسی اور ملک کے۔ اُنھوں نے رضویہ سوسائٹی کو اپنا مستقر بنایا، جی عزاداری پر ریسرچ کر رہے ہیں، بچارے کو کوئی اور موضوع نہیں ملا۔ہم یہاں 1950 سے رہتے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کراچی میں شیعوں کی کتنی امام بارگاہیں، کتنی مساجد ہیں؟ کہاں کہاں واقع ہیں؟، اُن کا حدود اربعہ کیا ہے؟ کتنے لوگوں کی گنجائش ہے؟، کتنے افراد فجر میں آتے ہیں؟، کتنے ظہر میں، کتنے مغرب میں؟۔یہ سارے کوائف اُنھوں نے جمع کئے Phd کیا، یہ گئے وہ گئے۔ساتھ ہی ایک امریکن انگریز خاتون نے کوئٹہ کو اپنا مستقر بنایا، اُنھوں نے بھی عزاداری پر ریسرچ کیا اور وہ تمام کوائف جو کراچی سے جمع کئے گئے تھے کوئٹہ سے اکٹھے کئے کہ کتنی مساجد کہاں کہاں واقع ہیں، کتنے لوگ فجر، کتنے ظہر میں اور کتنے مغرب میں آتے ہیں۔ Phd کیا اور واپس روانہ ہوگئیں۔ یہاں پر بہت سے پہلو قابل غور ہیں:

۱) ان ریسرچ اسکالروں کو عزاداری سے کیوں دلچسپی پیدا ہوئی، کوئی اور موضوع کیوں منتخب نہ کیا؟

۲) پورے ملک سے کراچی اور کوئٹہ ہی کا انتخاب کیوں؟

۳) کتنی مساجد ہیں؟، کتنے آدمیوں کی گنجائش؟، کتنے فجر میں ہوتے ہیں؟، کتنے ظہر میں ہوتے ہیں؟ کتنے مغرب میں ہوتے ہیں؟ ان باتوں کا عزاداری سے کیا تعلق؟

۴) یہ Phd کس یونیورسٹی سے کیا؟ مقالہ Thesis چھپا کہ نہیں؟''

مولانا صادق حسن قبلہ نے ۲۰۰۶ کے عشرہ مجالس منعقدہ لاہور اس واقعہ کا ذکر میں ان الفاظ میں کیا ہے کہ'' یہاں پر میں ایک چھوٹی سی بات کہہ رہا ہوں اسے قاعدہ، کلیہ نہ سمجھیں یہ ۱۰۰ فیصد نہیں ہے مگر آج کے حالات میں ۸۰ فیصد تو ضرور ہے۔بہت ڈرتے ڈرتے کہہ رہا ہوں لیکن ہے بڑا مسئلہ، وہ یہ کہ آج کے دور اور حالات میں یہ بات اتنی کھل گئی ہے کہ جو آدمی کنورڈ (CONVERED) ہوتا ہے زیادہ تر وہ ہمارے مذہب کو نقصان ہی پہنچا رہا ہے۔ چنانچہ ہم جب کافروں کو مسلمان ہوتے دیکھا تو ہم بڑے خوش ہو جاتے ہیں کہ ایک کافر کفر چھوڑ کر مسلمان ہوگیا، اُسے ہم سر پہ بیٹھا لیتے ہیں بعد میں پتہ چلتا ہے کہ یہ مسلمان کیوں ہوا تھا۔ ہمیں نقصان پہنچانے اور ہمارے درمیان انتشار پیدا کرنے اور اسی طرح جب کوئی غیر شیعہ، جب شیعہ ہوتا ہے حق کی بصیرت کے ساتھ تو وہ ہماری سر آنکھوں پر لیکن ایک تجربہ اور مشاہدہ یہ کہ آج کے دور میں سچے اور حقیقی کنورڈ ہونے والے تو بہت کم رہ گئے زیادہ تر کسی سازش کا حصہ بن کے آتے ہیں۔

اور جب میں اپنی بات کروں 1974، جس سال میں نے اپنی پہلی مجلس پڑھی تھی، کراچی میں ایک علاقہ ہے رضویہ سوسائٹی، پوری اپنی بستی اور میں وہیں رہتا تھا۔ اُس وقت اس رضویہ سوسائٹی میں ایک بڑا سا یعنی ایک عجیب قسم کا جوش پھیلا ہوا تھا۔

ایک امریکن گورا رضویہ سوسائٹی میں آیا اور یہ کہہ کر آیا کہ میں نے شیعت قبول کر کے آیا ہوں اور میں آپ کے درمیان رہنا چاہتا ہوں۔ اچھا 1974 میں تو لوگوں نے امریکن گورے دیکھے ہی نہیں تھے۔ اب جو دنیا اتنی قریب آئی ہے گلوبل ویلج بنی۔ جنھوں نے برٹش کا زمانہ دیکھا ہے برطانیہ کے گورے تو دیکھے تھے یہ امریکہ کے گورے یہ ہوتے ہی کسی اور ٹائپ کے (The Stopped White man) مائیکل مور نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا اردو ترجمہ میں نے حال ہی میں کراچی میں دیکھا (گھامڑ گورے) خود گھر کا بھیدی بتا رہا ہے۔

کتنے بیوقوف اور کتنے نادان۔ لیکن 1974، ارے پورے رضویہ سوسائٹی میں ایک شور مچ گیا۔ یہ دیکھو ہمارے مذہب کی حقانیت سینکڑوں میل دور امریکہ کا گورا اور وہ شیعت قبول کر رہا ہے اور پھر وہ ہر جگہ ایک سائیکل تھی اُس کے پاس مرحوم مرزا آفتاب عالم قزلباش کے مکان میں (Paying Gues) تھا۔ وہ سائیکل پر ہر مجلس میں پہنچا جا رہا ہے اور جہاں کسی مجلس میں پہونچا مجلس پڑھنے والے کا موضوع تبدیل ہو گیا۔ اسلام یہ ہے، شیعت یہ ہے اور اتنی بڑی قربانی دی اور ہم کتنا اس کا احسان مانیں اور کتنا سر آنکھوں پر بیٹھائیں ہماری مجلس میں آگیا۔

ہم تو واقعاً خوشی سے پھول کر غبارہ ہو گئے۔ ہر مجلس میں یہ ہی گھومے جا رہا ہے اور لوگ اُس کی تعریف کر رہے ہیں۔ اور ابھی حال میں ہی سی آئی اے کی ایک کتاب چھپی تو پتہ چلا کہ یہ سی آئی اے کا وہ ایجنٹ ہے جسے خاص اس لیے کراچی کی رضویہ سوسائٹی میں بھجوایا گیا تھا کہ جا کے دیکھ کے آؤ شیعت کیا ہے کیسی ہے، کیا چیزیں اُن کے پاس ہیں جو ان پر حملہ کیا جائے تو یہ اپنی عقل کو چھوڑ دیتے ہیں اور جذبات میں آجاتے ہیں۔ اب پتہ چلا، 1974 میں کتنے لوگ تھے جن کو اب تک یاد ہے۔ مجھے تو اس لیے یاد ہے کہ میری چھٹی مجلس تھی زندگی کی، اُس میں یہ آیا تھا۔"

(ص ۱۳۰۔۱۳۲ پیغام اسلام مجموعہ مجالس ۲۰۰۶ مقرر علامہ صادق حسن (آف آسٹریلیا) ناشر ادارہ شاہ خراسان لاہور سال اشاعت مئی ۲۰۰۶)

ابتدائی اور سرسری جائزہ کے طور پر درج ذیل تین سوالات پوچھے گئے

۱۔ شیعہ حضرات دنیا کے کن علاقوں میں رہتے ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں اور ان کے عقیدتی اور معاشرتی حالات کیا ہیں اور ان کے باہمی اختلافات کیا ہیں۔

۲۔ شیعوں کے داخلی اور اندرونی تضادات کو کس طرح متحرک کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ شیعوں اور سنیوں کے درمیان موجودہ اختلافات کو کس طرح بڑھائے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر مائیکل برانٹ کے مطابق "ہم نے بہترین خطوط پر تمام ممالک کے شیعوں کے بارے میں اطلاعات جمع کرنے کے بعد مندرجہ ذیل نکات حاصل کیے:

۱۔ شیعوں کے مراجع تقلید اس مذہب کی طاقت کا سرچشمہ ہیں، جو ہر زمانے میں دین کی حفاظت کرتے ہیں اور اُس کے اصولوں پر ثابت قدمی کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ اُنہوں نے تشیع کی طویل تاریخ میں کبھی بھی غیر اسلامی حاکم کی بیعت نہیں کی۔ ایک مرجع (آیت اللہ شیرازی) کے فتوٰی کے سبب انگریز ایران میں داخل نہیں ہو سکے"۔ نیز اُنہوں نے کہا، "شیعوں کا عظیم ترین علمی مرکز عراق میں تھا، جسے صدام اپنی تمام کوششوں کے باوجود نہ خرید سکا۔ بلکہ اُسے بند کرنے پر مجبور ہوا۔ جو ابھی تک ویران ہے۔

دنیا کے دوسرے علمی مراکز نے وقت کے حکام کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کی ہے۔ جبکہ ایران کے علمی مرکز قم نے ظالم شہنشاہ کے تخت کو اُلٹ دیا اور ایک سپر پاور امریکہ کے مقابلے میں کھڑا ہوا۔

لبنان میں آیت اللہ موسیٰ صدر کی تحریک نے انگلینڈ، فرانس اور اسرائیل کی افواج کو بھاگنے پر مجبور کیا اور اسرائیل کی تاسیس کے بعد ایک بہت بڑی مزاحمت ''حزب اللہ'' کی شکل میں وجود میں آئی۔

ان تمام معلومات کی بناء پر ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ براہ راست شیعوں کو نقصان پہنچانا اور اپنی پیروی کرانا بہت مشکل ہے، الہٰذا یہ طے پایا کہ پس پردہ رہ کر کام کرنا چاہیے اور ہم برطانیہ کے پرانے فارمولے ''تقسیم کرو اور حکومت کرو۔ کو ایک دوسرے فارمولے ''تقسیم کرو اور ختم کرو'' میں بدل کر اس پر عمل درآمد شروع کیا''۔ اُنہوں نے یہاں پر لمبی مدت کے مقاصد کا اعلان کیا ہے۔ ہم ان مقاصد کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

جن افراد کو شیعوں سے اختلاف ہے، ان کو شیعوں کے خلاف منظم اور مضبوط کر کے ان کے ہاتھوں شیعوں کے کافر ہونے کے تصور کو پھیلانا ہے اور منفی پروپیگنڈوں کے ذریعے شیعوں کو عام مسلمانوں کے معاشرے سے الگ تھلگ کیا جائے''

انہوں نے لکھا ہے کہ'' یہ منصوبہ بھی طے ہوا ہے کہ جاہل اور کم پڑھے لکھے افراد کو جمع کر کے ان کو تقویت دیں اور جب اُن کی تعداد مناسب ہو جائے تو شیعوں کے خلاف مسلح جدوجہد کرا دیں اور دوسری طرف بڑی ہوشیاری کے ساتھ ایک محاذ شیعوں کے مراجع کے خلاف کھولیں، جو اُن کے درمیان (ففتھ کالم) بن جائیں اس طرح شیعت کا چہرہ مسخ ہو جائے گا اور نوبت یہ آئے گی ہر خاص و عام غیر مقبول ہو کر رہ جائے گا اور ان کے مراجع عام لوگوں میں نفرت کا نشانہ بنیں گے'' ڈاکٹر مائیکل برانٹ کہتا ہے'' شیعہ واقعہ کربلا کی یاد میں جمع ہو کر مراسم عزاداری برپا کرتے ہیں۔ ایک آدمی مجلس پڑھتا ہے اور واقعہ کربلا بیان کرتا ہے اور سامعین اُس کو سنتے ہیں اور مجلس کے بعد جوان سینہ زنی اور نوحہ خوانی کرتے ہیں۔ یہ ذاکر اور سامعین ہمارے لیے بہت اہم ہیں، کیونکہ ان ہی عزاداری کی مجالس سے شیعوں میں جوش و خروش اور آزادی کی چاہت اور باطل کے خلاف جنگ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

لہٰذا ہم نے مجلس پڑھنے والوں، مجلس کے بانیوں اور سامعین کو اپنے کنٹرول میں لینے کے لیے کئی ملین ڈالرز کی رقم مختص کی ہے اور یہ کام اس طریقے سے انجام پاتا ہے کہ پہلے مرحلہ میں ہم شیعوں میں ایسے افراد تلاش کرتے ہیں جو کہ اثر و نفوذ والے ہونے کے ساتھ ساتھ شہرت اور دولت کے بھی دلدادہ ہوں نیز اپنے عقائد میں کمزور ہوں تا کہ ہم ان کے ذریعے سے عزاداروں میں نفوذ پیدا کریں''

(ص ۵۔ الفقہ صادق تاریخ اور سازش کے آئینے میں، از ذوالفقار علی زیدی ۲۰۰۶ ایڈیشن)

نیا دشمن: مغرب کے تیور اُسی وقت ہی واضح عندیہ دے رہے تھے، جب اشتراکی اتحاد ختم ہونے کے بعد بھی مغرب نے نیٹو افواج کو مزید مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا حتیٰ کہ سوویت یونین اور وارسا معاہدے سے ٹوٹنے والے ممالک کو بھی ممبر شپ کی دعوتیں دی جا رہی تھیں۔ اتنے مضبوط اتحاد کو مزید مضبوط کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آ رہی تھی کہ آئندہ مقابلہ اسی فاقہ کش (مسلمان) سے ہے جو موت سے ڈرتا ہی نہیں''

(جہاد و دہشت گردی، ذوالفقار علی چھ جنگ ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۴)

سرد جنگ کے خاتمے اور سوویت یونین کا شیرازہ بکھیرنے کے بعد امریکہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ایران کی جمہوری اسلامی حکومت، افغانستان میں اسلامی بنیاد پرستوں کا کنٹرول، وسط ایشیاء کی نوزائدہ اسلامی ریاستوں پر اس کے اثرات اور ملوکیت سے جان چھڑا لینے والے اور جان چھڑانے کی جدوجہد کرنے والے کلمہ گو مسلمان ہیں۔ غرض یہ کہ عالم اسلام مغرب کی نظروں میں نئے دشمن کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ عالم

اسلام کی علامتی قیادت ایران کر رہا ہے۔

ایران پر عراق کا حملہ، کویت پر عراق کا حملہ، افغانستان میں مسلسل مداخلت کے ذریعے عدم استحکام اور افغانستان و عراق پر امریکی جارحیت، عراق میں شیعہ سنی تفریق کو ہوا دینا اور لبنان میں القاعدہ کی بغل بچہ تنظیم فتح الاسلام کی شکل میں خانہ جنگی کو پھر سے شروع کرنے کی کوششیں سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

۳) وہابیت کی سرکاری طور پر سرپرستی: نامور صحافی جناب ارشاد احمد حقانی جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''جنرل ضیاء الحق کے دور میں ایک مخصوص قسم کی مذہبیت کو فروغ ملا ہے۔ جنرل صاحب نے دین کی فلاحی تعلیمات پر عمل درآمد کی تو خاص کوشش نہ کی۔ عدل اجتماعی کے تقاضوں کی تکمیل کی نہ صرف کوئی فکر نہ کی بلکہ ان حلقوں کی حوصلہ افزائی کی جو ملک میں ظالمانہ معاشی اور معاشرتی نظام برقرار رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔ جنرل صاحب معاشرے کے مراعات یافتہ اور عوام دشمن حلقوں کے فطری حلیف تھے انہیں اپنی حکومت کا بہت بڑا ستون اور سہارا سمجھتے تھے۔ اہل مذہب کو بھی مقاصد کے لیے بھرپور طریقے سے استعمال کیا اور ایک خاص قسم کی مذہبی شدت پسندی کو ہوا دینے کا باعث بنے۔ جس کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ مذہبی فرقہ واریت اور منافرت تمام حدوں کو پار کر رہی ہے''

(مذہب کو منفی قوت نہ بنایئے ۱۵ جولائی ۱۹۹۵ جنگ لاہور)

مذکورہ مخصوص قسم کی مذہبیت کی تشریح ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی کتاب ''شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت و اہمیت'' میں ان الفاظ میں کی ہے۔ ''اگرچہ پاکستان میں حنفی اور اہل حدیث کے مابین کافی چپقلش پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ شافعی مالکی اور حنبلی تو یہاں نہ ہونے کے برابر ہیں، غالب اکثریت تو احناف کی ہے لیکن سلفی یا اہل حدیث حضرات اقلیت میں ہونے کے باوجود خاصے فعال ہیں اور چونکہ کئی بیرونی حکومتیں ان کی مددگار اور پشت پناہ ہیں اس لیے اُن کی حیثیت اپنے اصلی سائز سے بڑی ہوگئی ہے'' (ص ۳۰، شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت و اہمیت)

یہی وہ مخصوص فرقہ (طبقہ) ہے جو کہ اپنی انتہا پسندی اور سامراجی عزائم کی تکمیل کے لیے باقی تمام فرقوں کو نیست و نابود کرنا اور اُنکو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش لاحاصل کرتا ہے۔ ملک کے اکثر شہروں میں مساجد پر قبضے اسی سلسلے کی کڑی ہیں جن میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو چکی ہے۔ یہی تیسرا فریق جس کو ضیاء الحق کے دور میں کھلی چھٹی ملی ہوئی تھی جو کہ اصل فساد کی جڑ ہے ہمیشہ چھپا رہتا ہے یا چھپا دیا جاتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی کتاب ''شیعہ سنی مفاہمت کی ضرورت و اہمیت'' میں کہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں سنیوں کے فرقوں کے باہمی تصادم اور اختلافات کی بات نہیں کی گئی نہ اُن کا حل پیش کیا۔ حنفیوں اور سلفیوں کی چپقلش کو کم کرنے کی کوئی تدبیر پیش نہیں کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ غور کرنا اتنا ہی لازمی ہے جتنا سنی اور شیعہ کے مابین مفاہمت۔

اسی نوعیت کی فکر مولانا عبدالستار خان نیازی کے کتابچے ''اتحاد بین المسلمین'' میں نظر آتی ہے۔ جہاں مولانا نے بریلوی اہلسنت اور دیوبندی اہل حدیث کے درمیان ہی اتحاد کی بات کی ہے اور شیعوں کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے یہ صورت حال بھی درست نہیں ہے۔

شیعہ اور سنی فرقوں کے درمیان اختلافات ایک تاریخی پس منظر رکھتے ہیں، ان اختلافات سے فائدہ استعمار اور اُن کے نمک خوار اُٹھا کر خوں ریزی کرتے اور دنیا کو یہ باور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ شیعہ سنی لڑائی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ شیعہ اور سنی دو مکاتب فکر صدیوں سے چلے آرہے ہیں اور یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آزادی سے قبل برصغیر پاک و ہند میں صرف دو فقہا کی فقہ نافذ ہوئیں جنہیں گورنمنٹ آف انڈیا

یکٹ مجریہ ۱۹۳۵ کے تحت قانونی حیثیت دی گئی تھی اول فقہ حنفی دوم فقہ جعفری۔

''متحدہ ہندوستان کی سرزمین میں بسنے والے مسلمانوں کا مذہب اہلسنت والجماعت تھا۔ جن کو آج کل بریلوی مکتب فکر کے نام سے یاد کیا جانے لگا ہے اور جملہ جماعتیں جو آج کل نظر آرہی ہیں وہ انگریزی دور حکومت میں اسی جماعت سے، برطانوی حکومت کے تخریبی منصوبے کے تحت جدا ہو کر بنی تھیں ماسواء شیعہ حضرات کے جو سرزمین پاک و ہند میں مغلوں کے دور حکومت سے موجود تو تھے لیکن انتہائی قلیل تعداد میں یعنی نے میں نمک کے برابر''

(ص ۱۱۲، تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار علامہ شاہ تراب الحق قادری، بحوالہ ص ۸۰، ۷ برطانوی مظالم کی کہانی مولفہ عبدالحکیم خان اختر)

یہ ہی وہ انتہا پسند گروہ ہے جو کہ فرقہ وارانہ فسادات میں شامل ہوتا ہے کبھی اہلسنت والجماعت بریلویوں سے جھگڑا کرتے ہیں تو دوسری طرف شیعہ اثنا عشری سے لڑتا ہے۔ ان کی سوچ کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ''مزار شریف میں کمانڈر ملا نیازی کے منصب سنبھالنے کے چند گھنٹے بعد ہی طالبان ملاؤں نے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ شیعہ یا تو سنی مسلک اختیار کر لیں یا ایران چلے جائیں یا موت قبول کر لیں۔ شیعوں کے لیے مساجد میں عبادت کرنے پر پابندی لگا دی گئی'' (ص ۱۰۸ طالبان احمد رشید)

سب ترے سوا کافر آخر اس کا مطلب کیا   سر پھرا دے انساں کا ایسا خبط مذہب کیا

(یگانہ چنگیزی)

اسی دور (ضیائی) میں بادشاہی مسجد لاہور اور کھارادر (کراچی) میں یارسول اللہ کے نعروں کے جواب میں شانِ رسالتؐ میں بے ادبی کی گئی۔

طالبان اور بعض انتہا پسند پاکستانی: طالبان اور بعض انتہا پسند پاکستانی دیوبندیوں کے درمیان تعلقات بہت مضبوط ہیں، کیونکہ دونوں نظریاتی اعتبار سے ایک مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں دونوں ہی شیعوں کے کٹر دشمن ہیں۔ خوست میں اُسامہ بن لادن اور طالبان نے سپاہ صحابہ اور دیگر فرقہ وارانہ تنظیموں کے افراد کی تربیت کے لیے کیمپ قائم کر رکھے ہیں۔ ۱۹۹۸ میں جب پاکستانی حکومت نے شیعوں کے قتل اور فرقہ وارانہ وارداتوں میں ملوث افراد کی گرفتاری شروع کی تو ان لوگوں کو اُسامہ بن لادن اور طالبان نے پناہ دی۔ لشکر جھنگوی نے افغانستان کے شہر سروبی میں تربیتی کیمپ قائم کیا ہوا تھا۔ (آئی جی سندھ کی پریس بریفنگ جنگ ۱۴ جولائی ۲۰۰۲)

احمد رشید کے مطابق طالبان نے پاکستان کے انتہا پسند اور متشدد سنی گروپوں کو اسلحہ بھی دیا اور پناہ بھی دی جنہوں نے پاکستانی شیعوں کو قتل کیا'' (ص ۲۵۴ طالبان)

طالبان اور اُن کے ہم خیال پاکستانی انتہا پسندوں نے دنیا بالخصوص مغرب کو ایک نئی قسم کی انتہا پسندی سے روشناس کروایا جسے مغرب نے ایک نئی اصطلاح ''اسلامی دہشت گردی'' کا نام دیا، حالانکہ اسلام تو مذہب ہے امن و آشتی کا لیکن چند عاقبت نا اندیش افراد کی بدولت اسلام مورد الزام ٹھہرا۔ اس جنونیت کا بہت ہی بھیانک نتیجہ سامنے آیا طالبان کے تربیت یافتہ اور اُن کے ہمراہ لڑنے والے انتہا پسند غیر ملکی تو غیر ملکی خود پاکستانی بھی اپنے ملک کے وجود کے لیے خطرہ بن گئے اور آج بھی وزیرستان، وانا، فاٹا اور دیگر سرحدی علاقہ جات میں شورش اُن ہی کے وجود کی مرہون منت ہے۔

۴)دینی مدارس:

پس منظر: اسلام میں حصول تعلیم کی تاکید و اہمیت موجودہ دور کی اصطلاحات ''دینی'' اور ''دنیاوی'' کی تفریق نہیں ہے، بلکہ تمام علوم یکساں اہمیت کے حامل رہے ہیں، اکثر علماء موجودہ تقسیم جو کہ انگریز کی مسلط کردہ ہے سے قبل دونوں قسم کے علوم میں ایک حد تک عبور رکھتے تھے۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا مدرسہ جو ''اصحاب صفہ'' نے مدینہ میں قائم کیا تھا اُس میں تقریباً اُس دور کے سبھی علوم پڑھائے جاتے تھے، جن میں قرآن وحدیث ریاضی، طب، نجوم، علم انساب وغیرہ کے ساتھ ساتھ تیراندازی، ورزش، تیراکی وغیرہ بھی سکھائی جاتی۔

برصغیر میں یہ تفریق انگریزوں نے بارہ سو سال بعد پیدا کی، ۱۸۳۷ تک یہ ہی طریقہ رہا اور مختلف علوم اور شعبوں کے ماہرین ان ہی مدارس سے پیدا ہوئے۔ ۱۸۳۷ ہی میں فارسی جو ان مدارس کی زبان تھی، ختم کردی گئی۔ مدارس کے اوقاف پر قبضہ کے ساتھ صاحب ثروت مسلمانوں کی جانب سے قائم کردہ اثاثہ جات بھی انگریز سرکار نے ضبط کرلیے۔

چند ابتدائی مدارس کا قیام: اورنگ زیب عالمگیر نے فروری ۱۷۰۷ میں لکھنؤ میں فرنگی محل خرید کر مدرسے کی بنیاد رکھی اور مئی ۱۷۴۸ میں ملا نظام الدین مدرسہ کے استاد مقرر ہوئے جو کہ درس نظامی طرز تعلیم کے بانی ہیں۔ اس کا اہم مقصد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی دور میں ایسا نصاب تعلیم تھا جس سے قاضی، مفتی اور مقننین پیدا کیے جاسکیں۔ ۱۸۵۷ میں یہ دور تعلیم مکمل طور پر زوال پذیر ہوا۔

☆ دارالعلوم دیو بند کا قیام ۳۰ مئی ۱۸۶۶ کو عمل میں آیا۔ جبکہ قدیم وجدید علوم کی مشترکہ تعلیم کے لیے ندوۃ العلماء ۲ ستمبر ۱۸۹۸ کو قائم کیا گیا۔

☆ مدرسہ سلطان المدارس لکھنؤ ۱۸۴۷ میں قائم ہوا اور دس برس جاری رہنے کے بعد بند ہوگیا دوبارہ ۱۸۹۲ میں شروع کیا گیا۔ (حافظ سید ریاض حسین نجفی صاحب قبلہ کے ''مقدمہ'' سے استفادہ کیا گیا ہے، امامیہ دینی مدارس پاکستان، ناشر: وفاق المدارس الشیعہ پاکستان)

ایک اور نقطہ نظر: ڈاکٹر مبارک علی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''مدرسہ کے قیام سے پہلے مذہبی تعلیم یا استاد کے گھر پر دی جاتی تھی یا پھر مسجد میں جہاں بیک وقت کئی استاد حلقے بنا کر طالب علموں کو پڑھایا کرتے تھے۔ یہ تعلیم عام طور پر نجی ہوتی اور ریاست بہت کم ان کی مالی امداد کیا کرتی تھی''

(۲۳ علما اور سیاست)

برصغیر پاک وہند میں مولوی مملوک علی کے دو شاگردوں مولانا قاسم نانوتوی اور سرسید احمد خان کے قائم کردہ مدارس علی گڑھ اور دیوبند وقت کے ساتھ ساتھ دو مکتبہ فکر بن گئے ان دونوں مکتب فکر کے اثرات آج بھی پاکستانی معاشرے میں نمایاں طور پر موجود ہیں علی گڑھ کی طرز پر قائم تعلیمی اداروں کے افراد پاکستان کے اقتدار اعلیٰ پر فائز ہیں۔ درحقیقت یہ مغرب کی ثقافت سے متاثر ہونے کے ساتھ اُن کے افکار وثقافت کی نشر و اشاعت کے بعد مبلغین کا کام انجام دیتے ہیں۔ دوسری طرف دیوبند کے نمائندہ دینی مدارس میں لاکھوں افراد درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جب مختلف سیاسی ادوار میں تعلیم کے لیے قومی آمدنی کی شرح تناسب کا صرف ۲ فیصد خرچ کیا جائیگا تو حکومت کا نظام تعلیم کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ حکومتی بجٹ کی ایک خطیر رقم دفاع کے نام پر رکھ لی جاتی ہو تو ریاستی تعلیمی نظام کا مقدر تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ حکومتی ناکامی کے سبب سے پیدا ہونے والے خلاء کو دینی مدارس نے کسی حد تک پُر کیا۔ ان کا حکومتی نظام تعلیم کے متوازی وسیع وعریض دینی مدارس کا نیٹ ورک ہے جس میں اکثریت دیوبندی مسلک سے وابستہ ہے۔ ان مدارس میں طالب علم مفت تعلیم، رہائش، خوراک اور لباس بہت آسانی سے دستیاب ہے جو کہ پاکستان کے محروم، غریب اور نچلے طبقے کے لیے جو کہ پسماندہ اور دیہاتی پس منظر رکھتا ہے ایک عظیم نعمت کی مانند ہے۔

بغور دیکھو یہ اسلام کا لہو تو نہیں؟: جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام ہی ہماری شناخت اور نظریاتی اساس ہونے کے ساتھ ساتھ تشکیل پاکستان کی بنیاد بھی ہے اس لیے اقوام عالم میں پاکستان کو ایک نظریاتی ریاست کے طور پر شناخت حاصل ہے۔ اسلام دشمن اور پاکستان مخالف قوتیں ہنود ہوں یا یہود، امریکہ ہو یا اُسکے یورپی حواری اُن کا ہدف یہ ہی ہمارا اسلامی تشخص ہے اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی طاقت ان تمام لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ اس لیے وہ ہماری نظریاتی سرحدوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے ہر وقت سرگرم رہتے ہیں۔

جناب ترمذی صاحب اپنی کتاب حساس ادارے میں لکھتے ہیں کہ "اسلام دشمن قوتیں ہمیشہ ہی ہماری اس بنیاد سے خائف ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ پاکستان بلاشبہ اسلام کا قلعہ ہے وہ ہمہ وقت ہماری اس قوت پر ضرب لگانے میں مصروف رہتی ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ ہمیں اسلامی قوت بننے سے روکنے کے لیے ہمارے اندر گروہی، مذہبی، لسانی، سیاسی اور ثقافتی اختلافات کو اس قدر ہوا دی جائے کہ بالا آخر ہم ٹکڑوں میں بٹ جائیں اور یوں ہماری وہ قوت زائل ہو جائے جو ہماری نظریاتی اساس ہے اس مقصد کے حصول کے لیے پاکستان کے کونے کونے میں "اسلامی مکتبوں" کا ایک جال پھیلا دیا گیا ہے جہاں زیادہ تر کم پڑھے لکھے، قدامت پسند اور غریب گھرانوں سے تعلق رکھنے والے مذہبی جنونیوں کو دوسرے اسلامی عقائد کے خلاف اشتعال انگیزی اور درگزر نہ کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان مذہبی مکاتب کے یہ نوجوان طلباء مکمل طور پر اپنے اساتذہ کے زیر اثر ہیں جو ان کو گمراہ کرنے اور اسلام کے نام پر قتل و غارت کرنے کے کھلے سبق دیتے ہیں اور اس کار خیر کے عوض بھاری معاوضے حاصل کرتے ہیں یوں ان کارکردگی اتحاد بین المسلمین کے بنیادی تصور کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیتی ہے۔ اور ان عاقبت نااندیشوں کا یہ شیطانی فعل گلیوں اور بازاروں میں معصوم انسانوں کا لہو بہانے کا موجب بنتا ہے۔

"چنانچہ اس حقیقت سے کوئی ذی فہم انکار نہیں کر سکتا کہ مذہبی منافرت کا یہ بڑھتا ہوا طوفان پاکستان کی قومی سالمیت کے لیے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں مذہبی جنونیوں کی ایک بڑی تعداد دشمن کی چال کا شکار ہو چکی ہے اور ایک دوسرے کے عقیدے کی بنیاد پر دشمن کا پھیلایا ہوا نفرت کا یہ جال مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے"۔ (ص ۱۶۱۔۱۶۲)

مدارس کے بارے میں پیٹر مارسڈن اپنی کتاب 'طالبان افغانستان میں جنگ، مذہب اور نیا نظام' میں لکھتے ہیں کہ "طالبان کے بارے میں امریکہ کا کردار دلچسپی سے خالی نہیں ہے اُس نے سوویت یونین کو کمزور کرنے کی حکمت عملی کے مطابق اسلامی تنظیموں کو مدد پہنچائی، پاکستان کو ایک بڑا اسٹیشن بنایا گیا جہاں دینی مدرسوں، یتیم خانوں اور دارالعلوموں کے طلبا کو جہاد کے لیے تیار کیا جاتا تھا اس طرح طالبان کو وجود میں لانے کا ذریعہ امریکہ ہی ہے، جو پاکستان کے ذریعے مجاہدین کو اسلحہ سپلائی کرتا تھا"

(ص ۱۰۰۔ طالبان پیٹر مارسیڈن)

آپ مزید لکھتے ہیں کہ "سعودی عرب نے اس دور میں جو کردار ادا کیا وہ بھی اہمیت رکھتا ہے اس نے سفارتی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا بلکہ ثقافتی محاذ پر توجہ دی، اس نے نئی مسجدیں، اسکول دار العلوم اور ادارے بنوائے طالبان کے عقیدے اور کام کرنے کے طریقوں پر سعودی عرب کی پوری پوری چھاپ ہے جوں ہی سوویت یونین نے افغانستان میں اپنی فوجیں بھیجیں، سعودی عرب کو مداخلت کرنے کا موقع مل گیا اس مداخلت سے اُسے یہ امید ہوئی کہ افغانستان پر ایرانی اثرات کم کرنے میں مدد ملے گی"

(ص ۱۰۲۔ طالبان پیٹر مارسیڈن)

مدارس اور انتہا پسندی کے اسباب:

ماحول: اکثر مدارس کا اپنا ایک مخصوص ماحول ہوتا ہے جہاں مخصوص نظریات اور مذہب کے علاوہ سب کھڑکیاں دروازے اور راستے اس طرح بند ہوتے ہیں کہ تازہ ہوا کا جھونکا بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ ان مدارس کے بچوں کو اس وقت اکیسویں صدی میں بھی جانوروں کی طرح زنجیروں سے باندھ کر رکھا جاتا ہے۔ (روزنامہ ڈان ۲، مئی ۲۰۰۴ء) مخصوص ماحول، وضع قطع، مقصد اور تفریح کے ذرائع کا نہ ہونا وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر وہ معاشرے کے عام بچوں سے کٹ کر رہ جاتے ہیں۔

مدارس کے اپنے مخصوص نصاب کی وجہ سے طالب علموں کے ذہن میں ایک خاص نقطہ نظر بن جاتا ہے جس کا وہ شدت سے پرچار کرتے ہیں اور دوسروں کے نقطہ نظر کو سمجھنے اور برداشت کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اس مخصوص ماحول کا ایک بھیانک پہلو یہ بھی ہے کہ ان افراد کا عمل اور اُن کا موقف اور مسائل کے سلسلے میں ان کا اظہار پسندیدگی یا ناپسندیدگی بڑی حد تک اُن کی اپنی اطلاعات اور نقطہ نظر سے تعلق رکھتا ہے۔

''اگر کسی شخص کو کچھ عرصے کیلئے کسی محفوظ مقام پر رکھا جائے اور بیرونی دنیا سے اُس کے تمام روابط منقطع کر کے اُسے محض ایک مخصوص اور متعین ذریعے سے اطلاعات بہم پہنچائی جاتی رہیں تو کچھ عرصے کے بعد یقیناً وہ پہلے جیسا نہیں ہوگا وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو اُن ہی نقطہ ہائے نظر اور اقدار پر مشتمل ایک سلسلہ فکر رکھتا ہوگا۔ جو اُس عرصے میں فکری اعتبار سے اُسے غذا میں ملتے رہے ہیں۔ (البتہ سو میں کوئی ایک آدھ استثنائی صورت بھی ہوسکتی ہے)''۔ (ص ۵۸ شناخت انتشار، جواد منصوری)

سماجی رویہ: یہاں پر زیر تعلیم بچے دیگر عام بچوں کی طرح ڈاکٹر، انجینئر، سائنس داں، سپاہی یا مکینک بننے کا نہیں سوچتے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ وہ عام سماجی رویہ ہے کہ دینی تعلیم کو باوجود تمام دینی محبت، اہمیت اور حمیت کے دعووں کو کمتر سمجھا جاتا ہے۔ والدین اپنے خوبصورت لائق و فائق بچے کے متعلق اکثر یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یہ بڑا افسر بنے گا، ڈاکٹر بنے گا، پائلٹ بنے گا، وغیرہ وغیرہ دوسری طرف ذہنی اور جسمانی طور پر پسماندہ بچوں کیلئے دینی تعلیم کا انتخاب کیا جاتا ہے کہ چلو دین ہی کی تعلیم حاصل کرلیں تاکہ اپنی روٹی روزی کے لیے محتاج نہ ہوں۔

نسلی تضاد: ڈاکٹر مبارک علی اپنے ایک مضمون ''نسلی تضادات'' میں اس مخصوص ماحول کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ جب نسلی گروہ اپنی حدود کو مضبوط کر لیتا ہے اور اس میں افراد کو شامل کر کے اس سے باہر نکلنے کا راستہ بند کر دیتا ہے تو اس مرحلے پر ہر فرد کی وابستگی اپنے گروپ سے گہری ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ اپنی ذات کو گروپ کی ذات سے ملا دیتا ہے۔ اور جس قدر وہ گروپ کی ذات میں گم ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ اپنے رویے اور سوچ میں انتہا پسند ہوتا چلا جاتا ہے اور اپنے گروپ کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

اُس کی اخلاقیات وہ ہوتی ہیں کہ جس سے اُس کے گروپ کو فائدہ ہو اور جو بھی دوسرا گروپ دشمن کے طور پر آتا ہے وہ اُسے ختم کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اس میں اُس کے لیے کوئی قانون وغیرہ قانونی تصور نہیں ہوتا ہے صرف اپنے گروپ کی بقاء اور برتری کا سوال ہوتا ہے اسی لیے لٹیرے، قاتل اور خونی گروپ میں ہیرو بن جاتے ہیں اُس کی مثالیں ہمیں پاکستان کے معاشرے میں بھی ملیں گی جہاں لسانی اور مذہبی گروپ بنے ہوئے ہیں اور اُنہوں نے اپنے حامیوں کو اپنی حدود میں محصور کر کے اُن کے ذہنوں کو بدل دیا ہے'' (ص ۱۳۶ تاریخ اور دانشور)

پاکستان میں مدارس کے پھیلاؤ: ۷ اگست ۲۰۰۴ء کے جنگ اخبار کے مطابق ''دینی مدارس کے پانچوں وفاق کے تیرہ ہزار مدرسوں میں گیارہ لاکھ سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت مغربی پاکستان میں دینی مدارس کی کل تعداد ۱۴۷ تھی جن میں سے ۱۳۷ پہلے سے موجود اور ۱۰

مدارس بھارت سے منتقل ہوئے۔ ۱۹۵۰ میں یہ تعداد ۲۱۰ جبکہ ۱۹۶۰ میں ۴۰۱، ۱۹۶۱ میں ۵۶۳ اور ۱۹۶۶ میں تعداد ۸۹۳ تک پہنچ گئی۔ ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور اقتدار کے دوران دینی مدارس کی سرکاری سرپرستی اور مالی امداد کے سبب دینی مدارس کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا جبکہ اسی دوران دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کو فوج اور محکمہ تعلیم میں ملازمتیں دی گئیں۔ ذرائع کے مطابق اس وقت پانچوں وفاق کے دینی مدارس

۱۔ وفاق المدارس عربیہ پاکستان ۲۔ تنظیم المدارس عربیہ پاکستان

۳۔ وفاق المدارس سلفیہ پاکستان ۴۔ وفاق المدارس شیعہ پاکستان

۵۔ رابطہ المدارس اسلامیہ پاکستان

کے مختلف درجوں میں گیارہ لاکھ طلباء و طالبات میں طلباء کی تعداد ۱۰ لاکھ ۶۵ ہزار جبکہ طالبات کی تعداد ۲۷۹۳۸ ہے۔ ذرائع کے مطابق ان مدارس میں، دیوبندی مکتب فکر کے ۸ ہزار مدارس، بریلوی مکتب فکر کے ۲ ہزار مدارس، اہل حدیث مکتب فکر کے ۲۵۰ مدارس، شیعہ مکتب فکر کے ۲۰۰ مدارس۔ (نوٹ: امامیہ دینی مدارس پاکستان تالیف سید محمد ثقلین کاظمی کے مقدمہ میں حافظ سید ریاض حسین نجفی صاحب قبلہ نے مدارس کی تعداد ۴۰۴ اور طلباء کی تعداد بارہ ہزار بتائی ہے۔ یہ مقدمہ ۳ ستمبر ۲۰۰۴ کو تحریر کیا گیا تھا)۔

۱۔ پاکستان نے پہلے ہی اپنے غیر ملکی سفارت خانوں کو ہدایت جاری کر رکھی تھی کہ جو کوئی آئے اور مجاہدین کے ساتھ مل کر لڑنا چاہیے اُسے پوچھ گچھ کے بغیر ویزا دے دیں۔ اس کار خیر میں سی آئی اے کے علاوہ اخوان المسلمین نے مشرق وسطیٰ، عالم اسلامی نے سعودی عرب اور فلسطینی مجاہدین نے رضا کار بھرتی کیے اور انہیں پاکستان بھیج دیا جہاں آئی ایس آئی اور جماعت اسلامی نے ان کے استقبال کے ساتھ ساتھ قیام، تربیت اور حزب اسلامی میں شمولیت کے انتظامات کیے۔ ۱۹۸۲ سے ۱۹۹۲ تک دس سال کے عرصے میں مختلف ۴۳ اسلامی ملکوں سے ۳۵۰۰۰ شدت پسند افغان مجاہدین سے آملے"

۲۔ "لاکھوں غیر ملکی مسلمانوں نے ان سیکڑوں مدرسوں میں داخلہ لے لیا جنہیں وہاں (پاکستان کی فوجی حکومت مالی امداد فراہم کر رہی تھی"۔

(ص ۱۷۸ طالبان از احمد رشید)

۳۔ پاکستان کو ایک بڑا اسٹیشن بنایا گیا جہاں دینی مدرسوں، یتیم خانوں اور دار العلوموں کے طلبہ کو جہاد کے لیے تیار کیا جاتا تھا۔ اس طرح سے طالبان کو وجود میں لانے کا ذریعہ امریکہ ہی ہے"۔

(ص ۱۰۰ طالبان از پیٹر مارسڈن، ترجمہ ڈاکٹر سید سعید احمد)

طاقت کی زبان: یہ بات ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ، حکمران طبقہ کبھی بھی مولوی کو حکومتی معاملات اور معاشرے میں برابری کا مقام دینے کا دلی طور پر روادار نہیں تھا مگر افغانستان کی جنگ، اسلامی انقلاب ایران، طالبان کا دور اقتدار اور بن لادن و ملا عمر کی (بظاہر) کرشماتی شخصیات نے ان مدرسوں کے طالب علموں کو پاکستان معاشرے میں جہاں طاقت کی زبان کا چلن عام ہو چکا ہے متشدد طرز عمل اور کلاشنکوف کی سیاست کے راستے اپنے آپ کو منوانے کا راستہ دکھایا۔

اب دینی طالبعلم روایتی کردار ادا کرنے کے بجائے معاشرے میں برتر سماجی رتبہ چاہتا ہے وہ اب مدرسہ میں بیٹھ کر حسن اخلاق کی باتیں، نماز کی امامت، رمضان کی تراویح، نکاح و جنازہ پڑھانے اور معاشرہ کی عطا کردہ زکوۃ و خیرات پر مزید پلنے کو تیار نہیں ہے۔

اس لیے ہمیں پاکستان کے مختلف شہروں میں سرکاری زمین پر قبضہ کر کے مساجد اور مدارس قائم کرنے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ نظر آتا ہے۔ اکثر کے ارگرد دُکانیں تعمیر ہوتی ہیں موجودہ وقت میں ''لال مسجد اسلام آباد'' کی مثال کافی ہے۔ یہ وہی غیر قانونی لال مسجد ہے۔ جس میں ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ کو ضیاالحق نے پورے ملک میں زکواۃ اور عشر کے نظام کے نفاذ کا اعلان کیا تھا (حوالہ حساس ادارے ص ۲۶۸) جو کہ ملک میں فقہی تقسیم کو مزید گہرا کر گیا۔ اس مسجد کے امام صاحب کی گاڑی دہشت گردی کے واقعہ میں ملوث تھی اور مولانا روپوش ہو گئے تھے اعجاز الحق نے مولانا کی حکومتی اداروں سے جان چھڑائی۔

دو مختلف طرز تعلیم معاشرے میں ٹکراؤ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دو نمائندہ طبقوں کے طور پر بھی واضح شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اب لڑائی دو طبقوں کے درمیان کھلی جنگ میں تبدیلی ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر شاہد مسعود خٹک ''جھنگ کے مولانا اعظم طارق اور عابدہ حسین'' کی مثال پیش کرتے ہیں جو کہ مذہبی اور اشرافیہ کے نمائندوں کے ٹکراؤ کی بھی مثال ہے۔

تکفیر کے فتوے: تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اتحاد بین المسلمین کی تحریک آگے بڑھی، پرچم اسلام کی سربلندی کے آثار پیدا ہوئے، امت میں بیداری کے نتیجہ میں اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کے نفاذ کا مرحلہ آیا تو سامراج کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی اور استعمار کی نیندیں اڑ گئیں۔

ایسے میں ملوکیت اور اسلام دشمن طاقتوں نے ملائیت کو آلہء کار بنایا، جنہوں نے ملت کے مخلص، دیندار اور اسلام محمدی پر عمل پیرا مسلمانوں کے خلاف کفر و ارتداد کا الزام لگا کر ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ جس کی وجہ سے ملت آپس میں دست و گریباں ہو کر نہ صرف اپنی توانائیاں ضائع کرتی رہی بلکہ اسلام دشمن طاقتوں کی مضبوطی کا سبب بنی۔ اللہ کی زمین اس کے نیک بندوں کے خون سے رنگین ہونے لگی۔ عدل و انصاف کے وہ سارے خواب جو ظلم و ستم میں جکڑی ہوئی انسانیت نے دیکھے تھے بکھرنے لگے۔ مٹھی بھر نام نہاد علماء کروڑوں مسلمانوں کی قسمت سے کھیلتے رہے اور فتوئی فروشی کا کاروبار خوب چمکا۔ مسلمان گروہ در گروہ تقسیم ہوتے رہے۔

کاش ان فتوؤں کا بازار گرم کرنے والوں کو معلوم ہوتا کہ وہ کتنا بڑا جرم کر رہے ہیں در حقیقت وہ اس صدی کو جو کہ غیروں کے مطابق مسلمانوں کی صدی ہے، قتل کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے مستقبل کو تاریک کر رہے ہیں کیا وہ نہیں سمجھتے کہ ان فتوؤں کا کیا نتیجہ ہوگا۔ ماضی کے گڑے مردے اکھاڑنے سے کیا حاصل؟۔ اس نا اتفاقی کی بدولت اسلام دشمن اور سامراجی طاقتوں نے آج دنیا بھر میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ کیا فلسطین، کیا کشمیر، کیا افغانستان، کیا عراق، جہاں کھلے عام مسلمانوں کی نسل کشی کی جارہی ہے۔

لیکن کچھ ایسے صاحب دل اور دیدہ ور ہر دور میں موجود ہوتے ہیں جو استعمار کی شاطرانہ چالوں کو اپنے جذبہ ایمانی اور تائید ایزدی سے ناکام بنانے کی سعی اور اسلام دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ سید جمال افغانی، حسن البناء، امام خمینی، شہید سید عارف حسین حسینی، شہید علامہ ضیا الدین رضوی، شہید علامہ حسن ترابی اور دیگر وحدت مسلمین کے لیے کام کرنے والے مجاہدوں کو اس کا صلہ قید و بند اور دار و رسن کی صورت میں اور کبھی تکفیر کی شکل اور کبھی موت کی شکل میں ملا لیکن انہوں نے ہار نہ مانی۔ کام کو آگے بڑھانے کی راہیں ہموار ہوئیں کچھ ماحول بہتر ہوا اور استعمار کے خلاف بات کرنے کا حوصلہ ملا۔ مغربی تمدن اور استعمار کی سرگرمیوں سے متعلق بے شمار تحریری مواد انقلاب ایران کی بدولت دستیاب ہوا۔

۵) **غیر ملکی امداد اور لٹریچر:** ڈاکٹر مبارک علی اپنی کتاب ''علما اور سیاست میں لکھتے ہیں کہ ''۱۹۷۰ کی دہائی میں جب سے اُنہیں (علماء کو) عرب ملکوں سے امداد ملنی شروع ہوئی ہے ان کا سیاسی کردار ان کے مذہبی کردار سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ بلکہ ان میں سے کچھ تو ایسی جماعتیں ہیں جو محض

سیاسی بن کر رہ گئی ہیں جسکی وجہ سے علماء کا کردار جواب تک تھا بہت حد تک بدل چکا ہے۔ ان کے ارد گرد کلاشنکوف کے حفاظتی دستے نظر آنے اور شان وشوکت والے طرز رہائش کو اختیار کرنے سے ان کی تشخیص عالموں والی نہیں رہی بلکہ یہ بھی جاگیرداروں کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔

(ص ۵-۶)

اس کے ساتھ ساتھ اپنی مذہبی تنظیموں اور شخصیات کا بھی نگاہ احتساب سے جائزہ لیں، جن کے آنگن میں رات دن من برستا ہے اور جو اپنی سرگرمیوں سے بالواسطہ سامراجی عزائم کی تقویت کا باعث بنتی ہیں''۔

(مشاہدات وتاثرات مولانا کوثر نیازی، ۲ فروری ۱۹۸۴ جنگ کراچی)

سلسلہ پراناہے: مجھے وہ زمانہ یاد ہے جب ۱۹۲۶ کے قریب سلطان ابن سعود کے خلاف ہندوستان میں مہم چلی تھی کہ اُس نے قبے گرا دیئے ہیں اس بناء پر ہندوستان کی مسلمان قیادت یعنی خلافت کمیٹی میں دو گروہ پیدا ہو گئے ایک طرف سلطان ابن سعود کا حامی گروہ تھا جس کی قیادت مولانا ابوالکلام آزاد کر رہے تھے اور اس گروہ میں تمام وہی لوگ تھے جو بعد میں احرار کے نام سے موسوم ہوئے دوسری طرف مولانا محمد علی، شوکت علی اور اُن کی خلافت کمیٹی تھی۔ ہمارا خاندان غزنوی خاندان کا معتقد تھا اور سلطان ابن سعود کا سب سے بڑا حامی خود غزنوی خاندان تھا بلکہ ان کے تو سلطان سے مراسم تھے اور سلطان ابن سعود اس خاندان اور اس کے ذریعے اہل حدیثوں کی بھی تھوڑی بہت مالی امداد کیا کرتے تھے''۔

(ص ۱۳ احدیث دل عبداللہ ملک ایک کمیونسٹ کا روزنامچہ ج)

لہٰذا ان غیر ملکی امدادوں کی وجہ سے معاشرے میں ایک پیشہ ور علماء کی جماعت وجود میں آگئی۔ جو کہ مالی طور پر روز بروز مستحکم ہوتی چلی گئی۔ جس کے بارے میں عام طور پر مشہور ہے کہ انہوں نے پیسے کھا لیے۔ بدعنوانیوں اور غبن کی شکایتیں اُن کے خلاف زبان زد عام ہیں۔

عمومی طور پر امداد مساجد و مدارس اور یتیم خانوں کے لیے ہوتی ہے لیکن اکثریت نے اپنے عقائد اور نظریات کی تبلیغ، نشر واشاعت، جائیدادیں خریدنے، آفس کے قیام، اور اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے پر خرچ کیا۔ اسی غیر قانونی دولت کی ریل پیل کے باعث اسلحے کی نمائش، جدید پر تعیش گاڑیوں اور باڈی گارڈز کی فوج جیسے اقدامات ہمیں آج نظر آتے ہیں۔ اس سے پہلے آپ نے مولانا کوثر نیازی کا غیر ملکی امداد سے متعلق اشارہ پڑھا ہے اب ایک اور مولانا جن کا تعلق جمعیت علمائے اسلام سے ہے اپنی کتاب ''جو مجھ پر گزری'' میں لکھتے ہیں ''سینئر افسر کہنے لگا کہ تم عراق بھی گئے تھے اور عراقی حکومت تمہاری مالی مدد کرتی رہی ہے۔ میں نے کہا کہ میں عراقی مذہبی وزارت کی دعوت پر گیا تھا اور عراقی حکومت میری نہیں بلکہ مسجد و مدرسہ بنانے میں مدد کرتی ہے''۔ ''ایک افسر کہنے لگا تمہارے نام پر کاٹے گئے عراقی قونصل کی طرف سے چیک جو کہ نیشنل بینک پی آئی ڈی سی برانچ سے کیش کرائے گئے تھے ہمارے پاس موجود ہیں۔ میں نے کہا وہ چیک میرے نام نہیں بلکہ جامعہ فاروقیہ کے نام ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ میں بنک میں دستخط کرتا تھا۔

(ص ۱۰، جو کچھ مجھ پر گزری، مولانا جاوید نعمانی، جولائی ۱۹۸۷ ایڈیشن)

جدید مثال: ایوان صدر میں افطار ڈنر پر ملک بھر سے مدعو مدیران اخبارات ورسائل اور سینئر کالم نویسوں کے ایک گروپ سے بات چیت کرتے ہوئے صدر مملکت نے کہا کہ ''ہم مسجدوں اور مدرسوں کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حال ہی میں کراچی میں ڈیفنس اتھارٹی کی مسجد سلطان میں ایک انتہائی اہم عسکری شخصیت نماز پڑھنے گئی۔ مسجد کے اندر سب ٹھیک ٹھاک تھا۔ باہر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان

پمفلٹ اور پوسٹر بانٹ رہے تھے۔ اس شخصیت نے فوراً حکم دیا کہ انہیں گرفتار کیا جائے۔ ان سے پوچھ گچھ ہوئی تو ایک بہت بڑا گروہ بے نقاب ہوا۔ ان کے بتانے پر چھاپے مارے گئے تو بے شمار لٹریچر، پمفلٹ اور ۱۳ لاکھ روپے برآمد ہوئے باہر سے ایسی سرگرمیوں کے لیے پیسا آرہا ہے۔ جنوبی افریقہ سے، مشرق وسطیٰ سے فنڈنگ ہو رہی ہے۔ (روزنامہ جنگ ۲۱ نومبر ۲۰۰۳ء اسلام آباد اسپیشل رپورٹ)

ملکی وغیر ملکی مذہبی لٹریچر: چھاپے خانے (پریس) کی ایجاد سے قبل مذہبی رواداری اور امن پسندی کا دور تھا اور برطانوی تسلط سے قبل مناظروں کا بھی کوئی دستور نہ تھا۔ عیسائی مشنریوں نے جب اسلام اور ہندوستان کے دیگر مذاہب کی خامیوں کو اجاگر کر کے عیسائیت کی تبلیغ شروع کی تو مناظروں کا سلسلہ چل نکلا۔ مسلمان علماء نے بھی عام مسلمانوں کی گمراہی کے خطرات کے تحت ان میں بڑھ چڑھ کا حصہ لیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ مناظرے اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے مذہبی فرقوں کے درمیان بھی ہونے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان تناؤ کے ساتھ فرقوں کے درمیان بھی تناؤ پیدا ہونے لگا نوبت لڑائی جھگڑے تک آگئی۔ پریس کی ایجاد کے بعد مناظروں کا سلسلہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم ہوتا چلا گیا اور اس کی جگہ مذہبی لٹریچر کی اشاعت شروع ہوگئی اب لوگوں کو مذہبی لٹریچر گھر بیٹھے ملنے لگا۔

متفقہ نقطۂ نظر: تمام مسلمانوں کا اس بات پر دوٹوک اتفاق ہے کہ صرف کلام اللہ یعنی قرآن مجید ہی ایک ایسی واحد کتاب ہے جس میں ایک حرف بلکہ ایک نقطے تک کے لیے بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ جہاں تک کتب احادیث وتواریخ کا سلسلہ ہے دو فریقین (اہل سنت واہل تشیع) کے علماء، محدثین ومورخین کی محنت کا ثمر ہیں جو مواد انہیں دستیاب ہوا انہوں نے سلسلہ، سند اور راویوں کے نام سمیت درج کر دیا۔ سنی ہوں یا شیعہ کوئی بھی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ بخاری ومسلم، شیخ کلینی اور شیخ صدوق پر ایمان لانا اور ان کتب کے تمام متن کو من وعن تسلیم کرنا مثل ایمان بر خدا اور رسولؐ اور مثل قرآن واجب ہے۔

البتہ اہل سنت نے خاص اصطلاح کے تحت صحاح ستہ کو صحیح کا مقام دیتے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ جس کی وضاحت مفتی نظام الدین شامزی نے اپنی کتاب ''عقیدہ ظہور مہدیؑ'' صفحہ ۱۳۱ پر یوں کی ہے ''امام بخاری اور امام مسلم نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ ہم نے سب صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور کوئی صحیح حدیث ان دونوں کتابوں سے باہر نہیں رہی بلکہ خود ان حضرات کے اقوال موجود ہیں کہ ہم نے صرف صحیح احادیث نقل کیں ہیں اور بہت سی احادیث باقی ہیں جن کو ہم نے نقل نہیں کیا ہے'' دوسری جانب شیعہ علماء کسی بھی کتاب کو سوائے قرآن مجید صحیح کی صطلاح کے ساتھ یاد نہیں کرتے صحاح ستہ میں ایک سو سے زیادہ شیعہ راویوں کی احادیث پائی جاتی ہیں جبکہ شیعہ علماء سنی ثقہ راوی کی حدیث کو موثق کا نام دیتے ہیں۔ اور کتب اربعہ میں سنی راویوں کی احادیث ملتی ہیں۔ غرض یہ کہ دونوں ایک دوسرے کی روایت قبول کرتے رہتے ہیں۔ اب عموماً یہ قبیح عادت رواج پکڑ گئی ہے کہ کسی مکتب فکر کا مصنف کسی دوسرے مذہب پر کیچڑ اچھالنے کے لیے اس مذہب کی چھوٹی بڑی کتب میں موجود ناپسندیدہ مواد کو جمع کر کے یہ تاثر دیتا ہے کہ فلاں مذہب غلط ہے۔ کیونکہ اس مذہب کی کتابوں میں یہ قابل اعتراض باتیں ہیں۔ یہ فکر اپنی جگہ خود غلط ہے کیونکہ عقائد کا دارومدار قرآن مجید اور متفق علیہ سنت رسولؐ پر ہے محض روایات پر نہیں۔

پھر وقت کے ساتھ ساتھ پریس کی مدد سے علمی خیانتیں ہونے لگیں۔ محمدؐ وآل محمدؐ کے فضائل ومناقب کو گھٹانے کی بے ہودہ سازشیں ہونے لگیں۔ جب علیؑ اور اولاد علیؑ میں کوئی نقص تلاش نہیں کر پاتے تو دشمنان علیؑ واولاد علیؑ کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیتے۔ تاریخ سے حوالے دیتے ہیں تو بددیانتی کرتے، سیاق وسباق سے بے پرواہ ہو کر اپنے مطلب کی بات نکال کر بڑی ڈھٹائی سے شائع کر دیتے۔ اب تو حد یہ ہوگئی ہے کہ

مختلف مذہبی کتابوں کے جدید ایڈیشنوں سے فضائل اہلبیتؑ کو حذف کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ ذیل میں ہم صرف دو مثال پیش کر رہے ہیں ایک ہے مولانا شبلی نعمانی کے دور کی اور ایک ہے موجودہ دور کی۔

ا۔ ایک مطبع (پریس) میں "شرح عقائد نسفی" چھپ رہی تھی معارف نے اس کتاب کی وہ تمام عبارت قلمزد کردی تھیں جن میں خلافت کی بحث ہے اور الائمۃ من قریش کی حدیث مذکور ہے۔ مطبع والے نے مجبوراً اس قلمزد نسخے کو چھاپا"۔ (ص۔۸۶۔۸۷ سفر نامہ روم و شام و مصر شبلی نعمانی)

"سعودی خانوادے نے کمپیوٹر سے کام کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا پرنٹنگ پریس مدینے میں لگایا ہے، جس پر ۱۵۰ ملین ڈالر کی لاگت آئی ہے اور اسکے لیے ۱۰۰ ملین ڈالر کی رقم ہر سال بجٹ میں رکھی جاتی ہے۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ چھاپہ خانہ ہر سال قرآن مجید کی ۷ ملین جلدیں اور اسی طرح شیعہ مذہب کے خلاف بہت سی کتابیں شائع کرے گا۔ یہ ادارہ ایک امریکی فرم کی زیر نگرانی و ہدایت کام کرنے کے لیے تشکیل دیا جا رہا ہے"۔

(ص۔۱۹۸ شناخت استکبار۔ جواد منصوری)

۲) تحریف قرآن ایک باطل نظریہ نامی مضمون میں علامہ شیخ محسن علی نجفی لکھتے ہیں کہ "علامہ رحمۃ اللہ کیرانوی اپنی معروف تصنیف "اظہار حق" جلد دوم ص ۸۹۔۹۰ میں عدم تحریف کے بارے میں امامیہ کا واضح موقف نقل کرتے ہیں اور امامیہ کے علمائے سلف کے اقوال سے اس موقف کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ کتاب قاہرہ، استنبول، اور کراچی سے متعدد بار چھپ چکی ہے۔ ترکی، فرانسسی، انگریزی، گجراتی اور اردو زبان میں اس کتاب کا ترجمہ ہوا ہے مگر کسی ایڈیشن میں کوئی کمی بیشی اور خیانت نہیں ہوئی لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ سعودی عرب کے معروف ادارہ "ئاسۃ الادارت للبحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد" ریاض کی طرف سے شائع شدہ کتاب "اظہار حق" میں انتہائی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈھائی صفحات پر مشتمل وہ متن حذف کر دیا گیا جس میں مؤلف نے ثابت کیا تھا کہ اہل تشیع عدم تحریف قرآن کے قائل ہیں"۔ (ص۔۱۲ ماہنامہ منہاج الحسین لاہور اکتوبر ۲۰۰۵)

مصر کی تحریک اخوان المسلمین کے مشہور دانشور سید قطب نے ۱۹۴۹ میں ایک کتاب "العدالۃ الاجتماعیۃ فی الاسلام" لکھی ہے یعنی "اسلام میں عدل اجتماعی" اس کتاب کا ترجمہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹیڈ لاہور سے ۱۹۶۹ میں شائع ہوا۔ (ترجمہ لیاقت نیشنل لائبریری میں حوالہ نمبر ۲۹۷۶۳۲۷ ش ہ ی بار دوم ۱۹۶۹) مترجم ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اپنے مقدمے میں لکھتے ہیں۔ "حذف و ترمیم: اس کتاب کی تصنیف کا زمانہ ۱۹۴۸ء ہے۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا اور اس کے بعد چار ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ پانچواں ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا ہے۔ بہت سی اہم ترامیم اور اضافے مصنف نے دوسرے ہی ایڈیشن میں کر دیے تھے، لیکن نظر ثانی کا عمل اس کے بعد بھی جاری رہا اور پانچویں ایڈیشن میں پھر بہت سے اہم حذف و اضافے پائے جاتے ہیں۔ اس حذف و ترمیم کا اثر زیادہ تر کتاب کے ان صفحات پر پڑا ہے، جن کا تعلق امیر معاویہ اور بنو امیہ اور حضرت عثمانؓ کے دور خلافت سے ہے۔ ہم بڑی مسرت کے ساتھ یہ اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ مترجم کی درخواست پر مصنف نے آخری مطبوعہ ایڈیشن کے بعض مقامات پر پھر نظر ثانی کی ہے۔ یہ ترامیم تمام تر امیر معاویہ اور حضرت عثمانؓ سے متعلق ہیں"۔

(صفحہ ۴۸۔۴۹ کتاب مذکورہ، بحوالہ سیرت امام زین العابدینؑ۔ ص ۳۲۔۳۴، از ضیاء الحسن موسوی)

زبدۃ العلماء سید آغا مہدی لکھنوی قبلہ کے مطابق "مدرسۃ الواعظین کے مدرس اعلیٰ مولانا سید عدیل اختر صاحب مرحوم نے "علمی خیانتیں" لکھ کر تحریف کو یکجا کیا تھا جس نے اس چالاکی کی سب سے پہلے قوم کو اطلاع دی تھی" (صفحہ ۱۸ از زندگانی حضرت شہزادہ علی اکبرؑ) مولانا عدیل اختر طالب ثراہ نے مقصد کتاب کی وضاحت ان الفاظ میں کی "اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ جن حضرات کے پاس اس وقت اصلی

کتابیں موجود ہیں ان کی خصوصی حفاظت کریں جن کے پاس نہیں ہیں وہ جب حاصل کریں تو کوشش کر کے وہ نسخے حاصل کریں جو غیر محرف ہیں اور آئندہ نسلوں کے پاس یہ سند رہے کہ کتابوں میں اس طرح ''علمی خیانتیں'' کی گئی ہیں''۔

(ص ۱۷، صلح الحسنؑ مولانا عدیل اختر ناشر ادارہ تعلیم وتربیت لاہور)

اندرونی طور پر شرانگیز اور دل آزار کتابوں کی طباعت کے ساتھ ساتھ۔عرب ممالک سے درآمد شدہ عربی کتابوں نے بھی جلتی پر تیل کا کام کیا ان عربی کتب میں اہل بیت عظام، صحابہ کرام اور امہات المومنین کے خلاف تلخ اور شرانگیز مواد کی وجہ سے مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور داخلی امن وامان خطرے میں پڑ گیا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے نظریے وعقیدہ کو مثبت طور پر سمجھنے کے لیے اس مذہب کی مستند کتب عقائد، علماء اور محققین کی تصریحات پر اعتماد کریں۔

اس صورتحال کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ایک نام نہاد مذہبی گروہ کی جانب سے شیعوں کے خلاف خودساختہ عقائد بنا کر شائع کیے گئے۔ ایک ایسا ہی واقعہ ملتان شہر میں پیش آیا،''پولیس چھاپے کے دوران لٹریچر سامنے آیا، جسے شیعوں کے نام سے شائع کیا جا رہا تھا، اس میں پیغمبر اسلامؐ، صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے خلاف ہرزہ سرائی کی گئی تھی لیکن پولیس چھاپے سے ان کا یہ ناپاک منصوبہ ناکام ہوا''۔

(ص ۲۲۸ شہید راہ وحدت علامہ حسن ترابی حسن مرتضیٰ)

چند مولویوں نے خود ساختہ پمفلٹس کے ذریعہ ملت جعفریہ کے خلاف زہر اگلا حتیٰ کہ ایک میں غلط عقائد ملت سے منسوب کئے اور ملت نامور کے رہنماؤں کے نام اور جعلی دستخط بھی تھے اس سلسلے میں شہید علامہ عارف حسین الحسینی نے لاہور کے معروف اہلسنت عالم دین مفتی محمد حسین نعیمی سے ملاقات کے دوران وضاحت کی کہ ان عقائد کا ملت جعفریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (ص ۱۴۴ سفیر نور تسلیم رضا خان)

اور مکالے کا فقدان کیا رنگ دکھاتا ہے: علامہ حسن ترابی شہید نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ'' مجھے یاد ہے کہ ۱۹۸۴ میں گھارو میں، میں، علامہ طالب جوہری، علامہ عرفان حیدر عابدی، علامہ عباس کمیلی، فضل علی سید مولانا سلیم اللہ، مولانا اسفندیار، مفتی زرولی وغیرہ ایک مقدمہ میں ایک ساتھ بند تھے۔ ہمارا ٹی وی لاونج مشترکہ تھا۔اب ہوا یہ کہ ان مولاناؤں نے علامہ طالب جوہری کا ایران سے چھپنے والا قرآن کریم خاموشی سے چرا لیا اور تین دن تک وہ اس میں کوئی نئی چیز ڈھونڈتے رہے اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ اتنے پائے کے علماء جب ہمارے عقائد سے واقف نہیں تو کیا ہوگا۔پھر ہم نے انہیں امام خمینیؒ کی کچھ کتابیں دیں''۔

(تکبیر کراچی ۱۴ فروری ۲۰۰۱ شمارہ)

وزارت مذہبی امور کی درخواست پر'' مجلس عمل علمائے شیعہ پاکستان'' کی شائع کردہ کتاب فرقہ واریت اور اس کا سدباب'' برائے اراکین سینٹ وقومی اسمبلی پاکستان''میں اردو وعربی کتب میں دل آزار اور تلخ مواد کی تفصیلی نشاندہی کی گئی ہے۔

۶) **نیم عادلانہ حکومتی اقدامات، عمومی رویہ اور دوہرا معیار:** اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں شیعہ سنی بھائیوں کی طرح اکٹھے رہتے ہوئے تمام اختلافات اور متنازعہ مسائل کو علمی انداز میں آپس میں زیر بحث لاتے رہے ہیں لیکن یہ پہلی دفعہ ۱۹۸۵ میں ضیاالحق کے دور حکومت میں ہوا کہ آئین پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک تنگ نظر، محدود سوچ اور سامراج عزائم کی تکمیل کے لیے نام نہاد مذہبی تنظیم کو آزادی کے ساتھ کام کرنے کا موقع دانستہ دیا جاتا رہا۔جو مسلمان کے قتل عام،۔۔اور آپس میں لڑانے کے لیے خالص علمی مباحثوں کو گلی کوچوں میں لا کر نیم خواندہ اور

کم عقل و شعور کے حامل افراد کو شیعوں کے خلاف بھڑکاتی رہی ہے۔۱۹۹۴ میں اسلام آباد کو اسلحے سے پاک کرنے کے وفاقی وزیر داخلہ جناب نصیر اللہ بابر کے احکامات کو چیلنج کرتے ہوئے سپاہ صحابہ کے رکن قومی اسمبلی مولانا اعظم طارق نے قومی اسمبلی کے فلور پر کہا کہ "میں نے بندوقیں استعمال کی ہیں۔ راکٹ فائر کیے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ایسی صورت حال سے کیسے نبرد آزما ہوا جاتا ہے"۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس کے خلاف استعمال کیے ہیں۔ ان کے چونکا دینے والے الفاظ نے اسمبلی کے ماحول کو انتہائی سنسنی خیز بنا دیا۔

(روزنامہ ڈان کیم ستمبر اسلام آباد بیورو رپورٹ)

۳ جولائی ۱۹۹۳ کے ڈیلی فرنٹیئر پوسٹ میں چھپنے والے ایک مضمون کے مطابق "انجمن سپاہ صحابہ" پاکستان کے شیعوں کے خلاف ایک دہشت گرد تنظیم نہ ہونے کی قلعی اُس وقت کھلی جب انجمن کے ایک غیر معروف اور غیر اہم لیڈر کو چند ہفتے قبل جھنگ میں قتل کر دیا گیا۔ انجمن کے صدر مولانا ضیاالحق قاسمی نے جمعہ کے طویل خطبہ کے دوران اس بات پر زور دیا کہ شیعوں کے خلاف جہاد کیا جائے۔ عورتوں سے کہا گیا کہ وہ اپنے زیور بیچ کر ہتھیار خریدیں جیسا کہ کراچی والوں نے ایم کیو ایم کو پنجابی پختون اتحاد کے خلاف منظم کرنے کے لیے کہا تھا۔

یہ ہی انجمن کی خون آلودہ فرقہ وارانہ سیاست ہے۔ جس میں اُسکی بقا مضمر ہے اور اب شیعوں کو محور بنا کر اُنہوں نے اپنے مقصد تخلیق کو پالیا ہے۔ دراصل انجمن سپاہ صحابہ ایک دہشت گرد تنظیم ہے نہ کہ ایک سیاسی پارٹی۔ اس کی سرکردہ قیادت اہل حدیث ہے جبکہ اس کے حامی زیادہ تر مہاجر ہیں جو پنجاب میں آباد ہیں۔ انجمن کے زیادہ متحرک طبقے میں مقامی بدمعاش اور ڈرگ مافیا کا ناجائز دھندہ کرنے والے لوگ ہیں۔ جو جھنگ اور اس کے گرد و نواح میں رہتے ہیں اس کی قیادت ایک خوفناک شہرت رکھتی ہے۔

(فرنٹیئر پوسٹ خصوصی اشاعت ۳ جولائی ۱۹۹۳)

دہشت گردی کے خلاف امریکی احکامات کے تحت لڑی جانے والی جنگ میں مصروف حکومت وقت نے داخلی دہشت گردی کے خلاف دیدہ و دانستہ طور پر اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے۔ بلکہ اکثر حکومتی اقدامات سے داخلی دہشت گردی کو تقویت ملی ہے۔

۱۲ جنوری ۲۰۰۲ کو بڑے زور و شور کے ساتھ سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ (بیلنس پالیسی کے تحت) اور چند جہادی تنظیموں پر حکومت کی جانب سے پابندی عائد کر دی گئی اور بعض لیڈروں کو عارضی طور پر حراست میں لے لیا گیا، تاہم ان پر کسی پر بھی عدالت میں مقدمہ نہیں چلایا گیا حتیٰ کہ ان کو بخش دیا گیا جن پر الزامات کی ایک طویل فہرست موجود تھی۔ مثال کے طور پر مولانا اعظم طارق کے خلاف ۶۹ مقدمات قائم تھے لیکن ان کے خلاف بھی عدالت میں کوئی مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ قومی اسمبلی کا الیکشن لڑنے کی اجازت دے دی گئی اور قومی اسمبلی کی نشست حاصل کرنے کے تین ہفتے بعد ہی ان کو جیل سے رہا کر دیا گیا۔ چنانچہ اپنے قتل کی واردات ہونے تک وہ اسمبلی میں جنرل پرویز مشرف کی حکومت کی حمایت کرتے رہے۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ ان کی حمایت برقرار رکھنے کی خاطر حکومت نے مولانا اعظم طارق کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری کو بھی سرے سے نظر انداز کر دیا تھا۔ ان میں وہ وارنٹ بھی شامل تھا جو انسداد دہشت گردی کی عدالت نے جولائی ۲۰۰۰ میں جاری کیا تھا"۔

(انٹرنیشنل کرائسس گروپ برسلز کی رپورٹ کے خلاصہ سے اقتباس، بحوالہ جنگ ۲۲ فروری ۲۰۰۴)

حافظ حسین احمد نے ۲۹ نومبر ۲۰۰۳ کو جیکب آباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کے دوران انکشاف کیا کہ "جمالی (سابق وزیراعظم) ملت اسلامیہ (کالعدم سپاہ صحابہ) کے ایک ووٹ سے وزیراعظم بنے اور اُس کو دہشت گردی میں ملوث ہونے پر کالعدم قرار دے دیا" (روزنامہ

جنگ ۳۰ نومبر ۲۰۰۳)۔ میر ظفر اللہ خان جمالی سرکار کو اسمبلی سے اعتماد حاصل کرنے کے لیے ملت اسلامیہ کے ایک ووٹ کے بدلے ۸۷ دہشت گردوں کو جیلوں سے رہا کرایا گیا۔

(حوالہ انٹرویو شہید علامہ حسن ترابی ہفت روزہ تکبیر ۲۶ جنوری ۲۰۰۵)

دوہرا معیار: حکومت کے دوہرے رویے کی ایک مثال یہ ہے کہ "مختلف مساجد کے خطباء کو سرکار نے گریڈ ۱۲/۱۶ اور ۱۷ تک دیئے گئے جب کہ مرکزی شیعہ مسجد اسلام آباد کے خطیب کو گریڈ ۹ تک محدود رکھا گیا ہے۔

(ص ۱۳۴ امامیہ ڈائریکٹری ۲۰۰۱)

☆ حکومت کی جانب سے جناح اسپتال کے ڈاکٹر معاویہ کے ورثا کے لیے 6 لاکھ روپے معاوضہ، بیوہ کے لئے تاحیات پنشن، قریبی عزیز کیلئے سرکاری ملازمت اور بچوں کی مفت تعلیم کی جو مراعات ملیں وہ اب تک شہید ہونے والے کسی ڈاکٹر کے لواحقین کو نصیب نہیں ہوئیں۔

(ایچ آر سی پی رپورٹ)

☆ داؤد کالج کے پرنسپل ڈاکٹر سلیم چوہدری کے لواحقین، بھی اسی قسم کی مراعات کے مستحق ٹھہرے مگر جامعہ ملیہ کے شہید پرنسپل ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی کے اہل خانہ کو یہ مراعات نہیں ملیں؟۔ آخر کیوں؟

☆ تحریک جعفریہ پاکستان پر پابندی کے سلسلے میں حکومت کی جانب سے سپریم کورٹ میں پولیٹکل پارٹیز ایکٹ 1962 کے تحت دائر کردہ ریفرنس (فروری ۲۰۰۲)، کی سماعت آج چھ سال بعد بھی شروع نہیں ہوئی۔

انوکھا اور عجیب مطالبہ: کیا ہابیل اور قابیل برابر ہیں، کیا ابراہیمؑ اور نمرود برابر ہیں، کیا موسیٰؑ اور فرعون برابر ہیں کیا محمد عربیؐ اور ابوجہل و ابولہب برابر ہیں، کیا حسینؑ اور یزید برابر ہیں۔

کیا امن پسند اور شر پسند، قانون کا پاسدار اور قانون شکن مقتول اور قاتل، مظلوم اور ظالم کیا برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ مذاکرات ہو سکتے ہیں؟، کیا ظالم کے مظالم کو معاف کیا جا سکتا ہے؟۔ کیا ان کے ساتھ بیٹھا جا سکتا ہے؟۔

مہذب دنیا کے قوانین، قاعدے اور کلیوں کے مطابق ان سب سوالوں کا جواب ہے "نہیں" معاشرے کے بنیادی ڈھانچہ کو برقرار رکھنے کے لیے قانون شکن قاتل اور ظالم کو سزا دینا ضروری ہے بصورت دیگر معاشرہ ایک مہذب معاشرہ نہیں رہے گا۔

موجودہ روشن خیال، اعتدال پسند اور اپنے تئیں جمہوری حکومت کی جانب سے اب کھلے عام یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ دہشت گردوں سے مذاکرات کرو۔ اپنے مقتولوں کا خون معاف کرو۔ ان رسوائے زمانہ افراد سے بات چیت کے ذریعے اپنے اختلافات کو ختم کرو۔

ظالم اور مظلوم کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کی حکومتی حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ۱۲ اکتوبر 1999 سے لے کر اگست ۲۰۰۷ کے دوران بھی مکتب تشیع کے پیروکاروں کا قتل عام مسلسل جاری ہے۔ جیسا کہ سابقہ حکومتوں کے دور میں ہوتا رہا ہے۔

حکومت وقت کا مکتب تشیع کی نمائندہ جماعت تحریک جعفریہ/ اسلامی تحریک کا دہشت گرد گروہ سپاہ صحابہ/لشکر جھنگوی سے موازنہ، مقابلہ اور ہم پلہ قرار دینا درحقیقت اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے ساتھ ساتھ انصاف، قانون اور عدل کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

حکومتی سطح پر مہذب دنیا کے قوانین کو پامال کرتے ہوئے "بیلنس کرنے کی پالیسی" کا اصول، کلیہ اور قاعدہ ایجاد کیا گیا ہے۔ جس کے

مطابق امن پسندوں سے، قانون کے پاسداروں سے، مقتولوں کے ورثاء سے، اور مظلوموں سے یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ شرپسندوں سے، قانون شکن افراد سے، قاتلوں اور ظالموں سے مذاکرات کیئے جائیں اور اُن کو معاف کردیا جائے، اُن سے صلح کی جائے۔

ہمارے خون سے آلودہ ہیں جو ہاتھ وہ ہاتھ ان کو بہت لگتے ہیں پیارے (حبیب جالب)

تحریک جعفریہ اور سپاہ صحابہ میں چند اہم اور بنیادی فرق:

۱۔ تحریک جعفریہ ایک قوم کی نمائندہ جماعت ہے جس کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے جو کہ دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی، ''جامعہ الازہر مصر'' میں پڑھائی جانے والی پانچ مستند فقہوں میں سے ایک فقہ فقہ جعفری پر عمل پیرا ہے۔ جبکہ فریق مخالف کسی مسلک کی ترجمان نہیں اور نہ ہی دینی جماعت یا تنظیم ہے بلکہ پس چلمن حلقوں کی پیداوار ہے۔

''ھیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے زیر اہتمام ذوالفقار شاہ کی مطالعاتی رپورٹ ''فرقہ وارانہ دہشت گردی کراچی میں ۱۹۹۴ تا ۲۰۰۲'' پر ۱۳ اکتبر ۲۰۰۲'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے اُس وقت کے ایس ایس پی پولیس (انٹیلجنس برانچ) نے بتایا کہ ''فرقہ وارانہ دہشت گردی حکومت کی مذہبی جنونیوں کی سرپرستی کا نتیجہ ہے اور ان جماعتوں کو وجود بخشنے والے بھی ان پر قابو پانے میں ناکام ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سیاستدان، عدلیہ، سول بیوروکریسی، فوج اور ملا بھی حکومتی اقدامات میں شامل ہیں۔ ۱۹۸۰ کی دہائی میں فوج نے افغانستان جنگ کے دوران مالی مفادات کے حصول کے لیے ان کی سرپرستی کی''۔ (ص ۳۸ رپورٹ مذکورہ)

۲۔ تحریک جعفریہ پاکستان نے اپنے قیام سے لے کر تادم تحریر کبھی بھی ریاست اتھارٹی کو چیلنج نہیں کیا۔ نہ ہی کسی بھی ملک کے سفارت کاروں، زیر تربیت فوجیوں کو قتل کیا، نہ ہی سماج دشمن، جرائم پیشہ افراد اور منشیات واسلحہ فروشوں کی سرپرستی کی ہے۔ بلکہ ہمیشہ قانون کی پاسداری کی ہے جبکہ فریق مخالف نے مجرموں کو عدالتوں سے فرار کرایا، قرآن اور مساجد کو جلایا اور مسیحوں کو قتل کیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس جناب سید سجاد علی شاہ کے ازخودنوٹس کے جواب میں ۱۱۸اگست ۱۹۹۷ کو سپریم کورٹ آف پاکستان اسلام آباد میں تحریک کی جانب سے جمع کرائے جانے والے بیان (جو کہ ۲۲صفحات پر مشتمل ہے) کے ہمراہ فرقہ وارانہ مواد پر مشتمل سپاہ صحابہ کی چار سو کتب، تین سو کتب کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں، پانچ سو کتابچے اور پمفلٹ، ایک سو آڈیو ویڈیو کیسٹس، ۱۹۹۰ سے ۱۹۹۷ تک اخباری تراشے، ۱۹۸۵ سے ۱۹۹۷ تک مختلف عدالتوں کی طرف سے سپاہ صحابہ کے خلاف فیصلوں کی نقول، اب تک گرفتار ہونے والے دہشت گردوں کے اعترافی بیانات کے اخباری تراشے اور ویڈیو کیسٹس سپاہ صحابہ کی سرگرمیوں کا ناقابل تردید ثبوت آج بھی سپریم کورٹ کے کسی گوشے میں موجود ہوگا۔

۳۔ تحریک جعفریہ نے ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کی مخلصانہ کوششیں کی ہیں جس کا ایک ثبوت ملی یکجہتی کونسل کا قیام بھی ہے۔ جس میں ملک کی ۷امذہبی جماعتوں کے علاوہ سپاہ صحابہ بھی شامل تھی۔ اگر مذاکرات میں مخلص تھے تو ملی یکجہتی کونسل اس کے لیے بہترین فورم تھا لیکن چند ہفتے کے بعد ہی کونسل کے فیصلوں سے اختلاف کرتے ہوئے راہ فرار اختیار کی۔

۴۔ ملی یکجہتی کونسل کے بعد بننے والی ''متحدہ مجلس عمل'' کے اتحاد سے بھی سپاہ صحابہ نے دانستہ گریز کیا کیونکہ اب مقتدرہ دینی جماعتوں کے قائد اپنے اجلاسوں میں سپاہ صحابہ کی فکری اساس، طرز سیاست، عقائد ونظریات کو نہ صرف رد کرتے ہیں بلکہ انہیں مکتب دیوبند کا ترجمان بھی نہیں سمجھتے ہیں کچھ اسی طرح مکتب اہل حدیث اور بریلوی حضرات بھی رائے رکھتے ہیں۔

۵۔ متحدہ مجلس عمل نے درحقیقت ''سپاہ صحابہ'' کو بالکل تنہا کر دیا ہے اس سے پہلے وہ کبھی دیوبندی مکتب، کبھی اہل حدیث اور کبھی بریلوی مکتب میں پناہ لیتے تھے۔

۷) عدلیہ اور پولیس کا کردار: کرۂ ارض پر انسانوں نے جب گروہی صورت میں رہنا شروع کیا تو امن وامان سے رہنے کے لیے انہوں نے نظم و ضبط کے کچھ اصول طے کیے۔ گروہوں کا حجم بڑھتا گیا اور اصول وضوابط بھی ضرورت کے مطابق تبدیل ہوتے رہے۔ ہمیں سات ہزار سال قدیم پتھروں کی سلوں پہ تحریر شدہ تاریخ بتاتی ہے کہ اس وقت تک انسان مہذب ہو چکا تھا۔

عراق سے ملنے والے کتبوں کے مطابق آج سے سات ہزار سال قبل ایک حکومت وجود رکھتی تھی جس کے کچھ اصول وضوابط تھے جو کہ تحریری شکل میں ملے ہیں۔ ان میں زندگی گزارنے کے بنیادی سے ذاتی افعال تک سب کے سب ریاست کی جانب سے اصول مقرر کر دیے گیے تھے۔ قوانین پر عملدرآمد کے لیے مختلف ٹیمیں ترتیب دی گئی تھیں جو اپنے دائرۂ کار میں آنے والے تمام امور پر گہری نظر رکھتی اور قانون کی خلاف ورزی پر سزائیں بھی دیتی تھیں۔ کام کی نوعیت کی مناسبت سے ان ٹیموں کے نام رکھ دیے گے اور رفتہ رفتہ یہ ہی ٹیمیں اداروں کی شکل اختیار کر گیئں۔ اس تہذیب نے شاندار ترقی کی۔ معاشرے کے مختلف مسائل کے حل کے لیے ادارے وجود میں آئے۔ کرۂ ارض پر مختلف ممالک کی حد بندیاں ہوئیں اور ان کی شناخت کے لیے پرچم تشکیل دیے گئے۔

دورِ حاضر میں مختالف ترقی یافتہ اور مہذب ملکوں میں قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنا کر ادارے مضبوط تر بنائے جا رہے ہیں۔ ریاست کے بنیادی اداروں مقننہ، انتظامیہ، عدلیہ اور ذرائع ابلاغ کا اپنا اپنا کردار ہے۔ یہ تمام ادارے اپنے ملکی آئین اور اس کے تحت حاصل ہونے والے انسانی حقوق کا خیال رکھتے ہیں مہذب ملکوں میں ان اداروں کا احترام کیا جاتا ہے۔ ''شائستہ قوموں نے عدل اور انصاف کے تصور کی تشکیل اس طرح سے کی ہے کہ اس کا مجسمہ یا تو ایک آنکھ کے ساتھ بنایا یا پھر بغیر آنکھ کے، ایک آنکھ سے مراد ہے کہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھا جائے اور اندھا ہونے سے یہ مطلب ہے کہ انصاف کا ترازو چشم ظاہر بیں کے فریب سے متاثر نہیں ہوتا''۔

(ص ۲۲۷۔۲۲۸ افکار پریشاں جسٹس (ر) ایم آر کیانی)

عوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ اگر عدلیہ کی اولین ذمہ داری ہے تو ثانیاً پولیس کی بھی ہے کو کہ اس کی نوعیت معاون کی ہے۔ قانون کو پامال کرنے والوں کے معاملے کو عدالت کے روبرو پیش کرنے سے قبل اسکی تفصیل وترتیب کو ضابطوں کے مطابق بنانا ہے تا کہ عدالت کہہ سکے کہ پولیس نے تفتیش کا حق ادا کر دیا۔

پولیس کی مثبت کارکردگی کی بنیاد پر عدالت کو قانون شکن افراد کو قانون کے مطابق سزا دینے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آئے۔ یہ ہی پولیس کا بنیادی کردار ہے اگر پولیس مجرم کو چابکدستی سے گرفتار کر کے قانون کے کٹھہرے میں لاتی ہے تو وہ اپنا فرض ادا کر رہی ہے بصورت دیگر معاشرہ اسے مجرم سمجھتا ہے۔

مہذب معاشرے میں عدلیہ ہر قسم کے جرائم، لاقانونیت اور دہشتگردی کی راہ میں رکاوٹ اور خاتمے کا سب سے اہم اور کلیدی ادارہ ہوا کرتی ہے۔ جس ملک میں عوام کے مختلف گروہوں کو عدالتوں سے انصاف مل رہا ہوتا ہے تو وہ ملک ہر قسم کے بحران سے باآسانی نکل جایا کرتے ہیں اور استحکام اور خوش حالی ان کا مقدر ہوتا ہے۔ ''اگر قانون کے ذریعے انصاف نہ ملے تو وہ قانون'' کالا قانون'' کہلاتا ہے۔ اگر انصاف کو قانون

،قاعدے اور ضابطے میں نہ رکھا جائے تو انصاف انصاف محض سراب تصو ہوگا۔ الغرض قانون کا اولیں تقاضا اور مقصد انصاف کا حصول ہے اور انصاف کے لیے قانون کی بالادستی لازمی ہے"۔

(ص ۱۹۶ میرے مشہور مقدمے ایس ایم ظفر)

ملکی سطح پر فرقہ وارانہ دہشت گردی سے متعلق ابھی تک سرکاری یا غیر سرکاری سطح کوئی ایسی تحقیق یا بحث سامنے نہیں آئی ہے جو اس عفریت کے وجود میں آنے اور روز بروز فروغ پانے کے علل و اسباب پر روشنی ڈالتی ہو۔ اگست ۱۹۹۷ میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے فرقہ وارانہ دہشت گردی کے واقعات کا از خود نوٹس لیتے ہوئے مختلف مذہبی تنظیموں کا موقف سننے کا حکم جاری کیا۔ جس کے جواب میں ۱۸ اگست ۱۹۹۷ کو تحریک جعفریہ پاکستان کے وفد نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپنا بیان ریکارڈ کروایا، ثبوت اور تجاویز پیش کیں۔

چند اہم تجاویز:

☆ سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی کمیشن تشکیل دیا جائے جو فرقہ واریت اور دہشتگردی کے علل اور اسباب ،ملوث افراد، اور گروہوں کا تعین کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے خاتمہ کے لیے قابل عمل تجاویز دے۔

☆ چالان مکمل ہونے کے بعد عدالتوں سے بلا تاخیر سماعت کے ذریعے دہشت گردوں کی کڑی سزا کا اہتمام کیا جائے اور اس پر فوری طور پر عملدرآمد کرایا جائے۔

☆ جو اپیلیں اعلیٰ عدالتوں میں دائر ہوں، ان کی سماعت کا بلا تاخیر اہتمام کروا کر انہیں نمٹایا جائے تا کہ دہشت گردوں کو جلد ان کے جرم کی سزا مل سکے۔

☆ جن کیسوں کو اعلیٰ عدالتیں نہیں سن رہیں، ان کیلئے ہدایات جاری کی جائیں کہ وہ فوراً ان کی سماعت کریں۔

☆ دہشت گردی کے واقعات میں جو مختلف گینگ اب تک پکڑے گئے ہیں جیسے سرائے عالمگیر (کھاریاں کیس)، سرگودھا میں راحیل گینگ، لاہور میں رمضان گینگ، فیصل آباد میں بٹ گینگ، بھاول نگر میں میکلوڈ گنج کیس، جھنگ، ملتان، اور دیگر شہروں میں گرفتار شدہ گان کے بیانات کی روشنی اور معلومات کے ذریعہ دہشتگردوں کے خلاف فوری اور ضروری کاروائی کر کے ان کے نیٹ ورک ختم کیا جائے۔

☆ دہشت گردوں کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف بھی سخت اور فوری کاروائی کرائی جائے،

☆ ہر واقعے کی تحقیقات غیر جانبدار اور اچھی شہرت کے حامل افسراں سے کرائی جائے،

☆ مسلمانوں کے کسی بھی مسلک کی تکفیر، تکفیر سازی کے ذریعہ قتل و غارت گری پر اُکسانے کو نا قابل معافی جرم قرار دیا جائے۔

☆ زیر التواء کیسوں کی جلد سماعت کی جائے۔

☆ افواج پاکستان کی مدد سے پورے ملک سے ناجائز اسلحہ برآمد کرنے کا انتظام کیا جائے، بیانات کی حد تک کام کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے خاموشی ہوگئی۔

ستمبر ۲۰۰۲ میں "ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان" کے زیر اہتمام "کراچی میں فرقہ وارانہ تشدد ۱۹۹۴-۲۰۰۲ ایک مطالعہ از ذوالفقار شاہ" رپورٹ منظر عام پر آئی جو کہ اپنی نوعیت کی پہلی سنجیدہ کوشش تھی۔ اس میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کے اسباب، ملوث گروہوں، حکومتی

کوتاہیوں، پولیس اور عدلیہ کی کارکردگی کے ساتھ ساتھ مذکورہ مدت میں ہونے والی وارداتوں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

اس رپورٹ کے مطابق ''۱۴اپریل ۱۹۹۴ تا ۲۴ جون ۲۰۰۲ کے دوران مختلف وارداتوں میں دوسو (۲۰۰) اہل تشیع دہشتگردی کا شکار ہوئے۔ (حالانکہ ہماری تحقیق کے مطابق یہ تعداد ۲۶۰ ہے)۔ رپورٹ میں دیئے گئے اعداد و شمار کا تجزیہ عدلیہ اور پولیس کی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے:۔

ستمبر ۲۰۰۲ تک زیر سماعت مقدمات کی تعداد ۸۷	۴۳.۵ فیصد
زیر تفتیش مقدمات کی تعداد ۲۸	۱۴.۰ فیصد
داخل دفتر مقدمات کی تعداد ۳۱	۱۵.۵ فیصد
جن کی نوعیت نہیں معلوم ۲۵	۱۲.۵ فیصد
فیصلہ شدہ مقدمات کی تعداد ۲۰	۱۰.۰ فیصد
تفتیش زیر غور ۹	۴.۵ فیصد
کل ۲۰۰	۱۰۰ فیصد

جن بیس شہداء کے مقدمات کا فیصلہ ہوا وہ سانحہ محفل مرتضیٰؑ اور سانحہ محفل ابوالفضل عباسؑ سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کو انسداد دہشگردی کی عدالت نے سزا موت کی سزا سنائی تھی۔ سزا کے خلاف ملزمان کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے ہائی کورٹ نے انسداد دہشت گردی کی عدالت کو مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم دیا۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف ملزمان کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کی انسداد دہشت گردی کی اپیلٹ بینچ کو مقدمہ کی سماعت کا حکم دیا۔

انسداد دہشت گردی کی اپیلٹ بینچ نے ۷ اپریل ۲۰۰۴ کو دو کے سوا تمام ملزمان کو باعزت بری کر دیا واضح رہے کہ جن دو کو سزا ہوئی ہے ان کا تعلق فیروزہ آباد میں واقع ایک گھر میں گھس کر ۷ افراد کو ہلاک کرنے کا الزام تھا۔ تینوں مقدمات کی سماعت ایک ساتھ ہوئی کیونکہ تینوں واقعات ایک ہی روز ہوئے تھے۔ مختصر یہ کہ سانحہ محفل مرتضیٰؑ اور سانحہ محفل ابوالفضل عباسؑ کے تمام قاتل باعزت بری ہو گئے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ان تمام ملزمان نے بھری عدالت میں بغیر کسی دباؤ اور خوف اقرار جرم کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''اگر نہیں دوبارہ موقع ملا تو وہ شیعوں کو قتل کریں گے۔

کیا اس اقرار جرم کی کوئی حیثیت نہیں ہے!

پولیس کی تفتیش کا معیار:

☆لاہور ہائی کورٹ نے اکتوبر ۱۹۹۶ میں ایک مقدمے کے فیصلہ میں اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ''گزٹیڈ افسر کا یہ فرض ہے کہ وہ تازہ جرائم کے بارے میں اندراجات اور روزناموں کا بھی معائنہ کریں اور شکایت کنندہ، گواہان اور دوسرے باخبر لوگوں سے بھی بات چیت اور پوچھ گچھ کریں مگر گزٹیڈ افسران یہ سارے کام اپنے ماتحت ملازمین پر چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ صرف ایک کام کرتے ہیں کہ ادھر یا ادھر دباؤ کے تحت تفتیش یا تحقیقات ایک پولیس ملازم سے لے کر دوسرے پولیس ملازم کو دے دیتے ہیں''۔

(ص ۱۸۷ پولیس شہری معاشرے کا اہم باز و شفقت تنویر مرزا)

☆عدالت نے اپنے فیصلے میں پولیس کے رویے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ ''مقتول ایس پی (علی محمد بلوچ ایس پی کرائم برانچ فیصل آباد)

تھے لیکن ان کے مقدمے کی تفتیش ایک تھانیدار نے کی۔ کسی افسر نے نگرانی تک نہیں کی۔ اگر ایک پولیس افسر کے ساتھ یہ صورتحال ہو سکتی ہے تو عام لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا۔

(روزنامہ جنگ ۷ا جولائی ۲۰۰۲)

عام لوگوں کے ساتھ یہ ہوا:

☆محفل زینبیہ ناظم آباد کے سیکورٹی گارڈ علی محمد عرف نذیر شہید کے مقدمہ کے فیصلہ میں عدالت نے اپنی آبزرویشن میں کہا کہ "پولیس قانون کے مطابق تفتیش نہیں کرتی جس کے باعث ملزمان شک کا فائدہ حاصل کر کے بری ہو جاتے ہیں"۔

☆شہید علامہ رضی حیدر نجفی اور انکے بیٹے شہید عباس علی کے مقدمہ قتل کے فیصلہ میں عدالت نے لکھا کہ "شناختی پریڈ میں قانونی سقم تھا، واردات میں استعمال ہونے والا اسلحہ اور زخمی محمد علی کو عدالت میں پیش نہیں کیا گیا"۔

غور طلب بات یہ ہے کہ جن افراد کا دن رات جرم، مجرم، سے واسطہ پڑتا ہو اور وہ ہر قسم کے دباو اور منفی صورتحال میں کام کرنے کے عادی ہوں وہ بھی فرقہ وارانہ دہشت گردی میں ملوث مجرموں کے خوف اور دہشت کے مارے، ان کے مقدمات کی سماعت سے معذرت کر لیں یا پھر انکار کر دیں (لاہور ہائی کورٹ کی ۸ ڈویژن بنچوں نے آقائے گنجی دوست ڈائریکٹر ایرانی ثقافتی مرکز لاہور کے قاتلوں کی اپیلوں کی سماعت سے معذرت کر لی تھی حوالہ جسٹس (ر) سجاد علی شاہ کی کتاب) ایسے میں ایک نوعمر بچہ جس کی عمر شاید ۱۴ یا ۱۵ سال ہوگی، جس نے اپنے باپ اور بھائی کو خون میں تر بتر دیکھا ہو، سے کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ عدالت میں آ کر ان خونی درندوں کو شناخت کرے اور وہ ماں جس نے اپنے سہاگ اور لخت جگر کی قربانی دی ہو، وہ کس دل سے اپنے جگر گوشے کو گھر سے عدالت جانے کی اجازت دے۔ (روزنامہ جنگ، ۱۲ جولائی ۲۰۰۶)

☚سانحہ مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ کے مقدمہ میں سندھ ہائی کورٹ نے مجرم کو باعزت بری کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں لکھا کہ "مقدمے کے میڈیکو لیگل آفیسر نے عدالت (ہائی کورٹ) میں یہ بات تسلیم کی کہ گوشت کے جو ٹکڑے بھیجے گئے تھے وہ سیل نہیں تھے لہٰذا ڈی این اے ٹیسٹ کا سارا عمل مشکوک ہو گیا"۔

(روزنامہ جنگ، ۸ مئی ۲۰۰۷)

مذکورہ واقعات میں پولیس کی دانستہ یا نادانستہ غفلت، کوتاہی، تربیت کا فقدان اور بدعنوانی یا رشوت ستانی جو بھی سبب رہا ہو مگر عدالتوں کسی بھی پولیس والے کے لیے کوئی سزا تجویز نہیں کی تاکہ آئندہ کسی انسان کے ساتھ ایسا ظلم نہ ہو۔ حالانکہ پولیس کی دانستہ یا نادانستہ غفلت، کوتاہی اور تربیت کے فقدان کی وجہ سے عدالت سے ملزمان بری ہو گئے۔ ورنہ کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری یا پھر

نہ مدعی، نہ شہادت، حساب پاک ہوا — یہ خون خاک نشیناں تھا رزق خاک ہوا — (فیض احمد فیض)

اس مقام پر شفقت تنویر مرزا کی یہ رائے بھی قابل غور ہے کہ "فوجداری انصاف میں آخری فیصلہ تو عدالت دیتی ہے مگر اس سے پہلے کے سارے مراحل پولیس کو ہی طے کرنا پڑتے ہیں۔ اس ضمن میں اسے قانون کے سارے پھسلتے میدانوں میں سے گزرنا پڑتا ہے جبکہ اس پھسلن میں اسے خال خال ہی کامیابی ہوتی ہے۔ کیونکہ ایف آئی آر سے لے کر اس میں دو چار نہیں سیکڑوں سخت مقامات آتے ہیں مجموعی طور پر غلط تربیت (تربیت کا فقدان) رشوت ستانی، بدعنوانی، وکیلوں کے اسٹائل، ملزماں کی کارستانیاں، عدلیہ کی ادائیں غرضیکہ بعض اوقات پولیس غالب کے اس

مصرعے میں مجسم ہو جاتی ہے۔ ع میں ہوں اپنی شکست کی آواز

(ص ۱۸ا پولیس شہری معاشرے کا اہم بازو شفقت تنویر مرزا)

روزنامہ جنگ کراچی ۶ جنوری ۲۰۰۵ کے مطابق سندھ کے مذہبی امور کے وزیر نے رابطہ کرنے پر بتایا کہ'' کراچی میں مختلف مذہبی تنظیموں کے ۵۷ کارکن گرفتار ہیں جن کے خلاف دہشتگردی اور فرقہ وارانہ انتہاپسندی ۱۷۶ مقدمات درج ہیں۔ ملزمان کا تعلق کالعدم تنظیموں سپاہ صحابہ، جیش محمد، لشکر جھنگوی، حرکت الانصار، اور جنداللہ وغیرہ سے ہے۔ گرفتار ملزماں کے خلاف پولیس نے انسداد دہشتگردی کے ۱۷۶ مقدمات پیش کئے تھے جن میں سے ۹۳ مقدمات میں ملزماں کو سزائیں سنائی گئیں جبکہ ۸۳ مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں''۔ جن ۹۳ مقدمات میں ملزماں کو سزائیں سنائی گئیں ان میں سے چند کے ملزمان کی سزاوں پر عمل درآمد کا حال بھی سنیئے۔

☆ سندھ ہائی کورٹ کی اپیلٹ بنچ نے گلشن اقبال میں ڈاکٹر سید رضا مہدی جعفری کو فائرنگ کر کے ہلاک کرنے کے الزام میں ماتحت عدالت سے مفتی شاہد حنیف کی عمر قید کی سزا، سزائے موت میں تبدیل کردی جبکہ دوسرے ملزم خلیل کی سزائے موت بحال رکھی۔

(روزنامہ جنگ ۷ فروری ۲۰۰۷)

☆ سندھ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے سولجر بازار میں ڈاکٹر محمد رضا پیرانی کو فائرنگ کر کے قتل کرنے کے الزام میں انسداد دہشت گردی کی عدالت سزائے موت کے خلاف عطاءاللہ اور محمد اعظم کی اپیلیں مسترد کردیں اور ماتحت عدالت کا فیصلہ بحال رکھا۔

(روزنامہ جنگ ۱۸ نومبر ۲۰۰۶)

☆ سندھ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے اکتوبر ۱۹۹۹ میں مسجد وامام بارگاہ حرٌ میں فائرنگ کر کے ۱۰ نمازیوں کو ہلاک اور ۸ کو زخمی کرنے کے الزام میں انسداد دہشت گردی کی عدالت سے عمر قید کی سزاوں کے خلاف دلدار عرف دلاور کی اپیل منظور کرلی اور سزا کو کالعدم قرار دے دیا جبکہ ملزم سعید عرف کالیا کی اپیل مسترد کردی اور سزا بحال رکھی تاہم جرمانے کی رقم ۲ لاکھ سے کم کر کے ایک لاکھ کردی۔ عدالت نے دونوں اپیل کنندہ کی سزائیں بڑھانے کے لیے سرکار کی اپیل مسترد کردی۔

(روزنامہ جنگ ۵ نومبر ۲۰۰۶)

☆ سندھ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے کورنگی میں مذہبی اسکالر سید اطہر حسین کو فائرنگ کر کے قتل کرنے کے الزام میں انسداد دہشت گردی کی عدالت کی طرف سزائے موت کے خلاف عطاءاللہ اور اعظیم کی اپیلیں مسترد کردیں اور ماتحت عدالت کا فیصلہ بحال رکھا۔

(روزنامہ جنگ ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۶)

☆ انسداد دہشتگردی کی خصوصی عدالت نے ۱۹۹۹ میں ملیر کے مرزا عباس کو قتل کرنے کے الزام میں سزا یافتہ ملزم سعید معیز کے بلیک وارنٹ جاری کر دیے۔ ملزم کو ۶ جون ۲۰۰۶ کو کراچی سنٹرل جیل میں پھانسی دی جائے گی۔ اس کے دو ساتھی ملزمان وسیم اور طارق کی سزائے موت کو اعلیٰ عدالتوں نے عمر قید میں تبدیل کر دیا تھا۔ (روزنامہ جنگ یکم جون ۲۰۰۶)

☆ کراچی سنٹرل جیل میں ایک قیدی کی پھانسی کی سزا روک دی گئی۔ جیل حکام کے مطابق سزائے موت کے قیدی سعید معیز کو ۶ جون ۲۰۰۶ کو پھانسی دی جانی تھی لیکن مقتول کے لواحقین نے اسے معاف کردیا اور عدالت میں تحریری طور پر معافی نامہ دے دیا۔

(روزنامہ جنگ ۶ جون ۲۰۰۶)

☆سپریم کورٹ کی ڈویژن بنچ نے وزارت دفاع کے ڈائریکٹر لیبارٹریز سید ظفر حسین زیدی کو قتل کرنے کے الزام میں ماتحت عدالت سے سزائے موت کے خلاف محمد طلحہ، خلیل احمد اور مفتی شاہد کی لیو ٹو اپیل مسترد کر دی۔ اور ہائی کورٹ کا فیصلہ بحال رکھا۔

(روزنامہ جنگ ۱۸ مئی ۲۰۰۶)

☆سندھ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے گلبہار اور ناظم آباد میں بیکری مالکان دو سگے بھائیوں محمد حسین اور اسد علی کو فائرنگ کر کے اور ملازم حامد علی کو زخمی کرنے کے الزام میں انسداد دہشتگردی کی عدالت سے سزائے موت اور دو لاکھ روپے جرمانے کے خلاف کامران احمد فاروقی اور جمیل الرحمٰن کی اپیلیں مسترد کر دیں اور سزائے موت کا فیصلہ بحال رکھا ہے۔ (روزنامہ جنگ یکم دسمبر ۲۰۰۵)

☆سندھ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے (ر) ڈی ایس پی سید صادق حسین شاہ اور ان کے بیٹے پولیس کانسٹیبل سید عابد حسین شاہ کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار محمد سعید اور عبد الوسیم کی سزائے موت کے خلاف اپیلیں مسترد کر دیں۔ انسداد دہشتگردی کی عدالت کا فیصلہ بحال رکھا۔

(روزنامہ جنگ ۲۰ اگست ۲۰۰۳)

ان ۹۳ مقدمات کے اکثر ملزمان مختلف عدالتوں سے باعزت بری یا پھر ضمانتوں پر رہا ہو گئے، تادم تحریر ایک بھی مجرم کی سزا پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ ۲۹ جون ۲۰۰۲ کو گرفتار ہونے والے ہائی پروفائل دہشتگرد، جس کی گرفتاری پر اس وقت کے آئی جی پولیس سندھ نے پریس کانفرنس منعقدہ یکم جولائی ۲۰۰۲ میں بتایا تھا کہ ملزم نے کراچی میں ۳۸ اور پنجاب میں ۳۰ وارداتوں کا اعتراف کیا ہے۔ اس دہشتگرد کو بھی پس چلمن حلقوں کے حکم پر عدالت نے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔ حکومت کی جانب سے اس خبر کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی اور ذرائع ابلاغ نے بھی اس خبر کو چھپایا۔ لیکن نجی ذرائع اس خبر کی تصدیق کرتے ہیں۔

''سینیٹ کو جمعرات کے روز دہشت گردی کے زیر التوا مقدمات کی تفصیلات بتاتے ہوئے وفاقی وزیر قانون وصی ظفر نے بتایا کہ سوا دو ہزار (۲۰۲۵) مقدمات گزشتہ چار سال سے زیر التواء ہیں'' اس صورتحال میں یہ توقع رکھنا کہ ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ کر دیا جائے گا ایک خوش فہمی ہوگی۔ اگر ایسے سنگین واقعات میں ملوث مجرموں کو جلد از جلد عبرتناک سزائیں نہ دی جا سکیں اور سالہا سال ان کے مقدمات عدالتوں میں زیر التواء رہیں تو اس سے ان کی حوصلہ افزائی یقینی امر ہے۔ (اداریہ روزنامہ جنگ، ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۳)

کسی بھی ادارے کے وجود، حدود، فرائض اور کارکردگی کے بارے میں پہلے مرحلے میں بہترین منصف وہ ہوتے ہیں جن کا اولاً اس ادارے سے واسطہ پڑتا ہے۔ معاشرے میں ان کی شہادت کو سند قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے مرحلے پر معاشرے میں سوچنے اور سمجھنے والے افراد، مبصر، تجزیہ نگار، صحافی اور ناقدین ہوتے ہیں جن کا کچھ علم براہ راست اور کچھ اکتسابی ہوتا ہے، یہ شہادت بھی معتبر ہوتی ہے تیسرے اور آخری مرحلے پر ان افراد کی گواہی ہوتی ہے، جو خود اس ادارے کا حصہ ہوں یا رہے ہوں جسے ہم گھر کی گواہی بھی کہتے ہیں۔ اس میں اکثر اپنی تعریف اور دفاع کا عنصر پایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ادارے کی مثبت اور منفی کارکردگی کے بارے میں اس کی حیثیت معتبر ہونے کے ساتھ ساتھ دستاویزی بھی ہوتی ہے۔

ایک گواہی عدالتوں کے بارے میں: ''سابق وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے خلاف توہین عدالت کے مقدمے کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری عدالتوں میں سچ عنقا ہوتا جارہا ہے۔ مثلاً اس مقدمے میں ایک بار عدالت کو یہ دقت بھی پیش آئی کہ سپریم کورٹ پر حملہ کرنے

والوں کو ملک کی نامور اور محترم شخصیات نے دوران گواہی شناخت نہ کیا مزید یہ کہ قانون کی بالادستی تو ایک طرف مقدمہ کے دوران ہر ادارے کی جانب سے اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ دیکھنے میں آیا" (ص ۸۔۹ عدالت میں سیاست ایس ایم ظفر)

ایک گواہی پولیس کے بارے میں: "عوام الناس آج قانون کی حکمرانی کے موجودہ معیار سے غیر مطمئن ہیں قانون کی قوت نافذہ، پولیس کی کارکردگی، جبر وتشدد، رشوت اور غیر معیاری پیشہ ورانہ مہارت کی وجہ سے (پولیس) سخت تنقید کی زد میں ہے۔ دوسری طرف پولیس کو شکایت ہے کہ اسے کام کرنے کے لیے آزاد، بے لاگ اور غیر جانبدار ماحول میسر نہیں آرہا۔ بااثر لوگوں کی طرف سے اپنے مخالفین کو دبانے کے لیے اسے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسے افراد کی قانون سے متصادم خواہشات کی تکمیل کے لیے گنجائش نہ نکالنے والے افسروں کو اپنے اس انکار کی سزا، تبادلہ، معطلی، یا پھر محکمانہ کارروائی کی صورت میں بھگتنا پڑتی ہے۔"

(عباس خان سابق آئی جی پولیس پنجاب کی رپورٹ بحوالہ ص ۷۰ ۔۲۷۱ پولیس، شہری معاشرے کا اہم بازو شفقت تنویر مرزا)

مذکورہ رپورٹ کے حوالے سے بطور سزا تبادلے کا ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ ۱۸ فروری 1995 (ایف آئی آر ۹۵/۱۳۹ نیو کراچی تھانہ) میں بفرزون کے ایک گھر میں چار سگے بھائیوں (آغا برادران) کو حالت روزہ میں شہید کرنے والے سفاک درندوں کو اس وقت کے ڈی ایس پی عباس علی اخوند نے گرفتار کرلیا تھا۔ لیکن پھر ہوا یہ کہ نادیدہ طاقتوں کے حکم پر ان کا تبادلہ بلدیہ ٹاؤن کر کے قاتلوں کو رہا کر دیا گیا۔

(نیوز لائن کراچی اسپیشل مارچ ۱۹۹۵)

عباس خان سابق آئی جی پولیس پنجاب اپنی رپورٹ مذکورہ میں، محکمہ پولیس میں ایک اہم اور دوررس نتائج کی حامل تبدیلی کی نشاندہی کرتے ہیں کہ "اور تو اور بعض انتہا پسند فرقہ وارانہ تنظیموں نے اپنے حامی اراکین کی مدد سے محکمہ پولیس کی صفوں میں ایسے تربیت یافتہ کارکن گھسیڑ دیے، جن میں سے بعض نہ صرف بھرتی کے بعد اپنی مخالف تنظیموں کے نمایاں افراد کے قتل کے مرتکب ہوئے، بلکہ اپنی تنظیموں کو مالی وسائل مہیا کرنے کے لیے جا بجا بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں کو ڈکیتی کا نشانہ بناتے بھی دیکھے گئے"۔

(ص ۲۷۳، پولیس، شہری معاشرے کا اہم بازو شفقت تنویر مرزا)

اس ذیل میں دو واقعات پیش ہیں:

☆ ۲۸ اپریل ۲۰۰۱ (ایف آئی آر ۱۱۸۔۲۰۰۱ تھانہ اورنگی ٹاؤن) اورنگی ٹاؤن میں بلدیہ کراچی کے ملازم شہید سید شمیم رضا کے قتل میں تھانہ اورنگی کا وائرلیس آپریٹر ملوث تھا۔ جس نے گرفتاری کے بعد سنسنی خیز انکشافات کیے تھے

☆ ۷ مئی ۲۰۰۴ (ایف آئی آر ۱۱۸۔۲۰۰۴ تھانہ میٹھادر) مسجد حیدری سندھ مدرسۃ الاسلام میں خودکش بم دھماکے میں پولیس کانسٹیبل اکبر نیازی ملوث تھا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴)

پولیس اور عدلیہ کے بارے میں ایک حاضر سروس افسر کی رائے:

"جو ادارے تحفظ فراہم کرتے ہیں، جن میں عدلیہ اور پولیس سرفہرست ہے۔ آج عوام الناس ان ہی سے خوفزدہ ہیں عجیب المیہ ہے کہ جن اداروں سے عدل وانصاف کی توقع ہونی چاہیے۔ ان پر بے انصافی اور زیادتی کے الزامات میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے کوئی شہادت نہیں دیتا، پولیس مقدمات کو غلط سلط کرتی ہے، وقوع کہیں کا ہوتا ہے ریکارڈ میں کسی دوسری جگہ کا لکھتی ہے، تاریخ ووقت بدل دیتی ہے، ملزمان کے

نام بدل دیتی ہے۔ گواہ کچھ کہتے ہیں، وہ لکھتی اپنی مرضی سے ہے یا پھر کسی بڑے کے اشارے پر لکھتی ہے یا حکومت کے حکم پر لکھتی ہے''۔

(ص ۲۹۵ـ۲۹۶ حقوق انسانی و مذاہب اور پولیسنگ ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ)

دہشت گردی کے واقعات کی روک تھام کے لیے ایک بہتر عدالتی نظام ناگزیر ہے کیونکہ اکثر اوقات دہشت گردی کے ضمن میں حکومتوں پر دباؤ آتا ہے کہ یہ مقدمات تمام قتل کے مقدمات سے الگ سیاسی نوعیت کے ہیں پس مجرمان رعایت کے مستحق ہیں، یہ پالیسی نقصان دہ ہوتی ہے۔ قتل بہر حال قتل ہے خواہ سیاسی مقاصد کے پیش نظر کیا جائے یا پھر نجی وجوہات کی بناء پر کسی بھی ملک میں انسانی حقوق کا حصول، تحفظ اور بالادستی عدلیہ کی ذمہ داری ہوتی ہے یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب عدلیہ خودمختار، آزاد اور ایماندار ہو۔ اس کے فیصلے عدل اور انصاف پر مبنی اور ہر قسم کے امتیازات سے مبراء ہوں۔ بلاخوف وخطر، انصاف اور قانون کی پاسداری کے لیے ہوں۔ اس کے فیصلے نتائج سے بے پرواہ ہو کر کیے ہوں، حقدار کو حق ملتا ہوا دکھائی دے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر معاشرتی ابتری اور جرائم میں اضافہ ناگزیر ہے مجرم اور جرائم کا خاتمہ ایک خواب ہی رہے گا۔

جسٹس (ر) محبوب احمد نے سہیل وڑائچ کو انٹرویو دیتے ہوئے سوال ''کیا ججوں کو اپنے فیصلوں میں زیادہ بہادری دکھانی چاہیے؟ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''بالکل انہیں بہادر ہونا چاہیے۔ اس میں بہادری کی کیا بات ہے یہ تو ان کا فرض ہے جس کی انہیں بجا آوری کرنی چاہیے۔

(ص ۱۹۱، عدلیہ کے عروج وزوال کی کہانی)

معاشرے میں نفسانفسی اور پولیس کی جانب سے روا رکھے جانے والے رویے کی بناء پر لوگوں میں اپنی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور قانونی ذمہ داری ''گواہی'' دینے سے اس حد تک گریز پایا جاتا ہے۔

حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا　　　لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر　　　(عنایت علی خان)

شہید علامہ حسن ترابی نے ایک موقعہ پر کہا تھا کہ ''باپ بیٹے کے قاتلوں کے خلاف اور بیٹا باپ کے قاتلوں کے خلاف اپنی جان کے خوف کی وجہ سے گواہی دینے سے گھبراتا ہے''۔

(ڈاکٹر رضا بیرانی، ڈاکٹر رضا جعفری اور ڈاکٹر اسد بخاری کی مجلس ترحیم سے خراسان میں خطاب)

دوسری جانب پولیس تحفظ فراہم کرنے کے بجائے، گواہوں کو ہراساں کرتی ہے جیسا کہ سانحہ مسجد حڑ کے گواہوں کے ساتھ ہوا۔ دوران سماعت ملزمان کی دیدہ دلیری کا یہ عالم تھا کہ مسجد کے پیش امام (جو کہ چشم دید گواہ تھے) کو قاتل ہاتھ سے بندوق کا نشان بنا کر قتل کرنے کی دھمکیاں بھری عدالت میں دیتا تھا۔

ایک انٹرویو میں جسٹس (ر) محمد حلیم نے سوال کہ ''کراچی کی بگڑی ہوئی صورتحال کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ کے جواب میں کہا کہ ''ہماری سمجھ میں اس کا علاج نہیں، ہر شخص جو جرم کرتا ہے، وہ چھوڑ دیا جاتا ہے اس طرح قیام امن کیسے ہوگا۔ ملزم کے خلاف شہادت ہو تو، کورٹ اس کو نہیں چھوڑتا ہے۔ جب گواہی نہیں تو پھر سزا کیسی''۔

(ص ۱۳۹، عدلیہ کے عروج وزوال کی کہانی سہیل وڑائچ)

جج کو نتائج کی پرواکرنی چاہیے؟ ''یقیناً نہیں۔ یہ تو جج کا کام ہے ہی نہیں۔ جج کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ دیکھے کہ کیس کے حقائق کیا ہیں اور قانون کیا کہتا ہے۔ بس اس کے مطابق فیصلہ کردے'، جسٹس (ر) نسیم حسن شاہ کا کہنا ہے کہ جج کو دیکھنا چاہیے کہ کہیں اس کے فیصلے کے نتیجے میں

تباہی تو نہیں آئے گی؟ ''نہیں میرے نزدیک یہ جج کا کام نہیں ہے۔ کیس کے حقائق اور قانون کے علاوہ، اگر جج اپنے فیصلے میں تیسرا عنصر شامل کرتا ہے تو وہ غلط ہے۔ بالکل غلط ہے کیونکہ کیس کے حالات جج نے پیدا نہیں کیے ہوئے۔ اس نے بطور امپائر واقعات اور قانون کی روشنی میں اپنا فیصلہ صادر کرنا ہوتا ہے''۔

(انٹرویو جسٹس جواد ایس خواجہ ص ۲۲۹، عدلیہ کے عروج و زوال کی کہانی سہیل وڑائچ)

مختصر یہ کہ نااہل اور بدعنوان پولیس، کمزور عدلیہ، متزلزل اور بدعنوان انتظامیہ تینوں مل کر دہشت گردی اور جوابی تشدد کے مسائل کو فروغ دیتے ہیں تاکہ ان کی کارکردگی پر پردہ پڑا رہے۔ مجموعی طور پر ملک میں جرائم کی صورتحال خصوصاً سنگین مقدمات کا روز بروز اضافہ، تفتیش میں قابل اعتراض تساہل اور طوالت، عدالتی کارروائی میں غیر ضروری تاخیر اور قانون شکن افراد پر کمزور گرفت، عوام میں خوف اور ہراس کا باعث ہے۔

۸۔ ذرائع ابلاغ کا کردار: دنیا کی قوموں کا رویہ اس تصویر کے مطابق بنتا ہے جو ان کے ذہنوں میں تشکیل پاتی ہے اور اس تصویر کو بنانے میں ان معلومات کا بہت ہاتھ ہوتا ہے، جو کسی معاشرے کے عام انسان تک پہنچائی جاتی ہیں۔ جیسی معلومات ہونگی ویسی ہی تصویر بھی ذہن میں بنے گی۔ عہد حاضر میں کسی ملک کے ذرائع ابلاغ جس آزادی، ایمانداری اور ذمہ داری سے اپنے عوام تک پہنچاتے ہیں، اس ملک میں ایماندار اور ذمہ دار ذہن پروان چڑھتا ہے۔ ذرائع ابلاغ اگر سچ بولتے ہیں تو معاشرے میں بھی سچ کا بول بالا ہوگا۔ ذرائع ابلاغ اگر جھوٹ بولتے ہیں تو معاشرے میں بھی منافقت اور مکروریاکاری فروغ پائیں گے۔ کسی قوم کا مزاج اور کردار کا اعلیٰ ترین اظہار اسکی صحافت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہی ہوتا ہے کیونکہ صحافت کسی ملک کی سیاست، اس کی فکری بالیدگی، اس کی تہذیب وثقافت اور قومی اداروں کے عزائم اور حوصلوں کی عکاس ہوتی ہے۔

(ص ۱۱۱۔۱۱۲ خوشامدی ادب اور سیاست پروفیسر وارث میر)

مملکت کے دیگر ستونوں کی مانند چوتھے ستون، یعنی صحافت نے بھی ملت تشیع کے خلاف ہونے والی دہشت گردی پر عجیب وغریب رویہ اپنائے رکھا۔ حق وانصاف کی بالادستی کا نعرہ تو لگایا جاتا رہا، ظالم کی مذمت اور مظلوم کی حمایت کا دعویٰ تو ہوتا رہا لیکن عملی اقدامات کا فقدان رہا۔ مذہبی دہشت گردی کے عوامل اور ان کا تدارک، دہشتگردوں کی نشاندہی، قانون کی عملداری میں تاخیر اور شرپسندوں کو قرار واقعی سزا دلوانے کے لیے قلمی جدوجہد خال خال ہی نظر آتی ہے۔

سارے جہاں میں ہونے والے سامراجی ظلم وستم، تشدد وبربریت اور معاشرتی ناانصافی پر تبصرے مضامین، اداریے اور مقالے تو شائع ہوتے رہے لیکن مملکت پاکستان کے قیام کے لیے، اپنا سب کچھ قربان کردینے والی اور تحریک آزادی میں برابر کے شریک مکتب تشیع کے خلاف ہونے والی دہشتگردی پر پاکستانی ذرائع ابلاغ (سوائے چند انگریزی روزناموں اور جرائد کے) کی خاموشی ایک سوالیہ نشان ہے۔

دوسری جانب مذہبی دہشت گرد تنظیموں کی پریس ریلیز کو واضح جگہوں پر جلی سرخیوں کے ساتھ اشاعت اور عدالتوں سے سزا یافتہ مجرموں کی وکٹری کے نشان والی تصاویر دانستہ شائع کرکے انہیں ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔ (روزنامہ جنگ کی ۵ جون ۲۰۰۵ کی اشاعت میں مسجد وامام بارگاہ علی رضا کے ملزم گل حسن کی وکٹری کے نشان والی تصویر ایک مثال ہے) پولیس سروس کے انعام الرحمٰن سحری کے مطابق ''اخبارات کی تشہیر اور زیادہ تفصیل دہشت گردوں کے لیے پسندیدہ ترین امر ہے کیونکہ دہشت گردوں کے مقاصد لوگوں کے ذہنوں پر نقش ہو جاتے ہیں۔ دہشت گردوں کو اخباری نمائندوں کی صورت میں عوام تک براہ راست رسائی مل جاتی ہے''۔ (ص ۲۹۳ دہشت گردی ایک مکمل مطالعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور)

عام طور پر پاکستانی ذرائع ابلاغ اس بات کا پرچار کرتے ہیں کہ "دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے" جبکہ حقیقت اس کے بر خلاف ہے۔ دہشت گرد جب بھی دہشتگردی کرتے ہیں تو اس کا پس منظر مذہبی ہی ہوتا ہے کیونکہ اکثریت کا تعلق مدرسوں سے ہوتا ہے جہاں ان کو تشیع کے خلاف دہشت گردی، عبادت اور ثواب کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ جس کی مثال:

۱) مفتی شاہد، جو کہ دہشت گردی اور قتل کی کئی وارداتوں میں ملوث تھا، ملیر ۱۵ کے قریب ریلوے لائن کے ساتھ واقع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتا تھا۔ ۱۲ جنوری ۲۰۰۲ کو سپاہ صحابہ پر پابندی لگاتے ہوئے صدر پاکستان نے اپنے خطاب میں اس بات کا خصوصی ذکر کیا تھا۔ (صدر پاکستان کی نشری تقریر، مورخہ ۱۲ جنوری ۲۰۰۲)

۲) اسلام آباد ائیر پورٹ پر خودکش شناخت ہوگئی ہے۔ ذرائع کے مطابق حملہ آور حافظ محمد یونس کا تعلق ڈیرہ غازی خان کے علاقے رشید آباد سے تھا اور اس نے ایک دیوبندی مدرسے سے تعلیم حاصل کی تھی۔ ملزم حافظ محمد یونس ڈیرہ غازی خان کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دے رہا تھا (ڈیلی ایکسپرس کراچی، ۱۵ فروری ۲۰۰۷)

افسوس صد افسوس کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ دھونس، دھمکی، ان کا معمول، فتنہ پردازی شیوہ اور دوسرے کی اولادوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے نام پر اُکسا کر فساد فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام دیا جا رہا ہے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا ملت اسلامیہ کے خلاف سازشوں اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے سے عبارت ہے کم از کم اسلام کے نام پر مکتب تشیع کے خلاف دہشت گردی کو جہاد کا نام دینے والوں کا مذہب واضح ہے لہٰذا وہ شرپسند "نامعلوم" کے زمرے میں نہیں آتے ہیں بلکہ ان کا حسب و نسب، فکر و ہدف سب کچھ عیاں ہے یہ الگ بات ہے کہ ذرائع ابلاغ اور سرکاری ایجنسیاں کی دیدہ و دانستہ پردہ پوشی کرتی ہو۔

تکلف برطرف قاتل کو، قاتل لکھ دیا جائے

۹) **سرکاری ایجنسیوں کا کردار:** فرقہ واریت کی آڑ میں جاری دہشت گردی کو ہمارے ملک کی سرکاری ایجنسیوں نے بھی بہ وقت ضرورت اپنے مفاد کے لیے بڑی بے خوفی اور بے دردی سے استعمال کیا۔ حالیہ برسوں میں سانحہ نشتر پارک کے فوراً بعد علامہ حسن ترابی پر خودکش حملہ، اس کی بہت روشن اور واضح اور جدید مثال ہے۔ جب بھی عوام کی توجہات کا رُخ موڑنا ہوتا ہے تو اس قسم کی واقعات اچانک پُر امن شہری ماحول کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں پورا شہر اور اُس کے باسی خوف و دہشت کے دبیز چادر کے تلے دب جاتے ہیں۔

اکثر یہ ایجنسیاں برسر اقتدار حکومت یا اپنی حلیف سول ایجنسیوں کو نیچا دکھانے کے لیے بھی گل کھلاتی ہیں۔ کیونکہ اُن کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کے قانون اور اخلاق سے ماورا ہیں اور کسی کے روبرو جوابدہ نہیں ہیں۔

کوئی اور تو نہیں ہے پس خنجر آزمائی ہمی قتل کر رہے ہیں ہمی قتل ہو رہے ہیں (عبید اللہ علیم)

۵ فروری ۲۰۰۱ کو مظفر کرمانی شہید کی شہادت کے روز امن و امان قائم رکھنے کے نام پر بڑے پیمانے پر علماء کرام کی گرفتاریاں ہوئیں۔ ۹ فروری کو تمام قیدیوں کو سکریٹری سندھ اور کمشنر کراچی کی جانب سے منعقدہ اجلاس کے لیے چیف سکریٹری سندھ کے آفس لے جایا جاتا ہے کہ دوران اجلاس اطلاع آئی کہ "مسجد و امام بارگاہ عسکری دستگیر سوسائٹی پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے دو افراد شہید ہو گئے۔

(روزنامہ عوام کراچی، ۱۰ فروری ۲۰۰۱)

۷ مارچ، ۲۰۰۵ وزیراعظم پاکستان شہر کراچی میں علماء و مشائخ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے کہ فردوس کالونی ناظم آباد میں ملت تشیع کے ایک فعال فرزند اور حکومت سندھ کے افسر سید تقی عباس نقوی کو شہید کر دیا گیا۔ (روزنامہ جنگ ۸ مارچ ۲۰۰۵)

ایک بدترین مثال پشاور شہر کی بھی ہے جہاں صدر پاکستان کی موجودگی کے باعث ہائی الرٹ ہونے کے باوجود تحریک جعفریہ کے مرکزی جنرل سیکریٹری انور علی اخوندایڈوکیٹ کو شہید کر دیا گیا اور حملہ آور با آسانی فرار ہو گئے "صدر جنرل پرویز مشرف کے دور اقتدار میں پہلی بار سرکاری سطح پر اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ ملت جعفریہ کے قتل میں ملوث کالعدم تنظیموں کی تشکیل میں بعض سرکاری ادارے شامل رہے ہیں اور کالعدم تنظیموں کی مسلح تربیت، اسلحہ اور فنڈز کی فراہمی کہاں سے ہوتی رہی ہے یہ بات اب سب پر عیاں ہے"۔

(سینیٹر علامہ محمد عباس کمیلی کی پریس کانفرنس، بحوالہ روزنامہ جنگ، ۲ جون ۲۰۰۵)

رینجرز کی موجودگی میں حملے:

☆۱۶ اگست ۲۰۰۳ ملیر ۱۵ میں ڈاکٹر سید ابن حسن کو اُن کے اسپتال کے سامنے دن دہاڑے شہید کر دیا جاتا ہے اور نامعلوم حملہ آور فرار ہو جاتے ہیں۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ اسپتال کی چھت پر موجود پکٹ میں رینجرز کے چاق چوبند جوان بے خبر رہتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ ۱۷ اگست ۲۰۰۳)

☆۲۵ جون ۲۰۰۱ سولجر بازار میں ڈاکٹر محمد بیرانی پر اُن کی کلینک کے سامنے جان لیوا حملہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں وہ شہید ہو گئے۔ علاقے کے لوگوں کے مطابق حملے کے وقت اُنکی کلینک کے سامنے ناگوری بلڈنگ کی چھت پر قائم پکٹ میں رینجرز موجود تھے۔ افسوس کہ حملہ آور با آسانی فرار ہو گئے۔ (روزنامہ عوام ۲۷ جون ۲۰۰۱)

قاتل تھانے میں موجود تھے: ۱۶ ستمبر ۲۰۰۰ کے روزنامہ خبریں کراچی کے مطابق "تحریک جعفریہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے اتحاد ٹاؤن میں مذہبی دہشت گردوں کے ہاتھوں سید افضال شاہ کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مقتول سید افضال شاہ کے قتل میں ملوث ۲ ملزمان کو علاقے کے لوگوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا۔ جبکہ باقی ۲ ملزمان جن میں سرغنہ بھی شامل ہے فرار ہو گئے۔ جب مقتول کا جنازہ تھانے پہنچا تو وہ دونوں وہاں موجود تھے جو غائب ہو گئے تھے ان کی تھانے میں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ قتل کی منصوبہ بندی انتظامیہ اور پولیس کے تعاون سے کی گئی۔

(روزنامہ خبریں ۱۶ ستمبر ۲۰۰۰)

سرکاری کارتوس کے خول: علامہ حسن ترابی شہید کا یہ بیان آج بھی اخبارات کی فائیلوں میں محفوظ ہے کہ "محفل مرتضیٰ پی ای سی ایچ ایس" سے ۹ ایم ایم کے کارتوسوں کے خول ملے ہیں جو کہ صرف سرکاری ایجنسیاں استعمال کرتی ہیں۔

(روزنامہ جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

سینٹ کی کمیٹی کے خدشات: سینٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی واقلیتی امور نے اپنی رپورٹ میں حکومت وقت سے کہا ہے کہ "وہ اپنی سرکاری ایجنسیوں پر بھی نظر رکھے تاکہ ان کی فرقہ وارانہ ہنگاموں میں ملوث ہونے کی تصدیق ہو سکے۔ کمیٹی نے غیر ملکی ایجنسیوں کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ حیرت انگیز طور پر ملکی ایجنسیوں کے ملوث ہونے کے امکان کی نشاندہی کی ہے"۔

(روزنامہ ڈان ۲۷ ستمبر ۱۹۹۴ اسلام آباد بیورو رپورٹ)

شہادت کا سفر تاریخ کے آئینہ میں

از مولانا احمد علی امینی صاحب قبلہ

رحلت سرورِ عالمؐ کے بعد ہی جس طرح ظلم وعدوان کا طواف اہلبیتؑ رسالت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اسی طرح جو لوگ اُن کے محب، مخلص اور حلقہ بگوش تھے ان کے خلاف بھی ظلم وجور وسرکشی کی تیز آندھیاں چلنے لگیں اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا اس لئے کہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ کی حدیث ہے، کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ:

''میں آپ کو دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا فقر وفاقہ کے لئے تیار ہو جا۔ اس نے عرض کیا میں حضرت علیؑ کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ بلا کے لئے تیار ہو جا''۔

چنانچہ حضرت امیرؑ کے وہ محب جن کے لئے سوید بن غفلہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے ''کہ خدا کی قسم اگر میں دنیا کو منافق پر اچھی طرح اونڈیل دوں جب بھی وہ مجھے دوست نہ رکھے گا۔ اور اگر (بفرض محال) میری تلوار سے مومن کو اذیت بھی پہنچ جائے جب بھی وہ مجھے دوست رکھے گا۔ یہ اس لئے کہ میں نے جناب رسول خدا کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اے علیؑ تم کو دوست نہیں رکھے گا مگر مومن اور دشمن نہیں رکھے گا مگر منافق''

(ص ۶۴۵، نہج البلاغہ ترجمہ علامہ ذیشان حیدر جوادی)

شیعوں کا عظیم کردار

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے محبوں کے لئے فرمایا کہ ''میرا محب محبت میں اتنا پختہ اور دشمن دشمنی میں اتنا سخت ہے'' تاریخ میں ان محبوں کا ایک اور عظیم کردار بھی دکھائی دیتا ہے وہ یہ کہ مخالفین اہلبیتؑ اور دشمنان علی ابن ابی طالبؑ نے جب ان دوستوں کو سنہرے روپہلے سکوں سے اپنی جانب مائل کرنا چاہا انہوں نے فاقہ کشی میں رہنا گوارا کیا، عیال واطفال کو بھوک میں تڑپتا دیکھنا پسند کیا، پھٹے پرانے کپڑوں کا پہننا، ٹوٹے پھوٹے مکانوں میں رہنا اختیار کیا لیکن محبت سے دست برداری اختیار نہیں کی بلکہ محبان اہل بیت تو ہفت اقلیم کی شاہی پر حب اہل بیت کو ترجیح دیتا ہے۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت صادق آل محمدؐ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک شیعہ حاضر ہوا اور اپنے فقر وفاقہ کی شکایت کی حضرتؑ نے فرمایا تم تو بڑے مالدار ہو۔ اس نے عرض کیا میں تو فاقوں سے مر رہا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ تو مالدار ہے حضرتؑ نے فرمایا اچھا یہ بتا اگر کوئی شخص تجھ سے کہے کہ ہفت اقلیم عالم کی شاہی لے کر، اُس کے عوض میں مجھے اہل بیت رسالت کی محبت دے دو، کیا تم ایسا کرو گے؟ اُس مومن نے عرض کی کہ مولا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ حضرت نے فرمایا پھر تجھ سے زیادہ مال دار کون ہے جو ہفت اقلیم کی شاہی کو ہماری محبت میں ٹھکرا رہا ہے۔

شیعوں کو منصب وجاہ کی لالچ دی گئی کہ محبت علیؑ سے دست بردار ہو کر اسے حاصل کر لیں، انہوں نے پامردی سے اُسے بھی ٹھکرا دیا اور محبت امیر المومنینؑ سے ایک انچ قدم بھی نہیں ہٹایا، ان کو بڑی بڑی جاگیریں پیش کی گئیں سرشاران محبت علیؑ نے اُسے بھی رد کر دیا۔ جب اس سے بھی کام نہ چلا تو ڈرانا دھمکانا شروع کیا، عطیہ بیت المال سے محروم کر دیا گیا۔ شہادت (گواہی) نا قابل قبول قرار دے دی گئی لیکن جام ولا سے مست شیعہ اس کو بھی جھیل گئے اور پائے استقلال میں لغزش نہ پیدا ہوئی۔

اس اسلحہ کے کند ہو جانے کے بعد ہتھکڑیاں، بیڑیاں اور طوق زنجیر قید وبند میں شیعیان امیر المومنینؑ وپیروان اہلبیتؑ مبتلا کیے گئے آوارہ

وطن کئے گئے۔ گھر کھدوائے گئے املاک و اموال ضبط کر لئے گئے مگر وہ ان تمام مظالم کے بعد بھی جادہ محبت پر ثابت قدم رہے۔ تو ظالموں نے نشہ حکومت سے سرشار ہو کر جسمانی اذیتیں دینا شروع کیں اعضاء بریدہ کیے آنکھوں میں گرم سلائیں چبھوئیں سولی پر چڑھا دیا میثم تمارؓ کا کردار رکھنے والے محبان امیر المومنینؑ نے سولی پر چڑھ کر فضائل امیر المومنینؑ کے دفتر کھول دیے بالآخر بہتوں کی زبانیں گدی سے کھنچوا گئیں مگر کیا مجال کہ حضرت سے اظہار برأت کریں۔

تاریخ شاہد ہے کہ ظالموں کے ظلم میں جتنی شدت بڑھتی جاتی تھی سرمست محبان علیؑ میں اتنا ہی ثبات و استقلال بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ اب وہ وقت بھی آیا کہ طوق و سلاسل میں جکڑ کے کفن سامنے رکھ کر قبریں کھود کر پہلو قبر میں بٹھا دیا گیا اور کہا گیا رات بھر کی مہلت اور ہے اگر صبح تم نے علیؑ سے برات کر لی تو آزاد کر دیے جاؤ گے ورنہ انہیں قبروں میں قتل کے بعد یہی کفن پہنا کر دفن کر دیے جاؤ گے۔ لیکن اللہ رے جوش و ولولہ، اللہ رے سچی محبت صبح کو جب جلاد آیا تو علیؑ علیؑ کی تسبیح وردِ زبان تھی۔ موت کے گھاٹ اُتر جانے کو شہد سے زیادہ شیریں جانا۔ جناب حجر بن عدی اور ان کے رفقاء ایسا کر کے راہیان جادہ محبت اہلبیت کے لیے ایک لافانی نمونہ عمل بن کر موت سے ہم آغوش ہو گئے۔

کردار محبانِ علیؑ کی دردناک داستان یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ ابھی ظالم کے ترکش ظلم میں کچھ اسلحے باقی ہیں۔ محبان علیؑ کو وہ ان سے آزمانا چاہتا ہے چنانچہ وہ وقت بھی آ گیا کہ عشق علیؑ کے متوالے زندہ درگور کیے گئے، دیواروں میں زندہ چنوا دیے گئے۔ لیکن ہمارا اسلام ہو، اُن محباں علیؑ و آل علیؑ جنہوں نے بخوشی، زندہ درگور اور دیواروں میں چنوائے جانا قبول کیا۔

زندہ باد عشق علیؑ　　　　پائندہ باد محبت امیر المومنینؑ

محبان علیؑ و عاشقان حیدر کرار کا یہ دور ابتلا حضرت سرور دو جہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی شروع ہو گیا۔ ابھی حضرت کی رحلت کو تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ اہلبیتؑ طاہرین کے ساتھ شیعوں پر بھی شدائد شروع ہو گئے۔

جناب سعدؓ بن عبادہ کو حالت مرض میں سقیفہ بنی سامرہ میں کیوں روندا گیا؟	محبت علیؑ ابن ابی طالبؑ میں۔
بنو حنیفہؓ اور مالکؓ بن نویرہ کو موت کے گھاٹ کیوں اتارا گیا؟	محبت علیؑ ابن ابی طالبؑ میں۔
جناب عمارؓ بن یاسر کو کیوں اتنا زدوکوب کیا گیا کہ مرض فتق میں مبتلا ہو گئے؟	محبت علیؑ ابن ابی طالبؑ میں۔
جناب ابوذر غفاریؓ کو کیوں شہر بدر کیا گیا؟	محبت علیؑ ابن ابی طالبؑ میں۔

محبانِ علیؑ ابن ابی طالبؑ میں یہ ثبات قدم کیوں نہ ہوتا اس لئے کہ خان بن سدیر امام محمد باقرؑ سے روایات کرتے ہیں کہ علیؑ کی محبت خدا کی دل میں نہیں ڈالتا ہے مگر یہ کہ خدا اُس کے قدم کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور اس کے دوسرے قدم کو بھی مضبوط کر دیتا ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ صفحہ ۱۲) غرض یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔

صدر اوّل اسلام میں مصائب الشیعہ کی جس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا اس پر ہر صدی میں بلند تر منزلیں تیار ہوتی رہیں ہیں اور آج بھی تیار ہو رہی ہیں　(ص ۱۷ تا ۲۱، مصائب الشیعہ ج ۱، مصنف الحاج سعادت حسین خان)

بنی امیہ کے دور حکومت شیعوں پر کس قدر ظلم ڈھائے گئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے مکتب تشیع کو محفوظ رکھا۔ بنی عباس کے دور میں کس قدر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے مگر ہمارا اسلام ہو اُن پر جو ان مظالم سے سرخرو نکلے۔

مکتب تشیع اور مذہب اہلبیت، وہ مذہب ہے جو صدر اسلام سے لے کر آج تک بے نظیر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام کے نام پر قربانی دی جاسکتی ہے مگر جو قربانیاں مذہب تشیع کی ہیں وہ تاریخ میں لاثانی اور بے مثال ہیں۔ اسلام کے نام پر سر کٹ چکے ہیں مگر نیزوں پر سر بلند سروں کی کہانی صرف شیعوں کی تاریخ ہے۔

اسلام کے نام پر مختلف ایذوں اور تکالیف برداشت کرنے والے تو ہیں لیکن زندگی بھر کے لیے عزیز واقرباء اور وطن کو ترک کرنا شیعوں کی تاریخ کی انفرادیت ہے۔ تاریخ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ میں نمازیں تو بہت پڑھیں گئیں مگر تلواروں اور موت کی آغوش میں نماز پڑھنا شیعوں کا تاریخی امتیاز ہے۔

کراچی کی مسجد باب العلم شمالی ناظم آباد، مسجد محفل مرتضی پی ای سی ایچ ایس، مسجد و محفل ابوالفضل العباس پی آئی بی کالونی، مسجد حر گرین ٹاؤن، مسجد علی مرتضی اعظم بستی، مسجد حیدری، مسجد علی رضا، کوئٹہ کی مسجد کلاں، سیالکوٹ کی مسجد زینبیہ، لاہور کی مسجد کشمیریاں اور راولپنڈی کی مسجد شاہ نجف وغیرہ کے نمازیوں کی شہادت اسی سلسلے کا تسلسل ہے۔

☆☆☆☆☆

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا
لہو تلاش کروں

ہیئت آئمہ مساجد امامیہ پاکستان (رجسٹرڈ) کے صدر اور امام جمعہ جامع مسجد نور ایمان مولانا مرزا یوسف حسین نے ۱۵ جون ۲۰۰۱ کو خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ محفل مرتضیٰؑ اور سانحہ PIB کالونی امام بارگاہ (محفل ابوالفضل العباسؑ) کے مجرموں اور قاتلوں کو جنہوں نے اپنے جرم کا عدالت میں اعتراف کیا ہے اور آئندہ مزید ایسا کرنے کی دھمکی دی گئی ہے۔

ان قاتلوں کی سزائے موت پر عمل درآمد روک دیا گیا ہے۔ اسطرح حکومت اور عدالتیں مجرموں کی سرپرستی کر کے دہشت گردی کو فروغ دے رہی ہے۔

(عالمی امامیہ خبر نامہ جولائی ۲۰۰۱ ناشر عالمی امامیہ کونسل پاکستان سندھ)

''محفل مرتضی پی ای سی ایچ ایس'' سے ۱۹ ایم ایم کے کارتوسوں کے خول ملے ہیں جو کہ صرف سرکاری ایجنسیاں استعمال کرتی ہیں''

(علامہ محمد حسن ترابی شہید بحوالہ روزنامہ جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

اہمیت شہادت، قرآن وحدیث کی روشنی میں

تحریر: مولانا شاہد رضا کاظمی

''اور خبردار راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں۔ خدا کی طرف سے ملنے والے فضل و کرم سے خوش ہیں اور جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہو سکے ہیں ان کے بارے میں یہ خوش خبری رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے بھی نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن۔ وہ اپنے پروردگار کی نعمت، اس کے فضل اور اس کے وعدے سے خوش ہیں کہ وہ صاحبانِ ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔''

(سورہ آل عمران ۱۶۹-۱۷۱)

اللہ کی راہ میں شہید ہو جانا یعنی ''القتل فی سبیل اللہ'' ایک ایسا بلند ارفع اور اعلیٰ ہدف ہے کہ جس کی جستجو میں ایک با ایمان شخص کہ جو اسلام کی نسبت، پختہ اور مضبوط غیر متزلزل عقیدے کا حامل انسان ہوا کرتا ہے اپنے پورے سرمایہ حیات کو داؤ پر لگا دیتا ہے۔ لہٰذا شاید اسی وجہ سے اگر تاریخ انبیاء، آئمہ طاہرین علیہم السلام، اولیا کرام اور صالحین کرام کو ملاحظہ کریں تو ان پاک ہستیوں کا بھی ہدف، یہی شہادت (القتل فی سبیل اللہ) دکھائی دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (شہادت) وہ راستہ ہے کہ جو مختلف قسم کی مشکلات اور درد والم کے سائے میں زندگی اور حیات کو اس کا صحیح مفہوم عطا کرتا ہے۔ یہ مشکلات اور درد والم وہ مشکلات ہیں کہ جنھیں اللہ کے مومن بندے اس روئے زمین پر اللہ کے مقصد اور ہدف کو تحقیق بخشنے کے لئے تحمل اور برداشت کرتے ہیں۔ اور شاید اس کی وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ شہادت ایک ایسا راستہ ہے کہ جس پر چلتے ہوئے اللہ کے مخلص بندے اپنے نفس کو پاک اور پاکیزہ کرتے اور اسے اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ ہمیشہ ہوئی و ہوس اور دنیا کی ان لذتوں سے بیزاری کا اظہار کرے کہ جو انہیں اپنے معبودِ حقیقی سے اور اسکی رضا و خوشنودی سے دور رکھتی ہیں۔

۱۔ قرآن، حدیث اور شہادت: اگر ہمیں شہادت کی عظمت و اہمیت اور اس کے فلسفے کو قرآن اور حدیث کی نگاہ سے دیکھنا اور سمجھنا ہو تو پھر سب سے پہلے ہمیں زندگی کا مفہوم اور وجود و بقا کے مفہوم اور اس کے فلسفے کو سمجھنا ہوگا دوسرے الفاظ میں ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ خدا کو انسان کا وجود پسند ہے یا اس کا عدم؟ کیا خدا کو اس کا (ہونا) پسند ہے یا (نہ ہونا)؟ اس کی (بقا) پسند ہے یا اس کا (فنا) ہونا پسند ہے؟ کیا خدا انسان کی نابودی اور ہلاکت کے درپے ہے؟

ان مندرجہ بالا سوالوں کا جواب اگر یہ دیا جائے کہ خدا کو اس کا (نہ ہونا) نابودی اور فنا پسند ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسے پھر خدا نے کیوں (خلق) کیا؟ کیوں اسے (وجود) عطا کیا؟ یہ مذکورہ جواب قرآن وحدیث اور عقل کے مطابق صحیح نہیں۔ لہٰذا اس سوالوں کا جواب جاننے کے لئے ہمیں قرآن اور کلامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآئمہ طاہرین علیہم السلام سے رجوع کرنا ہوگا۔

خداوند عالم نے قلب پیغمبر (ص) پر سب سے پہلے جس سورہ کی آیات کو نازل کیا وہ سورہ علق کی ابتدائی (۵) آیات ہیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O

ان مذکورہ آیات میں خداوند عالم نے انسان کو عطا کردہ مختلف نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

سب سے پہلے جس نعمت کا تذکرہ کیا ہے وہ اس انسان کی (خلقت اور تکوین) ہے اگر یہ نعمتِ الٰہی نہ ہوتی تو ہرگز انسان کا وجود نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ خداوند عالم کی ہی ذات ہے کہ جو اس بات پر قدرت رکھتی ہے کہ (وجود) کی عظیم نعمت سے سرفراز کر سکے۔

اس کے بعد جس نعمت کا تذکرہ کیا ہے وہ (علم اور معرفت) کی نعمت ہے کہ جس کی بدولت انسان کو اس بات کا علم ہوا کہ خدا نے اسے وجود کی نعمت سے نوازا ہے۔ اور وہ یوں اس دنیوی زندگی میں اپنے وجود کی حیثیت اور اہمیت کو جان کر الٰہی اہداف اور مقاصد کی بنیاد پر زندگی گزارتا ہے۔
اسی طرح خداوندِ عالم کا (سورہ مومنون میں آیت نمبر ۱۱۵) میں ارشاد ہے کہ:

''کیا تم گمان کرتے ہو کہ تمہیں بے کار پیدا کیا گیا ہے۔ اور تم ہماری جانب واپس نہیں پلٹائے جاؤ گے۔''

اس آیت کریمہ پر معمولی سے غور اور فکر کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ خدا نے اس انسان کو (وجود) جیسی عظیم نعمت سے سرفراز کیا ہے۔

یہ کوئی معمولی نعمت نہیں۔ خدا نے اسے (وجود) عطا کیا یعنی اسے (ہونا) عطا کیا ہے نہ (نہ ہونا) کہ جو ''عدم'' ہے۔ بلکہ خدا نے اسے ''کتم عدم'' سے نکال کر ''عالمِ وجودِ امکانی'' کا محور قرار دیا ہے۔

خدا نے اسے خلق کر کے اور وجود عطا کر کے کوئی عبث اور بے ہودہ کام انجام نہیں دیا۔ بلکہ اس (وجود) کو عطا کر کے اسے (بقا) کی نعمت سے نوازا ہے۔

اس کے لئے (فنا مطلق) کی نفی کر دی۔ اس مطلب پر اس آیت کا دوسرا حصہ یعنی (۔۔ وانکم الینا لا ترجعون) دلالت کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ یعنی کیا تمہیں ہماری جانب پلٹ کر نہیں آنا؟ واپس جانا، خود (وجود) اور (بقا) کی دلیل ہے۔ ''رجوع'' کا لفظ (وجود) سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ (عدم) سے۔

ان مذکورہ آیات کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ جب خدا کی نگاہ میں انسان کی نسبت اس کا بہترین تحفہ اور نعمت، اس کا خلق ہونا ہے تو پھر کیونکر خدا اس کے لئے فنا اور نابودی کو پسندیدہ قرار دے کر اسے (شہادت اور قتل فی سبیل اللہ) پر اکسا اور متحرک کر سکتا ہے۔ لہٰذا خدا انسان کے لئے زندگی چاہتا ہے وجود چاہتا ہے، بقا چاہتا ہے، نہ فنا، نابودی اور ہلاکت۔

حدیثِ قدسی میں ہے کہ (ترجمہ) ''اے آدم کے فرزند میں نے دنیا اور اس کون و مکان کی تمام چیزوں کو تیرے لئے خلق کیا ہے۔ جب کہ تجھے میں نے اپنے لئے خلق کیا ہے''۔

اس مذکورہ حدیثِ قدسی کو وقت کے ساتھ ملاحظہ کرنے کے بعد اگر ہم اسماء الٰہیہ قدسیہ کو ملاحظہ کریں تو اسماء الٰہیہ کے درمیان ایک اسم بنام (باقی) دکھائی دیتا ہے۔ یعنی (اسی کی ذات کو بقا حاصل ہے) اب اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تمگر وہ ذات کہ جو باقی ہو اور فنا، اسکی ذات میں نہ ہو، تو کیا یہ ممکن ہے کہ جس (وجود) کو اس نے اپنے لئے خلق کیا ہو۔ وہ فنا ہو جائے اور خود باقی رہے!؟

یہاں پر آ کر کوئی ہماری اس مذکورہ بات اور گفتگو کو سن کر اور دیکھ کر ہم سے سوال کرے کہ (سورہ رحمٰن) میں خداوندِ عالم صاف اور واضح طور پر ہر چیز کے فنا اور نابود ہونے کا تذکرہ کر رہا ہے۔ ہر چیز کہ جو اس روئے زمین پر ہے اسے فنا ہونا ہے جب کہ باقی رہنے والی ذات، خدا کی ذات ہے۔ تو پھر تم (اے جنوں اور انسانو) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ہر چیز کے فنا اور نابود ہونے کا تذکرہ کر رہا ہے۔ ''ہر چیز کہ جو اس روئے زمین پر ہے اسے فنا ہونا۔

اس آیت کا ظاہر یہ بتلا رہا ہے کہ انسان ''فانی'' ہے۔ تو پھر کس طرح سے ہم یہ یقین کریں کہ وہ (باقی) رہنے کے لئے (وجود) میں آیا ہے۔

جواب: اس آیت کریمہ پر اگر غور کریں تو معلوم ہوگا (فنا) خدا کی نعمتوں میں سے نعمت ہے۔ اوہ کس طرح؟

وہ اس طرح سے کہ خدا نے جب یہ کہا (کل من علیھا فان) اس کے فوراً بعد یہ کہا (فبای آلاء ربکما تکذبان) یعنی یہ (فنا) ایک نعمت ہے تم دونوں (جن اور انسان) کس طرح سے اس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اب سوال یہ کہ یہ (فنا) کس طرح سے نعمت ہے؟ مگر (فنا) نعمت ہو سکتی ہے؟
علامہ طباطبائی اپنی تفسیر (المیزان) میں اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں دنیا کا اختتام، آخرت کا آغاز ہے کہ جو خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ کیونکہ دنیوی زندگی، اخروی زندگی کے لئے مقدمہ ہے۔ جب کہ یہ بدیہی امر ہے کہ مقدمہ سے نتیجے اور غرض کی جانب حرکت کرنا اور منتقل ہونا نعمت ہے۔ لہٰذا (فنا) ایک نعمت ہے، کہ جس کے ذریعے سے (آخرت) یعنی نتیجے کی جانب پیش قدمی شروع ہوتی ہے۔ اور خدائے متعال کی جانب انتقال ہے۔

دوسرے الفاظ میں یہ بات صحیح ہے کہ انسان عدم سے وجود میں آیا ہے۔ لیکن فلاسفہ اور محققین کی رائے کے مطابق (وجود) فنا اور عدم کے قابل نہیں۔ ورنہ ایک شئے کا اس کی ضد کے ساتھ متصف ہونا لازم آئے گا۔ اور یہ محال ہے۔ ہاں موجودات، عدم اور فنا کو قبول کرتے ہیں۔ لیکن اپنے اپنے اعتبار سے۔ نہ موجودات ہونے کے عنوان سے عدم اور فنا سے متصف ہوتے ہیں۔ (فکر کریں)

لہٰذا اس وجہ سے شاید خداوندِ عالم نے سورۂ آل عمران (۱۶۹-۱۷۱) میں یہ فرمایا کہ ''اور خبردار راہِ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں۔ خدا کی طرف سے ملنے والے فضل و کرم سے خوش ہیں اور جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہو سکے ہیں ان کے بارے میں یہ خوش خبری رکھتے ہیں کہ ان کے واسطے بھی نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن۔ وہ اپنے پروردگار کی نعمت اس کے فضل اور اس کے وعدہ سے خوش ہیں کہ وہ صاحبانِ ایمان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔''

مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ دنیا سے چلا جانا، ظاہری طور پر دکھائی نہ دینا، یعنی موت کا طاری ہو جانا، انسان کے لئے فنا اور نابودی نہیں۔ بلکہ (موت) آئمہ طاہرینؑ کے اقوال کے مطابق (پل) ہے جس ایک جہاں (دنیا) سے دوسرے جہاں (آخرت) تک پہنچتا ہے۔ (موت) اللہ سے ملاقات (بقا) کا ذریعہ ہے۔ (موت) متقین کے لئے اور اولیاء خدا کے لئے بہترین چیز ہے۔ مولائے کائنات خطبہ (۱۹۳ خطبہ) میں فرماتے ہیں کہ ''یعنی اگر خدا کی جانب سے مقرر کردہ (موت) ان کے لئے نہ ہوتی تو ہرگز ان کی روحیں ثوابِ الٰہی کے حصول اور عتاب سے محفوظ رہنے کی خاطر ایک لحظہ بھی ان کے جسموں میں باقی نہ رہتی۔'' خداوندِ عالم کا ارشاد ہے (سورۂ ملک، آیت ۲) ''یعنی خدا نے موت اور حیات کو (خلق) کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تمہارے درمیان بہترین عمل کس کا ہے؟''

اس آیت پر غور کر کے معلوم ہو رہا ہے کہ (موت) فنا کا نام نہیں۔ بلکہ (وجود اور تکوین) کا نام ہے۔ (ہونے) کا نام ہے۔ نہ (نہ ہونے) کا یعنی خدا نے جس طرح سے ''حیات'' کو خلق کیا اس طرح ''موت'' کو بھی خلق کیا۔ یعنی دونوں خدا کی مخلوق ہیں۔

۲۔ موت کی بہترین صورت: خداوندِ عالم کا ارشاد ہے (سورۂ انبیاء، آیت ۳۵) یعنی ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' جب خدا کے اس فرمان کے مطابق موت کا ذائقہ لازمی طور پر چکھنا قرار دیا ہے تو پھر آیا موت کی کوئی ایسی صورت یا انداز ہے جو شیریں ہو، لذت آور ہو؟ رسولِ خدا کا ارشاد ہے (بحار الانوار جلد ۱۰۰، صفحہ ۸) ''یعنی اشرف ترین موت، شہادت کی موت ہے۔

سورۂ آل عمران کی آیت (۱۶۹، ۱۷۱) میں موت کی بہترین صورت شہادت کو قرار دے دیا ہے۔ یعنی اس سے بڑھ کر موت کی اور کون سی اچھی صورت ہو سکتی ہے کہ جس میں خدا شہیدوں کی شہادت کے بعد کی کیفیت کو بیان کر رہا ہے کہ یہ لوگ شہادت کے ذریعے سے موت کو حاصل

کرنے کے بعد خدا کے لطف و کرم سے رزق پاتے ہیں اور خدا کی عنایات اور فضل سے خوش اور مطمئن ہیں اور اپنے اہلِ خانہ، عزیزوں اور دوستوں کو پیغام دیتے ہیں کہ وہ ان کا غم اور افسوس نہ کریں۔ اور ان کی فکر نہ کریں۔ خدا نے انھیں بہترین نعمتوں اور فضل سے ہم کنار کیا ہے۔

امیر المومنینؑ کا نہج البلاغہ خطبہ ۱۲۳ میں ارشاد ہے۔ یعنی تحقیق موت تمہاری جستجو ہے۔ چاہے انسان میدان کارزار میں ہو یا میدانِ جنگ سے بھاگنے والا ہو۔ بہترین اور مکرم ترین موت اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا ہے۔ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں علی ابن ابیطالبؑ کی جان ہے۔ میرے لئے ہزار مرتبہ شمشیر کی ضربت کو کھانا آسان ہے۔ اس موت سے کہ جو خدا کی مخالفت کی حالت میں بستر پر آئے۔

۳۔ شہادت، شکر کا مقام ہے نہ صبر کا: امیر المومنینؑ کا نہج البلاغہ خطبہ ۱۵۶ میں ارشاد ہے! ''میں نے رسولؐ سے کہا اے پیغمبرِ خدا کیا آپ نے جنگِ احد کے دن کہ جب چند اصحاب (مسلمان) درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی کہ جو مجھ پر بڑا گراں گزرا تو آپؐ نے اس وقت مجھے کہا تھا کہ (اے علیؑ) تمہیں آنے والے دنوں میں شہادت نصیب ہوگی۔''

اس کے بعد مولاؑ فرماتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے مجھے کہا کہ ''ایسا ہی ہوگا کہ تم شہادت پاؤ گے۔ جب تم شہادت کے درجے پر فائز ہوگے تو اس وقت تمہارے صبر کا کیا عالم ہوگا؟'' میں نے رسولِ خداؐ کو جواب دیا کہ ''اے پیغمبر خداؐ شہادت، صبر کا مقام نہیں بلکہ خوشی اور شکر کا مقام ہے۔''

۴۔ شہادت اور الٰہی تحفے: (۱) تمام گناہوں کا معاف ہو جانا۔ کنز العمال میں رسولِ خداؐ کی روایت ہے: ''ہر چیز کی بخشش کا ذریعہ شہادت ہے۔ سوائے قرض کے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ شہید کا ہر گناہ قرضہ کے علاوہ معاف ہو جاتا ہے۔

(۲) قبر میں آزمائش اور امتحان سے محفوظ رہتا ہے۔ روایت میں ہے کہ ''جو دشمن کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے صبر سے (اور استقامت) سے کام لے یہاں تک کہ قتل ہو جائے یا غالب آجائے تو اس سے قبر میں سوال و جواب نہیں ہوں گے۔'' (رسولِ خداؐ، کنز العمال)

(۳) زندگی اور حیات کا عطا ہونا۔ شہید اپنی شہادت پیش کر کے موت کو حیات اور زندگی عطا کرتا ہے۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت (۱۶۹) یعنی ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں تم انھیں مردہ تصور مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔'' سورۃ بقرہ کی آیت (۱۵۴) یعنی ''جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں تم انھیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔''

شہادت ایک ایسا معنوی امر ہے معرفت اور شفاعت کی کہ ایک انسان مومن اس کی معرفت اور شفاعت حاصل کرنے کے بعد اس دنیا کو وسیلہ سمجھتا ہے نہ ہدف جب کہ رسولِ خداؐ کا فرمان ہے (الدنیا مزرعۃ الآخرۃ) دنیا، آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا ایسا وسیلہ ہے۔ جس سے اولیاء اللہ سہارا لیتے ہوئے منزلِ مقصود اور ہدف تک پہنچتے ہیں۔ لہٰذا اس نظر اور منطق کا حامل شخص (مومن) دنیا کی ظاہری نعمتوں کو اپنے ہاتھ سے جاتے ہوئے دیکھ کر شرمندگی اور افسوس کا احساس نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی نگاہ ان چیزوں اور تحائف پر ہے کہ جو خدا کے پاس ہے لہٰذا آئمہ معصومینؑ کے فرمان کے مطابق شہداء کے سوا کسی مرنے والے کی دنیا میں واپس آنے کی آرزو نہیں ہوتی، کیونکہ انہوں نے خدا کی جانب سے اپنے لئے جو اکرام و احترام اور انعامات ملاحظہ کئے ہوتے ہیں وہ باعث بنتے ہیں کہ دنیا میں جا کر دوبارہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوں۔

اگر شہادت کی محبت نہ ہوتی تو دین باقی نہ رہتا اور نہ ہی دین کا درخت سرسبز و شاداب ہوتا۔ بلکہ یہ اسی کی محبت ہے کہ جس کی وجہ سے دین ہرا اور بھرا ہے کیونکہ شہادت ہی انسان کو بلند معنوی قوت عطا کرتی ہے کیونکہ شہادت سے محبت رکھنے والے انسان، اللہ کی عطا کردہ قوت سے جہاد کرتے ہیں اس کے ارادے سے فعالیت دکھاتے ہیں اور اس کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا انھیں اللہ کی راہ میں شہادت کا رتبہ ملتا ہے۔

(شہادت) یعنی گواہی دیتے ہیں کہ واقعاً اللہ کی ذات حق ہے لہذا اس بنا پر شہداء کرام کی سیرت کو اگر ملاحظہ کریں تو ان کی سیرت کی بنیاد اللہ پر ایمان کامل اور قوی اعتماد ہے۔ یہ ایسا ایمان ہے کہ شہادت اور شہداء کی معرفت نہ رکھنے والے انسانوں کو حیران اور ششدر ہونے پر مجبور کرتے ہیں اور وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ شہداء کی عظیم حرکت اور فعالیت کی تفسیر کر سکیں۔ لہذا نا سمجھی کی بنیاد پر (شہادت) کو ایک نامعقول اور غیر سنجیدہ حرکت قرار دے کر تمسخر کی نگاہ سے ملاحظہ کرتے ہوئے دشمنانِ اسلام و دین و مذہب کو حق کی بنیادیں متزلزل کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان (رجسٹرڈ))

☆☆☆☆☆

حماس کی آواز ھماری آواز ھے۔

"حماس کی آواز ہماری آواز ہے۔ پوری ملت اسلامیہ کی آواز ہے

ہم امن پسند لوگ ہیں۔ نماز اور قرآن پڑھتے ہیں اور

ظلم کے خلاف جہاد کرتے ہیں لیکن

امریکا اور برطانیہ کی نظر میں یہ انتہا پسندی ہے تو ہم انتہا پسندی کرتے رہے گئے"

اُنہوں نے حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "ہم امن پسند لوگ ہیں اور ہمیشہ پُر امن رہیں گے

انتہا پسندوں کے مقابلے میں امن کی دعوت دیتے رہیں گے

ملک و قوم کی بقاء امت مسلمہ کے اتحاد میں ہے

نفرتیں پھیلانے والے ہمارے دشمن ہیں ہمیں ان کے خلاف جہاد جاری رکھنا ہے"

علامہ محمد حسن ترابی شہید کا ۱۴ جولائی ۲۰۰۶ کو اپنی شہادت سے کچھ دیر پہلے جامعہ مسجد بنوری ٹاؤن کے باہر نماز جمعہ کے بعد پاکستان میں سب پہلے کراچی میں لبنان و حزب اللہ سے اظہار یکجہتی اور اسرائیل و امریکہ کی مذمت میں نکالی جانے والی ریلی سے (آخری) خطاب سے اقتباس

maablib.org

شہداء کی کرامات

تحریر: محترمہ نرجس مرتضیٰ زیدی

جناب حُر کا جسدِ تازہ اوران کے سر پر بندھا ہوا رومال: محدث جزائری نے کتاب ''انوار نعمانیہ'' میں لکھا ہے: جس وقت شاہ اسمٰعیل صفوی کربلائے معلّٰی کی زیارت سے مشرف ہوا اور سنا کہ کچھ لوگ جناب حُر کے بارے میں معترض ہیں اور انہیں اچھا نہیں سمجھتے تو اس نے حکم دیا کہ آپ کی قبر کو کھودا جائے۔ چنانچہ قبر کھودی گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا جسد بالکل ویسا ہی تر و تازہ ہے جیسا روز شہادت کربلا میں تھا اور ذرا برابر بھی متغیر نہیں ہوا ہے اور آپ کے سر پر ایک رومال بندھا ہوا ہے۔

چونکہ تاریخ میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی تھی کہ روز عاشور جناب سید الشہداؑ نے اپنا رومال جناب حُر کے سر کے زخم پر باندھا تھا لہٰذا شاہ نے حکم دیا کہ اس رومال کو کھول لیں تاکہ وہ اسے تبرکاً اپنے کفن میں رکھے۔ جونہی لوگوں نے اس رومال کو کھولا تو جناب حُر کے زخم سے تازہ خون جاری ہو گیا۔ آخر کار اس رومال کو پھر آپ کے زخمی سر پر باندھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ اس طرح لوگوں کو آپ کا حسنِ حال معلوم ہو گیا (کہ نصرت حسینؑ کے صلے میں کتنا عظیم مرتبہ آپ کو ملا ہے) پھر بادشاہ نے ان کی قبر پر ایک عالیشان مقبرہ بنوایا اور اس کی دیکھ بھال اور صفائی کے لئے اس پر ایک خادم معین کیا۔

حضرت حذیفہ یمانیؓ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ: ۱۳۵۱ھ میں عراق کے شاہ امیر فیصل نے پیغمبر خداؐ کے جلیل قدر صحابی حضرت حذیفہ یمانیؓ اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کو خواب میں دیکھا کہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ''ہم کو قبور سے منتقل کر کے دوسری جگہ دفن کرو'' دریائے ات کا پانی مزارات کے قریب پہنچتا ہے۔ ۲۰ ذی الحجہ کو حکومت عراق نے شاہی تزک و احتشام کے ساتھ جنازہ اٹھوایا اور لاکھوں مسلمانوں کو ان دو مقدس صحابیوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ دونوں جسم بالکل محفوظ تھے۔ کفن بوسیدہ نہیں ہوئے تھے۔ داڑھیوں کے بال اور آنکھوں کی چمک قرار تھی۔ بشیر الحسن فوٹو گرافر نے عکس حاصل کیا اور اخبارات میں یہ حالات قلمبند ہوئے۔

(ص ۱۵۷ ''شیعوں پر کیا گزری'' تحریر زبدۃ العلماء آغا سید مہدی لکھنوی طبع دوم)

جناب ابوجعفر کلینیؒ کی قبر میں ایک شیر خوار بچہ (وفات ۳۲۹ھ): جناب شیخ کلینیؒ صاحب ''کافی'' جن کا مزار بغداد میں پل کے قریب واقع ہے۔ ایک مرتبہ ظالم حکام میں سے ایک شخص کو یہ فکر ہوئی کہ جناب امام موسیٰ کاظمؑ کی قبر مبارک کو خراب کرنے کی بے ادبی کرے تاکہ کوئی شخص کاظمین کی زیارت کے لئے نہ جا سکے اس کا وزیر باطناً شیعہ تھا۔ وہ بیحد حیران و پریشان ہوا کہ تدبیر کرے کہ وہ ظالم حاکم اپنے فاسد ارادے سے باز آ جائے۔ اس سلسلے میں وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ ان لوگوں کو اگر ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ یہ شیعہ ہے تو اس کی جان معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ بہر حال اس فاسد ارادے کے ساتھ وہ لوگ کاظمین کی طرف چلے، جونہی پل کے پاس پہنچے، وزیر نے کہا، یہاں اس مذہب کے ایک بڑے لم کی قبر ہے جو امام موسیٰ کاظمؑ کے نمائندوں میں سے تھے۔ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص (عالم) کا جسدِ خاکی بھی تر و تازہ ہے اور بوسیدہ نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو اسے دیکھ لیا جائے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں کا کہنا درست ہے تو پھر امام موسیٰ بن جعفرؑ کی قبر کو ہاتھ لگانا قرین مصلحت نہ ہوگا، حاکم نے اس بات کو قبول کر لیا اور حکم دیا کہ اس کے مطابق جناب کلینیؒ کی قبر کو کھودا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی لاش بھی تر و تازہ ہے۔ (حضرت حُر اور شیخ کلینیؒ کے واقعات رفیق رضوی شاعر اہلبیت کی کتاب ''لکھی ان لکھی'' میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں جو کہ ادارہ

محسن ادب کے تحت ۱۹۹۶ میں شائع ہوئی تھی)۔

جناب شیخ صدوق کا جسدِ خاکی تروتازہ تھا (وفات ۳۸۴ ھ): کتاب ''روضات الجنات'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۲۳۸ھ کے حدود میں جناب شیخ صدوقؒ کے مقبرے میں بارش کی وجہ سے کچھ خرابی اور شگاف پڑ گیا تھا۔ لوگوں نے چاہا کہ اس کی مرمت و تعمیر کر دیں، چنانچہ لوگ سرداب میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ کا جسدِ شریف قبر کے اندر صحیح و سالم ہے، حالانکہ آپ بہت جسیم تھے اور آپ کے ناخنوں پر ابھی تک خضاب کا اثر باقی تھا۔ یہ خبر تہران میں مشہور ہوئی اور فتح علی شاہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو بادشاہ علماء کی ایک جماعت اور ارکان سلطنت کے ساتھ تحقیق حال کے لئے گیا۔ اس نے جیسا سنا تھا بعینہ ویسا ہی دیکھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس شگاف کو بند کر دیں اور مقبرے کو نئے سرے سے تعمیر کریں اور اس میں آئینہ کاری کریں۔ (صفحہ نمبر ۶۹ تا ۷۱ معاد از آیت اللہ شہید دستغیب)

میر انور شاہ شہید: (سترہویں صدی) سید عاقل شاہ صاحب جو مشہور صوفی بزرگ تھے شاہ شرف بوعلی قلندر ابن سید فخر ولی (جو کرمان میں دفن ہیں) کی دسویں پشت سے تھے ان کا سلسلہ نسب حسین الاصغر ابن امام زین العابدینؑ سے ملتا ہے۔ سترھویں صدی کے اوائل میں آکر تیراہ میں آباد ہوئے۔ تیراہ (کوہاٹ کے نزدیک پہاڑوں میں گھرا ہوا علاقہ ہے جس میں آج کل جو گیزئی بنگش آباد ہیں) یہاں آکر تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سید میاں داد شاہ صاحب نے باپ کی جگہ سنبھالی۔ تبلیغ و درس کا سلسلہ جاری رکھا۔ سید میاں داد شاہ صاحب کے بعد ان کے بیٹے سید میر انور شاہ صاحب (المعروف میاں بزرگوار) نے تبلیغ کے کام کو مزید آگے بڑھایا اور اپنے علاقے سے نکل کر تبلیغ کا آغاز کیا۔

آپ صاحب فیض و کمال صوفی بزرگ تھے اور آپ کو یہ فیض و کمال موودت حضرت امام علی ابن موسیٰ رضاؑ سے ملا تھا۔ جب حضرت میر انور شاہ نے دعوت حق شروع کی تو لوگ بکثرت مشرف بہ اسلام ہوئے وہیں ان کے دشمنوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ آپ کے خاندان میں ایک درجن سے زائد صوفی بزرگ پیدا ہوئے ہیں اور اسی خاندان نے اس علاقے میں عزاداری امام حسینؑ اور ملنگی (وجد و سماع) شروع کی اسی بناء پر لوگ ان کے جانی دشمن ہو گئے اور جناب میر انور شاہ صاحب کے مسکن کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ یہاں آئے دن حملے ہوتے رہتے تھے جن میں افغانی بھی شامل ہوتے۔

آخر کار ۱۸۶۰ء میں ایک گھمسان کا رن پڑا جس میں مقامی لوگوں کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں افغانی بھی شامل تھے کلایہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور کلایہ ویران ہو گیا۔ سید میر انور شاہ اپنے معتقدین کی اکثریت کو بچا کر پیواڑ نکل گئے دشمنوں نے علاقے میں آگ لگا دی اور جلا کر خاکستر کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد میر انور شاہ صاحب نے دوبارہ کلایہ کو آباد کیا لیکن دشمنوں نے ان کو چین کا سانس نہ لینے دیا اور پھر حملے شروع کر دیئے یہ کشمکش جاری رہی حتیٰ کہ ۱۸۷۰ء میں دو درجن سے زائد قبائل افغانیوں کی مدد سے چاروں جانب سے گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا گیا جس میں کافی جانی نقصان ہوا لیکن دشمن اپنے تمام تر مظالم کے باوجود اس خاندان کو راہِ حق سے ہٹا نہ سکے۔

دشمنوں کے ساتھ کشمکش جاری رہی اسی دوران میر انور شاہ صاحب انتقال فرما گئے اور آپ کے بیٹے قدرۃ السالکین زبدۃ العارفین نے آپ کی جگہ سنبھالی لیکن ۱۹۲۷ میں کلایہ ایک بار پھر مسمار کر دیا گیا گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ گو میر انور شاہ صاحب کا انتقال قضائے الٰہی سے ہوا تھا لیکن چونکہ آپ کے خاندان میں اس سے قبل شہید ہونے والے کا تاریخ میں پتہ نہیں ملتا اس مناسبت سے آپ کو شہید اول کہا جاتا ہے۔

شہید اس لیے کہا جاتا ہے کہ ۴۵ سال بعد دشمنوں نے آپ کے جسد خاکی کو قبر سے نکال کر آپ کا سر تن سے جدا کیا اور تین ماہ تک کئے ہوئے سر کو تیراہ کے علاقے میں تشہیر کرتے رہے بعد میں آپ کے خاندان نے سر کو حاصل کیا اور آپ کے نواسے کی قبر میں دفن کر دیا۔ اس سلسلے میں حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ ۴۵ سال بعد جب دشمنوں نے قبر کو کھودی تو آپ کا جسم سلامت برآمد ہوا۔ جس سے سر کو علیحدہ کیا گیا پھر تین ماہ تک سر کی نمائش ہوتی رہی لیکن اس میں کوئی خرابی یا بدبو وغیرہ پیدا نہیں ہوئی۔

(ص ۱۱۔۱۳ شہید، سوانح حیات قائد عارف حسین الحسینی) تحریر غضنفر کاظمی، امامیہ پبلیکیشنز لاہور

اس روایت کی تصدیق خود قائد شہید نے اپنے خطاب ممتاز آباد ملتان میں ان الفاظ میں کی ''بخدا آپ جائیں اور پوچھیں اور کرزئی ایجنسی میں ہمارا پوارگھرانہ لٹ گیا تھا قبر کھود کر ہمارے جد امجد کا سر تن سے جدا کیا گیا اس حالت میں ہمارے جد اعلیٰ نے علی ولی اللہ کا نعرہ بلند کیا ہے۔

(ص ۱۳۲، میثاق خون، شہید قائد کے خطابات العارف اکیڈمی)

زبدۃ العلماء آغا سید مہدی لکھنوی اپنی کتاب ''شیعوں پر کیا گزری'' میں تیراہ کے حالات کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ''تیراہ میں شیعوں پر مظالم ہوئے ملک میں گھر گھر چندہ ہوا اور بیکسوں کی امداد بڑے پیمانہ پر کی گئی۔ اس اقدام میں وہی اکثریت شریک تھی جو ہر دور میں حرف غلط کی طرح ہم کو مٹاتے رہے''۔ (ص ۱۵۵، ''شیعوں پر کیا گزری'')

انیس ویں صدی کا ایک شہید: غازی علم دین شہید برصغیر پاک و ہند میں بھی ایک ایسی ہی ہستی ''غازی علم دین'' شہید کی بھی ہے جنہوں نے ۲۱ سال کی عمر میں اپنی جان ناموس رسالت پر قربان کر کے شہادت کا عظیم مرتبہ پایا۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ کو میانوالی جیل میں غازی علم دین شہید کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور اس طرح ۲۱ سال کی جوانی کی عمر میں ناموس رسالت پر قربان ہو کر شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل کیا۔ انگریزوں نے زبردستی میانوالی جیل کے احاطے میں دفن کر دیا جہاں آپ ۱۴ دن مدفون رہے مسلمانان لاہور نے انگریز سرکار سے احتجاج کیا کہ غازی علم دین کو ان کی وصیت کے مطابق میانی صاحب کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور اس وصیت کو عملی جامہ پہنانے کیلئے عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں علامہ اقبال، حکیم احسن، بشیر احمد رفیقی، ملک لعل دین، شیخ غلام مصطفیٰ حیرت، مولانا محمد بخش مسلم بی اے، میاں نیاز احمد ایم اے نے گورنر موڈی سے ملاقات کی۔ گورنر نے کہا کہ ہمیں مسلمانوں سے خطرہ ہے۔ امن وامان کی ضمانت علامہ اقبال نے دی یوں ۱۴ دن بعد لاش میانولی جیل سے نکال کر لاہور لائی گئی ہر طرف خوشبو پھیل گئی اور چہرہ مبارک تر و تازہ تھا۔ غازی علم دین شہید کے جنازے میں لاکھوں افراد نے شرکت کی اور انہیں میانی صاحب کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مسجد وزیر خاں کے خطیب سید دیدار علی شاہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ علامہ اقبال نے میت کو قبر میں اُتارا۔

(صفحہ ۱۳۸، لاہور میں مشاہیر کے مدفن، از ایم آر شاہد)

۲۱ ویں صدی کا ایک شہید (ڈاکٹر) عباس حیدر کشمیر اب ہم آپ کو ماضی قریب کے ایک شہید کے شہادت کے بعد کے واقعات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ جن کے جسد خاکی کا قانونی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پوسٹ مارٹم ہوا حیدری باغ قبرستان میں دفن شہید حیدر عباس کشمیری جو کہ ڈاکٹر حیدر عباس کشمیری کے نام سے معروف ہیں۔

فرسٹ جوڈیشل مجسٹریٹ (سینٹرل) کے حکم نامہ نمبر ۲۰۰۱/۵۴ تاریخ ۱۵ دسمبر ۲۰۰۱ کی رو سے ۲۰ دسمبر ۲۰۰۱ کو شہید کے جسد خاکی کے پوسٹ مارٹم کے لیے قبر کشائی کی گئی پوسٹ مارٹم کی کاروائی کا فیصلہ انتہائی عجلت میں کیا گیا تھا۔ قبرستان کو چاروں طرف سے پولیس نے گھیر رکھا تھا۔

کیس کا تفتیشی افسر محمد انعام خان (جوڈیشل کورٹ سینٹرل) چھٹی پر تھے لہٰذا جناب محمد افضل خان (جوڈیشل کورٹ سنٹرل ۲،) کی زیرِ نگرانی پوسٹ مارٹم کی کاروائی مکمل کی گئی۔ پوسٹ مارٹم کے لیے اسپیشل میڈیکل بورڈ تشکیل دیا گیا تھا جس کے ممبران کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر پروفیسر طارق مرزا صاحب، (ممبر)

۲۔ ڈاکٹر حامد علی صاحب، اے ایم ایس سول اسپتال (ممبر)

۳۔ ڈاکٹر ایم قاسم سومرو صاحب، پولیس سرجن کراچی (کنوینز)

۴۔ ڈاکٹر حافظ محمد اطہر صاحب، سینئر میڈیکولیگل آفیسر سول اسپتال (ممبر)

۵۔ ڈاکٹر عرفان قریشی صاحب، (ممبر)

رپورٹ کے مطابق میڈیکل بورڈ کے ارکان اور پولیس اہلکار ۲۰ دسمبر ۲۰۰۱ کو ساڑھے بارہ بجے دن کو حیدری باغ قبرستان پہنچے۔ بارہ بجکر پچاس منٹ پر قبر کشائی شروع ہوئی۔ ایک بجے جسد خاکی کو قبر سے نکالا گیا اور ایک بجکر ۵ منٹ پر پوسٹ مارٹم شروع ہوا جو کہ رپورٹ کے مطابق ۲ بجکر ۱۵ منٹ پر ختم ہوا۔ قبرستان کے گورکن محمد بخش لاشاری کے مطابق "لاش کی تازگی اور کفن کو دیکھ کر میڈیکل بورڈ کے اراکین اور پولیس نے اُسے شہید کی لاش تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن قبر کی نشاندھی کرنے والے شخص اور گورکن کی یقین دہانی کہ "یہ ہی شہید حیدر عباس کشمیری کی قبر ہے" پوسٹ مارٹم کی کاروائی کی گئی۔

☆ بیرونی معائنہ کے ذیل میں کالم نمبر ۱۱ اور ۱۲ کے مطابق جسد خاکی کا کفن محفوظ تھا لیکن پوسٹ مارٹم کی وجہ سے خون آلود ہو چکا تھا۔

☆ "شہید کا جسد خاکی جزوی طور پر (MUMIFED)" یعنی جیسے کہ محفوظ کیا گیا ہو۔ ویسے ہی جیسا کہ قدیم مصری تہذیب کے آثار اور احرام مصر میں موجود بادشاہوں کو کیا گیا تھا۔

☆ کالم نمبر ۱۴ کے مطابق موت اور پوسٹ مارٹم کے درمیان تقریباً ڈیڑھ سے دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔

☆ کالم نمبر ۱۵ کے مطابق جب شہید کے جسد خاکی پر موجود زخم کے معائنہ کے لیے کٹ (cut) لگایا گیا تو خون جاری ہو گیا جس پر دوبارہ ٹانکے لگا کر زخم کو بند کر دیا گیا۔ ☆ واقعہ کا چشم دیدہ گواہ محمد بخش گورکن بھی ہے اور اُنکے مطابق پوسٹ مارٹم کی مکمل کاروائی آدھے گھنٹے میں ہو چکی تھی۔

سفر کی سمت غلط ہو تو اے جہاں والو — نہ زندگی میں نہ مرنے پہ چین ہوتا ہے
ہوئے ہیں یوں تو بہت قتل پر شہید ہے وہ — کہ جس کی لاش کا وارث حسینؑ ہوتا ہے

(احمد نوید)

محترم جناب رفیق رضوی صاحب کی کتاب "لکھی ان لکھی" میں بھی ایک شوہر و زوجہ جو کہ ذکرِ حسینؑ کرتے تھے کا واقعہ ملتا ہے۔ جس کے مطابق منگلا ڈیم کی موجودہ جگہ پر یہ دونوں مدفون تھے دوران تعمیر قبر کی منتقلی ہوئی تو دونوں کے جسد خاکی بالکل تر و تازہ تھے۔ نام اور دیگر تفصیل دستیاب نہیں ہے اگر کسی صاحب کے علم میں ہو تو مہربانی فرما کر مہیا کر دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کمی کو پورا کیا جاسکے۔ شکریہ

(شہید کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کا عکس صفحہ نمبر ---------- پر ملاحظہ کریں)

قم سے ایک خط

مولانا سید رضا حیدر رضوی، (مدرسہ رسالت، قم المقدسہ، حال مقیم برطانیہ)

زندہ قوموں کا ہمیشہ یہ شعار رہا ہے کہ وہ اپنے محسنین کو کبھی نہیں بھولتیں۔ اپنی اقدار کو فراموش نہیں کرتیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ آج صفحِ روزگار پر حیات باوقار گزار رہی ہیں، اور اس قوم میں کوئی فرد یا چند افراد کوئی کارنامہ انجام دے جائیں تو انکی یاد کبھی دلوں سے محو نہیں ہوتی اور انکی پر عظمت شخصیت ہر آن وہر لحمہ دلوں پر نقش رہتی ہے۔ کیا شرق کیا غرب آپ جہاں جائیں آپ کو ہر ملک وقوم کی محسن ومحبوب شخصیات کی یادگاریں نمایاں نظر آئینگی۔ ماسکو میں لینن کی یادگار ہو یا پیکنگ میں ماؤزے تنگ کی ممی یا لندن میں سینوٹاف اسی طرح شرق میں آجایئے آگرہ کا تاج محل ہو یا اکبر آباد میں اعتماد الدولہ کی قبر، لاہور میں مینارِ پاکستان ہو یا کراچی میں بانی پاکستان کا مزار غرضیکہ کہیں بھی کسی نے اپنی ملک وملت کے لئے کوئی قابلِ قدر کام انجام دیا تو اسکی ملت نے اسکی خدمات کے اعتراف میں ایک خوبصورت یادگار تعمیر کردی یا ایسے اقدامات کئے جس کے باعث اسکی یاد ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

یہ سب صرف اس لئے کہ انسان اپنے ماضی کی طرف نگاہ کر کے اپنے اسلاف کے افکار وکردار سے روشناس ہو جاتا ہے۔ اپنی حقیقتوں کا احساس کرلیتا ہے اور جس قوم کو اپنی حقیقتوں کا احساس ہو جائے وہ کبھی بھی پستی ومحرومی کا شکار نہیں ہوتی اس قوم کو کوئی قوت مسخر نہیں کر سکتی یہ قوم کسی سے شکست نہیں کھا سکتی۔ اسکی زندہ وتابندہ مثال مملکتِ ایران میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہے۔ راقم الحروف نے ایک ایک دن میں ستر ستر شہداء کو کندھا دیا ہے سینکڑوں جنازے اٹھتے دیکھے ہیں۔ قوم کے ایک سے ایک ہونہار سپوت اسلامِ عزیز پر اپنی قیمتی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ ایک جوان شہید ہوتا ہے دوسرا شہادت کے لئے تیار ہو جاتا ہے، یہ جذبہ کیوں اور کیسے؟

یہ صرف اس لئے کہ وہ تعلیماتِ قرآنی کے تحت احسان کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں یعنی ان میں جو پہلے شہید ہو چکے ہیں انکی شایانِ شان تجہیز وتکفین ہوتی ہے ان کے شہید ہو جانے پر انکی عظیم یادگار قائم کی جاتی ہے جسے دیکھ کر جذبہ شہادت فروغ پاتا ہے دریائے ایثار وقربانی موجیں مارنے لگتا ہے، شہید کی عظمت ومنزلت نگاہوں میں گھوم جاتی ہے شہید کا مقام ورتبہ دوسروں میں قدرتی طور پر جوش مارنے لگتا ہے۔

یہ سب تعلیماتِ اسلامی ہیں اسلام انسان کو احسان شناسی سکھاتا ہے حقائق کو درک کرنے کا درس دیتا ہے لیکن افسوس کہ ہم نے احسان شناسی کی اسلامی تعلیمات کو یکسر فراموش کردیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم پکار پکار کر کہہ رہا ہے'' ھل جزاء الاحسانِ الّا الاحسان ''اور ہم ہیں کہ احسان کا بدلہ احسان فراموشی سے دے رہے ہیں۔

جولائی ۱۹۷۹ء میں اسلام آباد کنونشن کے موقع پر جاں بحق ہونے والے محمد حسین شاد شہید کی اہلیانِ شورکوٹ نے تاریخی عالی شان یادگار قائم کی۔ اسکی مکمل سوانح حیات ایک وسیع وعریض سنگِ مرمر پر کندہ کرا کے اس کے مرقد پر نصب کرائی۔ اور ہر سال اس کے شایانِ شان برسی منائی جاتی ہے۔ اسکی روح کو ایصال ثواب کیلئے یادگاری ادارے اس کے نام سے قائم کئے ہیں۔ جو ملت کی فلاح وبہبود کیلئے کام انجام دے رہے ہیں۔
لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ربیع الاول ۱۹۸۱ء علی بستی میں کراچی کے تاریخی خونیں فسادات کے نتیجے میں متعدد افراد شہید ہوئے قوم کے لائق ترین ہونہار نوجوان اور بزرگانِ ملت نے مذہب حقہ اور عزت وناموس کی خاطر اپنی قیمتی جانیں قربان کیں اسکے بعد ربیع الثانی ۱۹۸۳ء میں پھر خونفشاں فسادات ہوئے اور اس میں مظلوم وبے گناہ مومنین کا قتلِ عام ہوا اس موقع پر بھی ملت کے قابلِ فخر جوانوں اور بزرگوں نے تحفظ قرآن ومسجد

کی خاطر اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ میں ان مقدس ہستیوں کو کسی جذباتی لگاؤ کے تحت شہید نہیں کہہ رہا بلکہ انکی شہادت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور یہ معجزات قرآن وحدیث کی رو سے حقیقی شہید ہیں دلیل کے لئے ملاحظہ ہوں چند آیات واحادیث۔

''اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں انکی اس زندگی کا شعور نہیں'' (سورہ بقر)

''اور جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں تم مردہ مت سمجھو بلکہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق دیے جاتے ہیں''

(سورہ آل عمران) نیز ملاحظہ ہو سورہ حج آیت ۵۸۔ سورہ محمد آیت ۴

قولِ معصوم: من مات علی حب آل محمد مات شہید

حدیثِ نبوی: من قتل دون دینه محفر شهید

جو شخص دین کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے

حدیثِ نبوی: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

عزیزانِ گرامی ذرا سوچئے کیا ۱۹۷۱ء میں شہید ہونے والے شہنشاہ، عشرت علی اور بشیر حسین نیز دیگر شہداء ۱۹۸۳ء میں شہید ہونے والے سید ساجد حسین، شاہد حسین، سید امتیاز حسین، سید محمد احسن رضوی، نعیم حیدر اور ڈاکٹر سید عباس حیدر کیا شہید نہیں تھے؟

اور اگر شہید ہیں تو پھر ہم نے ان کے جذبہ شہادت کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے کیا کیا؟ ہم نے انکی یاد کو ہمیشہ اپنے دلوں میں جگہ دینے کے لئے کونسا اقدام کیا؟ ہم نے ان مقدس شہداء کی یادگار قائم کرنے کے کیا اقدامات کئے؟ ہم نے انکی قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھنے کے لئے کیا کیا۔ جواب بالکل نفی میں ہے تو کیا یہ قوم ومذہب کے عظیم شہداء کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟ کیا انکی قیمتی جانوں کا بدلہ صرف یہی ہے کہ ایک دفعہ مجلسِ سوئم و چہلم کرادی جائے اس کے بعد انہیں فراموش کر دیا جائے؟ کیا احسان کا بدلہ یہی احسان فراموشی ہے؟

قارئین محترم!

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا سید الشہداء حضرت امام حسینؑ مظلوم کے حقیقی پیروان میں شمار کیا جائے تو ان شہداء کو بھی یاد رکھنا ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے بھی سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی تاسی کرتے ہوئے راہِ حق میں اپنی جانیں قربان کی ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی قوم زندہ و بیدار رہے تو شہادت کی عظمت ومنزلت کا اعتراف کرنا ہوگا۔ شہید کو اس کا حق دینا ہوگا جذبہ شہادت وحریت کا پرچار کرنا ہوگا۔ شہیدانِ راہِ حق کی یادگار قائم کرنی ہوگی۔ ورنہ ''تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں''

(بشکریہ شہید ۱۹۸۳ء دار التبلیغ الاسلامی پاکستان، کراچی)

قولِ معصوم

''ظلم کرنے والا، اُس کا مددگار، اُس پر راضی رہنے والے سب ہی (ظلم میں) شریک ہیں'' (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام)

خون شہداء کے تقاضے اور ہماری ذمہ داریاں

سید اظہار مہدی بخاری (راولپنڈی)

ہم ماضی کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور پاکستان کے ماضی قریب کے حالات کا تجزیہ کریں تو یہ بات بار بار مشاہدے میں آتی ہے کہ جب بھی یہاں کوئی اہل علم، روحانی، مذہبی، سیاسی، سماجی یا تنظیمی و جماعتی شخصیت شہید ہوتی ہے تو اس کے دنیاوی مقام و مرتبے اور دینی تقاضوں کے مطابق مراسم تجہیز و تکفین ادا کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد بے گناہ قتل پر بھرپور احتجاج کیا جاتا ہے۔ احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

خباری بیانات شدت کے ساتھ جاری کئے جاتے ہیں۔ شہید کے جنازے کے اجتماع پر، پھر سوئم، چہلم اور پھر برسی کے اجتماع پر دھواں دھار تقریریں کی جاتی ہیں، جس میں اس واقعہ کی مذمت کی جاتی ہے، دہشت گردوں اور قاتلوں کی گرفتاری کے مطالبات دہرائے جاتے ہیں، شہید سے اظہار یکجہتی کیا جاتا ہے اور شہید کے اوصاف کی قصیدہ خوانی ہوتی ہے، اکثر شہداء تو پہلی برسی کے بعد ہی ورثاء اور متعلقین کے اذہان سے محو ہو جاتے ہیں، چند خوش قسمت شہداء ایسے ہوتے ہیں جن کے تعزیتی اجتماعات ایک سال سے زائد عرصہ تک جاری رہتے ہیں اگرچہ ان اجتماعات کو شہید کے تذکرے کے ساتھ ساتھ شہید کے مشن کی ترویج کا ذریعہ ہونا چاہیے تھا لیکن ایسا اکثر نہیں ہوتا۔

مذہب اہل بیتؑ اور مکتب تشیع کا امتیاز تو یہی ہے کہ اس کی بنیاد ہی شجاعت سے پہچانی گئی ہے۔ حضرت امیر حمزہؑ سے لیکر امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تک اور امام حسن مجتبیٰؑ سے لے کر امام حسن عسکریؑ تک، شہید اول سے لے کر شہید عارف الحسینیؒ، شہید سید ضیاء الدین رضوی اور شہید حسن ترابی تک ایک طویل سلسلہ شہادت ہے جو تاریخ شیعیت پر محیط ہے۔ شہادت کی چاشنی سے اہل تشیع دیگر مکاتب کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں اس لئے ان کی ذمہ داریاں بھی کچھ الگ اور منفرد ہیں۔

اگر شہادت کے درج بالا سلسلے کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ہم اس المیے سے باخبر ہوں گے کہ ہم نے ان شہداء کے ساتھ ان کے استحقاق کے مطابق وفاداری اور وفاشعاری کا مظاہرہ کسی دور میں بھی کما حقہ نہیں کیا۔ حضرت امیر حمزہؑ کی شہادت کے موقع پر نبی مکرمؐ نے اپنے چچا کے غم میں اپنے تمام اصحاب و انصار کو غم منانے کا حکم فرمایا۔ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی مظلومانہ شہادت پر عوامی اور اس وقت کے ہمدردوں کا ردعمل بھی تاریخ میں رقم ہے۔ حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کے پُر درد جنازے کے ساتھ ہونے والے سلوک پر مسلمانوں کی خاموشی بھی ہماری یادداشتوں میں محفوظ ہے۔ امام حسینؑ کے ساتھ پیش آنے والے عالمگیر واقعہ پر مسلمانوں کا سکوت بھی ہمارے اذہان میں آج تک رقم ہے۔ امام زین العابدینؑ سے لے کر امام حسن عسکریؑ کی شہادت تک عوامی سردمہری ہمیں اب بھی کف افسوس ملنے کے علاوہ کوئی سہارا فراہم نہیں کر رہی۔ پھر شہید اول سے لے کر ہر دور کے علماء اور بزرگان اور دین سے عقیدت رکھنے والے انسان کی شہادت پر ہمارا روایتی انداز بھی تاریخ کی ایک ناقابل تردید حقیقت بن چکی ہے۔

دنیا کے دیگر خطوں کے حالات اور ماضی، حال، مستقبل سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر ہم صرف اپنے وطن عزیز پاکستان کے گذشتہ ساٹھ سال نہ سہی بلکہ چالیس سالہ تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں ٹھیڑھی (خیرپور میرس سندھ ۱۹۶۳ء) میں ہونے والے شیعوں کے قتل عام پر بھی ہم نے اس قدر اس سانحے کی حقیقی مظلومیت تھی۔ پھر گلگت میں ہونے والے علی الاعلان لشکر کشی (۱۶ مئی تا ۲۶ مئی ۱۹۹۸ء امور شمالی علاقہ جات قاسم شاہ کی سرپرستی تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں شہداء گلگت بلتستان از محبت علی قیصر) اور قتل عام پر بھی اجتماعی سطح پر ہمارا ردعمل ویسے نہیں آیا جیسے اس واقعہ کا

تقاضہ تھا۔ پھر پاراچنار اور صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں تسلسل کے ساتھ اہل تشیع سے ہونے والی زیادتیوں پر آواز نہیں اُٹھائی گئی۔ گذشتہ مارشل لائی دور کے آغاز میں شیعہ مساجد وامام بارگاہوں، قرآن کریم، شعائراللہ، تبرکات وزیارات اور شیعہ املاک کو متعدد بار نذر آتش کرنے کے باوجود بھی ہم خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوئے۔ پھر اسی مارشل لائی دور میں شیعہ مکتب فکر کے خلاف کفر کے فتوے لگانے والے اور شیعہ عقائد واکابرین کے خلاف غلیظ ترین اور زہریلی زبان استعمال کرنے والوں کے خلاف بھی ہم اس گمراہ کن پروپیگنڈے کا شکار ہو کر منتشر ہو گئے کہ یہ ہماری ہی قومی جماعت کے تشکیل پانے کا ردعمل ہے۔

آخر کار وہ وقت بھی آیا کہ ہمارے پہلے سے ہی مظلوم قائد علامہ عارف حسین الحسینی کو شہید کر دیا گیا لیکن اس دفعہ بھی وہی ہوا جو ماضی کے شہداء کے ساتھ ہو چلا آرہا تھا یعنی شہید حسینی کا نام لے کر اپنے ذاتی مفادات کا حصول شروع ہو گیا اور شہید کے مشن، شہید کی جماعت، شہید کے بنائے ہوئے نائبین اور قائدین، شہید کی سیاسی وقومی پالیسیوں کی مخالفت شہید کے نام پر ہی شروع کر دی گئی اور شہید کے نام پر مگرمچھ کے آنسو بہا کر بعد کے دور میں شہید کے مشن کی تکمیل میں براہ راست رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ شہید کے مقدمے کی پیروی اور شہید کے مشن کی تکمیل کے عملی جدوجہد ترک کر کے ہر سال شہید کی برسی کے پروگرام منعقد کر کے اپنے مخصوص ایجنڈے کو تقویت دی جاتی رہی اور مزار شہید پر حاضری کے بہانے سادہ لوح نوجوان کے اذہان کو راہ راست سے ہٹانے کا سلسلہ شروع ہوا جس کا واضح نقصان موجودہ حالات میں ملت کے سامنے عیاں اور واضح ہو چکا ہے۔

شہید علامہ عارف حسینی کی شہادت کے بعد پاکستان میں پیروکاران مکتب تشیع کے قتل عام کا سلسلہ باقاعدہ اور منظم ہوتا گیا اور اس میں تیزی آتی گئی اور ہم سے اتنے قیمتی اثاثے چھینے گئے جن کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی، ڈاکٹر محمد علی نقوی، انور علی اخونزادہ، خورشید انور ایڈوکیٹ، سید جاوید حیدر نقوی، ذوالفقار حسین نقوی، ایوب علی صدیقی، اعجاز رسول نگری، سید وقار حسین نقوی ایڈوکیٹ، علامہ بدرالدین میکھو، علامہ سید ضیاءالدین رضوی اور علامہ حسن ترابی اس کی چند مثالیں ہیں۔

ماضی قریب میں علامہ ضیاءالدین رضوی کی شہادت کے واقعہ کو ہی دیکھ لیجئے ان کی شہادت کے موقع پر ملی حوالے سے قابل قدر ردعمل سامنے نہیں آیا اور ان کے مشن (بالخصوص نصاب تعلیم کے حوالے سے اقدامات) کے لیے عملی کام کرنے کی بجائے بہت سے گروہوں نے احتجاج کے نام پر چند اجتماعات منعقد کر کے داخلی انتشار کو فروغ دیا اور قومی قیادت پر تنقید کی جاتی رہی اب جب ان کا منفی مقصد پورا نہیں ہوا تو وہ شہید ضیاءالدین کی شہادت کو ہی بھول گئے۔

دوسری بڑی مثال علامہ حسن ترابی شہید کی ہے۔ (یہاں ضمناً اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ ہمارے ہاں یہ عادت اور کلچر فروغ پا چکا ہے کہ جب کوئی اعلیٰ، پرخلوص، سرگرم، مجاہد، مبارز، شجاع، مصلح، متقی، متعہد اور ملی اتحاد کا درد رکھنے والی شخصیت اس دنیا میں موجود ہوتی ہے تو اس پر تنقید، طعن وتشنیع، الزامات، تہمت سنگ زنی اور بہتان طرازی کا سلسلہ جاری رکھا جاتا ہے اور جب وہ شخصیت اس دنیا سے چلی جاتی ہے یا شہید کر دی جاتی ہے تو اس کے کردار کی تعریفیں شروع ہو جاتی ہیں، اس کی کمی محسوس کی جانے لگتی ہے اس کے نام پر اپنے مفادات کی تکمیل اور بعض اوقات چندے کے نام پر مالی مفادات بھی حاصل کیے جاتے ہیں جو نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ اس کی بیخ کنی کی سخت ضرورت ہے) جنہیں ان کی زندگی میں ہر تکلیف سے دوچار کیا گیا اور ان پر ہر قسم کی تنقید کی گئی اور الزامات لگائے گئے لیکن جب وہ شہید ہو گئے تو پھر سب کو ان کے جانے کا

دکھ ہونے لگا اور ان کا ثانی اور متبادل کسی آنکھ کو نظر نہیں آیا۔ یہی ہمارا المیہ ہے کہ ہر شہید کی شہادت کے واقعہ کے بعد ہم اسی طرز عمل کو دہراتے اور پھر زندہ لوگوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور ان کو قبر کی وادی میں دھکیلنے تک اپنی عادت جاری رکھتے ہیں۔

میرا خیال ہے اب بہت ہو چکا لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے اس کلچر کو فروغ پانے سے روکا جائے شہداء کے بے گناہ خون کا احساس کیا جائے، شہداء کے یتیموں کا لحاظ رکھا جائے، شہداء کے مقدمات کی عدالتوں سے عدم پیروی کا خیال کیا جائے، شہداء کے خانوادوں کی تنہائی کا احساس کیا جائے، شہداء کے قاتلوں اور دہشت گردوں کی مسلسل بریت اور رہائیوں سے باخبر رہا جائے، شہداء کے پسماندگان کی بیچارگی اور مفلسی کا ادراک کیا جائے۔

ماضی میں تشیع کے خلاف ہونے والی تمام سرکاری اور ریاستی سازشوں اور دہشت گردی کے پس پشت حقیقی قوتوں کا شعور حاصل کیا جائے اور مستقبل میں تشیع کے خلاف تیار کی گئی سازشوں کے مقابلے کی تیاری کی جائے، اپنی خاموشی، لاتعلقی، سرد مہری، بلاوجہ تنقید، گروہ بندی، گروپ سازی، ذاتی و جماعتی اختلافات، سطحی اختلافی امور، لاحاصل بحث، الزامات واتہامات کا سلسلہ جاری رکھ کر شہداء کے خون سے انحراف اور مفر اختیار نہ کیا جائے بلکہ ہمارے درمیان موجود جید علماء قومی قائدین، ہمدرد و مخلص شخصیات اور ملت کی حقیقی قیادت پر فائز شخصیت (علامہ سید ساجد علی نقوی) اور قومی جماعت کا احترام اس کی زندگی میں ہی کیا جائے اور ان کی ضرورت کی اہمیت کو سمجھا جائے، ان کی خدمات اور زحمات کی قدر دانی مسائل کے حل کے لیے ان کے پالیسیوں پر عمل کیا جائے۔

پاکستان میں تشیع کے خلاف دہشت گردی سمیت تمام اقدامات کے خلاف لائحہ عمل اختیار کرنے کے لئے ان پر اعتماد کیا جائے اور انکی پشت پناہی کی جائے۔ تاکہ آنے والے کل میں ہم کف افسوس نہ ملتے رہیں اور ندامت کے آنسو نہ بہاتے رہیں اور اپنے کیے پر نہ پچھتاتے رہیں اور اپنے بلا جواز کاموں کی غیر ضروری توجیہہ بیان نہ کرتے رہیں۔

..........یہی شہداء کے مقدس لہو کا تقاضا ہے۔

..........یہی مستقبل میں ہر قسم کے مسائل و مشکلات سے نپٹنے کا راستہ ہے۔

.... یہی شہداء کے مشن کی تکمیل کا واحد ذریعہ ہے۔

..........اور یہی ہمیں شہداء کے قافلے سے ملانے کی سیدھی راہ ہے۔

..........آیئے شہدائے ملت سے عہد کریں کہ ہم

..........شہداء کے لہو کا پاس اور لحاظ رکھیں گے۔

..........شہداء کے مشن کو جاری رکھیں گے۔

..........شہداء کے لیے اپنے داخلی اتحاد کو قائم رکھیں گے۔

..........شہداء کے نام پر اپنی ذاتی اور گروہی نمود و نمائش کرنے کی بجائے ملی اور قومی سطح پر بننے والی پالیسوں کے احیاء اور نفاذ کیلئے مل کر کام کریں گے۔

..........اور بالآخر شہداء کے ساتھ شامل ہوں گے۔

وقت نے ہم کو چنا

امتحاں کے واسطے

ماں	(شہید سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ)	کراچی
باپ	(شہید ڈاکٹر آغا سید حیدر عباس)	کراچی
بہن	(خواہر شہید سید ندیم حسین)	کراچی
بھائی	(سید محمد علی فرزند مولانا سید رضی حیدر)	کراچی
زوجہ	(شہید علامہ سید علی حسنین نقوی)	کراچی
بیٹا	(فرزند شہید سید صابر حسین ہاشمی)	کراچی
بیٹی	(شہید شوکت حسین مرزا)	کراچی

maablib.org

تشکیل پاکستان میں شیعیت کا کردار

(علامہ حسن ترابی کے ایک طویل مضمون سے اقتباس)

"آج وقت کی سب سے بڑی ضروری یہ ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو پاکستان کی جدوجہد اس کے مذہبی سیاسی تمدنی اور اقتصادی پس منظر سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان زعماء اور کارکنوں کی خدمات سے بھی آگاہ کریں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تشکیل پاکستان میں شیعوں نے ایثار جان و مال کے ذریعے حصہ لیا اور تحریک آزادی کو اپنے انفاس و اموال و ثمرات کی قربانی کے ذریعے سے مضبوط و فعال بنایا تو یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے کہ شیعہ قوم کا فکری اساس ہی ظلم کے خلاف جہاد ہے اور یہی شیعوں کی پہچان ہے۔ اور

اسلام کی تعلیم بھی، شیعہ عدل کو حیات کائنات کا قانون اور زندگی کی بقاء اور ارتقاء کا اصول مانتے ہیں ظلم کے خلاف جہاد کو زندگی کا مقصد اول سمجھتے ہیں تشیع دراصل قیام قسط و عدل کی تحریک کا دوسرا نام ہے۔

احسان کر کے جتانا محمدؐ و آل محمدؐ کے ماننے والوں کی فکر و ضمیر کے خلاف ہے لیکن اگر کسی خاص مقصد کے تحت سچائی کو چھپایا جائے۔ وفاداروں کو غدار اور غداروں کو وفادار ثابت کرنے کی ناپاک و ناکام کوشش کی جائے تو ان احسانات کو جتا دینا سیاہ چہرہ سے سفید نقاب ہٹا دینے کے مترادف ہے۔ تا کہ تاریخ کا ریکارڈ درست رہ سکے۔

۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ میں جن شیعہ عمائدین نے شہر ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی سنگ بنیاد رکھی تو ان بنیاد رکھنے والوں میں بانی محرک حضرت عمادالملک مولوی حسین بلگرامی، سر آغا سوئم، راجہ صاحب محمود آباد سر محمد علی خان اور عزیز مرزا شامل تھے۔

حضرت عمادالملک مولوی سید حسین بلگرامی عرصہ دراز تک حیدرآباد دکن دولت آصفیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہے بعدہ انگلستان میں وزیر ہند کے ممبر کونسل منتخب ہوئے تصنیف و تالیف کے میدان آپ کے یادگار وہ خطبات عالیہ ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ علی گڑھ ایجوکیشنل کانفرنس میں دیتے رہتے تھے جو رسائل عماالملک کے نام سے شائع ہوئے اور ادبی و فکری دنیا میں، بہت مقبول ثابت ہوئے آپ نے قرآن کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا تھا"

(ماہنامہ تحریک جولائی اگست ۱۹۹۵)

ایک ماں کے تاثرات

آہ! شہید سید وقار حسین نقوی

والدہ شہید

رائے ونڈ ریلوے اسٹیشن سے کچھ کی جانب پانچ میل دور ایک پسماندہ گاؤں موضع بھیل کے ایک مشترکہ خاندانی نظام تحت آباد سادات گھرانے میں رہائش پزیر تین بھائیوں میں سے منجھلے بھائی سید شبیر حسین کے یہاں ۱۶ مئی ۱۹۵۲ کو ایک بچہ پیدا ہوا جو صورت میں اپنے دادا کی تصویر تھا۔ جن کو ہم سید وقار حسین نقوی کے نام سے جانتے ہیں۔

کچھ وقت گاؤں رہنے کے بعد سید شبیر حسین اپنے خاندان کے ہمراہ پشاور چلے گئے جہاں کچھ عرصے قیام کے بعد مستقلاً لاہور آگئے۔ لاہور کے حسینیہ ہائی اسکول سے سید وقار حسین نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسکول کے منتظم شہید کے ماموں سید محمد صادق تھے۔ جو اپنے وقت کے ایک دیندار اور مصلح شخصیت تھے جنھوں نے اُس دور میں شیعہ بچوں کے یتیم خانہ بنوایا، پریس لگا کر دینی رسائل جاری کیے اور فروغ عزاداری کے سلسلے میں ملک کے علاوہ بیرون ملک مبلغین کو روانہ کیا۔

اس ماحول اور تربیت کا اثر تھا کہ شہید وقار حسین بھی دینی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے باوجود تعلیم سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ملازمت بھی کرتے رہے۔ پہلے کراچی میں اسٹیٹ بنک میں کچھ عرصہ ملازمت کی پھر پاکستان اسٹیل ملز سے وابستہ رہے۔ جس کے بعد ایک سال سعودی عرب میں برسر روزگار رہے۔ سعودی عرب سے پاکستان واپس آکر شادی کی۔ کراچی میں اپنی دینی خدمات کا آغاز دو امام بارگاہوں کے انتظامی امور کے سنبھالنے سے کیا۔ پھر ایک مدرسے کی بنیاد رکھی جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کا بھی انتظام تھا۔ اسی دوران معاشیات میں ایم اے کیا اور مقابلے کا امتحان (C.S.S) پاس کیا، ابتدائی پوسٹنگ گلگت میں ہوئی مگر والدہ نے جانے کی اجازت نہیں دی کیونکہ گلگت جانے کی وجہ سے دینی خدمات کے سلسلے میں التوا پیدا ہو رہا تھا۔ ان تمام سرگرمیوں کے باوجود شہید نے تعلیم کے سلسلہ کو بھی جاری رکھا، LAW کا امتحان پاس کیا اور وکالت شروع کردی۔

وکالت کے دوران بھی یہ صوفی منش انسان بندگان خدا کی بلا معاوضہ خدمت انجام دیتا۔ تحریک جعفریہ سندھ کے قانونی مشیر ہونیکی وجہ سے ملت جعفریہ سے متعلق مقدمات کی ایک بڑی تعداد آپ کے پاس ہوتی تھی۔ سہون سے اغوا ہونے والے مغوی افراد کی رہائی ہو یا آگرہ تاج کالونی کے جلوس عزا کے گرفتار شدگان عزاداروں کی رہائی، شہید وقار نقوی پیش پیش نظر آتے تھے۔ پاسبان اسلام کے نام سے اسکاؤٹ تنظیم کا اجراء بھی شہید کا کارنامہ ہے جو مجالس عزا کے انتظامات میں معاون و مددگار ثابت ہوئے۔ شہید نے کئی مدارس کے امتحانات میں مہتم کے فرائض بھی انجام دیئے۔

آپ کی ملی خدمات اور صلاحیتوں کے پیش نظر آپ کو تحریک جعفریہ پاکستان کا ایڈیشنل مرکزی سکیریٹری جنرل منتخب کرلیا گیا جس کے سبب آپ کی مصروفیات میں بے حد اضافہ ہوگیا۔ آپ کی شمار شہید علامہ عارف حسین الحسینی کے انتہائی معتمد ساتھیوں میں ہوتا تھا۔ شہید اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ مگر اس سب کے باوجود انہوں نے اپنی دینی و مذہبی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنی خاندانی امور کو بھی بطریق احسن نبھایا۔ اپنے بہن اور بھائیوں کی شادیاں کیں۔ شہید وقار حسین نقوی کی فعالیت دشمن کی نگاہوں میں ایک طویل عرصے سے کھٹک رہی تھی

یکم محرم الحرام مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۰۰ کی صبح جب شہید اپنی صاحبزادی کو فاطمہ ڈینٹل کالج واقع شہید ملت روڈ پر اُتارنے کے لیے روکے تو دہشت گردوں اور دشمنان اہلبیت نے گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ کردی جس سید وقار حسین نقوی، آپ کے بڑے صاحبزادے سید ارصاد مہدی جو بی کام کا امتحان پاس کر چکے تھے اپنے والد کا دفتری امور میں ہاتھ بٹاتے تھے اور ڈرائیور سید اقبال حسین موقعہ پر ہی شہید ہو گئے جبکہ آپ کی صاحبزادی شدید زخمی ہو گئیں۔ آپ کے پسماندگاں میں ضعیف والدہ، اہلیہ، ۳ صاحبزادیاں اور ۳ صاحبزادے ہیں۔

شہداء کی نماز جنازہ امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ سوسائٹی میں ادا کی گئی اور تدفین سخی حسن قبرستان میں عمل میں آئی جبکہ ڈرائیور سید اقبال حسین کی تدفین شہید کے آبائی علاقہ پاراچنار میں عمل میں آئی۔

جو جی کے مرتے ہیں اُن کی الگ ہے نسل　　　جو مر کے جیتا ہے وہ میرا خانوادہ ہے

(اختر ہاشمی)

ایک باپ کے جذبات

شہید ڈاکٹر آغا حیدر عباس کے والد سے ایک ملاقات

شہزاد علی سید

آدم سے لیکر خاتم تک اور خاتم سے لیکر امامت تک زندگی کا قافلہ چلتا رہا ہے اور چلتا رہیگا۔ زندگی نام ہی ہے مسافرت کا۔ سفر تمام ہوا زندگی ختم ہوئی۔ کہیں سفر طویل ہے تو کہیں قلیل۔ اب یہ بندے بندے کی بات ہے کہ وہ اپنے طویل یا مختصر سے سفر میں مٹی کا قرض چکاتا ہے یا نہیں۔ بہتیرے اپنے طویل سفر میں معدوم ہی رہتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بن کھلے مرجھاتے ہیں مگر اپنے مختصر سے سفر میں وہ کچھ کر جاتے ہیں جو آنے والوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ عباس انہیں شخصیتوں میں سے ایک ہے جو ابھی شاخ نازک پہ سنبھل بھی نہ سکا تھا کہ قزاق اجل نے کام تمام کر دیا ایسے لوگ عظیم ہوتے ہیں اور ان کو جنم دینے والے بھی عظیم تر۔

سید رضی حیدر صاحب، عباس کے والد محترم ہیں۔ ہم نے اس عظیم فرزند کے عظیم باپ سے ان کے خیالات جاننے کی کوشش کی۔ جو گفتگو انہوں نے کی جو نظریات انہوں نے بتائے یقیناً اس میں کچھ اختلافی پہلو ہوں گے مگر یہ عظیم فرزند کے عظیم باپ کے نظریات ہیں۔ اس عظیم فرزند کے جو ہمارا محسن ہے۔ ہمیں اس میں خیانت کرنے کا کوئی حق نہیں۔

ہم بنیادی طور پر مذہبی لوگ ہیں۔ مچھن پور الہ آباد (انڈیا) میں ایک بڑا وقف ہے جہاں ہمارے زیر انتظام مذہبی امور بحسن وخوبی انجام پاتے ہیں۔ عباس شہید کی تعلیم سینٹ پال اسکول میں ہوئی جہاں سے انہوں نے سنیئر کیمبرج کیا مغربی ماحول کی وجہ سے ان میں تھوڑا سے مغربی رنگ آ گیا تھا۔ مناسب وقت پر روک تھام کیوجہ سے وہ زیادہ دیر قائم نہ رہا اور میڈیکل کالج میں داخلے کے بعد خاص طور سے تبدیلی نمایاں ہوئی اور مذہب سے خاصا لگاؤ پیدا ہو گیا یہ بڑی خوش آئند بات ہے اور ہم بھی بہت مطمئن ہوئے جوں جوں وقت گذرتا گیا مذہب سے لگاؤ بڑھتا رہا اور مذہبی معاملات میں خاصی دلچسپی لینے لگے صحت سے غفلت اور اس خیال سے کہ ایم۔ بی۔ بی ایس فائنل سال ہے میں نے سمجھایا تھا کہ ڈاکٹر بن کر وہ اپنی قوم کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں۔

ان باتوں سے وہ خاموش ہو جاتے تھے ویسے بھی وہ مجھ سے بحث نہیں کرتے تھے اسی دوران مجھے ملک سے باہر جانا پڑا اور جب واپس آیا تو کہانی ختم ہو چکی تھی۔ میں ایک عظیم امید کی کرن اور بہت سی مشقتوں کا پھل ظاہری طور پر کھو بیٹھا ہوں۔ عالم مادی کے فنا ہونے والے مفاد اور سرسری نظر یہ دنیاوی کے لحاظ سے تو نقصان اُٹھایا اور لوگوں کی نظروں میں بھی جو حقیقت سے نا آشنا ہیں، یہی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری تنگ نظری ہے یا اسے دنیاوی مفاد پرستی سمجھیں یا قرآنی آیتوں اور احادیث ائمہ سے غفلت کے اسباب تصور کریں کیونکہ عقل انسانی حقیقی فیصلے کرنے سے قاصر ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے "تم کو علم نہیں دیا گیا ہے حقیقت پر مبنی مگر بہت کم"۔ اور عقل کے فیصلے کے بارے میں اللہ فرماتا ہے، "اے انسان بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تم انہیں دل سے پسند کرتے ہو لیکن حقیقت میں وہ تمہارے لئے مضر ہیں اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تم پسند نہیں کرتے ہو مگر حقیقت میں وہ تمہارے لئے سعادت ابدی کا باعث ہیں"۔

اس ترجمے سے معلوم ہوا کہ عقل انسانی کے ظاہری فیصلے کسی کام کے نہیں۔ اور ایک طرف اگر شہیدانِ راہِ حق کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث کی طرف نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ راہ خدا میں شہادت ایک عظیم منزلت اور ایک اعلیٰ شرافت اور بے انتہا عزت اور حقیقت

میں خدائی نعمت ہے۔ قیامت میں شہید کئی گناہ گاروں کے لیے باعثِ شفاعت بنتا ہے اور دنیا میں اہل دل کیلئے طاقت ہے اور جہاد چاہنے والوں کے لیے قوت ہے اور آئندہ آنے والی نسل کیلئے درس عبرت ہے جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ صرف بیٹے کی ایک شہادت نے اس کراچی کے اندر عموی طور پر اور رضویہ سوسائٹی کے جوان طبقہ کے اندر خصوصی طور پر اسلامی جذبہ اور مذہبی خدمات کے اثرات نمایاں کر دیئے ہیں جسکا واضح ثبوت دار التبلیغ الاسلامی کا قیام ہے اور انشاءاللہ عنقریب اسمیں اضافہ ہونیکا امکان ہے۔

کیا اچھا ہوتا اگر ہم اس مذہب حقہ کے ماننے والے تمام افراد کے اندر ایسا جذبہ پیدا ہو جائے اور مذہبی علماء واقعی عالم دین کا رویہ اپنائیں اور مذہب حقہ پنجتن پاکؑ کی خدمت کو تو کیا سے کیا ہوتا۔ اور میں نے جو حدیثیں اور روایات علمائے کرام و ذاکرین عظام سے شہید کے بارے میں سنیں تو مجھے بہت ہی اطمینان ہوا۔ حضرت پیغمبر اسلامؐ سے روایت ہے کہ ایک دروازہ جسکا نام باب المجاہدین ہے اللہ کی راہ میں شہادت پانے والوں کیلئے یہ دروازہ مخصوص ہے،

دوسری روایت میں ہے: سب سے پہلا قطرہ شہید کا جو زمین پر گرتا ہے تو اسی وقت اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے ایسی عظیم مغفرت کے باوجود اگر کوئی شہادت کو سعادت نہ سمجھے تو وہ حیف قساوت قلبی کے علاوہ کچھ نہیں۔ بعد میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔"

(بشکریہ شہید دار التبلیغ اسلامی ۱۹۸۲)

نوٹ: شہید کے والد جناب آغا سید رضی حیدر صاحب حبیب بینک کے سینئر انتظامی عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں آپ کے دوسرے صاحبزادے آغا غلام حیدر سانحہ مسجد حیدری سندھ مدرسۃ الاسلام میں ۷ جولائی ۲۰۰۵ کو شدید زخمی ہوئے ۱۳ جولائی ۲۰۰۵ کو راہی ملک عدم ہوئے۔

ایک بہن کے احساسات

خواہر شہید سید ندیم حسین کا مجلس سوئم پر خطاب

ہم سرخرو ہیں! ہماری والدہ محترمہ سرخرو ہیں!

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے سامنے کہ ہم نے ان کے پوتے (حضرت) علی اکبر علیہ السلام کا ایک فدیہ

ان کے حضور پیش کیا۔ قرآن میں ارشاد خداوندی ہے کہ

''ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو خدا کی راہ میں شہید ہوئے وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پاتے ہیں''

آج ندیم حسین کی شہادت بتاتی ہے کہ

وہ راہ حسین علیہ السلام کا مسافر تھا، وہ امام زمانہ علیہ السلام کی راہوں کو ہموار کرنے کی سعی کرنے والا تھا۔

ہمارا اسلام ہو اُس ماں پر، جس نے ایسی تربیت کی اپنے فرزند کی

کہ وہ دین کی نصرت کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ ہمارا وہ بھائی!

جس کی سدا سے یہ آرزو تھی کہ وہ جام شہادت نوش کرے۔

وہ کامیاب ہوا! اُس نے جام شہادت نوش کیا! اُس نے اپنے ہدف کو پالیا!

ہماری مائیں اور ہماری بہنیں جو شریک عزائے حسین علیہ السلام ہیں

ہمیں تعزیت پیش کرنے کے لیے تشریف لائیں ہیں

اُن سے فقط اتنی گذارش ہے کہ خدارا! مقصد امام حسین علیہ السلام کو سمجھیں

جناب زینب علیہا السلام کی پیروی کریں اور

ایسے ندیموں کو اپنی گودوں میں پروان چڑھائیں،

ایسی تربیت دیں کہ وہ اسلام کی راہ میں،

(حضرت) امام حسین علیہ السلام کی راہ میں شہید ہو جائیں۔

ان میں جہاد کا، شہادت کا جذبہ ہو!

ہمارا بھائی کا قصور کیا تھا؟ فقط اتنا کہ وہ یہ چاہتا تھا کہ

اس پاک سرزمین پر سامراج کو، استعمار کو، طاغوت کو کامیابی حاصل نہ ہو۔

ان کی چالیں ناکام ہوں۔ سپاہ یزید کبھی کسی امام بارگاہ کی بے حرمتی نہ کر سکے۔

عزاداری کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ یہ جلوس، یہ عزاداری (امام) حسین علیہ السلام،

ہمارا اسلامی تشخص ہمیشہ باقی رہے اور اسلام (محمدیؐ) سربلند رہے۔

امام نے جس مقصد کے لیے اپنی جان کو قربان کیا تھا، وہ ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہے۔

ہمارا بھائی بھی یہی چاہتا تھا۔ اُس کی بھی یہی آرزو تھی۔
اس نے اپنی آرزو کو پایا۔ اے امام زمانہؑ
آپ کو ہمارا بھائی پسند تھا! آپ نے ہمارے بھائی کو واپس بلا لیا۔
یا امام زمانہؑ ہماری آپ سے التجا ہے کہ
ہماری ماؤں اور ہماری بہنوں کو
جناب زینبؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما!
ہمارے برادران کو جذبہ (حضرت) علی اکبرؑ عطا فرما!
ہم سے ہمارا بھائی چھٹا ہے، جدا ہوا ہے لیکن ہمارا بھائی زندہ ہے
آج ہمارے بھائی کی روح ہمارے اردگرد موجود ہے!
ہماری آنکھیں اُسے دیکھنے سے قاصر ہیں
ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا بھائی زندہ جاوید ہے اور اس بزم عزا میں موجود ہے۔
جو شہادت کی عظمت کو پالیتا ہے! جو سمجھ جاتا ہے کہ شہادت کیا ہے؟ تو
اُس کے لیے موت، موت نہیں رہتی! موت شہد سے زیادہ شیریں ہو جاتی ہے۔
اور وہ بڑھ کر شہادت کو اپنا شعار بنالیتا ہے۔ شہید ندیم حسین کا یہی پیغام ہے کہ
''دیکھو خط محمدؐ و آل محمدؐ کو نہ چھوڑنا اور اس راہ پر چلتے رہنا''
دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہمارے ایک ندیم کو شہید کر کے حسینی مشن کو آگے بڑھنے سے روک دیں گے
نہیں یہ مشن کبھی نہیں رک سکتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ آگے بڑھتا ہی رہے گا۔
چاہے اس راہ میں ہمیں کتنی ہی جنازے اٹھانے پڑیں لیکن
ہمارے قدم پیچھے نہیں پلٹیں گے بلکہ
آگے ہی بڑھتے رہیں گے۔
یا امام زمانہؑ
ہم کو اتنی قوت، استقامت اور توفیق عطا فرما کہ
ہم تمام مومنین اور مومنات کربلا والوں کے
نقش قدم پر چلیں اور شہید کی عظمت کو سمجھیں۔

والسلام

(حوالہ ''شمع محفل'' کتابچہ بیاد شہید سید ندیم حسین شائع کردہ آئی ایس او گلبہار یونٹ سے اقتباس)

ایک بھائی کے احساسات

مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

سید محمد علی فرزند شہید مولانا سید رضی حیدر نجفی

وہ ۱۲ ستمبر ۲۰۰۱ کی ایک عام سی صبح تھی جب ایک گھرانہ کے ۴ افراد اپنے گھر سے فروغ و تحصیل علم کے لیے نکلے۔ سربراہ گاڑی چلا رہے تھے اُن کی اہلیہ اور دو فرزند ہمراہ تھے یہ دونوں آنے والی نسلوں کو علم کی دولت سے مالا مال کرنے کے لیے اسکول جا رہے تھے۔ اہلیہ کو اُن کے اسکول چھوڑنے کے بعد یہ باپ بیٹے اپنی منزل یعنی حبیب پبلک اسکول کی جانب سفر کر رہے تھے۔ سربراہ کا نام مولانا سید رضی حیدر نجفی ہے جو گاڑی چلا رہے تھے، چھوٹے فرزند سید عباس علی اُن ساتھ فرنٹ سیٹ پر اور سید محمد علی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اس اندوہناک سانحہ کی باقی تفصیل سید محمد علی کی زبانی'' تقریباً ساڑھے سات بجے جب ہماری کی گاڑی شون سرکل چورنگی پر رکی تو اُس وقت ایک آدمی پنجاب کالونی کی طرف سے دوڑتا ہوا ابو کی گاڑی کے پاس آیا، وہ ہمیں دیکھ رہا تھا ہم نے اُس کو دیکھا وہ ایک انتہائی خوف ناک اور چیچک زدہ چہرے کا مالک تھا۔ وہ ہنس رہا تھا میرے دل نے کہا کہ یہ کچھ کرنے والا ہے۔ اُس نے ڈرائیونگ سیٹ کے بالکل قریب آ کر ابو پر فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ کی آواز نہیں تھی۔ گولیاں میرے ابو اور چھوٹے بھائی سید عباس علی کو لگ رہی تھیں۔

میں پیچھے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ میرا بھائی بالکل سفید ہو گیا، ابو کو گولیاں لگتی رہیں اور میں رو رہا تھا ابو نے مجھے پیچھے مڑ کر دیکھا پھر اپنا سر سیٹ پر ٹکا دیا یہ دیکھ کر میں نے ابو سے پوچھا ابو کیا ہوا اور آگے کی جانب بڑھا تو ایک سنسناتی ہوئی گولی میرے سر میں لگی۔ مگر گولی کی تکلیف بالکل بھی محسوس نہیں ہوئی۔ پھر لوگ جمع ہو گئے اور مجھے دوسری گاڑی میں ڈال کر اسپتال لے جایا جانے لگا تو میں نے اپنی گاڑی کی جانب دیکھا تو پتہ چلا کہ میرا چھوٹا بھائی بھی ابو کے ہمراہ شہید ہو چکا ہے''

میرے والد کی کسی شخص سے بھی دشمنی نہیں تھی اور نہ ہی کسی مذہبی یا سیاسی تنظیم سے تعلق تھا البتہ وہ ایک خانۂ خدا اور امام بارگاہ بعنوان'' مسجد و امام بارگاہ صاحب الزماں'' بلاک ۱۴ گلستان جوہر میں تعمیر کرانے کے گناہگار ضرور تھے۔ اس کے سنگ بنیاد کے وقت سے ہی قریب واقع ناصبیوں کے مدرسے والوں نے اس کی تعمیر کے خلاف ایک محاذ بنا لیا تھا۔ دو مرتبہ اس مسجد کی چار دیواری کو گرایا گیا مگر خدا کے کاموں میں کسی کی نہ چل سکی اور وہ مسجد و امام بارگاہ تعمیر ہو کر رہی۔ میرا خیال ہے شاید یہی سبب ہو اُن کی شہادت کا؟

مجھے فخر ہے کہ میں ایک صاحب اخلاق و کردار شخص کا فرزند ہوں۔ میرے والد نے بلا تفریق مذہب و مسلک غریبوں کی امداد کی، وہ ہر شخص کے کام آنے والے انسان تھے۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ ریاض نامی (شاید فرضی نام ہو) ایک اہلسنت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اکثر ابو سے ملنے مسجد آتا تھا اور کبھی گھر ڈیفنس بھی۔ ابو اُس کی مدد کرتے تھے۔ اس واقعہ سے ایک ہفتہ قبل وہ گھر آیا تھا۔ پھر ۱۱ ستمبر کی رات تقریباً ۱۲ بجے ابو کو اُس کی فون کیا اور کہا کہ میں صبح کو سعودی عرب جا رہا ہوں آپ کو خدا حافظ کہنا ہے۔

اس اندوہناک واقعہ کو بیان کرنا کتنا مشکل اور تکلیف دہ ہے یہ اُس کے دل و دماغ سے پوچھے کہ جن کے عزیزوں کو اُن سے جدا کر دیا گیا ہے کوئی عام انسان اس کرب کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے جوان کے گھر والوں سہتے ہیں۔ محمدؐ و آل محمدؐ کے صدقے میں خدا نے ہم کو صبر عطا کیا ورنہ شاید میرا اور میری والدہ کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔

ہماری مالک دو جہان سے دست بستہ درخواست اور دعا ہے کہ کسی بھی انسان حتیٰ دشمن کے ساتھ بھی ایسا کوئی سانحہ پیش نہ آئے۔ آمین

یا ربُ علمین بحق آل لطاہرین

نوٹ۔ اس بچے کو واقعہ کی جزیات آج بھی یاد ہیں مگر اس ملک میں رائج قانون۔ قانون کی بالا دستی کا راگ الاپ نے والے اور انصاف کو گھر کی دہلیز پر فراہمی کے نعرے لگانے والے اس بچے کو انصاف تو کجا تحفظ بھی فراہم کرنے سے قاصر ہیں لہذا گرفتار شدہ قاتل عدالت سے باعزت بری ہو گئے۔

القرآن

جس نے ایک بے گناہ انساں کو قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا
اور جس نے ایک انساں کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کی جاں بچائی۔
(مائدہ ۳۲)

تم نہ خوف زدہ ہو نہ غمگین اگر تم مومن ہو تو سب سے سربلند ہو۔
(سورۂ آل عمران ۱۳۹)

اقوال معصومینؑ

”میرے دین کا قوام (قیام) چار چیزوں سے ہے۔ علماء کے علم سے اور مالداروں کی سخاوت سے حاکموں کی عدالت سے اور فقراء ومحتاج لوگوں کی دعا سے۔
(حضرت محمد مصطفیٰؐ)

”ہم جس چیز کا حکم دیتے ہیں اگر اس پر عمل کرتے ہو اور جس چیز سے روکتے ہیں اس سے پرہیز کرتے ہو تو ہمارے ماننے والوں میں سے ہو ورنہ ہرگز نہیں“
(حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا)

ایک زوجہ کے جذبات

آہ! مولانا سید علی حسنین نقوی شہید

تحریر: عاصمہ علی حسنین نقوی

مولانا سید وصی احمد نقوی کے گھر میں ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو جس مولود نے آنکھ کھولی اس کا نام پیدائش سے پہلے ہی بشارتاً تجویز ہو چکا تھا۔ والد خود مولانا تھے انہیں خواب میں حکم دیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کا نام علی حسنین رکھنا ہے۔ منصۂ شہود پر آنے والے اس مولود کا اپنے والد کی اولاد میں چوتھا اور آخری نمبر تھا۔ والدین انڈیا صوبہ بہار ضلع بھجواسے پاکستان بننے کے بعد کراچی ہجرت کر کے آئے۔

خانوادۂ امامت سے پنجتن پاکؑ میں شامل تینوں آئمہؑ کی سیرت کا عکاس بنے اور وہی ہوا۔ بچہ پروان چڑھتا رہا جب شعور کی سرحدوں سے بہت دور تھا جبھی باپ کی پیشانی کو اپنے ننھے ہاتھ سے دباتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے سینے پر ماتم کر کے یا حسینؑ کہتا رہتا والد مذاق سے ٹوکتے اور کہتے کیا ابھی سے باپ کی مجلس پڑھ رہے ہو۔ سچ کہا ہے پوت کے پاؤں پالنے میں ہی نظر آجاتے ہیں۔ یہ لاشعوری حرکات و سکنات پکار پکار کر اس بچے میں چھپے ذاکر کو عیاں کر رہی تھیں۔ مگر یہ صرف ''دیدۂ بینا'' رکھنے والے لوگ جانتے تھے۔ اور والد تو خود صاحب تقویٰ تھے انہوں نے اپنے اس ''گوہر یگانہ'' کو پہچان لیا تھا۔ والدہ خود ایثار و صبر کی اپنی مثال آپ تھیں جنہوں نے اپنے شوہر کی پہلی بیوی سے بیٹے کو اپنی اولاد سے زیادہ محبت دی اور اتنی زیادہ مادرانہ شفقت سے پالا کہ اگر انکی اپنی حقیقی والدہ بھی ہوتیں تو اتنی شفقت نہ دے پاتیں۔ اسکے ساتھ ساتھ اپنی ایک بیٹی اور دو بیٹوں کی اتنی اچھی تربیت کی کہ دنیا حیران رہ گئی سچ ہے ''عورت چاہے تو بگاڑ دے اور چاہے تو بنادے'' اسکے ایک بیٹے علی حسنین نقوی کو تو دنیا نے خود ہی مان لیا۔

بچہ اپنے والدین کے سائے اور بہن بھائیوں کی محبت بھری فضاؤں میں پروان چڑھتا رہا وقت گذرتا رہا اور بچے کی اندرونی و بیرونی خوبیاں پالش ہوتی رہیں۔ والدین سے بڑی نعمت دنیا میں اور کوئی نہیں جب تک والد حیات رہے علی حسنین نے اُن سے پورا فیض اُٹھایا۔ پھر الٰہی فیصلہ پر ۱۹۸۴ میں والد دنیا سے چلے گئے مگر جاتے وقت وہ علی حسنین سے بالکل راضی تھے جدائی کا صدمہ تو تھا مگر اطمینان تھا کہ باپ راضی گئے ہیں اک والدہ رہ گئی تھیں علی حسنین نے دل و جان سے اپنی اک واحد متاعِ حیات کی خدمت کو حاصل زندگی سمجھ لیا تھا۔ وہ جس نے ''عالم دین'' بننا اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا دورانِ تحصیل علم اپنی والدہ کی بیماری کی وجہ سے انہیں تعلیم روکنا پڑی مگر ماں کی خدمت کو فرض اولین سمجھتے ہوئے انہوں نے اپنی والدہ کی اسقدر خدمت کی کہ اگر پوری زندگی کوئی اور عمل نہ بھی کرتے تو جنت کی ضمانت کے لئے یہی کافی تھا۔ یہ ماں کی دعائیں اور اُنکا خلوص تھا کہ وہ عالم دین بننے کے سفر پر پھر چل پڑے۔ ماں دُعائیں دیتی دنیا سے ۱۹۸۹ میں رخصت ہوئی تھیں۔

علی حسنین سے مولانا تک کا سفر انہوں نے کراچی کے امام حسینؑ فاؤنڈیشن سے شروع کیا، کراچی بورڈ سے ایف۔ اے اور کراچی یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا پھر لاہور کے حوزۂ علمیہ جامعۃ المنتظر سے ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کیا جو کہ پنجاب یونیورسٹی سے الحاق شدہ ہے۔ ایران کے شہر ''قم'' میں ایک سال تحصیل علم کیا۔ شادی کرنا سنت نبویؐ ہے ملتان کے معروف نقوی خاندان کی لڑکی کو پروردگار نے شہید کا جوڑ قرار دیا۔ شہید نے ۲ مئی ۱۹۹۳ بمطابق گیارہ ذیقعد کو سنت نبوی کو پورا کیا۔ اللہ نے شہید کو ۲ بیٹوں کی نعمت عظمیٰ سے نوازا۔ شہید کو بیٹی کی بہت تمنا تھی۔

شہید نے لاتعداد افراد کو تعلیم قرآن سے سرفراز کیا۔ شہید حبیب پبلک اسکول میں ناظرہ و اسلامیات کی تعلیم دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ شہید امامت کرنے کی عظیم ذمہ داری بھی نبھا رہے تھے۔ اللہ کے گھر میں نیابت کے فرائض مختلف ادوار میں مختلف مقامات پر ادا کرتے رہے۔ سب سے پہلے اسلامک ریسرچ سینٹر میں امامت کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔ پھر پی آئی اے ائیر پورٹ پر اثنا عشری مسجد میں فرائض امامت ادا کیے مسجد امامیہ میں پیش نماز رہے۔ اور اب حسینیہ سجادیہ کے مغربین کے پیش امام تھے۔ اس کے علاوہ نماز جمعہ و عیدین پڑھاتے تھے۔

انتہائی خوش الحانی سے قرأت کرتے تھے کہ آواز ہی سے لوگوں کے دل کھنچنے لگتے ایک بار ڈنمارک سے آئے ہوئے کچھ لوگوں نے اُنکی قرأت سنی تو انہیں ڈنمارک میں پیش امامی کی آفر کی مگر شہید نے پاکستان سے جانا مناسب نہ سمجھا اور عاجزی سے معذرت کرلی وہ قانع و مطمئن اپنے حال میں مگن، خوش رہنے والے۔ اپنے بیوی بچوں سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ کبھی بچوں کو نہیں مارا کہتے تھے کہ اگر مارنے سے نشان پڑ جائے تو دیت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اسقدر محتاط اور شرعی زندگی گزارتے تھے۔ رنگوں میں سفید رنگ بہت زیادہ پسند کرتے تھے کھانے میں دال چاول رغبت سے کھاتے تھے ویسے جو کچھ مل جاتا اللہ کا شکر کر کے کھالیتے تھے۔

سیرت ائمہ کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ کم کھاتے اور انتہائی کم سوتے تھے رجب کے مہینے سے روزے رکھ لیا کرتے تھے۔ پیش امام ہونے کے ساتھ ساتھ ذاکر اہل بیت بھی تھے تقریباً سارا سال ہی مجالس سے خطاب کرتے تھے۔ مصائب جناب سیدہ کا اکثر و بیشتر تذکرہ کرتے تھے۔ جہاں مولاؑ کا نام یا مصائب کا ذکر کرتے یا سنتے آنکھوں میں اشک اُمنڈ آتے تھے۔ ہر رشتہ میں کامیاب تھے بہترین بیٹا، بہترین بھائی، بہترین شوہر، بہترین باپ، بہترین داماد غرض کہ الفاظ نہیں کہ اُنکی حقیقی تعریف کی جائے حضرت علیؑ کے قول کے مطابق "دنیا میں ایسے رہو کہ لوگ ملنے کے مشتاق رہیں اور جب چلے جاؤ تو لوگ تمہیں یاد کریں"۔

انہوں نے ایسی ہی زندگی بسر کی بچوں میں بچہ جوانوں میں جوان اور بزرگوں میں بزرگ اور عالموں میں عالم تھے۔ مختصراً پابند شرع خوش گفتار، حلیم الطبع، منکسر المزاج، بردبار، ملنسار، غریب پرور، غریب نواز ائمہؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ضرورت مندوں کی خفیہ طور پر مدد کرتے تھے۔ کہ اب شہادت کے بعد اس راز سے پردہ اٹھا ہے۔ جھوٹ کبھی مذاق میں بھی نہیں بولتے تھے۔ ایک بار ایک ضرورت مند آیا شہید کے پاس ان دنوں فقط دو سو روپے تھے جھوٹ گوارا نہ تھا اس لئے اس سے کہا کہ میرے پاس صرف دوسو روپے ہیں۔ سو تم رکھ لو اور سو میں رکھ لیتا ہوں تمہارا بھی اللہ مالک ہے اور میرا بھی۔ ہر ممکن طور پر بس "طاہر" رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسلیے سڑک پر بھی اتنی احتیاط سے چلتے کہ کوئی چھینٹ نہ آئے۔ طہارت و پاکیزگی کی تقریباً آخری حدوں پر تھے۔ زندگی کی دعائیں دیتے اور زندہ رہنا چاہتے تھے۔ انتہائی مہمان نواز تھے گھر میں کچھ نہ ہو تو بھی مہمان کو کھانا کھلائے بغیر جانے نہ دیتے۔ شہادت کے دن گھر میں بھانجا ملنے آیا ہوا تھا۔ تقریباً ۴ بجے اسکول سے گھر آئے۔ زوجہ نے کھانے کا پوچھا تو بولے کہ نہیں پہلے میں نہاؤں گا اگر وقت بچے گا تو کھانا کھاؤں گا۔

شہید طہارت کے معاملے میں بہت سخت تھے تقریباً سوا یا ڈیڑھ گھنٹے تک نہایا کرتے تھے کہ شرعی طور پر بہت سے لوگوں کی نماز کے وہ ذمہ دار تھے۔ اس دن بھی حسب معمول غسل کر کے نکلے تو وقت دیکھ کر بولے کہ نہیں ابھی کھانا نہیں کھاؤں گا چائے دیدو۔ زوجہ نے چائے بننے رکھ دی تو بچوں کو ٹیوشن پر چھوڑنے کے لئے جانے لگے ملنے والی آئی ہوئی تھیں انہوں نے کہا کہ بچے اب کچھ بڑے ہو گئے ہیں اکیلا بھیجا کریں تو فوراً بولے نہیں میں کم از کم تین سال تک اپنے بچوں کو خود چھوڑ کر آؤں گا۔ چھوڑ کر آئے تو چائے اور ڈبل روٹی کا سلائس لیا۔ گھر سے نکلتے ہوئے متعدد بار اپنی

زوجہ کو خدا حافظ کہتے رہے زوجہ سے کہا کہ بھانجے کو روک لینا رات کو میں نماز پڑھا کر آتا ہوں ساتھ کھانا کھائیں گے۔ باوضو تھے جیب میں تسبیح تھی جو کہ ہمیشہ رہتی تھی "آؤ آ کر دروازہ بند کرلو" زوجہ کو کہا پیچھے آئیں تو پلٹ کر حسب عادت دو تین بار خدا حافظ کہا۔ انہوں نے دروازہ بند کرلیا۔

حسب معمول وہ عرشی شاپنگ مال کے نزد بس اسٹاپ تک پہنچ کر کھڑے مسجد پہنچنے کیلئے بس کے منتظر تھے یزید لعین نے مولاؐ کے اس ذاکر کو پکڑلیا۔ سر اور دل پر گولیاں ماریں اتباع حسینی کا یہ زندہ نمونہ وقت شہادت نماز کی طرف تھا وہ جس نے انتہائی پاکیزہ زندگی گزاری۔ کبھی کسی تحریک تنظیم میں شامل نہ رہے بجز تحریک محمدؐ و آل محمدؐ کے۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھایا ہر مکتبہ فکر نے شہید سے محبت کی ہے اتنا پاکیزہ لہو کہ جسکی تاثیر نے عالم کے نظام کو بدل کر رکھ دیا۔ جسکے لہو اور بے گناہی نے شیطان بزرگ کو بھی ہلا کر رکھ دیا جسکے جاتے ہی عتاب الٰہی نے اپنی جھلک دکھانا شروع کردی ہے۔

اے بنی آدمؑ نگاہِ قلب سے بغور دیکھ!

کربلا برپا تھی کل کربلا برپا ہے آج

کربلا برپا رہے گی تاابد محشر تک

زندگی حقیقی زندگی کا حامل شہید۔ مردوں میں زندہ "اگر ایک کے مرنے سے دس زندہ ہوں تو یہ زندگی ہے" اور علی حسنین نقوی سے بڑھ کر کون زندہ ہوگا کہ جس نے اپنی زندگی دے کر پوری قوم کو نئی زندگی دیدی شہید کب مرتے ہیں اور ایسے شہید زندہ تھے زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ سنو ایمان والو!

دعائے نیم شب میں اٹھا کر دونوں ہاتھوں کو

کبھی جو رب سے کچھ مانگو تو ایسی زندگی مانگو

(عالمی امامیہ میگزین کراچی)

اقوال معصومین

"نیکو کاروں کو نیکی کی ضرورت، ضرورت مندوں سے زیادہ ہے کیونکہ نیکی کرنے سے اُنھیں اجر و ثواب اور عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے لہذا جب کوئی نیکی کرتا ہے تو سب سے پہلے خود اپنے حق میں نیکی کرتا ہے"

(حضرت امام محمد تقی علیہ السلام)

"جہالت اور کنجوسی مذموم ترین عادتیں ہیں" (حضرت امام علی نقی علیہ السلام)

"اللہ سے ڈرو اور ہمارے لیے زینت بنو باعث شرمندگی نہ بنو" (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام)

"اگر ہدایت کے طلبگار رہو گے تو ہدایت ملے گی اور اگر ڈھونڈو گے تو پاؤ گے" (حضرت امام مہدی علیہ السلام)

ایک بیٹے کے جذبات

پیارے ابو! مجھ سے کیوں ناراض ہو گئے؟

دنیا سے چلے گئے، خواب میں ہی آجایا کرو۔ اب میں کس کے ساتھ کھیلوں گا۔ کون مجھے اسکول جانے کے لیے بیدار کرے گا؟ ایک معصوم بیٹے کی باتیں، یادیں، جس کا باپ دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بنا (کراچی کے در و دیوار پر خون کے چھینٹے پھیلتے جا رہے ہیں۔ ہر گلی، ہر محلے اور ہر علاقے میں موت کا سناٹا ہے۔ بازاروں میں لوگ ہیں لیکن اُن کے دل بجھے ہوئے اور چہرے خوف زدہ ہیں۔ ہر دروازے کی آڑ سے موت جھانکتی نظر آتی ہے۔ کبھی بیواؤں کی ڈوبتی ابھرتی سسکیاں سنائی دیتی ہیں تو کبھی ماؤں کی آہیں، اُن کی پکار سماعت سے ٹکراتی ہیں تو عجیب بے چینی سی ہوتی ہے اور جب بچوں کی سہمی سہمی نظریں اِدھر اُدھر اپنے باپوں کو تلاش کرتی ہیں تو سنگدل سے سنگدل انسان بھی تھرا جاتا ہے لیکن درندہ صفت انسانوں کے دل نہیں تڑپتے۔ دہشت گردوں کے ہاتھوں اب تک نہ جانے کتنے گھر برباد ہو گئے، کتنی ماؤں کی گود اُجڑ گئی، کتنی سہاگنیں بیوہ ہو گئیں اور کتنے بچے یتیم ہو گئے۔ آئے دن دہشت گردوں کی گولیوں کی زد میں بے گناہ لوگ اپنے پیاروں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اُن پیاروں پر کیا بیت رہی ہے، اس کا احساس ایک معصوم بچے کی دکھ بھری داستان سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ یہ والدین کا اکلوتا بچہ ہے۔ اس معصوم کا پیارا باپ دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔ باپ تو دنیا سے چلا گیا لیکن بیٹا باپ کے بغیر کیسے زندگی گزار رہا ہے۔ کس طرح قدم قدم پر اپنے ابو کو یاد کر رہا ہے۔ اس کا اندازہ معصوم یتیم بیٹے کا حال دل اُسی کی زبانی سُن کو ہو جائے گا)۔

میں وہ بدنصیب بیٹا ہوں، جس کے پیارے ابو کو درندوں نے زبردستی مجھ سے چھین کر کبھی نہ واپس آنے والے جہاں میں بھیج دیا۔

ابو! مجھے آج بھی یاد ہے کہ جب میں چھوٹا سا تھا، آپ مجھے اپنی گود میں لے کر سیر کرانے لے جاتے تھے، اگر کبھی پیدل چلنا پڑتا اور سفر طویل ہوتا تو آپ مجھے چلتے چلتے اپنی گود میں لے لیتے کہ میں آپ کا چھوٹا سا بیٹا کہیں تھک نہ جاؤں اور جب آپ چلتے چلتے تھک جاتے تو بجائے مجھے گود سے اتارنے کے اپنی کاندھوں پر بٹھا لیتے اور یہ سفر اور بھی خوبصورت ہو جاتا تھا۔ جب آپ مجھ سے میری طرح بچوں کی زبان میں باتیں کرتے اور میری اکثر باتوں پر آپ بے ساختہ ہنستے کہ میں اپنے بھولپن میں نہ جانے کس بات کا کیا جواب دیتا تھا۔ مجھے ابھی تک اپنی پہلی سالگرہ یاد ہے، جب آپ نے پورے خاندان اور اپنے دوستوں کو مدعو کیا تھا، اس دن آپ بہت خوش تھے اور بار بار مجھے دوسروں کی گود سے اپنی گود میں لے لیتے تھے، خوب پیار کرتے تھے اور سب سے کہتے کہ یہ میرا بیٹا ہے، بہت ہی پیارا بیٹا...... ! میں اس سالگرہ کی ویڈیو دیکھتا ہوں تو سارے منظر ثابت کرتے ہیں کہ واقعی آپ نے میری سالگرہ کا اہتمام کتنے بڑے پیمانے پر کیا تھا اور اہتمام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

جب میرے اسکول میں داخلے کا وقت آیا تو آپ مجھے کسی بڑے اور اچھے اسکول میں داخل کرانے کے لیے کتنے متفکر تھے تاکہ میرا مستقبل اچھا ہو اور میری بہترین شخصیت بن سکے، ہاں اسکول کا وہ پہلا دن بھی مجھے یاد ہے جب اسکول جانے سے پہلے آپ نے گھر پر یونیفارم میں میرا فوٹو بنایا تھا اور کہا تھا کہ آج میرے بیٹے کا اسکول میں پہلا دن ہے، یہ فوٹو اس کی یادگار رہے گا اور ہاں آپ اور امی جب اسکوٹر پر مجھے اسکول چھوڑنے گئے تھے تو راستے میں اسکوٹر پنکچر ہو گئی تھی اور اسکول ٹائم شروع ہونے میں چند منٹ تھے، آپ نے مجھے اسی پنکچر اسکوٹر پر بٹھا کر پیدل ہی تیزی سے چلنا شروع کیا، امی بھی ساتھ ساتھ تیزی سے پیدل ہی چلی جا رہی تھیں، آپ پسینے میں شرابور تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ کسی بھی طرح وقت پر اسکول پہنچ جائیں، کیوں کہ آج میرے اسکول کا پہلا دن تھا اور بالآخر مجھے اسکول کے گیٹ تک ٹھیک وقت پر لے کر پہنچ گئے تھے، ابو ایسی

محبت تو کم باپ کرتے ہوں گے جیسی آپ کو مجھ سے تھی۔

اسکول کے رزلٹ والے دن آپ نے میری خاطر دفتر سے چھٹی کر لی تھی اور خوش ہو کر کہا تھا کہ میرے بیٹے کا آج رزلٹ ہے اور میں خود اپنے بیٹے کے ساتھ اسکول جاؤں گا، آپ میرے خاطر دیر تک نتیجے کا انتظار کرتے رہے اور جب میرے رزلٹ کا اعلان ہوا تو آپ کی خوشی دیدنی تھی، ایسا لگتا تھا کہ دنیا میں صرف یہی ایک باپ ہے، جس کے بیٹے کا آج رزلٹ آیا ہے، ہم خوشی خوشی گھر آ رہے تھے لیکن میری صرف ایک فرمائش پر آپ نے مجھے باہر کھانا کھلایا اور ہم انجوائے کر کے گھر آئے تھے، راستے میں آپ نے مجھے بیٹ بال لے کر دی تھی اور کہا تھا اب چھٹیوں میں ہم اپنے بیٹے کے ساتھ کرکٹ کھیلیں گے۔ پھر جب آپ بولنگ کراتے تھے تو اس احساس کے ساتھ کہ کہیں کوئی تیز بال آپ کے بیٹے کو زخمی نہ کر دے اور جب میری بولنگ اور آپ کی بیٹنگ کا وقت آتا تو مجھے لگتا تھا کہ آپ جان بوجھ کر جلدی آؤٹ ہو جاتے کہ میرے بیٹے کو کسی بھی طرح صرف خوشی ملے اور کوئی تکلیف نہ ہو، پچھلے سال تو چھٹیوں میں آپ نے بڑے پروگرام بنائے تھے، ہم صبح صبح پارک چلے جاتے اور خوب ورزش سے لطف اندوز ہوتے تھے اور ہاں آپ نے بھی تو اپنی سالانہ چھٹیاں میرے اسکول کی چھٹیوں کے ساتھ لی تھیں کہ ہم خوب اچھی طرح چھٹیاں انجوائے کریں گے اور پھر واقعی ہم نے کئی پکنک منائیں، گیمز کھیلے اور بہت انجوائے کیا تھا مگر آج میں ہوں اور میری تنہائی.....! آپ کی یادیں، آپ کی باتیں، آپ کا پیار اور میٹھی میٹھی ڈانٹ سب کچھ ایک خواب سا ہو کر رہ گیا ہے، سب کچھ ختم ہو گیا اور آپ مجھے چھوڑ کر نہ جانے کہاں چلے گئے اور میں اس دنیا میں آپ کے بغیر بالکل تنہا اور اداس ہو کر رہ گیا ہوں، میرے دوست مجھے بلاتے ہیں، میں نہیں جاتا، امی سمجھاتی ہیں، میں نہیں سمجھ پاتا، خاندان کے لوگ اور آپ کے دوست سب مجھے پیار کرتے ہیں مگر ابو! آپ کی محبت، آپ کی چاہت، آپ کی شفقت کسی کے پاس نہیں ہے۔

ابو.....! کاش میں اس دن اسکول نہ جاتا اور کسی بہانے آپ کو بھی روک لیتا، اگر اس دن ہم دونوں گھر کے قریب والی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے جاتے تو آج بھی ہم ساتھ ساتھ ہوتے۔

مجھے یاد ہے ابو! اس دن آپ صبح بہت جلد سو کر اٹھ گئے تھے، آپ ہی نے مجھے جگایا تھا کہ "بیٹے! اٹھو اسکول کا وقت ہو رہا ہے" ہاں آپ ہی اکثر مجھے اٹھاتے تھے کہ آپ کی آواز میں دوستی اور محبت کا عنصر زیادہ تھا، امی تو بس کچن سے آوازیں دیتی تھیں کہ بیٹے! اٹھو جلدی کرو، جلدی اٹھو مگر آپ میرے سرہانے بیٹھ کر میرے بالوں میں انگلیاں پھیر کر ٹھنڈے میٹھے لہجے میں مجھے اٹھاتے تھے، ہاں اس دن میں آپ کی ایک ہی آواز پر اٹھ گیا تھا اور آپ نے نہ جانے کیوں میری ساری تیاری خود اپنے ہاتھوں سے کی تھی، ناشتے کے بعد میرا بیگ اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اسکول وین تک خود مجھے چھوڑنے بھی آئے تھے اور حسب عادت چپکے سے مجھے دس روپے بھی دیے تھے کہ کولڈ ڈرنک پی لینا۔

جب میں اسکول سے واپس گھر آیا تو سب کچھ ٹھیک تھا، جمعہ کی وجہ سے اسکول کی چھٹی جلدی ہو جاتی ہے، اس لیے بھی میں تقریباً ایک بجے گھر آ گیا تھا، امی نے میری پسند کی ڈش بنائی تھی، میں نے کپڑے تبدیل کیے اور نہانے چلا گیا کہ آپ کا فون آ جائے گا کہ ہاں بیٹا اسکول سے آ گئے، آج پڑھائی کیسی ہوئی، ہوم ورک کیا ملا اور یہ کہ آرام کر کے شام کو ٹھیک وقت پر ٹیوشن کے لیے چلے جانا۔ امی کھانا میز پر لگا چکی تھیں مگر میں باتھ روم میں ہی تھا، گرمی کی وجہ سے کچھ دیر اور نہانا چاہتا تھا، امی بار بار مجھے پکار رہی تھیں کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی، میں بھی اتنی دیر میں نہا کر آ چکا تھا، فون ابو کے دوست کا تھا، انہوں نے نہ جانے کیا بات کہی کہ امی گھبرا گئیں اور ابو کا موبائل نمبر انہیں دیا اور فون بند کرنے کے بعد خود بھی ابو کا موبائل نمبر ملانے لگیں، بار بار ملاتیں لیکن نمبر ملتا تھا نہ ملا، کچھ دیر بعد ماموں کا فون آیا، یقین اور غیر یقینی کی کیفیت تھی، امی بس دعائیں کر رہی تھیں، رو رہی تھیں، دادا، دادی بھی

آ گئے تھے، امی ہر فون پر یہی کہہ رہی تھیں "ہاں ہاں! وہ اسی مسجد میں نماز پڑھتے تھے" ان کا موبائل نہیں مل رہا ہے، ان کے دفتر فون کیا تو وہاں بھی ان کے دیگر ساتھی بھی پریشان تھے، کوئی صحیح بات بتانے کی پوزیشن میں نہ تھا، گھر میں عجیب افسردگی کا عالم تھا، کھانا ٹھنڈا ہو چکا تھا، بھوک مٹ گئی تھی، دعائیں لبوں پر تھیں کہ تقریباً چار بجے ایک فون آیا اور پھر میں، امی، دادا اور دیگر لوگ دیوانہ وار ایدھی سرد خانے کی طرف دوڑے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حادثے کی صرف ایک ہی لاش اب تک آئی ہے، ایک شخص نے کہا کہ آپ چاہیں تو شناخت کر لیں اور وہ لاش میرے پیارے پیارے ابو کی تھی، پھر کیا تھا، سسکیاں چیخوں میں بدل گئیں، آہیں، آنسوؤں میں بہہ گئیں، امی بیہوش ہو چکی تھیں، میں اکیلا رہ گیا تھا، میرے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہوا ہے اور اب کیا ہوگا، میرے ابو بے حس و حرکت پڑے تھے، لوگ مجھے دیکھ کر چمٹاتے اور روتے تھے مگر مجھے تو رونا بھی نہیں آ رہا تھا کہ ابو نے مجھے کبھی رونے نہیں دیا تھا، میں بے حس سا سب کی شکلیں دیکھ رہا تھا، دادا بوڑھے اور بیمار تھے مگر اس دن انہوں نے اتنے بڑے غم کے باوجود مجھے ایک لمحے کے لیے بھی اپنے سے الگ نہیں ہونے دیا، میں نہیں جانتا تھا کہ موت کیا ہوتی ہے، میت کسے کہتے ہیں، قبر اور کفن کیا ہوتا ہے لیکن اس دن مجھے سب کچھ معلوم ہو گیا مگر میں ان تمام حالات میں بھی اپنے ابو کو ڈھونڈ رہا تھا، میں ان کا ہاتھ پکڑ کر گھر جانا چاہتا تھا، میں تھک گیا تھا، میرا دوست مجھے نہیں مل رہا تھا اور کوئی مجھے اس کے پاس جانے نہیں دے رہا تھا، جب بھی میں ابو کی طرف جانے کی کوشش کرتا، کوئی نہ کوئی مجھے چمٹا لیتا اور مجھ سے لپٹ کر یا گود میں لے کر رونے لگتا، وقت گزرتا رہا، نماز جنازہ ہوئی، سب ابو کو لے کر قبرستان گئے اور میں وہاں اپنی سب سے قیمتی اور خوبصورت ہستی کو چھوڑ کر خالی ہاتھ تنہا ہی اپنے گھر آ گیا، گھر پر امی بیہوش تھیں، عجب منظر تھا، ایسا منظر میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اور ہاں وہ رات...... میری زندگی کی پہلی طویل ترین رات جب میں اپنے پیارے ابو کے بغیر نہ جانے کب تک جاگتا رہا اور نہ جانے کب سو گیا۔

میرے ابو، اللہ میاں کے پاس چلے گئے تھے، وہ وہاں چلے گئے تھے جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا، لوگ کہہ رہے تھے کہ وہ جنت میں گئے ہیں، کیوں کہ وہ اللہ کے گھر میں اللہ کے احکامات کی خاطر اور اس کی عبادت کے لیے موجود تھے، جب اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

میرے ابو کا سوئم، چہلم ہو چکا، سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے، اب میں ہوں، امی ہیں اور ابو کی یادیں، باتیں، سسکیاں اور آہیں جو کبھی چیخیں بن جاتی ہیں، میرے ابو جنت میں میرے بغیر اداس ہوں گے اور میں یہاں ان کے بغیر تنہا، اداس اور بے چین ہوں، کسی پل قرار نہیں آتا، ہر آہٹ پر ایسا لگتا ہے کہ ابو آ گئے ہیں، ہر روز شام پونے چھ بجے ایک مخصوص کال بیل کا انتظار کرتا ہوں مگر روزانہ یہ وقت بھی خاموشی سے گزر جاتا ہے اور میں تنہا اپنے ابو کو یاد کر کے روتا اور سسکتا رہ جاتا ہوں، امی بے حال رہتی ہیں، وہ بھی سسکتی رہتی ہیں تھوڑی تھوڑی دیر بعد اچانک مجھے چمٹا کر ہذیانی انداز میں چلانے لگتی ہیں، ابو آپ کیا گئے، سب کچھ چلا گیا، اب شام کے سائے تیزی سے گہرے ہونے لگتے ہیں، اب شام کے ساتھ ہی رات آ جاتی ہے اور جاتے جاتے ہمیں پھر صبح کے حوالے کر جاتی ہے، ہاں اب صبح چڑیاں نہیں چہچہاتیں، اب کوئلیں نہیں کوکتیں، اب مور نہیں ناچتے، اب آپ کے قہقہے نہیں گونجتے، اب ہمارے گھر میں خوشی کا کوئی لمحہ نہیں آتا، ہاں ایک چیز جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی، وہ ہمارے گھر میں آ گئی ہے اور وہ ہے قبرستان کی سی خاموشی...... روتے روتے امی کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے ہیں، کھانا پینا انہیں اچھا نہیں لگتا، رات کو دیر تک جاگتی رہتی ہیں، خلا میں گھورتی رہتی ہیں، میں قریب جاتا ہوں تو چونک کر جلدی سے اپنے آنسو صاف کر کے مجھے اپنے پاس بٹھا لیتی ہیں اور پھر زور زور سے رونے لگتی ہیں۔

اسکول کی چھٹیاں شروع ہو گئی ہیں مگر ابو کے نہ ہونے سے ہر طرف ویرانی ہے، کوئی خوشی، کوئی پروگرام، کوئی گیم، کوئی پکنک نہیں اور اب

تو بارشوں کا موسم بھی آ رہا ہے، بارشیں ہوں گی اور میں پچھلی چھٹیوں کی بارشوں کو یاد کر کے اکیلا بیٹھا رہوں گا اور ابو کو یاد کرتا رہوں گا کہ جب میں، ابو گھنٹوں چھت پر نہاتے تھے، بال کھیلتے تھے، امی چائے، پکوڑے لے کر چھت پر ہی آ جاتی تھیں اور دیر تک ہم وہیں بیٹھے رہتے تھے۔

مگر میں چھت پر جاتے ہوئے خوف محسوس کرتا ہوں،

تنہائی کا خوف،

اکیلے پن کا خوف.......

اب چھٹیوں کے بعد اسکول کیسے جاؤں گا،

ابو ہی مجھے صبح جگاتے تھے، بیگ بھی ابو ہی لے کر وین تک جاتے تھے

اور چپکے سے دس روپے بھی دیتے کہ کولڈ ڈرنک پی لینا

مگر اب پینے کے لیے صرف گرم گرم آنسو ہی رہ گئے ہیں،

خدا حافظ ابو! خدا حافظ.....! ٹاٹا.....

(روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۲ء)

جناب ایم اے ایچ اصفہانی کا ایک عدالتی بیان

سندھ بلوچستان ہائی کورٹ متفرق درخواست نمبر 11/1968 محترمہ شریں جناح کی جانب سے دائر درخواست برائے جانشینی سرٹیفکٹ بسلسلہ ترکہ فاطمہ جناح متوفیہ کے سلسلے میں ایم اے ایچ اصفہانی نے بطور گواہ نمبر ا عدالت کو بتایا کہ ” اتوار (۸ جولائی ۱۹۶۷ء) کی ایک سہ پہر کو میں دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کر رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھے اُٹھایا۔ جاگ جانے پر اُنہیں نے مجھے بتایا کہ ایک بری خبر آئی ہے۔ مسٹر کے ایچ خورشید نے محترمہ فاطمہ جناح کے گھر سے میرے لئے فون پر ان کے موت کی خبر چھوڑی تھی اور درخواست کی تھی کہ مجھے جلد از جلد محترمہ کی رہائش گاہ پر پہنچنا چاہیے۔ میں پہنچا اور ان کی تدفین کے تمام انتظامات میں نے خود کئے۔

اُنہیں شیعہ طریقہ کے مطابق غسل دیا گیا۔ نماز جنازہ مولانا ابن حسن جارچوی نے پڑھائی جو ایک شیعہ مولوی ہیں۔ دعا کے بعد جسد خاکی ریاست کے سپرد کر دیا گیا۔ جنازہ سرکاری انتظامات کے تحت پولو گراؤنڈ لے جایا گیا، جہاں ایک اور نماز جنازہ ہوئی جس میں سب لوگ شریک ہوئے۔ اس کے بعد ان کا پر ہجوم جنازہ مزار قائد اعظم پر لے جایا گیا جہاں اُنہیں ایک دن پہلے میری منتخب کی ہوئی جگہ پر دفن کیا گیا۔ ان کا جسم میں نے قبر میں اُتارا۔ میری موجودگی میں تلقین پڑھی گئی جو ایک شیعہ رسم ہے۔“

(ص ۲۵ قائداعظم کے خاندانی تنازعے مصنف خالد احمد

پرنٹ لائن پبلشرز لاہور پہلا ایڈیشن سن اشاعت اپریل ۲۰۰۰)

ایک بیٹی کی یادداشت

غمناک یادداشت

تحریر: مہم مرزا ملک

شوکت مرزا، سربراہ منتظم پاکستان اسٹیٹ آئل، جو 26 جولائی کو گولی کا نشانہ بن گئے جن کے قاتلوں کا آج تک سراغ نہ ملا۔ اس روز کو یاد کرتے رہنا جس دن ہم لوگوں کی زندگیاں تباہ ہوگئیں، یہ ایک صبر آزما امتحان تھا جس سے اب تک ہم لوگوں کو کسی فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچنا باقی ہے۔ ابھی بھی مجھے اپنے شوہر کا فون آنا یاد ہے جب 26 جولائی کے بھیانک دن کی صبح 9 بجے ہمیں بتایا گیا کہ تمھارے باپ کو گولی ماردی گئی ہے۔ ان کے الفاظ سخت اذیت ناک، دل توڑنے والے تھے۔ میرا دل تو جم کر ہی رہ گیا، پیٹ میں مروڑ شروع ہوگیا اور ٹانگوں میں لڑکھڑاہٹ آگئی، اور مجھے رولائی پر رولائی آنے لگی اور اس کے علاوہ میں کچھ نہ کرسکی۔ ایسی بے آسی کے عالم میں میں نے کچھ بولنا چاہا، لیکن بولا ہی نہ گیا۔ ایک طرف کان میں فون کو چپکائے ہوئے میں نے جلدی سے اپنے کو بدلنے کی کوشش کی، بغیر یہ جانتے ہوئے کہ میں کدھر جارہی ہوں یا کیا کررہی ہوں۔ میں تو ڈر سی گئی بلکہ بہت زیادہ ڈر لگنے لگا۔ اب میں جان گئی تھی کہ وہ تو رخصت ہوگئے تھے۔ بس صرف یہی پتہ چلا تھا۔ اب میں اپنے چار سالہ بچے کو کیا بتاؤں؟ نو ماہ والے کو تو پتہ بھی نہ تھا کہ کیا ہوگیا تھا۔ مجھے بھی اس بارے میں بات کرتے ہوئے ڈر لگ رہا تھا کہ کیا واقعہ ہوگیا ہے، جیسے اونچی آواز میں کہنے پر حقیقت پُرمنی ہوجاتی جو پہلے ہی حقیقت ہو چکی تھی۔ ابھی بھی ہمیں کچھ کہتے ہوئے تکلیف محسوس ہوتی ہے اور کاش کہ گھڑی کو میں پیچھے کر سکنے کے لائق ہوتی۔

اپنی والدہ کو مجھے اسلام آباد فون کرنا پڑا۔ اب میں ان سے کیا کہوں؟ ایسی المناک سنانی کیسے سناؤں؟ کسی صورت سے جب میں نے فون کرہی لیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ رو رہی تھیں اور مجھ سے پوچھنے لگیں کہ کیا وہ ٹھیک تھے اور کیا میری ملاقات ان سے ہوئی میں نے کہا کہ ہم لوگ ان کے پاس اب جانے والے تھے لیکن اس وقت میں یہ نہ بتا سکی کہ معلوم نہیں وہ کس جگہ پہ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پہلی پرواز سے واپس آرہی تھیں

میں فی الفور گھر سے باہر نکل گئی میرے پیارے قابل احترام باپ دل و جان سے عزیز کہاں تھے؟ کیا کسی جسمانی تکلیف یا درد کی اذیت میں بے قرار تو نہ تھے۔ بس یہی باتوں کو میں سوچ سکتی تھی ہم لوگوں کو یہ تک پتہ نہ تھا کہ یہ وحشیانہ واقعہ کس جگہ ہوا، اور وہ کس ہسپتال میں لے جائے گئے۔ اپنی بہن اور بہنوئی کو ساتھ لے کر اور گاڑی چلاتے ہوئے ان کو تلاش بھی کرنا اپنی جگہ کیا کم ذہنی کوفت کا باعث تھا کہ آخر کار ہمیں بتایا گیا کہ وہ جناح ہسپتال میں تھے۔ اس وقت تک ہمیں یہ بتایا گیا کہ وہ ٹھیک تھے لیکن کسی صورت سے میں نے جان لیا تھا کہ ہمارے بابا ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے تھے۔ ابھی بھی جو میں کافی مہینوں کے بعد یہ لکھ رہی ہوں اس منحوس دن کو گذرے ہوئے، میرا ہاتھ کانپ رہا ہے اور آنسو میری آنکھوں میں امڈ آرہا ہے۔ جیسے ہی میں ان کی طرف بڑھی اپنے بھائی کو میں نے اپنے شوہر کے ساتھ کھڑے ہوئے دیکھا، دونوں ایک دوسرے کو لپٹائے ہوئے تھے جب میری نظر پڑی تو ایسا محسوس ہوا کہ وہ دونوں مسکرا رہے تھے ہوسکتا ہے کہ وہ ابھی پرامید ہوں، کہیں زندہ ہی نہ ہوں۔ لیکن جیسے ہی میں ان کے نزدیک ہوئی میں نے دیکھا کہ وہ مسکرا نہیں رہے تھے ان کے چہروں پر شدید تکلیف کی وجہ سے مروڑ جیسی کیفیت ہوگئی تھی، کیونکہ جس بات کا علم نہیں ہوا تھا مجھے، وہ ان پر عیاں ہوچکی تھی۔ میرے چھوٹے بھائی نے اور تو کچھ نہ کیا صرف سر کو جھکا دیا۔ بس میں تو پٹ سے زمین پر گر پڑی اور جی چاہا کہ مرجاؤں۔ میرا بچپنا میری آنکھوں کے سامنے بجلی کے مانند کوند گیا۔ پھر تو ہم تینوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

میں نے چاہا کہ میں چیخ مار کر رو پڑوں، زمین پر گر کر سر کو ٹکرا کر دے ماروں، چیخوں اور چلاؤں۔ ایسا کیسے ہو گیا؟ میں سمجھتی تھی کہ اس طرح کی باتیں تو فلموں میں ہوتی تھیں، ہم لوگوں کے ساتھ تو نہیں ہو سکتی تھیں۔ زندگی اتنی غیر مناسب تو نہیں ہے مجھے تو کسی صورت سے ان کو دیکھنا تھا۔ میں نے پر زور مطالبہ کیا کہ مجھے ان کو دکھاؤ، لیکن ہمیں یہ بتایا گیا کہ ان کا ابھی ایکسرے ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر تک ہم نے انتظار کیا، لیکن ایک جم غفیر وہاں جمع ہو گیا، اور ان لوگوں نے ہمیں گھر جانے پر زور دیکر گھر بھیج دیا۔ ان لوگوں نے میرے باپ کو ہمیں دیکھنے بھی نہ دیا۔ میں کتنی خواہشمند تھی کہ دیکھ تو لیتی تا کہ ان کو لپٹا لیتی، اور آخری بار ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی، تھوڑی ہی دیر کے لیے صحیح، لیکن میں ایسا نہ کر سکی۔

کس طرح اور کیونکر میرے باپ جو ہمارے مشیر، محبوب، ناصح، مثل غازی اور دوست کے تھے ہم لوگوں کو یوں چھوڑ سکتے تھے؟ خدا کس طرح ان کو ہم لوگوں سے لے سکتا ہے؟

''براہ کرم اے آغا جی واپس آ جاؤ،

مہربان من، آ بھی جاؤ''

اپنے آپ میں یہی، بار بار کہہ سکی

''ہم لوگوں کو آپ نہ چھوڑیں، نہ چھوڑیں، مجھے نہ چھوڑیں۔۔۔۔

آپ کے بغیر ہم لوگ نہیں رہ سکتے ہیں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی''

ہم لوگوں کے گھر کی روشنی ہمیشہ کے لیے گل ہو گئی تھی۔

بیش بہا جوہر ہم لوگوں کا یہاں سے چرا لیا گیا تھا۔

اب صرف ایک ہی راستہ تھا

جس کے ذریعہ میں کبھی بھی دیکھ سکتی تھی،

بغل گیر ہو سکتی تھی یا بات کر سکتی تھی

اور وہ موت تھی صرف یہ راستہ تھا،

اس پر مجھے کسی طرح یقین نہیں ہو سکا

اس حقیقت پر میں کیسے راضی ہو جاؤں کہ

میں ان کو کبھی بھی نہ دیکھوں گی،

نہ بات کر پاؤں گی، نہ ان کی ہنسی سن سکوں گی،

نہ تو محبت بھری بات اور آواز اور

نہ ان کا پر از یقین، راہ نما مشورہ

میرا ذہن سمجھنے سے قاصر تھا

میں نے بار بار پڑھا اور سمجھنے کی کوشش کی کہ

موت کیا ہے، اور جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں
ان کے لیے یہ کیا چیز ہے
بلکہ ابھی بھی یہ محسوس کرتی ہوں کہ خدا سے دریافت کروں کہ
''آخر ہم لوگ ہی کیوں؟ وہ ہی کیوں؟''

اتنے دیدہ زیب، خیال کرنے والے، مجبتی، سادہ پسند، صابر، مہربان شریف النفس، انسان تھے مجھے یہ بتایا گیا کہ خدا اسی کو لے لیتا ہے جس کو سب سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ کیا اس بات سے تسلی ہو سکتی ہے؟ کیا اس کی وجہ سے وہ پھر واپس آ سکتے ہیں۔

میں اپنا سر صرف خدا کے حضور جھکا سکتی ہوں فرمانبرداری کے تحت اور عرض کر سکتی ہوں کہ ہم لوگوں پر رحم فرمائیں۔ معاف فرمادے اور پھر ہم لوگوں کو اس آزمائش میں نہ ڈالیں۔ میں صرف مؤدبانہ عرض اور عذر خواہی کے طور پر معافی مانگ سکتی ہوں۔ ہر اس بات اور چیز کے لیے اس دعا کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ کسی کو بھی اس قسم کی دردناک اذیت اور تکلیف میں مبتلا نہ کیا جائے ان کی زندگی کو انسانوں نے قطع کر دیا، اور ابھی بھی ہمیں یقین نہیں آرہا ہے کہ اس طرح کی کاروائی میں خدائی اجازت شامل تھی، جس طرح موت میں عام طور پر ہوتی ہے۔ میں اپنی اس ناراضی کو کیا کروں سوائے اس کے کہ ان کے قاتلوں اور سازشیوں کو دائمی جہنم کی آگ جلاتی رہے جب میں رات کو سوتی ہوں تو دعا کرتی ہوں دلی خواہش کے ساتھ کہ میں ان کو خواب میں دیکھوں دن میں سارا دن بھی اسی لیے سونا چاہتی ہوں کہ صرف ان کو دیکھ لوں اسی طرح میری زندگی 26 جولائی سے گذر رہی ہے۔

انہوں نے اپنی زندگی ملک اور اس کے لوگوں کے لیے وقف کر دی تھی۔ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ ایمانداری اور ایمان کو درست خیال کر تے تھے۔ رشوت ستانی اور بداخلاقی کو حقارت بھری نظر سے دیکھتے تھے خواہ مختصر ترین درجہ کی ہی کیوں نہ ہو (ان کا ادارہ) انگرو کا بنایا ہوا قلم وہ کسی کو نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے ایسا کرنے کا وہ حق نہیں رکھتے تھے، بلکہ اگر ہم لوگ ان سے طلب کرتے تھے تو دینے کے بجائے وہ خرید کر دیتے تھے شادی کے تحفے جو ہمیں ملے تھے اور حد سے زیادہ گران تھے، انہوں نے اس لیے سب کے سب واپس کرادیے کہ دینے والے کی اس کے پیچھے نیت یہ تھی کہ ان سے کوئی خاص اعانت طلب کرے جو درست نہ تھا۔ انہوں نے ہم لوگوں کو تعلیم دی تھی کہ اپنے آپ کو مسلمان کہو، لیکن کبھی مذہبی فرقوں کے بارے میں بحث و مباحثہ میں حصہ نہ لو۔ اپنے کو پاکستانی سمجھو اور محسوس بھی ایسا ہی کرو، لیکن کبھی بھی عیسائی خیالات کو اہمیت مت دو۔

انہوں نے ہم لوگوں کو یہ سکھایا تھا کہ ہمیشہ کوشش کر کے دوسروں سے برتری حاصل کرو اور جو بھی اپنے پاس ہے اس میں فیاضی دکھلاؤ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر دماغ کو نہ الجھاؤ۔ انہوں نے مزید یہ کہا کہ معافی طلب کرنے میں پہل کرو، اور اگر اعزہ اور دوستوں کے ساتھ کسی معاملہ میں کوئی بات ہو گئی ہو تو کوشش کر کے سلجھالو۔ اپنی حیثیت سے گرا ہوا کام مت کرو اور دوسروں کی غلطیوں اور کمزوریوں پر غیر ہمدردانہ رویہ اختیار مت کرو۔ ہر قیمت پر اپنے خاندانی اعزہ کو ملا کر رکھو یہ سبق بھی انہوں نے ہم لوگوں کو دیا، ان سے ملتے جلتے رہو، ناداروں کی مدد کرو، اور بدقسمتی کے مارے ہوئے عزیزوں پر مہربانی سے پیش آؤ۔ اور ضرورت مندوں کی طرف دست شفقت دراز کرو، اور قصور کرنے والوں کے ساتھ ایمانداری اور راست بازی پر عمل کرو عام لوگوں کو تعلیم سے آراستہ کرنے کی تلقین کرتے تھے جہاں تک ممکن ہو، کیوں کہ تعلیم ہی ترقی حاصل کرنے کا راز ہے، بلکہ فی الحقیقت زندگی بخشنے کا ہمیشہ صبر اختیار کرو اور قوت برداشت اپنے میں پیدا کرو، اور جب کسی بات کے بارے میں غور کرو تو دل سے مت سوچو بلکہ

دماغ سے، وہ کہتے تھے کہ یہ اہم بات ہے کہ زندہ رہنے کے لیے کوئی سبب چاہیے، بلکہ ایک ہدف اور کھلی بصارت، ہمیشہ دوسروں سے بہتر بننے کی کوشش کرتے رہو۔

میرا چار سالہ بچہ اپنے بغل میں اپنے نانا جان کی تصویر لے کر سوتا ہے اس کے ہر دل عزیز محبت کرنے والا نانا جو اسے عام بسوں میں ساتھ لے کر یا ٹیکسی یا رکشہ میں بٹھا کر سندباد پارک یا لمبی سیر مختصر یہ کہ جہاں وہ جانے کو کہتا جاتے تھے۔ ہر کس و ناکس سے اپنی پوری زندگی فرداً فرداً ان کے تعلقات تھے۔ صحیح معنوں میں وہ ہر اس صفت سے متصف تھے جو ایک نانا میں ہونی چاہیے۔ میرا بچہ مجھ سے کہتا رہتا ہے کہ اس کی دلی خواہش ہے کہ کسی صورت سے وہ واپس آجاتے، بلکہ وہ خداوند عالم سے التجا کرتا ہے کہ انہیں واپس بھیج دے۔ اس کو یہ یقین آ ہی نہیں سکتا ہے کہ وہ ان کو کبھی بھی نہیں دیکھے گا۔ وہ آسمانوں کی تصاویر دو اشخاص کے ساتھ بناتا ہے، ایک خدا دوسرا نانا جان۔ اس کو حیرانی ہے کہ کیا اس کے بابا اور ماما کو بھی لے لیا جائے گا۔ خود اس کا کمرہ بے شمار بڑے حجم کی بنی ہوئی تصاویر خود اس کی اپنی اور اس کے نانا جان کے ساتھ بھرا پڑا ہے تاکہ وہ ان کو بھول نہ جائے۔ وہ مجھ سے اس بات پر لڑتا ہے کہ یقین کے ساتھ یہ بات کہی جائے کہ اس کے کمرہ میں اس کے نانا جان کی تصاویر دوسرے کمروں کے مقابلہ میں زیادہ رکھی ہوئی ہیں۔ میرے چھوٹے بیٹے کو اس بات کا موقع ہی میسر نہ آیا یہ جاننے کا کہ اس کے نانا کی ہستی کتنی عظیم تھی، شخصیت عجیب و غریب، رحم دل، اپنے قسم کے آپ نانا تھے میرے پاس تو اب صرف تصاویر ہیں جو اسے دکھا سکتی ہوں۔

وہ مجھ سے دریافت کرتا ہے کہ کوئی کسی کو گولی کیوں مارتا ہے خاص کر اس کے نانا جان کو جو اتنے بڑے آدمی تھے؟ میں اسکو کیا بتاؤں؟ یہ کہ ہم لوگوں کے معاشرے کی اصلی بنیاد ہی بکھر گئی ہے۔ کیا وہ یہ بات سمجھ سکتا ہے؟ اور یہ کہ ہم لوگوں کو اپنے آپ اس بات پر شرم آنی چاہیے، بلکہ قوم کو۔ کیا وہ اس بات کو سمجھ سکتا ہے؟ میں اس کو اور کیا جواب دوں جب مجھے خود ہی کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں اس کو کیا بتاؤں کہ ہم لوگوں کو اپنے ملک پر فخر کرنا چاہیے جبکہ اس کے نانا جان کو یہاں کے رہنے والوں نے ہم لوگوں سے چھین لیا ہے۔ میں یہ اس کو کیسے بتاؤں کہ پاکستان میں رہو زندگی گذارو اور اسی کے لیے مرو، جبکہ یہ ملک اس قابل نہ رہا۔ میں اس کو کیسے بتاؤں کہ آزادی والے دن کو نہ تو میں اپنے مکان کے اوپر پاکستانی جھنڈا لگانا چاہتی ہوں اور نہ اپنی گاڑی کے اوپر، کس قیمت پر، میں کیسے بتاؤں کہ اب قومی ترانے نہ گاؤ۔

میں اپنے دونوں بچوں کو اب صرف یہ سکھانا چاہتی ہوں کہ جب تک اشد ضرورت ہے تو یہاں رہو اس کے بعد یہاں سے نکل جاؤ یہی بہتر ہے کہ دنیا کے کسی دوسرے ملک میں بطور دوسرے درجے کے شہری بن کر رہنا جہاں زندگی تو محفوظ ہو اور یقین بھی ہو۔ میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہیں رہوں اور یہ داستان بار بار بیان کرتی رہوں۔ اس نے تو ہم لوگوں کی زندگی کو ہمیشہ کے لیے مجروح کر دیا ہے۔

ایک لمحہ میں ہم لوگوں کی زندگیاں پارہ پارہ ہو کر رہ گئی ہیں، اور نہ تو ہم ہنس سکتے ہیں اور نہ وہ زندگی گزار سکتے ہیں جیسی گزارتے تھے۔

کوئی بھی کسی دور دراز واسطہ سے یہ ادراک کر سکتا ہے کہ ہم لوگوں پر کیا گذر گئی۔ میں اپنی والدہ کو جب دیکھتی ہوں اور میرا دل دکھ سے بھر جاتا ہے۔ وہ ایسے واقعہ کی سزاوار نہیں تھیں۔ جب بھائی پر نظر پڑتی ہے تو تڑپ جاتی ہوں کہ ابھی اس کو باپ کی ضرورت تھی۔ بہن کو دیکھ کر میرا بھی حال ہوتا ہے کہ اس کے بچے اپنے نانا جان کو کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ یا میرے بچے یہ نہ جان سکیں گے کہ وہ ایک خاص الخاص انسان تھے۔ مجھے اپنے اوپر بھی افسوس آتا ہے کہ میں اس پر کیف لمحات، اچھے اور برے وقت، بچوں کی نشوونما، ان کی بالیدگی، ان کی خوشیاں، ترقی کو اپنے باپ کے ساتھ نہ دے سکی۔ میں ایسا محسوس کرتی ہوں جیسے کوئی اپاہج اپنی بیساکھی کھو بیٹھا ہے۔

آخر ہم لوگ اتنے ظالم اور جنگلی نما قوم کیوں ہیں؟
ہم لوگ تو مسلمان ہیں
لیکن
ہم اور کچھ سوچتے ہی نہیں ہیں
سوائے اپنے ہی مسلمان ساتھیوں کو جان سے مارنے کے علاوہ
پھر دوسرے ممالک میں
دوسرے مذاہب کے لوگ
جب مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں تو
اس کے بارے میں گفتگو کرنے کی کیا ضرورت ہے؟
مقصد کیا ہے؟
ہم لوگوں نے ایسے وحشی نما انسان کیوں بنائے ہیں؟
کیا قاتلوں کی مائیں، باپ، بہنیں، بھائی اور بیٹے بیٹیاں نہیں ہوتے ہیں
؟مذہب نے جو قوت برداشت اور صبر کی تعلیم دی ہے وہ کیا ہوئی؟
ہم لوگ صرف خدا ہی کو پکار کر عبادت کر کے
التجا کر سکتے ہیں کہ اس ملک کو بچائیں
بشرطیکہ یہ بچانے کے لائق ہو۔

(ہیرالڈ کراچی شمارہ جنوری ۲۰۰۲)

ہر چند اہل جور نے چاہا یہ بارہا ہوجائے محو یاد شہیدان کربلا
باقی رہے نہ نام زمیں پر حسینؑ کا لیکن کسی کا زور عزیزو نہ چل سکا
عباسؑ نامور کے لہو سے دُھلا ہوا
اب بھی حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا

(جوش)

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو اب حشر اُٹھا کیوں نہیں دیتے
فیض احمد فیض

عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جان

maablib.org

ایک ہی سانحہ میں شہید ہونے والے باپ بیٹے

☆

ایک ہی سانحہ میں شہید ہونے والے بھائی

☆

مختلف مقامات پر شہید ہونے والے بھائی

☆

ایک ہی/مختلف مقامات پر شہید ہونے والے رشتہ دار

☆

maablib.org

خوف کا علاج

جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو، تو اس میں پھاند پڑو کہ زیادہ خوف و احتیاط خطرہ سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے

(۱۷۵ کلمات حکمت ص ۸۶۱ نہج البلاغہ ترجمہ مفتی جعفر حسین / ص ۶۹۳ ترجمہ علامہ ذیشان حیدر جوادی)

باپ بیٹے جو ایک ہی سانحہ میں شہید ہوئے

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	رشتہ
گلزار حسین	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰ	باپ
ارشاد گلزار	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰ	بیٹا
مولانا سید رضی حیدر نجفی	۱۲ ستمبر ۲۰۰۱	گذری روڈ	باپ
سید عباس حیدر	۱۲ ستمبر ۲۰۰۱	گذری روڈ	بیٹا
محمد صادق حسین شاہ	۲۲ فروری ۲۰۰۱	الفلاح سوسائٹی	باپ
عابد حسین شاہ	۲۲ فروری ۲۰۰۱	الفلاح سوسائٹی	بیٹا
سید وقار حسین نقوی ایڈوکیٹ	۱۶ اپریل ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ	باپ
سید ارصاد مہدی نقوی	۱۶ اپریل ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ	بیٹا
سید حسنین نقوی	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُرّ	باپ
سید صفدر حسین نقوی	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُرّ	بیٹا
حاجی سفر علی بنگش	۲۶ اکتوبر ۱۹۹۸	ٹمبر مارکیٹ	باپ
رجب علی بنگش	۲۶ اکتوبر ۱۹۹۸	ٹمبر مارکیٹ	بیٹا
مرزا سرفراز حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفل ابوالفضل عباسؑ	باپ
مرزا باقر حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفل ابوالفضل عباسؑ	بیٹا
مرزا کامل حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفل ابوالفضل عباسؑ	بیٹا
سید اشرف علی نقوی	۱۰ اگست ۱۹۹۴	نقوی پریس	باپ
سید جعفر رضا نقوی	۱۰ اگست ۱۹۹۴	نقوی پریس	بیٹا

سگے بھائی جو ایک ہی سانحہ میں شہید ہوئے

شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت	رشتہ
ساجد علی ولد عبدالغفار	۱۳ جولائی ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ	بھائی
محمد علی ولد عبدالغفار	۱۳ جولائی ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ	بھائی
بشیر احمد ولد احمد دین	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ محمود آباد	بھائی
نذیر احمد ولد احمد دین	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ محمود آباد	بھائی
اسد علی ولد حاجی تقی	۲۷ ستمبر ۱۹۹۷	سبحان بیکری، ناظم آباد	بھائی
محمد حسین ولد حاجی تقی	۲۷ ستمبر ۱۹۹۷	شاندار بیکری، ناظم آباد	بھائی
مرزا کامل علی ولد مرزا سرفراز علی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد وامام بارگاہ ابوالفضل عباس	بھائی
مرزا باقر علی ولد مرزا سرفراز علی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد وامام بارگاہ ابوالفضل عباس	بھائی
آغا مسعود رضا ولد سید محمد آغا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	سیکٹر 16/A بفرزون	بھائی
آغا محمود رضا ولد سید محمد آغا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	سیکٹر 16/A بفرزون	بھائی
آغا اسد رضا ولد سید محمد آغا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	سیکٹر 16/A بفرزون	بھائی
آغا یاسر رضا ولد سید محمد آغا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	سیکٹر 16/A بفرزون	بھائی
سید رضا عباس ولد جعفر عباس	۴ فروری ۱۹۹۵	علی ہومز، نیو کراچی	بھائی
سید اختر عباس ولد جعفر عباس	۴ فروری ۱۹۹۵	علی ہومز، نیو کراچی	بھائی

سگے بھائی جو مختلف مقامات پر شہید ہوئے

شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت	رشتہ
آغا غلام حیدر ولد سید رضی حیدر	۱۳ جولائی ۲۰۰۳	حیدری مسجد، سندھ مدرسۃ الاسلام	بھائی
آغا حیدر عباس ولد سید رضی حیدر	۱۹ مارچ ۱۹۸۳	مرکزی امام بارگاہ، لیاقت آباد	بھائی
سید دلاور عباس ولد سید اشتیاق حسین	۲۲ ستمبر ۱۹۹۹	نیو کراچی	بھائی
سید ظفر عباس	۳۰ اگست ۱۹۹۵	نیو کراچی	بھائی
ڈاکٹر اقتدار ساجد نقوی	۳۰ مئی ۱۹۹۷	کورنگی	بھائی
ڈاکٹر ذوالفقار حیدر	۲۷ جولائی ۱۹۹۴	کورنگی	بھائی
حمید علی بھوجانی ولد نور محمد بھوجانی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد وامام بارگاہ مخفلِ مرتضیٰ	بھائی
شوکت علی بھوجانی	۱۹ اکتوبر ۱۹۹۴	سولجر بازار	بھائی

کسی کو بلاوجہ چھیڑنا ہماری عادت نہیں مگر چھیڑنے والے کو چھوڑنا بھی ہماری عادت کے برخلاف ہے۔

(شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ، سفیر نور، ص ۱۳۱)

رشتہ دار جو ایک ہی/ مختلف مقام پر شہید ہوئے

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	رشتہ
غلام حسین سہراب	۲۷ فروری ۲۰۰۳	سبحان بیکری، لائٹ ہاؤس	چچا
محمد باقر مرچنٹ	۲۷ فروری ۲۰۰۳	سبحان بیکری، لائٹ ہاؤس	بھتیجے
انور علی مرچنٹ	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفل مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس	عم زاد
حمید علی بھوجانی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفل مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس	عم زاد
محمد محسن	۱۰ اگست ۱۹۹۴	سعید آباد	عم زاد
محمد حسین	۱۰ اگست ۱۹۹۴	سعید آباد	عم زاد
آل مہدی	۱۶ جولائی ۱۹۹۴	لانڈھی بس اسٹاپ سے اغوا کیا لاشیں ایدھی ہوم سے ملیں	ماموں
انصار جعفری	۱۶ جولائی ۱۹۹۴	لانڈھی بس اسٹاپ سے اغوا کیا لاشیں ایدھی ہوم سے ملیں	بھانجے
عدیل رضا	۱۸ جون ۱۹۹۴	گودھرا کیمپ، نیو کراچی	چچا
وقار رضا	۱۸ جون ۱۹۹۴	گودھرا کیمپ، نیو کراچی	بھتیجے
دیگر			
حاجی سفر علی بنگش	۲۶ اکتوبر ۱۹۹۸	ٹمبر مارکیٹ، پرانا حاجی کیمپ	سُسر
الطاف حسین بنگش	۱۰ ستمبر ۲۰۰۱	سبزی منڈی، نیو ٹاؤن	داماد

"جو عقیدے کے راستے میں اپنا خون بہاتا ہے، اپنی جان دیتا ہے تو پھر خدا اُسے وہ مقام دیتا ہے جو عام انسانوں کو میسر نہیں ہے"

(علامہ شہید عارف حسین الحسینی)

علامہ محمد حسن ترابی کے ایک یادگار خطاب سے اقتباس

میں آپ تمام سیاستدانوں سے پوچھتا ہوں آپ کے انسانی حقوق کے منشور کا کیا ہوا؟
آج بھی ہماری مسجد واقع فریئر روڈ پر غیر قانونی طور قبضہ کیا گیا
اور مسجد منہدم کر کے اس جگہ بیت الخلاء بنایا گیا
اور بنانے والے اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں
کیا تم میں سے کوئی ہے جو ہمیں ہمارا حق دلادے۔
خانہ خدا کے تقدس کو بحال کرے۔نہیں!
تم بے ہمت ہو، بزدل ہو،
تم خود فرقوں میں بٹے ہوئے ہو تمہارے ذاتی مفاد ہیں
اگر تم نے کسی ظالم کیخلاف کچھ کہا تو تمہارے مفادات کا خون ہوگا۔
آپ خاموش رہے۔انصاف کا خون ہوا
انسانیت کا خون ہوا،
آپ خاموش رہے۔
تمہاری اس مجرمانہ خاموشی نے نئی نسل کو کلاشنکوف پکڑنے پر مجبور کیا۔
اللہ کی رحمت ہو ملتِ مظلوم پر
جس کا میں ایک ادنیٰ فرد ہوں
اس ملت نے ہر ظلم کا مقابلہ مظلومیت کیساتھ کیا۔
اس کا کوئی فرد نہ بکا۔گولیوں کی بوچھاڑ میں
ہم نے مظلوم کربلا کی عزاداری کو جاری رکھا ہوا ہے۔

(سندھ کے وزیر اعلیٰ جناب آفتاب شعبان میرانی نے مورخہ ۱۶ جون ۱۹۹۰ کو سندھ کے امن وامان کے سلسلے میں ایک کل جماعتی کانفرنس بلائی جس میں ملک کی 22 جماعتوں نے شرکت کی۔مولانا محمد حسن ترابی نے امن کانفرنس میں اپنی عظیم ملت کی بے باک ترجمانی کی۔)

درجہ شہادت پر فائز ہونے والے

☆ ذاکر حسینؑ

☆ مولانا / پیش امام / موذن

☆ عزادار / ماتمی

☆ ٹرسٹی / مسجد وامام بارگاہ کے عہدیدار

☆ معلم / مدرس

☆ مدرسے کے طالبعلم / طالبعلم

☆ اسکاوٹ

☆ ڈاکٹرز

☆ انجینئرز

☆ وکلاء

☆ افواج پاکستان اور پولیس جوان

☆ کاروبار سے وابستہ افراد

☆ بینکوں اور مالیاتی اداروں سے افراد

☆ سرکاری اداروں سے وابستہ افراد

maablib.org

''جولوگ قومیت اور قوم پرستی کے نام پر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار وافتراق ایجاد کرنا چاہتے ہیں وہ شیطان کے لشکر، استعماری طاقتوں کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے والے اور قرآن کے مخالف ہیں''

(امام خمینیؒ)

''آج اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت اور اسلامی نظام کے نفع میں ہے، اس کے خلاف حرکت کرنا، امریکا اور صیہونیوں کے فائدے میں ہے''

(رہبر مسلمین آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای)

''اے مسلمانو! ایک ہو جاؤ اللہ نے اپنی رسی تھامنے کا حکم دیا ہے۔ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہمیں وحدت کا درس دیتا ہے، اسلام کو اللہ نے چنا ہے اور یہ سب دینوں سے افضل دین ہے''

(مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ)

مطالبات آسانی سے تسلیم نہیں کئے جاتے، اس کے لیے طویل اور مسلسل جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے عمل پیہم اور عزم محکم اور یکجہتی کی ضرورت ہے جو قومیں راہ میں تھک کر بیٹھ جاتی ہیں وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکیں

(علامہ سید محمد دہلوی)

'' فقہ سے فرقہ واریت نہیں پھیلتی، جس طرح کسی ایک مقدمہ میں مخالف وکیل، اس مقدمہ میں اپنے ساتھی وکیل سے مخالفت رکھنے کے باوجود اس کا دشمن نہیں ہوتا، اسی طرح فقیہ اسلام کا قانون دان ہوتا ہے، ایک فرقہ کا فقیہ دوسرے فرقہ کے فقیہ سے اختلاف رکھنے کے باوجود اس کا دشمن نہیں ہوتا''

(علامہ مفتی جعفر حسین)

''کسی کو بلاوجہ چھیڑنا ہماری عادت نہیں مگر چھیڑنے والے کو چھوڑنا بھی ہماری عادت کے برخلاف ہے۔''

(شہید علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ)

ہم کربلا کو اس لیے اہمیت دیتے ہیں کہ تم غدیر کی طرح کربلا بھی نہ بھول جاؤ۔ (حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضاؑ)

ذاکر حسینؑ

شہید	تاریخِ شہادت	مقامِ شہادت	ذریعہ معاش
ڈاکٹر ندیم الحسن*	۲۲ اپریل ۱۹۹۵	بلاک آئی، نارتھ ناظم آباد	ڈاکٹر / مصنف
حکیم سید باقر حسنین	۱۰ جنوری ۱۹۹۵	مطب در مسجد اثناعشری	حکمت / مطب
سید منظور الحسن	۲۱ مارچ ۱۹۸۳	گولیمار	درس وتدریس

مولانا حضرات

شہید	تاریخِ شہادت	مقامِ شہادت	مقامِ تدفین
محمد حسن ترابی	۱۴ جولائی ۲۰۰۶	عباس ٹاؤن، کراچی	احاطہ جامع مسجد محمد مصطفیٰؐ
مشتاق حسین	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضا	وادیِ حسینؑ
شاہد حبیب	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	ایضاً	کالونی گیٹ قبرستان
غلام رسول	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ	بلتستان
سید رضی حیدر نجفی	۱۲ ستمبر ۲۰۰۱	گذری روڈ	احاطہ مسجد وامام بارگاہ یثرب
علی حسنین نقوی	۴ ستمبر ۲۰۰۱	شاہراہ پاکستان	وادیِ حسینؑ قبرستان
سید اطہر حسین رضوی	۵ مارچ ۲۰۰۱	مسجد وامام بارگاہ اصغریہ، کورنگی	مسجد وامام بارگاہ اصغریہ
محمد ایوب صابری	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد وامام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	خراسان باغ، فیز۔۱
شفاعت علی نجفی	۸ جنوری ۱۹۹۱	گلگت	گلگت۔ نگر

نوٹ: مولانا شفاعت علی نجفی کو زخمی حالت میں گلگت لے کر گئے وہیں اُن کا انتقال ہوا۔

موذن

شہید	تاریخِ شہادت	مقامِ شہادت	مقامِ تدفین
فدا حسین	۳ مئی ۲۰۰۵	مسجد وامام بارگاہ مدینۃ العلم،	کورنگی قبرستان
عباس علی	۹ فروری ۲۰۰۱	مسجد وامام بارگاہ عسکری،	گلگت
محمد حسین بلتستانی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد وامام بارگاہ ابوالفضل عباسؑ	خراسان باغ۔۲
محمد علی	۱۶ ستمبر ۱۹۹۴	مسجد وامام بارگاہ علی، سوکوارٹرز کورنگی	کورنگی قبرستان

عزادار/ماتمی

شہید	تاریخِ شہادت	مقامِ	وابستگی
نقی عباس	۷ مارچ ۲۰۰۵	حسن کالونی	انجمن تنظیم المومنین
ضامن علی	۱۹ اگست ۲۰۰۳	نصرت بھٹو کالونی	انجمن گلزار محمدی، گولی مار
دانش سبطین	۱۸ جون ۲۰۰۲	لیاقت آباد	انجمن شباب المومنین
ڈاکٹر زاہد حسین	۲ مارچ ۲۰۰۲	اورنگی ٹاؤن	انجمنِ معین العزاء
مشتاق حیدر	۲ جولائی ۲۰۰۱	اے بی سینیا لائن	انجمن کے سالار دستہ
علی عباس	۲۳ جولائی ۱۹۹۴	D-5 موڑ، نیو کراچی	انجمن شیدائے عباس
سید کامران حسین	۲۳ جولائی ۱۹۹۴	D-5 موڑ، نیو کراچی	انجمن شیدائے عباس
سید حسن عباس	۲۳ جولائی ۱۹۹۴	D-5 موڑ، نیو کراچی	انجمن شیدائے عباس
سید کوثر علی	۲۳ جولائی ۱۹۹۴	D-5 موڑ، نیو کراچی	انجمن شیدائے عباس
سید منور حسین	۲۳ جولائی ۱۹۹۴	D-5 موڑ، نیو کراچی	انجمن شیدائے عباس
سید ظفر عباس	۲۳ جولائی ۱۹۹۴	D-5 موڑ، نیو کراچی	انجمن شیدائے عباس
غلام حیدر	۴ جون ۱۹۹۲	مسجد و امام بارگاہ باب العلم	انجمن غلامانِ حُرؑ
زاہد حسین	۴ جون ۱۹۹۲	مسجد و امام بارگاہ باب العلم	انجمن غلامانِ حُرؑ
میر سجاد محسن	۴ جون ۱۹۹۲	مسجد و امام بارگاہ باب العلم	انجمن غلامانِ حُرؑ
سید بہادر علی جعفری	۱۱۶ کتوبر ۱۹۸۴	مسجد و امام بارگاہ امامیہ،	انجمن تبلیغ امامیہ، مرکزی تنظیمِ عزا
سید شاہد حسین جعفری	۱۹ مارچ ۱۹۸۲	مسجد و امام بارگاہ امامیہ،	دستہ ناصرانِ حسینؑ
عشرت علی	۲۱ فروری ۱۹۷۸	مسجد حیدری، گولیمار	انجمن حسینیہ، گولیمار

”جو لوگ قومیت اور قوم پرستی کے نام پر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار و افتراق ایجاد کرنا چاہتے ہیں وہ شیطان کے لشکر، استعماری طاقتوں کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے والے اور قرآن کے مخالف ہیں“

(امام خمینیؒ)

ٹرسٹی/انتظامیہ سے وابستہ افراد

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	وابستگی
نقی عباس	۷ مارچ ۲۰۰۵	حسن کالونی	ٹرسٹی مسجد و امام بارگاہ معصومیہ، حسن کالونی
ڈاکٹر رضا مہدی جعفری	۳۱ مئی ۲۰۰۲	گلشنِ اقبال	ٹرسٹی مسجد و امام بارگاہ مدینۃ العلم
سید آلِ رضا رضوی	۲۳ اپریل ۲۰۰۲	قصبہ کالونی	ٹرسٹی مسجد علی و بارگاہ نواسۂ رسولؐ
ڈاکٹر مظفر سموں	۷ مارچ ۲۰۰۱	لیاری	ٹرسٹی لیاری
صادق علی ہمشیری	۳ فروری ۲۰۰۲	کھارادر	ٹرسٹی حسینیہ ایرانیان، کھارادر
سید جواد حسین رضوی	۲۹ جنوری ۲۰۰۲	ڈیفنس	ٹرسٹی مسجد و امام بارگاہ بقیۃ اللہ
مسلم حسین	۲۹ دسمبر ۲۰۰۰	مومن آباد	ٹرسٹی ایرانی کیمپ، امام بارگاہ اورنگی ٹاؤن
سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ	۴ جون ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ	ٹرسٹی مسجد و امام بارگاہ حُرؑ، محمود آباد
میجر (ر) سید علی اعلیٰ جعفری	۲۰ دسمبر ۱۹۹۵	بلوچ کالونی	ٹرسٹی مسجد و امام بارگاہ علی علی
ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی	۲۲ اپریل ۱۹۹۵	نارتھ ناظم آباد	ٹرسٹی مسجد و امام بارگاہ جامعہ امامیہ
سید سمیع حیدر	۱۸ اگست ۱۹۹۳	نیو کراچی	صدر مسجد و امام بارگاہ جعفریہ

معلم

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	وابستگی
سید حسن حیدر رضوی	۲۷ نومبر ۲۰۰۷	گلستان جوہر	انسٹرکٹر موٹو ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ
ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی	۶ مئی ۲۰۰۲	جامعہ ملیہ ملیر مین گیٹ	پرنسپل جامعہ ملیہ ملیر
مولانا سید رضی حیدر نجفی	۱۳ ستمبر ۲۰۰۱	گذری روڈ	ٹیچر حبیب پبلک اسکول
سید گل امام شاہ بخاری	۱۰ ستمبر ۲۰۰۱	سعید آباد	پرنسپل موٹو ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ اورنگی
مولانا سید علی حسنین نقوی	۴ ستمبر ۲۰۰۱	شاہراہ پاکستان، F.B ایریا	ٹیچر حبیب پبلک اسکول
سید منظور الحسن رضوی	۲۲ مارچ ۱۹۸۳	گولیمار	(ر) ٹیچر

مدرس

آقائے شیخ سلطانی کاشانی	۲۰ جنوری ۲۰۰۱	نارتھ ناظم آباد	مدرّس، مدرسہ دائرالحکمہ، نور ایمان، ناظم آباد
مولانا شیخ محمد ایوب صابری	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفل مرتضیٰ	مدرس جعفریہ پارسی کالونی

مدرسے کے طالب علم

فدا حسین	۹ جولائی ۲۰۰۱	جامعہ امامیہ ناظم آباد	جامعہ امامیہ ناظم آباد
علی حسن	۱۰ مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد دربار حسینی ملیر	نام معلوم نہیں

اسکاؤٹ

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	وابستگی
خواجہ انیس حیدر	یکم مارچ ۲۰۰۱	اسکاؤٹ کیمپ، پرانی نمائش	بانی حیدری اسکاؤٹ
سید سردار حسین جعفری	۱۵ مئی ۲۰۰۰	گلشنِ اقبال	بانی حسینی اسکاؤٹ
آغا سید مسعود رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	سیکٹر 16/A بفرزون	بوتراب اسکاؤٹ
آغا سید محمود رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	سیکٹر 16/A بفرزون	بوتراب اسکاؤٹ

اے نوجوانانِ وطن آپ ملک کی اساس ہیں، چوکنا رہیں، آپ کے دین کی اساس کو تباہ نہ کیا جائے (قائد ملت جعفریہ مفتی جعفر حسین)

شہید طلباء

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت
عبداللہ نورانی	۱۵ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری سندھ مدرسۃ السلام
سید شاداب علی	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
سجاد حسین	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
غضنفر عباس	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
محمد علی	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
محمد سلمان آزاد	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
محمد سجاد علی	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
محمد سلمان علی	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
زین عباس	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ

دانش رضا	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ
سید سلمان اکبر	۵ جون ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضا
فدا حسین	۹ جولائی ۲۰۰۱	جامعہ امامیہ ناظم آباد
سید عباس حیدر	۱۲ ستمبر ۲۰۰۱	گزری روڈ
سید ارصاد مہدی	۱۶ اپریل ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ
سید ظہیر عباس	۲۷ ستمبر ۱۹۹۸	نمائش چورنگی
سید سلمان نقوی	۱۷ مئی ۱۹۹۷	گلبہار
سید اجلال حسین	۲ نومبر ۱۹۹۶	سولجر بازار
محمد رضی	۱۱ جنوری ۱۹۹۵	جوہر آباد
آغا سید اسد رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	بفرزون
آغا سید یاسر رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	بفرزون
سید عامر رضا	۱۹ فروری ۱۹۹۵	ناظم آباد
علی حسن	۱۰ مارچ ۱۹۹۵	حسین آباد ملیر
سید ندیم حسین	۳۱ جولائی ۱۹۹۴	گلبہار
میر سجاد محسن	۴ جون ۱۹۹۴	نارتھ ناظم آباد
زاہد حسین	۴ جون ۱۹۹۴	نارتھ ناظم آباد
غلام حیدر	۴ جون ۱۹۹۴	نارتھ ناظم آباد
سید امتیاز محسن	۲۲ فروری ۱۹۸۳	انچولی
سید شاہد حسین	۱۹ مارچ ۱۹۸۳	لیاقت آباد

maablib.org

ایک ایسے ملک میں جہاں 1310 افراد کیلئے ایک ڈاکٹر دستیاب ہے
44 ڈاکٹرز کو نشانہ بنانے کا مطلب کہ 57640 افراد کو علاج معالجہ سے محروم کر دینا ہے۔

کراچی میں فرقہ وارانہ تشدد 1994ء تا 2002ء ایک مطالعہ از ذوالفقار علی شاہ شائع کردہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان صفحہ نمبر 17 کے مطابق "21 اپریل 2001ء کو ڈاکٹر معاویہ کے قتل کے بعد شہر کے ڈاکٹروں نے خصوصاً جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر کے ڈاکٹرز نے 2 دن کی ہڑتال کی اور حکومت کو کاروائی کرنے کے لئے مجبور کرنے کی کوشش میں جے۔پی۔ایم۔سی کے شعبہ حادثات کے وارڈز بھی بند کرائے گئے۔ جس کی وجہ سے تمام شعبہ زندگی کے لوگ خصوصاً بیمار افراد شدید متاثر ہوئے۔ حکومت کی جانب سے ڈاکٹر معاویہ کے ورثا کیلئے 6 لاکھ روپے معاوضہ، بیوہ کے لئے تاحیات پنشن، قریبی عزیز کیلئے سرکاری ملازمت اور بچوں کی مفت تعلیم کے اعلان کے بعد ہڑتالی ڈاکٹرز نے ہڑتال ختم کی۔

> کئی شیعہ ڈاکٹروں نے صدائے احتجاج بلند کی کہ ڈاکٹر برادری نے صرف ایک سنی ڈاکٹر کے قتل کے بعد ہی احتجاجاً ہڑتال کی، مزید یہ کہ حکومت نے صرف ایک ڈاکٹر کیلئے ہی معاوضہ کا اعلان کیا جبکہ دیگر ڈاکٹرز خصوصاً شیعہ ڈاکٹروں کے متاثرہ خاندانوں کو نظر انداز کر دیا۔" اس مطالعاتی رپورٹ کے صفحہ نمبر 21 پر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر حبیب الرحمن نے کہا کہ "پی ایم اے ڈاکٹرز کی ہڑتال کے خلاف ہے لیکن ڈاکٹر معاویہ کے قتل کے بعد ڈاکٹرز کے مسلسل قتل عام کو روکنے میں ناکامی اور صاحبان اختیار کے غیر سنجیدہ رویہ کے خلاف ہڑتال کرنی پڑی۔" مزید کہا کہ: "پی ایم اے کی نظر میں شیعہ اور سنی ڈاکٹرز کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔"

ڈاکٹر حبیب الرحمن کا مندرجہ بالا انٹرویو خود ہی انکے دعوے "کہ پی ایم اے کی نظر میں شیعہ اور سنی ڈاکٹرز کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے" کی تردید کر رہا ہے۔ ڈاکٹر معاویہ کے قتل سے قبل 38 ڈاکٹرز دہشت گردی کا شکار ہوئے جن میں ڈاکٹر سید رضا مہدی جعفری ایف آر سی ایس، ای این ٹی سرجن اور ڈاکٹر سید آل صفدر زیدی نیفرولوجسٹ کڈنی سنٹر جیسے قابل ذکر اور مایہ ناز شیعہ ڈاکٹرز بھی شامل تھے۔ ان 38 ڈاکٹرز کے لئے ہڑتال کیوں نہ ہوئی کیا یہ ڈاکٹر معاویہ سے کسی لحاظ سے کم تر تھے یا ان کا قتل، قتل نہ تھا۔

اپریل 1994ء سے 31 اگست 2006 کے درمیان 44 ڈاکٹرز دہشت گردی کا شکار ہوئے جن میں 33 شیعہ اور 11 اہلسنت ڈاکٹرز شامل ہیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں 1310 افراد کیلئے ایک ڈاکٹر دستیاب ہے (حوالہ ڈاکٹر شاہد حسن معیشت کی جھلکیاں روزنامہ جنگ کراچی 22 اگست 2006ء) وہاں 44 ڈاکٹرز کو نشانہ بنانے کا مطلب ہے کہ 57640 افراد کو علاج معالجہ سے محروم کر دینا ہے۔

مسیحاوں کے مقتل

سال / علاقے کا نام	1983	1994	1995	1996	1997	1999	2000	2001	2002	2003	2004	کل
اورنگی ٹاؤن / مومن آباد / سعید آباد	x	x	x	1	3	x	3	2	1	x	x	10
نارتھ ناظم آباد / ناظم آباد / گلبہار	x	2	1	x	1	x	x	x	x	x	x	4
خواجہ اجمیر نگری / نیو کراچی	x	2	1	x	1	x	x	x	x	x	x	4
بغدادی / کھارادر / میٹھادر	x	x	1	x	x	1	1	x	1	x	x	4
جمشید روڈ / سولجر بازار / ایم اے جناح روڈ	x	x	x	x	x	x	x	x	1	x	2	3
گلشن اقبال / عزیز بھٹی	x	x	1	x	x	x	x	1	x	x	x	2
ملیر / جعفر طیار	x	x	x	1	x	x	x	x	x	1	x	2
کورنگی	x	1	x	x	1	x	x	x	x	x	x	2
گزری روڈ	x	x	x	x	x	x	x	x	1	x	x	1
لیاقت آباد	1	x	x	x	x	x	x	x	x	x	x	1
کل	1	5	4	2	6	1	4	3	4	1	2	33

ڈاکٹرز

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	مقامِ تدفین
ڈاکٹر سید محسن رضا رضوی	۷ جولائی ۲۰۰۸	محمدی کلینک اعظم بستی	ڈیفنس سوسائٹی فیزا قبرستان
ڈاکٹر شاہد حبیب	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	عظیم پورہ قبرستان
ڈاکٹر سید اسد رضا رضوی	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	سخی حسن قبرستان
ڈاکٹر ابنِ حسن	۱۶ اگست ۲۰۰۳	نزد ابنِ حسن اسپتال، ملیر	سخی حسن قبرستان
ڈاکٹر مظفر سموں	۷ مارچ ۲۰۰۲	بغدادی	میوہ شاہ
ڈاکٹر سید آلِ صفدر زیدی	۴ مارچ ۲۰۰۲	گذری روڈ	ڈیفنس قبرستان
ڈاکٹر سید راشد مہدی	۱۲ فروری ۲۰۰۲	مومن آباد	سخی حسن قبرستان
ڈاکٹر محمد رضا پیرانی	۲۵ جون ۲۰۰۱	سولجر بازار	حسینی باغ
ڈاکٹر سید اسد بخاری	۱۶ جون ۲۰۰۱	سعید آباد	وادیٔ حسین
ڈاکٹر سید رضا مہدی جعفری	۳۱ مئی ۲۰۰۱	گلشنِ اقبال	احاطہ مسجد مدینۃ العلم
ڈاکٹر کرامت حسین	۲۹ اکتوبر ۲۰۰۰	اورنگی ٹاؤن	
ڈاکٹر مہتاب حسین کاظمی	۳۰ اکتوبر ۲۰۰۰	اورنگی ٹاؤن	
ڈاکٹر سبطین ڈوسا	۲ مئی ۲۰۰۰	کھارادر	حسینی باغ قبرستان
ڈاکٹر سید بحیر حسین	۲ دسمبر ۲۰۰۰	اورنگی ٹاؤن	جنت البقیع، اورنگی ٹاؤن
ڈاکٹر غلام حسین	۱۲ اپریل ۱۹۹۹	بغدادی	
ڈاکٹر شاکر حسین زیدی	۲۹ اگست ۱۹۹۷	گوہر کلینک، نیو کراچی	نیو کراچی ۶ نمبر قبرستان
ڈاکٹر سید جعفر عباس	۱۰ اگست ۱۹۹۷	ناظم آباد	
ڈاکٹر اقتدار ساجد نقوی	۳۰ مئی ۱۹۹۷	کورنگی	
ڈاکٹر انیس الحسن	۲۶ مئی ۱۹۹۷	سعید آباد	
ڈاکٹر سید منصور حسین	۷ مئی ۱۹۹۷	سعید آباد	
ڈاکٹر زاہد حسین	۲ مارچ ۲۰۰۱	اورنگی توسیعی	
ڈاکٹر محمد ثقلین	۲۹ اپریل ۱۹۹۷	سعید آباد	پاپوش نگر

ڈاکٹر سید پرویز اختر	۲۴ جون ۱۹۹۶	سعود آباد	جعفر طیار سوسائٹی قبرستان
ڈاکٹر محمد حیدر بابر	۳ جون ۱۹۹۶	اورنگی ٹاؤن	
ڈاکٹر سرفراز علی شاہ	۱۱ جولائی ۱۹۹۵	ناظم آباد	
ڈاکٹر محمد حسین دیواجی	۱۲ اپریل ۱۹۹۵	کھڈہ مارکیٹ، کھارادر	حسینی باغ قبرستان
ڈاکٹر مہدی حسن	۱۸ فروری ۱۹۹۵	نیو کراچی	
ڈاکٹر عالی جاہ جعفری	۵ فروری ۱۹۹۵	گلشنِ اقبال	
ڈاکٹر سید محمد علی	۱۳ دسمبر ۱۹۸۴	نیو کراچی	خراسان باغ فیز۔ا
ڈاکٹر ابو قاسم جیوا	۱۲ ستمبر ۱۹۹۴	ناظم آباد	حسینی باغ قبرستان
ڈاکٹر سید ذوالفقار حیدر	۲۷ جولائی ۱۹۹۴	کورنگی	
ڈاکٹر کوثر علی	۶ مئی ۱۹۹۴	خواجہ اجمیر نگری	
ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی	۲۲ اپریل ۱۹۹۴	نارتھ ناظم آباد	احاطہ جامعہ امامیہ ناظم آباد
ڈاکٹر سید عباس حیدر	۱۹ مارچ ۱۹۸۳	مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد	سخی حسن قبرستان

خدا کی جانب سے کسی قوم کے لیے یہ بہت بڑا عذاب ہے کہ اُن کے درمیان سے آپس کا اتحاد اُٹھ جائے (شہید علامہ حسن ترابی)

انجینئرز

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	شعبہ/وابستگی
ابرار حسین	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضا،	انجینئر
سید ہاشم رضا	۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳	سپارکو روڈ	الیکٹریکل انجینئر
سید احمد رضا نقوی	۱۸ اپریل ۲۰۰۰	بغدادی	پی ٹی سی ایل
نذیر احمد	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حر، محمود آباد	پی آئی اے
مرتضیٰ ادیب زادہ	۱۳ دسمبر ۱۹۹۷	کلفٹن فلائی اوور	
علی ادیب زادہ	۱۳ دسمبر ۱۹۹۷	کلفٹن فلائی اوور	
مرزا محمد علی	۱۷ جولائی ۱۹۹۶	ڈاکٹر پرویز کے کلینک پر فائرنگ	پی آئی اے
سید محمد احسن رضوی	۲۲ فروری ۱۹۸۳	مسجد خیر العمل، انچولی	کے۔ای۔ایس۔سی

انڈسٹریلسٹ

سید حسن عابدی	۱۵ نومبر ۲۰۰۱	کورنگی صنعتی ایریا	

منسٹری آف ڈیفنس، حکومت پاکستان

سید ظفر حسین زیدی	۳ جولائی ۲۰۰۱	ناظم آباد	ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ

افواج پاکستان کے جوان

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	عہدہ / وابستگی
سید وجیہ حسن	۱۶ اگست ۲۰۰۳	F۔ساؤتھ ایریا، ملیر	سابقہ فوجی
کیپٹن (ر) الطاف حسین	۱۰ ستمبر ۲۰۰۱	سبزی منڈی، نیو ٹاؤن	(ر) کیپٹن
محمد رضا زیدی	۴ ستمبر ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰ	سابقہ فوجی
سید اعجاز حسین کاظمی	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُر	(ر) پیٹی آفیسر
کیپٹن (ر) ڈاکٹر سید ضمیر حسین	۱۲ فروری ۲۰۰۰	اورنگی ٹاؤن	(ر) کیپٹن
محمود احمد نقوی	۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸	ڈیرہ اسماعیل خان	پاکستان نیوی
میجر (ر) علی اعلیٰ جعفری	۲ دسمبر ۱۹۹۵	بلوچ کالونی	(ر) میجر
رجب علی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفل مرتضیٰ	سابقہ فوجی
کیپٹن (ر) ڈاکٹر سید مہدی حسن	۱۸ فروری ۱۹۹۵	نیو کراچی	(ر) کیپٹن
حبیب غلام علی	۱۸ جون ۱۹۹۴	سوسائٹی آفس	پاکستان ایئر فورس

ہم قوم ہیں کوئی گروہ نہیں، کسی گروہ کو کچل دینا آسان ہے، لیکن ہم تو وہ ہیں جنہیں تاریخ کے بڑے بڑے فرعون بھی نہیں کچل پائے

(علامہ طالب جوہری، ساتویں مجلس نشتر پارک ۱۴۲۰ھ)

وکلاء

سید وقار حسین نقوی	۴ جون ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ	ایڈووکیٹ
سید سردار حسین جعفری	۱۵ مئی ۲۰۰۰	گلشن اقبال	ایڈووکیٹ
سید حسنین عباس زیدی	۲۴ اگست ۱۹۹۸	صدر	ایڈووکیٹ

پولیس جوان

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	عہدہ
گوہر علی	۱۰ مارچ ۲۰۰۸	پٹیل پاڑہ	سپاہی
غلام عباس سایانی	۳۱ مئی ۲۰۰۴	امام بارگاہ علی رضا	سپاہی
عابد حسین شاہ	۲ فروری ۲۰۰۲	الفلاح سوسائٹی	(ر) ڈی ایس پی
صادق حسین شاہ	۲ فروری ۲۰۰۲	الفلاح سوسائٹی	سپاہی
سید ہاشم رضا	۲۸ اپریل ۱۹۹۹	قصبہ کالونی	ایس آئی
آغا سید مسعود رضا*	۱۸ فروری ۱۹۹۵	بفر زون	اے ایس آئی (روزہ میں شہید کیا گیا)
سید نایاب حیدر	۷ فروری ۱۹۹۵	تقی سینٹر، بلاک جے	اے ایس آئی (روزہ میں شہید کیا گیا)
غلام عباس	۱۳ دسمبر ۱۹۹۴	سعید آباد	اے ایس آئی
دلدار حسین شاہ			سپاہی
قاسم عباس		کورنگی ۱۰۰ کواٹرز	سپاہی

نوٹ: *نامزد ٹریننگ آفیسر، اینٹی ٹیررسٹ اسکواڈ، اسلام آباد

بینکوں اور مالیاتی ادروں سے وابستہ شھداء

شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	وابستگی
سید صابر حسین	۷ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری	یونائیڈ بنک
آغا سید غلام حیدر	۱۳ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری	حبیب بنک
سید احمر رضا	۱۷ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری	اوریکس لیزنگ
علی اصغر فدائی	۲۷ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری	اسٹینڈ چارٹرڈ بنک
سید محمد دانش سبطین	۱۸ جون ۲۰۰۲	عزیز آباد	اسٹیٹ بنک آف پاکستان
سید امیر حیدر	۸ دسمبر ۱۹۹۴	ملیر ہالٹ	حبیب بنک

تم اپنی عمر سے بڑھ کر تو جی نہیں سکتے　　　میں اپنے وقت سے پہلے تو مر نہیں سکتا

(خالد علیگ)

سرکاری اداروں سے وابستہ شہداء

۱	سید نقی عباس	۷ مارچ ۲۰۰۵	سندھ ایکسائز پولیس
۲	سید افسر عباس	۲۰ مئی ۲۰۰۴	پاکستان ریلویز
۳	سید حسن علی	۹ جنوری ۲۰۰۲	ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی
۴	سید شمیم رضا نقوی	۲۸ اپریل ۲۰۰۱	بلدیہ کراچی
۵	الطاف حسین بنگش	۱۰ ستمبر ۲۰۰۱	ڈی ای ٹیلی فون
۶	سید احمد رضا	۱۸ اپریل ۲۰۰۰	ٹیلی فون
۷	ڈاکٹر پرویز اختر	۲۴ جون ۱۹۹۹	پبلک ہیلتھ ڈپارٹمنٹ
۸	سید ظفر عباس رضوی	۳۰ اگست ۱۹۹۵	پاکستان پوسٹ
۹	سید مشتاق حسین	۱۲ دسمبر ۱۹۹۵	کمشنر آفس
۱۰	ڈاکٹر محمد علی	۱۳ دسمبر ۱۹۹۵	بلدیہ کراچی
۱۱	سید سعادت علی شاہ	۲۰ دسمبر ۱۹۹۵	رجسٹریشن آفس
۱۲	سید بہادر علی جعفری	۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴	پاسپورٹ آفس

جب قومیں مضبوط ہو جاتیں ہیں تو پھر ملکی حکومتیں اُن کی محتاج رہتی ہیں (شہید ڈاکٹر محمد علی نقوی)

کاروبار سے وابستہ شہداء

شہید	تاریخ شہادت	نوعیت
خوجہ محمد کمیل	۷ مئی ۲۰۰۴	پیپر مرچنٹ
غلام حسین سہراب	۲۷ فروری ۲۰۰۳	بیکری
ضامن علی	۹ اگست ۲۰۰۳	جنرل اسٹور
رمضان علی	۱۱ فروری ۲۰۰۲	ایرانیان ٹی اسٹور
سید آزاد حسین	۱۰ فروری ۲۰۰۲	پان شاپ
صادق حسین ھمشیری	۳ فروری ۲۰۰۲	بیکری
سید کاظم رضا	۲۱ مارچ ۲۰۰۲	ویڈیو شاپ
اصفہان حیدر	۱۹ اپریل ۲۰۰۲	جنرل اسٹور

سید آل رضا	۲۳ اپریل ۲۰۰۲	میڈیکل اسٹور
سید اصغر علی	۷ مئی ۲۰۰۲	ٹیلرنگ شاپ
حاجی آغا عباس علی	۲۵ مئی ۲۰۰۲	جوس شاپ
عباس حیدر	۱۶ اکتوبر ۱۹۹۸	شو اسٹور
حاجی سفر علی بنگش	۲۶ ستمبر ۱۹۹۸	ٹمبر مرچنٹ
مرزا پرویز علی	۳ فروری ۱۹۹۷	ایل پی جی شاپ
عبادت علی	۱۳ مئی ۱۹۹۷	پان شاپ
عرفان علی حسنی	۲۶ جولائی ۱۹۹۷	پان شاپ
سید مجاہد علی نقوی	۲ جنوری ۱۹۹۵	جنرل اسٹور
فیاض حسین	یکم جنوری ۱۹۹۵	باربر شاپ
سید فخر عالم	۳ فروری ۱۹۹۵	جنرل اسٹور
سید حسن اصغر	۲۰ فروری ۱۹۹۵	چپس کارٹ
حاجی محمد بشیر محمد تقی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	کار ڈیلر
حمید علی بھوجانی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	ٹریول ایجنسی
انور عباس	۲۵ فروری ۱۹۹۵	کیئرنگ اینڈ فارورڈنگ ایجنسی
سید گلزار حسین شاہ	۱۲ اگست ۱۹۹۵	ملک شاپ
دلاور حسین	۴ جون ۱۹۹۴	جنرل اسٹور
سید حسن عابد	۲۷ جولائی ۱۹۹۴	ویڈیو شاپ
سید اشرف علی نقوی	۱۰ اگست ۱۹۹۴	پرنٹنگ پریس
شاکر عباس	۱۰ ستمبر ۱۹۹۴	باربر شاپ
تقی رضا	۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴	میڈیکل اسٹور
ناصر احمد	۲۷ اکتوبر ۱۹۹۴	پان شاپ
زاہد حسین	۸ دسمبر ۱۹۹۴	جنرل اسٹور

''شہادت موجب مسرت ہے نہ کہ سبب حزن و ملال''

(آیت اللہ تقی بہجتؒ)

''میں اپنے جد کی مانند شہید ہونا چاہتا ہوں کہ میرا خون عراقی عوام کی آواز کا سبب بن جائے''

(شہید آیت اللہ باقر الصدر)

''خدایا! میری ہدایت فرما، تاکہ میں ظلم سے باز رہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ظلم وہ گناہ ہے جو قابل معافی نہیں''

(شہید ڈاکٹر مصطفیٰ چمران)

''سنی شیعہ اور تمام مکاتیب فکر کے علماء اور ذمہ دار افراد کو، آج اسلام کی خاطر اپنے اختلافات بھلا دینے چاہیں، بخدا آج مسئلہ کفر اور سنی کا نہیں، کفر اور شیعہ کا نہیں، کفر اور اسلام کا ہے''

(قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی)

''جب میں تشیع کے حقوق کی بات کرتا ہوں، عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کی بات کرتا ہوں تو یہ ہمارا حق ہے آئینی حق ہے''

(قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی)

''بات ہمارے اپنے رہنے یا نہ رہنے کی نہیں، بات ہے حسینیت کی بقا کی اور حسینیت کی بقا کا راز شہادتوں کا سلسلہ جب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا حسینیت پر کوئی آنچ نہیں آسکتی ہے''

(مولانا سید حسن ظفر نقوی)

ملت کے جانباز
جو
قانون نافذ کرنے والے
اداروں کی
شیلنگ اور فائرنگ سے
شہید ہوئے

maablib.org

انسانیت کے قتل پہ جو بولتا نہیں
کہنا پڑے گا وہ بھی ہے قاتل کا ہم زباں
بزدل ہیں، کم نظر ہیں ، سپاہی نہیں ہے وہ
شہروں میں جو چلائیں نہتوں پہ گولیاں

حبیب جالب

حسینیؑ کارواں چلتا رہے گا
گولیوں کی چھاؤں میں

شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت	سبب شہادت	حوالہ
نجف ہادی	یکم جون ۲۰۰۴	انچولی، فیڈرل بی ایریا	پولیس کی شیلنگ، دم گھٹنے سے	اخبار جنگ ۳ جون ۲۰۰۴
حیدر علی	یکم جون ۲۰۰۴	نزد حسینی بلڈ بینک سولجر بازار	رینجرز کی فائرنگ	رسالہ ہیرالڈ ۴ جولائی ۲۰۰۴
رجب علی	۱۴ ستمبر ۲۰۰۱	نزد کالا پل (شہدائے مسجد علی مرتضیٰ کے جلوس جنازہ)	پولیس کا شیل لگنے سے	
منیر حسین بنگش	۲۷، اکتوبر ۱۹۹۸	نزد پرانی نمائش (حاجی سفر علی بنگش کے جلوس جنازہ)	۹۰ ونگ غازی رینجرز کی فائرنگ	(ر) چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کی کتاب
سید ظہیر عباس	۲۷، اکتوبر ۱۹۹۸	نزد پرانی نمائش (حاجی سفر علی بنگش کے جلوس جنازہ)	۹۰ ونگ غازی رینجرز کی فائرنگ	"Law Courts in Glass House" کا صفحہ 578۔
عصمت حسین	۱۸، دسمبر ۱۹۹۴	جعفر طیار سوسائٹی	رینجرز کی فائرنگ	نیوز لائن کراچی اسپیشل، مارچ 1995
محمد حسین	۱۸ دسمبر ۱۹۹۴	جعفر طیار سوسائٹی	رینجرز کی فائرنگ	نیوز لائن کراچی اسپیشل، مارچ 1995
شبیر علی	۱۸ دسمبر ۱۹۹۴	جعفر طیار سوسائٹی	رینجرز کی فائرنگ	نیوز لائن کراچی اسپیشل، مارچ 1995
آغا سید حیدر عباس	۱۸ مارچ ۱۹۸۳	مرکزی امام بارگاہ، لیاقت آباد	پولیس کا شیل لگنے سے	
سید شہنشاہ حسین	۲۱ فروری ۱۹۷۸	نزد حیدریؑ مسجد، گولیمار	پولیس کی گولی سر میں لگی	کتابچہ جامعہ روحانیت

جب انسان سوجاتا ہے تو اُسے جگانے کے لیے پانی کے چھینٹوں کی ضرورت ہوتی ہے
جب کہ سوئی ہوئی ملتوں کو بیدار کرنے کے لیے خون کے چھینٹے درکار ہوتے ہیں

(شہید باقر الصدر)

خدایا !

''میری آبرو کو مالداری کے ذریعہ محفوظ فرما۔

اور

میری منزلت کو غربت کی بناء پر نگاہوں سے نہ گرنے دینا

کہ مجھے تجھ سے روزی مانگنے والوں سے مانگنا پڑے

یا

تیری بدترین مخلوق سے رحم کی درخواست کرنا پڑے

اور

اس کے بعد میں ہر عطا کرنے والے کی تعریف کروں

اور

ہر انکار کی مذمت میں مبتلا ہو جاؤں

جب کہ ان سب کے پس پردہ

عطا و انکار دونوں کا اختیار تیرے ہی ہاتھ میں ہے

اور

تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے''

(حضرت امام علی علیہ السلام)

شہدائے راہ ولائیت
کے همراہ
شہید / زخمی ہونے والے
برادران اہلسنت

maablib.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمیں

صرف اہل تشیع پر تشدد

یا

اُن کے قتل پر دُکھ نہیں ہوتا

بلکہ

فرقہ واریت کی آڑ میں

استعمار کے ایجنٹوں کے ہاتھوں

بے گناہ قتل ہونے والے

ہر مسلمان

پر دلی صدمہ ہوتا ہے۔

(شہید قائد علامہ سید عارف حسین الحسینی، ص ۱۴۵ سفیر نور)

maablib.org

شہید رزخمی ہونے والے **برادران اہلسنت**

۱) ۳۱ مئی ۲۰۰۵ ایم اے رعبہ پولیس کانسٹیبل، مدینۃ العلم، گلشن اقبال میں بم دھماکہ سے شہید ہوئے۔

(حوالہ: روزنامہ امت ۳۱ مئی ۲۰۰۵)

۲) ۳۱ مئی ۲۰۰۴ ظہیر احمد سولجر بازار کے رہائشی سانحہ مسجد علی رضاؑ کے زخمیوں کیلئے خون دینے گئے تھے، حسینی بلڈ بنک کے نزدیک رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہوئے۔

(حوالہ: ہیرالڈ جولائی ۲۰۰۴)

۳) ۲۳ اپریل ۲۰۰۲ ناصر علی، سید آل رضا رضوی کے ساتھ قصبہ کالونی میں شہید ہوئے۔

(حوالہ: HRCP پی ر۷۵)

۴) ۱۱ اپریل ۲۰۰۲ فیروز آباد کے علاقہ میں اشرف بشیر شہید کے ساتھ اقبال حسین نامی اہلسنت شہید ہوئے۔

(حوالہ: HRCP اسٹڈی پی ر۷۴)

۵) ۲۶ مئی ۲۰۰۲ ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی پرنسپل جامعہ ملیہ پر حملہ میں چوکیدار امیر زمان شہید ہوئے۔

(حوالہ: HRCP اسٹڈی پی ر۷۵)

۶) ۸ جولائی ۲۰۰۱ ڈاکٹر عشرت حسین شاہراہ نوجہاں کے حدود میں نام کی مماثلت کی وجہ سے دہشت گردی کا شکار ہوئے۔

(حوالہ: HRCP اسٹڈی پی ر۲۳۹)

۷) ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۹ ڈاکٹر آل حسن اور ڈاکٹر مجتشم (باپ اور بیٹا) گلستان جوہر تھانہ کے حدود میں نام کی مماثلت کی وجہ سے دہشت گردی کا شکار ہوئے۔

(حوالہ: HRCP اسٹڈی پی ر۱۸۲،۱۸۱)

۸) ۷ا جنوری ۱۹۹۵ ۱۵ شعبان کی شب نمٹی جیٹی پل پر بم بلاسٹ ہوا۔ دو خواتین زخمی ہوئیں اور ایک بچہ شکیل نام کا شہید ہوا۔

(حوالہ: سالانہ رپورٹ تحریک جعفریہ پی ر۸۶)

۹) ۴ فروری ۱۹۹۵ فش ایمپوریم جمشید روڈ حملے میں سید محمد ساجد کے ساتھ ان کے ایک اہلسنت دوست بھی شہید ہوئے، نام معلوم نہیں ہوسکا۔

(حوالہ: مضمون سید محمد ساجد از محمد علی سید)

۱۰) مارچ ۱۹۹۵ جامعہ مسجد حسینی حسین آباد لیبر مرکزی گیٹ پر بم بلاسٹ سے شہید ہوئے اہلسنت بچے

(۱) شازیہ معین (عمر ۱۵ سال) (۲) اظہار (عمر ۱۲ سال) (۳) رخسانہ (عمر ۸ سال) (۴) لالی (عمر ۷ سال) (۵) نام معلوم نہیں ہوسکا۔

(حوالہ: جنگ ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

۱۱) ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴ کورنگی سو کوارٹرز پر واقع علم پر فائرنگ سے برادر اہلسنت شہید ہوئے جو کہ قریب ہی ٹھیلے پر اپنی روزی کما رہے تھے، نام معلوم نہ ہوسکا۔

(حوالہ: ۹۵-۱۹۹۴ سالانہ رپورٹ تحریک جعفریہ پی ر۷۹)

۱۲) ۸ دسمبر ۱۹۹۴ ڈاکٹر سجاد حیدر کے کلینک جے ایریا کورنگی پر فائرنگ سے کمپاؤنڈر سجاد شہید ہوئے۔

(حوالہ: ۹۵-۱۹۹۴ سالانہ رپورٹ تحریک جعفریہ پی ر۷۹)

۱۳) ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴ محفل شاہ خراسان کے نزدیک فائرنگ سے اعجاز شہید ہوئے۔

(حوالہ: ڈان ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۴)

۱۴) ۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ انمول کولڈ ڈرنک شاپ، واقع جمشید روڈ پر مالک سید توقیر رضا شہید کو بچانے کی کوشش میں شہید ہونیوالے اہلسنت:

(۱) افسر علی قادری (۲) عبدالرحیم (۳) علوی کاکا (حوالہ: ڈان ۱۹ ستمبر ۱۹۹۴)

۱۵) ۲۴ جولائی ۱۹۹۴ محمد یوسف (ایدھی ایمبولنس ڈرائیور) مسجد و امام بارگاہ جعفریہ، بگلبہار پر حملہ کے زخمیوں کو لینے گئے تھے دہشت گردی کا شکار ہو گے۔

(حوالہ: روزنامہ جنگ ۲۵ جولائی ۱۹۹۴)

۱۶) ۲۲ جون ۱۹۹۴ اورنگی ساڑھے گیارہ میں طاہر عباس شہید کے قاتل کو پکڑنے کی کوشش میں مبارک نامی شخص زخمی ہوا۔

(حوالہ: ڈان ۲۳ جون ۱۹۹۴)

۱۷) ۱۶ جون ۱۹۹۴ ڈاکٹر مجاور کلینک لیاقت اسکوائر ملیر میں فائرنگ سے محمد بیگ نامی میڈیکل ریپ جو کہ جماعت اسلامی سے وابستہ تھے، شہید ہوئے۔

(حوالہ: ڈان ۱۷ جون ۱۹۹۴)

۱۸) ۵ جون ۱۹۹۴ امام بارگاہ شاہ تراب مصطفیٰ آباد ملیر میں واقع بیکری پر فائرنگ سے ۱۲ افراد زخمی ہوئے ایک کا نام ریحان تھا دوسرے کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

(حوالہ: رپورٹ تحریک جعفریہ پ ۶۶/)

۱۹) ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۷ شاہ نجف مارٹن روڈ سے ۲۰ صفر کو نکلنے والے جلوس پر بنوری ٹاؤن کے علاقہ میں فائرنگ سے مارٹن کوارٹرز کے رہائشی نامعلوم لڑکے کی شہادت ہوئی۔ عثمانیہ مسجد میں نماز جنازہ ہوئی، مولانا مرزا یوسف حسین نے بھی شرکت کی۔

☆☆☆☆☆

اورنگی میں امام بارگاہ کے متولی کا اغوا اور قتل

۲۰ سالہ زاہد حسین اپنی بہن کو ٹیوشن سینٹر چھوڑ کر واپس آرہا تھا

ایک پولیس اہلکار سمیت ۳ ملزمان نے اغوا کی کوشش کی

کراچی (کرائم رپورٹر) اورنگی توسیع میں امام بارگاہ کے متولی اور ماتمی انجمن کے صدر کو قتل کر کے فرار ہونے والے سپاہ صحابہ کے تین کارکنان کو پولیس نے مقابلے کے بعد گرفتار کرلیا۔ جس میں ایک زخمی اور باوردی پولیس اہلکار شامل ہے تفصیلات کے مطابق جمعہ کی شب اورنگی توسیع نشان حیدر چوک سیکٹر ساڑھے گیارہ میں ملزمان نے ۲۰ سالہ زاہد حسین ولد منظر حسین کو اُس وقت روک لیا جب وہ اپنی چھوٹی بہن کو ٹیوشن سینٹر چھوڑ کر گھر جارہا تھا۔ دہشت گرد نوجوان کو اغوا کر کے لے جارہے تھے جن میں ایک باوردی پولیس اہلکار بھی شامل تھے اسی اثنا میں زاہد حسین نے ملزم سے پستول چھین کر اُسے گولی ماردی جو کہ ملزم کی گردن میں لگی جس پر مشتعل ہو کر ملزم کے دیگر ساتھیوں نے زاہد حسین کو متعدد گولیاں مار کر ہلاک کردیا بعدازاں ملزمان نے اکبرزادہ نامی شخص کی سوزوکی پک اپ KF 7983 اسلحہ کے زور پر چھینی اور زخمی ساتھی کو لے کر فرار ہوگئے۔ اسی اثنا میں سوزکی کے مالک نے پولیس کو اطلاع کردی۔ جس پر پولیس نے ملزمان کو چاندنی پور کے قریب گھیر لیا اور فائرنگ کے تبادلے کے بعد زخمی ملزم وسیم احمد سادتھ ہیڈکوارٹر کے ہیڈ کانسٹبل اور ایک ملزم کو TT پستول کے ساتھ گرفتار کرلیا۔

(روزنامہ دن ۳ مارچ ۲۰۰۱ء)

شہداء کے حالات و واقعات

maablib.org

شہید علامہ محمد حسن ترابی

میں ڈرا نہیں، میں دبا نہیں، میں جھکا نہیں، میں بکا نہیں
مگر اہل بزم میں کوئی بھی تو، ادا شناسی وفا نہیں

(خالد علیگ)

شہید راہ وحدت علامہ محمد حسن ترابی کی زندگی، خالد علیگ کے مندرجہ بالا شعر کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔ کراچی سے سینکڑوں کلومیٹر دور شگر (اسکردو) میں ۶ رجولائی ۱۹۵۳ میں پیدا ہونے والی شخصیت نے کراچی پر بالعموم اور پاکستان میں بسنے والے مکتب تشیع پر بالخصوص ناقابل فراموش اثرات مرتب کیے۔

اپنی ابتدائی تعلیم کے بعد کراچی ہجرت اور تعلیم کی تکمیل اور اُس سلسلے میں جدوجہد شہید کی زندگی کا مشکل ترین دور تھا۔ والد کی وفات کے بعد مالی وسائل کی قلت آپ کی راہ میں حائل نہ ہو سکی۔ آپ نے رات دن ایک کر کے اپنی تعلیم مکمل کی اور اپنے آبائی شہر کے لیے روانہ ہو گئے۔

کسی سے نہ دبنے والے شہید حسن ترابی نے اُس وقت کے آمر ضیاالحق کی آمریت کے خلاف مؤثر آواز اُٹھائی جس کی وجہ سے حکومت وقت نے آپ کو ساتھیوں کے ہمراہ پابند سلاسل کر دیا۔ مگر آپ اور آپکی تنظیم "فدائیاں علی اکبرؑ" نے آمر وقت پر ثابت کر دیا کہ

ڈریں گے ہم نہ اسیری سے اب زمانے میں
کریں گے ماتم شبیرؑ قید خانے میں

(وحیدالحسن ہاشمی)

آخر کار حکومت نے آپ اور آپکے رفقا کو رہا کر دیا۔ چند کے سوا باقی رفقاء نے اپنی اپنی مجبوریوں اور مصالحتوں کے تحت تنظیم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ جس کا آپ پر شدید اثر ہوا اور آپ نے ایک بار پھر آبائی شہر سے کراچی ہجرت کی اور یوں کراچی آپ کا جائے مسکن ہوا۔ اب کراچی تھا اور آپ شہر کے کسی گوشے میں کوئی ناخوشگوار واقعہ ہو، کسی جلوس کی برآمدگی کا مسئلہ ہو یا کسی شہری کا بغیر کسی تفریق مذہب و فقہ ذاتی مسئلہ ہو۔ شہید اپنی ذات اور تعلقات کی بنیاد پر اُسکے حل کے لیے سرگرداں رہتے اور مسئلہ حل ہو جانے کے بعد چین کا سانس لیتے تھے۔

اس بات سے بہت کم لوگ واقف ہونگے کہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۳ سانحہ مسجد قمر بنی ہاشم اور مرکزی امام بارگاہ میں آپکی ذاتی اسکوٹر بھی دیگر گاڑیوں کے ساتھ نذر آتش ہوئی، دیگر علماء کے ہمراہ گرفتار ہوئے اور سب سے آخر میں بغیر کسی معافی نامہ کے جون ۱۹۸۳ میں رہا ہوئے۔ اسکے علاوہ ایک روحانی صدمہ نوزائیدہ بچہ کی وفات اور اُسکے تجہیز و تدفین میں عدم شرکت کا داغ بھی بڑی جواں مردگی سے برداشت کیا۔

علامہ طالب جوہری صاحب قبلہ نے چند روز پیشتر ایک نجی گفتگو میں شہید کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ "شہید اہلسنت اور اہل تشیع کے درمیان پل کی مانند تھے۔ وہ ایک بہادر، نڈر اور بیباک رہنما تھے۔ ان کے مشن اتحاد بین المسلمین کو جاری رکھا جائے۔"

علامہ راحت حسین الحسینی کے مطابق "شہید نہ صرف ایک شیعہ عالم دین تھے بلکہ ہر وقت اتحاد بین المسلمین کیلئے سرگرم عمل بھی رہے اور یہ ہی ان کا گناہ تھا جس کی وجہ سے شہید ملت اسلام و پاکستان کے دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے اسی لیے امن و بھائی چارے کے علمبردار کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا"

علامہ یعقوب علی توسلی شہید کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ "ان کی تمام جدوجہد اور فعالیت مسلمانوں کی فلاح و بہبود، ترقی و کمال، اتحاد و اتفاق اور امن و آشتی کیلئے وقف ہو چکی تھیں۔ یہ ہی مخلصانہ خدمات اور جدوجہد تھی جو دشمنان اسلام کیلئے نا قابل برداشت بن چکی تھی"

ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی کے بقول "علامہ حسن ترابی صرف ایک سیاسی لیڈر یا اہم شخصیت کا نام نہیں بلکہ اتحاد امت کے مشن کو لیکر انتھک جدوجہد کرنے والا، امت کو لڑانے کی سازشوں کو ناکام کرنے والا، صبر، برداشت، ایثار اور محبت کا پیکر، استعمار کی دھجیاں بکھیرنے والا اور ان کاموں کی وجہ سے غیروں ہی نہیں اپنوں کی نظر میں بھی مطعون ہونے والا"

پروفیسر سبط جعفر زیدی ایڈوکیٹ لکھتے ہیں کہ "علامہ کے اس مقام تک پہنچنے میں کسی نمایاں خاندانی پس منظر، برادری و قومیت یا غیر معمولی تعلیم و تربیت یا توارث و سماجی حیثیت و منصب کو دخل نہ تھا بلکہ اپنی ذاتی محنت، لگن، جفاکشی، جدوجہد، بے جگری و دلیری اور جرأت و مردانگی کی وجہ سے آپ ایک مرکزی، قومی، عوامی شخصیت بن کر اُبھرے۔ سب سے بڑھ کر قوم کے شریک حال اور آڑے وقت میں موجود اور دستیاب ہوتے تھے۔ انکی شہادت کے بعد ان کی جگہ/خلا کو پُر کرنے کے لیے کئی افراد بھی ناکام ہو رہے ہیں"

آل محمد رزمی صاحب کے مطابق "وہ خود ایک مدبر تھے، ایک بردبار سنجیدہ لیڈر، تحریک جعفریہ کے روح تھے، اور علامہ حسن ترابی جیسے رہنما صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، انہیں یہ مقام اور یہ شہرت راتوں رات نہیں ملی۔ ان کی شہرت کسی حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ تین دہائیوں کے محنت کا ثمر تھا"۔

انسانی فطرت ہے کہ اُس میں مختلف آرزوئیں پائی جاتی ہیں مثلاً کسی کا ہدف مالی و ثروت ہے، تو کسی کا مقصد قدرت و اقتدار ہے۔ کسی نے حصول علم کو اپنا نصب العین قرار دیا ہوا ہے تو کسی نے روحانی معنوی مراحل طے کر کے قرب خدا سے ہم کنار ہونے کا تعین کر رکھا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ملے گا جس کے دل میں کوئی نہ کوئی آرزو نہ ہو۔ کوئی ہدف نہ رکھتا ہو۔ البتہ تمام افراد کی آرزوئیں ایک جیسی نہیں ہوتی ہیں۔

آرزو یا ہدف تک پہنچنے کے لیے صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ استقامت بھی بہت ضروری ہے کیونکہ اس راہ میں بہت مشکلات و دشواریاں ناگہانی و ناگوار حوادث پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کی باتیں، دشنام طرازی، گالم گلوچ سے حوصلے پست نہیں ہونے چاہیے کیونکہ مفاد پرست راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ دیگر یہ کہ وسائل کی کمی، اندرونی و بیرونی رکاوٹوں سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

شہید حسن ترابی کی آرزو شہادت تھی جس کا اظہار اُنہوں نے مختلف افراد سے مختلف موقعوں پر کیا۔ شہر کے حالات انتہائی کشیدہ تھے۔ گھر سے نکلنے لگے تو اہلیہ نے ایک سیاہ مرغی کا صدقہ اُتارا تو شہید نے برجستہ کہا کہ "صدقہ رد بلا ہے اور شہادت بلا نہیں خدا کا عظیم تحفہ ہے"

۱۶ اپریل ۲۰۰۶ کے قاتلانہ حملے میں بال بال بچ جانے پر، ملاقات کے لیے آنے والے علماء اور دیگر تنظیمی ساتھیوں سے کہا کہ "شاید مجھ میں کوئی کمی تھی یا پھر میں اس قابل نہیں ہوں کہ خدا شہادت کی موت عطا کرے"

علامہ حسن ترابی شہید پر متعدد بار قاتلانہ حملے ہوئے مگر وہ نہ ہراساں ہوئے اور نہ خوف زدہ، بلکہ بڑی جرأت و ہمت کے ساتھ اپنی راہ پر گامزن رہے۔ ۱۶ اپریل ۲۰۰۶ کے واقعہ پر ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی سے گفتگو کے درمیان فرمایا کہ "ڈاکٹر آج تو بچ گیا ہوں لیکن لگتا ہے کہ آئندہ نہیں بچ سکوں گا۔

ایک اور قریبی دوست سے شہادت سے دو روز قبل کہا کہ "لوگ میرے قتل پر آمادہ ہیں مجھے سے میرے خیر خواہ کہتے ہیں کہ میں کچھ عرصے کے لیے پاکستان سے چلا جاؤں لیکن میں بھاگ جانے والوں میں سے نہیں ہوں میں آخری دم تک راہ حق پر چلتا رہوں گا"۔

یہ بات بھی آپ قریبی حلقے احباب کو ہی معلوم ہے کہ شہید نے ایران زیارت پر جانے کے لیے الحرمین ٹریولز سے ٹکٹ تک بنوا لیے تھے مگر پہلے قاتلانہ حملے کے بعد اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور کہا کہ لوگ یہ سمجھے گے کہ میں ڈر کر بھاگ گیا۔ شہید کی دلی خواہش تھی کہ

اس طرح تیری حرارت میرے ایمان میں آئے　　　موت بستر پر نہ آئے مجھے میدان میں آئے

آخر کار علامہ ترابی ۱۴ جولائی ۲۰۰۶ کو اپنی آرزو شہادت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے یہ عجب نہیں کیونکہ امام خمینیؒ کے قول کے مطابق ''تعجب تو اُس وقت ہے کہ جب راہ حق کے مجاہدین بستر پر مریں اور جرائم پیشہ ظالم لوگ اپنے خبیث ہاتھ اُن کے خون سے آلودہ نہ کریں''

(آیت باقر الصدر کی شہادت پر تعزیتی بیان ص ۱۱۴۳ استعمار و استبداد کے خلاف علمائے عراق کی جدو جہد سید میر الحسن موسوی)

شہادت سے آشنا تھا سبھی کا دل دُکھا گیا　　　وہ ایک دیا کیا بُجھا سینکڑوں دیے جلا گیا

اب ہم سب کا فرض ہے کہ

عزیز و اُس سے محبت کا یہ ہی ہے ثبوت　　　تم اس کی فکر کی وسعت کا اہتمام کرو

(مظہر عباس)

شہید ڈاکٹر سید ابن حسن

شہید ڈاکٹر سید ابن حسن ۱۹۴۱ میں ہندوستان کے ایک ممتاز گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد اپنے والدین اور خاندان کے ہمراہ ہجرت کی اور پاکستان کے شہر کراچی کو اپنی جائے رہائش قرار دیا۔ اپنی ابتدائی تعلیم حاصل کے بعد ۱۹۶۵ میں ڈاؤ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کی سند امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔ اس کے بعد امریکا کے ایک ادارے سے بھی طبی تعلیم کی سند حاصل کرنے کے بعد اپنے والد ڈاکٹر سید مہدی حسن کے قائم کردہ کلینک ''دارالشفا'' میں ان کے ساتھ پریکٹس کرنے لگے۔

واضح رہے کہ ''دارالشفا'' اس زمانہ میں ملیر کی آبادی کو طبی سہولتوں کی فراہمی کا واحد مرکز تھا۔

اپنی خوش اخلاقی، اخلاص، ہمدردی اور خدمت خلق کے جذبے کی بناء سے نا صرف اپنے خاندان بلکہ علاقے کی ہر دل عزیز شخصیت بن گئے۔ غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کو اپنا شعار بنالیا۔ ڈاکٹر سید ابن حسن شہید نے مسلسل ۳۸ سالوں تک ہزاروں بندگان خدا کی زبان، علاقہ اور عقیدہ کی تفریق کے خدمت کی۔

یہی وجہ ہے کہ شہید کی نماز جنازہ میں ملیر کے برادران اہلسنت کی کثیر تعداد نے شمالی ناظم آباد تشریف لاکر شرکت کی۔ اپنے اور پرائے کی تمیز کے بغیر مخلوق خدا کی خدمت کرنے والا، ۱۱۹ اگست ۲۰۰۳ کو بھی اپنے گھر سے اسی خدمت کی بجا آوری کیلئے چلا تھا اور ابھی گاڑی سے اتر رہا ہی تھا کہ انسان نما بھیڑیوں کی گولیوں کا شکار ہوگیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

شہید سید ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی

معاشرے سے ایک سوال ؟؟؟؟ تحریر ابن مجتبیٰ

ڈاکٹر آغا افتخار حسین اپنی کتاب "قوموں کی شکست و زوال کے اسباب کا مطالعہ (ایک دعوت فکر) میں صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ "سب سے پہلے میں ایک دلچسپ بات کا ذکر کروں گا جو مجھے مملکت روما کے زوال کے مطالعہ میں نظر آئی۔ اہل روما خصوصاً اپنے زوال کے دور میں علم و حکمت میں کم دلچسپی رکھتے تھے اور سپہ گری، فنون لطیفہ، شاعری، خطابت، موسیقی، فن تعمیر اور کھیل تماشے کی طرف زیادہ راغب ہو گئے تھے۔ چنانچہ معلمی جو یونانی تہذیب میں چند و قیع (وقعت رکھنے والا، عزت دار، بلند مرتبہ، ذی عزت) پیشوں شمار کیا جاتا تھا، اب حقیر پیشہ تصور کیا جانے لگا تھا۔ جب علم کی قدر کم ہوگئی تو معلمی کی کیا قدر رہتی۔ لہٰذا اہل روما کے بہترین افراد سپاہی، اعلیٰ افسر، شاعر، مقرر اور مختلف قسم کے ایکٹر اور کھلاڑی بن گئے"

☆ کچھ اسی قسم کی صورتحال سے ہم اور ہمارا معاشرہ دوچار ہے اور

☆ ہم ایک زوال آمادہ معاشرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔

☆ آپ کو دنیا کے ۱۲ ویں بڑے شہر میں شاہراہوں پر جنگی جہاز، توپیں، تلواریں، فوارے،

☆ مگر کتاب یا تعلیم سے وابستہ کوئی چیز نظر نہیں آئے گی جو تعلیم یا استاد کی قدر و قیمت کو ظاہر کرتی ہو۔

☆ جو شریک سفر نہ تھے، اُن کے ناموں سے منسوب شاہراہیں تو ہیں

☆ مگر قوم کو زیور علم سے آراستہ کرنے والے افرد کے نام سے چند ہی سڑک منسوب کی گئی ہو پچھلے ساٹھ سالوں میں۔

☆ اب تو خوبصورتی کے نام پر شہر کی اہم چورنگیوں کو بھی سرمایہ داروں کے ہاتھوں فروخت کیا جا چکا ہے۔

☆ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اعلیٰ افسر، شاعر، مقرر اور مختلف قسم کے ایکٹر اور کھلاڑی کو ہیرو بنا کر پیش کرتے ہیں مگر

☆ اساتذہ کے لیے اُن کے پاس بھی وقت نہیں ہے۔

☆ معاشرے کے دیگر طبقوں کا رویہ بھی اساتذہ کے ساتھ کچھ اچھا نہیں ہے

☆ جس کی مثال پروفیسر جکھرانی اور اُن کی اہلیہ کی المناک موت ہے۔

☆ اہل محلہ اور سرکاری اداروں کی بے حسی اور انسان دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆ اس بے درد معاشرے میں اگر پرنسپل اساتذہ کو وقت پر آنے کی تاکید کیا کرتا ہو۔

☆ سوا آٹھ بجے کالج کا دروازہ بند کروا دیتا ہو؟ ☆ طالب علموں کو نقل کرنے سے منع کرتا ہو!

اپنے پیشے سے مخلص ہو، کسی سے خوفزدہ نہ ہو، کسی کی دھمکی کو خاطر میں نہ لاتا ہو،

جس نے کبھی راست بازی اور دیانت کا دامن چھوڑا، اور نہ ہی کبھی اپنی عزت نفس اور خوداری کا سودا کیا۔

جس نے کڑے سے کڑے وقت میں بھی اصولوں سے انحراف نہیں کیا اور نہ ہی ظلم اور ناانصافی کے آگے سر جھکایا۔

گولی ہی سے فرشتہ صفت پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی پرنسپل جامعہ ملیہ کو اپنی راہ کا خار سمجھنے والوں نے ہٹایا۔

یہ بات ہے ۶ مئی سن ۲۰۰۲ کی صبح جب

وہ اپنے اہل خانہ کو خدا حافظ کہہ کر اپنے ڈرائیور کے ہمراہ جامعہ ملیہ کے لیے روانہ ہوئے۔

اہل خانہ اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ یہ ان کی آخری ملاقات ہے۔

سرکاری اور اخباری بیانوں کے مطابق "چند نا معلوم موٹر سائیکل سواروں نے اُن کی گاڑی پر گولیوں کی بوچھار کردی"۔

پھر پروفیسر زیدی، ان کا ڈرائیور اور گیٹ کھولنے والا چوکیدار، تین ہنستے، بولتے،

جیتے جاگتے انسان موت کی وادی میں گم ہوگئے۔

وہ ہی دفتری کارروائیوں کا سلسلہ، سرکاری سطح پر، قاتلوں کو پکڑنے اور

کیفر کردار تک پہنچانے کا ابلند بانگ دعوے۔

تدفین، سوئم اور چالیسواں کا روایاتی سلسلہ، قومی سطح پر ملت کی غفلت اور بے حسی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے،

سرکار نے ایک بار پھر اپنی بددیانتی کا ثبوت دیا۔

داؤد انجینیرنگ کالج کے پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر سلیم چودہری، بھی دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہوئے تھے

اہلیہ کی تاحیات پنشن، بچوں کی تعلیمی اخراجات اور ایک پلاٹ اہل خانہ کی خواہش کے الاٹ کرنے کا اعلان کیا گیا۔

پھر اُسی سال پروفیسر ڈاکٹر سلیم چودہری کو تمغۂ امتیاز سے بھی نوازا گیا۔

دوسری جانب پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی پرنسپل جامعہ ملیہ کے

لواحقین مندرجہ بالا تمام نوازشات سے محروم ! ان کو صرف شہید کے واجبات ہی ملے۔

ایک ہی ملک کے دو شہریوں اور، ایک جیسی تعلیمی قابلیت اور عہدہ رکھنے والوں پروفیسروں کے لیے!!!!

دو علیحدہ علیحدہ پیمانے!!! کیا غیر منصفانہ اور جانبدارانہ رویہ نہیں ہے؟؟

کیا یہ ناانصافی نہیں؟؟ کیا تعصب نہیں ؟؟

جی ہاں یہ تعصب ہے۔ ناانصافی ہے۔ جانبدارانہ رویہ ہے۔

شہید پروفیسر ظفر مہدی زیدی کا پہلا گناہ شیعہ ہونا اور

دوسرے گناہ مہاجر ہونا ہے

جبکہ ثانی الذکر کا تعلق پاکستان پر ازل سے حکمران صوبے سے تھا

اور --- وہ شیعہ بھی نہیں تھے

شهید بهادر علی جعفری

شہید بہادر علی جعفری B-A تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسٹیٹ لائف انشورنس میں ملازم ہو گئے۔ جہاں انہوں نے چودہ سال تک ملازمت کی۔ زندگی کا آخری چند سالوں میں آپ نے وفاقی حکومت کے اہم ترین ادارے پاسپورٹ آفس میں خدمات انجام دیں۔

آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو مختلف انجمنوں اور تنظیموں کے درمیان زندگی گزارتے تھے اور جن کا مقصد عزاداری کو پروان چڑھانا ہے جس کے لئے آپ نے انجمن تبلیغ امامیہ کی بنیاد ڈالی جو کہ شہر کراچی کی مشہور معروف انجمن ہے۔ انجمن میں آپ صدر کے فرائض انجام دیتے رہے اور مرتے دم تک اس سے منسلک رہے۔۔ علاوہ ازایں ماتمی انجمنوں کی مشترکہ تنظیم، تنظیم عزاء کے جنرل سیکریٹری اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ایک فعال رکن کی حیثیت سے نفاذ اسلام کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔۱۹۸۳ء کے ہنگاموں کے بعد ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر دہشت گردوں نے اپنے آقاؤں کے اشارے پر عزاداری امام حسینؑ میں رخنہ ڈالنے کی ناپاک سازش کی۔

ہر سال یوم عاشورا کے دن انجمن تبلیغ امامیہ کا قائم کردہ ماتمی جلوس علم و تعزیہ مسجد و امام بارگاہ امامیہ سی ایریا لیاقت آباد سے برآمد ہو کر سی ون ایریا (C-1) میں واقع کربلا جاتا ہے جہاں تعزیے دفن کئے جاتے ہیں۔ اس سال ۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء، صبح عاشور کو ابھی عزادار اجلوس کی تیاری میں مشغول تھے اور پولیس بھی موجود تھی کہ اچانک چاروں طرف سے ہزاروں کی تعداد میں شرپسندوں امام بارگاہ کو گھیر لیا اور ماتم داروں پر حملہ آور ہو گئے۔ بلوائیوں کی ایک بڑی تعداد آتشی اسلحہ اور خطرناک ہتھیاروں سے مسلح تھی۔ شرپسندوں کے حملہ کی وجہ سے ماتم داروں نے امام بارگاہ میں پناہ لی۔ ان کا تعاقب کیا گیا اور ان پر فائرنگ کی گئی۔ گولیاں سید بہادر علی اور سید وجاہت علی کو لگیں جن سے وہ شہید ہو گئے۔ اور بہت سے ماتمی زخمی ہو گئے۔

ایف آئی آر نمبر 422/84 تھانہ لیاقت آباد تاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء اور سب انسپکٹر محمد سلیم کے بیان کے مطابق "میں انتظام ۱۰ محرم الحرام امامیہ امام بارگاہ ڈیوٹی پر گیا ہوا تھا کہ اندازاً ۱۱ بجے دن ایک جتھ جو کہ 800/900 آدمی پر مشتمل تھا جن کے ہاتھوں میں اسلحہ آتشیں، ریوالور، پستول، بارہ بور گن اور ڈنڈے تھے۔ جھنڈا چوک کی گلیوں میں مورچوں کی شکل میں آ جمع ہوئے۔ یہ مجمع اس بات پر بضد تھا شیعہ حضرات کو امام بارگاہ سے جلوس باہر نہیں لے جانے دیں گے اور شیعہ حضرات بھی جلوس نکالنے پر بضد تھے۔"۔

اسی اثنا میں پولیس کے اعلیٰ افسران اور منتظمین جلوس حالات کے پیش نظر اس بات پر رضامند ہوئے "پولیس کی نگرانی میں علم و تعزیے کو بذریعہ ٹرک نزدیکی کربلا لے جانے انتظام کیا جائے۔ شیعہ حضرات نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ بیشتر گلیوں میں جمع شدہ افراد نے فائرنگ مندرجہ بالا اسلحہ سے اور پتھراؤ شروع کر دیا۔ فائرنگ اور پتھراؤ سے شیعہ حضرات روڈ سے امام بارگاہ میں چلے گئے۔ مندرجہ بالا مجمع نے شیعہ حضرات پر مسلسل فائرنگ اور پتھراؤ کیا۔ جس سے کئی شیعہ حضرات زخمی ہوئے۔ بمشکل تمام اس مجمع کو منتشر کیا اور آنسو گیس چلانا پڑا۔ یہ مجمع شیعہ حضرات کے محلے کی طرف بڑھانا شروع ہو گیا اور گلیوں میں پھیل گیا اور شیعہ حضرات مکانات 8/12-9/12-8/12-8/13.10/15-4/11-7/18 اور مکان C13/10 پر پتھراؤ کر کے سامان نکل کر روڈ پر جلا دیا۔ اور توڑ پھوڑ شروع کر دی یہاں بھی آنسو گیس پھینکنا پڑا اور یہ مجمع ڈاک خانے چوک کی طرف چلا گیا"

(ایف آئی آر نمبر 422/84 تھانہ لیاقت آباد تاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

شرپسندوں کی چلائی ہوئی گولیاں شہید بہادر علی جعفری کے گلے اور سینے میں لگیں جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ضیاالحق کے مارشل لاء کا

تاریک دور تھا۔

یہ کوئی عام دن نہ تھا بلکہ عاشور کا دن تھا۔ پورے پاکستان کی طرح کراچی میں بھی ملت تشیع کی ایک بڑی تعداد عزاداری امام حسین کے سلسلے میں سڑکوں پر موجود تھی۔ قومی انتشار اور اپنوں کی غداری کی وجہ سے اس شہید عزاداری کا غسل وکفن اور نماز جنازہ عباسی شہید اسپتال میں سنگینوں کے سائے میں ادا کی گئی۔ جس میں چند خاندان کے افراد شریک ہوئے۔ نماز کی امامت جناب مولانا امداد امام اثر نے کی۔ بعد ازاں فوج کی نگرانی میں سخی حسن قبرستان۔ (رجسٹر اموات سخی حسن ص 425 سیریل نمبر 173) میں تدفین عمل میں آئی۔ شہید نے پسماندگان میں بیوہ، دو صاحبزادیاں اور تین فرزند ہیں۔

(معلومات اور دستاویزات کی فراہمی کے ہم فرزند شہید جناب سید آصف جعفری کے مشکور ہیں)

شہید حجت الاسلام مولانا محمد ایوب صابری

مولانا شیخ محمد ایوب صابری ولد خان محمد گلگت پاکستان میں ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ جب وہ ۶ سال کے تھے اس وقت ان کی والدہ اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ ابتدائی تعلیم پاکستان میں حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے نجف عراق تشریف لے گئے جہاں مسلسل ۲۰ سال انہوں نے قیام کیا اور اعلیٰ دینی تعلیم جید علماء آیت اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم اور آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی کے زیر سرپرستی حاصل کی سینئر طالب علم ہونے کے ناطے نجف میں انہیں تقریباً ۱۴ سال تک نئے طلباء کو درس دینے کی ذمہ داری سونپی گئی جسے انہوں نے خوش اسلوبی سے نبھایا۔ شہید نجف اشرف کے بہترین اساتذہ میں سے تھے۔ ۱۹۷۵ میں عراقی حکومت نے انہیں دیگر لوگوں کی طرح غیر عراقی قرار دے کر ملک سے نکال دیا تھا۔

نجف سے پاکستان واپسی پر پی ای سی ایچ ایس میں واقع محفل مرتضیٰ میں انہیں پیش امام مقرر کیا گیا۔ جہاں نماز باجماعت کی امامت کے علاوہ نماز عشاء کے بعد روزانہ درس بھی دیتے تھے۔ وہ مجالس بھی پڑھتے تھے اور بچوں کے مدرسے کے اساتذہ کی رہنمائی بھی کرتے تھے۔ شہید مولانا کو اردو، گلگتی، ناگری، عربی اور فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ وہ مدرسہ معصومین، مدرسہ جعفریہ، دارالحکمہ میں اعلیٰ دینی تعلیم کے مدرس تھے۔

شہید مولانا شیخ محمد ایوب صابری ایک بلند پایہ اسکالر تھے اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہوں نے محفل مرتضیٰ میں جہاں وہ شہید ہوئے تقریباً ۱۸ سال تک خدمات انجام دیں انہوں نے اپنے پسماندگان میں بیوی، دو بیٹے (گیارہ اور پانچ سال عمر) اور دو بیٹیاں (چھ اور دو سال عمر) چھوڑے ہیں۔

(ص ۱۷، جماعت نیوز خصوصی شمارہ، مارچ ۱۹۹۵)

شہید سید صادق حسین شاہ

شہید سید صادق حسین شاہ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور تعلیم بھی سیالکوٹ میں ہی حاصل کی۔ اپنی عملی زندگی کا آغاز سندھ پولیس کے سپاہی کی حیثیت سے سن ۱۹۶۱ء میں شہر کراچی سے کیا۔ سن ۱۹۶۴ء میں اے ایس آئی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ سن ۱۹۷۱ء میں سب انسپکٹر، ۱۹۸۳ء میں انسپکٹر اور ۱۹۹۴ء میں ڈی ایس پی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور سن ۱۹۹۶ء میں اسی رینک میں سندھ پولیس سے ریٹائرڈ ہوئے۔

۱۹۷۴ میں شہید رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے۔ آپ نے پسماندگان میں ۸ فرزندگان اور ۲ دختران کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ماشاء اللہ شہید کے تمام بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ایک فرزند LLM، ایک LLB، ایک BBA، اور ایک B.com کر چکے ہیں۔

شہید کو دو سال سے دھمکیاں مل رہی تھیں اور وہ اس کیلئے ذہنی طور پر تیار تھے۔ ۲۲ فروری ۲۰۰۱ میں جب وہ مدینہ مارکیٹ الفلاح کے قریب اپنی گاڑی کا پنکچر لگوا رہے تھے کہ اسی اثناء میں مسلح دہشتگردوں نے اندھادھند فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ان کے ہمراہ ان کے فرزند سید عابد حسین شاہ بھی شہید ہوئے، جو سندھ پولیس میں ۱۹۹۳ء سے پولیس کانسٹبل کی حیثیت سے وابستہ تھے۔ شہید عابد حسین شاہ نے پسماندگان میں بیواہ، ایک بیٹا اور بیٹی کو سوگوار چھوڑا ہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر ۳۱ سال تھی اور انہوں نے جامعہ ملیہ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا تھا۔

شہید باپ اور بیٹے کی تدفین ۲۳ فروری ۲۰۰۱ء کو سیالکوٹ شہر کے سیدانوالی قبرستان میں ہوئی، شہید کے قاتل گرفتار ہوئے اور سندھ ہائی کورٹ نے انسداد دہشتگردی کی عدالت کی پھانسی کی سزا کو بحال رکھا ہے۔ ہائی کورٹ نے انسداد دہشت گردی کی عدالت کا فیصلہ بحال رکھا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر غلام نبی سومرو اور جسٹس محمد افضل سومرو پر مشتمل ڈویژن بنچ نے فروری ۲۰۰۱ء میں تھانہ الفلاح کے علاقے میں ڈی ایس پی سید صادق علی شاہ اور اُن کے بیٹے عابد حسین شاہ کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار محمد سعید اور عبدالوسیم کی سزائے موت کے خلاف اپیلیں مسترد کر دیں۔

''اے ٹی سی کے جج ارشد نور خان کا فیصلہ بحال رکھا۔ عدالت نے ملزمان کو قتل میں سزائے موت، دو دو لاکھ روپے جرمانہ عدم ادائیگی پر مزید دو دو سال قید سخت اور اسلحہ رکھنے کے الزام میں ۷، ۷ سال سزاؤں کا حکم سنایا تھا۔''

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ اگست ۲۰۰۳)

اس وقت ملزمان کی سزا کے خلاف اپیل کی سپریم کورٹ میں شنوائی جاری ہے۔ معلومات کی فراہمی کے لیے ہم شہید کے فرزند سید رضوان حسین شاہ کے شکر گزار ہیں۔

اے خون شہیداں، تیری ہر بوند پہ قرباں
تو نے میرا، اندیشہ جاں دور کیا ہے

(منظر ایوبی)

maablib.org

شہید ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی نقوی

سید محمود الحسن رضوی

ڈاکٹر سید ندیم الحسن نقوی کا تعلق سادات امروہہ کے گہوارۂ علمی سے تھا۔ آپ کی ولادت ۲۰ جولائی ۱۹۳۰ء مراد آباد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی مفسرِ قرآن ادیب اعظم حضرت مولانا سید ظفر حسن امروہوی مرحوم کے سایہء عاطفت میں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں پارکر ہائی اسکول مراد آباد سے میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ انٹر میڈیٹ ۱۹۵۱ء میں سندھ یونیورسٹی سے کیا۔ ۱۹۵۴ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی ایس سی میں کامیابی حاصل کی اور ڈاؤ میڈیکل میں داخل ہوئے۔ ۱۹۵۹ء میں ایم بی بی ایس میں کامیابی کے بعد جناح اسپتال کراچی میں ہاؤس جاب مکمل کیا اور اسی سال ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

۱۹۶۰ء میں BUTTER FIELD نامی جہاز میں ملیشیا کے حاجیوں کی طبی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی فریضہ حج ادا کیا اور زیارات حجازِ مقدس اور روضہ نبویؐ پہ حاضری کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں ناگواڑہ اور ۱۹۶۲ء میں رضویہ سوسائٹی میں اپنا مطب شروع کیا اور آخر وقت تک اس علاقہ کی خدمت کی۔ ۶۳ء تا ۱۹۶۶ء کے دوران کراچی پولی ٹیکنک، انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن اور سرکاری اسکولوں میں جز وقتی طبی خدمات انجام دیں۔ اول تو اس جہان بے ثبات میں مخلص افراد پائے کہاں جاتے ہیں اور اگر قسمت سے ایسی نعمت مل کر سلب ہو جائے تو اس کا درد اندازہ کچھ وہی کر سکتے ہیں، جو اس صدمے سے دوچار ہوں اور پھر اگر صدمہ اس طرح ناگہانی ٹوٹ پڑے کہ کہیں تصور و گمان میں بھی نہ ہو تو وہ دو چند ہو جاتا ہے۔

۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء یومِ جمعہ تقریباً ۴ بجے مجھے اطلاع ملی کہ ڈاکٹر صاحب کو شقی القلب اسلام دشمنوں نے گھر میں گھس کر شہید اور ان کے چھوٹے صاحبزادے کو زخمی کر دیا ہے۔ شہید خصائص نسائی کی کتابت کی تصحیح میں مشغول تھے کہ ناصبیت کے کارندے آپ کے دولت کدے میں داخل ہوئے، نام معلوم کر کے اور یہ یقین کر کے آپ ہی ڈاکٹر ندیم الحسن ہیں شہید کر دیا۔ شہید نے بیگم صاحبہ، تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے سوگوار چھوڑے ہیں۔

شدت پسند گروہ کا ہمیشہ سے یہ رویہ رہا ہے کہ یہ صاحبانِ علم و تقویٰ کو کبھی برداشت کر ہی نہ سکے ائمہ معصومین اور اصحاب باوفا میں کوئی تلوار سے تو کوئی زہر ہلاہل سے شہید ہوا۔ ان ذوات مقدسہ کے مداح بھی ان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس گروہ نے جو ظالموں کا مداح ہے، ہمیشہ جبر و اکراہ سے اپنی بات منوانی چاہی، علم، روحانیت اور استدلال سے انہیں کیا ربط و تعلق، اس جہل مرکب کا طریقہ یہی رہا ہے کہ علم کی شمعوں کو بجھاتے رہو تا کہ ان کا جہل نظروں سے اوجھل رہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ چراغ سے چراغ جلتے رہے ہیں جن کی روشنی میں ان کا مکروہ چہرہ صاف نظر آتا رہا ہے۔ ہمارے ملک میں لاقانونیت کا یہ عالم ہے کہ اس قسم کی صدہا وارداتوں میں قتل و غارت گری کا کوئی بھی مجرم پکڑا نہیں جاتا ہے۔ اور مصطفیٰ زیدی کا یہ شعر صادق آتا ہے کہ

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

طب کے پیشے کے ساتھ ساتھ دن رات کتب بینی، مضامین اور حوالوں کی تلاش اور ان کی تر وتحریر کتنا مشکل کام ہے اور پھر جامعہ

امامیہ کی دیکھ بھال، خاص طور پر طلبہ کی فلاح و بہبود کا خیال اور لائبریری میں کتابوں میں اضافہ کی فکر۔ اس ادارے کے اُلجھے ہوئے معاملات کو سلجھانا، توسیع و تعمیر کی نگرانی۔ ان تمام کاموں کے لیے، کام کرنے والوں کو کس قدر وقت دینا پڑتا ہے، کس قدر ذہنی توانائیاں صرف ہوتی ہیں اور کتنی خواہشات کو دم توڑتے دیکھنا پڑتا ہے۔ اور پھر صلہ و ستائش تو در کنار اُلٹا ہدف تنقید بننا پڑتا ہے۔ اس کا اندازہ یہ وہی حضرات لگا سکتے ہیں جو اس ڈھنگ اور ان مقاصد کے حصول کے لیے زندگی گزار رہے ہیں۔

ڈاکٹر ندیم الحسن کو صدہا آیاتِ قرآنی حفظ تھیں اور اپنی تقریر میں وہ معنیٰ کے ساتھ ان کی حقیقی تفسیر بیان کرتے تھے جس میں تفسیر بالرائے کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ موصوف اپنے مطالب کی وضاحت استدلال اور ثبوت کیلئے قرآن کریم کا برمحل حوالہ دیا کرتے تھے۔ یہی علم الحدیث کا عالم تھا کہ آپ کو لاتعداد اور متفق علیہ احادیث یاد تھیں جن کے حوالے بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کے مجموعوں سے دیا کرتے تھے۔ اسی لیے آپ کی خطابت بڑی پُر اثر ہوتی تھی یوں بھی آپ پیشہ ور مقرر نہ تھے۔ اسی لیے آپ کے بیان میں بڑی تاثیر تھی۔ انفرادی مجالس کے علاوہ آپ نے مسجد باب العلم شمالی ناظم آباد، مسجد آلِ محمدؐ نارتھ کراچی اور دیگر مقامات پر مرکزی عشروں میں خطابت کے جوہر دکھائے۔

ہر زندہ قوم میں تصنیف و تالیف کی غیر معمولی اہمیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی مذہب و مسلک تصنیف و تالیف کے محاذ پر کمزور ہے تو وہ اپنا دفاع نہیں کر پاتا گو تقریر کی اہمیت سے بھی انکار ممکن نہیں، لیکن تقریر کے مقابلے میں تحریر کی اہمیت ہر لحاظ سے زیادہ ہے۔ تاریخ انسانیت میں جو نام یاد رکھے جاتے اور دائمی اثرات کے حامل ہوتے ہیں، وہ ان افراد کے ہوتے ہیں جنہوں نے لاجواب تحریری اثاثے چھوڑے ہیں مثلاً سقراط، افلاطون، ارسطو، بوعلی سینا، شیخ مفید، علامہ یعقوب کلینی، علامہ حلی وغیرہ۔ تقریر وقتی طور پر بڑی پُر اثر ہوتی ہے لیکن تحریر کے دائمی اثرات ہوتے ہیں کسی مذہب کی حیات اس سے وابستہ ہوتی ہے کہ مخالف حلقوں کے مختلف استدلال کے مقابلے میں ان کا استدلال سے دفاع کیا جائے، موجودہ نسلوں کو حق پر قائم رکھ سکے اور آئندہ نسلوں کے لیے حق شناسی کے لیے مواد فراہم کرے۔ زندہ اور ترقی پزیر قوموں کی یہ علامت ہوتی ہے کہ اُن میں تصنیف و تالیف اور تحریر کی اہمیت ہوتی ہے۔ مردہ قوموں کی علامت یہ ہے کہ ان میں جذبات حاوی ہو جاتے ہیں اور نکتہ آفرینی اور لفاظی ٹھوس استدلال کی جگہ لے لیتے ہیں اور اس لیے تصنیف و تالیف و تحریر پر توجہ کم ہو جاتی ہے اور تقریر کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

مجلس ملی کے ساتھیوں نے اس کمزوری اور کمی کو سمجھ لیا اور اپنے محدود وسائل سے بساط بھر کام شروع کیا۔ ڈاکٹر صاحب مجلس ملی کی کارکردگی میں پیش پیش نظر آئے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کی خواہش تھی کہ حضرت ادیب اعظم کی تمام کتابوں کو جن کی تعداد دو سو پچھتر ہے، کو دوبارہ معیاری کاغذ اور جلد سازی کے ساتھ دیدہ زیب انداز میں شائع کیا جائے۔ تفسیر قرآن کے بعد الشافی ترجمہ اصول کافی، الشافی ترجمہ فروغ کافی جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے اور سیرت النبی کو دوبارہ بڑے جاذب نظر انداز میں شائع کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تصنیفات و تالیفات کے لیے بنیادی کام کر لیا تھا، لیکن سب سے پہلے صحاح ستہ کا انتخاب شائع کرنا چاہتے تھے جبکہ میں صحیح بخاری کا انتخاب یعنی گلدستہ شائع ہو چکا ہے۔ خصائص نسائی کی کتابت مکمل ہو چکی ہے اس کے شائع کرنے کی جلدی تھی۔

جامعہ امامیہ اور مذہبی لٹریچر کے فروغ کے لیے ڈاکٹر ندیم الحسن اپنے اعزاء و احباب اور حلقہ تعارف کے وسائل کو بڑی خوش اسلوبی سے استعمال کرتے رہے۔ ان کی شہادت سے قوم میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ بآسانی پُر نہ ہو سکے گا۔ (بحوالہ ص ۷۷۔۸۵، خصائص نسائی)

شہید سید ساجد

تحریر محمد علی سید

سید ساجد آثار قدیمہ کے شیدائی تھے، وہ جیل روڈ کو ہمیشہ ڈونگری روڈ ہی کہا کرتے تھے۔ ڈونگری روڈ جیل روڈ کا پرانا نام تھا۔ سید ساجد کا ڈرائنگ روم کیا تھا، کوزے میں سمندر بند تھا۔ ایسبسٹاس کی نیچی چھت، ہر دیوار پر آثار قدیمہ کے نمونے اور قمر جمیل صاحب کی بنائی ہوئی پینٹنگ (ان پینٹنگز کی نمایاں خوبی یہ تھی کہ انھیں کسی بھی رخ سے آویزاں کیا جاسکتا تھا، وہ ہر رخ سے الٹی نظر آتی تھیں) کمرے میں سبز قالین بچھا ہوا تھا۔ ایک لمبی سیٹی ایک دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ چھت کے قریب ایک کونے میں انگریزوں کے زمانے کی ریلوے گارڈز کی لالٹین، دوسرے کونے میں گھوڑے تانگے پر لگنے والی پیتل کی لالٹین، ایک طرف کسی بڑی مچھلی کی ریڑھ کی سالم ہڈی، کانٹوں بھری جھاڑیاں، راستے سے جمع کیے ہوئے پتھر جن کے بارے میں سید ساجد کا خیال تھا کہ یہ تمام کے تمام قدرت کے ہاتھوں بنے ہوئے صدیوں پرانے مجسمے ہیں۔ ہم جیسے بے ذوق افراد کو سمجھانے کے لیے سید ساجد نے ان پتھروں پر آئل پینٹ سے آنکھ، ناک اور کان وغیرہ بنا رکھے تھے۔

ایک چیز بتانا بھول گیا وہ تھا سید ساجد کی مچھلیوں کا ایکوریم جو سید ساجد کی پہچان تھا۔ اس زمانے میں ایکوریم ہزاروں میں سے کسی ایک گھر میں ہوا کرتا تھا۔ وقت کے سمندر کی لہریں آتی جاتی رہیں اور پھر ایک اونچی لہر آئی اور وقت کا ریلا سارے منظر کو بہا کرلے گیا۔ سید ساجد دبئی چلے گئے۔ میری اور ناہید کی شادی ہوگئی۔ ساجد کا ڈونگری والا کوارٹر تین منزلہ پختہ مکان میں تبدیل ہوگیا اور اس پر ۲ جیل روڈ کی تختی لگ گئی۔ دبئی سے واپسی اور شادی کے بعد ساجد نے گھر کے نچلے حصے میں ایکوریم اور برڈز کی بڑی شاندار دکان کھول لی۔

۴ فروری ۱۹۹۵ء کا دن تھا اور رمضان کی تیسری افطاری سے کچھ پہلے کا وقت تھا جب علی وجدان مجھے، ساجد، پروین اور ناہید کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے اور محمد صلاح الدین مدیر تکبیر کی اہلیہ کا خط پڑھ کر ہمیں سنا رہے تھے جس میں مرحوم کی شریک حیات نے دین کے راستے میں قربان ہونے والوں کی خدمات کو سراہا تھا۔ میں حسب عادت بس مجبوراً ہی یہ خط سن رہا تھا۔ علی وجدان اس خط کو پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ میں نے سبب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ رونے کا سبب ہماری ملت کی زبوں حالی ہے۔ جناب زہراؑ اور جناب زینبؑ کی کنیزوں میں جس جذبے کا وجود لازمی ہے ہمارے ماحول میں اس کی ابھی بہت کمی پائی جاتی ہے۔ دنیا پرستی نے ہمیں اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے۔ شہادت کے راستے پر قدم بڑھانے والے جناب فاطمہؑ اور جناب زینبؑ کی کنیزوں کی گود میں پرورش پایا کرتے تھے وہ ہمارے ماحول میں آج عنقا ہیں۔

ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ علی وجدان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ شہادت کا موضوع آیا تو علی وجدان نے کہا۔ ''میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین اسلام کی رہ میں شہادت نصیب کرے۔'' اس پر سید ساجد نے کہا'' ابے جاؤ تم کہاں شہید ہوگے شہید تو میں ہوں گا۔'' یہ جملہ کس نے ساجد سے کہلوایا! وہ بالکل ہی غیر انقلابی آدمی تھے اور ظاہراً روایتی شیعہ۔ علی وجدان کو ڈرگ کالونی جانا تھا وہ افطار سے پہلے وہاں چلے گئے۔

سید ساجد افطار کے بعد نچلے حصے میں ایکوریم اور برڈز کی دکان میں جا بیٹھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد کچھ لوگ دکان میں داخل ہوئے ساجد کو، ان کے ایک ملازم (غلام حسین) اور ایک اہل سنت دوست ( ) سمیت گولیوں سے بھون ڈالا۔

وقت کے سمندر کا ایک بڑا ریلا آیا اور سب کچھ بہا کرلے گیا میں نے ساڑھے آٹھ بجے علی وجدان کو فون کر کے اس سانحے کی اطلاع

گی۔اور پھر جو ہوا اس کا تصور کرنا مشکل نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ جب کوئی شہید ہوتا ہے تو وہ اکیلا شہید نہیں ہوتا۔اس کے بیوی بچے، بہن بھائی، دوست یار کسی نہ کسی حد تک سب ہی شہید ہو جاتے ہیں۔یہ وہ زمانہ تھا جب پاکستان کے مختلف شہروں خاص طور پر کراچی میں انسانی خون بہہ رہا تھا ۔سارا ملک خوف و ہراس کے عالم میں تھا۔ہر شخص دوسرے شخص سے خوف زدہ تھا۔ہر شخص خود کو اپنے گھر اور محلے تک محدود رکھنا چاہتا تھا۔

نوٹ جناب علی وجدان کے زیر طابع شعری مجموعہ "مضراب الم" کے لیے جناب محمد علی سید کے مضمون سے اقتباس چند تبدیلیوں کے بعد،شہید سید ساجد، محترم محمد علی سید کے برادر نسبتی اور جناب علی وجدان کے کراچی کے سب سے قدیم دوستوں میں سے ایک تھے
(جناب علی وجدان سے معذرت کے ساتھ حسن مرتضیٰ)

شہید سید ساجد حسین رضوی

شہید ملازمت پیشہ انسان تھے اور کے ای ایس سی میں نوکری کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کے تنہا کفیل تھے۔آپ کا قیام و مقام شہادت سادات کالونی (انچولی) ہے۔اس بزرگ کو کیا کہیں کہ جو وقت شہادت تنہا نہیں بلکہ اپنے فرزندار جمند کے ساتھ تھے۔یعنی ان لوگوں میں سے تھے جو تنہا اچھے عمل بجا نہیں لاتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی طرف مائل کرتے ہیں اور اپنے واجب فریضہ عمل بالمعروف و نہی عن المنکر سے عہدہ برآ ہوتے ہیں اور یقین میں وہ بلندی کہ جب فرزند یہ کہے کہ والد گرامی گولیاں برس رہی ہیں تو جواب میں کہتے ہیں کہ بیٹا "موت خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

یہ اسی کا پیروکار ہے کہ جس کو نہیں پہچانا کسی نے سوائے خدا اور اس کے رسولؐ کے اور یہ اسی کا ماننے والا ہے جو کہتا ہے کہ کیا فرق پڑتا ہے کہ "علیؑ موت پر جا پڑے یا موت علیؑ پر آ پڑے"۔اور شہید محمدؐ و آل محمدؐ کے غم کو عام کرنے کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے اور بہ کثرت مجالس وغیرہ میں شریک ہوا کرتے تھے۔

۲۲ فروری ۱۹۸۳ جبکہ لیاقت آباد میں ہنگامہ جاری تھا کہ سہراب گوٹھ کے علاقے میں ناجائز قابضین کے خلاف انتظامیہ کی کاروائی کے سبب پٹھانوں اور پولیس محاذ آرائی شروع ہوگئی۔پٹھان حضرات کا ہجوم مسجد خیر العمل سے صاف نظر آ رہا تھا، جہاں شیعہ جمع تھے۔تقریباً چار بجے شیعوں نے محسوس کیا کہ پٹھان مسجد پر حملہ کی نیت سے بڑھ رہے ہیں لہٰذا انہوں نے پتھراؤ شروع کر دیا۔اُدھر سے جوابی فائرنگ شروع ہوگئی جس سے تین افراد شہید ہو گئے۔جن میں شہید سید ساجد حسین رضوی بھی شامل ہیں۔

شہداء شفاعت کریں گے

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا"

خداوند عالم قیامت کے دن تین گروہوں کی سفارش و شفاعت کو قبول کرے گا۔ایک انبیاء دوسرے ائمہ اطہار اور علماء جو اُن کے پیروکار ہوں اور تیسرے شہداء۔"

شہید سید امتیاز محسن

''جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ علم حاصل کرنے میں مصروف ہوتا کہ اسکے ذریعے مسلمانوں کو زندہ کردے اسکے اور پیغمبروں کے درمیان بہشت میں فقط ایک درجے کا فاصلہ ہوگا''۔

یہ نوجوان شہید بھی دین و دنیا کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف تھے اور وقت شہادت آپ M.Sc. میں زیر تعلیم تھے۔''جو شخص مسلمانوں کے راستے سے اس چیز کو ہٹا دیتا ہے جو انہیں تکلیف دیتی ہے تو خدا تعالیٰ اسے قرآن کی چار سو آیتیں پڑھنے کا ثواب دیتا ہے'' برادر شہید ان افراد میں سے تھے جو اپنی فکر کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی فکر کرتے اور ہر وقت ان کی کوشش ہوتی کہ انہیں مشکلات سے نجات دلائیں۔آپ I.S.O کے نہایت فعال رکن تھے۔ محسن کی ہر وقت یہ کوشش ہوا کرتی تھی کہ جام شہادت لینے میں اپنے بھائیوں سے سبقت لے جائیں۔جس کی مثال یہ ہے کہ جب علماء حق نے شہر کراچی میں قرآن و مسجد کے شہید ہونے پر احتجاج کیا تھا اس میں آپ ان پانچ افراد میں شامل تھے جو کفن پہنے ہوئے سب سے آگے تھے اور اس مجاہد حق نے بندر روڈ پر ناکام ہونے کے بعد اپنی روش کو ترک نہیں کیا۔

۲۲ فروری ۱۹۸۳ کو جب سہراب گوٹھ کے علاقے میں ناجائز قابضین کے خلاف انتظامیہ کی کاروائی کے سبب پٹھانوں اور پولیس محاذ آرائی جاری تھی اور پٹھان حضرات کا ہجوم مسجد خیر العمل انچولی سے صاف نظر آرہا تھا، جہاں شیعہ جمع تھے۔تقریباً چار بجے شیعوں نے محسوس کیا کہ پٹھان مسجد پر حملہ کی نیت سے بڑھ رہے ہیں لہذا انہوں نے پتھراؤ شروع کردیا۔اُدھر سے جوابی فائرنگ شروع ہوگئی جس سے تین افراد شہید ہوگئے۔جن میں ایک شہید سید امتیاز محسن بھی ہیں جنہوں نے مسجد خیر العمل کا دفاع کرتے ہوئے اپنے ہدف کو پالیا اور جام شہادت پی لیا۔

شہید شیخ عباس حیدر

شہید شیخ عباس حیدر ۲۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو شیخ راحت علی کے گھرانے میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ابراہیم علی بھائی اسکول سعود آباد سوسائٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔۱۹۹۰ سے ۱۹۹۶ تک کراچی کے مشہور مدرسے ''مدرسہ جعفریہ'' پارسی کالونی پرانی نمائش میں دینی تعلیم (شرح لمعہ) تک حاصل کی۔جسکے بعد وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ فوٹیئر کے کاروبار میں مشغول ہوگے جو کہ باٹا شوز کی ایجنسی پر مشتمل اور بفرزون علاقے میں واقع ہے۔۱۹ فروری ۱۹۹۸ء کو شہید رشتہ ازدوجی سے منسلک ہوئے۔قدرت نے آپ کو ایک فرزند سے نوازا۔

۵ مئی ۱۹۹۹ء کو تقریباً، رات دس بجے معمول کے مطابق چاروں بھائی دوکان بند کرنے کے لیے جمع تھے،اسی اثناء میں گھر میں (جو کہ دوکان سے نزدیک ہے) کچھ مہمانو کے آجانے کی وجہ سے دو بھائی گھر اور ایک بھائی، آنے والے مہمانوں کے کھانے کا انتظام کرنے چلے گے۔ دشمن نے بہت دیکھ بھال کر وقت چنا تھا اگر فرشتہ رحمت بن کر مہمان نہ آتے تو شاید جانی نقصان زیادہ ہوتا۔

اب شہید عباس حیدر، دوکان میں اکیلے تھے کہ اچانک موٹر سائیکل پر سوار دہشت گرد آئے، جن میں سے ایک نے دوکان میں داخل ہوکر حیدر عباس پر ٹی ٹی سے فائرنگ کردی۔شہید نے موقعہ پر ہی اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔۶ مئی ۱۹۹۹ء کو شاہراہ محمد مصطفیٰ جوہر پر واقع سخی حسن قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اس سانحہ کے بعد بیواہ کی عقد، شہید کے دیور شیخ عمران حیدر سے کردیا گیا۔شہید کا اکلوتے فرزند شیخ مرتضیٰ حیدر ،اپنی والدہ اور والد کی زیر نگرانی لاہور میں پرورش پا رہے ہیں اس وقت وہ تیسری جماعت کے طالبعلم ہیں اور اُن کی دو چھوٹی بہنیں بھی ہیں۔

(اس معلومات کی فراہمی کے لیے ہم خانوادہ شہید کے انتہائی ممنون ہیں مولف)

شہید ماسٹر سید منظور الحسن ابن سید آل حسن

سید محمود الحسن رضوی

ماسٹر سید منظور الحسن ۱۹۰۱ء فتحپور سیکری آگرہ کے مشہور سادات کے محلہ شاہ گنج میں پیدا ہوئے۔ انٹرنگ تعلیم حاصل کی۔ ملازمت کے سلسلہ میں گورکھپور، کانپور اور الہ آباد میں تعنیات رہے تقسیم ہند کے بعد قبل از وقت پنشن لے کر کراچی پاکستان تشریف لائے اور مسجد وامام بارگاہ جعفریہ کے سامنے ۲/۳ حسین آباد گولیمار میں مشنری انداز میں بلاامتیاز مذہب و مسلک و رنگ و نسل اور زبان کے اس علاقہ کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں مصروف ہو کر زندگی گزارنے لگے۔ عبادت الٰہی کے عاشق ہونے ساتھ ساتھ شہید ایک اچھے اور مقبول تحت اللفظ مرثیہ خواں بھی تھے اسی لیے محلہ کی زیادہ تر مجالس آپ ہی پڑھتے تھے۔ ماسٹر صاحب کے پاس مرثیوں اور مذہبی کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا جس سے اس محلّے کے پیر و جوان سب ہی فیضیاب ہوتے تھے۔

۱۸ مارچ ۱۹۸۳ کو مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کا گھیراؤ ہوا۔ ۱۹ مارچ کو لیاقت آباد میں قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور اسلام کے نام پر بھڑکائی جانے والی آگ کے شعلے روائتی آگ کی مانند قریب تر بستی گولیمار کی جانب بڑھنے لگے تاکہ مسجد و امام بارگاہ کے قرب و جوار میں آباد شیعوں کی قدیم بستی حسین آباد کو خاکستر کیا جاسکے ۲۱ مارچ کو اس علاقے کو گھیر لیا گیا، نعرہ بازی اور ڈھول پیٹے بجانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ مسلح دہشت گرد لیاقت چوک کے قرب و جوار میں بے خوف و خطر گھومنے لگے، سو گولیمار کے گلی کوچوں میں بکثرت پولیس موجود تھی اور امن کے نام پر میٹنگ بھی ہو چکی تھی۔ انتظامیہ کے اعلیٰ افسران باخبر تھے اور امام بارگاہ کے سامنے والی سڑک پر حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔

ایسے وقت میں جبکہ گولیمار کے گلی کوچوں میں پولیس بکثرت موجود تھی، ۸۳ سالہ یہ ہر دلعزیز بزرگ نماز مغربین کی ادائیگی سے فارغ ہو کر کسی قسم کے خوف اور اپنے کردار و عمل اور رویہ پر کامل یقین رکھتے ہوئے کہ ان جیسے نحیف و نزار بزرگ کی کسی سے کیا لڑائی جھگڑا لڑائی جھگڑا تو در کنار محلے میں کسی سے کبھی تلخ کلامی بھی نہ ہوئی ہو، نہ کسی مذہبی یا گروہی سیاست میں حصہ لیا ہو بلکہ مسلسل تیس پینتس سال بلاامتیاز مذہب و ملت علاقے کی علمی خدمت کی ہو اور پھر اتنے قانون کے رکھوالے موجود ہوں تو کوئی بلا جواز کیوں مار دے گا، دودھ لینے بازار لیاقت چوک کی جانب روانہ ہو گئے۔

چوک کی جانب جاتے ہوئے راستہ میں موجود مجمع میں سے ایک انتہائی شقی القلب پسر سعد نے شہید کے پیٹ پر خنجر سے وار کیا، جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور اسی حالت میں گھر کی جانب واپس روانہ ہوئے جہاں سے پولیس نے اپنی گاڑی میں امام زین العابدین اسپتال روانہ کیا۔ اس سانحہ کے بعد حملہ آور شر پسند منتشر ہو گئے اور حسین آباد کی آبادی اُن کے شر سے محفوظ رہی۔

شہید کے صاحبزادے سید محمود الحسن رضوی کو اطلاع دی گئی، وہ فوراً اسپتال پہنچ گئے، جہاں بدقت تمام اسپتال کے سرجن صاحبان کو بلوایا گیا۔ زخم اس قدر کاری تھا کہ دو ماہر سرجنوں نے تقریباً تین گھنٹے آپریشن میں صرف کئے اور اس دوران چھ بوتلیں خون کی دی گئیں۔ یہ نحیف و نزار بزرگ آپریشن کے بعد ہوش میں نہ آسکا اور ۲۲ مارچ ۱۹۸۳ کو پونے چار بجے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ علاقے میں کشیدگی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

پسماندگان کا ایثار و قربانی، سیرت حسینؑ کے پیش نظر شہید کا غسل و کفن اور نماز جنازہ کھارادر میں ادا کی گئی اور تدفین نصف شب کو باغ کر

بلا المعروف جنت البقیع حب ریورروڈ قبرستان میں عمل میں آئی حالانکہ گولیمار کے قبرستان میں قبر تیار ہو چکی تھی۔ انتظامیہ کی نااہلی اور حالات کی ستم ظریفی کہ شہید کا جسد خاکی گولیمار نہیں لے جایا سکا، اُن کی نماز جنازہ مسجد جعفریہ میں ادا نہ کی جاسکی کہ جس کی تعمیر میں شہید نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، اُس قبرستان میں تدفین نہ ہوسکی کہ جہاں ہر شب جمعہ جانا اُن کا معمول تھا۔

گولیمار میں رہنے والے اعزا، احباب اور شاگرد تو درکنار سگی ماں جائی بھی اپنے بھائی کا آخری دیدار نہ کرسکی۔ شہر میں حالات انتہائی کشیدہ تھے خانہ خدا اور کلام خدا کو نذر آتش کیا جاچکا تھا۔ ساکنان شہر قائد ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جاتے ہوئے خود کو غیر محفوظ تصور کرتے تھے۔ شہید کے سوئم اور چہلم کے سلسلے میں قرآن خوانی اور مجلس کا انعقاد بیک وقت مسجد جعفریہ گولیمار اور مسجد خیر العمل سادات کالونی بلاک ۲۰ فیڈرل بی ایریا میں کیا گیا، جس میں کثرت سے علماء کرام، زعماء ملت، قومی کارکناں اور مومنین کرام نے شرکت کی۔

ظلم اسلام سکھاتا نہیں انسانوں پر　　جانے کب راز ہو افشاں یہ مسلمانوں پر

(سانحہ کراچی اور سواد اعظم کا اصلی چہرہ ناشر ادارہ سواد اعظم امامیہ لاہور سے کچھ تبدیلی کے ساتھ نقل کیا گیا)

نوٹ: شہید کے خون کی تاثیر دیکھئے کہ قاتل جو کہ ایک لسانی تنظیم سے وابستہ تھا رینجرز کی فائرنگ سے زخمی ہوا اور اس نے شہید ماسٹر منظور حسین کی چوکھٹ پر دم توڑا۔

شہید سید حسن علی رضوی ابن سید عابد علی رضوی

شہید حسن علی ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں حکومت سندھ ادارے ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا، جہاں وہ شہادت کے وقت بطور سپرنٹنڈنٹ منسلک تھے۔ ۹ جنوری ۲۰۰۲ کو مدنیہ مسجد دستگیر کے نزدیک دہشتگردوں نے فائرنگ کر کے شہید کردیا۔ پسماندگاں میں بیوہ، ۴ صاحبزادیاں اور ۲ صاحبزادے ہیں۔

شہید انتہائی فعال عزادار اور قومی کارکن تھے۔ ۱۹۸۶ سے ۲۰۰۰ تک انجمن تنظیم حسینی سے بحیثیت سرپرست اعلیٰ منسلک رہے۔ انچولی کا بڑا علم اور مسجد و امام بارگاہ تنظیم المومنین عزیز آباد کی سبیل آپ نے تعمیر کرائی۔ شہید کی تدفین ۹ جنوری ۲۰۰۲ کو یاسین آباد کے قبرستان میں والد کے پہلو میں عمل میں آئی۔

شہید مظفر کرمانی

شہید مظفر علی کرمانی ۱۹۶۰ میں کراچی کے قدیم علاقے کھارادر کے ایک مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ بچپن روایتی انداز میں گزرا۔ زمانہ طالب علمی میں حسن اخلاق اور انتہائی خوش مزاج شخصیت ہونے کی بنا پر آپ اساتذہ اور طالبعلموں میں یکساں مقبول تھے۔

اسکول کا زمانہ گزار کر جب آپ نے عالم شباب میں قدم رکھا تو گھرانے سے ملنے والے مذہبی رجحانات میں مزید پختگی اور وسعت پیدا ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ ''امام خمینی کی قیادت میں تاریخ کا یہ انوکھا تجربہ (انقلاب ایران) دنیا کے سامنے آیا کہ ایمان اور جذبہ شہادت کے ذریعہ سے بڑی سے بڑی کو کس طرح شکست دے سکتے ہیں۔ اس تجربے نے دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کو متاثر کیا، ان کے حوصلوں کو بلند کیا، دنیا کے مظلوم اور کچلے ہوئے لوگوں میں نئی امنگ پیدا کی، ان کے اندر چھائی ہوئی مایوسی اور پژمردگی کو دور کر کے یقین و اعتماد کی تازہ روح پھونکی اور امید کی روشنی سے ان کے ذہنوں کو منور کیا''

دوسری طرف وطن عزیز میں امریکی سامراج نے ایک منتخب جمہوری حکومت کو اُلٹ کر ایک فوجی آمر کو اقتدار سونپ دیا کیونکہ فوج استعماری طاقتوں کا سب سے وفادار'' منظم اور مضبوط ادارہ ہوتی ہے اور جب سامراجی طاقتوں کو طفیلی ملک کے اندر یا باہر کسی قسم کی بے چینی یا تبدیلی نظر آتی ہے تو اقتدار فوج کے حوالے کر دیا جاتا ہے تا کہ سامراجی عمل ڈسٹرب نہ ہو۔ ساری عمر بیرکوں میں گزرنے والی فوج یک دم عوام کی نمائندہ بن کر قوم پر مسلط ہو جاتی ہے۔ عوام کی سیاسی جماعتوں اور جمہوری اداروں کو ختم کر دیتی ہے اور ملکی قوانین کو منسوخ دینے کے بعد فوج کا نمائندہ جرنیل اپنا ذاتی قانون قوم پر ٹھوس دیتا ہے''۔ (ص۔۹۱ پاکستان برطانوی غلامی سے امریکی غلامی تک)

کراچی کے باسیوں اُس وقت حیران رہ گئے جب شہید مظفر کرمانی اور اُن کے چند ساتھیوں نے کراچی کی ایک مرکزی شاہراہ پر اُس وقت کے عالمی استعمار کے نمائندے شہنشاہ ایران کے خلاف رضا شاہ پہلوی مردہ باد، شہنشاہ ایران مردہ باد کا نعرہ بلند کیا جو مختصر وقت میں پاکستانیوں کی اکثریت کی آواز بن گیا۔ نظریہ ولائیت فقیہ کی ترویج وحفاظت آپ کی زندگی ایک اہم مقصد بن گیا۔

آیت اللہ باقر الصدر اور اُن کی خواہر بنت الہدیٰ کی شہادت ہو، صدام تکریتی کی مسلط کردہ جنگ ہو، خلیج میں ایرانی مسافر طیارہ کی امریکہ کے ہاتھوں تباہی ہو، ضیا الحق کے نام نہاد ریفرنڈم کا موقعہ، ۶ جولائی ۱۹۸۷ کی قرآن وسنت کانفرنس لاہور ہو، قائد شہید علامہ سید عارف حسین کی شہادت کا سانحہ اور امام خمینی کی رحلت کا سانحہ ہو، ہر موقعہ پر شہید نے بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔ جس کی پاداش میں حراست اور پولیس کے تشدد کا بھی نشانہ بنے۔

۶ جولائی ۱۹۸۰ کے اسلام آباد کے کنونشن کے موقعہ پر شہید نے قائد ملت جعفریہ مفتی جعفر حسین کے پیغام کو کراچی کے کونے کونے تک پہنچانے کے بعد نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ شرکت کی۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۳ کو مفتی صاحب کی رحلت کے بعد ۱۰ فروری ۱۹۸۴ علامہ سید عارف حسین الحسینی کی قیادت کے اعلان پر پاکستان میں اسلامی انقلاب کے لیے جدوجہد کے عہد کی تجدید کرنے کے ساتھ اپنی کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا۔

تحریک جعفریہ سندھ میں فعالیت کے حوالے سے شہید مظفر کرمانی کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل تھی۔ کراچی میں تحریک کے دفتر کا قیام اور تحریکی سرگرمیوں خصوصاً کراچی میں ۱۹۹۰ کی دھائی کے اور ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کی کے لیے مالی وسائل کی فراہمی میں قابل ذکر کردار ادا کیا۔

۲۵۔۲۶ نومبر ۱۹۹۰ کو تحریک کے کنونشن میں شرکت سے واپس آنے والے کراچی کے قافلہ کو دادو کے قریب ڈاکوں نے اغوا کر لیا۔ شہید مظفر کرمانی، شہید علامہ حسن ترابی (جنہیں ڈاکوں نے تاوان کی رقم کی فراہمی کے لیے آل محمد رزمی کی ضمانت پر کراچی روانہ کیا تھا) شہید وقار حسین نقوی، مولانا قمبر عباس، مرحوم مولانا شیخ علی مدد، مرحوم مولانا غلام اصغر نجفی (سہون شریف) اور مرحوم سید غلام حسین شاہ (ارامنی) کے تعاون مغوی مومنین کی رہائی عمل میں آئی۔

شہید کے کارناموں میں بقیۃ اللہ اسلامک انسٹی ٹیوٹ کا قیام، بنیادی اور نظریاتی موضوعات پر فکری سیمینارز کا انعقاد جو نہ صرف کراچی میں بلکہ سیالکوٹ، کوئٹہ، اسلام آباد کے علاوہ بعد ازاں شارجہ، ابوظہبی دارالسلام اور ٹورنٹو میں بھی منعقد ہوئے۔ ذرائع ابلاغ کی اہمیت کے پیش نظر شہید نے ایک ہفت روزہ اخبار ''نوائے اسلام'' کا اجرء کیا جسے وہ روزنامہ بنانے کی کوششوں میں مصروف تھے مگر زندگی نے وفانہ کی۔

شہید مظفر کرمانی امام خمینی کے اس فرمان کہ " محرم کا مہینہ تلوار پر خون کی فتح کا مہینہ ہے " کے مطابق محرم اور عزاداری کی اہمیت اور افادیت سے نہ صرف آگاہ تھے بلکہ اس کی ترویج واشاعت میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے جسکی مثال سوئم امام حسینؑ کے موقعہ پر خراسان (کراچی) سے بہتر تابوت کا جلوس اور ۷ اصفر کو سیالکوٹ میں بہتر تابوت کا جلوس اور ۲۹ صفر کو (کھارادر) واپسی اہل حرم کی مناسبت سے عماری کا جلوس ہیں۔

عجیب اتفاق کی بات ہے کہ شہید ڈاکٹر محمد علی نقوی اپنی شہادت سے ایک روز قبل اپنے تمام قریبی ساتھیوں آگاہ کر رہے تھے کہ ذمہ دار ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ دہشت گرد تحریک کی کسی بڑی شخصیت کو نشانہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا احتیاط کریں مگر شہید ہی ان کا نشانہ بن گئے۔ بالکل اسی طرح شہید مظفر کرمانی نے بھی شہادت سے چند روز قبل ہی اپنے تمام قریبی ساتھیوں آگاہ کیا تھا کہ احتیاط کریں کیونکہ دہشت گرد تحریک کی فعال شخصیت کو نشانہ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں مگر شہید ہی اُن کا نشانہ بن گئے۔

۲۰۰۱ میں شہید نے عازم حج ہونے کا عزم کیا اور اسی سلسلے ۵، فروری ۲۰۰۱ کی رات نوجوانوں کی فکری تربیت کے لیے سولجر بازار میں حسینی بلڈ بنک کے نزدیک مصروف تھے کہ دہشت گردوں نے گولیوں کی بارش کردی جس سے شہید اور اُن کے ساتھی نذیر عباس نے جام شہادت نوش کیا۔ ۶ فروری کو شہدا کی نماز جنازہ خراسان روڈ پر ادا کی گئی اور حسینی باغ میواشاہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(ڈاکٹر) حیدر عباس کشمیری

حیدر عباس کشمیری، ۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۱ کو حاجی غلام حسین کربلائی کے گھرانے میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ کراچی کے قدیمی علاقے کھارادر کے رونق حبیب انگلش اسکول سے ۱۹۷۷ء میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۸۱ء میں پاک امریکن ٹیکنیکل انسٹیوٹ سے ویلڈر ٹیکنیشن کا تین سالہ ڈپلومہ کیا۔ شہید نے اپنی عملی زندگی کا آغاز حبیب گروپ کراچی میں بطور ٹیکنیشن ۱۹۸۳ء شمولیت سے کیا۔ جہاں وہ ۱۹۹۲ء تک وہ ملازم رہے۔ ۱۹۹۳ میں رشتہ ازدوجی سے منسلک ہوئے۔ قدرت نے آپ کو ایک دختر سے نوازا، جو اس وقت چھٹی جماعت میں زیر تعلیم ہے۔

شہید ملت جعفریہ کے ایک فرد ہونے کے ناتے، تحریک جعفریہ سے ہمدردی رکھتے تھے جو آخری سانسوں تک جاری رہی لیکن کبھی تحریک میں باقاعدہ شمولیت اختیار نہیں کی۔ ۱۹۹۰ کی دھائی کے پُر آشوب دور میں شہید، شہدائے ملت کے خاندانوں سے حتیٰ الا امکان رابطے میں رہتے، اُن کی دل جوئی کرتے اور اُن کو تسلی دیتے۔ مومنین کی آبادیوں میں جاتے، اُن کی حوصلہ افزائی کرتے، اور ہمت بندھاتے تھے۔ شہید کی اسی فعالیت سے دشمن خائف تھے۔ شہید خود بھی اس امر سے باخوبی واقف تھے کہ جس راستے پر وہ گامزن ہیں اُس کی حتمی منزل شہادت ہی ہے۔ اُنہیں اپنی شہادت کا پہلے سے احساس تھا جس کا اظہار اپنی شہادت سے چند روز قبل اُنہوں نے اپنے زیر مطالعہ اخبار پر منیر نیازی کا یہ مشہور شعر لکھا کر کیا۔

کجھ شہر دے لوک وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سن

۳ نومبر ۲۰۰۱ء کو حیدر عباس کشمیری کو دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا وقت شہادت آپ زبان پر تھا کہ " دشمنانِ آل محمد کا تعاقب کرنا " ۴ نومبر ۲۰۰۱ کو حیدری باغ قبرستان میواشاہ میں تدفین ہوئی۔ شہداء کی کرامات کے ذیل میں شہید سے متعلق مزید معلومات موجود ہیں۔

شہید سید شہنشاہ حسین

شہید سید شہنشاہ حسین بھی اسی دوستی کے قائل تھے اور اپنے دوستوں کو پہلے پیار و محبت کے ساتھ حق کی دعوت دیتے اور واجبات پر عمل کی گزارش کرتے اور اگر کوئی اس پر عمل نہیں کرتا تو کہا کرتے تھے کہ ہماری تمہارے سے دوستی اس صورت میں برقرار رہ سکتی ہے کہ تم نماز روزہ کے پابند ہو جاؤ۔ سید شہنشاہ حسین شہادت کے وقت انٹر کے طالب علم تھے، اساتذہ کرام نہایت مطمئن اور آپ پر نہایت مشفق تھے۔ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ شہید کھیلوں میں بھی بھرپور شریک ہوتے، کرکٹ نہایت پسند کرتے اور کرکٹ کے ایک اچھے کھلاڑی تھے۔

۲۱ فروری ۱۹۷۸ء، یوم ولادت رحمت للعالمینؐ کے روز جب شر پسندوں نے علی بستی گولیمار کے شیعہ گھروں پر حملہ کر دیا تھا یہ مجاہد جوان اپنے خالی ہاتھوں اپنی جان و مال کی حفاظت کرتا ہوا پولیس کی گولی سر میں کھا کر محمدؐ و آل محمدؐ سے جاملا۔

شہید سید آل حسن بلگرامی

سید آل حسن بلگرامی ولد نواب سید ابوالحسن بلگرامی دہلی کے ایک باعزت گھرانے کے سپوت تھے۔ وہ جولائی ۱۹۲۲ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ پرائمری اور ثانوی تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی۔ عثمانیہ اسکول سے انہوں نے میٹرک اور دہلی یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ بلگرامی صاحب تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے اور انہوں نے قائد اعظم کی قیادت میں پاکستان کے قیام کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۵ء میں صرف پندرہ سال کی عمر میں آل انڈیا مسلم لیگ کی طلباء تنظیم آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے رکن منتخب ہوئے۔ اس تنظیم نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن پاکستان کے قیام کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔

دہلی میں انہوں نواب زادہ لیاقت علی خان کی جگہ دہلی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر کا عہدہ سنبھالا اور کئی سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ راجہ صاحب محمود آباد انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور بہار اور بنگال کے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے امدادی وفد کی ذمہ داری انہیں سونپی تھی۔ ۱۹۴۳ سے ۱۹۴۶ تک انہوں نے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے متعدد وفود کی قیادت کی جو دہلی سے اہم مشن پر مختلف مقامات پر گئے۔

دہلی اور متحدہ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں انہوں نے کئی یوتھ ریلیاں اپنے ذاتی وسائل سے منعقد کیں۔ صوبہ سرحد میں ہونے والے ریفرنڈم میں بھی انہوں نے انتہائی اہم کردار ادا کیا۔

سید آل حسن نے ۱۹۴۶ء میں دہلی میں پنڈت جواہر لال نہرو کی منعقد کردہ بین الاقوامی تعلقات کی کانفرنس میں بھرپور شرکت کی اور مندوبین سے پاکستان کے قیام کے حق میں بیانات جاری کروانے میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کو تعلقات عامہ کے میدان میں اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام بنایا۔ جناب بلگرامی ورلڈ مسلم فیڈریشن کی ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی منتخب ہوئے جس کے سربراہ اور پہلے صدر راجہ صاحب محمود آباد تھے۔ مصر کے ڈاکٹر مصطفیٰ مومن اور انڈونیشیا کے نائب وزیر خارجہ ڈاکٹر آغوش سلیم بھی اس کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔

۱۹۴۹ء میں مسلم یوتھ آرگنائزیشن کے قیام کیلئے سید آل حسن بلگرامی نے اہم کردار ادا کیا اور اس کی ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی منتخب ہوئے جس کی سربراہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح تھیں۔

۱۹۵۰ء میں وہ عوامی لیگ میں شامل ہو گئے لیکن بنیادی پالیسی میں پارٹی لیڈر شپ کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے کئی سالوں تک پارٹی کی سرگرمیوں سے کنارہ کش رہے۔ تاہم ۱۹۷۰-۷۱ء کے دوران وہ دوبارہ سیاسی میدان میں فعال ہوئے عوامی لیگ کراچی کے سینئر نائب صدر کا عہدہ سنبھالا اور آل پاکستان عوامی لیگ کی مرکزی ورکنگ کمیٹی کے رکن بھی بنے۔ انہوں نے فیڈرل بی ایریا سے صوبائی انتخابات میں بھی حصہ لیا۔ وہ اس نظریہ کے قائل تھے کہ عوامی لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو مشرقی اور مغربی پاکستان کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ سانحہ مشرقی پاکستان سے انہیں گہرا صدمہ پہنچا اور سیاست کے میدان سے وہ ریٹائر ہو گئے۔

شہید سید آل حسن بلگرامی اپنے دل کی گہرائیوں سے ایک مخلص اور ہمدرد انسان تھے اور ہر وقت ضرورتمندوں کی مدد کے لئے تیار رہتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری برسوں میں انہوں نے اندرونِ سندھ دینی تعلیم کی ترویج میں گہری دلچسپی لی اور اس سلسلے میں انہوں نے اندرون سندھ کے کئی دورے شہید محمد بشیر علی بھائی کے ہمراہ کئے جو خود بھی محفل مرتضیٰ میں ان کے ساتھ شہید کر دیے گئے۔

شہید سید محمود احمد تقوی

سید محمود احمد تقوی ۱۹۶۴ء میں سنٹرل کراچی کے علاقے انچولی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید آفتاب احمد تقوی تھا جو کہ ٹیلی گراف اینڈ ٹیلی فون (T + T) میں اسسٹنٹ چیف انجینئر تھے اور ایک مشہور و معروف مذہبی و سماجی شخصیت تھے۔ اپنی ملازمت کے دوران کئی مستحق افراد کو بلاتفریق فرقہ و مسلک ملازمتیں دلوائیں۔ اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے امامیہ مسجد محلہ جوگیانوالہ ڈیرہ اسماعیل خان کی تعمیر و ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں انجمن وظیفہ سادات و مومنین کی شاخ کھلوائی۔ شہید محمود احمد تقوی کا خاندان ہندوستان کے شہر "امروہا" کے محلہ دانش مندان سے ہجرت کر کے لاہور آیا اور بعد ازاں ۱۹۶۹ء ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے چاہ سید منور شاہ میں سکونت اختیار کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد محمود تقوی نے پاکستان نیوی میں ملازمت اختیار کی شہید محمود ایک سادہ، رحمدل اور لوگوں کا دکھ درد بانٹنے والی شخصیت، عزیز و اقارب دوست احباب کے مطابق ایک متقی، پرہیزگار، صاف گو، خوش اخلاق، صوم صلوٰۃ کا پابند نوجوان اور عزادار حسینؑ تھے۔ ہر سال مرکزی جلوس میں باقاعدگی سے زنجیر زنی کرتے تھے۔

چونکہ شہید محمود علی تقوی کو عزاداری سید الشہداء حضرت امام حسینؑ سے خصوصی لگاؤ تھا، لہٰذا جب ڈیرہ اسماعیل میں روٹ کا مسئلہ پیدا ہوا اور کئی سال تازیے رکے رہے اور جلوس اپنے روایتی راستوں سے گزرتے ہوئے مقررہ مقام تک نہ پہنچ سکے تو آپ انتہائی افسردہ اور غمگین ہوئے۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ عزاداری کے روٹس بحال ہو جائیں، چاہے ہمیں اپنی جانیں بھی قربان کیوں نہ کرنا پڑیں۔ سانحہ تیس ستمبر سے قبل آپ ملازمت کے سلسلے میں کراچی میں رہائش پذیر تھے، جب آپ کو معلوم ہوا کہ تیس ستمبر ۱۹۸۸ء کو روٹ کی بحالی کے لیے جلوس کی کال دی گئی ہے تو عشق حسینؑ آپ کو ڈیرہ اسماعیل خان لے آیا۔ آپ نے ملازمت سے چند دن کی رخصت لی اور ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ گئے۔ تیس ستمبر سے قبل جلوس کی تیاریوں اور دیگر مذہبی سرگرمیوں میں بھرپور جوش و خروش سے حصہ لیا۔ تیس ستمبر ۱۹۸۸ء کے روز جب شہادتیں یقینی تھیں ہر کسی کو علم تھا کہ جلوس حسینؑ کی طرف بڑھنے والا ہر قدم دراصل اپنی مقتل گاہ کی طرف سفر ہے اور جب جانثاران حسینؑ ابن علیؑ نے شمع عزاداری کو اپنے خون سے روشن رکھنے کا عزم کیا ہوا تھا۔ محمود تقوی بھی اس کاروان عشق کے ہم سفر تھا کہ جس کے حوصلے بلند اور یقین کامل تھا، کہ ہم جلد حوض کوثر پر سیراب ہونے والے ہیں۔ اسی تشنگی شہادت کے ساتھ محمود تقوی بھی آگے بڑھے، جن کے بڑھنے والے قد

یزیدیت کو کچلنے کا اک عز

وقت کے یزیدوں کے لئے ایک للکارتھی کہ خبردار اگر کبھی عزاداری سید الشہداء کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھی تو حسینی جانثاروں کے خون کا سیلاب تمہیں خس وخوشاک کی طرح بہا کر لے جائیگا۔

شہید محمود تقوی آگے بڑھے ان کی زبان پر حسینیت زندہ باداور یزیدیت مردہ باد کے شعار اور دل میں شہادت کی تڑپ تھی۔ آخر کار ایک سنسناتی گولی آپ کو پیٹ میں لگی اور آپ زخمی ہو کر نیچے گرے۔ آپ کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈیرہ اسماعیل خان لے جایا گیا۔ چونکہ گولی آپ کو گردے میں لگی تھی، لہٰذا آپ کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور منتقل کر دیا گیا۔ جہاں آپ پانچ دن زیر علاج رہے۔ شدید علالت کے دوران بھی آپ مسلسل جلوس کے حوالے سے پوچھتے رہے۔ جب تک جلوس رکا رہا افسردہ رہے اور جیسے ہی جلوس اپنے روٹ پر روانہ ہوا تو آپ مطمئن ہو گئے۔ دوران علالت آپ کے گاؤں کا ایک شخص (اہل سنت) آپ سے ملنے کیلئے پشاور آیا اور اس نے کہا کہ محمود میں نے تمہیں جلوس میں جانے سے منع بھی کیا تھا مگر تم نہیں رکے۔ اس پر شہید سخت خفا ہوئے اور اس شخص سے کہا کہ خبردار ایسا مت کہو یہ میرے مولا کا جلوس تھا اور اس پر میں اپنے آپ کو ہزاروں بار بھی نثار کر سکتا ہوں۔ یہ سننے پر وہ شخص بہت متاثر ہوا اور اس نے پورے گاؤں کو یہ واقعہ سنایا۔ شہید محمود تقوی ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۸ کو اپنی دیرینہ خواہش شہادت کے حصول سے ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے۔

اکتوبر ۱۹۸۸ کو شہید کا جسد خاکی پشاور سے کراچی لایا گیا۔ الحسن ہال کے میں مولانا سید فاضل حسین موسوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور نئی حسن قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

شہید کے بھائی سید عقیل تقوی نے کہا کہ ہمیں اپنے برادر پر فخر ہے۔ ہمیں چاہیے مشن شہداء پر سختی سے کاربند رہیں اور وہ لوگ جو عقیدہ جنگ سے مومنین کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں، اتحاد اور اخوت و بھائی چارہ پیدا کر کے ایسے اسلام دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔

شہید حمید علی بھوجانی

حمید علی بھوجانی ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد ان کے خاندان نے کراچی ہجرت کی جہاں پرانے شہر کے علاقے کھارادر میں انہوں نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم حاصل کی۔

انہوں نے میٹرک کا امتحان نیشنل سیکنڈری اسکول سے پاس کیا۔ بی کام کی ڈگری گورنمنٹ کالج برائے کامرس اینڈ اکنامکس کراچی سے حاصل کی۔ بعد میں جامعہ کراچی سے انہوں نے ایم اے اکنامکس کی سند حاصل کی۔ ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۴ء تک انہوں نے پاکستان انٹرنیشنل ایرلائنز میں بطور ٹریفک سپروائزر اسلام آباد، کراچی اور ڈھاکہ میں کام کیا۔ ۱۹۷۴ء میں انہوں نے سیرین عرب ایئرلائن میں بطور اسٹیشن منیجر ملازمت اختیار کی اور اس عہدہ پر تقریباً ایک سال تک کام کیا۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی جناب الطاف حسین بھوجانی کے ساتھ مل کر بھوجانی ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے نام سے اپنی ذاتی ٹریول ایجنسی کا کام شروع کیا اور تادم مرگ اس کمپنی کے چیئرمین رہے۔ شہید ایک اچھے اسپورٹس مین بھی تھے اور کرکٹ کے کھیل سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔

انہوں نے اپنی تمام زندگی معاشرتی بہبود کے لئے وقف کر دی۔ پی آئی اے میں ملازمت کے دوران انہوں نے مزدوروں کی بہبود کے لئے کام کیا اور ۱۹۷۳ء میں پی آئی اے سی ایمپلائز یونین کے نائب صدر منتخب ہوئے اور اس عہدہ پر جنوری ۱۹۷۴ء تک فائز رہے جب انہوں نے

ملازمت سے استعفیٰ دیا۔۹۲۔۱۹۹۱ء کے دوران وہ ٹریول ایجنٹس ایسوسی ایشن آف پاکستان کے چیئر مین بھی رہے۔۱۹۸۸ء میں وہ خوجہ (پیرائی) شیعہ اثناء عشری جماعت کراچی کے صدر منتخب ہوئے۔۱۹۹۱ء میں ورلڈ فیڈریشن آف خوجہ شیعہ اثناء عشری مسلم کیمونیٹیز کے اگزیکیوٹیو کاؤنسلر نامزد ہوئے۔ان دونوں عہدوں پر وہ اپنی شہادت تک فائز رہے شہید کے پسماندگان میں اہلیہ، دو صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے ہیں۔

شہید محمد بشیر علی بھائی

محمد بشیر ولد محمد تقی علی بھائی ۱۴ اگست ۱۹۴۴ کو یوگانڈا کے شہر بویما میں پیدا ہوئے۔انہوں نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم یوگانڈا کے شہر کمپالا میں حاصل کی۔کمرج ثانوی اسکول کا امتحان دینے کے بعد وہ اپنے والد کے ٹیکسٹائل اور دیگر متفرق تجارت کے کاروبار میں شامل ہو گئے۔۱۹۷۳ء میں ایدی امین نے ایشیائی باشندوں کو جب یوگانڈا سے ملک بدر کیا تو اس سے کچھ عرصے قبل ہی انہوں نے پاکستان کے شہر کراچی ہجرت کی۔

کراچی میں انہوں نے اپنے خاندانی نام کے تحت علی بھائی موٹرز کے نام سے گاڑیوں کی ڈیلر شپ کے کاروبار کا آغاز کیا۔کچھ ہی عرصے بعد انہوں نے کمپالا انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے نام سے ایک اور کمپنی کا قیام کیا اور پاکستان میں بننے والی سوزوکی گاڑیوں کی ڈیلر شپ حاصل کی۔انہوں نے علی بھائی گیرج کے نام سے ایک ورکشاپ بھی قائم کی اور گاڑیوں کی خرید وفروخت کا کاروبار علی بھائی آٹوز کے نام سے شروع کیا۔وہ ایک صف اول کے پراپرٹی ایجنٹ بھی تھے اور ڈاؤن ٹاؤن اسٹیٹ کے نام سے یہ کاروبار کرتے تھے۔بے روزگاری کا مسئلہ حل کرنے کی نیت سے بلا منافع بلا نقصان کی بنیاد پر انہوں نے پاک ریکروٹمنٹ سینٹر کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کے ذریعے کئی لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کیے گئے۔خوجہ (پیرائی) شیعہ اثناء عشری جماعت کے بینر تلے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے قیام کے بعد انہوں نے اپنے ادارہ کی تمام سرگرمیاں جماعت کو منتقل کر دیں۔یوگانڈا میں اپنے قیام کے دوران بشیر بھائی حسینی والنٹیئر کور کے لیڈر اور کمپالا جماعت کے تحت چلنے والے مدرسے کے سربراہ تھے۔

میت کے غسل وکفن کے سلسلے میں وہ ہمیشہ آگے ہوتے تھے اور متعدد لوگوں کو اس کام کی تربیت بھی دی۔وہ ذاکر حسین بھی تھے اور کمپالا میں مجالس بھی پڑھتے تھے۔

پاکستان ہجرت کرنے کے بعد انہوں نے دارالحکمہ کے نام سے حوزۂ علمیہ قائم کیا اور کراچی کی کچی آبادی علی بستی میں بچوں کا ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔اندرون سندھ کے لوگوں کو دینی تعلیم سے روشناس کرانے کے لیے انہوں نے اندرون سندھ کے متعدد دورے بھی کیے۔

شہید محمد بشیر علی بھائی بلال ٹرسٹ آف پاکستان کو قائم کرنے والے ٹرسٹیوں میں سے ایک تھے اور بڑی کامیابی کے ساتھ پاکستان کے کئی علاقوں میں تقریباً ۳۶ مدرسے قائم کیے۔وہ المرتضیٰ اسکول کے بانی ممبر تھے اور دینی ودنیاوی تعلیم کے سلسلے میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔

محفل مرتضیٰ کی غسل وکفن کمیٹی کے وہ سربراہ تھے اور اس شعبہ میں خدمات سرانجام دینے کے لئے وہ اس قدر سرگرم رہتے تھے کہ اپنی شہادت کے وقت بھی اس کام میں مشغول تھے۔وہ نماز جماعت کی امامت بھی کرتے تھے اور دینی درس بھی دیتے تھے۔وہ نماز میت بھی پڑھاتے تھے اور تلقین پڑھنے کی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔بشیر بھائی ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگوں کے درمیان آسانی سے گھل مل جاتے تھے اور پاکستان کے علماء سے بڑے دوستانہ تعلقات تھے۔وہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔شہید کے پسماندگان میں اہلیہ، دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے ہیں۔

شہید انور عباس

انور عباس ولد حیدر علی ملا ۱۵ر جولائی ۱۹۵۱ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پرائمری اور سیکنڈری تعلیم حبیب پبلک اسکول سے حاصل کی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد مزید تعلیم سندھ مسلم کالج سے حاصل کر کے بی کام کی سند حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے ایک مقامی بینک میں ملازمت اختیار کی ان کی بیگم کے بقول جب انہیں پتہ چلا کہ اسلامی قوانین کے مطابق جہاں سود کا کاروبار ہوتا ہو وہاں ملازمت نہیں کی جاسکتی تو انہوں نے یہ ملازمت ترک کردی۔

اس کے بعد انہوں نے پورٹ قاسم پر کلیرنگ وفارورڈنگ ایجنسی قائم کی۔ شہید انور عباس ایک سرگرم سماجی کارکن تھے اور ہمیشہ بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لئے تیار رہتے تھے اور تعلیمی اداروں کو بھی عطیات دیتے تھے انہوں نے قم میں واقع مدرسہ رسالت کی پانچ سال تک مالی اعانت کی۔

شہید محفل مرتضیٰ میں لائی جانے والی میتوں کے غسل وکفن کے لئے ہروقت حاضر رہتے تھے اور اس وقت شہید کئے گئے جب وہ ایک مومن کے غسل وکفن کی تیاری میں مشغول تھے۔ ان کے دوستوں اور عزیزوں میں وہ شفیق اور نرم طبیعت کی وجہ سے انتہائی مقبول تھے۔ وہ اپنے تین بھائیوں اور دو بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔ شہید نے پسماندگان کے میں اہلیہ، تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ہیں۔

شہید فرحت عباس

فرحت عباس ولد شبیر علی ایچ رحیم ۲۶ جون ۱۹۶۶ کو کراچی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی اور ثانوی تعلیم غلامان عباس اسکول سے حاصل کر کے ۱۹۸۲ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ مزید تعلیم انہوں نے سینٹ پیٹرک کالج کراچی سے حاصل کر کے سائنس گروپ میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۸۴ء میں پاس کیا اس کے بعد اسی کالج سے ۱۹۸۵ء میں آٹو موبائل انجینئرنگ میں ڈپلومہ حاصل کیا۔

بعد میں وہ اپنی والد کے گاڑیوں کے کاروبار میں شامل ہوگئے جو وہ طارق روڈ کراچی پر نیو پلیو رڈرائیو کے نام سے کرتے تھے اور اپنی شہادت تک اسی کاروبار میں شامل رہے۔ شہید فرحت عباس فطرتاً ایک رحم دل انسان تھے اور ہروقت غریبوں اور ضرورت مندوں کی امداد کے لئے تیار رہتے تھے وہ خدا سے ڈرنے والے انسان تھے اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں اپنی خوش اخلاقی کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے۔ اپنے بھائی بہنوں میں وہ سب سے بڑے تھے۔ شہید نے پسماندگان کے میں اہلیہ، دو صاحبزادیاں ہیں۔

(ص ۲۲، جماعت نیوز خصوصی شمارہ، مارچ ۱۹۹۵)

شہید مرزا عارف حسین

تحریر سید زوار زیدی

اولاد کی محبت کیا ہوتی ہے اور اسے اپنے ہاتھوں آغوش لحد میں رکھنے کا تصور ہی کس قدر جان کاہ اور لرزا دینے ولا ہے، اس کا اندازہ وہی لوگ کرسکتے ہیں جنھیں رب کریم وعظیم نے اس نعمت سے سرفراز فرما رکھا ہے۔ وطن عزیز میں کیسے کیسے حادثات ہوئے کہ ایک ہی وقت میں پچاس، پچاس لاشے اٹھائے گئے۔ 7 مئی 2004ء، بروز جمعہ کا سورج مکتب اہلبیتؑ کے چاہنے والوں کیلئے قیامت صغریٰ لے کر طلوع ہوا کہ جس روز

دوپہر 01:15 پر ایک ظالم خودکش نے عین نماز ظہر باجماعت کے وقت اپنے آپ کو بارود سے اڑالیا۔ پولیس اور تحقیقاتی اداروں کے مطابق خودکش حملہ آور ایک پولیس اہلکار اکبرخان نیازی تھا جو سعید آباد پولیس ٹریننگ سینٹر کراچی میں زیر تربیت تھا۔ افسوس بلکہ صد افسوس کہ پولیس اور تحقیقاتی اداروں موجود چند فرض شناس اہلکاروں کی تحقیقات اس وقت سرد خانوں کی نظر ہوگئیں جب خفیہ قوتیں بے نقاب ہونے کو تھیں نام نہاد جہاد کے نام پر امریکی اسلام کی خدمت کرنے والوں کے چہرے سے نقاب اٹھنے کو تھا اوپر سے نیچے تک انعام واکرام اور دھونس ودھمکی کے بازار گرم ہوگئے یوں شہید نمازیوں کا لہو اک بار پھر سرد خانوں کی نظر ہو گیا۔ جب یہ دھماکہ ہوا تو حکومت اور سیکورٹی کے خودساختہ آئرن مین جائے وقوعہ پر نہ صرف موجود نہیں تھے بلکہ سانحہ کے بہت دیر بعد پہنچے گو کہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ بیٹھادر تھانہ اور SSP آفس اس مسجد سے 100 میٹر سے زائد فاصلے پر نہیں..... یہ سب سوالیہ نشان ہے؟

بم ڈسپوزل اسکواڈ کے ماہرین مسجد حیدری کے خودکش بم دھماکے کے اثرات کو سمجھنے سے آج تک قاصر ہیں کیونکہ اس دھماکے میں معمولی زخمی ہونے والے نمازیوں نے یکے بعد دیگرے مختلف ہسپتالوں میں دم توڑ دیے، البتہ ڈاکٹرز بھی اس امر سے حیران و پریشان تھے کہ ایک معمولی سا زخم کس طرح کس شخص کی جان اتنی آسانی سے لے سکتا ہے، ایک تحقیقی رپورٹ میں پتہ چلا کہ اس سانحے میں ایسے عناصر اور مرکبات استعمال ہوئے تھے جو معمولی زخم کو بھی اندر تک جھلسا کر رکھ دیتے تھے، بم ڈسپوزل اسکواڈ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اس طرز کا دھماکہ خیز مواد نہ تو پاکستان میں موجود ہے اور نہ ہی کسی اور گھناؤنے واقعے میں استعمال ہوا، اس بم دھماکہ میں استعمال ہونے والے مواد کو "سی ٹین "C-10" کے نام سے پوری دنیا جانتی ہے۔ جو صرف امریکہ و اسرائیل کے پاس ہے اب آپ خود فیصلہ کیجئے کہ مسلمانوں کی تمام مصیبتوں کا ذمہ دار کون ہے؟

مسجد حیدری کے اندوھناک سانحہ میں 19 مومنین شہید ہوئے اور 200 سے زائد زخمی ہوئے ان شہداء میں ایک شب زندہ دار مرزا عارف حسین تھے ان کی خصوصیت یہ تھے کہ ان کو بیشتر قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ دعائے کمیل اور حدیث کساء زبانی یاد تھی ان کا اپنا خاص دعائیہ انداز تھا۔ شہید مرزا عارف حسین 6 اپریل 1968ء میں پیدا ہوئے بچپن سے ہی نماز، روزے کے شوقین تھے آپ کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ بچپن میں جب آپ کی روزہ کشائی ہوئی تو اس کے بعد سے کوئی نماز قضا نہیں ہوئی نہ ہی کوئی روزہ چھوڑا، بروز شہادت آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ رجب، شعبان اور رمضان کے روزوں میں سے سارے روزے رکھے جائیں۔ محمدی ڈیرہ جوان کا جائے پیدائش بھی ہے یہاں سب سے پہلے اجتماعی دعائے کمیل کروانے کا شرف انہی کو حاصل ہے... ولادت حضرت امام مہدیؑ کے سلسلے میں ISO کے زیر اہتمام مرکزی پروگرام بمقام نیٹی جیٹی میں دعائے کمیل پڑھنے کی دو مرتبہ سعادت حاصل کی۔

آپ کی پرائمری ایجوکیشن کلثوم بائی ولیکا اسکول نزد جامعہ ملیہ، ملیر، پرنس علی بوائز اسکول ملیر سے مڈل، ملیر انگلش اسکول سے میٹرک جبکہ انٹر اور گریجویشن لیاقت کالج ملیر سے کی، بی کام کے فوراً بعد گوکل شپنگ کمپنی میں ملازمت مل گئی یوں وہ عملی زندگی میں اپنے کارنامے سرانجام دینے لگے یہ بات پڑھ کر آپ کو حیرت ہوگی کہ شہید نے اپنی ملازمت سے کبھی ایک دن کی بھی چھٹی نہیں کی۔

مرزا عارف حسین شہید کے آباؤ اجداد کا تعلق یوپی کے علاقے فیض آباد سے تھا۔ محمدی ڈیرہ ملیر کراچی میں انجمن اصغریہ کی بنیاد آپ کے دادا آغا ظفر مہدی نے رکھی۔ آپ کو اپنے بزرگوں سے ہی تنظیم سازی اور قومی و عملی شعور حاصل ہوا شہید اور ان کے دوستوں نے کئی چھوٹے ادارے اور انسٹیٹیوٹ بنائے جن سے کئی لوگوں نے استفادہ حاصل کیا، اس کی سب سے روشن مثال ملیر کا مقبول نیو الیکا New Alika انسٹیٹیوٹ

ہے جو آج بھی اپنی خدمات بلاتفریق مذہب و ملت سرانجام دے رہا ہے۔ 1991ء سے سینکڑوں طلباء و طالبات نے استفادہ حاصل کیا اور ابھی بھی کر رہے ہیں کیونکہ شہید عارف حسین ہمیشہ مسلک و فرقہ سے بلند و ماوراء ہو کر سوچا کرتے تھے۔ ان کا عمل اس کی روشن مثال ہے۔

1996ء میں آپ کی شادی خانہ آبادی آپ کی پھوپھی زاد سے طے پائی شادی کے کچھ عرصے بعد محمدی ڈیرہ ملیر کو خیر باد کر کے گلشن اقبال میں سکونت اختیار کی، شہید کو اپنی اولاد دیکھنے کی بہت زیادہ آرزو تھی ایک بیٹے کا انتقال آپ کے سامنے ہی ہوا تھا جس کا آپ کو بہت رنج تھا۔ قسمت کا کرنا کچھ یوں ہوا کہ شہادت کے چھ دن بعد آپ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی جس کا نام "علی موسیٰ" رکھا گیا دنیا کے کارخانے تو یونہی چلتے رہیں گے بس اب یوں ہوگا کہ "علی موسیٰ" ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "ابو" "پاپا" اور "ڈیڈی" کے لفظوں کی چاشنی سے محروم رہے گا۔

عزیز و اقارب کے مطابق: شہید ہمیشہ اپنی شہادت کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا کیا کرتے تھے۔ اپنی شہادت سے کچھ عرصے قبل اپنی اہلیہ کو حق مہر ادا کیا اور اپنے اکاؤنٹ کے بارے میں تمام تفصیلات سے آگاہ کیا جب چیک بک دینے لگے تو کہا "زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں"۔ شہید متقی، صالح اور پرہیزگار نوجوان گویا کامیاب ترین اور کامل شخصیت تھے شہادت نے آپ کے حسن کو اور نکھار دیا۔

قرآنی آیات کی روشنی میں ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ شہید کبھی مرتا نہیں تو اس زمرے میں آپ کے والد محترم کا کہنا تھا کہ مرزا عارف حسین کی بچپن سے عادت تھی کہ فجر میں ہمیں اٹھایا کرتے تھے اور اپنے ساتھ نماز فجر باجماعت مسجد میں پڑھانے کی غرض سے لے جایا کرتے تھے۔ انہیں آج بھی اکثر یہ محسوس ہوتا کہ کہ شہید کہہ رہے ہیں کہ "بابا فجر کی نماز کے لئے جماعت میں چلیں" اور گفتگو بھی ہوتی ہے۔

(سالانہ مجلہ الشہید ۲۰۰۷۔۲۰۰۸ سے چند تبدیلیوں کے ساتھ)

محمد اسماعیل

محمد اسماعیل ولد شعبان علی موضع سکندر آباد تحصیل نگر میں ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ کراچی آ گئے کراچی میں محنت مزدوری کرنے لگے اسی اثناء میں آپ ٹریننگ حاصل کر کے ڈرائیور بن گئے اور اپنے لئے گاڑی خرید لی کچھ مدت بعد ایک مومن جعفر علی نامی سیٹھ کی گاڑی چلانے لگے اور اپنی گاڑی فروخت کر کے انہیں کی مستقل ملازمت اختیار کر لی۔ وہ شہید کو اپنے ساتھ عمان لے گئے، جہاں کافی عرصے قیام کرنے کے بعد واپس آ کر کراچی میں ہی اپنے رشتہ داروں میں شہید کی شادی کر دی۔ خداتعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے اور ۲ بیٹوں سے نوازا تھا۔

وہ ایک دین دار شخص ہونے کے ناتے سے مذہبی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ۹ نومبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات بمطابق ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ کو علامہ اقبال کی یوم پیدائش کے سلسلے میں چھٹی تھی۔ وہ اپنے گھر سے صبح کے وقت والدہ کے لئے دوائی لینے بازار نکلے، جب بازار میں پہنچے تو پتہ چلا کہ عزاخانہ ابوطالبؑ پر وہابیوں نے حملہ بول دیا ہے۔ یہ سن کر گھر جانے کی بجائے سیدھے عزاخانہ پہنچے تو جہاں پر ہر طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی جب شہید عزاخانہ کے گیٹ کے پاس گئے تو دیکھا کہ ایک ملعون گیٹ کے اوپر لگے علم عباسؑ کو اکھاڑ رہا ہے۔ وہ جونہی اوپر چڑھے ملعون نے علم کو اتار کر نیچے پھینکا شہید واپس نیچے آئے اور علم لے کر اوپر گئے اور اس ملعون کو دھکا دے کر نیچے گرایا۔ پھر علم کو دوبارہ نصب کیا اور اس ملعون پر اوپر سے ایک بلاک نیچے گرایا۔ جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہیں واصل جہنم ہوا۔ یہ دیکھ کر سامنے سے ایک لعین نے کلاشنکوف سے برسٹ مارا۔ گولیاں لگیں تو شہید گیٹ سے نیچے گر گئے۔ پھر وہاں سے شہید کو ہسپتال لے جایا گیا مگر راستے میں ہی شہید خالق حقیقی سے جا ملے۔

گھر والوں کو اس بارے میں خبر نہیں تھی۔ شام تک نہ آئے تو ڈھونڈنا شروع کیا۔ دوسرے دن خبر آئی کہ شہادت ہوئی ہے۔ بہر حال شہید

کی لاش کو ہسپتال سے امام بارگاہ لے جایا گیا اور غسل و کفن کے بعد بذریعہ جہاز گلگت روانہ کیا گیا۔ اس طرح پانچ دن بعد سکندر آباد یعنی اپنے آبائی گاؤں میں دفن ہوئے۔ آج بھی تحصیل آفس سکندر آباد کے پاس زیارت جلوہ نما ہے۔ شہید کی والدہ وفات پا چکی ہیں جبکہ والد صاحب زندہ ہیں۔ بیوہ اور بچے کچھ مدت سکندر آباد میں رہنے کے بعد واپس کراچی آگئے اور تا حال وہیں پر مقیم ہیں۔

(ص ۱۷۱ شہدائے گلگت و بلتستان)

ذاکر حسین

شہید ذاکر حسین ولد ابراہیم شاہ آستان محلہ امپھری دینور گلگت میں ۱۵ اپریل ۱۹۷۰ کو پیدا ہوئے۔ جب سن شعور کو پہنچے تو والدین نے سکول میں داخل کرایا۔ میٹرک تک دینور اور گلگت میں تعلیم حاصل کی پھر اپنے کزن کے پاس کراچی چلے گئے اور وہاں کالج میں داخلہ لیا۔ پھر پڑھنے لگے۔ وہ شروع ہی سے مذہبی ذہن رکھنے والے انسان تھے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ آئی ایس او کے رکن بنے اور ہر مذہبی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔

اُن دنوں کراچی مذہبی فسادات کی لپیٹ میں تھا۔ ۲۲ مئی ۱۹۹۰ء کو منگل کا دن تھا شہر میں حالات خراب تھے جس وجہ سے شہید کالج بھی نہیں جا سکے تھے۔ اپنے کمرے میں بیٹھ کر امتحان کی تیاری کر رہے تھے کہ اتنے میں یزیدی فوج وہاں پہنچ گئی اور دہشت گردوں نے کمرے میں گھس کر فائرنگ کی ذاکر حسین کے علاوہ ان کے دو دوست بھی موجود تھے۔ سب زخمی ہوئے جنہیں اسپتال داخل کرایا اس حادثے میں شہید ذاکر جانبر نہ ہو سکے۔ شہادت کے بعد شہید کے جسد خاکی کو گلگت لایا گیا اور دینور استان کے سائے میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ شہید کے والدین ضعیف العمری میں موجود ہیں۔ دہشت گردوں کو حکومت نے گرفتار کیا تھا مگر جلد ہی رہا کر دیا۔

شہید ایک شریف النفس اور کم گو شخص تھے۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ان سے کسی کو کوئی ضرر پہنچے ہر ایک کے ساتھ ہنس مکھ اور محبت سے ملنے والے اور سب کے دل میں گھر کرنے والے جوان تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

(ص ۱۷۸۔۱۷۹ شہدائے گلگت و بلتستان)

شہید فیاض حسین

آپ کے خاندان کا تعلق شاہ جیونہ شہر ضلع جھنگ سے تھا۔ ۱۹۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ۱۹۷۲ء میں درس باب الحوائج شاہ جیونہ سے قرآن پاک کی تعلیم کا آغاز کیا۔ پھر ۱۹۷۸ء میں ساہیوال ہنر سیکھنے تشریف لے گئے۔ یہاں آپ کی صحبت زیادہ دیندار لوگوں سے رہی جس کی وجہ سے آپ کا مذہب کے ساتھ اور زیادہ لگاؤ ہو گیا۔ ۱۹۸۰ء میں آپ کراچی روانہ ہو گئے۔ ۱۹۸۵ء میں آپ نے تحریک جعفریہ میں شمولیت اختیار کر لی اور بڑی دلیری کے ساتھ ملت کے حقوق کیلئے میدان عمل میں وارد ہوئے۔

ایک ملنگ نے محمدی کالونی (لیاری) کے بھٹو چوک میں ایک علم نصب کر رکھا تھا۔ ملنگ کے فوت ہونے پر اسکی بیوی منکروں سے مل گئی اور انہوں نے علم غازی عباسؑ کی بے حرمتی کی۔ لیکن آپ نے اس کیس کی پیروی کی اس کیس کو جیت لیا گیا اور تحریک جعفریہ کی سرپرستی میں علم غازی عباسؑ اسی مقام پر دوبارہ نصب کیا جو آج بھی عباس کی وفاؤں کی خوشبو بکھیر رہا ہے۔

شہید کی ایک عادت بن چکی تھی کہ جب بھی فرصت کے لمحات ملتے آپ دینی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور علماء کرام کی کیسٹیں سن کر فیض

یاب ہوتے اور کثرت سے درود پاک کا ورد کرتے جہاں کہیں بھی سپاہ یزید کے کارندے مذہبی امور میں رکاوٹ ڈالتے آپ موقع پر پہنچ جاتے اور تحفظ عزاداری کیلئے اپنا کردار ادا کرتے آپ کو بار بار دھمکیاں دی گئیں کہ تم اگر اپنی سرگرمیوں سے باز نہ آئے تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن آپ نے کسی دھمکی کی پرواہ نہ کی اور دوستوں میں بیٹھ کر اکثر شہزادہ علی اکبرؑ کا یہ قول دہرایا کرتے تھے کہ جب ہم حق پر ہیں تو پھر کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ہم موت پر جا پڑیں یا موت ہم پر آ پڑے۔ یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو صبح ۵:۳۰ بجے شہید جب اپنی دکان میں تلاوت قرآن کر رہے تھے کہ دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

شہادت کے وقت آپ کا بھائی سجاد علی موقع پر موجود تھا۔ وہ اپنی نگرانی میں شہید کی لاش کو ہسپتال لے گیا قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد آپ کی میت بذریعہ ہوائی جہاز فیصل آباد روانہ کر دی گئی جہاں سے ایمبولینس کے ذریعے شاہ جیونہ پہنچائی گئی۔ اسی دوران آپ کی شہادت کی خبر پورے علاقے میں پھیل چکی تھی اور لوگوں کا بے پناہ ہجوم شاہ جیونہ میں جمع تھا آپ کی نماز جنازہ مولانا غلام حسین شیرازی صاحب نے پڑھائی اور آپ کو آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

(ص ۶۵ _ ۶۶، راہیان کربلا، یاور حسین عشی)

شهید محمد حسن

شہید محمد حسن کا تعلق نگر کے گاؤں پسن سے تھا۔ آپ جناب داؤد کے بیٹے تھے۔ آپ ۱۹۶۷ء کو نگر میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم ناپن نگر میں حاصل کی۔ پھر آپ تعلیم کو خیر باد کہہ کر اپنے کزن غلام عباس کے ساتھ کراچی چلے گئے وہاں شہید نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی پھر روزگار کی تلاش شروع کی اور آخر ایک پیٹرول پمپ پر ملازمت مل گئی اس طرح آپ اپنی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کے لئے بھی خرچہ بھیجنے لگے۔ اس دوران شہید وقتاً فوقتاً گلگت آتے جاتے رہتے اور اپنے والدین کی خبر گیری کرتے رہے۔

شہادت سے کچھ دن پہلے ہی شہید والدین سے مل کر کراچی چلے آئے تھے۔ ان دنوں کراچی فرقہ وارانہ فسادات کی لپیٹ میں تھا۔ ۸ دسمبر ۱۹۹۴ مسجد محمد و آل محمد کورنگی میں بعد از نماز عشاء مجلس برپا تھی لہٰذا شہید اور اس کا ساتھی غلام نبی جو استور کے رہنے والے تھے نماز کے بعد مجلس سننے گئے۔ مجلس کے اختتام کے بعد شہید اور اس کے ساتھی باہر نکل کر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے ساتھ بلوچستان کے ایک مومن حسن بلوچی بھی تھے۔ اچانک ایک سفید رنگ کی کار آئی اور قریب آ کر تینوں پر جدید ہتھیار سے فائرنگ کی جس سے تینوں مومنین گر گئے اور شہید محمد حسن نے وہیں پر داعی اجل کو لبیک کہا۔ پھر شہید کی لاش کو مسجد ابوالفضل عباسؑ لے آئے اور غسل کفن کے بعد کراچی میں ہی دفن کر دیا گیا۔ شہید غیر شادی شدہ تھے والدہ ماجدہ حیات ہیں۔

(ص ۲۳۱، شہدائے گلگت بلتستان)

شهید اعجاز حسین رضوی

شہید اعجاز حسین رضوی محلہ نگرل گلگت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نگرل کے جناب سید محمد علی شاہ رضوی کے صاحبزادے تھے۔ آپ شہادت سے تیس سال قبل گلگت میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم گلگت میں حاصل کرنے کے بعد شہید کراچی چلے گئے۔ کراچی میں ایف اے کرنے کے بعد واپس گلگت آئے اور اپنے رشتہ داروں میں شادی کی۔ خدا تعالیٰ نے دو بچوں سے نوازا۔ شہید نے گلگت میں ایک جنرل اسٹور کھولا اور اپنے گھر کی کفالت کرنے کی ذمہ داری سنبھالی۔ شہید آئی ایس او کے رکن بھی رہ چکے تھے۔

شہید کے دوسرے بھائی اجلال حسین رضوی کراچی میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ایک جنرل اسٹور بھی چلا رہے تھے۔ اُن دنوں اعجاز حسین امتحان دینے کے لئے کراچی آئے ہوئے تھے اسی دوران وہ کبھی کبھی بھائی کی دکان میں بیٹھتے تھے۔ جو کہ آئی ایس او کے سٹی صدر تھے جس وجہ سے سپاہ صحابہ کی نظروں میں تھے اور انہیں قتل کی دھمکی بھی دی گئی تھی۔

۲ نومبر ۱۹۹۷ء اجلال حسین کہیں گئے ہوئے تھے، اعجاز حسین بھائی کی دکان میں موجود تھے شہید اعجاز حسین دکان میں پہنچ کر ابھی بیٹھے ہی تھے کہ ایک گاڑی آئی۔ باہر روڈ سے اجلال حسین کہہ کر آواز دی، جونہی اعجاز باہر کی طرف متوجہ ہوئے، دہشت گردوں نے فائرنگ کی جس سے وہ زخمی ہو کر گر گئے، واضح رہے کہ شہید کی شکل اپنے بھائی سید اجلال حسین سے ملتی تھی۔ ایک دوست نے، سول ہسپتال پہنچایا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے اور جام شہادت نوش کیا۔ شہید کے جسد خاکی کو کراچی کے طلبہ نے ویگن بک کر کے گلگت روانہ کیا۔ شہید کی لاش جب گلگت پہنچی، پورے علاقے میں کہرام مچ گیا۔ شہید کو سفر آخرت کے لئے تیار کر کے ہزاروں اشک بار آنکھوں کے سامنے نگرل میں سپرد خاک کر دیا۔ شہید کے غم کو سہنے کے لئے بوڑھے والدین، بہن بھائی اور بیوہ اور دو معصوم بچے رہ گئے۔

شہید ایک کم گو ملنسار، ہنس مکھ اور نمازی انسان تھے ہر ایک کے ساتھ خوش اسلوبی سے ملنا ان کا شیوہ تھا۔ قناعت پسند ہونے کے ساتھ ساتھ سخی بھی تھے۔ خدا تعالیٰ شہید کو محفل حسینی میں جگہ دے آمین۔

(ص ۲۵۳۔۲۵۴ شہدائے گلگت و بلتستان)

شهيد سيد اعجاز حسين كاظمى

آپ یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو چک نمبر ۱۴۲ اگ ب گھڑتل خورد چک جھمرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان کا تعلق بڈھیال قاضیاں چک موسیٰ تحصیل رنبیر سنگھ پور ضلع جموں مقبوضہ کشمیر سے ہے۔ آپ کے والد سید محمد تقی کاظمی فوج میں شعبہ توپ خانہ میں ملازم تھے اور حوالدار کے عہدے پر ریٹائرڈ ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے خاندان کے لوگ مقبوضہ کشمیر سے پاکستان منتقل ہو گئے اور چک نمبر ۱۴۲ اگ ب گھڑتل خورد میں آباد ہو گئے۔ یہاں آپ کے چچا سید نثار حسین کاظمی اور خاندان کے دوسرے افراد نے مل کر امام بارگاہ قصر بتول تعمیر کی اور عزاداری سید الشہداء کا آغاز کیا۔ مذہبی سوجھ بوجھ ورثے میں ملی تھی۔ بچپن ہی سے پابندِ صوم وصلوٰۃ تھے۔ آپ نے میٹرک گورنمنٹ ہائی اسکول سالار والا سے پاس کیا اور چونکہ والد فوجی تھے اس لئے اعجاز حسین کاظمی بھی فوج کی ملازمت کو ترجیح دیتے تھے۔ ملی جذبہ دل میں کروٹ لیتا تھا کہ مہاجرین کیساتھ ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ لینے کا اس کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں تھا۔

لہٰذا آپ نیوی میں بھرتی ہو گئے اور ترقی کرتے ہوئے (P.O) پیٹی آفیسر کے عہدے تک پہنچے۔ سروس کے دوران ۲ سال تک دوحا قطر میں ڈیپوٹیشن پر بھیج دیئے گئے۔ آپ ۱۰ اپریل ۱۹۹۴ء کو نیوی کی ملازمت سے ریٹائرڈ ہو گئے سروس کے دوران جو آپ کو میڈل ملے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ تمغہ صد سالہ جشن ولادت قائداعظم (02-05-1977) ۲۔ ہجری تمغہ (02-03-1981) ۳۔ جمہوری (02-06-1989) ۴۔ گولڈن جوبلی (02-06-1990) ۵۔ دس سالہ سروس میڈل (02-03-1999)

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے کراچی میں ادویات بنانے والی ایک غیر ملکی فرم میں سپروائزر کے طور پر ملازمت کر لیا ور الفلاح سوسائٹی (نزد وائرلیس گیٹ) میں سکونت اختیار کر لی۔ مذہب سے محبت کی وجہ سے یہاں بھی آپ مذہبی سرگرمیوں میں پیش پیش رہے تھے۔ گرین ٹاؤن اور گولڈن ٹاؤن کے درمیان مسجد حُر کی انجمن کے سیکرٹری فنانس کے طور پر قومی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک مسجد حُر میں فجر کی نماز باجماعت ادا کی جارہی تھی۔ کہ نسل حجاج بن یوسف نے بے گناہ نمازیوں پر فائرنگ کردی۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں آپ اور چھ یا سات دیگر نمازی موقع پر شہید ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) خانہ خدا کو بے گناہوں کے خون سے رنگین کردیا گیا۔ کئی لوگ شدید زخمی ہوگئے۔ آپ کی میت آپ کے گاؤں چک نمبر ۱۴۲رب گھڑتل خورد لائی گئی۔ گردو نواح سے بلا تفریق لوگوں نے شرکت کی اور سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں آپ کو دفن کردیا گیا۔ شہید کا ایک پسندیدہ شعر :

موت آئے دین حق پر ہمیں کوئی غم نہیں عباسؑ کے علم کی ہوا ساتھ ساتھ ہے

(ص ۱۵۰۔۱۵۱، راہیان کربلا، یاور حسین عشی)

شہید امجد حسین

برمس بالا گلگت سے تعلق رکھنے والے نوجوان شہید امجد حسین جناب محمد علی کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ گلگت میں ہی ۱۹۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ جب سن شعور کو پہنچے تو والدین نے انہیں اسکول میں داخل کرایا اور یوں شہید نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی پھر شہید کراچی چلے گئے۔

کراچی میں پولی ٹیکنیکل کالج میں داخلہ لیا اور یوں ۳ سال تک کراچی میں زیر تعلیم رہے۔ شہید نماز کے پابند تھے۔ یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء کی صبح اپنے نمازی ساتھیوں کے ساتھ مسجد حُر گرین ٹاؤن کراچی میں نماز پڑھنے گئے۔ آپ لوگوں کے ساتھ فجر کی نماز کی نیت کی ہی تھی کہ دہشت گرد مسجد میں داخل ہوئے اور جدید ہتھیاروں سے گولیاں برسائیں۔ جس سے بہت سارے نمازی زخمی ہوکر گرے۔ جن میں سے ۹ مومنین جام شہادت نوش کیا۔ ان شہداء میں شہید امجد حسین بھی تھے۔ شہید کی لاش کو کراچی سے گلگت پہنچایا گیا اور یوں برمس بالا ہی میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کردیا گیا۔ شہید کے غم کو سہنے کے لئے بوڑھے والدین اور بہن رہ گئے ہیں۔ گھر کی کفالت کی ذمہ داری شہید کے والد کے کندھوں پر ہے جو کہ PWD میں ملازم ہیں۔

شہید ایک مذہبی، پکے نمازی انسان تھے۔ مذہبی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ علمائے کرام کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کی خدمت کرنا اپنے لئے فخر سمجھتے تھے۔ بڑوں کی خدمت کرنا اور چھوٹوں سے محبت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ محلے میں ہر ایک ان کا شیدائی تھا۔ اب ان کی کمی ہر ایک محسوس کررہا ہے۔ شہید کو خدا تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

(ص ۲۵۷۔۲۵۸، شہدائے گلگت بلتستان)

شہید میر سجاد محسن

۱۱ مئی ۱۹۷۴ کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۹۰ میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ وقت شہادت آپ انٹر سال دوئم کے طالبعلم تھے۔ اسکے علاوہ شہید پاکستان کسٹمز کی جانب سے ہاکی بھی کھیلتے تھے۔ انجمن غلامان حر کے جوائنٹ سکریٹری تھے۔ اس سے قبل شہید العباس اسکاوٹ سے بھی وابستہ تھے۔ آپ نے والدین، تین بھائی اور بہنیں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ۴ جون ۱۹۹۴ نو چندی جمعرات کو باب العلم پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور احاطہ مسجد میں جمعہ کے دن ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں مغرب کے وقت سپرد خاک کیا گیا۔

شہید زاھد حسین

۲۲ جون ۱۹۷۴ کو کراچی میں پیدا ہوئے، ۱۹۹۰ میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اور شہادت کے وقت آپ انٹر سال دوئم کے طالبعلم تھے۔ شہید نے سوگواروں میں والدہ، چھ بہنیں اور دو بھائی چھوڑے ہیں۔ ۴ جون ۱۹۹۴ نوچندی جمعرات کو باب العلم پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور احاطہ مسجد میں جمعہ کے دن ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔

شہید سید غلام حیدر (شہنشاہ)

۵ فروری ۱۹۶۷ کو کراچی میں سید اکمل حسین کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۵ میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ وقت شہادت آپ بی کام کے طالبعلم تھے اور اپنے گھر میں انجمن غلامان حر کا فری کوچنگ سنٹر بھی چلا رہے تھے۔ شہید نے اپنے پسماندگاں میں والدہ، دو بہنیں اور تین بھائی کو سوگوار چھوڑا ہے۔

۴ جون ۱۹۹۴ نوچندی جمعرات کو باب العلم پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور احاطہ مسجد میں جمعہ کے دن ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔

شہید سید شاھد حسین جعفری

شہید سید شاہد حسین جعفری، جو انٹر کامرس کے طالبعلم اور پریمیر کالج میں زیر تعلیم تھے صبح کے وقت بنگال فائبر میں نوکری کیا کرتے تھے۔ وہ علم سے محبت رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی مدد آپ کے اصول پر کاربند تھے۔ شہید کرکٹ بہت پسند کرتے تھے اور خود بھی ایک اچھے کھلاڑی تھے۔ شہید کو ان تمام مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ مذہب سے بھی لگاؤ تھا اس جذبے کے سبب دستہ ناصران حسینؑ میں سالار دستہ کے فرائض انجام دیتے تھے۔

مارچ ۱۹۸۳ء کو جب لیاقت آباد میں شیعہ مسلمانوں پر ناصبیوں نے عرصے حیات کو تنگ کر دیا تھا۔ اُن کی جان مال اور املاک پر بے دریغ حملے کئے جا رہے تھے۔ محترمہ شمیم کاظمی صاحبہ، صدر انجمن تجارت، ملازمت وزراعت پیشہ خواتین، اس دور پر کچھ یوں روشنی ڈالی ہے۔ ''مجھے یاد ہے آج سے چار سال قبل (سن ۱۹۸۳ء) پہلا بلڈوزر جب سہراب گوٹھ پر چلا تھا تو شیعہ سنی کا جھگڑا ہوا۔ اُس وقت مارشل لاء تھا گورنر وغیرہ سب فوجی تھے اور انچولی پر بڑا حملہ ہوا تھا۔ اس وقت بھی سہراب گوٹھ پر سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ سب کچھ ہوا تھا اور وہ جھگڑا ڈرگ کالونی تک پھیلا تھا۔ ایک ہنگامہ تھا کہ شیعہ سنی لڑ رہے ہیں۔ ہم بھی یک جہتی میں لگ گئے تھے۔ لیکن بعد میں ہمیں اندازہ ہوا کہ یہ دھوکہ دینے والی بات تھی اصل بات کچھ اور تھی۔

میں اُس وقت صوبائی کونسل میں تھی میرے پاس رات بھر فون آئے تھے کہ آگ لگی ہوئی ہے اور پولیس، آرمی کے ٹرک الاعظم کے پل پر کھڑے ہیں۔ اُس وقت تک کھڑے رہے جب تک امام بارگاہ (مرکزی امام بارگاہ) اچھی طرح نہ جل گیا۔ بعد میں پتا چلا کہ حکومت چاہتی تھی کہ شیعہ پٹیں تاکہ ان کا دم خم نکل جائے اور پولیس کو خاص ھدایت تھی کہ انہیں پٹنے دیا جائے۔ جب میں نے کمشنر سے بات کی تو اُس نے کہا کہ صاحب میں کیا کرتا میں تو بار بار گورنر ہاؤس فون کرتا تھا جب تک ہدایت نہ ملے میں کیسے کچھ کر سکتا تھا حکومت اس میں ملوث تھی خواہ کوئی مانے یا نہ مانے''۔

(ص ۱۳۱۔ کراچی کیوں جلتا ہے۔ شہناز احد)

نہیں معلوم شہید سید شاہد حسین، ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ کو کسی کام سے گھر سے نکلے تھے یا اپنی ملازمت سے واپس گھر آ رہے تھے کہ ''اثنا عشری امام بارگاہ لیاقت آباد کے سامنے بلوائیوں نے اس نہتے عزادار کو گھیر لیا۔ پہلے ان کی موٹر سائیکل کو آگ لگائی۔ پھر تیز دھار چاقو یا چھری سے ضربتیں لگائیں۔ جن کی تاب نہ لاتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ جائے واردات پر موجود افراد کا کہنا ہے کہ شہید کو ان گنت زخم آئے ہیں۔ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جہاں زخم کا نشان نہ ہو

ایف آئی آر نمبر 112/1983 لیاقت آباد تھانہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ وقت ۳ بجکر ۳۰ منٹ، سرکار بذریعہ اے ایس آئی اقبال حسین شاہ درج کی گئی اُس کے مطابق۔'' بوقت تین بجے روزنامچہ بمقام لیاقت آباد تھانہ، تاریخ ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ نقل ذیل ہے۔ معرفت اے ایس آئی رانا اشرف متعین تھانہ لیاقت آباد نے جو کہ مسجد اثنا عشری پر ڈیوٹی پر موجود ہے، نے ذریعہ فون اطلاع دی کہ ایک موٹر سائیکل سوار کو بلوائیوں نے نزد مسجد اثنا عشری آگ لگادی اور اُس کے سوار کو چاقو یا چھری سے وار کر کے ضربات پہنچائیں ہیں، جو کہ موقع پر ہی ضربات کی تاب نہ لا کر فوت ہو گیا ہے۔ اس کی موٹر سائیکل بالکل جل چکی ہے''۔''بعد کاروائی سول اسپتال جائے وقوعہ نزد اثنا عشری سی ون ایریا لیاقت آباد گیا۔ بلوائیوں نے متوفی شاہد حسین ولد نا معلوم موٹر سائیکل سوار کا آلہ تیز دھار چاقو خنجر سے زخمی کیا، جو کہ زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گیا۔ موقع پر سر دست ایسا شخص دستیاب نہیں ہے۔ جس کا بیان لیا جاتا۔''

تقریباً ایک ہفتے بعد ماں باپ کو علم ہوا اگر افسوس کہ باپ بھائی اپنے جوان شہید کو کاندھا بھی نہ دے سکے۔ شہید کی قبر باغ کربلا المعروف جنت البقیع قبرستان حب ریور روڈ میں ہے وہ بہنیں اور ماں کہ جن کو سہرا دیکھنے کی تمنا تھی وہ اپنے عزیز کا آخری دیدار بھی نہ کر سکی۔ آپ نے پسماندگان میں تین چھوٹے بھائی، پانچ چھوٹی بہنیں ایک بڑی بہن (جو شادی شدہ ہیں) اور بوڑھے ماں باپ چھوڑے ہیں۔

شہید ڈاکٹر سید پرویز اختر

تحریر: سید زوار زیدی

شیریں سخن، خوش پوش، بلند اخلاق ڈاکٹر سید پرویز اختر سے ملنے کے بعد یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ وہ بہت بڑے اور معروف چائلڈ اسپیشلسٹ ڈاکٹر ہیں اور ماضی میں درجنوں ہسپتالوں کے اہم عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے۔ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے دوران ہمدردی، مسیحائی اخلاق اور دینی جھلکیاں نظر آتی تھیں۔

آپ کا تعلق ضلع بجنور اتر پردیش (U.P) ہندوستان کے ایک علمی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد گرامی سید مسعود الحسن نقوی معروف شاعر اور ذاکر آلِ عمرانؑ، شعبے کے لحاظ سے ہندوستانی پولیس میں سب انسپکٹر تھے۔ لکھنو کے ایک اسٹیشن میں آپ کے دادا سید مہدی حسن نقوی (اسٹیشن ماسٹر، موناباؤ) کو شہید کر دیا گیا تھا اور جہاں آپ کا مزار آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔ آپ کے تایا سید غیور حسین نقوی (ریلوے پولیس) کو بھی زہر دے کر شہید کیا گیا گویا شہادتوں کی داستاں آپ کے خانوادے کی پہچان ہے کہ یہ ''حسینی'' شہادتیں انہیں ورثے میں ملیں ہیں۔ بقول مرد مجاہد قائد شہید مظلوم سید عارف حسین الحسینی'': ''شہادت ہمارا وہ ورثہ ہے جو ہماری ماؤں نے ہمیں دودھ میں پلایا ہے''۔

شہید ڈاکٹر پرویز اپنی نماز اور مناجات میں تڑپ تڑپ کر شہید ہونے کی دعا مانگتے اور دیگر مومنین سے التماس کرتے کہ میرے لئے شہادت کی دعا کریں، شہید ہونے سے تین ماہ قبل امام زمانہ کو عریضہ تحریر کیا جس میں شہادت کی تڑپ اور توفیقات کی استدعا رقم تھی۔ پھر اہل خانہ

سے کہا کہ امام مہدیؑ نے مجھے شہادت کی خوشخبری دے دی ہے وہ اس خبر پر بہت خوش تھے۔

ڈاکٹر صاحب خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور، دکھ درد میں کام آنا اپنا فرض اولین سمجھتے ان میں انسانیت کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی آپ کو انسان سے پیار اپنے وطن سے محبت اور دین سے لگاؤ بدرجہ اتم تھا۔ ڈاکٹر پرویز کی یہ عادت تھی کہ وہ دعا کے ساتھ ساتھ دوا اور دوا کے ساتھ ساتھ دعا کی تاکید کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں کے پاس پیسے نہیں ہوا کرتے تھے نہ صرف انہیں مفت علاج مہیا کرتے تھے بلکہ باہر سے خود خرید کرادویات بھی فراہم کرتے تھے۔

مسیحانہ زندگی کی شبانہ روز مصروفیات اور مسلسل جدوجہد آپ کی پہچان بن چکی تھی۔ کبھی کبھار ڈاکٹرز آپ کو کہا کرتے تھے کہ پرویز تم تھکتے نہیں ہو۔ ڈاکٹر صاحب اہلیہ کے مطابق وہ ہمیشہ دیر سے گھر آتے اور گھر آنے کے بعد بھی کوئی مریض گھر آجاتا یا ٹیلیفون آجاتا تو فوراً اپنا فرض اولین سمجھتے ہوئے مریض کو دیکھنے جایا کرتے تھے۔ شہادت سے کچھ عرصہ قبل، وہ راتوں کو دیر سے آتے کئی مرتبہ گھر والے کہتے کہ آپ اپنی کم از کم نیند تو پوری کر لیا کریں تو عموماً وہ جواب دیا کرتے تھے کہ اب نیند دوسرے جہاں میں ہی جا کر پوری کریں گے۔

ڈاکٹر صاحب نے شہادت سے تین ماہ قبل اپنے شہید ہونے کی پیشن گوئی کر دی تھی اور ذہنی طور پر آمادہ ہو گئے تھے کہ راہ الٰہی میں اپنے خون میں غلطاں ہوں گے اور اسلام کی آبیاری کریں گے تاکہ تا صبح محشر زندہ و جاوید رہ سکیں۔ وہ موت سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ وہ شہادت کو زندگی سمجھتے تھے آپ کی شہادت سے ٹھیک بیس دن قبل ڈاکٹر بابر کو شہید کیا گیا تھا۔

کافی عرصے سے فون پر قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں ڈاکٹر صاحب کا مشکوک افراد مسلسل پیچھا کر رہے تھے۔ جس کا ڈاکٹر صاحب کے ساتھ گھر والوں کو بھی علم تھا۔ ڈاکٹر پرویز نے اپنی شہادت سے دو روز قبل مولانا غلام حسنین قبلہ، خطیب جامع حسینیؑ مسجد، B ایریا ملیر کراچی سے وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ آپ پڑھائیے گا۔

بالآخر دشمن اپنے مقصد میں کامیاب ہوا، ۷ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۴ جون ۱۹۹۶ء کو آپ کے ذاتی کلینک واقع لیاقت اسکوائر ملیر کراچی میں دن دھاڑے فائرنگ کر کے بیدردی سے شہید کر دیا گیا۔ آپ کے ہمراہ ایک مریض کے والد شہید مرزا محمد علی بھی شدید زخمی ہوئے، جنھوں نے ۲۷ جولائی ۱۹۹۶ کو آغا خاں اسپتال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

ہمیشہ کی طرح احتجاج، جلسے، جلوس اور ریلیاں ہوئیں حکومتی جانب سے قاتلوں کی گرفتاری کے وعدے ہوئے مگر وہی کچھ ہوا جو ان کا طرۂ امتیاز تھا کہ آج تک یہ کیس بھی دیگر مومنین کے کیسوں کی طرح فائلوں کی زینت بن کر دفتروں کے جنگل میں چلا گیا اور یہاں جنگل کا قانون اور جنگلیوں کا راج ہے، یہاں کے حکمران وہی کرتے ہیں جو استعمار چاہتا ہے، حکومت چاہے تو اس قسم کی منافرت کو ختم کر کے قاتلوں اور ان کے نیٹ ورک کو ختم کر سکتی ہے مگر افسوس صد افسوس کہ وہ خود اس قسم کی دہشتگردی میں متحرک پائی جاتی ہے۔ ان کو کچھ غرض نہیں کہ کس کی گود برباد ہوئی......؟ کس کی مانگ اجڑی......؟ کس کا لہو بہا......؟ کون مرا......؟

ایک دن ایک خاتون اپنے بچے کو لئے ڈاکٹر صاحب کی قبر پر رو رہی تھیں کہ ڈاکٹر صاحب ان کی اور اسی طرح کئی گھرانوں کی اعانت کیا کرتے تھے جس کا ہمیں آپ کی شہادت کے بعد اندازہ ہوا اور کیوں نہ ہو کہ آپ اس قسم کی پوشیدہ امداد کیا کرتے ہوں کیونکہ آپ چہاردہ معصومینؑ کے ماننے والے ہیں جو دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں مستحقین کی امداد کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ اور بچوں سے مل کر قرآن کی اس آیت کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں آپ کی اہلیہ کے مطابق ڈاکٹر صاحب پہلے ہی ہمیں خوش خبری کی نوید دے دیتے ہیں بالکل اس طرح جیسے زندہ ہوں اور ہمارے ساتھ ہی رہتے ہوں زیادہ تر بچوں کا جب امتحانات کا رزلٹ آتا ہے تو وہ ہمیں پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ آپ کو مبارک ہو ہمارے اس بچے کے اچھے نمبر آئیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ کی ان گمشدہ کڑیوں کو یاد کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ موجودہ نسل اپنے اسلاف کے جذبہ شہادت وعبادت اور کارناموں سے واقف ہو آپ نے کم عمر کو غنیمت جانا، خیز کا وظیفہ کیا اپنا نام چھوڑ کر زیست کی آخری ساعت پر ہاتھ رکھ دیا، آپ کو خواہش کے مطابق طیر جعفر طیار سوسائٹی کے قبرستان میں آپ کی والدہ کے قدموں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

تم نے جب خود کو خاکسار کیا ساری دنیا نے تم کو پیار کیا
اک مسیحائے وقت تھا پرویز اپنے زخموں کو کب شمار کیا

جناب ظفر بلگرامی

(بشکریہ الشہید کراچی ۲۰۰۶، چند ترامیم کے ساتھ)

شہید سید حسن حیدر

تحریر سید جواد رضوی

27 نومبر 2007 بروز منگل کراچی کے علاقہ گلستان جوہر میں واقع سونو پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ میں جرم بے گناہی کی پاداش میں، مرہم میثم تمار کو اپنے زخمی سینے سے لگانے والے پروفیسر سید حسن حیدر رضوی کے بارے میں قلم اٹھاتے ہوئے میرا ذہن مقاتل کرب وبلا کی کچھ دردناک یادوں میں کھو گیا۔

مگر آج کے مہذب دور میں جب تعلیمی و تمدنی اعتبار سے دنیاوی قدریں اپنی معراج پر پہنچی ہوئی ہیں، یزید و شمر و ابن سعد جیسے حیوانوں کی انسانیت سوز روایات پر عمل پیرا کچھ درندے ہیں جو کسی قدر کسی ضابطے اور کسی اخلاقی اصول کا لحاظ کئے بغیر ستم کے ہر حربے کو اپنا چلن بنائے ہوئے ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق پروفیسر حسن شہید جب پہلی گولی لگنے کے بعد زخمی ہو کر گرے تو انہوں نے قریب موجود اپنے ادارے کے نائب قاصد سے پانی مانگا، وہ پانی لے کر آیا، اسی اثناء میں کچھ حملہ آور اسٹاف روم کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے، شہید کا ہاتھ پانی کے گلاس کیطرف بڑھتا دیکھ کر وہ نائب قاصد سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ "اس کو پانی پلا رہے ہو" یہ کہتے ہوئے انہوں نے شہید پر براہ راست نزدیک سے فائر کیئے۔ اپنا "مقصد" حاصل کیا اور چل دیے۔

اس منظر سے جو حقیقت پوری طرح آشنا ہو رہی ہیں یہ کہ یہ قتل باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا۔ بظاہر 2 متحارب طلباء تنظیموں کے مابین تصادم کی آڑ میں یہ ٹارگیٹ کلنگ کا وہی سلسلہ ہے جس کی زد میں گذشتہ 2 دھائیوں سے زائد عرصہ سے بے شمار ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیسرو اساتذہ، ماہرین فن، قانون داں، اعلیٰ سرکاری افسران سمیت ہر شعبہ زندگی کے نمایاں افراد آچکے ہیں، اس سانحے کو بدامنی کا واقعہ قرار دینے والے دراصل انہی دہشت گردوں کے پشت پناہ ہیں جو فرقہ واریت کی بادسموم سے اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک پاکستان کی فضاؤں کو زہریلا کر رہے ہیں۔ اسلام کے ازلی منکر اور دشمنانِ شریعت محمدؐ، دین کا لبادہ اوڑھ کر ہر جگہ، ہر مقام پر اہل حق کے خون سے اپنی حیوانی تشنگی

بجھا رہے ہیں۔

میری نظر میں اس سوال کی اہمیت نہیں کہ حسن حیدر شہید کا قصور کیا تھا؟ کیونکہ میں اس کا جواب جانتا ہوں۔ حسن حیدر شہید کا جرم بہت بڑا تھا۔ اس کا قصور نا قابل معافی تھا۔ وہ مسلک محمد و آل محمد سے تعلق رکھتا تھا۔ ولائیت علی ابن ابی طالب کا حامی اور غاصبوں کا منکر۔ بدر و احد و خیبر خندق سمیت دیگر معرکوں میں ذوالفقار حیدری کی زد میں آئے ہوئے کفار و منافقین کی باقیات اور فتح مکہ کے موقع پر جان کے خوف سے مجبوراً دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے منافقوں کی ناجائز اولادوں، ننگ انسانیت طاقتوں کے نزدیک یہ حسن حیدر شہید کے نا قابل معافی جرائم تھے۔ جس کی پاداش میں ایک ماں سے اس کا نور نظر چھین لیا گیا۔ ایک نو بیاہتا سے اس کا سہاگ چھین لیا گیا۔ بھائیوں سے قوت بازو جدا کر دی گئی۔

پروفیسر حسن حیدر کا تعلق خیر پور کے علمی، دینی گھرانے سے تھا کہ جس کی خدمات کے مختصر سے جائزے کیلئے بھی کئی مضامین درکار ہیں، حجتہ الاسلام مولانا حبیب حیدر کی شخصیت، ان کے کردار، ان کی علمی و دینی خدمات کس سے پوشیدہ ہیں؟ حجتہ الاسلام مولانا سید غلام حسنین رضوی جیسے جلیل القدر عالم کی بے بہا دینی خدمات ہر صاحب نظر کے علم میں ہیں۔ مولانا حبیب حیدر کے فرزند، مولانا غلام حسنین کے بھانجے کو پروفیسر حسن حیدر جیسا ہی ہونا چاہئے شہادت کو مطلوب و مقصود مومن کہنے والے اس سعادت کے معنوں کو تب ہی سمجھ سکتے ہیں، جب پروفیسر حسن حیدر شہید اور ان جیسے بے شمار بے گناہوں کی طرح بے آب و غذا سنتِ شہدائے کربلا پر عمل پیرا ہو جائیں۔

کربلا والوں کی پیروی ہر ہمہ شمہ کے بس کی بات نہیں اس کیلئے خون جگر پانی کرنا پڑتا ہے کردار کو حُر بنانا پڑتا ہے۔ مگر یہ کار آسان تو نہیں۔ اگر اب حسن حیدر شہید اپنی ماں سے جدا ہو بھی گیا تو کیا ہوا اب وہ حسین کی ماں کی خدمت میں ہے اس کی بیوی، بہن بھائی عزیز و اقارب اس کے پاس نہیں تو کیا غم اب وہ حوض کوثر پر خانوادۂ رسولؐ کے ہمراہ ہے۔ شہید کے اہل خانہ نے اپنا مقصد اللہ کی عدالت میں چھوڑ دیا کہ یہی وہ جائے منصفی ہے کہ جہاں ہر فریاد کو داد ملتی ہے۔

(سالانہ مجلہ الشہید ۲۰۰۷_۲۰۰۸ سے چند تبدیلیوں کے ساتھ)

maablib.org

آج بھی آگ لگاتے ہیں عزاخانوں کو
کربلا میں ترے خیموں کو جلانے والے
مسرور شکوہ آبادی

مساجد
اور
امام بارگاہوں
پر
حملے

mobilib.org

قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین نے فرمایا

☆اپنے حقوق لینے کی خاطر ہم ہر مناسب اقدام کرنے میں آزاد ہیں۔

☆پاکستان میں وہی اسلامی حکومت پنپ سکے گی جس میں شیعہ اور سنی ہر دو عقائد اور فقہ کو مدنظر رکھا جائے۔

☆دین کے معاملہ میں اقلیت اور اکثریت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

☆مذہبی اختلافات کو نفرت کی بنیاد نہیں بننا چاہیے۔

☆فقہ سے فرقہ واریت نہیں پھیلتی، جس طرح کسی ایک مقدمہ میں مخالف وکیل اس مقدمہ میں اپنے ساتھی وکیل سے مخالفت رکھنے کے باوجود اس کا دشمن نہیں ہوتا، اسی طرح فقیہ اسلام کا قانون دان ہوتا ہے ایک فرقہ کا فقیہ دوسرے فرقہ کے فقیہ سے اختلاف رکھنے کے باوجود اس کا دشمن نہیں ہوتا۔

(حیات مفتی جعفر حسین)

۱۹۷۸ء میں جب عراق کی بعثی حکومت نے امام خمینیؒ کو عراق سے جلاوطن کیا اور جس کے بعد امام خمینیؒ فرانس تشریف لے گئے۔ حکومت پاکستان کی درخواست پر علامہ صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ نے فرانس جا کر امام امت کو پاکستان آنے کی باضابطہ دعوت دی''۔ جس پر امام امت نے شکریے کے ساتھ معذرت کر لی۔

(۱۵۸ تذکرہ علماء امامیہ از سید حسین عارف اشاعت اگست ۱۹۸۱ء)

مساجد اور امام بارگاہوں پر حملے

تاریخ سانحہ	مقام سانحہ	نوعیت	شہادتیں
۳۰ مئی ۲۰۰۵	مسجد و امام بارگاہ مدینۃ العلم،	خودکش حملہ	۴
۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	خودکش حملہ	۲۷
۷ جولائی ۲۰۰۴	مسجد حیدریؑ، سندھ مدرسۃ الاسلام	خودکش حملہ	۲۳
۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد و امام بارگاہ منتظر المہدیؑ، رفاہِ عام	فائرنگ	۹
۲ دسمبر ۲۰۰۲	مسجد و امام بارگاہ عسکریؑ، دستگیر سوسائٹی	فائرنگ	۳
۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰؑ، اعظم بستی	فائرنگ	۶
۱۰ جولائی ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ جامعہ امامیہ، ناظم آباد	فائرنگ	۳
۱۰ جنوری ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُرؑ گرین ٹاؤن	فائرنگ	۶
۱۰ مارچ ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ دربارِ حسینیؑ حسین آباد، ملیر	بم دھماکہ	۸
۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰؑ، سوسائٹی	فائرنگ	۱۴
۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ ابوالفضل عباسؑ، پی آئی بی	فائرنگ	۶
۲۵ جنوری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ کاظمینؑ، سادات کالونی	فائرنگ	--
۸ دسمبر ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ محمدؐ و آلِ محمدؐ، کورنگی	فائرنگ	۳
۸ دسمبر ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ ولی العصرؑ نارتھ کراچی	فائرنگ	--
۳۰ اکتوبر ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ دربارِ زینبیہؑ، کورنگی 2½	فائرنگ	--
۱۶ ستمبر ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ علیؑ، چار سو کوارٹرز، کورنگی	فائرنگ	۱
۱۶ اگست ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ صغراؑ، کورنگی 3½	فائرنگ	۱
۲۲ اگست ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ جعفریہ، گولیمار	فائرنگ	۱
۲۳ جولائی ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ کشمیری، گولیمار	فائرنگ/۱۷ گھنٹے محاصر	-
۱۷ جون ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ بابُ العلم، نارتھ ناظم آباد	فائرنگ	-
۵ جون ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ شاہِ یثربؐ، ملیر	فائرنگ	-
۱۹ مئی ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ محمدیؐ، محمدی ڈیرہ، ملیر	فائرنگ	-

۱۵ مئی ۱۹۹۴	مسجد تقوی، جامعہ تعلیمات اسلامی، گلشن اقبال	گرنیڈ سے حملہ	-
۱۵ اپریل ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضا، ایم اے جناح روڈ	گرنیڈ سے حملہ	-
۱۲ مارچ ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ باب النجف، بفرزون	گرنیڈ سے حملہ	-
۴ جون ۱۹۹۲	مسجد و امام بارگاہ باب العلم، نارتھ ناظم آباد	فائرنگ	۳
۱۲ اکتوبر ۱۹۸۴	مسجد و امام بارگاہ امامیہ، سی ایریا، لیاقت آباد	فائرنگ	۲
۱۵ اپریل ۱۹۸۳	امام بارگاہ بنت زہرا پی آئی بی کالونی	آتشزنی، لوٹ مار	-
۱۲ اپریل ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ امامیہ، سی ایریا، لیاقت آباد	نذر آتش کرنے کی کوشش	-
۲۰ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ ولی عصر سیکٹر ۱۵ ایم نیو کراچی	آتشزنی، لوٹ مار	-
۲۰ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ بوتراب ۵ ڈی نیو کراچی	پتھراؤ اور تبرکات کی بے حرمتی	-
۲۰ مارچ ۱۹۸۳	جامع مسجد و امام بارگاہ مصطفیٰ سیکٹر ۱۱ ای نارتھ کراچی	پتھراؤ اور تبرکات کی بے حرمتی	-
۱۹ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ مرکزی، لیاقت آباد	فائرنگ	۳
۱۹ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ ہاشمیہ، ای ایریا، لیاقت آباد ۴	آتشزنی، لوٹ مار	۱
۱۹، مارچ ۱۹۸۳	امام بارگاہ علی لیاقت آباد نمبر ۳	آتشزنی، لوٹ مار	
۱۹، مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ قبہ زینبیہ، لیاقت آباد	آتشزنی، لوٹ مار	--
۱۹، مارچ ۱۹۸۳	امام بارگاہ زہرا لیاقت آباد نمبر ۳	آتشزنی، لوٹ مار	--
۱۹، مارچ ۱۹۸۳	امام بارگاہ محفل علی لیاقت آباد نمبر ۳	آتشزنی، لوٹ مار	-
۱۹، مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ قاسم آباد، لیاقت آباد	آتشزنی، لوٹ مار	-
۱۸ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ مرکزی، لیاقت آباد	فائرنگ/شیلنگ	۱
۴ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ عابدیہ، فریر روڈ (ناجائز قبضہ)	آتشزنی، لوٹ مار	--
۲۲ فروری ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ اثنا عشری، لیاقت آباد	آتشزنی، لوٹ مار	
۲۸ جنوری ۱۹۸۳	"مسجد سکینہ" و امام بارگاہ کاظمین، نیو کراچی	فائرنگ/آتشزنی	--
۹ جنوری ۱۹۸۲	مسجد و امام بارگاہ محفل شاہ خراسان	آتشزنی/لوٹ مار	--
۱۶ فروری ۱۹۷۸	مسجد و امام بارگاہ حیدری، گولیمار	فائرنگ	۶
فروری ۱۹۷۸	مسجد و امام بارگاہ شاہ کربلا، رضویہ سوسائٹی	فائرنگ/حملہ	--

چند سانحات
کی رُوداد
اخبارات
کی زبانی

maablib.org

خون ناحق کے طلب گار اب آنا ہوگا

خون بہتا رہا صدیوں سے جو مظلوموں کا
خون اک باپ کا اور اس کے جواں بیٹوں کا
خون ماؤں کا جواں بہنوں کا معصوموں کا
اے لہو رنگ تجھے اپنا دکھانا ہوگا

کوئٹہ، ہنگو، پشاور یا کراچی کی زمیں
ارض لاہور ہو، چکوال یا گلگت کے مکیں
خون سے اپنے یہ سارا ہی وطن ہے رنگیں
ہے لہو قرض یہ ہم پر جو چکانا ہوگا

نتیجہ فکر: مولانا حسن ظفر نقوی

سانحہ مدینتہ العلم

گلشن اقبال:۔ مسجد میں خودکش دھماکا ۲ حملہ آور ھلاک ۱۳ افراد شہید مدینۃ العلم میں داخلے سے روکنے پر فائرنگ کانسٹیبل جاں بحق حملہ آور پولیس کی کاروائی میں مارا گیا دوسرے نے خود کو دھماکے سے اُڑایا نمازی شہید دوسرا اسپتال میں دم توڑ گیا۔ ایک ملزم گرفتار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) گلشن اقبال میں پیر کو نماز مغربین کے وقت مسجد مدینۃ العلم میں فائرنگ اور خودکش حملہ میں ۲ حملے آور ہلاک ایک پولیس کانسٹیبل اور ۲ نمازیوں سمیت ۱۳ افراد شہید ہو گئے ۱۲۶ افراد زخمی ہوئے جو سب نمازی تھے۔

تفصیلات کے مطابق گلشن اقبال بلاک ۵ میں نیپا چورنگی کے قریب واقع مسجد مدینۃ العلم و امام بارگاہ دربار حسینؑ میں نماز مغربین ہو رہی تھی اسی دوران میں حملہ آور مسجد میں داخل ہونے لگے تو حملہ آور کو پولیس کانسٹیبل نے روکنے کی کوشش کی جس پر مسلح افراد نے فائرنگ کر دی جس سے پولیس کانسٹبل جاں بحق ہو گیا۔

ایک حملہ آور نمازی کی جگہ داخل ہونے لگا تو دوسرے سکورٹی گارڈ نے اس پر فائرنگ کر دی تو خودکش حملہ آور نے ریموٹ سے اپنے آپ کو دھماکے سے اُڑا لیا جس سے اسکے جسم کے حصے مسجد میں پھیل گئے اس کی دو ٹانگیں اور سر محفوظ رہا۔ دھماکے سے ایک نمازی شہید ہو گیا جبکہ دوسرا نمازی اسپتال میں دم توڑ گیا۔ پولیس نے ایک ملزم کو زخمی حالت میں گرفتار کر لیا ہے۔

ڈی آئی جی آپریشن مشتاق شاہ نے کہا کہ مسجد مدینۃ العلم میں فائرنگ اور دھماکے میں تین ملزمان شامل تھے جن میں سے دو ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ زخمی ملزم کو جناح اسپتال میں طبی امداد دینے کے بعد پی این شفاء منتقل کر دیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ ماہرین کی رائے سے قبل بم کی ساخت اور اُسکے وزن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

دریں اثنا مدینۃ العلم میں دھماکے اور فائرنگ کے بعد لوگوں کی بڑی تعداد جمع ہو گئی کیپٹل سٹی پولیس افسر (CCPO) طارق جمیل اور ڈی آئی جی آپریشن مشتاق شاہ نے مسجد جا کر صورت حال کا جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن مشتعل افراد نے زبردست نعرے بازی کی اور راستہ روک لیا جس کی وجہ سے پولیس افسر واپس چلے گئے۔

علاوہ ازیں فائرنگ سے جاں بحق ہونے والا کانسٹیبل راجہ ارشد حسین گلشن اقبال تھانے میں تعینات اور مسجد میں مغربین کے وقت ڈیوٹی دے رہا تھا جبکہ دھماکے سے مسجد میں شہید ہونے والے نمازی فدا حسین موذن تھے۔

بعد ازاں اسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر ۲۶ سال محمد علی دم توڑ گیا جو مسجد میں رہائش پزیر اور شہید ہونے والے موذن فدا حسین کا چچازاد بھائی تھا۔ دیگر زخمیوں میں رضا حیدر، سجاد حسین، اویس علی، بلال محمد، ایس ایم تقی، شفاعت علی، محمد اشرف، غفران حیدر، کاظم علی، رضوان شاہ، عامر سلیم، عدنان، نیز عباس اور دیگر چار افراد کو آغا خاں اسپتال لایا گیا۔ جبکہ امیر حسین، ذیشان علی، علی سلمان، زین شاہ، صابر حسین اور حسینی کو لیاقت نیشنل اسپتال لایا گیا۔

حملہ آوروں کی شناخت نہیں ہو سکی۔ عینی شاہدین کے مطابق خودکش حملہ آور کے ساتھی مسجد کے قریب موجود تھے اور وہ حملہ آور کو شلٹر دے رہے تھے۔ علاوہ ازیں وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر اطلاعات صلاح الدین حیدر نے گلشن اقبال میں امام بارگاہ مدینۃ العلم میں حملے کی شدید مذمت کی ہے۔ جائے وقوعہ کے دورے کے بعد اُنہوں نے کہا کہ خودکش حملہ مقدس امام بارگاہ میں عبادت کے وقت ہوا۔

اُنہوں نے کہا کہ مقدس مقامات پر حملہ کرنے والے مسلمان نہیں ہوسکتے۔ حملہ آور کراچی کے امن کو برباد کرنا چاہتے تھے۔ ادھر پیپلز پارٹی کے مرکزی ڈپٹی سکریٹری جنرل اور سینٹ میں اپوزیشن لیڈر رضا ربانی نے بھی دھماکے کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کے واقعات حکومت کی نااہلی کا ثبوت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بری امام کے سانحے کے بعد حکومت کو احتیاطی تدابیر نہیں کیں۔ جس کے باعث یہ افسوسناک سانحہ رونما ہوا

مزید برآں خیر پور سے نامہ نگار کے مطابق کراچی میں دھماکے کے بعد ایک مذہبی تنظیم کے مشتعل کارکنوں نے شہر میں دھرنا دیا اور ٹائروں کو آگ لگادی اور توڑ پھوڑ کی جس سے بجلی کا نظام معطل ہوگیا انہوں نے دہشت گردی بند کرو اور امام بارگاہوں پر حملے بند کرو کے نعرے لگائے۔

(روزنامہ جنگ، ۳۰ مئی ۲۰۰۵ء)

اداریہ سے اقتباس: خفیہ ہاتھ بے نقاب کرنے کا سنہری موقع

پیر کو گلشن اقبال کے بلاک ۵ میں واقع مسجد و امام بارگاہ مدینۃ العلم میں نماز مغربین کے وقت بم دھماکے میں ملوث ملزمان کی پولیس سے محاذ آرائی کے دوران ایک پولیس اہلکار اور ۲ نمازی شہید ہوگئے جبکہ ۲ حملہ آور ہلاک ہوگئے۔ انتظامیہ نے اسے خودکش حملہ قرار دینے کی کوشش کی ہے لیکن جناح اسپتال میں شعبہ حادثات کی انچارج ڈاکٹر سیمی جمال کے خیال میں اگر یہ خودکش بم دھماکا ہوتا تو حملہ آوروں کے چیتھڑے اُڑ جاتے جبکہ اسپتال لائی جانے والی لاشوں کے اعضاء صحیح سلامت ہیں۔

واضح رہے کہ جمعہ کو اسلام آباد کے قریب بری امام کے مزار پر ہونے والے دھماکہ کو بھی خودکش قرار دیا گیا تھا لیکن بعد میں اس کا ملزم بے گناہ قرار پایا۔ مدینۃ العلم سانحے کا ایک ملزم زخمی حالت میں گرفتار کیا جاچکا ہے اس بناء پر توقع کی جانی چاہیے کہ اگر انتظامیہ اخلاص و سنجیدگی کا مظاہرہ کرے تو ان خفیہ ہاتھوں یا ملک و ملت کے ان دشمنوں تک با آسانی رسائی ہوسکتی ہے۔ جو بیرونی طاقتوں کے آلہ کار بن کر یا مقامی دہشت گرد تنظیموں کے کارکنوں کی حیثیت سے شہر میں امن و امان اور ترقیاتی کاموں کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر سندھ اور وفاق کی حکومتیں اپنے قیام و وجود کی مجبوریوں اور مصلحتوں سے بالاتر ہو کر غیر جانبدارانہ تحقیقات کی ہمت کرسکیں تو ملک و قوم کے دشمن خفیہ ہاتھوں کو ظاہر کرنا ہرگز مشکل نہیں ہے۔

افسوس کہ ہمارے اردگرد چلتے پھرتے دہشت گرد، تخریب کار اور سماج دشمن عناصر حکومت اور پولیس میں موجود اپنے سرپرستوں کے باعث بھی بے نقاب نہیں ہوتے ہر واردات کے بعد یہ فرار ہو کر ''نامعلوم'' رہتے ہیں، ہلاک ہوجاتے ہیں یا کردیے جاتے ہیں اور اکثر اوقات جان مال اور عزت و آبرو کے خوف سے لوگ شناخت کے باوجود ان کے خلاف گواہی دینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ مدینۃ العلم میں انسانیت سوز کارروائی کرنے والا ایک ملزم زخمی حالت میں زندہ اور پولیس کی حراست میں ہے تو یہ یقینی شہادتیں ضائع نہیں ہونی چاہیں۔ ان کی مدد سے پاکستان اور اسلام کے اصلی دشمنوں تک پہنچنے میں کسی ذاتی گروہی مفاد، مصلحت اور غفلت سے کام لینا ہرگز حب الوطنی قرار نہیں دی جاسکتی بلکہ یہ شدید وطن دشمنی ہوگی۔

(روزنامہ امت کراچی، یکم جون ۲۰۰۵ء)

فائرنگ سے ہلاک ہونے والے کالعدم لشکر جھنگوی کے کارکن آصف کی لاش والدہ کے حوالے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مسجد مدینۃ العلم گلشن اقبال میں (پولیس) فائرنگ سے ہلاک ہونے والے کالعدم لشکر جھنگوی کے کارکن آصف کی لاش کو اس کی والدہ کے حوالے کردیا گیا۔ پولیس کے مطابق مسجد مدینۃ العلم کے باہر پولیس فائرنگ سے ہلاک ہونے والے کالعدم لشکر

جھنگوی کے کارکن ۲۵ سالہ آصف سرفراز کی لاش پیر کو اس کی والدہ نجمہ سرفراز کے حوالے کر دی گئی۔ پولیس کے مطابق لاش کو اس کی والدہ ایدھی سرد خانے سہراب گوٹھ سے اورنگی ٹاؤن لے گئی۔ (روزنامہ جنگ، ۲۱ جون ۲۰۰۵ء)

اسیر رہا نہ ہوئے تو احتجاجی تحریک کا اعلان کرینگے

سانحہ مدینۃ العلم اور غیر ملکی ریسٹورنٹ میں جاں بحق ہونے والوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں جعفریہ الائنس صحافیوں سے معذرت، جاں بحق ہونے والے پولیس اہلکار کو خراج تحسین عباس کمیلی کراچی (اسٹاف رپورٹر) جعفریہ الائنس کے سربراہ سینیٹر علامہ عباس کمیلی نے کہا ہے کہ سانحہ مدینۃ العلم اور اس کے بعد ایک غیر ملکی ریسٹورنٹ میں جاں بحق ہونے والے معصوم اور بے گناہ افراد کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملت جعفریہ سے تعلق رکھنے والے ۱۰۰ اسیروں کو رہا نہ کیا گیا تو جمعرات کو سانحہ مدینۃ العلم کے شہداء کے سوئم کے بعد احتجاجی تحریک کا اعلان کیا جائے گا۔ وہ بدھ کی سہ پہر کراچی پریس کلب میں پاکستان شیعہ کونسل، پاسبان عزا، پاکستان شیعہ ایکشن کمیٹی اور مرکزی تنظیم عزا سے تعلق رکھنے والے ذمہ داران کے ہمراہ مشترکہ پریس کانفرس سے خطاب کر رہے تھے۔

علامہ عباس کمیلی نے صحافیوں کے ساتھ ناروا سلوک کرنے والے بعض شرپسندوں سے اظہار لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوئے ان کے اقدام کی مذمت کی اور صحافیوں سے معذرت کی۔ اُنہوں نے سانحہ مدینۃ العلم میں جاں بحق ہونے والے پولیس اہلکار کو خراج عقیدت پیش کیا۔

اُنہوں نے بتایا کہ ملت جعفریہ کے خلاف جاری دو دہائیوں سے دہشت گردی کا سلسلہ اب سال بھر سے نمازیوں کی خودکش دھماکوں میں ۳۰۰ شہادتوں تک پہنچ گیا ہے۔ اب تک کراچی، کوئٹہ، سیالکوٹ، لاہور اور اسلام آباد میں ہونے والے خودکش دھماکوں میں قریباً ۳۰۰ بے گناہ نمازی شہید ہو چکے ہیں۔

قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی ان وارداتوں میں پاکستانی قوم بہترین ماہر ڈاکٹرز، انجینئر سے محروم ہو چکی ہے اُنہوں نے کہا کہ صدر جنرل پرویز مشرف کے دور اقتدار میں پہلی بار سرکاری سطح پر اس بات کا اعتراف کیا گیا کہ ملت جعفریہ کے قتل میں ملوث کالعدم تنظیموں کی تشکیل میں بعض سرکاری ادارے شامل رہے ہیں اور کالعدم تنظیموں کی مسلح تربیت، اسلحہ اور فنڈز کی فراہمی کہاں سے ہوتی رہی ہے یہ بات اب سب پر عیاں ہے۔ (واضح رہے کہ اسی دور حکومت میں ملت جعفریہ کا ماس اسکیل پر قتل عام بھی شروع ہوا۔)

ملت جعفریہ کے خلاف اس خونی کھیل کے ماسٹر مائنڈ اور ملت جعفریہ کے خلاف کفریہ اور واجب القتل کے فتوے جاری کرنے والے آج بھی آزادانہ گھوم رہے ہیں ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کے جید علمائے کرام ملت جعفریہ کے خلاف دیئے جانے والے کفریہ اور واجب القتل فتوؤں کی نفی کریں اور اُنہیں حرام قرار دیں۔

اُنہوں نے بتایا جب غیر ملکی ریسٹورنٹ میں آگ لگی تو مسجد مدینۃ العلم پر جمع سوگواروں نے ریسٹورنٹ سے متصل بنگلے سے سیڑھی لگا کر ایک درجن سے زائد افراد کی جان بچائی لیکن بدقسمتی سے وہاں ۶ معصوم افراد چھت پر جا کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے رہے وہ خوف کے عالم میں ریسٹورنٹ کی عمارت میں چھپ گئے جس سے یہ افسوسناک سانحہ پیش آیا۔

دوسری جانب پاکستان کی سالمیت کے خلاف سرگرم خفیہ ہاتھوں نے اس سانحہ کو بنیاد بنا کر شہر میں فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش شروع کر دی۔ جعفر طیار سوسائٹی میں خفیہ ہاتھوں نے ملت اسلامیہ کے دو فرقوں کے مابین فساد کرانے کی مذموم کوشش کی تاہم ملت جعفریہ اور

برادران اہلسنت سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام نے دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے صورت حال پر قابو پالیا۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کے تمام علماء سے اپیل کی کہ وہ ہمیشہ کی طرح آگے آئیں اور اس سازش کو ناکام بنائیں۔

(روزنامہ جنگ ۲ جون ۲۰۰۵ء)

مسجد مدینتہ العلم خود کش دھماکا: ۳ ملزمان جیل بھیج دیئے گئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جوڈیشل مجسٹریٹ شرقی حفظ الرحمٰن نے پیر کو مسجد مدینتہ العلم میں خودکش بم دھماکے کے الزام میں گرفتار ملزمان الطاف عرف شاہد مفتی، بلال فاروقی اور تحسین کو ۲۶ جون تک عدالتی ریمانڈ پر جیل بھجوانے کے احکامات جاری کیے۔

(روزنامہ جنگ ۱۴ جون ۲۰۰۵ء)

مسجد مدینتہ العلم خود کش دھماکا: مجروموں کو شناخت کرلیاگیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مسجد وامام بارگاہ مدینتہ العلم خودکش بم دھماکے کے ملزمان محمد الطاف عرف مفتی عرف شاہد، محمد بلال فاروقی اور تحسین کو مجرموں کی حیثیت سے شناخت کرلیا گیا جوڈیشل مجسٹریٹ شرقی حفظ الرحمٰن کے روبرو استغاثہ کے ۵ گواہان نے مذکورہ ملزمان کو مجرموں کی حیثیت سے شناخت کرلیا۔

ملزمان کو عدالت میں ۱۸ ڈمی ملزمان کے درمیان مختلف سیریل نمبرز پر کھڑا کیا گیا جہاں استغاثہ کے ۵ گواہان نے ایک ایک کرکے ملزمان کو شناخت کیا۔ ملزمان کو شناخت پریڈ کے لیے سٹی کورٹ لایا گیا تھا۔

(روزنامہ امت ۱۴ جون ۲۰۰۵ء)

سانحہ مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ

کراچی: مسجد میں خودکش دھماکہ ۱۸ نمازی شہید ۴۲ زخمی

مسجد کا گنبد تباہ ہوگیا فرش خون سے سرخ، وضو خانے کی دیواریں اور چھت منہدم نزدیکی اسپتال اور رہائشی عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا۔ خودکش دھماکہ تھا (پولیس)۔ تاریں ٹوٹنے سے علاقے کی بجلی غائب قرب وجوار کے سیکڑوں افراد نے زخمیوں کو اسپتال پہنچایا۔ مشتعل افراد کی نعرے بازی۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی میں ایم اے جناح روڈ پر واقع امام بارگاہ علی رضا میں پیر کو نماز مغربین کے دوران خودکش دھماکے میں ۱۸ افراد شہید اور ۴۲ زخمی ہوگئے جن میں سے کئی کی حالت تشویش ناک ہے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ مسجد کا گنبد تباہ ہوگیا ہے۔

دھماکے کے بعد سیکڑوں افراد جائے وقوع پر پہنچ گئے اور انہوں نے زخمیوں کو پرائیوٹ گاڑیوں اور ایمبولینسوں کے ذریعے سول، جناح اور لیاقت نیشنل اسپتال پہنچایا۔ مشتعل افراد نے قانون نافذ کرنے والے ادارے کے اہلکاروں کو کافی دیر تک جائے وقوع پر نہیں آنے دیا اور شدید نعرے بازی کی۔

تفصیلات کے مطابق ایم اے جناح روڈ پر (مسجد) امام بارگاہ علی رضا میں پیر کی شب پونے ۸ بجے نماز مغربین کے دوران زوردار

دھماکہ ہوا جس سے (مسجد) امام بارگاہ کا گنبد تباہ ہوگیا۔ وضو خانے کی دیواریں اور چھت منہدم ہوگئیں دھماکے سے قریب واقع رہائش عمارت اور اسپتال کے شیشے اور دو دکانوں کے شٹر ٹوٹ گئے۔ بجلی کی تاریں ٹوٹنے سے پورے علاقے میں بجلی غائب ہوگئی۔

دھماکے کے ہوتے ہی قرب و جوار کے رہنے والے سیکڑوں افراد جائے وقوع پر پہنچ گئے جنہوں نے فائر بریگیڈ کی ریسکیو گاڑیوں کی سرچ لائٹ کی روشنی میں زخمیوں کو نکال کر پرائیوٹ گاڑیوں اور ایدھی ایمبولینسوں کے ذریعے سول، جناح اور لیاقت نیشنل اسپتال پہنچایا۔

دھماکے کی اطلاع ملنے پر پولیس کی بھاری نفری موقع پر پہنچی جسے لوگوں نے جائے وقوع پر آنے نہیں دیا جس پر پولیس دور چلی گئی۔ بعد ازاں پولیس کاروائی کرتے ہوئے رات پونے گیارہ بجے جائے وقوعہ پر پہنچ سکی۔ دھماکے کے بعد جمع ہونے والے افراد مسلسل نعرے بازی اور سینہ کوبی کرتے رہے۔

دھماکے کی وجہ سے امام بارگاہ (مسجد) کا فرش اور مختلف جگہیں زخمیوں کے خون سے سرخ ہوگئیں سول اسپتال میں ایک شخص کے جسم کے اعضاء بھی لائے گئے تھے جس کے بارے میں خیال کیا جا رہا تھا کہ اس شخص نے خودکش دھماکہ کیا تھا۔ دریں اثنا ایس ایس پی انویسٹی گیشن منظور مغل نے کہا ہے کہ امام بارگاہ و مسجد علی رضا میں ہونے والا دھماکہ خودکش تھا کیونکہ جائے وقوعہ پر بم رکھے جانے کی صورت میں پیدا ہونے والا گڑھا نہیں بنا جو خودکش دھماکے کی نشاندہی کر رہا ہے۔ ڈی آئی جی آپریشن طارق جمیل کے مطابق دھماکے میں ۱۸ افراد شہید ہوئے جن میں ۲ کی میت انچولی، ۵ کی فاطمیہ سولجر بازار، ۸ میتیں محفل مرتضیٰ اور ۳ کی میتیں رضویہ سوسائٹی پہنچائی گئی ہیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴)

مسجد بم دھماکہ : نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ایم اے جناح روڈ پر واقع مسجد و امام بارگاہ علی رضا میں بم دھماکے کے سلسلے میں بریگیڈ پولیس نے انجمن اتحاد المومنین جارچہ ٹرسٹ کے صدر سید ظہور عباس ولد سید ظفر حسین کی مدعیت میں نامعلوم افراد کے خلاف دفعہ ۳۲۴،۳۰۲، ۱۴۰۷ ایکسپلوسو ایکٹ ۳۱۴ اور ۲۱۷ اے ٹی اے کے تحت مقدمہ ۰۴/۹۵ درج کرلیا ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴)

سانحہ مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضا کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔ پاسبان عزا کراچی (پ ر) پاسبان عزا کی مرکزی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے، نیر زیدی نے کہا کہ سانحہ مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضاؑ کے سلسلے میں گورنر کی جانب سے بنائے گئے تحقیقاتی کمیشن کو ہم نہیں مانتے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ان واقعات اور حسینی بلڈ بنک پر پولیس اور رینجرز کی فائرنگ کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۸ جون ۲۰۰۴)

مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضاؑ میں دھماکے کے ملزمان بھی گرفتار کرلیے

آئی جی سندھ کی صحافیوں کو بریفنگ

دریں اثنا آئی جی نے بتایا کہ کراچی پولیس کی تفتیشی ٹیم نے فرقہ وارانہ دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث ۲ ملزمان گل حسن بلوچ عرف حیدری اور قاری امان اللہ کو کلری تھانے کی حدود سے گرفتار کرلیا گیا۔ گرفتار ملزمان نے دوران تفتیش بتایا کہ ان کا تعلق لشکر جھنگوی اور آصف چھوٹو گروپ سے ہے۔ انہوں نے مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضا میں خودکش دھماکے کیے اور ان دھماکوں میں اکبر نیازی کانسٹیبل اور محمد علی کھتری نے خودکش دھماکے کیے۔ (روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۳ جون ۲۰۰۴)

جعفریہ الائنس کے وفد کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جعفریہ الائنس کے وفد نے علامہ عباس کمیلی کی قیادت میں سندھ کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر غلام ارباب رحیم سے ملاقات کی۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ کی توجہ سانحہ مسجد حیدری اور مسجد علی رضا کے شہداٗ اور زخمیوں کیلئے حکومت کی جانب سے اعلان کردہ معاوضے کی جانب مبذول کرائی اور اسکو ناکافی اور ناقابل قبول قرار دیا۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کیا کہ شہدا اور زخمیوں کو وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق کا اعلان کردہ معاوضہ ادا کیا جائے اور شہدا کے بچوں کے مستقل تعلیم اور معذور ہونے والے افراد کے مستقل روزگار کا انتظام کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے یقین دلایا کہ وہ اس سلسلے میں بھرپور کوشش کریں گے۔ (روزنامہ کراچی ۲۸ جون ۲۰۰۴ء)

دھشت گردوں کو سرعام سزادی جائے، شائستہ زیدی: پریس کانفرنس

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بزم آمنہ کی سیکریٹری جنرل پروفیسر شائستہ زیدی نے کہا ہے کہ پاکستان میں ۱۹۷۸ میں ضیاالحق کے دور کے بعد اسلام اور افغانستان کے جہاد کے نام پر پروان چڑھنے والی دہشت گردی اور فرقہ واریت کی شیعیان حیدر کرار اور محب وطن طبقوں نے بھرپور مخالفت کی تھی۔ وہ یہاں دیگر خواتین کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہی تھیں۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ شہیدوں کے اہل خانہ کیلئے مستقل بنیادوں پر ملازمتیں اور تعلیم وتربیت کا مناسب انتظام کیا جائے۔ شہدا کو فی کس ۵ لاکھ روپے اور زخمیوں کیلئے ۲ لاکھ روپے اور مکمل علاج معالجے کا اعلان کیا جائے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ جولائی ۲۰۰۴ء)

ڈاکٹروں، علماء، سیاسی اور مذھبی رھنمائوں کا قتل بند کیا جائے،

خواتین شیعہ سنی اتحاد کے لئے کوشش کریں۔ بیرسٹر شاہدہ جمیل وشائستہ زیدی کا جلسے سے خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بزم آمنہ کے تحت شہدائے مسجد علی رضا کے چہلم کی مناسبت سے خواتین کا جلسہ مسجد آل عبا گلبرگ میں منعقد ہوا۔ بیرسٹر شاہدہ جمیل نے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا شیعہ سنی اتحاد کیلئے خواتین مردوں کے شانہ بشانہ جدوجہد کریں۔

ڈاکٹر صفیہ ملک نے کہا کہ شیعہ سنی اتحاد کیلئے خواتین کے اجلاس بلائے جائیں اور خواتین کے ذریعے اتحاد ویگانگت کا ماحول پیدا کیا جائے۔ پروفیسر شائستہ زیدی نے کہا کہ مسلک اور صوبائیت کے نام پر انسانوں کا قتل کرنے والے مجرموں کو سرعام پھانسی دی جائے مذہبی منافرت کی وجہ سے پاکستان پوری دنیا میں بدنام ہو رہا ہے۔

جلسے سے نرگس رحمان، قمر اعظمی، بیگم سردار نقوی، یاسمین ظفر اور نزہت شیریں نے بھی خطاب کیا اور دہشت گردی کے خاتمے اور قیام امن کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر، علماء، سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کا قتل بند کیا جائے اور عوام کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

اسلام کے نام پر مذہب کا تقدس پامال کیا جا رہا ہے اور مسجدوں میں بے قصور مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ بعد ازاں منظور کی گئی ایک قرارداد میں کہا گیا کہ تحریک پاکستان کی بنیاد مسلمانوں کے اتحاد میں تھی، اگر مسلمانوں کے مختلف فرقوں کا اتحاد نہ رہا تو ملک کی نظریاتی بنیادیں ختم ہو جائیں گی۔

(روزنامہ جنگ ۱۱ جولائی ۲۰۰۴ء)

انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کیا جائے، جعفریہ الائنس

نمازیوں کو قتل کرنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں، علامہ عباس کمیلی اور دیگر کا جلسے سے خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جعفریہ الائنس پاکستان کے تحت شہدا مسجد علی رضا کے چہلم کے موقع پر جلسے سے خطاب کرتے ہوئے علامہ عباس کمیلی نے کہا کہ انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کیا جائے اور گرفتار ملزمان کو سزا دی جائے۔ علامہ رضی جعفر نقوی نے کہا کہ بے گناہ نمازیوں کو قتل کرنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ مولانا محمد عون نقوی نے کہا کہ مسلمانوں کو قتل کرنیوالے درندے ہیں، علامہ فرقان حیدر عابدی نے کہا کہ حکومت اصل دہشت گردوں پر ہاتھ ڈالے، علامہ نثار قلندری نے کہا کہ شہدا نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے حق وصداقت کا راستہ اختیار کیا۔

مولانا رضا حیدر زیدی نے کہا کہ دہشت گردی کرنے والے یہود کے ایجنٹ ہیں۔ مولانا مرتضیٰ زیدی نے کہا کہ بے گناہوں کے قتل پر خاموشی باعث تشویش ہے۔ مولانا مقصود حسین ڈوکی نے کہا کہ شہدا کے مشن کو جاری رکھا جائے گا۔ شمس الحسن رضوی نے کہا کہ مسلمانوں کے قاتلوں کو سرعام پھانسی دی جائے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۲ جولائی ۲۰۰۴)

سانحہ امام بارگاہ علی رضا، محمد علی میمن نے خود کش حملہ کیا

ڈی این اے ٹیسٹ کی رپورٹ سے ثبوت ملا گھر والوں نے تردید کی تھی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) امام بارگاہ علی رضا میں خودکش دھماکے میں ہلاک ہونے والے محمد علی میمن کی ڈی این اے ٹیسٹ کی رپورٹ آگئی ہے۔ جس سے ثابت ہوگیا کہ خوکش حملہ آور محمد علی میمن ہی تھا۔ ذرائع کے مطابق محمد علی میمن کے گھر والوں نے اعتراض کیا تھا کہ ہلاک ہونے والا محمد علی میمن نہیں ہے۔ جس پر پولیس کی خصوصی ٹیم نے اس کی والدہ اور دو بھائیوں فیروز حسن اور گل جمیل کے جسم کے مختلف اجزا لیے اور انہیں ڈی این اے ٹیسٹ کیلئے لاہور بھیج دیا تھا۔ رپورٹ میں اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ ہلاک ہونے والے شخص کے جسم کے اجزاء اس کے اہل خانہ سے مل رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ۳۱ مئی کو امام بارگاہ علی رضا میں خود کشن دھماکے میں ۲۴ افراد ہلاک ہوگئے تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۷ ستمبر ۲۰۰۴)

مسجد حیدری خود کش بم دھماکے میں کانسٹبل اکبر ہی ملوث تھا: پولیس

اکبر نیازی کی باقیات اور اُس کے والد و بھائی کے ڈی این اے ٹیسٹ میں مطابقت ثابت ہوگئی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مسجد حیدری کے خودکش بم دھماکے میں کانسٹبل اکبر نیازی ہی ملوث تھا۔ پولیس کے مطابق اکبر نیازی کے بھائی اور باپ کے نمونہ خون اور ڈی این اے رپورٹ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے۔ پولیس کے مطابق مئی ۲۰۰۴ کو مسجد حیدری واقع سندھ مدرستہ الاسلام میں خودکش بم دھماکے میں ملوث کانسٹبل اکبر نیازی کی ڈی این اے ٹیسٹ رپورٹ آچکی ہے، متوفی کانسٹبل اکبر نیازی کی خودکش بم دھماکے کے بعد باقیات کو جمع کر کے لیبارٹری ٹیسٹ کے لیے بھجوایا گیا۔ متوفی اکبر نیازی کے والد حاجی کشمیر خاں اور بھائی افضل خاں کے خون کے نمونے حاصل کیئے گئے۔ لیبارٹری رپورٹ کے مطابق کانسٹبل اکبر باقیات اور باپ بھائی کے نمونہ خون کے ڈی این اے سیمپل آپس میں مطابقت رکھتے

ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ امام بارگاہ و مسجد حیدری کے خودکش بم دھماکے میں متوفی کانسٹیبل اکبر نیازی براہ راست ملوث تھا۔ مسجد حیدری بم دھماکے کی ایف آئی آر نمبر ۰۴/۱۱۸ تھانہ میٹھادر میں درج کی گئی تھی۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴)

مسجد و امام بارگاہ خودکش حملہ کیس

ملزم گل حسن کو ۴۵ مرتبہ سزائے موت ۱۲۷۰ سال قید سخت، بم دھماکہ کرکے مسجد کو نقصان پہنچانے کے الزام میں عمر قید اور جائیداد ضبط کرنے کا حکم مجموعی طور پر ایک کروڑ ۲ لاکھ جرمانہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج حق نواز بلوچ نے امام بارگاہ علی رضا اور مسجد حیدری میں خود کش بم دھماکہ کرا کے مجموعی طور پر ۴۵ افراد کو شہید اور ۱۲۷ افراد کو زخمی کرنے کے الزام میں کالعدم لشکر جھنگوی کے ماسٹر مائینڈ گل حسن کو ۴۵ مرتبہ سزائے موت اور مجموعی طور پر ۱۲۷۰ برس کی سزائے قید ایک کروڑ ۲ لاکھ روپے جرمانہ، بم دھماکا کرا کے مسجدوں کو نقصان پہنچانے کا الزام میں عمر قید اور جائیداد ضبط کرنے کا حکم سنایا۔

ملزم نے سزا سننے کے بعد کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا بلکہ مسکراتا رہا۔ جیل جاتے وقت اس نے وکٹری کا نشان بنایا۔ ملزم کے وکیل مشتاق احمد نے کہا کہ وہ سزاؤں کے خلاف ۷ روز کے اندر اپیل کریں گے۔ فاضل عدالت نے ملزم پر شہداء کے ورثاء کو ۴۵ لاکھ روپے اور سرکار کو ۴۵ لاکھ روپے بطور جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے، مسجد حیدری میں دھما کا ۷ مئی ۲۰۰۴ کو ہوا تھا۔ مسجد حیدری میں دھما کا ملزم گل حسن کے ساتھ پولیس کانسٹیبل اکبر خان نیازی اور امام بارگاہ علی رضا میں خودکش دھما کا محمد علی کھتری نے کیا تھا۔

گواہوں کے بیانات کے مطابق ملزم گل حسن نے خودکش دھماکوں کے بریف کیس انہیں دیئے تھے۔ عدالت میں استغاثہ کے ۸۸ گواہوں کے بیانات قلم بند کئے گئے تھے۔ جن میں ۷ چشم دید تھے۔ ملزم گل حسن کو ۱۲۷ افراد کو زخمی کرنے کے الزام میں فی کس دس دس سال کی سزاؤں کا حکم سنایا جو مجموعی طور پر ۱۲۷۰ سال بنتے ہیں۔ سرکاری پیروی اسپیشل پراسیکیوٹر مظہر قیوم نے کی ملزم گل حسن کو جون ۲۰۰۴ کو گرفتار کیا گیا تھا۔ مقدمہ کی سماعت نومبر ۲۰۰۴ میں شروع ہوئی تھی۔

دریں اثنا ملزم گل حسن نے کہا کہ وہ تربت (بلوچستان) کا رہنے والا ہے۔ وہ کسی مدرسے یا اسکول میں نہیں پڑھا۔ جب اُسے گرفتار کیا تو اُسے معلوم نہیں تھا کہ اُسے کیوں گرفتار کیا ہے۔ اس کا جرم سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ بے گناہ ہے۔ (روزنامہ جنگ ۵ جون ۲۰۰۵)

مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضا میں بم دھماکے کے ملزم مجرم گل حسن نے اپیلیں دائر کردیں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ میں مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضا میں خودکش بم دھماکے کرانے اور ۴۵ افراد کو شہید کرنے کے الزام میں ۱۲۷۰ سال کی قید سخت کی سزاؤں اور ایک کروڑ روپے سے زائد جرمانوں کے خلاف گل حسن نے اپنے وکیل مشتاق احمد کے ذریعہ اپیلیں دائر کردیں۔

استغاثہ نے گل حسن کو کالعدم لشکر جھنگوی کا سرگرم رکن بتایا لیکن عدالت میں اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اپیل کنندہ کا لشکر جھنگوی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گواہوں کے بیانات میں تضاد ہے۔ وارداتوں کا کوئی عینی شاہد نہیں ہے پولیس نے گل حسن کے خلاف بے بنیاد کیس بنایا ہے۔ گواہوں کو عدالتی نظر سے نہیں دیکھا۔

۱۱۲۷ افراد کو زخمی کرنے کے الزام میں گل حسن کو ۱۲۷۰ سال کی سزا کا حکم سنایا تھا لیکن عدالت میں صرف ۱۵ زخمیوں کا بیان ہوا ہے۔ واضح رہے کہ اے ٹی سی کے جج حق نواز بلوچ نے ۴ جون کو خودکش بم دھماکہ کرنے کے مقدمات کا فیصلہ سنایا تھا۔ دونوں مقدمات میں ایک ملزم ہے۔ عدالت عالیہ سے استدعا کی ہے کہ سزائیں خلاف قانون ہیں انہیں کالعدم قرار دیا جائے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۹ جون ۲۰۰۵)

(نوٹ ملزم گل حسن دونوں مقدمات میں باعزت بری کردیا گیا ہے۔ ۲۴، اکتوبر ۲۰۰۷)

سانحہ مسجد حیدری سندھ مدرستہ اسلام

کراچی: مسجد میں خودکش دھما کا ۱۳ جاں بحق ۱۰۰ سے زائد زخمی

خودکش حملہ آور نے بم اپنے جسم سے باندھا ہوا تھا۔ دھماکہ ایک بجکر دس منٹ پر مسجد کی چھٹی صف میں ہوا۔

دوستون زمین بوس تمام دروازے کھڑکیاں ٹوٹ گئیں۔ ۴۵ کی حالت نازک

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی کے سب سے قدیم تعلیمی ادارے اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی مادر علمی سندھ مدرستہ الاسلام میں واقع مسجد میں جمعہ کو ایک بج کر دس منٹ پر خوفناک دھما کا ہوا۔ جس سے ۱۳ نمازی جاں بحق اور سو سے زائد زخمی ہو گئے جن میں سے ۴۵ کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق یہ خودکش دھما کا تھا۔

دھما کا کرنے والے شخص نے بم اپنے جسم سے باندھ رکھا تھا۔ دھماکے کے باعث مسجد کے دوستون زمین بوس ہو گئے اور مسجد کی تمام دروازے کھڑکیاں ٹوٹ کر دور جا گری۔ پوری مسجد کی صفوں میں خون پھیل گیا۔ دھما کا مسجد کے درمیان والی چھٹی صف میں ہوا۔ دھماکے کے فوراً بعد دیگر نمازی پناہ کے لئے دوڑ پڑے اور بھگدڑ مچ گئی دھماکے کی آواز کئی میل دور تک سنی گئی۔ جس سے دوسری مسجد سے نمازی جائے وقوعہ پر پہنچے اور زخمیوں کو پرائیوٹ گاڑیوں میں اسپتال پہنچایا گیا۔ دھماکے کے باعث مسجد کے پیش امام مولانا سید نثار حسین زخمی ہو گئے جبکہ نائب امام معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ دھماکے کے بعد بیشتر بازار بند ہو گئے۔

تفصیلات کے مطابق صدر ٹاؤن میں میٹھادر تھانے کی حدود میں واقع سندھ مدرستہ الاسلام کے احاطے میں دو مساجد میں ایک مسجد اہل تشیع کی ہے۔ اس میں جمعہ کی نماز شروع ہوئی تو اس دوران چھٹی صف میں خوفناک دھماکہ ہوا جس کے بعد مسجد قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔ وہاں موجود نمازی سکتے میں آگئے۔ متعدد نمازی زخمی ہو گئے۔ مسجد کی ۴۰ فٹ اونچی چھت پر لگے ہوئے پنکھے اور چھت کا پلستر ٹوٹ کر گر پڑا۔ دھماکے کے مقام پر نمازیوں کے چشمے، ٹوپیاں، پرس اور دیگر چیزیں پھیل گئیں۔ جب کہ کئی نمازیوں کو پولیس موبائلوں، ایدھی، چھیپا ویلفیئر کی ایمبولینسوں میں سول اسپتال پہنچایا۔ (نوٹ: مسجد حیدری سندھ مدرستہ الاسلامیہ میں نماز ظہرین ادا کی جارہی تھی۔ وہاں نماز جمعہ نہیں ہوتی ہے)

عینی شاہد ایک نمازی شجاعت حسین نے جنگ کو بتایا کہ پیش امام مولانا نثار حسین نے جماعت شروع ہی کی تھی کہ اچانک دھماکہ ہوا اور

میں زمین پر گر پڑا اور سکتے میں آ گیا کہ یہ کیا ہوا جب کہ میں مسجد کی پچھلی صف میں تھا۔ دھماکے کے بعد لوگ مسجد سے باہر کی جانب دوڑے اور بھگدڑ مچ گئی اور زخمی ہونے والے افراد مدد کیلئے چیخ و پکار کر رہے تھے اس کے بعد فوری طور پر بھاگتا ہوا قریبی سی پی ایل سی کے آفس گیا اور اطلاع دی جبکہ پولیس اور ایمبولنس دھماکے کے کافی دیر بعد جائے واردات پر پہنچے جس کے باعث زخمیوں کا خون بڑی مقدار میں بہہ گیا۔

دھماکے کے بعد پولیس، رینجرز اور خفیہ ادارے کے اہلکار بڑی تعداد میں وہاں پہنچ گئے جبکہ لوگوں کی بڑی تعداد وہاں جمع ہو گئی اور نوجوانوں کے گروپس نے فوری طور پر خون کا عطیہ دینے کی پیش کش کی۔ جس پر ایک ایمبولنس میں لگے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اعلان کیا گیا کے خون دینے والے افراد فوری طور پر سول اسپتال پہنچ جائیں۔ دھماکے کے مقام کا بم ڈسپوزل کے عملے نے معائنہ کیا اور وہاں سے بم کے ٹکڑے جمع کیے۔ بم ڈسپوزل کی ٹیم کے مطابق خودکش دھماکہ تھا اور فوری طور پر نہیں کہا کہ کتنا دھماکا خیز مواد تھا۔ تاہم دھماکہ ایک ستون کے ساتھ ہوا۔

ابتدائی تفتیش سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بم کسی بیگ وغیرہ میں موجود نہیں تھا بلکہ دھماکہ کرنے والے شخص کے جسم کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ ڈی پی او صدر ثناء اللہ عباسی نے جنگ کو بتایا دھماکہ کے اطلاع ملتے ہی پولیس دھماکے کے مقام پر پہنچ گئی اور کئی زخمیوں کو موبائلوں میں ڈال کر فوری طور پر اسپتال پہنچایا۔ پولیس نے بروقت امدادی کاروائی کی ہے۔ دھماکہ کے بعد تمام زخمیوں کو اسپتال پہنچانے کے بعد مسجد کے چاروں طرف رکاوٹیں وغیرہ لگا کر اُسے بند کر دیا ہے اور وہاں سیکورٹی لگا دی۔ جس میں کسی شخص کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

تکبیر کے بعد ہی دھماکہ ہوا، فرقہ واریت نہیں دہشت گردی ہے زخمیوں کے تاثرات

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ مدرسۃ الاسلام میں واقع مسجد میں ہونے والے بم دھماکے کے ایک زخمی آغا محمد جاوید نے اُسے کھلی دہشت گردی قرار دیا اور کہا کہ وہ سب نماز کیلئے جمع تھے اور جب وہ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور موذن نے تکبیر شروع کی تو مسجد کے عین وسط میں زوردار دھماکہ ہوا اور ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ ایک اور زخمی نمازی محسن الحسن نے کہا کہ چاروں طرف لوگوں کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں زخمی مدد کیلئے پکار رہے تھے۔ انور بندے علی نے کہا کہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ انہوں نے دھماکہ کی مذمت کی اور کہا یہ ایک کھلی دہشت گردی ہے اسے فرقہ وارانہ رنگ نہیں دیا جانا چاہیے۔

کاٹن ایکسچینج میں کاروبار کرنے والے زخمی شعبان علی نے بتایا کہ وہ نماز جمعہ کی تیسری صف میں تھا کہ نماز کی پہلی رکعت میں تکبیر کے چند لمحوں بعد زوردار دھماکا ہوا۔ جس سے اندھیرا پھیل گیا۔

جناح اسپتال میں زخمی نے بتایا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا وہ مسجد میں غیر محفوظ ہے۔ دھماکہ آگے یا پیچھے صف میں ہوا جس کے بعد اندھیرا تھا۔ پھر اس کو ہوش نہیں رہا۔ ایک زخمی نے کہا کہ دہشت گردی چاہے اس کی صورت کوئی بھی ہو قابل مذمت ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں انسانیت کو یاد رکھنا چاہیے اس دہشت گردی کے پیچھے جس کا بھی ہاتھ ہے اُسے یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ ان چند لمحوں کے کیا، مابعد اثرات ہونگے، کتنے گھر، کتنے فرد، اس سے متاثر ہوں گے اور کتنے ذہن پراگندہ ہوں گے۔

(۸ مئی ۲۰۰۴ء روزنامہ جنگ کراچی)

سانحہ مسجد حیدری

مشتعل افراد کا ریلوے ٹریک پر دھرنا، ٹرینوں کی آمدورفت معطل

ٹرینوں کو مختلف اسٹیشنوں پر روک دیا گیا۔ نیشنل ہائی وے ۲ گھنٹے بند رہی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مسجد میں بم دھماکے کے بعد مشتعل افراد نے نیشنل ہائی وے اور ریلوے ٹریک پر دھرنا دیا جس کی وجہ سے نیشنل ہائی وے دو گھنٹے بند رہی گاڑیوں پر پتھراؤ بھی کیا گیا۔ ملیر کے قریب ریلوے ٹریک پر دھرنے کے باعث ریلوے ٹریفک معطل ہوگئی۔ کراچی آنے والی گاڑیوں کو کوٹری، جنگ شاہی، اور جھمپیر پر روک دیا گیا۔ رات گئے تک ٹریفک بحال نہ ہوسکی۔

ڈی ایس ریلوے کراچی اسرار علوی نے جنگ کو بتایا کہ ہمارا مقامی پولیس سے رابطہ ہے اور انہوں نے ہدایت کی ہے ریلوے ٹریفک معطل کردیں اور مقامی پولیس کلیرنس کے بغیر ریلوے ٹریفک بحال نہ کی جائے۔ تقریباً ۹ بجے انہوں نے بتایا کہ اطلاعات کے مطابق ریلوے ٹریک سے دھرنا دینے والے چلے گئے ہیں مگر جب تک پولیس کلیرنس نہیں ہوتا ریلوے ٹریفک بحال نہیں کی جائیگی۔

(۸ مئی ۲۰۰۴ء روزنامہ جنگ کراچی)

ANNAN DEPLORES MOSQUE ATTACK

BY OUR CORRESPONDNET.

United Nations, May 8: UN General Secretary General Kofi Annan on Friday Condemned "in Strongest terms" Suicide bomb blast in karachi which left at least 14 people dead.He said he was appalled by the news of yet another attack in a place of worship, this time ina mosque in the city

(DAWN 9 MAY 2004)

سابقہ واقعات کے ذمہ دار ہی سانحہ مسجد حیدری میں ملوث ہیں۔ ساجد نقوی

راولپنڈی (پ ر) متحدہ مجلس عمل کے مرکزی نائب صدر علامہ سید ساجد علی نقوی نے کہا ہے کہ سانحہ مسجد حیدری دہشت گردی کے سابقہ واقعات کا تسلسل ہے اس میں وہی عناصر ہیں جو سابقہ واقعات میں ملوث تھے۔ لہٰذا کسی دوسرے عنصر کو ملوث قرار دینا قطعی درست نہیں ہے۔

حکومت نے گذشتہ پانچ سالوں میں داخلی انتہاپسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے جو بلند و بانگ دعوے کیے حالیہ سانحے کے بعد وہ غلط ثابت ہوئے۔ سانحہ کراچی پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ کراچی اور ملک کے دیگر شہروں سے دہشت گردوں کی دھڑا دھڑ گرفتاریوں کی خبریں گذشتہ طویل عرصے سے تسلسل کے ساتھ آتی رہی ہیں لیکن آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ گرفتار شدہ دہشت گرد کہاں چلے جاتے ہیں کیونکہ آج تک کسی ایک بھی دہشت گرد کو تختہ دار پر نہیں لٹکایا گیا۔ دہشت گردی کے واقعات مسلسل جاری ہیں صرف شیعہ عوام کو قربانی کا بکرا بنایا جارہا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴ء)

سانحہ کراچی: خود مختار تحقیقاتی ٹریبونل تشکیل دینے کا مطالبہ

راولپنڈی (ایکسپریس نیوز) متحدہ مجلس عمل کے مرکزی نائب صدر علامہ ساجد علی نقوی کے ترجمان اظہار بخاری نے مطالبہ کیا ہے کہ سانحہ کراچی کی تحقیقات کے لیے خودمختار ٹریبونل تشکیل دیا جائے۔ علامہ ساجد علی نقوی کے ترجمان اظہار بخاری نے کہا کہ سانحہ کوئٹہ کی تحقیقات کیلئے جسٹس نادر محمد خان کی سربراہی میں قائم ٹریبونل نے انتہائی دیانت داراور محنت کے ساتھ اپنی رپورٹ مرتب کی تھی جسے منظر عام پر نہیں لایا گیا۔ اگر یہ رپورٹ بروقت جاری ہوجاتی تو دہشت گرد اور انکے سرپرست بے نقاب ہوجاتے اور انہیں کراچی میں بم دھماکے کی جرأت نہ ہوتی۔

جسٹس نادر محمد خان تحقیقات مکمل کر کے رپورٹ منظر عام پر لانے ہی والے تھے کہ انہیں بعض نادیدہ قوتوں کے اشارے پر تبدیل کر دیا گیا۔ عوامی مطالبے پر انہیں بحال کر دیا گیا لیکن ان کی رپورٹ خفیہ خانوں میں چھپادی گئی۔ دریں اثنا تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سربراہ حامد علی شاہ موسوی نے مسجد حیدری کراچی میں جمعہ کو بم دھماکے میں جاں بحق افراد کے سوگ میں یوم ترحیم پر اپنے اتوار کو جاری ہونے والے پیغام میں کہا کہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے عالمی استعمار اور اُن کے ایجنٹوں نے دہشت گردی کا ہتھکنڈا اختیار کیا ہے لیکن نہ تو مسلمان ہراساں ہیں اور نہ فرقہ وارانہ منافرت کی سازش کامیاب ہوگی۔

(روزنامہ ایکسپریس کراچی مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۰۴ء)

دہشت گردی کے خلاف علماء متحدہ ہوکر کام کرینگے، ارشادالحق تھانوی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) امن فورم پاکستان کے سرپرست مولانا ارشادالحق تھانوی اور ان کے ہمراہ مختلف مکاتب فکر کے ایک درجن علمائے کرام نے اعلان کیا ہے کہ ملک سے دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے متحد ہوکر کام کریں گے۔

ان علمائے کرام نے کراچی پریس کلب میں مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیعہ اور سنی دونوں فرقوں کے لوگ مل کر کام کریں گے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کو شہید کرنے والا کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔ سانحہ حیدری مسجد سندھ مدرستہ الاسلام دو قوموں کو آپس میں لڑانے اور سندھ کے معیشت کو خراب کرنے کی سازش ہے۔ ہم تمام علماء اور عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان حالات پر نظر رکھیں اور شہر کی صورت حال خراب نہ ہونے دیں۔ علماء اپنے خطبوں اور مجلسوں میں اتحاد بین المسلمین کا درس دیں اور لوگوں سے رابطہ شروع کریں۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۱ مئی ۲۰۰۴)

سانحہ حیدری مسجد: ملزم پولیس کی جعلی وردی میں تھا

کراچی (رپورٹ ریحان ہاشمی) پولیس کی ابتدائی تحقیقات میں انکشاف ہوا ہے کہ قائداعظم کی درس گاہ کے اندر قائم حیدری مسجد میں بم دھماکہ کرنے والا شخص پولیس کی جعلی وردی پہنے ہوئے تھا حملہ آور دھماکہ خیز مواد بریف کیس میں بھر کر لایا تھا۔ تفتیشی اہلکاروں کو اس سلسلے میں اہم شواہد حاصل ہوگئے ہیں۔ تفتیش کے دوران یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ملزم کا جاری خاکہ درست نہیں۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ سندھ مدرستہ الاسلام کی مسجد حیدری کا واقعہ کوئٹہ اور پنڈی کے واقعات سے مشابہ ہے دیگر صوبوں کی پولیس کے ساتھ مل کر تفتیش شروع کردی ہے۔

سانحے کے اعلیٰ تفتیشی افسر نے نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر بتایا کہ ملزم ہیڈ کانسٹیبل کی وردی پہنے ہوئے تھا۔ وہ ایک بجکر ۵ منٹ پر مسجد

پہنچا۔ ملزم نے نماز سے قبل قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا تو اسی دوران ایک نمازی نے اس سے سجدہ گاہ کا پوچھا۔ نمازی نے کہا کہ آپ کی مسجد سامنے ہے ملزم نے اس بات پر ناراضگی ظاہر کی اور مسجد چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تفتیش کاروں نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ جیسے ہی ایک بجکر ۱۵ منٹ پر لوگ جماعت کے لیے کھڑے ہوئے اس نے بریف کیس میں لگے بٹن کو دبا کر دھماکہ کر دیا پولیس کو جائے واردات سے پولیس بیلٹ کا ٹوٹا ہوا آدھا بکل بھی ملا ہے اس پر انگلش کے چند الفاظ Kac لکھے ہیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۲ مئی ۲۰۰۴)

حکومتی رٹ یقینی بنانے کی ھدایت ھی کافی نھیں

کراچی شہر کی کلیدی شاہراہ ایم اے جناح روڈ پر پیر کی شام مسجد علی رضاؑ میں نماز مغربین کے دوران مبینہ خودکش بم دھماکہ میں ۱۹ نمازیوں کی شہادت اور ۴۲ کے شدید زخمی ہونے کا واقعہ اندوہناک ہونے کے ساتھ صوبائی اور وفاقی انتظامیہ کی کھلی نااہلی کا ایک اور انتہائی افسوناک منہ بولتا ثبوت ہے۔ ماہ مئی کے دوران کراچی میں ہلاکت خیز دہشت گردی کی یہ چوتھی سنگین نوعیت کی تابڑتوڑ واردات ہے۔ جن میں دو مساجد میں بم دھماکوں سے بڑے پیمانے پر ہلاکتوں کے علاوہ شہر کے انتہائی حساس علاقے میں ایک تعلیمی ادارے کے سامنے دو بم دھماکے اور پھر مفتی نظام الدین شامزئی کا صرف ایک روز قبل اتوار کو گھات لگا کر قتل کا روح فرسا واقعہ شامل ہے۔

مزید لکھتا ہے کہ ''وفاقی وزیر داخلہ فیصل صالح حیات نے یہ بیان دے کر حکومت سندھ کی غفلت اور نااہلی کا پردہ فاش کر دیا ہے کہ ''واضح ہدایات کے باوجود سندھ حکومت ضروری حفاظتی انتظامات نہ کر سکی'' وزیر داخلہ کے مطابق ان کی وزارت نے اتوار کے روز حکومت سندھ کو مذہبی مقامات پر سیکورٹی انتظامات سخت کرنے کی ہدایت کی تھی۔ جن اہم مقامات کی حفاظت کی ہدایت کی گئی تھی ان میں مسجدیں امام بارگاہیں اور چرچ شامل بتائے جاتے ہیں۔

مسجد و امام بارگاہ علی رضا شہر کے قلب میں مصروف ترین کلیدی شاہراہ پر واقع ہے اس کی حفاظت سے غفلت ہرگز نہیں برتی جانی چاہیے تھی جو یقیناً برتی گئی اور اتنے بڑے سانحے پر منتج ہوئی۔ سنجیدگی سے غور کریں تو اہل تشیع کی دو مساجد پر یکے بعد دیگرے دو ہفتوں کے اندر اندر انتہائی ہلاکت خیز خودکش بم دھماکوں کا مقصد معاشرے میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور نفرت پھیلا کر کراچی بلکہ پورے ملک کو انتشار کے الاؤ میں جھونکنے کی مذموم سازش کے سوا کچھ نظر نہیں آتی۔

سندھ کی انتظامیہ اور امن قائم کرنے کے ذمہ دار اداروں کو اس خطرے کا اندازہ اور ادراک ہونا چاہیے تھا۔ یہ مفروضہ بھی غلط ثابت ہو چکا ہے کہ ماضی میں مساجد میں دھماکے کرنے والے، علماء دین کو دن دہاڑے قتل کرنے والے اور مسلمانوں کو ہلاکت اور بربادی میں مبتلا کرنے والے مسلمان نہیں ہو سکتے۔ ملک میں رونما ہونے والی متعدد وارداتوں کی تحقیقات یہ ثابت کر چکی ہیں کہ انتہاپسندی سے گمراہ لوگوں نے یہ وارداتیں کیں اور وہ مسلمان ہونے کے بھی دعویدار تھے۔ اس حقیقت کے پیش نظر ملک سے انتہاپسندی کا خاتمہ کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے اور اس کے لیے حکومت ہی نہیں تمام سیاسی، مذہبی اور سماجی تنظیموں کو مل کر مربوط جدوجہد کرنی چاہیے ورنہ اس معاشرے کا مستقبل تاریک ہی نظر آتا ہے۔

(اداریہ روزنامہ جنگ مورخہ ۲ جون ۲۰۰۴)

بڑے فیصلے لیکن کیا اور آخر کب؟

کراچی مئی کے مہینے میں مسلسل خون میں نہاتا رہا اور کسی بھی بڑی سے بڑی حکومتی توپ کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ کراچی جائے، اہل کراچی کے آنسو پونچھے انہیں دلاسہ دے، شیعہ علماء کو بلا کر انہیں یقین دہانی کرائے کہ ان کی حفاظت کے فول پروف انتظامات کئے جائیں گے۔

کراچی کے سنی شہریوں کو پرسہ دے کہ تمہارے عظیم علم کو ظالموں کی گولیوں کا نشانہ بنا ہے اور ہم آپ کے غم اور دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ کسی صوبائی وفاقی حاکم کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ کراچی میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے کوئی خصوصی تدبیر اختیار کی جائے۔ شیعہ سنی علماء کا مشترکہ جلسہ منعقد کیا جائے جہاں وہ تشدد اور قتل وغارت گری کی مذمت کریں اور ایک دوسرے کو یقین دلائیں کہ وہ ان کے خلاف ہونے والی کاروائیوں میں ہرگز ملوث نہیں ہیں۔

(حرف تمنا، ارشاد احمد حقانی، روزنامہ جنگ کراچی ۲ جون ۲۰۰۲)

انسانی حقوق کی پامالی

کچھ دنوں میں میرا شہر کراچی پھر "کراہ چی" ہوگیا ہے۔ اقتدار جس سے یہاں کے مقتدرین کی جھولیاں بھری ہوئی ہیں انہیں شاید خبر ہی نہیں کہ کراچی میں فرقہ وارانہ تناؤ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مژدہ سنا کر ارباب اقتدار اپنے محفوظ گھروں کا رُخ کرتے ہیں اور عوام انتہا پسندوں اور مجرمانہ ذہنیت رکھنے والوں کے رحم وکرم پر ہیں۔

عوام کو بتایا جاتا ہے کہ یہ القاعدہ کے دہشت گرد ہیں، کبھی اُسے یہود ونصاریٰ کی، مشرکین اور منافقین کی سازش قرار دیا جاتا ہے وہ خفیہ ایجنسیاں جن پر عوام اپنی خون پسینے کے کروڑوں اور اربوں روپے کی کمائی خرچ کردیتے ہیں وہ جانے کہاں خواب خرگوش میں مبتلا ہیں۔ شاید انہیں صرف سیاستدانوں اور حزب اختلاف کی سوچ رکھنے والوں کی نگرانی کا فریضہ سونپ دیا گیا ہے۔

(زم گرم/ زاہد حنا، روزنامہ جنگ مورخہ ۲ جون ۲۰۰۲)

کیا ہم محفوظ ہاتھوں میں ہیں

ملک کی اقتصادی شہ رگ لہولہو ہے۔ سب سے زیادہ پاکستانیوں کو آغوش میں لینے والے شہر میں خوف ہے، وسوسے ہیں۔ چند ہفتوں میں یکے بعد دیگرے ہونے والے خونیں سانحوں سے شہری سہم کر رہ گئے ہیں۔ آنکھوں میں بے بسی پتھرا رہی ہے۔ دوسرے شہروں میں بھی سانحے رونما ہورہے ہیں لیکن اس تواتر کے ساتھ نہیں، مفتی نظام الدین شامزئی جیسی عالم وفاضل ہستیاں ہم سے چھین لی گئیں۔

کتنے ماؤں کے جگر کے ٹکڑے کتنے بوڑھے باپوں کے سہارے

مسجدوں میں اللہ کے دربار میں حاضری کے دوران خون میں نہلا دیے گئے

بھائی چیخ رہے ہیں ہم کب تک جنازے اُٹھاتے رہیں گے

بہنیں بین کررہی ہیں، مائیں سکتے میں ہیں

اور جن کے ہاتھوں میں ہماری جان ومال کے تحفظ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے

وہ بیانات جاری کررہے ہیں

تصویریں چھپوار ہے ہیں
انہیں احساس تک نہیں ہے کہ ان کے لفظوں سے انسانوں کا اعتبار اٹھ چکا ہے
بیانات زخموں پر نمک بن کر گرتے ہیں
لوگ سوچنے پر مجبور ہیں کہ کیا ہم واقعی محفوظ ہاتھوں میں ہیں

ہمارے خفیہ اداروں کی اطلاعات ہیں تو وہ منظر عام پر آئی ہی نہیں ہیں حکمرانوں کی خواب گاہوں میں تکئے تلے دبی رہ جاتی ہیں۔

لوگوں کی جان مال اور عزت کا بلا امتیاز مذہب ورنگ ونسل وزبان تحفظ پہلے حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ ہر واقعے پر اعلیٰ ترین سطح سے لے کر ادنیٰ حکام تک کے بیانات آنے تک پہلے سے زیادہ خوفناک دھماکے ہوجاتے ہیں
پہلے سے زیادہ جیتے جاگتے انسان پلک جھپکتے موت کی وادیوں میں اتر جاتے ہیں
بیانات دینے والے خفت محسوس نہیں کرتے کہ
ان کے الفاظ اپنی وقعت کھور ہے ہیں
اب تاسف کی نہیں عمل کی ضرورت ہے
اگر بے بس ہیں تو اپنی کوتاہی مان لیں اور منصب چھوڑ دیں
ایسی کوئی روایت ہمارے ہاں نہیں ہے۔

(محمود شام، روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۶ جون ۲۰۰۲ء)

ابو مسجد مت جائیے گا

ابو مسجد مت جایئے گا یہ آواز سات سالہ بچے عمران کی تھی
جو اپنے ابو سے التجائی انداز میں کہہ رہا تھا
ابو مسجد مت جایئے گا
وہاں بم پھٹتے ہیں اور
لوگ مرجاتے ہیں

اس بچے کا سیدھا سادہ جملہ کراچی کی دو مساجد میں وقفے وقفے سے ہونے والے بم دھماکوں کے پس منظر تھا۔ جہاں چالیس کے قریب نمازی شہید ہوئے ہیں اور نوے کے قریب زخمی مختلف اسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ جن میں ایسے بھی ہیں جن کو ٹھیک ہونے میں کافی عرصہ لگے گا اور کچھ ایسے بھی ہیں جو شاید ٹھیک نہیں ہوسکیں گے۔

اس طرح اب مساجد اور امام بارگاہیں ایسی جگہیں بن چکی ہیں جہاں جانے سے بچے اپنے ابو کو روک رہے ہیں۔ یہ شہر ۱۹۸۰ کے وسط سے اب تک کراچی کے عوام کا مقتل بن چکا ہے اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ امن وامان کی صورت حال کو بہتر بنانے اور عوام کو حقیقی تحفظ دینے کے سلسلے میں کسی جانب سے کوئی معقول ومناسب حکمت عملی بھی نظر نہیں آرہی۔

متحدہ مجلس عمل کے نائب صدر جناب حسن ترابی کے بیان کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے امام بارگاہ علی رضا کے شہدا کی تدفین کے بعد جیو ٹی وی کو دیا تھا اُنہوں نے کہا کہ 'ابھی تک ہم سے صوبائی حکومت کے کسی ذمہ دار شخص نے رابطہ قائم نہیں کیا ہے، آئی جی سندھ جناب کمال شاہ نے ان سے رات ڈھائی بجے گورنر ہاؤس سے صورت حال پر تبادلہ خیال ضرور کیا ہے لیکن اس کے بعد حکومت کی طرف سے مکمل خاموشی ہے۔ یہاں تک کہ سندھ حکومت نے ابھی تک مختلف اسپتالوں میں زیر علاج ''مسجد حیدری'' کے زخمیوں کے معاوضے کے چیک بھی نہیں دیئے ہیں حالانکہ حکومت سندھ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مسجد حیدری کے زخمیوں کے علاج کی ذمہ داری صوبائی حکومت پورا کرے گی۔ اس بیان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سندھ کی انتظامیہ کس طرح حالات سے اپنے آپ کو لاتعلق کیے ہوئے ہے۔ اور زخمیوں کے علاج معالجے کے سلسلے میں اپنا وعدہ پورا نہیں کر رہی ہے۔

(آغا مسعود، روزنامہ جنگ کراچی ۳ جون ۲۰۰۴)

سمری ٹرائل کورٹ بناکر حالیہ واقعات کے ذمہ داروں کو سرعام پھانسی دی جائے، اعجاز الحق

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعرات کو سندھ گورنر ہاؤس میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے سفارش کی کہ حکومت سمری ٹرائل کورٹ بنا کر حالیہ واقعات کے ذمہ داروں کو سرعام پھانسی دے اور شہید ہونے والوں کے لواحقین اور زخمیوں کیلئے اعلان کردہ معاوضے کی رقم میں سو فیصد اضافہ کرے'' انہوں نے صدر اور وزیر اعظم کی جانب سے کراچی میں دہشت گردی کے واقعات کی مذمت کی اور کہا کہ اُنہوں نے جمعرات کو شہر کے مختلف اسپتالوں میں زیر علاج امام بارگاہ علی رضا کے زخمیوں کی عیادت کی۔

انہوں نے کہا کہ کراچی میں ہونے والے حالیہ واقعات قطعی فرقہ واریت نہیں بلکہ سوچی سمجھی سازش اور دہشت گردی ہے۔ جس کا مقصد مساجد کو امام بارگاہوں سے، مساجد کو مساجد سے لڑوا کر پختون پنجابی اور مہاجر نسلی فسادات کروا کر اتحاد و یکجہتی کو نقصان پہنچانا ہے۔

اُنہوں نے متحدہ مجلس عمل کو تمام مسالک کا اتحاد قرار دیا اور ایم ایم اے سے اپیل کی کہ وہ دہشت گردی کے حالیہ واقعات کو سیاسی ایشو بنانے کے بجائے انہیں قومی مسئلہ سمجھے اور حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ کراچی تا گلگت کوئی شیعہ سنی فرقہ واریت کا مسئلہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس سازش کو سب کو حل کرنا کام بنتا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، مورخہ ۳ جون ۲۰۰۴)

دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے کسی مصلحت سے کام نہ لیا جائے، مرزا یوسف حسین

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین مولانا مرزا یوسف حسین نے کہا ہے کہ دہشت گردوں کے خاتمے کے لئے کسی مصلحت سے کام نہ لیا جائے۔ ایک منصوبہ بندی کے تحت ملک کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ایم اے جناح روڈ پر مسجد و امام بارگاہ علی رضا کے سانحے میں شہدا کے اجتماعی مجلس سوئم سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

مولانا مرزا یوسف حسین نے کہا کہ پورے ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی ہے لیکن ایک گروہ جو نہ ملک سے مخلص ہے نہ اسلام سے وہ اتحاد اسلامی کے خاتمے اور ملک کی بربادی کے پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ قابل تشویش بات یہ ہے کہ اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے افراد ملک کے بعض حساس اداروں میں بھی موجود ہیں لہٰذا ہم صدر مملکت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طرح اُنہوں نے خود پر حملوں تحقیقات کروائی اور حاصل معلومات کا اظہار برملا ٹی وی پر انٹرویو میں کیا اسی طرح وہ دہشت گردوں کی پشت پناہی کرنے والے افراد کی نشاندہی کریں۔

(روزنامہ جنگ کراچی، مورخہ ۳ جون ۲۰۰۴)

سانحہ مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضا کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے

(پاسبان عزا)

کراچی (پ ر) پاسبان عزا کی مرکزی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نیر زیدی نے کہا کہ سانحہ مسجد حیدری اور امام بارگاہ علی رضاؑ کے سلسلے میں گورنر کی جانب سے بنائے گئے تحقیقاتی کمیشن کو ہم نہیں مانتے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ان واقعات اور حسینی بلڈنگ پر پولیس اور رینجرز کی فائرنگ کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۸ جون ۲۰۰۴)

کراچی میں دہشت گردی:

سپارکو ملازمین کی بس پر فائرنگ ۶ جان بحق

تمام افراد نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے بس میں حب روڈ پر باباشاہ ولائیت کے قریب مسجد و امام بارگاہ جارہے تھے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بلدیہ ٹاؤن حب ریور روڈ سے متصل سپارکو روڈ پر واقع جیک پوسٹ کے قریب سپارکو کے ملازمین کی بس پر جمعہ کو موٹر سوار دہشت گردوں کی فائرنگ سے ۶ افراد جاں بحق اور ۷ زخمی ہو گئے۔ تمام افراد حب روڈ پر باباشاہ ولائیت کے قریب مسجد و امام بارگاہ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لے جارہے تھے کہ ملزمان نے بس پر فائرنگ کردی۔ فائرنگ کے بعد بس میں ہر طرف خون ہی خون پھیل گیا اور گاڑی کے شیشے چکنا چور ہو گئے۔ پولیس کو جائے وقوعہ سے کلاشنکوف کے ۳۵ خالی خول ملے ہیں۔ فائرنگ سے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

مرشد اسپتال میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے ڈی آئی جی آپریشنز کراچی طارق جمیل نے کہا کہ سپارکو بس پر فائرنگ کا واقعہ کھلی دہشت گردی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سپارکو کی انتظامیہ نے کبھی نہیں بتایا کہ ان کے ملازمین اکٹھے نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ اگر اس کی اطلاع دی جاتی تو سیکورٹی مہیا کردی جاتی۔ ادھر سی پی او اسد اشرف ملک نے سپارکو بس فائرنگ کے واقع کی تحقیقات کے لیے انویسٹی گیشن، اے وی سی، اور ڈی آئی جی پر مشتمل تین ٹیمیں تشکیل دے دی ہیں۔

تفصیلات کے مطابق مواچھ گوٹھ بلدیہ ٹاؤن میں حب ریور روڈ سے متصل سپارکو روڈ پر واقع جیک پوسٹ پر ۱۲ بج کر ۵۰ منٹ پر سپارکو کے ملازمین کو لے جانے والی کنٹریکٹ کی بس جے اے ۱۶۲۹ پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے رضا علی، محمد قاسم، اطہر علی، ہاشم رضا، اور محمد رفیق جان بحق جبکہ وسیع حسین زیدی، اسلم ظہیر، اصغر علی، بشیر حسین، عطرت حسین، علی حسین، آصف جعفری اور منور علی زخمی ہو گئے جنہیں مرشد اسپتال پہنچایا گیا۔ زخیوں کو طبی امداد دینے کے بعد جناح اسپتال پہنچایا گیا۔ سول اسپتال میں وصی حسین زیدی زخموں کی تاب نہ لاکر جان بحق ہو گئے۔

ہلاک ہونے والوں میں محمد قاسم اور رضا علی ڈرائیور اور دیگر افراد سپارکو کے ملازم تھے۔ فائرنگ کے بعد اردگرد کے ہوٹلوں اور دوکانوں میں موجود افراد بھاگ اُٹھے۔ جان بحق ہونے والے رضا علی، قاسم، اطہر علی، ہاشم رضا کی لاشیں مرشد اسپتال سے مسجد و امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی لے جائی گئیں۔ مقتول محمد رفیق کی میت فوج کے اہلکار جناح اسپتال لائے اور ایم ایل او رپورٹ تیار کر کے لاش پی این شفاء لے گئے۔ دریں اثنا ئبر طانوی ریڈیو سے بات چیت کرتے ہوئے کراچی پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل آپریشنز طارق جمیل نے کہا کہ انتظامیہ مکمل طور پر فرقہ وارانہ دہشت گردانہ سرگرمیوں کو روکنے میں ناکام نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ بے گناہ شہریوں کو قتل کرنے والے دہشت گرد پورے معاشرے کے مجرم ہوتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳)

۲ ہفتے پہلے نماز کیلئے جانے والے ملازمین سے گارڈز ہٹا لئے گے تھے

دہشت گردی کی اطلاع ملنے پر کئی علاقوں مین دکانیں بند، نوجوانوں کا احتجاج

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سانحہ کوئٹہ کے بعد سپارکو کے ملازمین کو نماز جمعہ کیلئے لے جانے والی بس کے ساتھ مسلح گارڈز کا اسکوڈ ہوتا تھا لیکن گذشتہ دو ہفتوں سے گارڈ ساتھ نہیں ہوتے تھے۔ جائے وقوعہ پر قائم چیک پوسٹ پر بھی سیکورٹی گارڈ تعینات ہیں لیکن ان کے پاس اسلحہ نہیں ہوتا ہے۔ واقعہ کے وقت بھی چیک پوسٹ میں دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے لیکن اسلحہ نہ ہونے کی وجہ وہ بھی کوئی کاروائی نہ کرسکے۔ جبکہ ملزمان کی طرف سے چلائی جانے والی دو گولیاں چیک پوسٹ پر بھی لگیں۔

ملزمان کے فرار ہونے کے بعد سیکورٹی گارڈ نے وائرلیس کے ذریعے سپارکو کے افسر کو اطلاع دی۔ دریں اثنا بس پر فائرنگ کے واقعہ کی اطلاع ملتے ہی رضویہ سوسائٹی، انچولی سوسائٹی وغیرہ میں دوکانیں اور ہوٹل بند ہوگئے۔ محفل شاہ خراسان کے قریب نوجوانوں کی بڑی تعداد جمع ہوگئی اور انہوں نے دہشت گردی کی اس واردات کے خلاف احتجاج کیا، مظاہرین نے پلے کارڈ اٹھار کھے تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳)

دہشت گردی کا تازہ واقعہ حکومت کے لئے چیلنج ہے۔ علامہ عباس کمیلی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جعفریہ الائنس پاکستان کے سربراہ اور ممتاز عالم دین علامہ عباس کمیلی نے کہا ہے کہ حب ریورروڈ پر ہونے والا دہشت گردی کا تازہ واقعہ حکومت کیلئے چیلنج ہے۔ حکومت امن وامان کیلئے اپنی فوج کو عراق بھیجنے پر تو غور کر رہی ہے مگر اپنے شہریوں کے تحفظ میں ناکام ہے۔

وہ یہاں ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر علامہ حسن ظفر نقوی، علامہ آغا آفتاب جعفری، سلمان مجتبیٰ نقوی اور رابعہ نصیر اسد بھی موجود تھے۔ علامہ عباس کمیلی نے کہا کہ مذہبی دہشت گرد ملک میں کشت وخون کا کھیل کرانارکی پھیلانا چاہتے ہیں۔ بلوچستان کے بعد کراچی میں ملت جعفریہ کے افراد کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ان دہشت گردوں سے پاکستان کے حساس دفاعی ادارے بھی اب محفوظ نہیں ہیں۔ تازہ سانحہ جس میں حساس ادارے سپارکو سے تعلق رکھنے والے افراد شہید ہوئے، ملک کا اہم ترین ادارہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے اندرونی حالات دن بہ دن خراب ہوتے جارہے ہیں۔

اصل دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کے بجائے ملت جعفریہ سے تعلق رکھنے والے بے گناہ قاسم علی، یاور عباس اور اسد علی کو جے آئی ٹی کی کلیرنس کے باوجود اب تک رہا نہیں کیا گیا اور تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کی نااہلی کے سبب یہ واقعہ پیش آیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳)

maablib.org

”آج اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت اور اسلامی نظام کے نفع میں ہے، اس کے خلاف حرکت کرنا، امریکا اور صیہونیوں کے فائدے میں ہے“ (رہبر مسلمین آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای)

کراچی میں دھشت گردوں کی فائرنگ ڈاکٹر سمیت ۲ افراد ھلاک

موٹر سواروں نے ملیر سٹی ڈاکٹر اور کھوکھراپار میں دکاندار کو گولیوں کا نشانہ بنایا لوگ سڑکوں پر نکل آئے،

مشتعل ہجوم کا ٹریفک پر پتھراؤ۔ نیشنل ہائی وے بلاک، ریلوے لائن پر دھرنا ٹرینوں کی آمدرفت بند

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی میں ہفتے کو دہشت گردوں کی فائرنگ سے ڈاکٹر سمیت دو افراد جاں بحق ہوگئے۔ موٹر سواروں نے ملیر سٹی میں ڈاکٹر اور کھوکھراپار میں دکاندار کو نشانہ بنایا۔ لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ مشتعل ہجوم کا ٹریفک پر پتھراؤ، ٹائر جلا کر نیشنل ہائی وے بلاک کر دی۔ ریلوے لائن پر دھرنا دیا جس سے ٹرینوں کی آمدرفت بند ہوگئی۔ تفصیلات کے مطابق ۵۵ سالہ ڈاکٹر ابن حسن کار سے اتر کر کلینک کے اندر جا رہے تھے کہ دہشت گردوں نے سائلنسر والے پستول سے فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیا۔ اور ایک گولی سینہ میں لگی جس سے وہ موقع پر دم توڑ گئے۔ اس سے قبل مقتول کے بیٹے پر بھی نامعلوم ملزمان نے حملہ کیا تھا جس میں وہ زخمی ہوگئے تھے بعدازاں وہ بیرون ملک چلے گئے۔

مقتول کی کلینک پر رینجرز کی چوکی قائم ہے تاہم رینجرز کے اہلکار اس واردات سے لاعلم رہے۔ ڈاکٹر ابن حسن کی ہلاکت کی اطلاع علاقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ مشتعل ہو کر سڑکوں پر آگئے۔

عینی شاہدین کے مطابق حملہ آور فائرنگ کرنے کے بعد چند لمحوں میں فرار ہوگئے۔ علاقے کی دوکانیں بند ہوگئی اور پولیس اور رینجرز کی بھاری تعداد علاقے میں پہنچ گئی اور لوگوں سے اعلیٰ حکام نے مذکرات کئے اور مطالبہ کیا کہ ۷۲ گھنٹوں میں قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ مقتول ڈاکٹر ابن حسن کے تین بھائی ڈاکٹر ہیں۔ مقتول پی ای سی ایچ سوسائٹی میں ہل پارک کے قریب رہائش پزیر تھے۔ مقتول کی لاش کو پہلے لیاقت نیشنل اسپتال لایا گیا۔ بعدازاں ان کی لاش کو امام بارگاہ رضویہ منتقل کر دیا گیا۔ اس کے بعد انچولی کے علاقے میں دوکانیں بند ہوگئیں۔ اور لوگوں کی بڑی تعداد وہاں پہنچ گئی۔

کھوکھراپار کے علاقے ایف ساؤتھ میں ۷۰ سالہ سید وجیہ حیدر اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اسی دوران ایل موٹر سائیکل پر دو نقاب پوش آئے اور انہیں دوکان بند کرنے کا کہا اور گولی ماردی اسے زخمی حالت میں اسپتال لایا گیا، جہاں وہ چل بسا۔ مقتول وجیہ ایک ٹانگ سے معذور تھا اور اس نے اپنے گھر کے باہر کھلونوں اور بچوں کی ٹافیوں کی دوکان بنائی تھی۔ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی لوگوں کی بڑی تعداد مقتول کی رہائش پہنچ گئی۔ اور علاقے میں سخت کشیدگی پھیل گئی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۷ اگست ۲۰۰۳)

سانحہ مسجد و امام بارگاہ المنتظر المہدی

ملیر : نمازیوں پر دھشتگردوں کی فائرنگ ۹ جان بحق

تمام افراد رفاہ سوسائٹی کی مسجد و امام بارگاہ المنتظر المہدی سے متصل ہوٹل میں کرکٹ کا میچ دیکھ رہے تھے، نماز مغرب کیلئے جانے لگے تو موٹر سائیکل سواروں نے کلاشنکوف کا برسٹ کھول دیا ایک شخص موقع پر ہی جاں بحق جناح اسپتال پہنچنے پر مزید آٹھ خالق حقیقی سے جا ملے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی میں ہفتہ کو رفاہ عام سوسائٹی میں نمازیوں پر دہشتگردوں کی فائرنگ سے ۹ افراد جاں بحق اور سات زخمی

ہوگئے جن میں سے دو کی حالت تشویشناک ہے۔ جاں بحق اور زخمی ہونے والے افراد واقعہ سے چند لمحے پہلے سلمان فارسی کالونی کہکشاں سوسائٹی رفاعام میں واقع مسجد و امام بارگاہ المنتظر المہدی سے متصل ہوٹل میں ٹی وی پر کرکٹ کا میچ دیکھ رہے تھے، اذان مغرب پر ہوٹل والے نے ٹی وی بند کر دیا اور مذکورہ افراد نماز پڑھنے کیلئے امام بارگاہ میں جانے لگے تو موٹر سائیکل پر سوار تین ملزمان وہاں آئے جن میں سے دو ملزمان نے موٹر سائیکل سے اُترنے کے بعد کلاشنکوف کا برسٹ کھول دیا اور وہاں سے فرار ہوگئے۔ ایک شخص موقع پر ہی جاں بحق اور ۱۵ افراد زخمی ہوگئے جبکہ جناح اسپتال پہنچنے پر مزید آٹھ خالق حقیقی سے جاملے۔

مذکورہ واقعہ کے بعد علاقے میں کشیدگی اور خوف و ہراس پھیل گیا۔ جائے وقوعہ پر ہلاک و زخمی ہونے والوں کے رشتہ داروں اور اہل محلہ جمع ہوگئے۔ امام بارگاہ کے بیرونی دیوار کے قریب زخمیوں اور جاں بحق ہونے والوں کا خون پھیل گیا، زخمیوں کو لوگوں نے فوری طور پر ایدھی ایمبولینسوں اور پرائیوٹ گاڑیوں کے ذریعے جناح اسپتال پہنچایا، اسپتال اور جائے وقوعہ پر جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین اور دوست دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے، اسپتال میں زخمیوں کی آہ و زاری اور رشتہ داروں کی گریہ و زاری سے کہرام مچ گیا۔

فائرنگ کے واقعہ میں یاور عباس، محمد علی ولد علی محمد، ۱۵ سالہ رمضان ولد فدا یار، ۱۶ سالہ محبت علی ولد محمد، ۱۳ سالہ محمد علی، ۱۷ سالہ ثاقب حسین، پرویز اور ایک نامعلوم شخص جاں بحق ہوئے جبکہ زخمیوں میں ۳۰ سالہ امتیاز، ۱۱ سالہ راشد حسین، ۱۹ سالہ محمد عیسیٰ، ۱۸ سالہ ظہور احمد، ۱۸ سالہ بشارت، ۳۰ سالہ شمس اللہ اور محمد علی ولد فدا یار شامل ہیں پولیس کے مطابق دہشتگردوں نے کلاشنکوف سے ہوٹل میں موجود اور نماز کیلئے جانے والے نمازیوں پر برسٹ چلائے اور وہاں سے فرار ہوگئے۔ پولیس نے جائے وقوعہ سے گولیوں کے خالی قبضے میں لے لئے ہیں۔ واقعے کے بعد رفاہ عام اور قرب جوار کے علاقوں میاں دکانیں وغیرہ بند ہوگئی۔ جاں بحق ہونے والوں کی نماز جنازہ اتوار کو بعد نماز ظہر ادا کی جائے گی۔

مولانا حسن ظفر نقوی جو، ملیر سے انچولی مسجد خیر العمل فیڈرل بی ایریا جانے والے جلوس میں شامل ہیں نے جنگ کو بتایا کہ ہم چھ افراد کے جنازے لیکر جا رہے ہیں دیگر تین جنازے بھی مسجد خیر العمل ہی میں پہنچیں گے اور اس کے بعد نماز جنازہ کے مقام کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ سرحد اور بلوچستان سے ضمانت پر رہا ہونے والے افراد کے بارے میں ممکنہ خطرات سے انتظامیہ کو آگاہ کر دیا تھا اور محرم سے قبل اشتعال و کشیدگی پھیلانے کیلئے دہشت گردی کی یہ واردات کی گئی۔ دہشت گرد ملک اور اسلام کے دشمن ہیں۔ جلوس کے شرکا نعرے بازی کر رہے تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۳ فروری ۲۰۰۳)

دہشت گردوں کی فائرنگ سے جامعہ ملیہ کے پرنسپل سمیت ۳ افراد ہلاک

پروفیسر ظفر مہدی گھر سے پولی ٹیکنک انسٹیوٹ پہنچے تو دو موسائیکل سواروں نے گولیوں کی بوچھار کر دی

فائرنگ سے چوکیدار اور ڈرائیور بھی جاں بحق۔ اساتذہ اور طلبہ میں شدید اشتعال اور غم و غصہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) الفلاح تھانے کی حدود میں پیر کو نامعلوم دہشت گردوں نے جامعہ ملیہ پولی ٹیکنک انسٹیوٹ کے پرنسپل ظفر مہدی زیدی، ڈرائیور محمد منیر زمان اور چوکیدار مختار احمد کو ہلاک کر دیا پروفیسر ظفر مہدی کی گاڑی جیسے ہی انسٹیوٹ کے قریب پہنچی تو مسلح موٹر سوار ملزمان نے ان پر گولیوں کی بوچھار کر دی اس المناک واقعے کی اطلاع ملتے ہی جامعہ ملیہ کے اساتذہ اور طلبہ جناح اسپتال پہنچ گئے اور بعض مشتعل

نوجوانوں نے غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔

پروفیسر ظفر مہدی کی ہلاکت کے بعد جعفر طیار سوسائٹی، انچولی، رضویہ اور گلبہار کے علاقے میں دکانیں بند ہو گئیں۔ تفصیلات کے مطابق جامعہ ملیہ پولی ٹیکنک انسٹیوٹ کے پرنسپل ظفر مہدی اپنی رہائشگاہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنیکل سائٹ سے اپنی گاڑی نمبر جی ایس ۵۰۶۲ پر ڈرائیور محمد منیر زمان اور کالج کے چپراسی مختار احمد کے ہمراہ آ رہے تھے جب ان کی گاڑی کالج کے قریب پہنچی تو گھات لگائے ہوئے دو موٹر سائیکلوں پر سوار ملزمان نے ان کی گاڑی پر فائرنگ شروع کر دی جس سے گاڑی کے فرنٹ اور سائیڈ کے شیشے ٹوٹ گئے۔

پرنسپل ظفر مہدی کے سینے میں دو گولیاں اور کالج کے ملازم مختار احمد کے سینے اور سر میں چار گولیاں لگیں، جس سے دونوں موقع پر ہلاک ہو گئے اور ڈرائیور محمد منیر زمان کے سر اور سینے میں دو گولیاں لگیں جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے۔ عینی شاہدین کے مطابق حملہ آور دو موٹر سائیکلوں پر سوار تھے اور ان کی تعداد چار تھی۔ فائرنگ کی آواز سن کر طلبہ اور اساتذہ جائے واردات پر پہنچ گئے اور تینوں کو فوری طور پر اسپتال پہنچایا لیکن تینوں اسپتال پہنچنے سے قبل ہی ہلاک ہو چکے تھے۔ اور جناح اسپتال میں ڈاکٹرز نے تینوں کی موت کی تصدیق کر دی تینوں افراد کی موت کی تصدیق کی اطلاع جامعہ ملیہ کالج کیمپس پہنچی تو طلبہ مشتعل ہو گئے اور انہوں نے حکومت کے خلاف زبردست نعرے بازی کی جبکہ درجنوں طلبہ ظفر مہدی کی موت پر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

کالج کے طلبہ لے مطابق ظفر مہدی گذشتہ پانچ سال سے پرنسپل کے فرائض انجام دے رہے تھے جبکہ مختار احمد ان کے چپراسی تھے ان کی رہائش گلبہار میں ہے۔ ڈرائیور محمد منیر زمان آزاد کشمیر کا رہنے والا تھا۔ اس نے بیوی اور ۵ بچے سوگوار چھوڑے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد جب مختار احمد اور ظفر مہدی کی لاشیں گلبہار پہنچی تو وہاں کے لوگوں نے احتجاجاً دکانیں بند کر لیں۔ اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد وہاں پہنچ گئی۔

جامعہ ملیہ پولی ٹیکنک انسٹیوٹ کے پرنسپل ظفر مہدی زیدی اور کالج کے ملازم مختار احمد کی لاشوں کو پہلے انچولی امام بارگاہ لایا گیا۔ بعد ازاں لاشوں کو رضویہ سوسائٹی منتقل کر دیا گیا، جامعہ ملیہ پولی ٹیکنک انسٹیوٹ کے پرنسپل کی ہلاکت کی اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگوں کی بڑی تعداد متولین کی رہائشگاہ کے باہر جمع ہو گئی۔ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر پروفیسر رئیس علوی، سندھ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے چیرمین نعیم احمد شیخ، ڈسٹرکٹ آفیسر ٹیکنیکل ایجوکیشن مسرور احمد صدیقی بھی جناح اسپتال گئے۔ دریں اثنارات گئے سپرہائی وے کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جبکہ چوکیدار مختار احمد کی لاش رحیم یار خان اور ڈرائیور کی لاش آزاد کشمیر روانہ کر دی گئی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۳ جون ۲۰۰۲)

جب انسان سو جاتا ہے تو اُسے جگانے کے لیے پانی کے چھینٹوں کی ضرورت ہوتی ہے

جب کہ سوئی ہوئی ملتوں کو بیدار کرنے کے لیے خون کے چھینٹے درکار ہوتے ہیں

(شہید باقر الصدر)

سانحہ مسجد علی مرتضیٰ محمود آباد

امام بارگاہ پر فائرنگ 6 نمازی جاں بحق

(کرائم رپورٹر) محمود آباد میں مسجد و امام بارگاہ علی المرتضیٰ میں دوران نماز دہشت گردوں کی اندھا دھند سے مسجد کے پیش امام اور سابق فوجی افسر سمیت چھ افراد جاں بحق ہو گئے۔ جبکہ بچوں سمیت آٹھ شدید زخمی ہو گئے۔ واقعہ کے بعد مسلح ملزمان اسلحہ لہراتے ہوئے پولیس اہلکاروں کی موجودگی میں فرار ہو گئے۔

تفصیلات کے مطابق جمعرات کی شب محمود آباد کے علاقہ اعظم ٹاؤن کی گلی نمبر 3 میں واقع مسجد و امام بارگاہ علی المرتضیٰ میں خودکار ہتھیاروں سے لیس دو دہشت گرد داخل ہوئے اور نماز مغرب کی ادائیگی میں مصروف لوگوں پر گولیوں کی بارش کردی، جس کے نتیجے میں مسجد کے پیش امام آغا غلام رسول ولد محمد حسین، چکوال سے آیا ہوا ان کا دوست گلزار ولد برکت علی، ۷ سالہ محمد وسیم ولد سعید احمد، ۱۳ سالہ جبار حسین ولد طالب حسین، اور پاک فوج کے ریٹائرڈ افسر ۸۲ سالہ محمد رضا زیدی موقع پر جاں بحق ہو گئے جبکہ ۲۰ سالہ افتخار حسین ولد طلب حسین، ۱۱ سالہ غفار حسین ولد طالب حسین، ۵۰ سالہ حاجی اظہر حسین اور ان کا ۱۰ سالہ بیٹا نعیم عباس، ۱۸ سالہ فیضان عباس ولد ناصر عباس، ۸ سالہ محسن علی ۹۰ سالہ سبطین رضا، ۱۴ سالہ وسیم عباس اور ۱۵ سالہ ندیم شدید زخمی ہو گئے، جنہیں علاقے کے لوگوں نے پرائیویٹ گاڑیوں میں جناح اسپتال پہنچایا، جہاں زخمی فیضان طبی امداد کے دوران چل بسا۔

واضح رہے کہ اعظم ٹاؤن کی جس گلی میں نمازیوں کا اجتماعی قتل ہوا ہے اُس کا ایک کونا ٹینٹ لگنے کے باعث بند تھا جبکہ دوسرے کونے پر پولیس اہلکار بیٹھے تھے، جن کی موجودگی میں موٹر سائیکل سوار دہشت گرد خودکار ہتھیار سمیت آئے اور واقعہ کے بعد وہیں سے فرار ہوئے۔
واقعہ کی اطلاع پر ضلع بھر سے نفری محمود آباد طلب کرلی گئی جبکہ علاقے کے لوگوں کی بڑی تعداد موقع پر پہنچ گئی جبکہ محمود آباد میں سخت کشیدگی کے باعث تمام دوکانیں اور بازار بند ہو گئے۔ واقعہ کے فوراً بعد شہر بھر میں گشت بڑھا دیا گیا اور مساجد اور امام بارگاہوں پر اضافی نفری طلب کرلی گئی۔

(روزنامہ ڈان، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱)

"علیؑ" کے کتبے پر گولیاں ماری گئیں، مسجد میں ہر طرف خون تھا
جائے نماز، سجدہ گاہ خون سے تر تھیں

کراچی (کرائم رپورٹر) محمود آباد میں مسجد و امام بارگاہ علی المرتضیٰ میں نمازیوں پر فائرنگ کے بعد ہر طرف خون ہی خون بکھرا ہوا تھا اور جائے نماز اور سجدہ گاہ خون سے تر تھیں جبکہ نمازیوں کے خون کے چھینٹے دیواروں اور منبر پر تھے۔ دہشت گردوں نے ایک بچے کو اُس وقت گولیاں ماردیں جب وہ علم کی زیارت کر رہا تھا۔ جس کے باعث اُس کا خون مسجد سے متصل امام بارگاہ میں بکھرا ہوا تھا۔ دہشت گردوں نے نمازیوں پر گولیاں برسانے کے بعد امام بارگاہ میں لگے ایک کتبے کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا جس پر "علی الاولی اللہ" تحریر تھا۔

(روزنامہ ڈان، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱)

واقعہ کا ذمہ دار علاقے کا ناظم اور ایس ایچ او ہے علامہ حسن ترابی

کراچی (کرائم رپورٹر) جائے وقوع پر پہنچنے والے تحریک جعفریہ کے مرکزی رہنما علامہ حسن ترابی نے صحافیوں سے کہا کہ مذکورہ دہشت گردی کا ذمہ دار محمود آباد کا نومنتخب ناظم اور تھانے دار ہے جسے متعدد بار مسجد کی سیکورٹی فراہم کرنے کے لیے کہا گیا تاہم اُنہوں نے اس پر کوئی دھیان نہیں دیا جبکہ محمود آباد تھانے کے ایس ایچ او نے ایک مذہبی جماعت کے بعض خطرناک دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کے بعد بھاری رقوم لے کر رہا کر دیا۔ (روزنامہ دن، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱)

کراچی میں امن کی اب گارنٹی نہیں شیعہ رہنما

کراچی (کرائم رپورٹر) محمود آباد میں نمازیوں کے اجتماعی قتل عام کی اطلاع ملتے ہی جعفریہ الائنس کے رہنماؤں اور کارکنوں کی بڑی تعداد جائے وقوعہ اور جناح اسپتال پہنچ گئی جن میں جعفریہ الائنس کے کنونیر علامہ سباس کمیلی، مولانا حسن ظفر نقوی، مولانا مرزا یوسف حسین، علامہ حسن ترابی اور علامہ شبیہ الرضا زیدی شامل تھے۔

جعفریہ الائنس کے رہنماؤں نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ جعفریہ الائنس کیا احتجاجی گرفتاریوں کی پُر امن تحریک کو کور کمانڈر اور وفاقی حکومت کی درخواست پر موخر کیا گیا جس کا تحفہ حکومت نے ہمیں چھ شہیدوں کی صورت میں دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اب ہم مرنے اور مارنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئیں گے جس کے بعد کراچی میں کسی قسم کے امن کی گارنٹی نہیں دیں گے۔ جعفریہ الائنس کے رہنماؤں نے کہا کہ ہمارے ہی لوگوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔

(روزنامہ دن، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱)

سانحہ محمود آباد، 2 پولیس اہلکار گرفتار

کراچی (کرائم رپورٹر) سانحہ محمود آباد کے بعد پولیس نے گلی نمبر تین کے کونے پر ڈیوٹی دینے والے دونوں پولیس اہلکاروں کو گرفتار کر لیا۔
(روزنامہ دن، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱)

کلاشنکوفوں کی نالیں چھوٹی تھیں

بجلی منقطع ہونے کے بارے میں معلومات کی جا رہی ہے

کراچی (کرائم رپورٹر) پولیس اور حساس اداروں کی ابتدائی تفتیش کے دوران معلوم ہوا ہے کہ مسجد و امام بارگاہ علی المرتضیٰ پر حملے میں دہشت گردوں نے جن کلاشنکوفوں کا استعمال کیا، ان میں ردوبدل کر کے نالیں چھوٹی کی تھیں جس کے باعث کم فاصلے پر دہشت گردی کرنے اور اسلحہ منتقل کرنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے جبکہ دوسری جانب حساس ادارے علاقے میں غیر اعلانیہ بجلی کی معطلی کے بارے میں بھی تفتیش کر رہے ہیں ایس ایس پی ساؤتھ نے کے ای ایس سی کے انجینئر جلیل احمد کو تھانے بلوا لیا اور اُن سے واقعہ کے وقت بجلی منقطع ہونے کے بارے میں معلومات کی جا رہی ہے۔

(روزنامہ دن، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱)

ناظم آباد میں وزارت دفاع کے ڈائریکٹر کا قتل

کراچی (کرائم رپورٹر) آج صبح ناظم آباد کے علاقے میں نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے وزارت دفاع کے ڈائریکٹر ایسرچ اینڈ لیبارٹری کو اندھا دھند فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ گزشتہ تین روز میں دوسرے بڑے سرکاری افسر کے قتل کے بعد انتظامیہ میں کھلبلی مچ گئی ہے۔

تفصیلات کے مطابق آج صبح ناظم آباد نمبر ۳ کے رہائشی محکمہ دفاع کے ڈیفنس پروڈکشن سائنس اینڈ ٹیکنالوجی آرگنائزیشن کی ریسرچ لیبارٹری کے ڈائریکٹر سید ظفر حسین زیدی (عابدی) صبح گھر سے دفتر جانے کیلئے اپنی گاڑی میں سوار ہوئے تو ڈرائیور نے جوں ہی گاڑی اسٹارٹ کی اسی اثناء میں موٹر سائیکل پر سوار، تین نوجوانوں نے موٹر سائیکل کار کے آگے روکی، دولڑکے موٹر سائیکل سے اُترے اور کار میں بیٹھے سید ظفر حسین پر اندھا دھند فائرنگ کر دی اور موٹر سائیکل سوار فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے۔ سید ظفر حسین کے ڈرائیور نے صفدر حسین نے اُنہیں فوری طور پر عباسی شہید اسپتال پہنچایا، تاہم وہ راستے میں دم توڑ گئے۔ مقتول کینٹ اسٹیشن کے قریب واقع محکمہ دفاع ریسرچ لیبارٹری میں گزشتہ ایک سال سے ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز تھے اور ۳۵ سال سے محکمہ دفاع سے وابستہ تھے۔ (روزنامہ قومی اخبار، ۳۰ جولائی ۲۰۰۱)

شیعوں کا قتل عام حکومت کا منشور بن چکاھے علامہ حسن ترابی

کراچی (پ ر) تحریک جعفریہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے بے گناہ شیعہ مسلمانوں کو دن دھاڑے قتل کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی حکومت سمیت گذشتہ تین حکومتوں نے شیعہ مسلمانوں کے خلاف دہشگردی روکنے کیلئے کوئی موثر حکمت عملی اختیار نہیں کی، جس کی وجہ سے شیعہ مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ جس سے ایسا لگتا ہے کہ شیعہ مسلمانوں کا قتل عام سابقہ اور موجودہ حکومت کے منشور کا حصہ بن چکا ہے۔ (روزنامہ انصاف ٹائمز، ۲۶ جولائی ۲۰۰۱)

سید ظفر حسین زیدی کاقتل: انتھائی خطرناک ردعمل ھوگا جعفریہ الائنس کا انتباہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جعفریہ الائنس کے مرکزی رہنما مولانا حسن ظفر نقوی نے وزارت دفاع کے ڈائریکٹر ایسرچ اینڈ لیبارٹر سید ظفر حسین زیدی کے سفاکانہ قتل کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہ ہے کہ اب تک تو علماء نے قوم کو سنبھالے رکھا ہے، جو نوجوانوں کو روکے ہوئے تھے لیکن اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے اب کوئی ردعمل ہوگا تو وہ انتہائی خطرناک ہوگا اور ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہونگے۔

اُنہوں نے شہر میں دہشگردی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کے بلند بانگ دعوں کے باوجود دہشگردی کی وارداتیں حکومت کے منہ پر طمانچہ ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ دہشگردی کی کاروائیوں کا انجام کسی کیلئے بہتر نہیں ہوگا۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ ہم امن کے قیام کے لئے بنائی گئی حکومت کی کمیٹی سے علیحدگی کا اعلان کرتے ہیں۔ ایسی کمیٹی کا کوئی فائدہ نہیں جو امن کے قیام میں کوئی کردار ادا نہ کر سکے۔ اگر حکومت نے سید ظفر حسین زیدی کے قاتلوں کو فوری طور گرفتار نہیں کیا تو ہم آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کریں گے۔

دریں اثنا تحریک جعفریہ پاکستان سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے سید ظفر حسین زیدی کے قتل کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ شیعہ ڈاکٹروں کے بعد اب شیعہ افسران کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومتی ادارے شیعہ مسلمانوں کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں مخلص نہیں ہیں۔ موجودہ وفاقی وزیر داخلہ صرف بیان دینے میں ماہر ہیں ان کا کوئی بیان مسائل حل نہیں کر سکا ہے۔

(روزنامہ انصاف ٹائمز، ۳۱ جولائی ۲۰۰۱)

آج صبح نقاب پوشوں کی فائرنگ سے پی ایس او کے ایم ڈی شوکت مرزا ہلاک

کراچی (کرائم رپورٹر) آج صبح فریئر کے علاقے میں مسلح نقاب پوشوں کی فائرنگ سے پاکستان اسٹیٹ آئل (PSO) کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہلاک ہوگئے جبکہ ان کا ڈرائیور شدید زخمی ہوگیا۔ تفصیلات کے مطابق آج صبح پی ایس او کے ایم ڈی شوکت مرزا اپنے ڈرائیور کے ہمراہ اپنے بنگلے سے دفتر جانے کیلئے نکلے ہی تھے کہ فریئر کے علاقہ میں خلیق الزماں روڈ پر دو سائیکل سوار جنہوں نے نقاب پہنے ہوئے تھے، انہوں نے ان کی کار بی ایم ڈبلیو ABP-818 کے نزدیک آکر اندھا دھند فائرنگ کردی۔ جس کے نتیجے میں ایم ڈی شوکت مرزا موقع پر ہلاک ہوگئے۔

اور ان کا ڈرائیور شدید زخمی ہوگیا۔ ڈرائیور نے زخمی ہونے کے باوجود، کار کو ۱۵۰ میٹر کی رفتار سے بھگایا لیکن کچھ دور جاکر تیز رفتاری کے باعث وہ ایک منی بس میں جا گھسی۔ مقتول شوکت مرزا کی شناخت جیب میں ملنے والے آفس کارڈ سے ہوئی۔ مقتول شوکت مرزا کا ان کی رہائشگاہ سے تعاقب کیا جا رہا تھا۔ ذرائع لے مطابق حملہ آور جینز کی پینٹ اور شرٹ میں ملبوس تھے۔

(روزنامہ آغاز ۲۶ جولائی ۲۰۰۱)

''گزشتہ روز بعض نامعلوم مسلح نقاب پوشوں نے پاکستان اسٹیٹ آئل (PSO) کے مینیجنگ ڈائریکٹر شوکت مرزا کو اس وقت اندھا دھند فائرنگ کرکے ہلاک کردیا جب وہ اپنے آفس جارہے تھے۔ بلاشبہ یہ دہشتگردی کی ایک خوفناک واردات ہے۔ کسی انسان کا قتل ویسے تو انسانی حوالے سے بھی ایک تکلیف دہ بات ہوتی ہے لیکن کسی اہم قومی ادارے کے سربراہ کا اس طرح دن دھاڑے قتل کردیا جانا قومی حوالے سے بھی بہت تشویشناک واقعہ ہے۔ کراچی میں ایسی کئی شخصیات کو اس سے پہلے بھی گھات لگا کر قتل کیا جاچکا ہے لیکن قانون کا ہاتھ اس گھناؤنے جرم کے مرتکب افراد تک نہیں پہنچ سکا، یہ بلاشبہ قانون کے نفاذ کے حوالے سے ایک شرمناک حقیقت ہے، عوام نے یقینی اور خوف و ہراس اس کے علاوہ لوگوں کے دلوں میں قانون پر اعتماد متزلزل ہوتا جاتا ہے۔

اس وقت جبکہ ملک کو معاشی ترقی کیلئے پر امن ماحول کی ضرورت ہے اس قسم کی وارداتوں سے اس کو سخت دھچکا لگے گا۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ مذکورہ واردات کے ذمہ دار عناصر کا کم سے کم وقت میں کھوج لگا کر انہیں کیفر کردار تک پہنچائے''۔

(اداریہ روزنامہ آغاز، ۲۷ جولائی ۲۰۰۱)

شوکت مرزا کے قتل میں انتظامیہ ملوث ہے علامہ حسن ترابی

کراچی (کرائم رپورٹر) تحریک جعفریہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے جناح اسپتال میں نمائندہ دن سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ شوکت رضا مرزا کے قتل میں انتظامیہ براہ راست ملوث ہے۔ حکومت نے دہشتگردوں کو کھلی چھوٹ دے کر انہیں شیعہ افراد کا قتل کرنے کا لائسنس دیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ نے پولیس کی ملی بھگت سے ہمیشہ مخالفین کو ریلیف دیا ہے۔ اس کے برعکس ہمارا جب بھی کوئی فرد شہید کیا جاتا ہے تو ہمیں پر امن رہنے کی تلقین کی جاتی ہے، مگر ہم کب تک اپنے لوگوں کو احتجاج کرنے سے منع کرتے رہیں گے۔

اب حالات ہمارے قابو سے باہر ہوتے جارہے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس واقعہ پر ہمارے لوگوں میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے انہیں روکنا ہمارے بس سے باہر ہے۔

(روزنامہ دن ۲۷ جولائی ۲۰۰۱)

سولجر بازار میں موٹر سوار دهشت گردوں کی فائرنگ سے ڈاکٹر ہلاک

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سولجر بازار میں ڈاکٹر کے قتل کے بعد کشیدگی پھیل گئی۔ تفصیلات کے مطابق منگل کی شام سولجر بازار نمبر ۲ ناگوری بلڈنگ کے قریب واقع شمشیر کلینک کے سامنے نامعلوم دہشت گردوں نے ۴۰ سالہ ڈاکٹر محمد رضا پیرانی ولد امیر علی پیرانی کی کار اے سی سی ۱۹۵ پر ٹی ٹی پستول سے فائرنگ کردی جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے اور سول اسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں دم توڑ دیا۔

اطلاعات کے مطابق مقتول روز آنہ ۱۱ بجے دن سے شام ۵ بجے تک کلینک کرتے تھے۔ واردات کے وقت وہ اپنے کمپاونڈر کو کلینک بند کرنے کا کہہ کر گھر جانے کے لیے کار میں بیٹھے ہی تھے کہ دہشت گردی کا شکار ہو گئے۔

سولجر بازار پولیس نے مقتول کے کمپاونڈر کی مدعیت میں نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر ۹۷/۲۰۰۱ درج کر لیا ہے۔ ڈاکٹر رضا پیرانی کی نماز جنازہ محفل شاہ خراسان روڈ پر ادا کی گئی جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ (روزنامہ عوام، ۲۷ جون ۲۰۰۱)

وقوعہ کے سامنے بلڈنگ کی چھت پر چند روز قبل رینجرز کی چوکی بنائی گئی تھی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سولجر بازار نمبر ۲ میں نامعلوم دہشت گردوں کی فائرنگ سے ہلاک ہونے والے ڈاکٹر رضا پیرانی کے کلینک کے سامنے واقع ناگوری بلڈنگ کی چھت پر چند روز قبل رینجرز کی چوکی بنائی گئی تھی۔ علاقے کے لوگوں کے مطابق واردات کے وقت اس چوکی پر رینجرز کے اہلکار موجود تھے۔

(روزنامہ عوام، ۲۷ جون ۲۰۰۱)

جوہر آباد میں دهشتگردی فقہ جعفری کے دو افراد کا قتل

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جوہر آباد کے علاقے دستگیر سوسائٹی میں عسکری امام بارگاہ پر فائرنگ سے دو افراد کی ہلاکت کا مقدمہ پولیس نے آج صبح نامعلوم ملزمان کے خلاف مقتول عباس کے بھائی کی مدعیت میں ملزمان کے خلاف ایف آئی آر نمبر ۲۲/۲۰۰۱ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

تفصیلات کے مطابق (۶ فروری) تحریک جعفریہ کے دو کارکنوں کو دہشتگردوں نے جوہر آباد تھانے کے حدود میں واقع مسجد و امام بارگاہ عسکری بلاک ۹ فیڈرل بی ایریا سے متصل عسکری کمپیوٹر سنٹر کے باہر بیٹھے ہوئے محمد عباس ولد علی جان اور امتیاز علی ولد اسد اللہ کو ملزمان نے ٹی ٹی پستول سے قریب سے گولیاں مار کر موقع پر ہلاک کر دیا۔

عینی شاہدین کے مطابق ملزمان موٹر سائیکلوں پر سوار تھے اور چادریں اُوڑھ رکھی تھیں، جو فائرنگ کے بعد فرار ہو گئے، صورتحال معلوم کرنے کے لیے جب تحریک جعفریہ صوبہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی سے رابطہ کیا گیا تو اُن کے قریبی ساتھی شفاعت پہلوانی نے بتایا کہ تمام مرکزی علماء ہوم سکریٹری اور کمشنر کراچی کے ساتھ امن و امان کے سلسلے میں میٹنگ میں ہیں۔

(روزنامہ عوام، ۱۰ فروری ۲۰۰۱)

سولجر بازار میں تحریک جعفریہ کے دو رہنمائوں کا لرزہ خیز قتل

کراچی (کرائم رپورٹر) سولجر بازار کے علاقے میں نامعلوم دہشتگردوں نے پبلک کال آفس پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں تحریک جعفریہ کے سابق سکریٹری مالیات سمیت دو افراد ہلاک ہوگئے۔ ملزمان نے فرار ہوتے ہوئے اندھا دھند فائرنگ کی اور متعدد گولیاں حسینی بلڈنگ کی دیواروں میں لگیں۔ قریب واقع پولیس چوکی خالی تھی اور نزدیکی واقع بوہری مسجد پر تعینات پولیس اہلکار فائرنگ کی آواز سن کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

تفصیلات کے مطابق سولجر بازار کے علاقے نشتر پارک کے سامنے حسینی بلڈنگ کے قریب واقع پبلک کال آفس پر نامعلوم ملزمان نے فائرنگ کر دی جس سے کال آفس کا مالک ۳۵ سالہ نذیر عباس اور ۴۲ سالہ مظفر کرمانی موقع پر ہی ہلاک ہوگئے۔ ملزمان کی اندھا دھند فائرنگ سے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا اور بھگدڑ مچ گئی۔

مظفر کرمانی بقیۃ اللہ اسلامک انسٹیٹوٹ کے سربراہ اور تحریک جعفریہ کے سابقہ سکریٹری مالیات تھے مقتولین کا تعلق خوجہ جماعت سے تھا۔ عینی شاہدین کے مطابق نشتر پارک کے قریب پولیس چوکی پر روزانہ اہلکار تعینات ہوتے تھے لیکن دوہرے قتل کی واردات وقت وہاں پولیس اہلکار موجود نہیں تھے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ قریب ہی واقع بوہری مسجد پر دو پولیس اہلکار تعینات تھے جو فائرنگ کے واقعہ کے بعد ملزمان کو پکڑنے یا ان کا تعاقب کرنے کے بجائے بھاگ کھڑے ہوئے۔ (روزنامہ انصاف ٹائمز، ۶ فروری ۲۰۰۱)

اورنگی ٹائون تحریک جعفریہ کے دو کارکن ہلاک، ماں صدمے سے مرگئی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی غربی کے علاقہ اورنگی ٹاؤن میں چاند رات کو نقاب پوشوں کی فائرنگ سے حسینیہ امام بارگاہ کے صدر سمیت تحریک جعفریہ کے دو سرگرم کارکن ہلاک ہوگئے۔ صدر کی اہلیہ کو شوہر کو بچانے کے دوران ملزمان نے گولیاں ماریں جبکہ ضعیف ماں صدمہ سے جاں بحق ہوگئیں۔

تفصیلات کے مطابق اورنگی ٹاؤن سیکٹر ساڑھے گیارہ میں مدینہ کالونی ایرانی کیمپ میں چاند رات کو ٹھیک ۱۲ بجے نصف درجن نقاب پوش دہشت گردوں نے حسینیہ کے صدر ۵۰ سالہ مسلم حسین ولد شیر دل کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا، مسلم حسین نے جونہی دروازہ کھولا تو ملزمان نے فائرنگ کر دی۔ مسلم حسین شدید ہو کر دروازہ پر گر گئے، فائرنگ کی آواز سن کر ان کی اہلیہ دروازہ کی جانب لپکیں اور شوہر کو بچانے کی کوشش کی تو ملزمان نے ان پر بھی فائرنگ کر دی۔ جس سے وہ بھی زخمی ہوگئیں۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو رہے تھے تو پچھلی گلی میں پان کے کیبن والے ۲۵ سالہ کمال حسین ولد باقر حسین نے مبینہ طور پر ملزمان کو پہچان لیا اور وہ اسی گلی میں اپنے مکان کی طرف بھاگا اُسے بھی ملزمان نے گولیوں کا نشانہ بنایا جس سے وہ شدید زخمی ہو کر گر گئے۔ ملزمان بڑے اطمینان سے فرار ہوگئے۔

علاقے کے لوگوں نے مسلم حسین، اُن کی اہلیہ اور کمال حسین کو عباسی شہید اسپتال پہنچایا، جہاں پہنچنے تک وہ دونوں جان بحق ہوگئے جبکہ مسلم حسین کی اہلیہ کو طبی امداد دی گئی۔ فائرنگ کے بعد اپنے بیٹے اور بہو کو شدید زخمی دیکھ کر مسلم حسین کی ۷۰ سالہ والدہ دل کا دورہ پڑنے اور طبی امداد ملنے سے قبل ہی گھر میں انتقال کر گئیں۔ واقعے کے بعد پورے علاقے میں خوف و ہراس اور کشیدگی پھیل گئی۔ عید کی نماز بھی سخت کشیدگی اور سوگ میں ادا کی گئی۔ (روزنامہ عوام کراچی، ۳۰ دسمبر ۲۰۰۰)

مذھبی دھشت گردی کا مقصد شیعوں کو مذھبی حقوق سے دستبردار کرنا ھے۔ علامہ حسن ترابی

کراچی (خبر نگار) تحریک جعفریہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے اتحاد ٹاؤن میں مذہبی دہشتگردوں کے ہاتھوں سید افضال شاہ کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ سندھ میں مذہبی دہشتگردی کی جو لہر اُٹھی ہے اس کے پشت پر ریاستی اداروں میں موجود ایک لابی ہے جو قتل و غارت اور دہشتگردی کے ذریعے شیعوں کو موت سے ڈرا کر مذہبی حقوق سے دستبرداری کی منصوبہ بندی میں مصروف ہے مگر ان کو شاید معلوم نہیں کہ شیعوں نے سر کٹانا سیکھا ہے سر جھکانا نہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ ایف آئی آر صرف خانہ پوری کے لے کاٹی جاتی ہے۔ ان میں نامزد ملزمان کو گرفتار کرنے کے بجائے تحفظ فراہم کرنا انتظامیہ اور پولیس نے شعار بنا رکھا ہے۔

مقتول سید افضال شاہ کے قتل مین ملوث دو ملزمان کو علاقہ کے لوگوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا جبکہ ۲ ملزمان جن میں سرغنہ بھی شامل ہے موقعہ سے فرار ہو گیا۔ جب مقتول کا جنازہ تھانہ پہنچا تو، وہ دونوں موجود تھے، جو غائب ہو گئے۔ ان کی تھانہ میں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ قتل کی منصوبہ بندی انتظامیہ اور پولیس کے تعاون سے کی گئی۔

اُنہوں نے کہا کہ مقتول نے کئی بار پولیس کو مطلع کیا تھا کہ قاتلوں کا سرغنہ عطاالرحمن نہ صرف قتل کی دھمکیاں دے رہا ہے بلکہ مسجد سے شیعوں کے خلاف غلیظ زبان استعمال کر کے لوگوں کو مشتعل کرنے میں مصروف ہے۔ مگر کسی نے پروانہیں کی۔ اُنہوں نے کہا کہ حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینا ہونگے اگر شیعوں نے قتل کے بدلہ قتل پر عمل شروع کر دیا تو ملک کی سلامتی اور استحکام خطرے میں پڑ جائیگا۔ اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ دہشتگردوں کے اصل سرغنہ کے خلاف بلاخوف و خطر کاروائی کی جائے۔

(روزنامہ خبریں ۱۹ دسمبر ۲۰۰۰)

"اے مسلمانو! ایک ہو جاؤ اللہ نے اپنی رسی تھامنے کا حکم دیا ہے۔ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہمیں وحدت کا درس دیتا ہے، اسلام کو اللہ نے چنا ہے اور یہ سب دینوں سے افضل دین ہے"

(مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ)

سانحہ مسجد حر

گرین ٹائون کی مسجد حُر اثنا عشری میں نماز فجر کے دوران دھشت گردوں کی اندھا دھند فائرنگ 9 نمازی جاں بحق، 6 زخمی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) گرین ٹاؤن میں جمعہ کو مسجد و امام بارگاہ حُر اثنا عشری میں نماز فجر کی جماعت پر دہشت گردوں کی خودکار ہتھیاروں کی فائرنگ کے نتیجہ میں ۹ نمازی جاں بحق اور ۶ زخمی ہوگئے۔ شقی القلب حملہ آوروں کی اندھا دھند فائرنگ سے نمازی صفوں پر گر گئے۔

امام بارگاہ (مسجد) کا فرش لہولہان ہوگیا۔ دیواریں گولیوں سے چھلنی ہوگئیں۔ حملہ آوروں نے دو سے تین منٹ تک شدید فائرنگ کی اور دوبار میگزین لوڈ کیا۔ فائرنگ کے نتیجے میں مسجد کے اندر دھواں بھر گیا بارود کی بو کئی گھنٹے تک موجود رہی حملہ آوروں کی تعداد ۲ بتائی جاتی ہے، دونوں حملہ آور فائرنگ کے بعد پیدل فرار ہوگئے۔

فائرنگ سے پورا علاقہ گونج اُٹھا۔ لوگ گھروں سے نکل کر امام بارگاہ پہنچے تو خون میں لت پت لاشیں اور تڑپتے ہوئے زخمیوں کو دیکھ کر کہرام برپا ہوگیا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ہلاک ہونے والوں میں باپ بیٹا اور زخمیوں میں پیش امام اور موذن شامل ہیں۔ زخمیوں کو اہل محلہ نے اسپتال پہنچایا۔ عینی شاہدوں کے مطابق دو حملہ آور پیدل گلیوں میں فرار ہوگئے اس واقعہ کی خبر شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ امام بارگاہ پہنچ گئے۔ جس میں تحریک جعفریہ کے رہنما اور بڑی تعداد میں کارکنان شامل تھے۔

واضح رہے کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں تحریک جعفریہ کے رہنما کے قتل کے باوجود امام بارگاہ کی حفاظت کیلئے پولیس تعینات نہیں کی گئی تھی جس سے لوگوں میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔ واقعات کے مطابق ۵ بجکر ۴۰ منٹ پر جب نماز فجر کی پہلی رکعت ہورہی تھی دو حملہ آور امام بارگاہ (مسجد) میں داخل ہوئے اور انہوں نے نمازیوں پر خودکار ہتھیاروں سے اندھا دھند فائرنگ شروع کردی۔ عینی شاہدین کے مطابق دہشت گردوں نے ایک دفعہ کلاشنکوف کے میگزین خالی ہونے کے بعد دوبارہ میگزین لگائے اور نمازیوں پر گولیاں برسائیں۔

جب بے رحم، انسان دشمن، شقی القلب حملہ آوروں کو یقین ہوگیا کہ تمام افراد کو گولیاں لگ چکی ہیں اس کے بعد وہ پیدل قریبی گلیوں میں باآسانی فرار ہوگئے بعدازاں لوگ جائے وقوعہ پر پہنچے اور زخمیوں کو پرائیوٹ گاڑیوں میں ڈال کر قریبی فوجی فرٹیلائزر کے اسپتال لے گئے لیکن وہاں ڈاکٹرز اور دیگر عملہ موجود نہ تھا اس کے بعد زخمیوں کو پی این ایس راحت کارساز لایا گیا جہاں انہیں ابتدائی طبی امداد دے کر جناح اسپتال پہنچایا گیا۔

جہاں نیوی کے ملازم مطلوب حسین کو داخل کرلیا گیا باقی زخمیوں میں پیش امام غلام حسین، موذن تصویر حسین شاہ، غلام حسنین جعفری، وارث حسین شاہ، صداقت حسین اور سید علی کو طبی امداد دی گئی۔ ہلاک ہونے والے ۱۹ سالہ امجد حسین، ۵۳ سالہ سید صفدر حسین، ۳۵ سالہ سید ذوالفقار انور تقوی ولد سید شاہد حسین تقوی، ۵۰ سالہ ملک محمد نواز ولد ملک عطا محمد، ۳۵ سالہ امتیاز حسین ولد ظفر علی خان، ۵۵ سالہ نذیر احمد، اعجاز حسین شاہ کاظمی اور سید جمشید عباس کی لاشیں ایدھی ایمبولینس کے ذریعے جناح اسپتال لائی گئیں زخمیوں کو خون دینے کے لیے گرین ٹاؤن سے لوگوں کی بڑی تعداد اسپتال پہنچ گئی۔

واقعہ کی اطلاع ملنے کے بعد ڈی سی ویسٹ خسرو پرویز، ایس ایس پی ایسٹ، ایس ایچ او سعود آباد، الفلاح اور دیگر افسران موقع پر پہنچ

گئے جبکہ رینجرز کے اہلکاروں کی بڑی تعداد علاقے کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ پولیس کی تین ٹیموں نے ملزموں کی گرفتاری کیلئے فوری طور پر امام بارگاہ کے اطراف کے علاقوں میں چھاپے مارے اور تفتیش کیلئے کئی افراد کو حراست میں لے لیا جن سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۲، اکتوبر ۱۹۹۹)

اداریہ:

یہ سوال بیشتر ذہنوں میں بار بار اُٹھتا ہے کہ آخر اس انتہائی شرمناک صورت حال کے اسباب کیا ہیں اور آخر کیا وجہ ہے کہ جس برصغیر میں ہندو مسلم آویزش کے انتہائی دور میں بھی کسی غیر مسلم نے مسجدوں میں داخل ہو کر فائرنگ سے نمازیوں کو شہید کرنے کی ناپاک جسارت کبھی نہیں کی تھی اس کے ایک حصے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ نوبت کیسے آ گئی کہ اب مسلمان ہی امام بارگاہوں اور مسجدوں میں نمازیوں کو بموں اور دھماکوں اور فائرنگ کی بوچھاڑ سے خون میں نہلا دینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے اور اس درندگی کو جہاد سمجھتے ہیں حالانکہ سب بلالحاظ فرقہ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ایک بے گناہ کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔

ظاہر ہے خود مسلمانوں کے ذہن میں اپنے مخالف فرقے سے وابستگی کی بنا نفرت اور انتقام کے جذبے کی آبیاری غرض مند قوتوں کی سرپرستی سے ہوتی ہے۔ اسی اسلامی جمہوریہ میں دہشت گرد نوعیت کی فرقہ وارانہ تنظیموں کا قیام ضیاالحق کے اُس دور میں عمل میں آیا جس میں نفاذ اسلام کے سب سے زیادہ نعرے لگائے گئے اور اب اس ساری فرقہ وارانہ دہشت گردی کے جو نتائج منظر عام پر آ رہے ہیں

اس سے ہمارے دشمن اور اسلام مخالف کیا کیا فائدہ نہیں اُٹھائیں گے، اب اس نوع کے فرقہ وارانہ دہشت گردی کے واقعات کی آڑ میں اسلام، مسلمانوں اور بالخصوص پاکستانیوں کے خلاف کیا کچھ نہیں کہا جائے گا۔

کون نہیں جانتا کہ تحریک پاکستان میں شیعہ، سنی، بریلوی اور دیوبندی اور دوسرے بھی فرقوں سے وابستہ افراد ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر شریک تھے اور آج بھی مقبوضہ کشمیر میں جو تحریک حریت جاری ہے اس میں بھی فرقوں کے مسلمان بھرپور حصہ لے رہے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام کے دشمن جب مسلمانوں پر وار کرتے ہیں تو فرقوں کی تقسیم کا کوئی لحاظ نہیں کرتے مگر ہم ہیں کہ اپنے ہی دینی بھائیوں کا خون ناحق پوری بیدردی سے بہا رہے ہیں۔

ارباب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ پوری ذمہ داری اور بھرپور توجہ کے ساتھ اس سنگین مسئلے کا نوٹس لیں اور فرقہ واریت کے خاتمے کی جتنی بھی صورتیں ممکن ہیں ان سب کو بروئے کار لانے کی بھرپور اور مخلصانہ کوشش کریں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۹)

(ارشاد احمد حقانی کے کالم سے اقتباس)

''انسانی جان کے تحفظ میں حکومت کی ناکامی یک بیک ملک میں فرقہ وارانہ دہشت گردی اور قتل وغارت کی ایک خوفناک لہر آ گئی ہے اس کا سب سے خوفناک پہلو یہ ہے کہ شیعہ فرقے کے اکابرین اور عوام کو ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔

اگرچہ جمعہ کے روز کراچی کی مسجد حروالے المیے کے علاوہ شمالی کراچی میں سنیوں کے ایک مدرسے کے باہر چار آدمیوں کو گولیوں سے اُڑا دیا گیا۔ لیکن ملک کے دوسرے شہروں میں صرف اول الذکر فرقے کے افراد کو ہی نشانہ بنایا گیا ہے۔

اس صورت حال پر یہ بالکل درست تبصرہ کیا گیا ہے کہ دہشت گردی کی حالیہ کاروائیاں اکاؤکا واقعات قرار نہیں دی جاسکتی ہے بلکہ اس رقصِ دیوانگی کے پیچھے باقائدہ سازش اور باقائدہ منصوبہ بندی دکھائی دیتی ہے۔

جن لوگوں نے شیعہ فرقے کے خلاف حالیہ دہشت گردی منظم کی ہے چونکہ تاحال قانون کا ہاتھ تک نہیں پہنچ سکا اس لیے یہ فرض کرنا غلط ہوگا کہ نہ صرف وہ پوری طرح آزاد ہیں نہ صرف ان کے حوصلے پہلے سے زیادہ بلند ہوچکے ہیں بلکہ وہ مزید سنگین وارداتوں کا ارادہ بھی کرسکتے ہیں۔

ادھر پورے ملک میں شیعہ تنظیموں نے بجا طور پر اپنی تشویش ناراضگی اور غم وغصے کا اظہار کیا ہے۔ یہ جذبات بھی اپنے اظہار کیلئے کوئی بھی شکل اختیار کرسکتے ہیں۔ صورتحال کا سب سے تشویشناک بلکہ خوفناک پہلو یہ ہے کہ حکومت اس پوری صورت حال کے بارے میں بالکل اندھیرے میں (Clueless) دکھائی دیتی ہے۔

ملک میں خفیہ ایجنسیوں کے جال بچھے ہوئے ہیں ان پر کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ ہورہا ہے۔ ان کے بڑے اہلکار شاہانہ مراعات سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔ لیکن حکومت آج تک متعین طور پر یہ طے نہیں کرسکی کہ ان واقعات کے پیچھے کوئی بیرونی یا اندرونی دہشت گردوں کی کارستانی ہے۔ اگر بیرونی ہاتھ ہے تو اس کا تعلق کسی ملک کسی تنظیم سے ہے اور ہماری ایجنسیاں اس بیرونی ہاتھ یا ان بیرونی ہاتھوں کو کاٹنے میں کامیاب کیوں نہیں ہورہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۹)

بے قصور لوگوں کا قتل المیہ ھے

کارکنان پاکستان بچاؤ لانگ مارچ کی تیاری کریں حسن ترابی

کراچی (پ ر) تحریک جعفریہ پاکستان سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے کہا ہے کہ جس بربریت اور وحشیانہ انداز سے بے قصور لوگوں اور راہ گیروں کو قتل کیا جارہا ہے وہ ایک سنگین المیہ ہے۔ وہ اسلام آباد سے واپسی پر یہاں کارکنان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک ہفتے میں ۳۱، افراد جن میں شیعہ اور سنی دونوں شامل ہیں دہشت گردی کا شکار ہوچکے ہیں۔

انتظامیہ اور حکومت محض تماشائی ہے اور بیان بازی کے علاوہ کچھ اور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کررہی۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کا پریس کانفرس میں دیا گیا بیان حقائق اور سچائی پر مبنی تھا ان پر دباؤ ڈال کر بیان بدلوایا گیا ہے۔ علامہ حسن ترابی نے کہا کہ ملک تیزی سے خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہا ہے کوئی سیاسی قوت ان بدترین حالات کو سدھارنے والی نہیں ہے بدترین حالات کے باوجود پورے کراچی میں سیکورٹی کے انتظامات سخت ہیں اور نہ ہی گشت کا نظام ہے جبکہ تمام پولیس چوکیاں خالی ہیں۔

سانحہ مسجد حُر اور مدرسہ دار الخیر پر حملہ کرنے والے دہشت گردوں کی عدم گرفتاری سے امن پسند شہری مایوس اور دہشت گردوں کے حوصلے بلند ہورہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان تمام مایوس کن حالات کی وجہ سے تحریک جعفریہ پاکستان کی سینٹرل کمیٹی نے تمام صوبوں سے اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کا اعلان کیا ہے۔ تمام قومی کارکنان اور شخصیات کو چاہیے کہ وہ پاکستان بچاؤ لانگ مارچ کی تیاری کریں۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۳)

دھشت گرد افغانستان سے تربیت لے کر آئے۔ ملا عمر کیمپ بند کرائیں۔نواز شریف

ہمارے پاس ثبوت ہیں کہ افغانستان میں تربیت حاصل کرنیوالے افراد ملک کے

مختلف حصوں میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہیں

اسلام آباد(نمائندہ جنگ) وزیر اعظم محمد نواز شریف نے اعلان کیا ہے کہ کسی کو پاکستان کا امن تباہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی وہ یہاں جمعرات کو پریس کانفرنس کے دوران ملک میں حالیہ دہشتگری کے واقعات سے متعلق ایک سوال کے جواب دے رہے تھے۔وزیر اعظم نے کہا کہ یہ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ دہشت گردی کا جو سلسلہ ختم ہو گیا تھا وہ دوبارہ کیوں شروع ہوا ہے۔ہم نے جن لوگوں کو پکڑا ہے اس سے تفتیش کے دوران پتہ چلا ہے کہ کچھ دہشت گرد افغانستان کے اندر ایک تربیتی کیمپ سے تربیت حاصل کر کے آئے ہیں۔ہم نے ڈی جی آئی ایس آئی کی سربراہی میں پاکستان کا وفد قندھار بھیجا ہے اور ملا عمر سے کہا ہے کہ وہاں دہشت گردی کے تربیتی مراکز بند ہونے چاہیے ہم نے معلوم شواہد پر مبنی اطلاعات پر فوری ایکشن لیا ہے اور خارجی ہاتھ کے ملوث ہونے کا سراغ لگایا جا رہا ہے۔

اے پی پی کے مطابق انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ثبوت ہیں کہ افغانستان میں تربیت حاصل کرنے والے افراد ملک کے مختلف حصوں میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۸، اکتوبر ۱۹۹۹)

پرانی نمائش پر دو افراد کی ھلاکت کی عدالتی تحقیقات کرانیکا فیصلہ

آئندہ دو روز میں عدالتی کمیشن تشکیل دیا جائیگا، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سربراہ ہونگے۔کمشنر کراچی کو ہدایت کراچی

(اسٹاف رپورٹر) اتوار کو کراچی میں پرانی نمائش پر فائرنگ اور دو افراد کی ہلاکت کے واقعے کی عدالتی تحقیقات کیلئے عدالتی کمیشن آئندہ ایک دو روز میں تشکیل دیدیا جائیگا اور اس کمیشن کے سربراہ کراچی کے کوئی ایک ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ہوں گے۔

اس ضمن میں حکومت نے کمشنر کراچی کو ہدایت جاری کر دی ہیں۔دریں اثناء وزارت داخلہ سندھ کے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ صوبائی وزارت داخلہ نے بعض اطلاعات کی روشنی میں ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ساڑھے بارہ بجے کمشنر کراچی میر حسین علی کو اس خدشے سے آگاہ کر دیا تھا کہ اتوار کو تحریک جعفریہ کے مقتول کارکنوں کے جنازے میں کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما ہو سکتا ہے لہٰذا کمشنر اُسے روکنے کیلئے فوری اقدامات کریں۔وزارت داخلہ نے انہیں یہ بھی ہدایت کی تھی کہ وہ تحریک جعفریہ کے رہنما حسن ترابی سے جا کر ملیں اور ان کے تعاون سے کسی ناخوشگوار واقعے کو روکنے کیلئے اقدامات کریں۔

ذرائع نے بتایا ہے کہ اس واقعے کی رپورٹ وفاقی وزارت داخلہ کو ارسال کر دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی وزیر اعلیٰ اور چیف سیکرٹری سندھ کو اس رپورٹ سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔"جنگ" کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چیف سیکرٹری سندھ کو رینجرز کے حکام نے بھی واقعے کی تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸)

آج سندھ بھر میں پر امن ہڑتال کی جائے، تحریک جعفریہ

دہشت گردوں اور رینجرز کے خلاف احتجاج کیا جائے، حسن ترابی کی عوام سے اپیل

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ پاکستان کی مرکزی کونسل کے رکن اور صوبائی مشیر حاجی سفر علی بنگش اور ان کے صاحبزادے رجب علی بنگش کے دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل اور پرانی نمائش کے واقعے کے خلاف تحریک جعفریہ کی اپیل منگل ۲۹ ستمبر کو صوبہ سندھ میں یوم احتجاج منایا جائے گا اور پرامن ہڑتال کی جائے گی۔

یوم احتجاج کا فیصلہ ملت جعفریہ کی تنظیموں نے مشترکہ اجلاس میں کیا انہوں نے کاروباری حضرات اور ٹرانسپورٹرز سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنا کاروبار بند رکھیں۔ تحریک جعفریہ صوبہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے عوام سے اپیل کی ہے کہ منگل کو دہشت گردوں اور رینجرز کے اہلکاروں کے خلاف پرامن ہڑتال کی جائے انہوں اپیل کی کہ تمام کاروباری حضرات اور ٹرانسپورٹرز اپنا کاروبار بند رکھیں۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ اگر حکومت نے ۴۸ گھنٹے کے اندر حاجی سفر علی بنگش اور ان کے فرزند کے قاتلوں اور رینجرز کے اہلکاروں کو گرفتار نہ کیا تو حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸)

اداریہ : جنازے کے شرکاء پر فائرنگ شہر کے امن کو خراب کرنے کی سازش ہے

گزشتہ دنوں تحریک جعفریہ پاکستان کی کونسل کے اہم رکن اور قائد تحریک جعفریہ کے اہم ساتھی سفر علی بنگش اور ان کے فرزند رجب علی بنگش کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا جبکہ چند قدم پر پولیس موبائل موجود تھی لیکن پولیس اہلکاروں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے وہ کسی کی کیا جان بچاتے قتل اس سنگین واردات کے بعد دہشت گرد بغیر کسی مزاحمت کے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے لہٰذا پولیس اور رینجرز کے خلاف اشتعال کا پایا جانا فطری امر تھا۔

گزشتہ روز مرحومین کی نماز جنازہ کا اہتمام پرانی نمائش سے متصل محفل شاہ خراسان میں کیا گیا نماز جنازہ کے اختتام پر جب جلوس جنازہ گلی سے نکل کر روڈ پر آیا رینجرز نے سوگواروں پر بلا کسی اشتعال کے فائرنگ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں ۲ نوجوان موقع پر ہی ہلاک ہو گئے زخمیوں کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ پولیس نے گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے رینجرز کا رویہ شہریوں سے اس طرح کا رہا ہے جس طرح کا رویہ مفتوحہ علاقوں کے لوگوں سے فاتح فوج کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ۶ سال سے کراچی کے شہری رینجرز کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں جبکہ وزارت داخلہ کراچی میں رینجرز کی موجودگی ضروری سمجھی ہے۔

یہ مطالبہ سندھ میں شہری علاقوں کی نمائندہ تنظیم متحدہ قومی موومنٹ کا بھی ہے کہ رینجرز کے عذاب سے شہر کو خالی کرایا جائے کیونکہ رینجرز کا کردار مشکوک ہوتا جا رہا ہے۔ جس طرح پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر پر گفت وشنید کا سلسلہ شروع کرانے کا اعلان ہی ہوتا ہے کہ بھارتی فوج پاکستان اور بھارت کے سرحدی علاقوں میں اور کشمیر میں کنٹرول لائن پر حالات کشیدہ کر دیتی ہے اور بلا کسی اشتعال کے فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح لوگوں کا خیال ہے کہ کراچی شہر امن کی جانب گامزن ہوتا ہے کہ نادیدہ طاقتیں متحرک ہو جاتی ہیں اور شہر لاشوں سے اٹ جاتا ہے لوگوں کے خدشات کہاں تک درست ہیں اس سلسلہ میں کچھ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن کراچی میں میاں نواز شریف کے گزشتہ دور حکومت میں آپریشن شروع ہوا۔

جس کا مقصد کراچی کو سماج دشمن عناصر سے پاک کر کے امن وامان کو بحال کرنا تھا کچھ دنوں کے بعد فوج واپس چلی گئی لیکن اپنی جگہ رینجرز کو انتظامیہ اور پولیس کی مدد کے لئے چھوڑ گئی جس کا کام انتظامیہ کی مدد کرنا تھا اس طرح رینجرز کے سینکڑوں اہلکاروں کی مستقل ڈیوٹی شہری علاقوں میں لگادی گئی ان اہلکاروں کا صرف یہ کام رہ گیا کہ وہ صبح سے رات تک شہر کی سڑکوں پر گشت کرتے رہیں جہاں رینجرز کی گاڑی کھڑی ہوتی ہے قریب پولیس تھانہ کی موبائل چیکنگ میں مصروف ہوتی ہے جن کا کام صرف موٹر سائیکل پر سوار جوانوں کو پریشان کرنا رہ گیا ہے اس طرح رینجرز پولیس کی سیاہ کاریوں میں ملوث بتائی جاتی ہے۔

گزشتہ دنوں ایم کیو ایم رینجرز کی واپسی کے مسئلے پر اختلافات کی وجہ سے حکومت سے علیحدہ ہوگئی تھی ایم کیو ایم کا حکومت میں دوبارہ شمولیت رینجرز کی واپسی سے مشروط ہے جبکہ رینجرز یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ امن وامان کے لئے اس کی موجودگی ضروری ہے۔

(روزنامہ حریت ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸)

سانحہ پرانی نمائش:

تحریک جعفریہ اور رینجرز کی جانب سے ایف آئی آر کا اندراج

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ پاکستان اور رینجرز نے پرانی نمائش پر دو کارکنوں کے قتل کے سلسلے میں دو علیحدہ علیحدہ ایف آئی آر درج کرائی ہیں واضح رہے کہ مذکورہ دو کارکن ایم اے جناح روڈ پر تحریک جعفریہ کے ایک رہنما اور اُن کے بیٹے کی نماز جنازہ کے دوران فائرنگ کے نتیجے میں ہلاک ہوگئے تھے۔ پہلی ایف آئی آر (۳۳۵،۹۸) تحریک جعفریہ پاکستان کے کارکن شفاعت حسین نے یہ الزام لگایا ہے کہ محفل شاہ خراسان سے باہر اتوار کے روز کی گئی فائرنگ کے ذمہ دار ۹۰ ونگ غازی رینجرز ہیں۔

اس واقعہ کی دوسری ایف آئی آر (۳۳۶،۹۸) ۹۰ ونگ غازی رینجرز کے انسپکٹر عبدالمنان کی شکایت پر نامعلوم ملزمان کے خلاف درج کرائی گئی ہے۔ رینجرز کے افسر نے اس ایف آئی آر میں بتایا ہے کہ تحریک جعفریہ پاکستان کے مقتول لیڈر اوران کے بیٹے کے جلوس جنازہ کے دوران نامعلوم افراد نے رینجرز پر فائرنگ کردی تھی جس کے نتیجے میں دو افراد ہلاک اور دیگر کئی افراد زخمی ہوگئے۔ جب رینجرز نے جوابی فائرنگ کی تو حملہ آور جائے واردات سے فرار ہوگئے۔

(روزنامہ کراچی، ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸)

رینجرز کے اعلامیہ پر تحریک جعفریہ کا احتجاج

شہید نوجوان کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا، رینجرز نے بلا جواز فائرنگ کر کے ان کے بھیجے اڑادیئے، سخت سزا کا مطالبہ

کراچی ۲۸، ستمبر (امن نیوز) تحریک جعفریہ پاکستان کے صوبائی ترجمان نے بعض اخبارات اور عالمی میڈیا میں چھپنے والی خبروں کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تحریک جعفریہ پاکستان میں بسنے والے کروڑوں محبان محمدؐ وآل محمدؐ کی نمائندہ تنظیم ہے۔

بروز اتوار تحریک کے رہنما سفر علی بنگش اوران کے بیٹے کی نماز جنازہ کے انتظامات میں مصروف غم سے نڈھال پر امن شرکاء محفل شاہ خراسان کے قریب جمع تھے ان میں سے تقریباً چھ نوجوان ایم اے جناح روڈ اور زینب پنجوانی اسپتال کے سنگم پر پہنچے ہی تھے کہ رینجرز نے بلا جواز

فائرنگ کی اور اتنی بے دردی سے شہید کیا کہ ان کے بھیجے تک اڑا دیئے اگر یہ شہید نوجوان رینجرز کیخلاف کسی قسم کی کاروائی میں ملوث ہوتے تو ان سے اسلحہ بھی برآمد کیا جاتا جب کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم کے مزار کے سامنے پاکستان کے محسنوں کی اولادوں کو غیر انسانی طریقے سے شہید کیا گیا ستم بالائے ستم یہ ہے کہ پھر ان ہی پر الزام تراشی کی گئی۔

(روزنامہ امن کراچی، ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸)

دھشت گردی کیخلاف آج ھڑتال کی جائے، تحریک جعفریہ

قاتل ۴۸ رگھنٹے میں گرفتار نہ ہوئے تو حالات کی ذمہ دار حکومت ہوگی، حسن ترابی

کراچی ۲۸ ر ستمبر (امن نیوز) تحریک جعفریہ صوبہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے تمام محبان وطن سے اپیل کی ہے کہ کل دہشت گردوں اور رینجرز کے اہلکاروں کے خلاف پر امن ہڑتال کی جائے۔

انہوں نے ٹرانسپورٹروں اور کاروباری حضرات سے بھی ٹرانسپورٹ اور کاروبار بند رکھنے کی اپیل کی ہے تاکہ اس امر کا بھرپور اظہار ہو کہ پاکستانی قوم دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتی ہے انہوں نے کہا جلوس جنازہ میں شریک افراد پر رینجرز کی فائرنگ اور دو نوجوان کی ہلاکت کی نا اہلی ہے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ حکومت رینجرز اہلکاروں کو لگام دے ورنہ ہم کسی بھی اقدام سے گریز نہیں کریں گے انہوں نے کہا کہ حکومت پر امن اور محب وطن شہریوں کو تحفظ دینے میں ناکام ہوگئی ہے شہیدوں کے جنازے تک پر امن طریقے سے اٹھانا ممکن نہیں رہا۔

اب ہم اس بات پر مجبور ہوں گے کہ آئندہ شہیدوں کے جنازے گورنر ہاؤس تک لے جائیں ہم دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتے ہیں ہم پر جو ظلم ہوا ہے اس پر سراپا احتجاج ہیں اگر حکومت نے ۴۸ رگھنٹوں کے اندر حاجی صفر علی بگٹی اور ان کے فرزند کے قاتلوں اور رینجرز کے اہلکاروں کو گرفتار نہیں کیا تو ہم سخت اقدام کریں گے اور پھر تمام حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی علامہ ترابی نے کہا کہ شاہ عبداللطیف بھٹائی، لال شہباز قلندر اور عبداللہ شاہ غازی کی دھرتی کے فرزند سندھ بھر میں بروز منگل محمدؐ و آل محمدؐ کے عالمگیر الٰہی مشن کی راہ میں شہید ہونے والوں کے سوگ میں احتجاجاً ہڑتال کریں گے۔

دریں اثنا علامہ حسن ترابی کے زیر صدارت ہنگامی اجلاس ہوا جس میں امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن، امامیہ آرگنائزیشن، ہیئت ائمہ مساجد، مسجد و امام بارگاہ فیڈریشن اور ماتمی انجمنوں کے نمائندوں نے شرکت کی اور ہڑتال کی کامیابی کا بھرپور یقین دلایا۔

جھانگیر کرامت مذھبی دھشتگردی کیخلاف کاروائی کریں۔ حسن ترابی

وزارت داخلہ نے اطلاع دی ہے کہ میں دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ میں پہلے نمبر پر آگیا ہوں، دہشت گردی کے فتنے کی ماں کو تلاش کیا جائے۔ رینجرز کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے کارکناں کی عدالتی تحقیقات میں ان اخباری نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے جنھوں نے سانحے کی رپورٹنگ کی ہے کراچی (انٹرویو اسد چانڈیو) وزارت داخلہ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ میں اب دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر پہلے نمبر پر آگیا ہوں اگر ہمارے رہنماؤں اور کارکنوں کے ہلاکت کے ذمہ دار قاتلوں کے خلاف کاروائی نہیں کی گئی تو ہم عدالت میں جائیں گے رینجرز کی فائرنگ سے ہلاک ہونے والے کارکنان کی عدالتی تحقیقات میں ان اخباری رپورٹرز کو بھی شامل کیا جائے جنھوں نے اس سانحے کی رپورٹنگ کی تھی۔

ان خیالات کا اظہار تحریک جعفریہ سندھ کے صدر علامہ حسن ترابی نے عصر سے گفتگو کرتے ہوئے کیا علامہ نے مزید بتایا کہ ان کے اپنے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کارکنان کے قتل میں ملوث رینجرز اہلکاروں کو کوارٹر گارڈ کرایا گیا ہے جبکہ ہم کل گورنر سندھ سے ملاقات کے دوران انہیں کہیں گے کہ مذہبی دہشت گردی کے فتنے کی ماں کو تلاش کیا جائے اور اگر پاکستان ایک خودمختار ملک ہے تو پھر یہاں کشمیر اور افغانستان کے نام پر ہونے والی دہشت گردی کو کنٹرول کرنا ہوگا۔

علامہ نے کہا کہ یہاں ہمیں انصاف کی کوئی امید نہیں ہے جب پولیس اتنی خوفزدہ ہو کر وہ مجرموں سے تفتیش نقاب پہن کر کرے اور جج مقدمات چلانے سے انکار کردیں تو پھر انصاف کیسے ملے گا علامہ نے انکشاف کیا کہ گزشتہ جمعے کے دن ایک مذہبی تنظیم نے اپنے داؤد چورنگی پر ہونے والے اجتماع میں تحریک جعفریہ کے سترہ رہنماؤں کے نام لیکر انہیں قتل کرنے کا اعلان کیا تھا جن میں صفر علی بنگش کا نام بھی شامل تھا۔

انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ پہلے ہم انصاف کے لئے سب قانونی طریقے استعمال کریں گے اور اگر پھر بھی انصاف نہ ملا تو کراچی میں کفن بردار جلوس نکالا جائیگا جس میں پانچ علماء، چودہ بزرگ اور ۲۷ نوجوان کفن پہن کر شریک ہونگے علامہ نے بتایا کہ انہیں اندرون سندھ دورے کے دوران قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی مسلح افراد جو کہ خود کو میر امحافظ ظاہر کر رہے تھے نواب شاہ اور ہالا کے درمیان کھڑے ہوگئے تھے جس وجہ سے میں دادو اور سہون والے راستے سے واپس آگیا تھا۔

انہوں نے آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت سے اپیل کی کہ وہ صرف سرحدوں پر پاکستان کا تحفظ نہ کریں بلکہ ملک کے اندر مذہبی دہشت گردوں کے خلاف بھی کاروائی کریں۔

(روزنامہ عصر کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸)

غریب آباد چورنگی فائرنگ سے نوجوان جاں بحق

کراچی (اسٹاف رپورٹر) شریف آباد تھانے کے علاقے غریب آباد چورنگی پر نامعلوم کارسواروں نے فائرنگ کر کے موٹر سائیکل سوار کو ہلاک کر دیا۔

جمعہ کی شب ۴۰ سالہ جاوید عباسی کاظمی عزیز آباد چورنگی کے قریب سے اپنی موٹر سائیکل پر جارہا تھا کہ اچانک کارسواروں نے اُس پر خودکار ہتھیاروں سے فائرنگ کردی، جس سے وہ موقعہ پر ہلاک ہوگیا مقتول جعفر طیار سوسائٹی کا رہنے والا تھا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ مارچ ۱۹۹۵)

گلبہار کشمیری محلے میں فائرنگ کے 3 ملزمان گرفتار 2 مفرور ھیں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) گلبہار کے علاقے کشمیری محلے سوکوارٹر اور مسجد و امام بارگاہ کشمیری پر فائرنگ کے الزام میں گلبہار پولیس نے تین ملزمان قدیر، گلزار اور حیات محمد کو گرفتار کرلیا ہے جبکہ ملزمان کے دو ساتھی ابھی تک مفرور ہیں۔ پولیس نے عینی شاہدین کے بتائے ہوئے حلیے کی مدد سے واقعہ کے بارہ گھنٹے بعد گلبہاری کے علاقے سے ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ مارچ ۱۹۹۵)

گلبہار میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے زخمی جاوید عباس نقوی نے دم توڑ دیا

وہ صحافی عشرت نقوی کے صاحبزادے تھے جنگ یونین کا اظہار تعزیت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) گلبہار کے علاقے سوکوارٹر میں امام بارگاہ جعفریہ کے قریب منگل کی شب دہشت گردوں کی فائرنگ سے زخمی ہونے والے ۲۲ سالہ جاوید عباس نقوی منگل اور بدھ کی درمیانی شب مقامی اسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ وہ روزنامہ جنگ کراچی کے صحافی عشرت نقوی کے صاحبزادے تھے۔ مقتول جاوید کو مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ان کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر امام بارگاہ جعفریہ میں ادا کی گئی جس میں علاقے کے لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

عشرت نقوی گذشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں۔ دریں اثنا جنگ پبلی کیشنز ز ایمپلائز یونین کے صدر محمد اسلام جنرل سیکریٹری خالد محبوب، شکیل یامین محمد جاوید، جدون اور دیگر عہداروں نے روزنامہ جنگ کے سب ایڈیٹر عشرت حسین نقوی سے ان کے صاحبزادے کی شہادت پر گہرے افسوس اور صدمے کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی ہے۔ یونین کے عہداروں نے حکومت سندھ سے مطالبہ کیا ہے کہ مرحوم کے لواحقین کے لئے فوری معاوضہ کا اعلان کیا جائے۔ واضح رہے کہ جناب عشرت نقوی کے صاحبزادے گذشتہ روز دہشت گردوں کی فائرنگ سے جاں بحق ہوئے تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ مارچ ۱۹۹۵)

مساجد پر بم کے حملوں کی ابتداء

سانحہ جامع مسجد دربار حسینی حسین آباد ملیر کی مسجد پر بم دھماکہ و فائرنگ

مسجد حسینی کے باہر دھماکہ اُس وقت ہوا جب لوگ نماز جمعہ کے بعد باہر نکل رہے تھے۔ بم موٹر سائیکل میں نصب تھا عینی شاہدین کے مطابق بم بلو کیب سے پھینکا گیا اور فائرنگ کی گئی۔ جاں بحق ہونے والوں میں ۷ سال تک کے بچے شامل ہیں۔ عطیہ خون کیلئے لاؤڈ اسپیکروں سے اعلان۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی ضلع شرقی کے علاقے برف خانے کی جامع مسجد حسینی ملیر حسین آباد کے باہر ایک طاقتور بم کے دھماکے اور اس کے ساتھ فائرنگ کے نتیجے میں ۱۳ افراد جاں بحق اور ۳۵ زخمی ہو گئے۔

بم کا دھماکہ اس قدر طاقتور تھا کہ جاں بحق ہونے والوں میں سے بعض کے جسم کے اجزاء دُور دُور تک اڑ گئے۔ جبکہ جاں بحق اور زخمی ہونے والوں میں معصوم بچے اور خواتین بھی شامل ہیں۔ دھماکے کی وجہ سے مسجد کے باہر کھڑی تین گاڑیاں اور پانچ موٹر سائیکلیں جل کر تباہ ہو گئیں۔ دھماکے کے فوراً بعد نا معلوم دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کی۔ دھماکے اور شدید فائرنگ سے قرب و جوار کا پورا علاقہ گونج اُٹھا۔ لوگ خوف و دہشت کی وجہ سے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔

یہ دھماکہ جامع مسجد حسینی کے مرکزی دروازے کے قریب ۲.۴۰ بجکر منٹ پر وہاں کھڑی ایک یاماہا ۱۰۰ موٹر سائیکل میں ہوا، جس میں دیسی ساخت کا ۴ پونڈ وزنی بم بڑی مہارت سے پہلے سے نصب تھا۔ موٹر سائیکل جس کا چیسس نمبر 58-A000193K ہے کے پرخچے اُڑ گئے اور اس کے ٹکڑے دُور دُور پھیل گئے جس میں نمبر پلیٹ بھی شامل ہے۔

دھماکہ ہوتے ہی جائے وقوعہ کے اطراف کھڑی موٹر سائیکلوں، کار اور ہائی روف پک اپ میں آگ لگ گئی جس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ جو دور سے نمایاں طور دکھائی دے رہے تھے۔ دھماکے کی اطلاع ملتے ہی ایس ڈی ایم ماڈل کالونی آغا پرویز اور بم ڈسپوزل کے معین الدین سب سے پہلے موقع پر پہنچے جبکہ مشتعل نوجوانوں نے وہاں موجود پولیس موبائل اور دیگر عملے کو جائے وقوعہ سے بھگا دیا۔

بعض عینی شاہدین کے مطابق ایک پیلو کیب میں سوار افراد نے بم مسجد کے باہر کھڑی ہوئی موٹر سائیکل پر پھینکا جس کے پھٹنے سے زوردار دھماکہ ہوا اس پیلو کیب میں سوار افراد نے اندھا دھند فائرنگ بھی کی۔ جس سے متعدد افراد زخمی ہوگئے۔ دھماکے کے وقت نمازی مسجد سے باہر آرہے تھے اور کچھ لوگ مسجد کے باہر مذہبی کتابوں کے اسٹال پر کھڑے تھے۔ اس کے علاوہ مرکزی دروازے کے قریب بھیک مانگنے والے خانہ بدوش بچے اور خواتین بھی موجود تھیں۔

دھماکے کی آواز سن کر مسجد کے اندر اور باہر بھگدڑ مچ گئی اور لوگ محفوظ مقام پر پناہ لینے کے لئے دوڑنے لگے اور بھگدڑ میں کئی لوگ ایک دوسرے پر گر پڑے، جب لوگوں کے حواس بحال ہوئے اور صورتحال ان کی سمجھ میں آئی تو مسجد میں موجود افراد نے جان بحق اور زخمی ہونے والوں کو ایدھی ایمبولنسوں کی مدد سے نہال اسپتال ملیر، عباسی شہید اسپتال، جناح اسپتال اور زین العابدین اسپتال رضویہ سوسائٹی پہنچایا۔

دھماکہ اور فائرنگ سے جاں بحق ہونے والوں میں ۱۲ سالہ دانش کاظمی، ۱۰ سالہ سید ریحان حسن، ۱۱ سالہ فراز حیدر، ۸ سالہ لالی، ۷ سالہ رخسانہ، ۱۲ سالہ اظہار، ۱۰ سالہ میثم، ۲۰ سالہ علی حسن، ۳۳ سالہ محمد باقر حسین اور ۵۵ سالہ مبارک علی جبکہ زخمیوں میں ۸ سالہ بابر علی، ۴ سالہ...... ۶ سالہ محمد عباس، ۷ سالہ عمران، ۱۰ سالہ شکیل عباس، ۱۰ سالہ رضوان، ۱۰ سالہ سلمیٰ، ۲۵ سالہ طاہرہ، ۷ سالہ شکیل، ۲۰ نگہت ریاض، ۴۰ سالہ ریاض احمد، ۱۸ سالہ احمد عباس، ۱۴ سالہ احمد، ۳۵ سالہ شکیل، ۱۴ سالہ امجد حسین، ۲۰ سالہ فرحان، ۱۲ سالہ محمد عباس، ۷ سالہ نجمہ، ۴۵ سالہ کاظم حیدر، ۱۶ سالہ سہیل، ۳۲ سالہ اظہر الحسن، وسیم رضا، احمد علی، قمر عباس، نعیم رضا اور حسین شامل ہیں۔ جبکہ ۴ بچوں کو امراض اطفال کے ادارے میں داخل کر دیا گیا جن کے نام معلوم نہیں ہوسکے ہیں۔

جاں بحق ہونے والوں میں چار افراد مختلف اسپتالوں میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔ دھماکے اور فائرنگ کے بعد علاقے میں کشیدگی اور پولیس کے خلاف سخت اشتعال پھیل گیا مسجد ڈیوٹی پر موجود متعلقہ تھانے کی موبائل پر نوجوانوں نے ہلہ بول دیا پولیس کے جوانوں نے اپنی جانیں بچانے کے لیے ہوائی فائرنگ اور انہوں نے اس فائرنگ کے کور میں وہاں سے فرار ہونے میں اپنی عافیت سمجھی۔ عینی شاہدین نے جنگ کو بتایا کہ پولیس اہلکاروں نے براہ راست عوام پر فائرنگ کی اور لوگ نے زمین پر لیٹ کر اپنی جانیں بچائیں بعد میں قرب وجوار کے لوگ بڑی تعداد میں جائے واردات پر پہنچ گئے۔

سنی مساجد اور شیعہ امام بارگاہوں سے مسلسل اعلانات کیے گئے کہ زخمیوں کیلئے خون کے عطیات دیئے جائیں اور نوجوان فوری طور پر اسپتال پہنچ جائیں۔ مسلسل دہشت گردی اور قتل و غارت گری سے تنگ آئے ہوئے موقع واردات پر موجود لوگوں نے حکومت کے خلاف دل کھول کر نعرے بازی کی اور اس کے فوری مستعفی ہونے کے مطالبات کیے۔ انہوں نے پتھراؤ کر کے سڑک پر ٹریفک بھی معطل کر دیا۔ مشتعل نوجوان مزید احتجاج اقدامات کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ بزرگوں کے سمجھانے بجھانے پر واپس چلے گئے۔

دھماکے کے دوران جل کر تباہ ہونے والی گاڑیوں میں کار F-7232 ہائی روف CJ-7498 موٹر سائیکل KF-3219 اور شامل

ہیں۔ بم دھماکے میں زخمی ہونے والی ۱۵ سالہ شازیہ معین زخموں کی تاب نہ لاکر رات گئے جناح اسپتال میں جاں بحق ہوگئی جبکہ بم دھماکے میں محسن رضا اور ایک ۲ سالہ بچہ بھی جاں بحق ہوا جس کا نام رات گئے تک معلوم نہیں ہوسکا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

لاشیں پہنچنے سے علاقے میں کہرام لواحقین ڈھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی

کئی خواتین بے ہوش ۳ پر سکتہ طاری

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر کے باہر بم دھماکے میں جاں بحق ہونے والے افراد کی لاشیں جمعہ کی شام جب علاقے پہنچیں تو وہاں کہرام مچ گیا۔ خواتین دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں۔ جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین اور عزیز و اقارب ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے لگے۔ کئی خواتین شدت غم سے بے ہوش ہوگئیں جنہیں فوری طور پر طبی امداد دی گئی۔ ۳ خواتین پر سکتہ طاری ہوگیا۔

جاں بحق ہونے والے افراد کے گھروں پر علاقے کی خواتین و حضرات بھاری تعداد میں پہنچ گئے۔ جبکہ جاں بحق ہونے والے افراد کی لاشیں جامع مسجد حسینی کے کولڈ اسٹوریج میں رکھوادی گئی ہیں۔ جن کی نماز جنازہ ہفتہ کو بعد نماز ظہر جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر میں ادا کی جائے گی۔

(روزنامہ جنگ ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

دھماکہ کھلی بربریت ہے، دھشت گردوں نے شہریوں کو یرغمال بنا رکھا ہے

علامہ باقر نجفی، حسن ترابی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ سندھ کے صدر علامہ محمد باقر نجفی اور علامہ حسن ترابی نے مسجد و امام بارگاہ دربار حسینی میں بم دھماکے کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اسے کھلی بربریت قرار دیا ہے۔

اُنہوں نے اس درندگی کی ذمہ دار حکومت سندھ اور سامراجی ایجنٹوں کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ کراچی میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ مسجد و امام بارگاہوں پر مسلسل حملوں نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ کراچی کی انتظامیہ بالکل بے بس ہوچکی ہے اور شہری دہشت گردوں کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ سندھ بالکل خاموش ہیں اور اُنہیں اس قتل عام کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی حکومت بچانے کیلئے سب ٹھیک ہے راگنی بجارہے ہیں۔ آج نماز جمعہ میں مسجد و امام بارگاہ میں بم دھماکہ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے۔

(روزنامہ جنگ ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

لاشیں اُٹھاتے رہیں گے لیکن شیعہ سنی فساد کی سازش کامیاب نہیں ہونے دینگے۔ تحریک جعفریہ

کراچی (پ ر) تحریک جعفریہ سندھ نے جامع مسجد حسینی ملیر حسین آباد بم دھماکے اور تیرہ افراد کی شہادت کی مذمت کرتے ہوئے الزام عائد کیا ہے کہ دہشت گردوں کو پولیس و انتظامیہ کی پشت پناہی حاصل ہے کیونکہ پولیس اسٹیشن سعود آباد جائے واردات سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ ہر جمعہ کو پولیس نمازیوں کی حفاظت کیلئے انتظامات کرتی تھی لیکن اس جمعہ کو پولیس کا دُور دُور تک نام و نشان نہیں تھا۔

تحریک کے جاری کردہ پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ امریکہ کے دو جاسوس قتل ہوئے تو کراچی سے اسلام آباد تک ایوانوں میں ہلچل مچ گئی امریکی تفتیش ادارے کے اہلکاروں کو آنے کی اجازت دیدی گئی پورے تھانے کو معطل کر کے ایک سب انسپکٹر کو گرفتار کرلیا گیا لیکن کراچی بم دھماکے کے تیرہ افراد سمیت ۲۵۰ افراد کے جاں بحق ہونے پر آج تک کوئی کاروائی نہیں ہوئی کسی پولیس/ انتظامی اہلکار کے خلاف کوئی قدم اُٹھایا گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کے ایماپر ہی معصوم شہریوں کا قتل عام ہورہا ہے اور اپوزیشن کا شہر ہونے کے بناء پر کراچی اور اُسکے باشندوں کو سزا دی جارہی ہے۔

تحریک جعفریہ نے عہد کیا کہ اپنے شہدا کی لاشیں دن رات اٹھاتے رہیں گے لیکن شیعہ سنی فساد کرانے کی سامراجی واسلام دشمن سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ کراچی کے ٹیکسوں پر چلنے والی حکومت کو یہاں کے شہریوں کے دُکھ درد کا کوئی احساس نہیں امریکہ اس شہر کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

کراچی کی صورت حال سے حکومت کی ساکھ بُری طرح متاثر ہوئی بی بی سی لندن

(ریڈیو رپورٹ) بی بی سی نے ایک تبصرے میں کہا ہے کہ کراچی میں امن وامان کی روز بروز بگڑتی ہوئی صورتحال کی وجہ سے حکومت پر نکتہ چینی کرنے والے عناصر سخت غصے میں ہیں۔

ملک کے اہم تجارتی شہر میں تشدد کی کاروائیوں کو شروع ہوئے ۵ ماہ ہوگئے ہیں ملک کی اہم تجارتی برادری اس شہر میں آباد ہے اور اُنہیں کچھ پتہ نہیں کہ کل اُن کے ساتھ کیا ہوگا بہت سے کاروباری افراد نے اضافی احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں پھر بھی کوئی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ ان حالات میں حکومت کی ساکھ بری طرح متاثر ہو چکی ہے۔

اعلیٰ پاکستانی حکام ان واقعات میں غیر ملکی ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس سے اُن کی مراد بھارت ہے مگر ایک کروڑ ۴۰ لاکھ آبادی شہر میں لوگوں کی ان باتوں سے تشفی نہیں کی جاسکتی۔ متعدد ایسی کاروباری شخصیات جنہیں کراچی میں اہم تصور کیا جاتا ہے اور جن کی بات بھی سنی جاتی ہے ان کا خیال میں اس مسئلے کی سب سے بڑی وجہ مقامی سیاسی مسائل حل کرنے میں ناکامی ہے اور بعض حلقے اس خبر کے بعد اور پریشان ہوگئے ہیں کہ پولیس افسر کو اس بناء پر معطل کیا گیا کہ اس نے ۲ مسلح دہشت گردوں کا پیچھا نہیں کیا۔ اس واقع کی وجہ سے مقامی پولیس کی اخلاقی حالت اور جرائم کے بڑھتے ہوئے رُجحان سے نمٹنے کی اس کی اہلیت کے بارے میں شکوک پیدا ہوگئے ہیں۔ اس فیصلے کا سب سے نقصان دہ نتیجہ یہ ہے کہ کراچی میں جرائم کی صورت حال کا دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے غیر ملکی اداروں میں کام کرنے والے مقامی حکام کا کہنا ہے کہ کراچی کی اس وقت ساکھ یہ بن چکی ہے کہ اسے ایشیا کا سب سے پرتشدد شہر تصور کیا جاتا ہے اور اس سے یقیناً غیر ملکی تجارت پر بھی اثر پڑے گا۔

امریکی قونصلیٹ کے ۲ اہلکاروں کے قتل کے بعد ان کاروباری حلقوں کیلئے پریشانی پیدا ہوگئی ہے جن کا خیال تھا کہ امریکی سرمایہ کاری میں اضافہ سے اُنہیں بھی فیضیاب ہونے کا موقع ملے گا۔ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو آئندہ ماہ امریکہ کے دورے پر جارہی ہیں ان کے دورے کا مقصد پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری میں اضافے کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ مگر ان کے ناقدین کے مطابق اگر کراچی میں امن وامان کی صورتحال بہتر نہ ہوئی تو ان کی کوشش بے سود رہیں گی۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

ملیر بم دھماکے کے باوجود شیعہ سنی اتحاد کا عملی مظاہرہ قابل تقلید ہے۔علامہ عرفان حیدر عابدی

کراچی (پ ر) اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن علامہ سید عرفان حیدر عابدی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ شیعہ سنی اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے اُنہوں نے جامع مسجد دربار حسینی ملیر میں بے گناہ نمازیوں پر بم کے حملے اور فائرنگ کے ہولناک واقعہ کی واشگاف الفاظ میں شدید مذمت کی ہے۔ جامع مسجد دربار حسینی میں رات گئے شیعہ سنی افراد کے نمائندوں، علماء اور معززین سے خطاب کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اس قسم کے واقعات پوری دنیا میں عالم اسلام کی رسوائی اور تضحیک کا سامان پیدا کر رہے ہیں جسے ہم صرف اپنے عملی اتحاد اور نظم ضبط سے ہی ختم کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد شیعہ سنی بلا تفریق امدادی کاروائیوں میں شریک ہوئے اور خون کا عطیہ دینے کیلئے قطاریں لگ گئیں۔

علامہ عرفان حیدر نے کہا کہ آج اتحاد کا یہ مظاہرہ نہ صرف کراچی بلکہ پورے پاکستان کیلئے ایک مثال ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا اور امید ظاہر کی کہ وزیر اعلیٰ سندھ درندہ صفت قاتلوں کو گرفتار کر کے ایسی عبرت ناک سزائیں دیں گے جو پاکستان کی تاریخ میں ملک دشمنوں کیلئے عبرت کا نشان بن جائے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ سندھ کے تعزیتی بیان اور فوری اقدامات کو ان کی فرض شناسی قرار دیا اور کہا کہ اس کی وجہ سے کراچی آج تاریخ کے ہولناک تصادم سے بچ گیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

جناح اسپتال میں ہنگامی حالت کا اعلان

شہریوں نے شعبہ حادثات کا کنٹرول سنبھال لیا لوگوں نے بے دریغ خون کے عطیات دیئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ضلع شرقی کے علاقے برف خانے کی جامع مسجد حسینی حسین آباد میں دھماکے کی اطلاع ملتے ہی جناح اسپتال میں ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا گیا اور ایمرجنسی شعبے میں لوگوں نے رضا کارانہ خدمات انجام دینے کیلئے کنٹرول سنبھالا جبکہ اسپتال کے مختلف شعبوں کے ڈاکٹرز فوری طور پر شعبہ حادثات میں پہنچ گئے۔

جناح اسپتال میں سب سے پہلا زخمی ڈھائی بجے لایا گیا جناح اسپتال کی سڑک پر اس کے مین گیٹ خالی رکھنے کیلئے رضا کاروں نے عام ٹریفک کو وہاں رکنے کی اجازت نہیں دی تیز ہوٹر بجاتی ہوئی ایمبولینسوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا تو اسپتال کے عملے نے خون کے عطیات کے بار بار اپیل کی جس پر وہاں موجود لوگوں نے بڑی تعداد میں بلڈ بنک جا کر خون کا عطیہ دیا اور خون کی کمی نہیں ہونے دی۔

زخمیوں کو ایک ساتھ تین تین اور چار چار خون کی بوتلیں دی جا رہی تھیں۔ دھماکے میں جاں بحق ہونے والوں کی لاشیں ایمرجنسی وارڈ کے ساتھ او پی ڈی میں رکھی تھیں جہاں بعض نامعلوم افراد نے لوگوں کو اُکسایا کہ "پوسٹ مارٹم نہیں کرائیں گے۔ لاشیں یہاں سے لے جائیں گے چنانچہ ورثاء اپنے مقتولین کی لاشیں زبردستی ایمبولینس میں ڈال کر لے گئے۔

اس موقع پر موجود اسسٹنٹ پولیس سرجن ڈاکٹر عرفان سمیت دیگر ڈاکٹرز اور عملہ انہیں سمجھاتا رہا کہ پوسٹ مارٹم یا وجہ موت کا سرٹیفکیٹ

حاصل نہ کیا گیا تو اُن کو بعد میں پریشانی ہوگی وہ کچھ دیر رُک جائیں ہمیں قانونی کاروائی مکمل کرنے دیں مگر مشتعل ورثاء اوران کے حمایتوں نے ان کی ایک نہ سنی اور وہ لاشیں اُٹھا کرلے گئے۔ اس طرح لے جائی جانے والی لاشوں کی تعداد پانچ ہے جو زخمی اسپتال جا کر زخموں کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہوئے ان میں ۷ سالہ رخسانہ، ۳۵ سالہ باقر حسین، ۱۲ سالہ اظہار اور ۸ سالہ لالی شامل ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

ملکی سلامتی کیلئے جلد قومی حکومت تشکیل دی جائے۔ علامہ سید ساجد علی نقوی

حکومت درپیش خطرات اور چیلنجوں کا تنہا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ پریس کانفرنس

لاہور (نمائندہ جنگ) تحریک جعفریہ کے سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے کہا ہے کہ سیاسی فضا دآرائی معاشی اور سماجی بے چینی شدید ہوچکی ہے موجودہ حکومت درپیش خطرات اور چیلنجوں کا تنہا مقابلہ نہیں کرسکتی لہٰذا فوری طور پر قومی حکومت تشکیل دی جائے۔

قومی حکومت جتنی جلدی قائم ہوگی ملک کی سلامتی اور امن وامان کیلئے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ وہ جمعہ کو پریس کانفرنس سے خطاب کررہے تھے اُنہوں نے کہا کہ ہم نے قاضی حسین احمد سے ملاقات میں یہ تجویز رکھی تھی کہ فرقہ واریت کے مسئلہ کو دینی جماعتوں کے اجلاس میں رکھا جائے اور اس کا کوئی حل نکالا جائے لیکن قاضی حسین احمد کی طرف سے کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا۔

جہاں تک ایک گروہ کی طرف سے ثالثی تجویز کا تعلق ہے اس پر ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم فرقہ واریت میں کسی حوالے سے فریق نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود اس کے خاتمے کی ہر سنجیدہ کوشش میں تعاون پر تیار ہیں۔ اگر دینی جماعتوں کے اجلاس میں سپاہ صحابہ والے بھی آجائیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام تر مشکل حالات کے باوجود تحریک جعفریہ کا مرکزی کنونشن ۱۸ اور ۱۹ مارچ کو جامعہ الرضا روہڑی میں ہوگا اُنہوں نے کہا کہ کراچی میں آج امام بارگاہ میں نمازیوں کے قتل سے قوم شدید صدمے سے دوچار ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

شیعہ سنی جھگڑا نہیں عالمی سازش کے تحت فسادات کرائے جارہے ہیں

اگر ہم متحد ہوجائیں تو کوئی دہشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا

بم دھماکے کے بعد شہریوں کے تاثرات سنی مساجد سے خون کے عطیات کیلئے اعلان کئے گئے

کراچی (اسٹاف رپوٹر) پاکستان کو توڑنے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کیلئے ایک بین الاقوامی سازش کے تحت کراچی میں دھماکے اور شیعہ سنی فسادات کرانے کی کوشش کی جارہی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار جمعہ کو جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر کے قریب دھماکے کے بعد لوگوں نے جنگ سے بات چیت کے دوران کیا۔ مظفر سبزواری نے بتایا کہ وہ دھماکے سے چند لمحے قبل مسجد سے باہر آئے اور اچانک زوردار دھماکہ ہوا۔ مسجد کے دروازے کے قریب دھوئیں کے بادل چھاگئے اس کے بعد زخمیوں کی چیخیں سنائی دینے لگیں زخمیوں کو اسپتال پہنچانے کے سلسلے میں فوری کاروائی عمل میں لائی گئی۔

اُنہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہمارے علاقے میں کبھی شیعہ / سنی فساد نہیں ہوا ایک طویل عرصے سے سب مل جل کر ساتھ رہتے ہیں۔ محمد سلیم نے بتایا کہ میں سنی ہوں لیکن دھماکے کے زخمیوں کو ہم نے اسپتال پہنچایا۔ سنی مساجد سے مسلسل خون کے عطیات کیلئے اعلانات ہو رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ کراچی کو بین الاقوامی سازش کے تحت تباہ کیا جا رہا ہے۔ مساجد اور امام بارگاہوں پر فائرنگ کے واقعات پیش آ رہے ہیں۔
فائرنگ کے واقعات میں غیر ملکی ایجنٹ ملوث ہیں جو شہر کا امن تباہ کر رہے ہیں اور پاکستان میں جب بھی کوئی جمہوری حکومت آتی ہے تو اس کو ختم کرنے کے لیے اس قسم کے واقعات کرائے جاتے ہیں۔
مولانا طیب کاظمی نے بتایا کہ شہر میں امن و امان خراب کرایا جا رہا ہے کوئی شیعہ / سنی کا جھگڑا نہیں ہے غیر ملکی ایجنٹ پاکستان اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے کراچی کو الگ کرنا چاہتے ہیں اور اپنے مقاصد کے لیے غیر ملکی قوتیں مذہبی اور لسانی گروہوں کے ارکان کو استعمال کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں ہر کام حکومت پر نہیں چھوڑ نا دینا چاہیے ہمیں اپنے فرائض بھی ادا کرنے چاہئیں اگر ہم متحد ہو جائیں تو کوئی دہشت گرد اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

اسپتال میں لواحقین کی آہ و بکاء خواتین دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جناح اسپتال میں جمعہ کو اُس وقت دلدوز مناظر دیکھنے میں آئے جب ضلع شرقی کے علاقے برف خانے کی جامع مسجد حسینی حسین آباد میں بم دھماکے میں جاں بحق اور زخمی ہونے والوں کو ایمبولنسوں کے ذریعے اسپتال لایا گیا۔
لواحقین کی آہ و بکا سے جناح اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ اس کے باہر نہایت غمگین ماحول تھا۔ وہاں موجود سوگوار ایک دوسرے کو تسلی دے رہے تھے۔ خواتین دھاڑیں مار مار کر بین کر رہی تھیں۔ اسپتال کے اندر یہ سوگوار ماحول تھا جس سے ہر شخص متاثر تھا اور اسپتال سے باہر احاطے میں لوگوں نے شیعہ سنی بھائی بھائی کے پر جوش نعرے لگائے اور دہشت گردی کے واقعات کی ذمہ دار حکومت کو قرار دیا۔
(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

ٹائم بم دیسی ساخت کا تھا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جامع مسجد حسینی میں ٹائم بم کے دھماکے کے بارے میں بم ڈسپوزل اسکوڈ کے ذرائع کا کہنا ہے کہ چار پونڈ وزنی بم دیسی ساخت کا تھا اس کو موٹر سائیکل کے نیچے رکھا گیا تھا اور دھماکے کے لیے "ٹائم سیٹ کیا گیا تھا۔ بم دھماکے کے نتیجے میں اس موٹر سائیکل کے ساتھ کھڑی ہوئی دو گاڑیوں کو بھی آگ لگ گئی جہاں بم پھٹا وہاں گڑھا پڑ گیا اور موٹر سائیکل کے پرخچے اُڑ گئے۔
(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

بم دھماکے سے دولھا اور براتی بھی زخمی ہوگئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بم دھماکے میں زخمی ہونے والوں میں ایک دولہا اور براتی بھی شامل ہیں۔ جو دوپہر کو شاہ فیصل کالونی نمبر ۵ سے نکاح کے بعد واپس آ رہے تھے۔ دولہا کے بھائیوں محمد عقیل اور محمد جمیل نے جنگ کو بتایا کہ اُن کے بھائی شکیل کی جمعہ کو شادی تھی جو خراب حالات کی وجہ سے دوپہر کو رکھی تھی۔ رخصتی شام کو تھی۔ تمام براتی ایک پک اپ میں سوار تھے اُنہوں نے بتایا جب ہم امام بارگاہ کے قریب پہنچے تو اچانک زوردار

دھماکہ ہوا جس میں دولہا شکیل احمد، بہن نگہت ریاض، بہنوئی ریاض احمد، ممانی قمر النساء، خالہ مریم، دوست آفتاب احمد اور مووی کیمرے والا محمد ظفر زخمی ہو گئے۔

ریاض احمد، نگہت ریاض، قمر النساء اور خالہ مریم کو جناح اسپتال لایا گیا جہاں ریاض احمد، نگہت ریاض اور قمر النساء کو داخل کر لیا گیا۔ جبکہ دولہا شکیل، آفتاب اور محمد ظفر کو رضویہ سوسائٹی کے زین العابدین اسپتال لے جایا گیا۔ دولہا شکیل کے کان پر زخم آئے ہیں۔ زخمی آفتاب کو عباسی شہید اسپتال میں داخل کیا گیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مارچ ۱۹۹۵)

مسجد اکبر میں فائرنگ سے 8 فراد کو ہلاک کرنے والے ملزم کا قتل

پولیس نے مقتول کے ہونے والے بھنوئی کو گرفتار کرلیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) شاہراہ قائدین پر پی ای سی ایچ سوسائٹی بلاک ۲ کی مسجد اکبر میں گذشتہ سال دسمبر میں ۸ نمازیوں کو فائرنگ کر کے جاں بحق کرنے والے ایک مبینہ ملزم کو اُس کے ہونے والے برادر نسبتی نے قتل کر دیا۔

تفصیلات کے مطابق خواجہ اجمیر نگری نے ملزم نسیم احمد کو جس نے اپنے ہونے والے بہنوئی مشتاق احمد کو جناح اسپتال کے عقب میں واقع بزرٹا لائن میں قتل کر دیا تھا گرفتار کر لیا ہے۔

پولیس کے مطابق ملزم کو جب علاقہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا تو اُس نے بیان دیا کہ اُس کے ہونے والے بہنوئی نے ایک دن اُس کے سامنے اعتراف کیا تھا کہ اُس نے اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ مسجد اکبر میں فائرنگ کر کے ۸ افراد کو جاں بحق کیا تھا۔ مشتاق احمد کے اس اعتراف پر وہ جذبات پر قابو نہ پاسکا اور اپنے ہونے والے بہنوئی کو قتل کر دیا۔ ملزم کے اس اعتراف کے بعد مجسٹریٹ نے ملزم کو ریمانڈ پر جیل بھیج دیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۶ مارچ ۱۹۹۵)

کراچی میں 6 خطرناک دہشت گردوں سمیت 300 افراد گرفتار

دہشت گردوں کا تعلق ایم کیو ایم حقیقی، ایم کیو ایم اور TNF سے ہے۔: ہوم سکریٹری کی بریفنگ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تین ہزار سے زائد تربیت یافتہ دہشت گرد کراچی میں بم دھماکوں، مساجد پر حملوں اور قتل و غارت میں ملوث ہیں گذشتہ ۴۸ گھنٹوں کے دوران ان میں سے ۳۰۰ کو گرفتار کر کے بھاری مقدار میں اسلحہ برآمد کر لیا گیا ہے گرفتار ہونے والوں میں ۶ خطرناک دہشت گرد بھی شامل ہیں۔ سابق ڈپٹی کمشنر سینٹرل کو سرکاری راز افشاء کرنے اور ایس ڈی ایم جمشید کوارٹر کو کرپشن کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ انکشاف پیر کی شام ہوم سکریٹری سندھ ملک شاہد حامد نے اپنے دفتر میں پریس بریفنگ میں کیے اس موقع پر ان کے ساتھ آئی جی سندھ افضل شگری بھی موجود تھے۔

انہوں نے بتایا کہ وزیر اعظم کی ہدایت پر پولیس نے ۶ لسانی فرقہ وارانہ گروپوں سے تعلق رکھنے والے ۳۰۰ افراد کو گذشتہ ۴۸ گھنٹوں میں گرفتار کیا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف موجودہ کریک ڈاؤن میں جرائم پیشہ افراد سے کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔

ان گرفتار شدگان میں چھ خطرناک ملزمان فہیم احمد عرف فہیم کمانڈو، باسط خاں اور محمد انس کا تعلق ایم کیو ایم (حقیقی)، محمد شعیب کا تعلق ایم کیو ایم سے، ذاکر حسین دسمبر ۹۴ میں پی ای سی ایچ ایس میں واقع مسجد صدیق اکبر میں نمازیوں پر فائرنگ کا اصلی ملزم ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مارچ ۱۹۹۵)

پکڑے جانے والوں کا تحریک جعفریہ سے تعلق نہیں، ساجد نقوی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ کے قائد علامہ سید ساجد علی نقوی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ جولڑ کے پکڑے گئے ہیں ان کا تحریک جعفریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر کسی نے بھی یہ ثابت کیا کہ ان دونوں کو تعلق تحریک جعفریہ سے ہے تو ہم تحریک جعفریہ کو توڑ دیں گے۔

یہ امریکی سازش کے تحت مسلمانوں میں تفرق پھیلانے کی گھناونی سازش ہے دریں اثنا تحریک جعفریہ سندھ کے ایڈیشنل سکریٹری سید فدا حسین نے کہا ہے کہ مسجد صدیق اکبر سانحہ کے ملزم ذاکر کا تحریک جعفریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور پہلے بھی اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مارچ ۱۹۹۵)

گرفتار ہونیوالوں کا تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سے تعلق نہیں

ٹیلی ویژن کو ہرجانے کا نوٹس دیا جائیگا ترجمان ٹی این ایف جے

راولپنڈی (پ ر) تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے ترجمان نے پیر کی شب پاکستان ٹیلی ویژن سے کراچی میں گرفتار ہونے والے دہشت گردوں کے بارے میں دی گئی خبر میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا نام مبینہ طور پر غلط استعمال کرنے کی مذمت کی ہے۔

ٹی این ایف جے ہیڈ کوارٹر سے جاری ہونے والے ایک وضاحتی بیان میں ترجمان نے کہا کہ حکومت سندھ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے حوالہ سے بی بی سی سے نشر ہونے والی خبر میں بھی اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ گرفتار ہونے والے ۶ دہشت گردوں میں سے تین کا تعلق ایم کیو ایم، ۲ تحریک جعفریہ (ٹی جے پی) اور ایک نے سپاہ صحابہ سے وابستگی کا اعتراف کیا ہے، جبکہ پاکستان ٹیلی ویژن نے تحریک جعفریہ (ٹی جے پی) کے بجائے گرفتار شدگان کا تعلق مبینہ طور پر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ (ٹی این ایف جے) سے ظاہر کرکے ہماری تحریک کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی دانستہ کوشش کی ہے۔ جسکی پاکستان ٹیلی ویژن کو معذرت کرنا ہوگی۔

انہوں نے کہا کہ تحریک نفاذ جعفریہ خالص مذہبی تنظیم ہے جسکے سربراہ آغا سید حامد علی موسوی ہیں اور پورے ملک میں ٹی این ایف جے کو یہ واحد اعزاز حاصل ہے کہ آج تک کبھی کسی تخریبی سرگرمی میں اُس کا نام بھی نہیں آیا۔ ٹی این ایف جے کے ترجمان نے کہا کہ تحریک کی جانب سے پاکستان ٹیلی ویژن کو ہرجانے کا نوٹس دیا جائے گا۔ اس ضمن میں منگل کو ٹی این ایف جے کے مرکزی سیکریٹری قانون کی صدارت میں ہنگامی اجلاس طلب کرلیا گیا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مارچ ۱۹۹۵)

سانحہ محفل مرتضیٰ و محفل ابوالفضل عباسؑ:

کراچی کی دو مساجد میں دہشت گردی 20 نمازی اور دیگر واقعات میں 5 افراد جاں بحق

ایک ہی کار میں سوار دہشت گردوں نے پی آئی بی کالونی اور سوسائٹی کی مساجد میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کی۔ مسجد ابوالفضل عباسؑ میں ۶ اور مسجد محفل مرتضیٰ میں ۱۴ افراد شہید

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی میں نامعلوم سفاک قاتلوں نے ہفتے کو دو مساجد اور دیگر مقامات پر فائرنگ کر کے ۲۵ افراد کو ہلاک کر دیا۔ اطلاعات کے مطابق ایک کار میں سوار دہشت گردوں نے ہفتے کو نماز فجر کے وقت سوسائٹی اور پی آئی بی کالونی کے علاقوں میں دو مساجد میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کی۔ جس کے نتیجے میں محفل مرتضیٰ میں ۱۴ اور مسجد ابوالفضل عباس میں ۶ افراد شہید ہو گئے۔

سانحہ کی اطلاع کے بعد شہر میں کشیدگی پھیل گئی اور مختلف علاقوں میں ہوائی فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مشتعل نوجوانوں نے نعرے بازی کی اور سڑکوں پر ٹائر جلا کر ٹریفک معطل کر دیا۔ اسپتال میں شہدا کے لواحقین دھاڑیں مار کر روتے رہے اور متعدد خواتین شدت غم سے بے ہوش ہو گئیں۔

تفصیلات کے مطابق ہفتے کی صبح چند نامعلوم افراد ایک کار میں سوار ہو کر پی آئی بی کالونی کی مسجد ابوالفضل عباس پہنچے جن میں سے تین افراد گاڑی سے اُتر کر مسجد میں داخل ہوئے اور اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی جسے مسجد کا مؤذن محمد حسین بلتستانی، حیدر علی مرزا، کامل حسین مرزا، باقر حسین مرزا، سرفراز حسین اور مجیب الحسن جعفری جاں بحق ہو گئے۔

عینی شاہدین کے مطابق فائرنگ کے وقت مسجد میں یہی چھ افراد موجود تھے قاتل اس واردات کے بعد کار میں فرار ہو گئے۔ عینی شاہدین کے مطابق تین افراد موقع پر ہلاک ہو گئے تھے تین شدید زخمیوں نے اسپتال پہنچ کر دم توڑ دیا۔ ذرائع کے مطابق اسی کار میں سوار افراد ے بجکر ۵۰ منٹ پر پی ای سی ایچ ایس بلاک نمبر ۲ میں واقع مسجد محفل مرتضیٰ پہنچے اُس وقت مسجد میں موجود افراد ایک شخص کے کفن دفن کا انتظام کر رہے تھے۔

سفاک قاتلوں نے اُنہیں مسجد میں لائن سے کھڑا کر کے ان پر کلاشنکوف سے اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ جس سے مسجد کے امام حجت الاسلام مولانا محمد ایوب صابری ٹریول ایجنسی کا مالک حمید علی بھوجانی، بشیر تقی، سید بلگرامی، منیر، قریبی فلیٹ کا چوکیدار شیر علی، رجب علی نام کے دو افراد، انور عباس، حسن، غلام محمد، محمد علی اور صفدر جاں بحق ہو گئے۔ جبکہ قاری محمد حسین اور عمران شبیر زخمی ہو گئے۔

فائرنگ کی آواز سن کر قریبی گھروں سے خواتین سمیت متعدد افراد موقع پر پہنچ گئے۔ جنہوں نے پرائیویٹ گاڑیوں اور ایدھی ایمبولینسوں کے ذریعے ہلاک اور زخمی افراد کو اسپتال پہنچایا۔ اسپتال میں ہلاک شدگان کے لواحقین ایک دوسرے سے گلے لگ کر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور خواتین شدت غم سے نڈھال تھیں جبکہ کئی خواتین بے ہوش بھی ہو گئیں جنہیں فوری طور پر طبی امداد دی گئی۔ اس موقع پر ایک بچی بابا بابا کہہ کر چلا رہی تھی کئی زخمی اسپتال میں پہنچ کر جاں بحق ہوئے۔ اسپتال میں زخمیوں کو خون دینے کیلئے بھی لوگوں کی بڑی تعداد پہنچ گئی۔

ان واقعات کی اطلاع ملتے ہی تحریک جعفریہ کے رہنما اور شیعہ علمائے دین بھی بڑی تعداد میں پہنچ گئے۔ اس موقع پر مشتعل نوجوانوں

نے نعرے بازی کی تاہم بزرگوں کے سمجھانے پر پرامن ہو گئے۔

فائرنگ کے ان واقعات کی اطلاع شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی جس کے بعد مختلف علاقوں میں سخت کشیدگی پھیل گئی اور ہوائی فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

آج کاروبار بند رکھا جائے ۔ تحریک جعفریہ ، 3 دن سوگ منانے اعلان

اخبار کے دفتر میں ہنگامہ آرائی سے اظہار لاتعلقی

کراچی (پریس ریلیز) تحریک جعفریہ سندھ کے ترجمان نے مقامی انتظامیہ کی طرف سے شہدا کے جنازے میں شرکت کیلئے آنے والے افراد پر بلاجواز فائرنگ کی شدید مذمت کی ہے۔

ترجمان نے ایک بیان میں گورنر، وزیراعلیٰ، آئی جی سندھ سے مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے۔ اُنہوں نے تین روزہ سوگ منانے کا اعلان کرتے ہوئے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ تمام کاروبار بند رکھیں اُنہوں نے اس موقع پر تین روزہ سوگ کا اعلان کیا اور کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ بازوں پر سیاہ پٹیاں باندھیں، کالے جھنڈے لہرائیں اور مجالس ترحیم کا انعقاد کریں اور عید سادگی کے ساتھ منائیں۔ شہدا کا سوئم پیر کو ۴ بجے دن محفل شاہ خراسان میں ہوگا۔ (روزنامہ جنگ (کراچی) ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

مساجد میں مسلمانوں کے قتل عام کی ذمہ دار حکومت ھے ۔علامہ ساجد نقوی

مذہبی منافرت پھیلانے والے عناصر کسی رعایت کے مستحق نہیں ان کے خلاف بلاتاخیر کاروائی کی جائے

راولپنڈی (پ ر) تحریک جعفریہ کے سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے کراچی میں ۲۰ نمازیوں کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکمران حکمرانی کے جواز سے محروم ہو چکے ہیں اور اُنہیں ملک و قوم کو تباہ کرنے کے بجائے گھر واپس چلے جانا چاہیے۔

اُنہوں نے کہا کہ مساجد میں مسلمانوں کا قتل عام کسی بھی گروہ نے کیا ہو اس کی ذمہ داری حکومت پر بھی عائد ہوتی ہے۔ جس کی نااہلی کے سبب قاتل ایک موت سے انسانیت سوز جرائم کر کے صاف بچ نکلتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی سندھ کے مسئلے کا کوئی سیاسی حل تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ امن و امان کی صورتحال بہتر بنانے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ جس کا سب سے زیادہ نقصان کراچی کے ستم رسید عوام کو اُٹھانا پڑ رہا ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ وزیراعظم کے بیانات اور بے اثر اقدامات سے فرقہ واریت کے فتنے کو مزید ہوا مل رہی ہے اور ملک بدترین خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ امن کی تبلیغ اور قانون پسندی پر مبنی طرز عمل کے جواب میں جو کاروائیاں کی جارہی ہیں اس سے اہل تشیع کے نقصان کے بجائے ملک کی کمر ٹوٹ رہی ہے اور ہمیں اس پر تشویش ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مذہبی منافرت پھیلانے والے عناصر کسی بھی رعائیت اور احترام کے مستحق نہیں اور ان کے خلاف کسی مصلحت اور تاخیر کے بغیر سخت کاروائی عمل میں لائی جائے۔

علامہ ساجد نقوی نے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ شیعہ سنی فسادات کروانے کی سازش کو ناکام بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اُنہوں نے دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے روزہ داروں کے پسماندگان سے بھی تعزیت کا اظہار کیا۔

(جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

مساجد پر حملوں میں شیعہ سنی نہیں، تیسرا گروہ ملوث ہے، علامہ حسن ترابی

قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا جاتا اس لیے ایف آئی آر درج کرانیکا کوئی فائدہ نہیں

محفل مرتضیٰ سے ۱۹ ایم ایم کارتوس کے خول ملے ہیں جو صرف سرکاری ایجنسیاں استعمال کرتی ہیں

امریکہ منصوبہ بندی کے تحت بعض تنظیموں کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ پریس کانفرنس

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ سندھ کے سیکریٹری جنرل نے کہا ہے کہ ملت جعفریہ کے خلاف اشتعال انگیز نعرے اور غیر اخلاقی حرکتوں کا سلسلہ ایک عرصے سے جاری ہے لیکن وفاقی یا صوبائی حکومت نے مفاد پرستوں کی ان کاروائیوں کو روکنے کیلئے اقدام نہیں کیا۔ وہ ہفتے کی شام تحریک کے آفس میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

نماز جنازہ کے موقع پر پولیس کی فائرنگ قابل مذمت ہے

ملوث اہلکار گرفتار کیئے جائیں۔ علامہ حسن ترابی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) نشتر پارک میں ہفتے کو ۲۰ شہدائے ملت جعفریہ کی نماز جنازہ کے موقع پر پولیس فائرنگ کی مذمت کرتے ہوئے تحریک کے صوبائی سیکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی نے اس اقدام کو غیر انسانی فعل قرار دیا۔ انہوں نے فائرنگ میں ملوث سرکاری اہلکاروں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

دہشت گرد کراچی میں شیعہ اور سنی کو لڑانا چاہتے ہیں۔ معراج محمد خان

کراچی (اسٹاف رپورٹر) قومی محاذ آزادی کے سربراہ معراج محمد خان نے ہفتے کی صبح ہونے والے المناک واقعات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ شیعہ سنی فساد نہیں ہے بلکہ یہ دہشت گرد عناصر ہیں جو شیعہ سنی کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں ایک طرف جب ناٹو کے سربراہ اسلام کو یورپ کیلئے خطرہ قرار دے رہے ہیں اس وقت کرائے کے یہ لوگ نفرتیں پیدا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سندھ حکومت جان و مال کے تحفظ میں ناکام رہی ہے اسی لیے اخلاقی تقاضہ ہے کہ وہ مستعفی ہو جائے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

مدعی نہیں آیا مقدمہ درج نہیں ہوا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) فیروز آباد اور نیو ٹاؤن پولیس نے رات گئے تک پی ای سی ایچ ایس اور پی آئی بی کالونی میں فائرنگ کے واقعات جس میں ۲۰ افراد جاں بحق ہو گئے تھے کا مقدمہ درج نہیں کیا تھا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

کمشنر کراچی کی قائم کردہ کمیٹی میں جلد شکایت درج کرائیں گے۔ علامہ حسن ترابی

(اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ سندھ کے سیکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی نے کہا ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کے درمیان ضابطہ اخلاق طے کرنے کیلئے کمشنر کراچی کی جانب سے قائم کردہ علامہ عباس کمیلی، علامہ شاہ تراب الحق قادری اور مفتی نظام الدین پر مشتمل کمیٹی کا کوئی اجلاس اب تک نہیں ہوا ہے اور یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اب تک کمیٹی کو کسی جانب سے کوئی شکایت پیش نہیں کی گئی ہے۔ تاہم ہماری جانب سے اس سلسلے میں جلد شکایت درج کرائی جائے گی۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

ہفتہ کی شب ہزاروں سوگواروں نے 19 شہدا کو سپرخاک کردیا

نماز جنازہ علامہ وزیری نے پڑھائی۔ روزہ داروں کا قتل المیہ ہے علامہ ترابی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی کی دو مختلف مساجد ابوالفضل عباس اور محفل مرتضیٰ میں نامعلوم دہشت گردوں کی فائرنگ کے نتیجے میں جاں بحق ہونے والے ۲۰ شہداء کی نماز جنازہ ہفتے کی شب نشتر پارک میں حجۃ الاسلام علامہ غلام علی وزیری کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں سوگواروں نے شرکت کی۔

پی آئی بی کالونی اور پی ای سی ایچ ایس کی مذکورہ مساجد میں فائرنگ سے ۲۰ جاں بحق ہونے کی خبر پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور جاں بحق ہونے والوں کی نماز جنازہ میں شرکت کیلئے نشتر پارک میں لوگوں کی آمد کا سلسلہ ۳ بجے دن سے ہی شروع ہوگیا تھا۔ تاہم ایم اے جناح روڈ پر پرانی نمائش سے گرومندر تک اچانک فائرنگ توڑ پھوڑ اور آتشزنی کا سلسلہ شروع ہوگیا اور آنسو گیس کی زبردست شیلنگ بھی ہونے لگی جس کے نتیجے میں محفل شاہ خراسان اور قرب وجوار کی گلیوں میں موجود افراد بھی تیزی سے نشتر پارک میں داخل ہوگئے۔ نشتر پارک میں نماز جنازہ ادا کرنے والوں کیلئے مختلف تنظیموں اور مخیر حضرات کے جانب سے روزہ افطار کرنے کا مناسب اہتمام کیا گیا تھا۔

نماز جنازہ میں علامہ حسن ترابی، مولانا بلال سامری، مولانا شیخ علی مدد، مولانا قاری ممتاز علی شریفی، مولانا شہاب الدین نجفی، مولانا مرزا یوسف حسین، مولانا حسین مسعودی، مولانا غلام علی وزیری، مولانا نعیم الحسن، مولانا سجاد وزیری، علامہ عباس کمیلی، حاجی سفر علی بنگش، شمس الحسن ہاشمی، ثروت رضوی، مظفر علی کرمانی، افتخار رضوی، ایس ایم حیدر خوجہ جماعت کے عہدے داروں اور ملت جعفریہ کی نمائندہ تنظیموں کے عہدے داروں اور ہزاروں سوگواروں نے شرکت کی۔

نماز جنازہ کے بعد ۲۰ میں سے ۱۹ شہدا کی میتیں گاڑیوں کے جلوس میں تدفین کیلئے نشتر پارک سے لے جائی گئیں۔ جلوس جنازہ نشتر پارک سے براستہ سولجر بازار منگھوپیر روڈ، سائٹ، شیر شاہ اور بلدیہ ٹاؤن حب ریور روڈ سے ہوتا ہوا حب روڈ پر واقع قبرستانوں میں پہنچا۔ جاں بحق ہونے والوں کو حسینی باغ، حیدری باغ اور خراسان باغ نمبر ۲ میں سپرد خاک کیا گیا جبکہ خوجہ شیعہ اثنا عشری جماعت کے صدر حمید علی بھوجانی کی تدفین اتوار کی صبح دس بجے ہوگی۔

قبل ازیں نشتر پارک میں سوگواروں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ حکومت کی نظر میں نمازیوں کے خون کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور مساجد کا احترام بھی حکومت اپنے لیے ضروری نہیں سمجھتی اُنہوں نے کہا کہ رمضان المبارک میں روزہ داروں کا قتل المیہ

ہے کراچی جیسے شہر میں ۱۲۰ افراد کے جنازے اُٹھائے جارہے ہیں لیکن ہم نے ہمیشہ کارکنوں کو پُر امن رہنے کی تلقین کی ہے اور قانون شکنی کا کوئی واقعہ ہماری جانب سے رونما نہیں ہوا یہ ہماری حب الوطنی کا واضح ثبوت ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ دہشت گرد نمازیوں کو شہید کررہے ہیں شہر خون سے لال ہے اور حکمراں اقتدار کے نشے میں مست ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت اپنی نااہلی تسلیم کرتے ہوئے مستعفی ہوجائے کیونکہ نااہل لوگوں کو حکومت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پی پی کے دورِ حکومت میں شیعہ مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

میت کو غسل دینے والے خود موت کی آغوش میں چلے گئے

تحریک آزادی کے کارکن آل حسن بلگرامی اور حمید علی بھوجانی میت کے کفن دفن کے انتظامات کررہے تھے

نقاب پوش دہشت گردوں نے اُنہیں محفل مرتضٰی کی مسجد کے اندر لے جاکر گولیوں سے چھلنی کردیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) میت کو غسل دینے والے دہشت گردوں کی فائرنگ کا نشانہ بن کر خود موت کے آغوش میں چلے گئے۔ خوجہ اثنا عشری جماعت کے صدر ۴۸ سالہ حمید علی بھوجانی اور ان کا چچازاد بھائی انور عباس ہفتے کی صبح محفل مرتضٰی میں اپنے قریبی عزیز کی میت کو غسل دے رہے تھے کہ دہشت گردوں نے اُنہیں مسجد کے اندر جاکر گولیوں سے چھلنی کردیا اور ان میں تحریک آزادی کے کارکن سید آل بلگرامی جو کفن پہنانے میں مدد دینے کی غرض سے روک گئے تھے وہ بھی نقاب پوشوں کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے۔

حمید علی بھوجانی کے برادر نسبتی محبوب علی پر جمعہ اور ہفتے کی درمیانی شب دل کا دورہ پڑا اُنہیں لے کر حمید علی بھوجانی اور انور عباس دیگر اہل خانہ آغاخاں اسپتال گئے۔ جہاں اُن کا رات ۳ بجے انتقال ہوگیا تو وہ محبوب علی کی میت کو غسل دینے کے لیے فجر کے وقت محفل مرتضٰی پہنچے جہاں سے دیگر اہل خانہ اور خواتین کو حمید علی بھوجانی نے گھر بھیج دیا اور وہ خود میت کو غسل دینے کے لیے محفل مرتضٰی میں روک گئے۔

حمید علی بھوجانی کی بیٹی نے ٹیلی فون پر بتایا کہ ہمیں اس اندوہناک واقعہ کی اطلاع ساڑھے دس اور گیارہ بجے کے درمیان ملی جب کوئی شخص انور عباس کا پتہ پوچھتا ہوا آیا اور اُس نے بتایا کہ محفل مرتضٰی میں میت کو غسل دینے والوں کو مسجد کے اندر لے جاکر گولیوں سے چھلنی کردیا گیا ہے اور تمام افراد موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے ہیں۔ حمید علی بھوجانی کی بیٹی نے بتایا کہ انور عباس بھی میت کو غسل دینے میں مدد دے رہا تھا۔ حمید علی بھوجانی نے پسماندگان میں بیوہ، دو بیٹیاں، اور تین بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں ان کی ایک بیٹی شادی شدہ ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ محفل مرتضٰی کے واقعہ میں جاں بحق ہونے والوں میں تحریک آزادی کے سپاہی سید آل حسن بلگرامی شامل ہیں جو حسب معمول فجر کی نماز ادا کرنے مسجد محفل مرتضٰی گئے تھے جہاں نماز کے بعد محبوب علی کی میت کو کفنانے میں مدد دینے کے لیے رک گئے اور دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

سید آل حسن بلگرامی دہلی کے نواب ابوالحسن بلگرامی کے صاحبزادے ہیں قیام پاکستان کے وقت وہ مسلم اسٹوڈینس فیڈریشن کے صدر تھے جس کے بعد وہ مسلم لیگ میں شامل ہوگئے تھے لیکن ۱۹۷۰ میں عوامی لیگ کے ٹکٹ پر فیڈرل بی ایریا سے صوبائی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا تھا اور کراچی عوامی لیگ کے نائب صدر بھی رہے اُنہوں نے بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں جبکہ ان کی پہلی اہلیہ کا انتقال ہوچکا ہے۔ سوئم کی قرآن خوانی ومجلس منگل ۲۸ فروری کو شام ۴ بجے امام بارگاہ مارٹن روڈ میں ہوگی۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۷ فروری ۱۹۹۵)

صورتحال پر قابو نہ پایا تو سب سے بڑا صنعتی شہر کھنڈر بن جائیگا

فوری ملاقات کا وقت دیا جائے آرمی چیف کو فیڈریشن کا فیکس

لاہور (نمائندہ جنگ) فیڈریشن آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے آرمی چیف جنرل عبدالوحید سے کراچی میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے ملاقات کا وقت مانگا ہے۔ ایک فیکس پیغام میں کہا ہے کہ اگر کراچی میں امن وامان کی دھماکہ خیز صورتحال پر قابو نہ پایا گیا تو ملک کا سب سے بڑا صنعتی شہر کھنڈر بن جائے گا اور غیر ملکی سرمایہ کاری تو دور کی بات ہے کوئی ملکی سرمایہ کار بھی اس علاقے کا رخ نہیں کرے گا۔

پیغام میں کہا گیا ہے کہ کراچی میں فروری کے مہینے میں دہشت گردی کا شکار ہونے والوں کی تعداد ۱۶۰ سے تجاوز کر گئی ہے اور عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں رہیں پیغام میں کہا گیا ہے کہ امن وامان کو موجودہ صورت حال کو زیر بحث لانے کے لیے فوری ملاقات کا وقت دیا جائے۔

یاد رہے کہ فیڈریشن ہاؤس میں کراچی بھر کی تجارتی تنظیموں اور سرکردہ تاجر رہنماؤں کا ایک ہنگامی اجلاس پیر کو دو بجے ہوگا جس میں امن وامان، سرمایہ کاری، ملکی اقتصادی صورتحال اور تاجر رہنماؤں کو درپیش خطرے کو زیر بحث لایا جائے گا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۷ فروری ۱۹۹۵)

محفل مرتضیٰ میں جاں بحق ہونے والوں کیلئے مجلس

کراچی (اسٹاف رپورٹر) دہشت گردوں کے ہاتھوں گذشتہ روز جاں بحق ہونے والے ۱۱۴ افراد کے ایصال ثواب کیلئے مسجد وامام بارگاہ محفل مرتضیٰ میں مجلس ہوئی جس میں فقہ جعفری سے تعلق رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ علماء اور خطیبوں نے اس واقعہ پر شدید غم اور غصے کا اظہار کیا۔ اس موقع پر پولیس اور رینجرز نے سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۷ فروری ۱۹۹۵)

یوم سوگ میں مسلمانوں کی بھر پور شرکت اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ ھے علامہ ترابی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ سندھ کے سیکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی اور مولانا قاری ممتاز علی شریفی نے ایک مشترکہ بیان میں یوم سوگ میں مسلمانوں کی بھرپور انداز سے شرکت کو سراہا ہے اور کہا ہے کہ لوگوں نے بغیر کسی خوف وہراس اور دھونس ودھمکی کے رضا کارانہ طور پر اپنا کاروبار اور ٹرانسپورٹ بند کر کے عملی طور پر ثابت کیا ہے کہ وہ امریکہ اور اُسکے نمک خواروں دہشت گردوں کی سازشوں سے باخبر ہیں اور وہ ان کے عزائم خاک میں ملا دیں گے اُنہوں نے کہا کہ ملت جعفریہ نے ۲۰ افراد کے جنازے اُٹھائے لیکن اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر خود کو پر امن قوم ثابت کیا۔ اُنہوں نے نماز جنازہ کے شرکاء پر پولیس اہلکاروں کے تشدد کی مذمت کی۔ اُنہوں نے واضح کیا کہ قاتل اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ آج بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۷ فروری ۱۹۹۵)

تحریک جعفریہ کی اپیل پر یوم سوگ منایا گیا

نماز عید کے بعد نماز استغاثہ ادا کی گئی

کراچی (پ ر) تحریک جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ کی اپیل پر پورے پاکستان میں یوم عید کو یوم سوگ کے طور پر منایا گیا اور ملت جعفریہ کی طرح دیگر مکاتب فکر کے مسلمانوں نے بھی اس اپیل پر لبیک کہا۔

اس موقع پر کراچی میں مسجد و امام بارگاہ محفل خراسان، بڑا امام باڑہ کھارادر مسجد و امام بارگاہ عباس ٹاؤن مسجد و امام بارگاہ خیرالعمل انچولی، مسجد جعفریہ نیو کراچی، مرکزی مسجد جعفر طیار سوسائٹی ملیر اور دیگر مساجد اور امام بارگاہوں میں نماز عید کے اجتماعات کے بعد نماز استغاثہ ادا کی گئی۔

کارکنان نے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھیں اور اللہ تعالیٰ، رسول اکرمؐ اور امام مہدیؑ کے حضور فریاد کی گئی اور قاتلوں کی نابودی کیلئے دعا کی گئی۔ بعدازاں شہدا کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی و مجالس ترحیم کا انعقاد کیا گیا جس کے بعد ماتم داری ہوئی۔

بعدازاں صوبائی سیکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی، علماء کرام اور آئمہ مساجد اور کارکنوں کے جلوس کے ہمراہ شہداء کے گھروں پر گئے اور اہل خانہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر ایسے مناظر دیکھنے میں آئے جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ شیعہ سنی مسلمانوں میں جذبہ رواداری پہلے سے بھی زیادہ ہے کیونکہ جب شہداء کے گھروں پر تعزیت پیش کی جارہی تھی تو مقامی افراد جن کا تعلق اہلسنت سے تھا دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور شہداء کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک تھے۔

اس کے علاوہ بعض جگہ عیدگاہوں اور مساجد و امام بارگاہوں میں شیعہ اور سنی نوجوان مل جل کر نمازیوں کے تحفظ میں معروف تھے اس موقع پر مختلف مقامات پر خطاب کرتے ہوئے صوبائی سیکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی نے کہا کہ اگر سامراجی ایجنٹ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے نوجوان کو قتل کرواکر ہمیں شہید حسینی کی راہ سے ہٹایا جاسکتا ہے تو یہ ان کی بھول ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۶ مارچ ۱۹۹۵)

کراچی میں خون ریزی عالمی ذرائع ابلاغ کی لیڈ اسٹوری

معاملہ آنکھ کے بدلے آنکھ تک پہنچ گیا

مزید بے گناہ جانیں ضائع ہونے کا خدشہ CNN، دوردرشن اور BCC کا تبصرہ

واشنگٹن (ٹی وی / ریڈیو رپورٹ) عالمی نشریاتی اداروں نے ہفتے کو کراچی میں دو امام بارگاہوں پر حملے اور ۲۰ افراد کی ہلاکت کی خبر کو لیڈ اسٹوری کے طور پر نشر کی۔ امریکی ٹیلی ویژن سی این این نے ۲۰ افراد کی ہلاکت کی خبر نشر کرتے ہوئے کہا کہ جنازے کے شرکاء کی سیکورٹی فورسز کے ہاتھ جھڑپ ہوئی مظاہرین حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے اور ہوائی فائرنگ جاری تھی جبکہ سیکورٹی فورسز نے جوابی فائرنگ نہیں کی۔

بی بی سی نے ٹیلی ویژن نے اپنی رپورٹ میں ۲۰ افراد کی ہلاکت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انتہاپسند سنی اور شیعہ فرقوں میں اب دشمنی اس حد تک آگے چلی گئی ہے کہ معاملہ اب آنکھ کے بدلے آنکھ ہوگیا ہے۔ حالانکہ ماضی میں کراچی شیعہ سنی فرقوں کے درمیان اچھے تعلقات کیلئے مشہور تھا۔

لیکن موجودہ صورت حال میں فرقہ واریت پر قابو پانا ایک مشکل اور لمبا کام ہے۔ اور ابھی اس بات کا امکان دکھائی دیتا ہے کہ مزید بے گناہ جانیں ضائع ہونگی۔ بھارتی ٹیلی ویژن دوردرشن نے کراچی میں گذشتہ رات فرقہ واریت کے نتیجے میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۲۷ بتائی دوردرشن نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان میں سنی فرقے کو مبینہ طور پر حکومت کی حمایت حاصل ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۶ فروری ۱۹۹۵)

مسجد محفل مرتضیٰؑ اور امام بارگاہ ابوالفضلؑ کے واقعات پر مقدمات درج

قالین اور دیوار پر خون کے نشانات بدستور موجود تھے

امام بارگاہوں ابوالفضل کو دھو کر صاف کر دیا تھا

لواحقین میں سے کوئی مقدمہ درج کرانے نہیں آیا۔ ۲ دہشت گرد جینز اور شرٹس میں ملبوس تھے زخمی محمد حسین کا پولیس کو بیان کراچی (اسٹاف رپورٹر) ''میں ہفتے کی صبح سوا سات بجے نماز فجر کے بعد امام بارگاہ محفل مرتضیٰ کے دروازے پر کھڑا تھا کہ جینز اور شرٹس میں ملبوس دو مسلح افراد اچانک امام بارگاہ میں داخل ہوئے۔

انہوں نے امام بارگاہ میں موجود مجھ سمیت تمام افراد کو ہال میں دیوار کے سمت منہ کر کے کھڑا کر دیا پھر ان میں سے ایک شخص نے چیخ کر اپنے کسی ساتھی کو گاڑی اسٹارٹ کرنے کی ہدایت دی اور پھر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی ایک گولی دائیں ران اور دوسری بائیں کندھے پر لگی اور میں نیچے گر گیا فائرنگ کے بعد دہشت گرد فرار ہو گئے'' یہ بات جامعہ کراچی میں زیر تعلیم ۲۸ سالہ زخمی محمد حسین نے فیروز آباد پولیس کو اپنے بیان میں بتائی محمد حسین گلگت کا رہنے والا ہے وہ ہفتے کی صبح پی ای سی ایچ ایس بلاک ۲ میں واقع مسجد محفل مرتضیٰ میں سفاک قاتلوں کی فائرنگ سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔ وہ غریب آباد اے بی سینا لائن کے مکان نمبر ۷۷ میں رہتا ہے اور اس وقت آغا خاں اسپتال میں زیر علاج ہے۔

اس المناک واقعہ کا دوسرا زخمی عمران شبیر بھی آغا خان اسپتال میں زیر علاج ہے۔ ایس ایچ او فیروز آباد کے مطابق ہمیں ڈاکٹر نے زخمیوں سے مزید بیان لینے کی اجازت نہیں دی۔ زخمی جب صحت یاب ہونگے تو ہم انہیں مختلف ملزمان کی تصاویر دکھائیں گے ہو سکتا ہے وہ ان میں سے کسی کو شناخت کر لیں۔

اس کے بعد تفتیش مزید آگے بڑھے گی۔ فیروز آباد پولیس نے زخمی محمد حسین ولد محبت خان کے بیان پر نامعلوم افراد کے خلاف مسجد محفل مرتضیٰ میں فائرنگ، قتل اور اقدام قتل کے الزامات کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں مقدمہ الزام نمبر ۹۵/۱۱۱ دفعہ ۳۰۲، ۳۲۴ درج کیا گیا ہے۔ جبکہ نیو ٹاؤن پولیس نے امام بارگاہ ابوالفضل عباس میں چھ افراد کے جاں بحق ہونے کے الزام میں نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ نمبر ۹۵/۸۵ دفعہ ۳۰۱، ۳۰۲ سب انسپکٹر محمد اشرف کی مدعیت میں درج کر لیا ہے۔ یہ مقدمہ اسٹیٹ کی جانب سے نامعلوم ملزمان کے خلاف درج کیا گیا ہے کیونکہ پولیس کے مطابق امام بارگاہ ابوالفضل عباسؑ میں جاں بحق ہونے والے افراد کے لواحقین کی جانب سے مقدمہ درج کرانے کوئی شخص نہیں آیا۔

نمائندہ جنگ اتوار کی شام افطار سے قبل محفل مرتضیٰ پہنچا تو وہ المناک سانحہ کے دوسرے روز بھی قالین اور دیواروں پر خون کے نشانات

تھے امام بارگاہ کی صفائی نہیں کی گئی تھی۔ امام بارگاہ کے باہر جاں بحق ہونے والوں کی چپلیں بھی جمع تھیں۔ جبکہ ہال کے اندر جاں بحق ہونے والے ۱۴ افراد کا خون قالین پر جم چکا تھا۔ سفاک قاتلوں کی فائرنگ کا نشانہ بننے والوں کے جسم کے چیتھڑے اڑ گئے تھے جو دیواروں اور چھت پر چپکے ہوئے تھے۔

امام بارگاہ کے باہر پولیس کی بھاری نفری تعینات تھی جو روزہ افطار کر رہی تھی ایک پولیس اہلکار نے بتایا کہ امام بارگاہ کی انتظامیہ نے ہمارے لیے افطاری کا انتظام کیا ہے۔ امام بارگاہ مسجد محفل مرتضیٰ میں نمازیوں کی تعداد عام دنوں کے نسبت کم تھی۔ ماحول پر اُداسی چھائی ہوئی تھی وہاں موجود ہر شخص رنجیدہ اور افسردہ تھا۔ بچے اور نوجوان جاں بحق ہونے والے افراد کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے۔

امام بارگاہ ابوالفضل عباس کو دھو کر صاف کر دیا گیا ہے اور وہاں روزمرہ کی طرح چہل پہل تھی۔ نمازیوں کی تعداد میں کوئی بھی فرق نہیں آیا تھا۔ وہاں موجود خورشید صاحب نے جنگ کو بتایا کہ ہمارے علاقے میں کبھی بھی شیعہ سنی فساد نہیں ہوا اور ہمیں یہ امریکی سازش لگتی ہے۔

ایک دوسرے نمازی سید حسن عباس نے بتایا کہ میں مسجد ابوالفضل عباس میں اکثر فجر کی اذان دیتا ہوں ہفتے کو مجھے بخار تھا اس لیے میں تاخیر سے پہنچا اور فائرنگ سے محفوظ رہا خدا کو میری زندگی منظور تھی۔ محفل مرتضیٰ کے واقعہ میں جاں بحق ہونے والے پیش امام علامہ محمد ایوب صابری نجف اشرف کے بہترین استاد تھے انہیں ۱۹۷۵ میں عراقی حکومت نے غیر عراقی قرار دے کر ملک سے نکال دیا تھا۔ جس کے بعد وہ کراچی میں آباد ہو گئے انہوں نے پسماندگاں میں ایک بیوہ اور پانچ معصوم بچے سوگوار چھوڑے ہیں۔ بشیر علی بھائی، علی بھائی موٹرز کے مالک تھے اور مدرسہ دارلعلوم حکمت کے سرپرست تھے۔

جاں بحق ہونے والے منیر اور صفدر رحیم یار خان کے رہنے والے تھے شیر محمد گلگت کا رہنے والا تھا۔ رجب علی ولد محمد بیگ، رجب علی ولد زوار اور شیر محمد محفل مرتضیٰ کے خدمت گار تھے۔ قمر حسین شاہ سرگودھا کا رہنے والا تھا محمد حسن چوکیدار تھا انور عباس ڈرائیور اور فرحت عباس کار ڈیلر تھا۔ حمید بھوجانی کے چھوٹے بھائی شوکت علی بھوجانی اگست ۱۹۹۴ میں سولجر بازار میں قتل ہو چکے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۷ فروری ۱۹۹۵)

شیعہ عید نہیں منائیں گے علامہ حسن ترابی

کولون (ریڈیو رپورٹ) تحریک جعفریہ کے سیکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی نے اعلان کیا ہے کہ ان کا فرقہ عید نہیں منائے گا روز عید بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھی جائیں گی اور ماتم کیا جائے گا۔

وائس آف جرمنی سے گفتگو کرتے ہوئے علامہ حسن ترابی نے کہا کہ وہ کسی ملک سے امداد نہیں لیتے یہ محض الزام اور پروپیگنڈہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحریک جعفریہ کے ۱۰۰ سے زائد ارکان بھی مارے گئے تو ہم احتجاج نہیں کریں گے اور نہ ہی ملت جعفریہ اپنے لوگوں کی ہلاکت کا انتقام کسی سے لے گی۔ سپاہ محمدؐ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس تنظیم سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اس کا قیام سے اہل تشیع کا چہرہ مسخ ہوا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ فروری ۱۹۹۵)

مسجد ابوالفضل عباسؑ میں شہدا کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کیلئے لوگوں کی بڑی تعداد میں آمد، لوگ ایک دوسرے کو پرسہ دیتے نظر آئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پی آئی بی کالونی میں واقع مسجد ابوالفضل عباس میں فائرنگ اور چھ معصوم نمازیوں کو شہید کئے جانے کے واقعے کے تیسرے روز شیعیان حیدر کرارؑ اپنے جذبہ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہداء کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے دن بھر بڑی تعداد میں مسجد میں آتے رہے ان میں نوجوان، بچے، بوڑھے سب شامل تھے۔ جو ایک دوسرے کو پُرسا دیتے رہے۔

ہفتے کو سفاک قاتلوں کے ہاتھوں جاں بحق ہونے والے کی یاد تازہ کرتے رہے پرچم حسینیؑ کو بلند رکھنے اور شہدائے اسلام کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم کرتے رہے۔ نہ ماحول پر کوئی خوف طاری تھا اور نہ ہی دہشت مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔

مسجد میں اب بھی شہدائے کے خون کے نشانات جگہ جگہ موجود ہیں اس واقعے کے بارے میں ایک عقیدت مند نے کہا کہ ہم جانثاران حسینؑ پہ عہد کرتے ہیں کہ ہم یزیدت کے آگے سرنہیں جھکائیں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ فروری ۱۹۹۵)

اداریہ: شرم تم کو مگر نہیں آتی

ہفتہ کے روز کراچی کے مختلف علاقوں میں ایک فرقہ کی دو مساجد میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے ۱۲۱ افراد کے علاوہ فائرنگ کے دیگر واقعات میں ۱۶ افراد جاں بحق ہوگئے۔ ۲۷ ہلاک شدگان میں ۱۵ نمازیوں کو مسجد محفل مرتضیٰ میں ایک قطار میں کھڑا کر کے شہید کر دیا۔ جبکہ مسجد ابوالفضل عباس میں ۶ نمازی دہشت گردوں کا نشانہ بن گئے ۱۲۱ افراد کی تدفین سے پہلے نامعلوم افراد کے ایک ہجوم نے مزار قائداعظم کے سامنے ایک اخبار کے دفتر کو نذر آتش کردیا۔

کراچی میں بے گناہ انسانوں کا قتل، مساجد اور امام بارگاہوں پر حملے خاص طور پر عبادت میں مصروف افراد کا قتل تشدد میں ایک ایسے عنصر کا اضافہ ہے جو اس سے پہلے موجود نہ تھا۔ اب کوئی دن خالی نہیں جاتا جب کراچی میں اس طرح بے گناہ انسانوں کا خون نہ بہتا ہو۔ بعض مقامات پر دہشت گرد اپنے گھروں اور مکانوں کے اندر بیٹھے ہوئے افراد کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ کراچی میں دہشت گردوں اور تخریب کاروں کے ہاتھوں عوام جان و مال کے عدم تحفظ کا بری طرح شکار ہو چکے ہیں کیونکہ کیڑے مکوڑوں کی طرح انسانوں کا قتل کرنے والوں میں سے شاید ہی کوئی پکڑا گیا ہو اور اگر دہشت گردی کے جرم میں کوئی پکڑا گیا تو اس کے جرائم کی تفصیلات سے لوگ بے خبر ہیں اور کسی دہشت گرد کو آج تک عبرت ناک سزا نہیں دی گئی۔ جہاں تک کراچی انتظامیہ بالخصوص پولیس فورس کا تعلق ہے وہ ناکام نظر آتی ہے۔ ڈی آئی جی کراچی کا یہ اعتراف بڑا افسوسناک اور تشویش انگیز ہے کہ کراچی پولیس کا جاسوسی اور حفاظتی نظام کمزور ثابت ہوا ہے

خفیہ ایجنسیاں ٹھوس اور بروقت اطلاعات دینے میں ناکام رہی ہیں یہ امر انتہائی تشویش ناک ہے کہ ملک کا سب سے بڑا صنعتی مرکز آبادی اور مالیاتی وسائل کے اعتبار سے سب سے بڑا شہر دہشت گردی اور تخریب کاری کی آگ میں جل رہا ہے۔

بے گناہ انسانوں کا قتل عام جاری ہے لیکن خفیہ ادارے بروقت اطلاعات فراہم نہیں کرپا رہے پولیس بری طرح ناکام نظر آتی ہے۔ اکثر تھانوں کے دروازے سرِشام بند کر دیئے جاتے ہیں اور عوام کو محض حالات کے رحم و کرم پر رہ گئے ہیں جو صبح کام پر جانے کے لیے گھر سے نکلتے ہیں تو سہمے ہوئے بیوی بچوں کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرا رہے ہوتے ہیں۔ کسی کو گھر آنے میں ذرا سی دیر ہو جائے تو سب گھر والوں کے دل ان دیکھے اندیشوں سے بری طرح لرزنے لگتے ہیں۔

کوئی نہیں کہہ سکتا کب کوئی تیز رفتار گاڑی آئے گی اور معصوم لوگوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتی ہوئی گزر جائے گی۔ اب تو دن رات اپنے پیاروں کے لاشے اُٹھاتے اُٹھاتے لوگوں کے بازو شل ہو رہے ہیں۔ غرض یہ کہ ایک کروڑ انسانوں کا یہ ہنستا بستا شہر کراچی جسے کچھ دیر پہلے تک روشنیوں کا شہر کہا جاتا تھا ظلم و وحشت کے اندھیروں میں اُٹھتی ہوئی آہوں اور سسکیوں کا شہر بنتا جا رہا ہے۔

عام لوگ اس بات پر سخت حیرت زدہ ہیں کہ اتنی زیادہ فورسز ہونے کے باوجود آج تک بے گناہ انسانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والا کوئی دہشت گرد پکڑا کیوں نہیں گیا اور اگر پکڑا گیا تو اُسے سزا کیوں نہیں دی گئی۔

غرض یہ کہ ایک عام قانون پسند شہری بالخصوص کراچی کی تجارتی اور صنعتکاری برادری کے ذہنوں میں یہ سوچ بڑی تیزی سے جڑ پکڑتی جا رہی ہے کہ ہو نہ ہو کسی بڑی سازش کے تحت ملک کے ساتھ کوئی بڑا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ الغرض ہر آنے والے دن کے ساتھ خوف اور مایوسی بڑھتی جا رہی ہے۔

خدارا اب تو عوام پر رحم کیجئے ورنہ کل خدا کی عدالت میں بے گناہ انسانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے والے دہشت گرد تو جواب دہ ہوں گے ہی مگر حکمرانوں سے بھی سخت پوچھ گچھ ہو گی۔ یہ بات تمام متعلقہ فریقوں کو خاص طور پر اسلام آباد والوں پر واضح رہنی چاہیے کہ ایک دوسرے کے خلاف الزام در الزام کا کھیل بہت ہو چکا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۷ فروری ۱۹۹۵)

تحریک جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ کی رپورٹ سے اقتباس

کراچی، مملکت پاکستان کا سب سے بڑا شہر کراچی جو کہ پچھلے چند برسوں سے شیعیانِ حیدر کرارؑ کے لیے مقتل گاہ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ یہاں اب تک ہونے والے تمام پُرتشدد اور بہیمانہ واقعات سے زیادہ سنگین اور دل ہلا دینے والا واقعہ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۵ء کو بوقت چھ بجے محفل ابوالفضل عباسؑ واقع پی، آئی، بی کالونی اور اس کے ڈیڑھ گھنٹے بعد یعنی ساڑھے سات بجے صبح محفل مرتضیٰ پی، ای، سی، ایچ، ایس میں وقوع پذیر ہوا۔ اس اندوہناک سانحے میں (۲۰) بیس مومنین کرام اندھا دھند فائرنگ سے شہید کر دیئے گئے ان واقعات کا علم ہوتے ہی تمام شہر میں کہرام برپا ہو گیا۔

تحریک جعفریہ صوبہ سندھ کے سیکریٹری جنرل اور دیگر عہدیداران و کارکنان فوراً جائے وقوعہ پر پہنچے اور شہداء کو ضروری کارروائیوں کے بعد شہر کے مختلف امام بارگاہوں میں تجہیز و تکفین کے لیے بھجوایا گیا شہر میں فرقہ وارانہ فسادات پھیلنے کے قوی امکانات نظر آنے لگے لیکن تحریک جعفریہ نے اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے فوراً تمام کارکنان کو حالات پُرامن رکھنے اور کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لیے ہدایات جاری کیں ورثاء اور عمائدین قوم کی مشاورت سے پانچ بجے تمام شہداء کی اجتماعی نماز جنازہ نشتر پارک میں ادا کرنے کے لیے انتظامات کیے گئے۔

شہداء کی تجہیز و تکفین میں تاخیر کی بناء پر نماز جنازہ شام سات بج کر چالیس منٹ پر نشتر پارک میں مولانا غلام علی وزیری صاحب کی اقتداء میں ہزاروں مومنین نے ادا کی۔ تحریک جعفریہ کی صوبائی قیادت خصوصاً سیکریٹری جنرل صاحب نے اس قتل و غارتگری کو شیعہ سنی فسادات کرانے کی ایک مکروہ سازش قرار دیا لہٰذا انتہائی موثر انداز میں مومنین کو جذبات پر قابو پانے اور تحریک جعفریہ کے احکامات کی پابندی کے لیے آمادہ کیا۔

شام تین بجے سے نشتر پارک اور اسکے اطراف میں سوگوار اور مشتعل مومنین جمع ہونا شروع ہو گئے پانچ بجے شام تک نشتر پارک اور اس کے ارد گرد سڑکوں پر مومنین بڑی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ نشتر پارک کے مائک سے مومنین کو پُر امن رہنے اور جذبات کو قابو میں رکھنے کی ہدایت دی جاتی رہیں۔

علامہ حسن ترابی صاحب نے ابھی اپنی نشتر پارک کی تقریر میں (جو کہ کئی مرتبہ کی گئی) مومنین کو سامراجی سازش سے، بہت ہی موثر طریقے سے آگاہ کیا اور اتحاد بین المسلمین کو ہر قیمت پر برقرار رکھنے کی تلقین فرمائی علامہ صاحب نے واضح کیا کہ یہ سنی شیعہ جھگڑا نہیں ہے بلکہ ان دونوں فرقوں کو آپس میں لڑوانے کی سازش ہے اور تمام مومنین نے عہد لیا کہ بیس تو کیا ہم مومنین کی قربانی روزانہ دیں گے لیکن دشمن کی سازش یعنی شیعہ سنی فساد نہیں ہونے دیں گے۔ ایسے نازک لمحات میں ان تقاریر اور ان ہدایات پر عمل کروانا ایک مجروح اور نازک موقع پر کامیاب رہی اور کوئی ایسا واقعہ رونما نہیں ہو سکا جس کو رد عمل (Reaction) کہا جا سکے۔

علاوہ اس کے کہ کچھ شرپسندوں نے قائداعظم کے مزار کے سامنے ایم اے جناح روڈ کو بند کروا کر چند گاڑیوں کو اور "نوائے وقت" کے دفتر کو جزوی طور پر نذر آتش کرنے کی کوشش کی یہ شرپسند جدید اسلحے سے لیس تھے اور اپنے چہرے چھپائے ہوئے تھے اطلاع ملتے ہی تحریک کے عہدیداران اور کارکنان موقعہ پر پہنچے اور ان شرپسندوں کو فرار ہونے پر مجبور کیا بعد میں صوبائی سیکریٹری جنرل صاحب نے دیگر عہدیداران کے ہمراہ روزنامہ "نوائے وقت" کے دفتر کا دورہ بھی کیا اور مدیران کو یقین دلایا کہ ہمارا اس سانحہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

تحریک کے اس جرات مندانہ اور بروقت صحیح موقف کو اگلے روز کے تمام اخبارات نے شہ سرخیوں میں شائع کیا اور یہ تاثر تمام اہلیان کراچی پر بدرجہ اتم ثبت ہو گیا کہ شیعیان حیدر کرارؑ نے پورے ملک کو ایک سنگین سازش کا شکار ہونے سے بچالیا۔ بی بی سی نے بھی اپنی نشریات میں اس موقف کو پوری طرح اجاگر کیا اور تمام علمائے اسلام نے بھی ہمارے موقف پر ہمیں خراج تحسین پیش کیا کہ ہم نے شیعہ سنی فسادات کرانے کی اس ناپاک اور گھناؤنی سازش کو بروقت بھانپ کر اس کا سدباب کیا۔ اس موقف کی وجہ سے کراچی کے تمام مسلمان بلاتفریق مسلک تحریک جعفریہ کو ایک انتہائی موقع شناس و برکت معاملہ فہم اور متعدل محب وطن جماعت اور شیعوں کو قابل تحسین پیش کرتے ہوئے نظر آئے۔

سیکریٹری جنرل صاحب نے تدفین کے فوراً بعد پریس اور دیگر نشریاتی اداروں سے رابطہ کر کے تمام مسلمانوں سے عموماً اور شیعیان حیدر کرارؑ سے خصوصاً پر امن رہنے اور دشمن پر کڑی نظر رکھنے کی اپیل و ہدایت کی جس کی وجہ سے ۲۷ رمضان المبارک کی شب یعنی اہل اسلام کی شب قدر کے اجتماعات بھی بغیر کسی تخریب کاری کے پُر امن منعقد ہوئے۔

تحریک جعفریہ کے جانب سے سیکریٹری جنرل صاحب نے ۳ دن یوم سوگ کا اعلان کیا اور اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے اگلے روز یعنی ۲۶ فروری ۱۹۹۵ کو پورے سندھ میں عموماً کراچی اور حیدرآباد میں خصوصاً پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بغیر کسی دھونس اور دھمک کے لوگوں نے اپنا کاروبار مکمل طور پر بند رکھا۔ کراچی میں تمام تعلیمی ادارے، بازار اور دیگر کاروباری مراکز مکمل طور پر بند رہے اور یہ تمام احتجاج بغیر کسی دباؤ کے عوام

نے خود ہی رضا کارانہ طور پر کیا جو کہ تحریک کے بروقت فیصلوں کی پذیرائی پر دلیل ہے بی بی سی نے بھی گزشتہ دس سالہ تاریخ کی پہلی ہڑتال بغیر کسی دباؤ کے قرار دیا۔

صرف چند یوم کے بعد عیدالفطر کا تہوار آنے والا تھا۔علامہ حسن ترابی نے تمام مسلمانوں سے عموماً اور ملت جعفریہ سے خصوصاً درخواست کی کہ اس سال عیدالفطر یوم استغاثہ کے طور پر منائیں اس اپیل کو زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد نے پذیرائی دی اور تحریک جعفریہ نے یوم عیدالفطر کا جو پروگرام مرتب کیا وہ یہ تھا کہ تمام مومنین اپنے بازوں پر سیاہ پٹیاں باندھیں نماز عیدالفطر کے بعد نماز استغاثہ ادا کریں آئمہ مساجد حالات پر روشنی ڈالیں اور عوام میں جذبہ شہادت بڑھائیں اور فلسفہ کربلا بیان کریں اس کے بعد ہر مساجد اور امام بارگاہ اور عیدگاہ میں نوحہ خوانی کی جائے اور شہداء کی ارواح کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے،اس کے بعد مومنین علماء کرام کی اقتداء میں شہداء کے گھروں پر جائیں اور ان کے ورثاء کو ہدیہ تبریک پیش کریں کہ خدا نے اس عظیم رتبے کے لیے ان کے خانوادہ کو منتخب کیا،تمام سندھ میں یکم شوال ۱۴۱۵ھ کو عیدالفطر یوم استغاثہ وسوگ کے عنوان سے منائی گئی۔تحریک کی جانب سے دیئے گئے پروگرام کے مطابق مومنین جلوسوں کی شکل میں نماز عید نماز استغاثہ اور نوحہ خانی کے بعد شہداء کے گھروں پر گئے۔

اس سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان جلوسوں میں اہل سنت کے افراد نے بھی شرکت کی اور شیعہ اور سنی مساجد پر حفاظتی اقدامات بھی اسلامیان کراچی نے مشترکہ طور پر انجام دیے عیدالفطر کے دن علامہ حسن ترابی،مولانا غلام علی وزیری،مولانا قمر عباس اور دیگر علمائے کرام کی قیادت میں ایک بڑے جلوس نے انچولی سوسائٹی کے شہداء کے گھروں پر حاضری دی یہ تمام شرکاء جلوس با آواز بلند نعروں تکبیر،نعرہ رسالت،نعرہ حیدری،نعرہ صلوات شہادت شہادت سعادت ہے ہماری درسگاہ کربلا کربلا،قائد کے فرمان پر جان بھی قربان ہے اور خانوادوں سے ملاقات کے دوران ان کو تعزیت نہیں بلکہ مبارک باد پیش کر رہے تھے یہ مظاہرہ غالباً پاکستان میں اپنی نوعیت کا پہلا اور انتہائی ایمان افروز تھا۔

اس موقع پر انچولی میں رہائش پذیر تمام شہداء کے گھروں پر حاضری دینے کے بعد جب علامہ حسن ترابی نے نیو کراچی جانے کا قصد کیا تو تمام شرکاء جلوس جو کہ ہزاروں پر مشتمل تھا جانے کا عزم کیا لیکن انہوں نے ان کو علاقہ کی کشیدگی کے پیش نظر روکا اور متعدد گاڑیوں کا ایک قافلہ تشکیل دے کر نیو کراچی،نارتھ کراچی،فیڈرل بی ایریا،سولجر بازار،اے بی سینیا لائن،پی ای سی ایچ ایس اور محمود آباد میں شہداء کے گھروں پر انتہائی حساس علاقے ہونے کے باوجود مبارک باد اور تحریک کے جذبات اظہار کرنے کے لیے بھیجا۔

اس موقع پر تمام شہداء کے لواحقین نے انتہائی شکر گزاری کا اظہار کیا ان شہدا کے خانوادوں کی خدمت میں تحائف اور دیگر نذرانے بھی پیش کیے گئے خصوصاً چند شہداء کے ورثاء کے بیانات انتہائی پُر اثر اور ایمان افروز تھے وہ شہادت کے لیے اپنے دیگر افراد خاندان کو بھی پیش کر رہے تھے اور یہ کہتے ہوئے پائے گئے کہ ہم تو پیدا ہی محمدؐ و آل محمدؐ پر قربان ہونے کے لیے ہوئے ہیں دوران دورہ سیکریٹری جنرل صاحب نے مختلف مقامات پر خطاب بھی فرمایا اور مومنین کو صبر اور استقامت کی تلقین کے ساتھ ساتھ جذبہ شہادت کو اجاگر کیا۔

عیدالفطر کے دوسرے اور تیسرے روز بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور شہداء کے لواحقین سے ملاقات کرنے کے لیے علامہ حسن ترابی نے جعفر طیار سوسائٹی اور دیگر علاقوں کا دورہ کیا سیکریٹری مالیات مظفر علی کرمانی کی قیادت میں ایک علیحدہ جلوس نے بھی شہر کے دیگر علاقوں کا دورہ کیا اور شہداء کے لواحقین کو مبارک باد پیش کی گئی لانڈھی کورنگی سٹی میں بھی تحریک کے عہدیداران نے مومنین کے ہمراہ شہداء کے گھروں پر حاضری دی اور مبارک

باد پیش کی۔ آخر میں ہم بزرگ و برتر کے حضور سر بسجود ہیں اور شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اب تک عزم و ہمت اور پامردگی سے ان پُر آشوب حوصلہ شکن حالات کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور دست بدعا ہیں امام زمانہؑ کے حضور کہ وہ ہمیں صحیح اور بروقت فیصلہ کرنے کی، ہمت، حوصلے سے حالات کا مقابلہ کرنے اور دشمنانِ ملک و ملت کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور جلد از جلد اپنے ظہور سے عالم کو منور فرمائیں۔

(ص ۹۱۔۹۵ تحریک جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ رپورٹ اپریل ۱۹۹۳ تا مارچ ۱۹۹۵)

مساجد، امام بارگاہوں، جلسہ وجلوس میں اسلحہ لیکر چلنے پر پابندی

اشتعال انگیز تقاریر، بیان اور چاکنگ سے پرہیز کیا جائیگا، ضابطہ اخلاق پر شیعہ وسنی علماء کا اتفاق

کمشنر کراچی کی زیر صدارت اجلاس میں ۱۵ نکاتی ضابطہ اخلاق پر عملدرآمد کیلئے سہ رکنی کمیٹی کا قیام

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی میں قیام امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے شیعہ وسنی مکتبہ فکر کے علما کے درمیان متفقہ ضابطہ اخلاق طے پایا ہے جس کے تحت مکاتب فکر کی جانب سے ایسی تقاریر، بیان یا چاکنگ نہیں کی جائے گی جس سے دوسرے فقہ کے لوگوں کی دل آزاری ہو جبکہ مساجد اور امام بارگاہوں میں اسلحہ رکھنے اور جلسہ گاہوں اور جلوسوں میں اسلحہ لے کر چلنے پر پابندی ہوگی۔ یہ ضابطہ اخلاق بدھ کو کمشنر کراچی کی زیر صدارت ایک اجلاس میں طے پایا جو تقریباً ساڑھے ۵ گھنٹے تک جاری رہا۔

اجلاس میں ۱۵ نکاتی ضابطہ اخلاق طے پایا جس پر عملدرآمد کے لئے سہ رکنی نگراں کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی کے ارکان میں مولانا شاہ تراب الحق، مفتی نظام الدین اور علامہ عباس کمیلی شامل ہیں۔ اجلاس میں مولانا شاہ تراب الحق، حاجی حنیف طیب، قاری شیر افضل، مولانا اسعد تھانوی، حافظ احمد بخش، علامہ حسن ترابی، مولانا شبیر احمد اظہری، مفتی فیروز الدین ہزاروی، علامہ عباس کمیلی، سید صغیر حسین جعفری، محمد صدیق راٹھور، ممتاز علی شریفی اور طارق مدنی کے علاوہ ڈی آئی جی کراچی اور تمام ڈپٹی کمشنروں نے شرکت کی۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ایک ضابطۂ اخلاق متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ عقائد کا اختلاف تمام مکاتب فکر میں موجود ہے تاہم ہر عالم، خطیب اپنے خطاب میں مثبت رویہ اختیار کرے گا تا کہ فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا نہ ہو، علماء، خطباء اور جماعتی رہنما اور مصنفین اپنی تقریروں اور تحریروں میں مختلف مکاتب فکر کے درمیان صلح، محبت رواداری اور افہام و تفہیم کا درس دیں گے اور اتفاق و اتحاد کی تلقین کریں گے۔ کوئی فریق کسی دوسرے فریق کی دل آزاری اپنی تقاریر اور اپنے عمل سے نہیں کرے گا اور اشتعال انگیزی سے پرہیز کرے گا بصورت دیگر مروجہ قوانین کے تحت حکومت ان کے خلاف ضروری کارروائی کرے گی۔

حضور اکرمؐ، آئمہ اہل بیتؑ، اہل بیت اطہارؑ، امہات المومنینؓ، صحابہ کرامؓ، تمام مجتہدین امت، اولیا کرام اور بزرگان دین جن کی مساعی جمیلہ اور توسط سے اسلام ہم تک پہنچا ہے کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ جمعۃ المبارک اور مجالس عزا، جلسوں یا جلوسوں میں دوران تقریر کوئی بھی فریق کوئی ایسی بات نہیں کرے گا جس سے کسی دوسرے فریق کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔

مساجد اور امام بارگاہوں اور اسلحہ رکھنے اور جلسہ گاہوں وجلوسوں میں اسلحہ لے کر چلنے یا نمائش کرنے پر مکمل پابندی ہوگی۔ کراچی کے درو دیوار پر ایک دوسرے کے خلاف منفی یا کسی قسم کی چاکنگ پر مکمل پابندی ہوگی۔ جلسوں اور جلوسوں و عام طریقے سے فرقہ وارانہ اور دل آزار کتب،

لٹریچر، پمفلٹ، پوسٹرز ہینڈ بلز و بینرز کی اشاعت، تقسیم و ترسیل نہیں کی جائے گی۔ پبلک مقامات پر فرقہ وارانہ اور اشتعال انگیز تقاریر پر مبنی کیسٹ رکھنے یا بجانے پر مکمل پابندی ہوگی اور ایسی کیسٹوں کی فروخت پر قانونی کاروائی کی جائے گی۔ غیر قانونی اسلحے کی بازیابی کیلئے بلا تخصیص انتظامیہ قانونی کاروائی کرے گی۔ کوئی فریق تشدد میں ملوث مجرموں کی اعانت یا ان کی پشت پناہی نہیں کرے گا اور ان کی نشاندہی کرے گا تاکہ متعلقہ قوانین کو بروئے کار لایا جاسکے

لاؤڈ اسپیکر کے بے جا استعمال سے گریز کیا جائے گا۔ اس کی آواز مساجد، امام بارگاہوں اور سامعین کی حد تک محدود رکھی جائے گی اور اس فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی کیلئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ انتظامیہ کسی بھی فریق کی نشاندہی پر اشتعال انگیز تقاریر کرنے والے مقررین کی تقاریر ریکارڈ کر کے قانون کے مطابق کاروائی کرے گی۔ کراچی میں ہر فریق کی طرف سے نشان زدہ انتہائی اہم دینی مدارس، مساجد اور امام بارگاہوں کے تحفظ کے لئے انتظامات کئے جائیں گے بشرطیکہ ان کو فرقہ وارانہ مقاصد یا تشدد کے لئے استعمال نہ کیا جارہا ہو۔ شہر میں کسی قسم کا سانحہ پیش آنے کی صورت میں فریقین اشتعال انگیز اخباری بیانات سے گریز کریں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴)

سانحہ جعفر طیار

جعفر طیار سوسائٹی میں فائرنگ 3 افراد ھلاک

دو خواتین سمیت4 افراد زخمی ھوگئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ملیر سٹی کے علاقے جعفر طیار سوسائٹی میں فائرنگ کے نتیجہ میں ۳ افراد ہلاک اور ۲ ہلاک اور ۲ خواتین سمیت ۴ افراد زخمی ہوگئے۔ عینی شاہدین کے مطابق اتوار کی صبح مسلح افراد نے جعفر طیار سوسائٹی کے مختلف گھروں اور دوکانوں پر فائرنگ کی۔ جس سے کئی مکانوں کو شدید نقصان پہنچا۔

جس کے بعد وہاں کے لوگوں نے اپنے دفاع میں ہوائی فائرنگ کی تو مسلح افراد فرار ہوگئے تاہم اسی دوران رینجرز اور پولیس کی بھاری نفری موقع پر پہنچ گئی جس نے علاقے کو گھیرے میں لے کر نوجوانوں کو پکڑنا شروع کردیا۔

اس محاصرے کے دوران پھر فائرنگ ہوئی جس سے عصمت حسین عرف بھیا اور شبیر علی جان بحق ہوگئے اور محمد حسین، سید عابد علی، سید علی سعید، مسز فاطمہ اور مسز مبارک شدید زخمی ہوگئے۔ جنھیں فوری طور پر اسپتال پہنچایا گیا جہاں محمد حسین ولد باقر حسین زخموں کی تاب نہ لاکر دم توڑ گیا۔

جعفر طیار سوسائٹی کے مکینوں نے جنگ کو بتایا کہ رینجرز اور پولیس نے خواتین اور نوجوانوں پر بلا جواز فائرنگ کی۔ جس سے کئی بے گناہ افراد جاں بحق ہوگئے مکینوں نے مطالبہ کی کہ اس سانحہ میں ملوث پولیس اور رینجرز کے اہلکاروں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴)

پولیس نے جعفر طیار سوسائٹی کا محاصرہ کرلیا

خواتین پر فائرنگ کی گئی جنگ سے ٹیلیفون پر متعدد افراد کی شکایت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) اتوار کی صبح سے جعفر طیار سوسائٹی سے ٹیلی فون کالوں کا تانتا بندھا رہا۔ جن میں زیادہ تر خواتین تھیں جنھوں نے بتایا کہ وہاں رینجرز اور پولیس نے پوری بستی کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور فائرنگ جاری ہے خواتین نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ باہر نکلیں تو انہیں بھی فائرنگ کا نشانہ بنایا گیا۔

فون کرنے والوں نے بتایا وہاں بعض لوگوں نے صبح دوکانیں کھولنے کی کوشش کی جو بعض دوسرے لوگوں نے آکر بند کروائیں اس پر تنازع شروع ہوا تو رینجرز اور پولیس نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔ خواتین نے شکایت کی کہ قانون کے محافظوں نے پرامن شہریوں کی مدد کے بجائے انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ دسمبر ۱۹۹۳)

جعفر طیار سوسائٹی میں افسوسناک کاروائی

حکومت کی سرپرستی میں ہوئی ہے: علامہ ساجد نقوی

راولپنڈی (پ ر) تحریک جعفریہ پاکستان کے سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے جعفر طیار سوسائٹی کراچی میں رونما ہونے والے افسوسناک واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے نہ صرف فرقہ وارانہ عناصر بے نقاب ہوئے ہیں بلکہ ہمارا یہ دعویٰ بھی درست ثابت ہوگیا ہے کہ حکومت اور پراسرار قوتیں ان عناصر کی سرپرستی کررہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام کاروائی حکومت کی سرپرستی میں ہوئی ہے۔

جعفر طیار سوسائٹی کے شہدا کی نماز جنازہ شرکاء نے مقامی انتظامیہ کے خلاف نعرے لگائے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جعفر طیار سوسائٹی کے شہدا کی نماز جنازہ مرکزی مسجد و امام بارگاہ جعفر طیار سوسائٹی میں مولانا بلال سماثری کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں علامہ حسن ترابی، مولانا قاری ممتاز شریعتی، مولانا عباس کمیلی، مولانا حسن ظفر نقوی، شمس الحسن شمسی، ثروت مرزا، اقبال رضا، حدیر زیدی، شمشاد رضوی اور دیگر عہدیداروں اور نمائندگان نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ کراچی کے پانچوں اضلاع کے نمائندگان، یونٹ، زونل عہدیداروں کے علاوہ ماتمی انجمنوں کے نمائندگان بھی شریک ہوئے۔ شرکاء جنازہ نے مقامی انتظامیہ کے خلاف نعرے لگارہے تھے بعدازاں شہدا کو مرکزی امام بارگاہ جعفر طیار میں سپرد خاک کردیا گیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳)

جعفر طیار سوسائٹی کے واقعہ کی تحقیقات کیلئے عدالتی کمیشن بنایا جائے

اس سانحہ کو شیعہ سنی فساد کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے علامہ حسن ترابی، پریس کانفرنس سے خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ سندھ کے سکریٹری جنرل علامہ حسن ترابی نے کہا کہ کراچی میں ہونے والے حالیہ واقعات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عوام کو بغاوت اور سرکشی کی ترغیب دے کر اس شہر کو امریکی سازش کے تحت ملک علیحدہ کرنے کی سازش پر عمل درآمد کیا جارہا ہے۔

وہ پیر کو اپنے دفتر میں پولیس کانفرس سے خطاب کر رہے تھے اس موقع پر قاری ممتاز شریفی، مولانا بلال سماڑی، مولانا حسن ظفر نقوی، مولانا عباس کمیلی، صاحب علی شاہ، شمس الحسن شمسی، ثروت مرزا، اقبال رضا جناب زیدی اور شمشاد رضوی موجود تھے۔

علامہ حسن ترابی نے جعفر طیار سوسائٹی کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے خطاب میں کہا کہ اس تمام خونی واقعہ کی تحقیقات کیلئے عدالتی کمیشن قائم کیا جائے۔ ۴۸ گھنٹوں کے اندر دہشت گردوں کو گرفتار کیا جائے۔ متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کو معطل کیا جائے اس ظالمانہ کاروائی سے جن افراد کو نقصان پہنچا ہے اور جو لوگ جاں بحق اور زخمی ہوئے ہیں اُن کے لیے معاوضے کا اعلان کیا جائے۔

انہوں نے اس واقعے کی پولیس رپورٹ کو من گھڑت قرار دیا انہوں نے کہا کہ اس واقعے کو شیعہ سنی فساد کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے کیونکہ جب سنی علماء سے اس سلسلہ میں رابطہ کیا گیا تو انہوں نے واضح طور پر کہا کہ اس معاملے کا سنیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

انہوں نے الزام عائد کیا کہ دہشت گردوں اور سرکاری اہلکاروں کے حملے سے علاقے کے مکانات کو شدید نقصان ہوا ہے۔ خواتین کی بے حرمتی بھی کی گئی۔ انہوں نے کہ اس صورت حال کے پیش نظر علاقے کی خواتین نے سروں پر قرآن رکھ کر فریاد کی تو انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں خواتین زخمی ہوگئیں۔ ان میں سے ایک خاتون کی حالت نازک ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳)

ملت جعفریہ کو تشدد کا نشانہ بنانا غیر مہذب عمل ھے۔ تحریک جعفریہ

کراچی (پ ر) تحریک جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ اور مرکزی تنظیم عزا کے ورکنگ کمیٹی کے ترجمان نیئر عباس علوی نے اپنے ایک بیان میں موجودہ صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کی انتظامیہ نے جس طرح سے دہشت گردوں کی مبینہ سرپرستی کی اور کھلے عام ملت جعفریہ کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا وہ ایک غیر مہذب عمل ہے۔

اُنہوں نے یہ بات واضح کی کہ تحریک جعفریہ صورتحال پر مکمل نظر رکھے ہوئے ہے اور ملت جعفریہ کی دیگر نمائندہ تنظیموں سے روابط ہیں اور ہم قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی کے حکم کے منتظر ہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے لائحہ عمل کا اعلان کریں گے اس کے علاوہ پاکستان چاروں صوبوں، قبائلی علاقہ جات، شمالی علاقہ جات اور آزاد کشمیر کے نمائندوں سے رابطہ کیا جارہا ہے۔ ملکی سطح پر احتجاجی پروگرام مرتب کیئے جارہے ہیں کیونکہ انتظامیہ دہشت گردوں کو مکمل تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ جس کی مثال کراچی میں ہنگامے ہیں جن میں قانون نافذ کرنے والوں کی موجودگی میں شیعہ آبادی پر حملے ہوئے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳)

سانحہ جعفر طیار میں ملوث اہلکاروں کو برطرف کیا جائے

انور علی اخونزادہ کی زیرِ صدارت اجلاس

کراچی (پ ر) تحریک جعفریہ سندھ کی کابینہ، کراچی ورکنگ کمیٹی اور تمام اضلاع کا اجلاس زیرِ صدارت مرکزی جنرل سیکریٹری انور علی اخونزادہ منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ جعفر طیار سوسائٹی کے سانحہ میںبہ طور پر ملوث ڈی ایس پی، ایس ایچ او، اور رینجرز کے اہلکاروں کو برطرف کیا جائے۔ مرکزی جنرل سیکریٹری نے اجلاس کے فوراً بعد اسپتال میں داخل زخمیوں کو عیادت کی۔ اُنہوں نے جعفر طیار سوسائٹی کا دورہ بھی کیا اور شہدا کے لواحقین سے ملاقات کی۔

دریں اثنا ورکنگ کمیٹی کے ترجمان نے سوکوارٹرز کورنگی میں پچھلے دو ہفتے سے رونما ہونے والے واقعات پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور بے گناہ لوگوں کی گرفتاری پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ حکومت دیانت داری سے کام لے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۹ دسمبر ۱۹۹۴)

دو فیصد طبقہ کراچی کے امن کو تہہ و بالا کرنا چاہتا ہے۔ مولانا بنوری

مولانا بنوری کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی خوش آئند مستقبل کی نوید ہے۔ بی بی سی

لندن (ریڈیو رپورٹ) کراچی میں حضرت علیؑ کے جشن ولادت پر جشن مرتضوی کے نام سے منعقد تقریب پر تبصرہ کرتے ہوئے بی بی سی نے کہا کہ اس پروگرام میں شیعہ سنی اتحاد کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آئے اس موقع پر سات آٹھ سو افراد نے جن کی اکثریت اہل تشیع کی تھی مولانا محمد بنوری الحسینی کی امامت میں نماز مغرب ادا کی جو ایک سنی عالم دین ہیں اور اتحاد بین المسلمین کے علمبردار ہیں۔

فرقہ وارانہ کشیدگی کے ماحول میں یہ واقعہ کراچی کے خوش آئند مستقبل کی نوید سناتا ہے۔ بعد میں مولانا محمد بنوری الحسینی نے بی بی سے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''میں نے شرکاء سے گذارش کی۔ کراچی کی ۹۸ فیصد آبادی امن چاہتی ہے صرف ۲ فیصد طبقہ امن کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے اور وہ کبھی مذہبی اور کبھی کسی دوسرے عنوان سے کراچی کے امن کو تہہ و بالا کرنا چاہتا ہے۔

اگر ہم ایک دوسرے کی مساجد اور عبادت گاہوں کو تقدس فراہم کریں اور ایک دوسرے کے مسلک کو احترام سے دیکھیں تو یہ قضیہ نہیں اُٹھے گا لیکن المیہ یہ ہے کہ کچھ عناصر دونوں طرف پائے جاتے ہیں جو متنازعہ امور کی بنا پر کشیدگی بڑھاتے ہیں اور کچھ ایسے عناصر بھی ہیں جن کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا وہ کبھی سنی مساجد پر حملہ آور ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں اشتعال پیدا ہوتا ہے اور وہ موسوم کیا جاتا ہے اہل تشیع کی جانب اور کبھی اہل تشیع کی مساجد یا ان کی عبادت گاہوں پر حملہ ہوتا ہے جو سنیوں کی جانب موسوم کیا جاتا ہے۔

اس صورتحال کے باعث کراچی جل رہا ہے اور یہ پروگرام ایک امید افزاء پروگرام تھا جس کے دوران اہل تشیع حضرات سے درخواست کی کہ وہ اسلام اور خاص طور پر اہل بیت کی تعلیمات کو مدنظر رکھ کر چلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انتہا پسندوں کے عزائم ناکام ہو جائیں گے۔ ایک سوال

کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ ہمارے مدرسے کے جو ۳ بھائی طالب علم شہید ہوئے ہیں ان کے بارے میں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہے کہ یہ نامعلوم دہشت گردوں کا شکار ہوئے ہیں اور ہم اس سلسلے میں کسی کو الزام نہیں دے سکتے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴)

(نوٹ: اتحاد بین المسلمین کا یہ عظیم داعی ۲ فیصد شر پسندوں کا نشانہ بن گیا اور ایک صبح اپنے مدرسے کے حجرے میں مردہ پایا گیا۔
مذکورہ تقریب کے انعقاد کے ایک روز بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری کی وضاحت بھی قابل غور ہے)

''کراچی (پ ر) جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی مجلس منتظمہ کا ایک ہنگامی اجلاس مہتمم جامعہ حضرات مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد بنوری نائب مہتمم جامعہ کی ایک مخصوص فرقہ کی تقریب ولادت مرتضوی میں شرکت پر افسوس اور دکھ کا اظہار کیا گیا۔ جامعہ کی انتظامیہ اور پالیسی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ اِن کا ذاتی فعل ہے۔ جامعہ کی انتظامیہ کا موقف وہی ہے جو تمام اہلسنت والجماعت کا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴)

تحریک جعفریہ حسینی مشن سے دستبردار نہیں ہوگی، علامہ حسن ترابی

کراچی (نمائندہ خصوصی) تحریک جعفریہ سندھ کے جنرل سیکریٹری علامہ حسن ترابی نے مطالبہ کیا ہے کہ اہل تشیع نوجوانوں کا قتل عام بند کرادیا جائے اور شہید محمد حبیب، اعجاز رضا اور عدیل کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کیا جائے۔

وہ ہفتہ کی شام صوبائی سیکرٹریٹ میں ہنگامی پریس کانفرس سے خطاب کررہے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ اب صبر کی انتہا ہو چکی ہے اور مزید صبر کی گنجائش نہیں ہے اب اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے گا کیونکہ انتظامیہ نے ہماری شرافت کو ہماری کمزوری سمجھ لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مبینہ دہشت گرد کھلے عام عزادارانِ حسینؑ پر حملہ آور ہوئے اور ہمارے تین ساتھی شہید اور تقریباً چھ افراد شدید زخمی ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ملزمان پولیس اور دیگر اہلکاروں کی موجودگی میں تحریک جعفریہ کے افراد کو تشدد کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے ہمارے کئی ساتھی شہید اور دیگر زخمی ہوئے۔ مساجد اور امام بارگاہوں پر حملے ہوئے۔

اُنہوں نے کہا کہ قتل و غارت گری ہمارا راستہ نہیں روک سکتی ہے۔ ہم کسی بھی صورت میں حسینی مشن سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے تمام جلوس قانونی ہیں اور انتظامیہ کی طرف سے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کیا جاتا ہے اور ایک گروہ محرم الحرام کی آمد کے ساتھ ہی اہل تشیع کے خلاف زہر اُگل رہا تھا اور مسلسل دھمکیاں دی جارہی تھیں اس کے باوجود حکام اُن کی سازش سے بے خبر رہے۔ انہوں نے تحریک جعفریہ کے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ عزاداری سید الشہداءؑ کے تحفظ کیلئے اپنے آپ کو تیار رکھیں تاکہ باطل قوتوں کا منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹ جون ۱۹۹۴)

جلوسوں کی حفاظت کے لئے شہر کو فوج کے حوالے کیا جائے۔ تحریک جعفریہ

۱۳ افراد کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے، مجلس کی قرار دادیں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تحریک جعفریہ کے رہنما علامہ حسن ترابی نے ہفتہ کو نشتر پارک میں منعقد محرم کی ساتویں مجلس کے موقع پر منعقد قراردادوں کے ذریعے ۱۳ افراد کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان شہداء کے قاتلوں کو جن کے نام ایف آئی آر میں درج ہیں فوری طور پر گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے ۱۰ محرم تک مرکزی جلوسوں کے علاوہ تمام چھوٹے بڑے جلوسوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے شہر کو فوج کے حوالے اور مساجد اور امام بارگاہوں کے احترام کو یقینی بنایا جائے۔ مجالس و جلوس کے اختتام پر رات گئے گھروں کو واپس جانے والوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ شہدا کی نماز جنازہ اور تدفین کے سلسلے میں اعلان کیا گیا کہ اُنکے ورثاء کے مشورے اور قوم کے عظیم مفادات کے پیش نظر کور کمانڈر کراچی سے ملاقات کے بعد اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔

دریں اثنا علامہ طالب جوہری نے نشتر پارک میں "دین اور شریعت کی عقلی تعبیر" کے موضوع پر خطاب سے قبل ٹی وی سے کھیلوں کی خبریں ٹیلی کاسٹ کرنے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اگر ٹی وی انتظامیہ حسینؑ دوستی کا ثبوت نہیں دے سکتی تو دوسروں کے جذبات کو مجروح کرنے سے گریز کرے۔

بعد ازاں اُنہوں نے تین افراد کی ہلاکت کو وزیر اعلیٰ، گورنر سندھ اور انتظامیہ کی نااہلی قرار دیا اور کہا کہ اگر قاتلوں کو گرفتار نہ کیا گیا تو ہم نوجوانوں سے یہ کہنے پر مجبور ہونگے کہ دفعہ ۱۴۴ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے باہر آ جائیں۔ ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ انتظامیہ کے محتاج نہیں۔ اُنہوں نے توقع ظاہر کی کہ فوج کے اعلیٰ حکام اس مسئلہ کو حل کریں گے اُنہوں نے کہا کہ ہمیں جیل سے ڈرایا جا رہا ہے حالانکہ شہادت ہماری میراث ہے۔

مجلس عزا میں علامہ حسن ترابی کے علاوہ قاری ممتاز شریعتی، علامہ عرفان حیدر عابدی، علامہ عباس کمیلی، مولانا عبدالحکیم بوترابی، مولانا شاہ فیروز الدین رحمانی، مظفر کرمانی، سید حسین حیدر اور سید افتخار شاہ شریک تھے جبکہ علامہ حسن ترابی، علامہ عرفان حیدر عابدی، علامہ عباس کمیلی اور مولانا عبدالحکیم بوترابی نے شرکاء مجلس سے خطاب کیا۔

مقررین نے کہا کہ شہدا کے خون کا ایک قطرہ بھی رائیگاں نہیں جائے گا قرآن مظلوم کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنا دفاع کرے اور بدلہ لے۔ اس موقع پر تحریک جعفریہ پاکستان کے قائد علامہ سید ساجد علی نقوی کا پیغام دیا گیا کہ کراچی کے مومنین تنہا نہیں ہیں پورے ملک کے مومنین اُنکے ساتھ ہیں اگر ضرورت پڑی تو ۹ محرم کو وہ ان کے ساتھ ہونگے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ جون ۱۹۹۴)

maablib.org

"تمام مسلمان ہمارے بھائی ہیں ہم نے ملت اسلامیہ کو فرقوں میں تقسیم نہیں کیا مگر محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمن ہمارے دشمن ہیں"

(علامہ طالب جوہری)

۱۰ محرم الحرام تک کراچی کو فوج کے حوالے کیا جائے

عزاداران پر حملہ آور، قتل کے اصل ملزمان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزائیں دی جائے

نشتر پارک کے مرکزی اجتماع میں منظور کردہ قرارداد میں مطالبہ، مومنین سے صبر و تحمل کی اپیل

کراچی (نمائندہ خصوصی) جلوس ہائے عزا کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے دس محرم الحرام تک پورے شہر کراچی کو فوج کے حوالے کیا جائے ایف آئی آر میں درج ملزمان کو فوری گرفتار کر کے دہشت گردی کی عدالت میں مقدمہ چلا کر عبرت ناک سزائیں دی جائیں۔ مسجد صدیق اکبر اور بنوری ٹاؤن سے غیر قانونی اسلحہ برآمد کیا جائے۔ دہشت گردوں کے سرپرستوں کو ۲ ماہ کے لیے نظر بند کیا جائے۔ جلوس عزا اور مجالس کے اختتام سے واپس ہونے والے مومنین کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

اس کا مطالبہ ہفتہ کی شام نشتر پارک میں مرکزی اجتماعی اجتماع میں منظور کردہ قرارداد میں کیا گیا۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ تحریک جعفریہ سے تعلق رکھنے والے تین جوانوں کی شہادت کے باعث شہر بھر کی مجالس ملتوی کر کے نشتر پارک کی مرکزی مجلس عزا کو احتجاجی جلسے میں تبدیل کر دیا گیا۔ جلسے سے تحریک جعفریہ صوبہ سندھ کے سیکریٹری علامہ حسن ترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ عباس کمیلی، علامہ عرفان حیدر عابدی اور علامہ عبدالحکیم بوترابی نے خطاب کیا۔

مقررین نے امام بارگاہ باب العلم پر فائرنگ، ناگن چورنگی اور شارع قائدین پر عزادارانِ امام حسینؑ پر حملے کی مذمت کی۔ تین عزاداروں (شہید محمد حبیب پاروی، شہید سید وقار رضا اور شہید عدیل رضا) کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ استعماری ایجنٹ شیعہ سنی فسادات کے ذریعے امت مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تمام مکاتب فکر سے اپیل کی کہ وہ یہودی اور ان کے ایجنٹوں کی سازش کو ناکام بنادیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ عزاداروں پر حملے اور قتل کے اصل ملزمان کو گرفتار کر کے ان پر خصوصی عدالت میں مقدمہ چلا کر عبرت ناک سزائیں دی جائیں اور مساجد و امام بارگاہوں، جلوس ہائے عزا اور شعائر کی عظمت و حرمت اور احترام کو یقینی بنایا جائے۔

انہوں نے اعلان کیا کہ رات کو منعقد ہونے والی مجالس اور جلوسوں کا اعلان نشتر پارک کی مجلس میں کیا جائے گا تاہم کوئی جلوس اور مجلس عزا ملتوی نہیں کی جائے گی اور اس میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کی جائے گی انہوں نے مومنین سے اپیل کی کہ وہ صبر و تحمل اور نظم و ضبط کا عملی مظاہرہ کریں اپنے قائدین کے مشوروں پر عمل کریں کیونکہ ہر فیصلہ، لائحہ عمل اور راست اقدام عزاداری امام مظلوم کے عظیم تر مفاد میں ہوگا۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹ جون ۱۹۹۴)

شیعہ علماء کے وفد کی کور کمانڈر سے ملاقات

کراچی (نمائندہ خصوصی) تحریک جعفریہ پاکستان کے تین کارکنان کی لاشیں جنہیں ناگن چورنگی اور شاہراہ قائدین پر مجلس واپسی پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا تھا جلوس کی شکل میں نشتر پارک لائی گئیں، جہاں علماء نے انتظامیہ کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کیا اس سلسلے میں سخت کشیدگی موجود تھی۔

ڈی سی سینٹرل حاجی محمد یوسف، ایس ایس پی علیم جعفری، کمشنر کراچی اور ڈی آئی جی کراچی نے علماء کے ایک گروپ کو گفت و شنید کے

لیے تیار کیا اور پھر علماء کے وفد کو لے کر ملیر گئے۔ جہاں علماء کے مطالبات پر غور کیا گیا۔ علماء کا مطالبہ تھا کہ محرم الحرام کے موقع پر ۸، ۹ اور ۱۰ محرم کو حکومت حفاظتی انتظامات فوج کے حوالے کردے، دوسری ایجنسیاں مددگار کی حیثیت سے کام کریں۔ اس سلسلے میں رات گئے تک اجلاس جاری تھا۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹ جون ۱۹۹۴)

شہر میں فوج کا گشت، حساس مقامات پر پوزیشن سنبھال لیں

جی او سی سے شیعہ علماء کی ملاقات

امن و امان کیلئے تمام انتظامات کیئے جائیں گے میجر جنرل سلیم حیدر

کراچی (اسٹاف رپورٹر) نیو کراچی میں ہفتہ کو دو افراد کی ہلاکت کے بعد فوج نے شہر کے حساس مقامات پر گشت شروع کر دیا ہے۔ اور کسی بھی ناخوش گوار واقعہ سے نمٹنے کیلئے حساس مقامات بالخصوص مجالس اور جلوس کے مقامات پر پوزیشنیں سنبھال لی ہیں۔

اس واقعہ کے بعد شیعہ علماء نے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل سلیم حیدر سے ملاقات کی اور اُن سے درخواست کی کہ مجالس اور جلوس والی جگہوں کی حفاظت کیلئے فوج متعین کی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ سول انتظامیہ امن و امان برقرار رکھنے میں ناکام ہوگئی ہے۔ شیعہ علماء نے جی او سی کو شہر میں امن و امان برقرار رکھنے میں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ میجر جنرل سلیم حیدر نے علماء کو یقین دلایا کہ امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے تمام انتظامات کئے جائیں گے اور مجالس اور جلوس کے مقامات پر فوج تعینات کی جائے گی۔

انہوں نے کہا کہ وہ پُر امن رہیں اور کسی اشتعال میں نہ آئیں۔ اس ملاقات کے موقع پر کمشنر کراچی اور ڈی آئی جی کراچی بھی موجود تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ جون ۱۹۹۴)

جس کی حسینؑ سے دشمنی ہے اُسکے ساتھ

ہماری دشمنی قیامت تک رہے گی، علامہ طالب جوہری

کراچی (نمائندہ خصوصی) پاک محرم ایسوسی ایشن کے زیر انتظام نشتر پارک میں ''دین اور شریعت کی عقلی تعبیر'' کے عنوان سے ۸ ویں مجلس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ طالب جوہری نے کہا کہ ''وزیر اعلیٰ سندھ نے تمام مطالبات کے سلسلے میں بعض یقین دھانیاں کرائی ہیں اور امید ہے کہ وہ ان کو پورا کریں گے۔

انہوں نے کہا کہ اہل تشیع جھوٹے وعدے سننے کی عادی نہیں ہیں اور ہماری کسی کے ساتھ دشمنی نہیں ہے تاہم، جس کی حسینؑ کے ساتھ دشمنی ہے اس کے ساتھ قیامت تک دشمنی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کی دعوت دی ہے تمام مسلمان ہمارے بھائی ہیں ہم نے ملت اسلامیہ کو فرقوں میں تقسیم نہیں کیا مگر محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمن ہمارے دشمن ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ عقائد کو عقل سے مانا جائے اور شریعت کی پیروی کی جائے۔ عوام کو مجتہد کی پیروی کرنی چاہیے اور مجتہد کو امام کی پیروی کرنی چاہیے۔

امام درحقیقت رسول اللہؐ کی پیروی کرتا ہے اور رسولؐ وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہے۔ اس موقع پر تحریک جعفریہ سندھ کے سیکریٹری علامہ حسن ترابی، علامہ عرفان حیدر عابدی اور دیگر علماء بھی موجود تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۲۰ جون ۱۹۹۴ء)

معرکہ کربلا اہل ولایت اور منکر ولایت کا ٹکراؤ ہے، علامہ طالب جوہری

ہم کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کے ساتھ ہیں، مسلمانوں کے مسائل کا حل اتحاد میں مضمر ہے۔ نشتر پارک میں خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاک محرم ایسوسی ایشن کے تحت نشتر پارک میں ''دین اور شریعت کی عقلی تعبیر'' کے موضوع پر محرم کی ۹ ویں مجلس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ طالب جوہری نے کہا کہ کربلا کا معرکہ اقتدار کی جنگ نہیں بلکہ اہل ولایت کا منکر ولایت کا ٹکراؤ ہے۔

ہم اتحاد بین المسلمین کے علمبردار اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کے ساتھ ہیں ملت اسلامیہ کا اتحاد مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل ہے۔ فلسطین، بوسنیا اور دیگر ممالک میں مسلمان جن مسائل سے دوچار ہیں ان کا حل بھی اتحاد اسلام کی تعمیر میں ہے انہوں نے کہا ہم کسی بڑی طاقت کے خلاف نہیں جیو اور جینے دو کے اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ تاہم بڑے ملک ہمارے معاشرے میں انتشار پھیلانا چاہتے ہیں اور ہمارے معاشرے کو تخریب کاری کا شکار بنایا گیا ہے۔

انہوں نے کہا ہم نے اپنا حق مانگا ہے۔ ہم لاقانیت کے قائل نہیں ہیں لیکن حقوق ادا نہ کرنا بھی لاقانونیت ہے۔ ہم قانون کا احترام کرنا جانتے ہیں اور ہمیں اپنے مطالبات کو منوانے کا ڈھنگ آتا ہے۔ مطالبات تسلیم کیئے گئے تو شکر گزار ہونگے۔

انہوں نے کہا ہم منبر سے بات کر رہے ہیں اور منبر سے جو کہا جاتا ہے سچ ہوتا ہے اور اگر ہمارے مطالبات پورے نہ ہوئے تو راست اقدام کریں گے۔ مجلس میں تحریک جعفریہ پاکستان کے سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی، علامہ حسن ترابی، علامہ عباس کمیلی، علامہ عرفان حیدر عابدی، مولانا ممتاز علی شریفی، مولانا شاہ فیروز الدین رحمانی اور دیگر علماء موجود تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ جون ۱۹۹۴ء)

سانحہ گولیمار جسٹس آئی محمود کراچی میں فرقہ وارانہ فسادات کی تحقیقات کریں گے۔

کراچی ۲۲ فروری (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس آئی محمود ۲۰ فروری کو کراچی میں ہونے والے فرقہ وارانہ جھڑپوں کی تحقیقات کریں گے۔ حکومت سندھ کی درخواست پر قائم مقام چیف جسٹس جناب جسٹس آغا علی حیدر نے آج جسٹس آئی محمود کو تحقیقات کے لیے نامزد کیا ہے۔ ان کا دائرہ کار یہ ہے۔

۔ ان حالات کے اسباب کا تعین کرنا جس کے نتیجے میں تصادم ہوا۔ ان افراد اور گروہوں کی نشاندہی جو جھڑپوں کیلئے اُکسانے کے ذمہ دار تھے۔ اور اس بات کا جائزہ لینا کہ ان ہنگاموں سے بچنے اور ان پر قابو پانے کیلئے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے تھے یا نہیں، آئندہ اس قسم کی جھڑپوں اوارے کے خلاف حفاظتی انتظامات کی سفارش کرنا اور ٹریبونل جس قدر جلد ممکن ہو حکومت کو رپورٹ پیش کرے گا۔

(روزنامہ حریت کراچی مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۷۸ء)

گولیمار میں ہنگاموں کی وجہ سیاسی ہوسکتی ہے ایس ایچ او کا بیان

ہنگامے کی ابتدا نعرے بازی سے ہوئی تھی۔ فائرنگ ۲ مقامات پر ہوئی

کراچی ۲۹ مارچ (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس آئی محمود پر مشتمل ٹریبونل نے سانحہ گولی مار کے اسباب کی تحقیقات کے سلسلے میں انچارج تھانہ گل بہار اعجاز حسین شاہ کا بیان قلمبند کیا اور سماعت یکم اپریل تک کیلئے ملتوی کر دی۔ ٹریبونل کی معاونت ایڈووکیٹ جنرل سندھ جناب ظہور الحق کر رہے ہیں جبکہ متاثرہ افراد کی پیروی سید اخلاق حسین اور جناب نقی مرزا ایڈووکیٹ کر رہے ہیں۔

اعجاز حسین شاہ نے اپنے بیان میں کہا کہ میں نے ۵ فروری کو گلبہار تھانے کا چارج سنبھالا تھا۔ میں نے پہلے ہی محسوس کر لیا تھا کہ علاقے میں دونوں فرقوں کے لوگوں کے درمیان کشیدگی ہے۔ گواہ نے کہا کہ میں نے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے دونوں فرقوں کے نمائندوں کو ۷ اور ۸ فروری کو تھانے بلایا۔ ان افراد نے جلوس کے موقع پر تعاون کرنے اور امن اور امان قائم رکھنے کی یقین دہانی کرائی۔ اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر ویسٹ جناب خالد سعید اور اسسٹنٹ سب مارشل ایڈمنسٹریٹر نے بھی دونوں فرقوں کے نمائندوں سے ملاقاتیں کیں گواہ نے کہا متوقع ہنگامے کے پیش نظر علاقے میں احتیاطی اور حفاظتی انتظامات کیئے گئے انچارج تھانے نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے ثابت ہو کہ ہنگامے کی سیاسی وجوہات ہیں۔

تاہم گواہ نے کہا کہ ہنگامے کہ وجہ سیاسی ہوسکتی ہے۔ گواہ نے کہا کہ ہنگامے کی ابتدا نعرے بازی اور جوابی نعرے بازی سے ہوئی اس کے بعد ہنگامے نے شدت اختیار کر لی۔ گواہ نے کہا کہ ۱۶ اور ۲۰ فروری کو ہنگاموں کے دوران ۲۱ مقدمات درج کرے ان میں ۲۷ افراد کو گرفتار کیا گیا ان میں ۶۵ افراد کو ابتدائی پوچھ گچھ کے بعد شخصی ضمانتوں پر رہا کر دیا گیا بقیہ سات افراد کے خلاف مقدمہ کا چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا۔

گواہ نے کہا کہ فائرنگ دو مقامات پر ہوئی چاقو زنی کی وارداتیں بھی ہوئیں جس کے نتیجے میں آٹھ افراد ہلاک اور گیارہ افراد زخمی ہوئے۔ نقصانات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے گواہ نے کہا کہ ۱۶ فروری کے ہنگامے میں ۱۸ دوکانوں اور مکانات کو نقصان پہنچا۔ جنہیں آگ لگانے کی کوشش کی گئی تھی جبکہ ۲۰ فروری کے ہنگامے میں گیارہ دوکانیں اور ۳۵ مکان جل کر تباہ ہوگئے اور ۱۳ مکانوں کو نقصان پہنچا۔ گواہ نے کہا کہ ۲۰ فروری کے بعد علاقے میں امن اور امان ہے۔

(روزنامہ حریت کراچی مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۷۸)

maablib.org

گولی مار میں فرقہ وارانہ فساد کی سیاسی وجہ نہیں ہے، سانحہ گولی مار کی تحقیقات ٹریبونل میں گواہ کا بیان

کراچی ۱۱ مئی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس آئی محمود پر مشتمل ٹریبونل نے سانحہ گولی مار کے اسباب کی تحقیقات کے سلسلے میں آج ایک گواہ کا بیان قلمبند کیا اور سماعت ۱۸ مئی تک کیلئے ملتوی کر دی۔ آئندہ سماعت پر دیگر دو گواہوں کے بیانات بھی قلمبند کئے جائیں گے۔

گواہ سید علی امام جعفری نے کہا کہ میں نے ۸ ربیع الاول کے جلوس میں شرکت کی تھی میں جلوس کے آخری حصہ میں تھا جہاں بیس پچیس پنجابی برادری کے شیعہ ماتم کر رہے تھے۔ جب یہ جلوس گولی مار نمبر ۲ پر پہنچا تو شیعوں کی طرف سے معمول کے مطابق روایتی انداز کے نعرے لگائے گئے۔ اس موقع پر کچھ لوگ فٹ پاتھ پر کھڑے تھے انہوں نے بھی نعرے لگائے۔ گواہ نے کہا گولی مار نمبر ۲ پر فٹ پاتھ پر کھڑے افراد نے جلوس پر پتھراؤ کیا۔ گواہ نے کہا کہ میرے خیال میں دونوں فرقوں کے درمیان تصادم کی کوئی سیاسی وجہ نہیں تھی۔

(روزنامہ حریت کراچی مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۷۸)

''جس قوم کا حق ہے وہ اس کو دینا پڑے گا۔ اس میں اپنے اور پرائے کی تمیز اٹھا دینا پڑے گی ورنہ یہ اضطراب کبھی کم نہ ہوگا۔''

(علامہ سید محمد دہلوی)

''اپنے حقوق لینے کی خاطر ہم ہر مناسب اقدام کرنے میں آزاد ہیں'' (علامہ مفتی جعفر حسین)

''مجالس امام حسین علیہ السلام کو زندہ رکھیں۔ ان مجالس کی برکت سے ہی ہمارے درمیان دین زندہ ہے''

(شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی)

ہم شیعہ ہیں اور ہمیں اپنے شیعہ ہونے پر نہ کل شرمندگی اور نہ آج ہے۔
کل بھی فخر تھا اور آج بھی فخر ہے۔ ہم ہر مسلک کا احترام کرتے ہیں اور اپنے حقوق برابری کی بنیاد پر چاہتے ہیں''

(شہید علامہ محمد حسن ترابی)

''ہم لاقانیت کے قائل نہیں ہیں لیکن حقوق ادا نہ کرنا بھی لاقانیت ہے۔ ہم قانون کا احترام کرنا جانتے ہیں اور ہمیں اپنے مطالبات کو منوانے کا ڈھنگ آتا ہے'' (علامہ طالب جوہری)

maablib.org

یہی منصفی ہے تو منصفو، مرا خون تم کو معاف ہے
نہ گواہیاں، نہ شہادتیں، مرا فیصلہ بھی سنا دیا

(خالد علیگ)

انصاف
کے
ایوانوں
میں

maablib.org

ہمیں تو انصاف اُس شخص کے ساتھ کرنا ہے جو اب زندہ نہیں، لیکن جس کی روح اب بھی انصاف انصاف پکار رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اس کی موت کا بدلہ لیا جائے موت کے بدلے موت دی جائے اور سچ تو یہ ہے کہ موت کے بدلے موت رحم دلی کا تقاضہ بھی ہے''۔

(..........کی عرضداشت رحم پر وزارت قانون کی رائے سے اقتباس،
ص ۸۳ پاکستان انقلاب کے دہانے پر، روئیداد خان، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۹۸)

maablib.org

سندھ میں انسداد دہشتگری کی عدالتوں میں مقدمات

کراچی میں مختلف مذہبی تنظیموں کے ۵۷ کارکن گرفتار ہیں جن کے خلاف دہشت گردی اور فرقہ وارانہ انتہا پسندی کے مقدمات درج ہیں ملزمان کا تعلق کالعدم تنظیموں سپاہ صحابہ، جیش محمد، لشکر جھنگوی، حرکت الانصار اور جنداللہ وغیرہ سے ہے۔ گرفتار ملزمان کے خلاف پولیس نے انسداد دہشگردی کے ۱۷۶ مقدمات پیش کئے تھے جن میں سے ۹۳ مقدمات میں ملزمان کو سزائیں سنائی گئیں جبکہ ۸۳ مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

کراچی پولیس نے فرقہ وارانہ دہشگری کی وارداتوں کے الزام میں کالعدم تنظیموں جنداللہ لشکر جھنگوی کے ۲۴ کارکن، سپاہ صحابہ کے ۱۸ کارکن، جیش محمد کے ۹ کارکن، خدام الاسلام کے ۴ کارکن، حرکت الانصار کے کارکن، (کل ۵۷، جن میں ۱۶ کارکن جن کی تفصیل اخبار نے نہیں دی ہے؟) کو گرفتار کر کے ان کے مقدمات انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں پیش کیئے تھے۔

عدالت	مقدمات میں ملزمان کو سزائیں سنائی	زیر سماعت مقدمات عدالت میں	کل
انسداد دہشت گردی خصوصی عدالت نمبر ۱	7	20	27
انسداد دہشت گردی خصوصی عدالت نمبر ۲	13	32	45
انسداد دہشت گردی خصوصی عدالت نمبر ۳	44	9	53
انسداد دہشت گردی خصوصی عدالت نمبر ۴	4	0	4
انسداد دہشت گردی خصوصی عدالت نمبر ۵	25	22	47
کل	93	83	176

(حوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۶ جنوری ۲۰۰۵)

پاکستان میں دہشت گردی زیر التواء مقدمات

سینٹ کو جمعرات کے روز دہشگردی کے زیر التواء مقدمات کی تفصیلات بتاتے ہوئے وفاقی وزیر قانون وصی ظفر نے کہا کہ سوا دو ہزار (۲۰۲۵) مقدمات گذشتہ چار سال سے زیر التواء ہیں اس صورت حال میں یہ توقع رکھنا کہ ملک سے دہشت گردی کا جلد خاتمہ کر دیا جائے گا ایک خوش فہمی ہوگی۔

اگر ایسے سنگین واقعات میں ملوث مجرموں کو جلد از جلد عبرت ناک سزائیں نہ دی جاسکیں اور سالہا سال ان کے مقدمات عدالتوں میں التواء ہیں تو اس سے ان کی حوصلہ افزائی یقینی امر ہے۔

(اداریہ روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ کتوبر ۲۰۰۴)

سندھ ہائی کورٹ : خود کش حملے کے ملزم کو 23 مرتبہ سزائے موت کا فیصلہ کالعدم

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور مسٹر جسٹس سید محمود عالم رضوی پر مشتمل بینچ نے ۷ مئی ۲۰۰۵ کو مسجد حیدری میں خودکش دھماکہ کر کے ۲۳ افراد کو ہلاک اور ۱۹۸ افراد کو زخمی کرنے کے الزام میں اے ٹی سی کی عدالت سے ۲۳ مرتبہ سزائے موت اور جرمانہ کے خلاف کالعدم لشکر جھنگوی کے گل حسن کی اپیل منظور کر لی، سرکاری وکیل کے دلائل دینے میں ناکامی پر ماتحت عدالت نے سزائے موت کا فیصلہ کالعدم قرار دیدیا۔ بری ہونے والے ملزم کی جانب سے محمد الیاس اور شوکت حیات ایڈوکیٹس نے پیروی کی جبکہ سرکار کی جانب سے اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل حبیب احمد پیش ہوئے۔

محمد الیاس ایڈوکیٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ استغاثہ نے ۴۳ گواہ پیش کئے لیکن ان میں سے کسی نے بھی استغاثہ کی کہانی کی تائید نہیں کی۔ کسی گواہ نے یہ نہیں کہا کہ اس نے اکبر خان نیازی کو دیکھا تھا یا وہ دھماکہ کی جگہ کھڑا تھا اور نہ ہی کسی نمازی نے یہ کہا کہ بریف کیس سے دھماکہ ہوا ہے۔

گواہوں نے کہا کہ جمعہ کے روز کمپاؤنڈ میں کوئی گاڑی نہیں ہوتی۔ عدالت عالیہ نے سرکاری وکیل سے وضاحت مانگی کہ کیا استغاثہ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ کیا اکبر خان خودکش حملہ آور تھا لیکن سرکاری وکیل اس سوال کا جواب نہیں دے سکے۔ الیاس خان نے کہا کہ جائے واردات سے اکبر خان کی یونیفارم کا ٹکڑا نہیں ملا اور نہ ہی کسی نمازی نے اس طرح کے شخص کو بریف کیس کے ساتھ مسجد میں آتے ہوئے دیکھا ہے۔ استغاثہ کیس ثابت کرنے میں بری طرح ناکام ہے اور استغاثہ یہ ثابت نہ کر سکا کہ کوئی لاش اکبر خان کی ہے۔ حبیب احمد نے کہا کہ تین عینی شاہدوں نے استغاثہ کی تائید کی ہے ماتحت عدالت کا فیصلہ بحال رکھا جائے۔ واضح رہے کہ گل حسن امام بارگاہ علی رضا میں خودکش دھماکہ کرانے کے الزام سے بھی بری ہو چکا ہے۔

(روزنامہ جنگ، ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۷)

امام بارگاہ علی رضا خودکش حملہ کیس، گل حسن کی سزا کالعدم

سنگین جرائم کے کیس محض مفروضوں پر طے نہیں کئے جاسکتے۔ سندھ ہائی کورٹ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس محمد افضل سومرو اور مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری پر مشتمل اپلیٹ بینچ نے ۳۱ مئی ۲۰۰۵ کو مسجد و امام بارگاہ علی رضا میں خودکش بم دھماکے کے ذریعے ۲۲ افراد کو ہلاک اور ۱۲۹ افراد کو زخمی کرنے کے الزام میں اے ٹی سی عدالت سے ۲۲ مرتبہ سزائے موت اور عمر قید وغیرہ کی سزاؤں کے خلاف کالعدم لشکر جھنگوی کے رہنما گل حسن کی اپیل منظور کر لی اور سزائیں کالعدم قرار دیں۔

عدالت نے کہا کہ سنگین جرائم جس میں سزائے موت تک دی جاسکتی ہے محض مفروضوں کی بنیاد پر طے نہیں کیئے جاسکتے۔ عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ استغاثہ الزام ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ استغاثہ نے ۴۰ گواہ پیش کیئے جس میں زخمی افراد، میڈیکل افسران اور پولیس اہلکار تھے۔ لیکن گواہوں نے ملزم کا ملوث ہونا ثابت نہیں کیا۔

استغاثہ نے الزام لگایا کہ خودکش بم دھماکہ کرنے والے محمد علی کھتری نے ملزم گل حسن سے ملاقات کی اور گلے ملا اور بریف کیس لے کر مسجد کے اندر چلا گیا۔ عدالت نے کہا کہ استغاثہ نے محمد علی کھتری اور گل حسن کا آپس کا کوئی تعلق ظاہر نہیں کیا۔ عدالت نے دو گواہوں مجاہد حسین اور اقبال حسین کی گواہی کو درست تسلیم نہیں کیا۔ جس میں کہا گیا کہ گل حسن اور محمد علی کھتری کو گلے ملتے ہوئے دیکھا تھا۔

عدالت نے اپنے ریمارکس میں کہا کہ سنگین جرائم جس میں سزائے موت تک دی جاسکتی ہے محض مفروضوں کی بنیاد پر طے نہیں کیے جاسکتے ہیں عدالت نے کہا کہ ڈی این اے ٹیسٹ مشکوک ہے کیونکہ یہ بات ثابت نہیں کی گئی کہ خود موقع سے جو گوشت کے ٹکڑے اُٹھائے تھے وہ امام بارگاہ سے لیے گئے تھے ڈاکٹر نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ گوشت کے جو ٹکڑے بھیجے گئے تھے وہ سیل نہیں تھے بری ہونے والے ملزم کی پیروی مشتاق احمد ایڈوکیٹ نے کی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۸ مئی ۲۰۰۷)

کالعدم لشکر جھنگوی کے عبدالوہاب پر دو افراد کے قتل کا الزام تھا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کو مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور مسٹر جسٹس منیب احمد خان پر مشتمل اپیلٹ بینچ نے سبحان اللہ بیکری کے مالک غلام حسین سہراب اور باقر سہراب کو فائرنگ کرکے قتل کرنے کے الزام میں کالعدم لشکر جھنگوی کے عبدالوہاب افغانی کی اے ٹی سی سے سزائے موت کے خلاف اپیل منظور کرلی اور سزا کالعدم قرار دیدی اور حکم دیا ہے کہ اگر بری ہونے والا ملزم کسی اور کیس میں ملوث نہیں ہے تو اُسے رہا کردیا جائے۔

اس مقدمے میں اے ٹی سی شاہنواز عرف شانی اور شوکت کو پہلے ہی بری کرچکی ہے۔ درخواست گزار کی پیروی مشتاق احمد ایڈوکیٹ نے کی۔

(روزنامہ جنگ (کراچی) ۹ فروری ۲۰۰۷)

ہائی کورٹ کا فیصلہ: کالعدم سپاہ صحابہ کے مفتی شاھد کی عمر قید سزائے موت میں تبدیل

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور مسٹر جسٹس منیب احمد خان پر مشتمل اپیلیٹ بینچ نے گلشن اقبال میں ڈاکٹر رضا مہدی جعفری کو فائرنگ کرکے ہلاک کرنے کے الزام میں ماتحت عدالت سے سپاہ صحابہ کے مفتی شاہد حنیف کی عمر قید کی سزا سزائے موت میں تبدیل کردی جبکہ دوسرے ملزم خلیل کی سزائے موت بحال رکھی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۷ فروری ۲۰۰۷)

ایرانی کمپنی کے مالک کا قتل: اکرم لاہوری بری، ساتھیوں کو سزائے موت

کمپنی میں دھماکہ خیز مواد پھینکنے کے جرم میں محمد اعظم کو عمر قید، عطاءاللہ کو ۵ سال سخت قید کی سزا

آغا جوس کے مالک کے قتل کے الزام میں گرفتار کالعدم تنظیم کے ۱۲ ارکان بری

کراچی (اسٹاف رپورٹر) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج حق نواز بلوچ نے فروری ۲۰۰۲ میں ایرانی ٹی کمپنی کے مالک رمضان کو فائرنگ کر کے ہلاک اور چار ملازمین احسان علی، محمد فردوس، ناصر حسین اور خادم حسین کو زخمی کرنے کے الزام میں کالعدم لشکر جھنگوی کے سالار محمد اجمل عرف لاہوری اور ملک تصدیق کو بری کر دیا۔ جبکہ ان کے ساتھیوں محمد اعظم اور عطاءاللہ کو سزائے موت جبکہ ٹی کمپنی میں دھماکہ خیز مواد پھینکنے کے الزام میں محمد اعظم کو مزید عمر قید، چار افراد کو زخمی کرنے کے الزام میں عطاءاللہ کو پانچ سال قید سخت اور ملزمان کو دو دو لاکھ روپے دیت دینے کا حکم دیا ہے۔ عدالت نے ملزمان کی جائیداد ضبط کرنے کا حکم دیا ہے۔ سرکاری پیروی مظہر قیوم جبکہ ملزمان کی پیروی ایم آر سید ایڈوکیٹ نے کی۔

دریں اثنا انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج حق نواز بلوچ نے ۲۰۰۲ میں رضویہ سوسائٹی (تھانے) میں آغا جوس کے مالک آغا عباس کو فائرنگ کر کے ہلاک کرنے کے الزام میں ملوث ملزم کالعدم لشکر جھنگوی کے اعظم اور عطاءاللہ کو بری کر دیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۸ جنوری ۲۰۰۷)

قتل کے مقدمے میں: سزائے موت کے خلاف کالعدم تنظیم کے کارکنوں کی اپیل مسترد

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور جسٹس یاسمین عباسی پر مشتمل ڈویژن بینچ نے ۲۶ جون ۲۰۰۱ کو سولجر بازار کے ڈاکٹر محمد رضا پیرانی کو فائرنگ کر کے قتل کرنے کے الزام میں اے ٹی سی سے سزائے موت کے خلاف کالعدم لشکر جھنگوی کے عطاءاللہ اور محمد اعظم کی سزائے موت کے خلاف اپیل مسترد کر دی اور ماتحت عدالت کا فیصلہ بحال رکھا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۸ نومبر ۲۰۰۶)

سندھ ہائی کورٹ: کالعدم تنظیم کے دو کارکنوں کی سزائے موت کالعدم

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور جسٹس یاسمین عباسی پر مشتمل ڈویژن بینچ نے یکم ستمبر ۲۰۰۱ کلفٹن پر مذہبی اسکالر حامد علی رضوی کو فائرنگ کر کے ہلاک کرنے کے الزام میں کالعدم لشکر جھنگوی کے عطاءاللہ اور محمد اعظم کی اے ٹی سی سے سزائے موت کے خلاف اپیل منظور کر لی۔ سزاؤں کو کالعدم قرار دے دیا۔ اپیل کنندہ کی جانب سے مشتاق احمد اور عبدالرشید نظامانی ایڈوکیٹس نے یہ موقف اختیار کیا کہ مقدمے کے چشم دید گواہ صادق شاہ اور کرم الٰہی کی موقع پر موجودگی شک وشبہ سے بھری ہوئی ہے شناختی پریڈ ۱۱ ماہ بعد ہوئی۔ گواہوں کے بیانات میں تضاد ہے استغاثہ کا یہ دعویٰ کہ چشم دید گواہوں کے بیانات موقع پر لکھے گئے تھے لیکن ان کے نام ایف آئی آر میں درج نہیں کیئے گئے۔

استغاثہ یہ بات ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ اپیل کنندہ کا لشکر جھنگوی سے ہے۔ قتل کرنے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔ پولیس نے انہیں جھوٹے واقعے کے چشم دید گواہوں نے ملزمان کو شناخت کیا ہے ماتحت عدالت کا فیصلہ درست ہے۔ اُسے بحال رکھا جائے۔ عدالت نے ایک دن کی سماعت کے بعد مقدمے کا فیصلہ سنا دیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۴ نومبر ۲۰۰۶)

امام بارگاہ فائرنگ کیس: ایک ملزم کی عمر قید ختم دوسرے کی برقرار

حکومت نے کالعدم سپاہ صحابہ کے دلاور اور سعید کی سزائیں بڑھانے کیلئے ہائی کورٹ میں اپیل کی تھی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور جسٹس یاسمین عباسی پر مشتمل ڈویژن بینچ نے اکتوبر ۹۹ میں امام بارگاہ الفلاح مسجد حرم میں فائرنگ کر کے ۱۰ نمازیوں کو ہلاک کرنے اور آٹھ کو زخمی کرنے کے الزام میں اے ٹی سی سے عمر قید کی سزاؤں کے خلاف کالعدم سپاہ صحابہ کے دلدار عرف دلاور کی اپیل منظور کر لی۔ سزا کالعدم قرار دیدی۔ جبکہ ملزم سعید عرف کالیا کی اپیل مسترد کر دی۔ سزا بحال رکھی۔ تاہم جرمانہ کی رقم دو لاکھ روپے سے کم کر کے ایک لاکھ روپے کر دی۔

عدالت نے دونوں اپیل کنندہ کی سزائیں بڑھانے کیلئے سرکار کی اپیل مسترد کر دی۔ فائرنگ کا صرف ایک چشم دید گواہ الطاف تھا۔ اس نے مجسٹریٹ کی عدالت میں شناختی پریڈ میں ملزم سعید عرف کالیا کو شناخت کیا تھا کہ اس نے مسجد میں فائرنگ کی تھی۔ جبکہ ملزم دلدار عرف دلاور کو شناختی پریڈ میں شناخت نہیں کیا تھا۔ اس لیے اُسے شک کا فائدہ دے کر بری کر دیا اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل محمد قاسم جت نے اپنے دلائل میں یہ موقف اختیار کیا کہ چشم دید گواہ الطاف حسین کے بعد کیس ثابت ہو گیا ہے۔ ملزمان کی اپیل مسترد کی جائیں اور عمر قید کی سزائیں بڑھا کر سزائے موت دی جائے۔

فائرنگ سے جو نمازی ہلاک ہوئے اس میں سید اعجاز حسین، تقی حسین کاظم، جمشید، حیدر عباس، ذوالفقار حسین نقوی، نذیر احمد، امجد علی، محمد نواز اور امتیاز حسین شامل ہیں۔ فائرنگ میں ۱۸، افراد زخمی ہوئے تھے۔ بری ہونے والوں کی پیروی ایم آر سید ایڈوکیٹ نے کی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۵ نومبر ۲۰۰۶)

مذہبی اسکالر کے قتل کا مقدمہ: سزائے موت کے خلاف کالعدم تنظیم کارکنوں کی اپیلیں مسترد

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور جسٹس یاسمین عباسی پر مشتمل ڈویژن بینچ نے ۳ مئی ۲۰۰۱ کو کورنگی میں مذہبی اسکالر سید اطہر حسین رضوی کو ہلاک کرنے کے الزام میں اے ٹی سی سے سزائے موت کے خلاف کالعدم لشکر جھنگوی کے عطا اللہ اور اعظم کی اپیلیں مسترد کر دیں اور ماتحت عدالت کا فیصلہ بحال رکھا۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۱، اکتوبر ۲۰۰۶)

خصوصی عدالت نے کالعدم سپاہ صحابہ کے 10 ،افراد کو بری کردیا

استغاثہ ۳، افراد کو قتل اور ۷، افراد کو زخمی کرنے کے الزام ثابت نہ کر سکا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج ارشد نور خان نے ۹۵ میں گلبرگ تھانے کے علاقے میں ڈبو کلب پر فائرنگ کر کے ۳، افراد محمد عباس نقوی، جاوید اقبال اور سید فراز رضا کو قتل اور ۷، افراد سید محمد رضا، نجی اللہ، ندیم، سید محمد تقی، شاکر اللہ اور محمد خان کو زخمی کرنے کے الزام میں کالعدم سپاہ صحابہ کے ۱۰، افراد منصور علی بابر، عمر حیات، کریم اللہ، احمد ظہور، حافظ احمد بخش، محمد فاضل، خواجہ سلیم الدین، عتیق الرحمان، اشتیاق علی اور سید آصف علی کو عدم ثبوت کی بناء پر بری کر دیا۔

عدالت نے اپنے فیصلہ میں کہا ہے کہ استغاثہ الزام ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے اسپیشل پبلک پراسیکیوٹر نعمت علی رندھاوا کے علاوہ ملزمان کی جانب سے ایس ایم اقبال ایڈووکیٹ اور وکیل ایم آر سید نے دلائل پیش کیے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۸ جولائی ۲۰۰۴ء)

عالم دین اور ان کے بیٹے کا قتل: کالعدم تنظیم کے کارکنوں کی اپیل منظور

سزائے موت کالعدم لشکر جھنگوی کے عطااللہ اور محمد اعظم کو

علامہ رضی حیدر نجفی اور عباس علی کے قتل کے مقدمے میں سزا سنائی گئی

(اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری اور مسٹر جسٹس سجاد علی شاہ پر مشتمل ڈویژن نے گذری میں عالم دین سید رضی حیدر نجفی، ان کے بیٹے عباس علی کو فائرنگ کرکے ہلاک کرنے اور دوسرے بیٹے محمد علی کو زخمی کرنے کے الزام میں اے ٹی سی سے سزائے موت کے خلاف کالعدم لشکر جھنگوی کے رہنما عطااللہ اور محمد اعظم کی اپیلیں منظور کرلیں۔ سزائے موت کو کالعدم قرار دے دیا۔ بری ہونے والے ملزمان کی پیروی مشتاق احمد اور ایم آر سید ایڈووکیٹس نے کی اور یہ موقف اختیار کیا کہ واردات میں استعمال ہونے والا اسلحہ عدالت میں پیش کیا گیا۔ شناختی پریڈ میں لیگل ڈیفکٹ تھا اور زخمی محمد علی کو عدالت میں پیش نہیں کیا گیا اپیل منظور کی جائے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۲ جولائی ۲۰۰۶ء)

پھانسی کی سزا روک دی گئی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) کراچی سنٹرل جیل میں ایک قیدی کی پھانسی کی سزا روک دی گئی۔ جیل حکام کے مطابق سزائے موت کے قیدی سعید مغیز کو ۶ جون ۲۰۰۶ کو پھانسی دی جانی تھی لیکن مقتول کے لواحقین نے اُسے معاف کردیا اور عدالت میں تحریری طور پر معافی نامہ دیدیا۔

(روزنامہ کراچی ۷ جون ۲۰۰۶)

قتل کے ملزم کے بلیک وارنٹ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج حق نواز بلوچ نے ۹۹ میں ملیر میں مرزا عباس کو قتل کرنے کے الزام میں سزا یافتہ ملزم سعید مغیز کے بلیک وارنٹ جاری کردیے۔ ملزم کو ۶ جون کو سینٹرل جیل کراچی میں پھانسی دی جائے گی اس کے ساتھ دو ملزمان وسیم اور طارق حسین کی سزائے موت کو اعلیٰ عدالتوں نے عمر قید میں تبدیل کردیا تھا۔ (روزنامہ جنگ یکم جون ۲۰۰۶، کراچی)

وزارت دفاع کے ڈائریکٹر کا قتل: کالعدم تنظیم کے 3 ملزمان کی اپیل مسترد

سزائے موت کا فیصلہ برقرار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری، مسٹر جسٹس عبدالحمید ڈوگر اور مسٹر جسٹس سید سعد اشہد پر مشتمل ڈویژن بینچ نے جولائی ۲۰۰۱ میں وزارت دفاع کے ڈائریکٹر لیبارٹریز ظفر شاہ (سید ظفر حسین) کے قتل کرنے کے الزام میں ماتحت عدالت سے سزائے موت کے خلاف کالعدم لشکر جھنگوی کے محمد طلحہ حسین، خلیل احمد اور مفتی شاہد کی لیو ٹو اپیل مسترد کردی۔ ہائی کورٹ کا فیصلہ برقرار رکھا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ مئی ۲۰۰۶)

فائرنگ اور قتل میں ملوث کالعدم سپاہ صحابہ کے کارکن عدم ثبوت پر بری

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اختر اے چوہدری کی عدالت ۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ کو جمشید کوارٹر کے علاقے میں عبدالرحیم، محمد علی اختر علی اور توقیر ضیاء (توقیر رضا) کو فائرنگ کرکے ہلاک کرنے کے الزام میں ملوث ملزمان کالعدم سپاہ صحابہ کے کارکنوں سید ارشد علی، عمران، حمید عرف جاوید عرف طارق کو عدم ثبوت پر بری کرنے کے احکامات جاری کئے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مئی ۲۰۰۶)

سزا کے خلاف کالعدم سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی دو اپیلیں مسترد

سپریم کورٹ نے سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو ۱۰ مقدمات میں بری

کرنے کے خلاف سرکاری اپیلیں بھی مسترد

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سپریم کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالحمید ڈوگر، مسٹر جسٹس حامد علی مرزا، مسٹر جسٹس کرامت نذیر بھنڈاری پر مشتمل بینچ نے امام بارگاہ محفل مرتضیٰ ۱۶، افراد کو ہلاک کرنے اور فیروز آباد میں ۷ افراد کو قتل کرنے کے الزام میں سزا کے خلاف کالعدم سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی دو اپیلیں مسترد کریں جبکہ کالعدم سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو ۱۰ مقدمات میں بری کرنے کے خلاف سرکاری اپیلیں مسترد کریں۔ ۹۵ میں فیروز آباد کے علاقے میں گھر میں گھس کرے افراد کو فائرنگ کرکے ہلاک کردیا تھا۔ اپیل میں ہائی کورٹ نے محمد فاضل اور خواجہ سلیم کی سزا کے خلاف اپیلیں مسترد کردیں۔

امام بارگاہ محفل مرتضیٰ میں ۲۵ فروری ۹۵ کو ۱۶، افراد کو فائرنگ کرکے ہلاک کرنے کے الزام میں ماتحت عدالت کا فیصلہ برقرار رکھا۔

فاضل عدالت نے محفل مرتضیٰ میں سپاہ صحابہ کے منصور علی بابر، عمر حیات اور محمد گلزار کی بریت کے خلاف سرکاری اپیل مسترد کردی۔

فاضل سپریم کورٹ نے امام بارگاہ ابوالفضل العباس (پی آئی بی کالونی) میں چھ افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کرنے کے الزام میں ملوث منصور علی بابر، عمر حیات، آصف علی، گلزار، خواجہ سلیم الدین اور محمد فاضل کی بریت کے خلاف دائر سرکاری اپیل مسترد کردی۔ فیروز آباد کے علاقے میں ۷ افراد کے قتل کے الزام میں منصور علی، بابر، عمر حیات، صغیر احمد شیخ، حافظ احمد بخش اور ظہور کی بریت کے خلاف سرکاری اپیلیں مسترد کردیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴، اپریل ۲۰۰۶)

کالعدم لشکر جھنگوی کے ۴ رہنمائوں کی سزائیں کالعدم

سندھ ہائی کورٹ میں سزاؤں میں اضافے کے لئے استغاثہ کی اپیل مسترد

فائرنگ کرکے نمازیوں کو ہلاک کرنے کا الزام تھا۔ گواہوں کے بیانات میں تضاد ہے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس محمد افضل سومرو اور مسٹر جسٹس رحمت حسین جعفری پر مشتمل ڈویژن بینچ نے ۴، اکتوبر ۲۰۰۱ کو امام بارگاہ علی المرتضیٰ میں نماز مغربین کے وقت ۷ افراد کو فائرنگ کرکے ہلاک اور نمازیوں کو زخمی کرنے کے الزام میں اے ٹی سی سے سزائے موت اور عمر قید کی سزاؤں کے خلاف کالعدم لشکر جھنگوی کو چار رہنماؤں کی اپیلیں منظور کرتے ہوئے ماتحت عدالت سے دی گئی سزائیں

کالعدم قرار دیں۔

عدالت عالیہ نے ملزمان کی سزائیں بڑھانے اور سزائے موت کی توثیق کرنے کے لیے استغاثہ کی درخواستیں مسترد کر دیں۔ سماعت کے دوران وکلائے صفائی کا موقف تھا کہ گواہوں کے بیانات میں تضاد ہے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نمبر ۵ کے جج کالعدم لشکر جھنگوی کے محمد اعظم اور عطااللہ کو سزائے موت ایک ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزاؤں کا حکم سنایا تھا۔ جبکہ محمد اجمل عرف لاہوری اور تصدق حسین کو عمر قید اور ۵۰، ۵۰ ہزار اور اقدام قتل میں مجموعی طور پر ۴۶ سال کی سزاؤں کا حکم سنایا تھا۔ اپیل کنندہ کی جانب سے سرفراز خان تنولی اور ایم آر سید ایڈووکیٹس نے اپنے دلائل دیئے۔ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل حبیب احمد نے کہا کہ استغاثہ نے الزام ثابت کر دیا ہے اور ماتحت عدالت کا فیصلہ درست ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی یکم اپریل ۲۰۰۶)

وزارت دفاع ڈائریکٹر لیبارٹریز کا قتل کیس

مفتی شاهد کی عمر قید سزائے موت میں تبدیل 2 ملزمان کی سزا برقرار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس محمد افضل سومرو اور مسٹر جسٹس رحمت علی جعفری پر مشتمل ڈویژن بینچ نے ۲۰۰۱ میں ناظم آباد میں وزارت دفاع کے ڈائریکٹر لیبارٹریز سید ظفر حسین کو قتل کرنے کے الزام میں اے ٹی سی سے کالعدم لشکر جھنگوی کے طلحہ حسین اور خلیل احمد کی سزائے موت اور مفتی شاہد کو عمر قید اسلحہ ایکٹ میں سات سات سال کی سزاؤں کے خلاف اپیلیں مسترد کر دیں اور مفتی شاہد کی عمر قید کو بڑھا کر سزائے موت میں تبدیل کر دیا۔ محمد اجمل لاہوری مفرور ہے۔

سرکار کی جانب سے اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل حبیب احمد نے ملزمان کی اپیلوں کی مخالفت کی تھی جبکہ ملزمان کی جانب سے ایم آر سید اور سید رضا ہاشمی ایڈووکیٹس پیش ہوئے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۶)

سزائے موت کے خلاف عطاالله کی اپیل منظور، رها کرنے کا حکم

انسداد دہشت گردی کی عدالت نے قتل کے الزام میں سزا سنائی تھی تعلق کالعدم لشکر جھنگوی سے ہے، پولیس قانون کے مطابق تفتیش نہیں کرتی، ملزمان شک کا فائدہ حاصل کر کے بری ہو جاتے ہیں، ہائی کورٹ کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس محمد افضل سومرو اور جناب جسٹس رحمت حسین جعفری پر مشتمل ڈویژن بینچ نے کالعدم لشکر جھنگوی کے کارکن عطااللہ کی سزائے موت کے خلاف اپیل منظور کرتے ہوئے اُسے رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔

ملزم عطااللہ کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے ناظم آباد کے علاقے میں فائرنگ کر کے سیکورٹی گارڈ نذیر کو ہلاک کرنے کے جرم میں سزائے موت سنائی تھی جبکہ دیگر ساتھیوں اکرم لاہوری، تصدق حسین، محمد اعظم کو بری کر دیا تھا۔ سزا کے خلاف ملزم کی اپیل دائر کی تھی جسے عدالت نے منظور کر کے سزا کالعدم قرار دے دی جبکہ سرکار نے دیگر تین ملزمان کی بریت کی خلاف اپیل دائر کی تھی جسے عدالت نے مسترد کر دیا۔

سماعت کے موقع پر عدالت نے اپنی ابزرویشن میں کہا کہ پولیس قانون کے مطابق تفتیش نہیں کرتی جس کے باعث ملزمان شک کا فائدہ

حاصل کر کے بری ہو جاتے ہیں پولیس افسران ترقیاں حاصل کرنے کے لیے شناخت پریڈ سے پہلے ملزمان کو میڈیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے شناخت کا عمل مشکوک ہو جاتا ہے اور اس کا فائدہ ملزمان اُٹھاتے ہیں سپریم کورٹ نے بھی رولنگ دی ہے کہ شناخت پریڈ سے قبل ملزمان کو منظر عام پر نہیں لانا چاہیے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ فروری ۲۰۰۶)

دھرے قتل کے ملزمان کی سزائے موت کے خلاف اپیلیں مسترد

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس رحمت علی جعفری اور مسٹر جسٹس سائیں اللہ ڈینو میتلو پر مشتمل ڈویژن بینچ نے گلبہار اور ناظم آباد میں ۹۵ میں بیکری کے مالکان دو بھائیوں محمد حسین اور اسد علی کو فائرنگ کر کے ہلاک اور ملازم حامد علی کو زخمی کرنے کے الزام میں اے ٹی سی سے سزائے موت اور دو لاکھ روپے جرمانے کے خلاف کالعدم سپاہ صحابہ کے کامران احمد فاروقی اور جمیل الرحمٰن کی اپیلیں مسترد کر دیں۔

سزائے موت کا فیصلہ بحال رکھا اور دو لاکھ روپے جرمانے کو لاکھ روپے میں تبدیل کر دیا۔ سرکار کی پیروی اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل حبیب احمد نے کی اور کہا کہ استغاثہ نے اپنا کیس ثابت کر دیا ہے۔ سزائے موت کا فیصلہ قانون کے مطابق ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی یکم دسمبر ۲۰۰۵)

کالعدم سپاہ صحابہ کے ۱۳ افراد کی سزائے موت برقرار ۲۳ بری

سندھ ہائی کورٹ نے اے ٹی سی کے فیصلے کے خلاف ملزمان کی اپیلیں منظور کرلیں

ملزمان پر امام بارگاہ اور بنگلے میں فائرنگ کر کے ۲۷ افراد کو ہلاک کرنے کا الزام تھا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس غلام نبی سومرو اور مسٹر جسٹس سرمد جلال عثمانی پر مشتمل اے ٹی سی اپیلیٹ بینچ نے ۹۵ میں امام بارگاہ ابوالفضل العباسؑ، محفل مرتضیٰ اور پی ای سی ایچ سوسائٹی کے بنگلے میں فائرنگ کر کے ۲۷، افراد کو ہلاک کرنے کے الزام میں سزائے موت پانے والے سپاہ صحابہ کے ۳۶ افراد میں سے ۱۳ افراد کی اپیلیں مسترد کر دیں اور ماتحت عدالت کا فیصلہ برقرار رکھا جبکہ ۲۳ افراد کی سزائے موت کو کالعدم کر کے انہیں بری کر دیا۔

محفل مرتضیٰ فیروز آباد میں ۱۴ افراد کو فائرنگ کر کے ہلاک کرنے کے الزام میں سپاہ صحابہ کے ۹، افراد کی سزائے موت کے خلاف اپیلوں میں محمد فاضل، سید آصف علی اور خواجہ سلیم الدین کی مسترد کر دیں اور ایس ٹی سی کا فیصلہ بحال رکھا ہے۔ جبکہ منصور علی بابر، عمر حیات، محمد احمد، فہیم الحق اور محمد گلزار کو بری کر دیا ہے۔ امام بارگاہ ابوالفضل العباسؑ میں فائرنگ کر کے ۱۶ افراد کو ہلاک کرنے کے الزام میں محمد فاضل، منصور علی بابر، سید آصف علی، سلیم الدین خواجہ، محمد احمد، محمد فہیم، آصف گلشن والا اور محمد گلزار کی سزائے کے خلاف اپیلیں منظور کرلیں اور سزاؤں کو کالعدم کر دیں۔ فاضل عدالت عالیہ نے پی ای سی ایچ سوسائٹی کے بنگلے میں ڈکیتی کے دوران ۷، افراد کو قتل کرنے کے الزام میں سزائے موت کا حکم پانے والے محمد فاضل، اور سلیم الدین خواجہ کی اپیلیں مسترد کر دی اور ماتحت عدالت کی سزائے موت کا فیصلہ برقرار رکھا۔

جبکہ حافظ اللہ بخش ایڈوکیٹ، صغیر احمد شیخ، کریم اللہ شریف، منصور علی بابر، عمر حیات، احمد ظہور، اور فہیم الحق کی اپیلیں منظور کر کے ان کی

سزائیں کالعدم قرار دیا۔

ڈی ایس پی کا قتل، **ملزمان کی سزائے موت کے خلاف اپیلیں مسترد**

ہائی کورٹ نے انسداد دہشت گردی کی عدالت کا فیصلہ بحال رکھا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر غلام نبی سومرو اور جسٹس محمد افضل سومرو پر مشتمل ڈویژن بینچ نے فروری ۲۰۰۱ میں تھانہ الفلاح کے علاقے میں ڈی ایس پی سید صادق علی شاہ اور اُنکے بیٹے عابد حسین شاہ کو قتل کرنے کے الزام میں گرفتار محمد سعید اور عبدالوسیم کی سزائے موت کے خلاف اپیلیں مسترد کردیں۔

اے ٹی سی کے جج ارشد نور خان کا فیصلہ بحال رکھا۔ عدالت نے ملزمان کو قتل میں سزائے موت، دو دو لاکھ روپے جرمانہ عدم ادائیگی پر مزید دو دو سال قید سخت اور اسلحہ رکھنے کے الزام میں ۷، ۷ سال سزاؤں کا حکم سنایا تھا۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ اگست ۲۰۰۳)

☆☆☆☆☆

"مسلمان کے لیے راہ حق میں جدوجہد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرنے سے بہتر کوئی ذریعہ نجات نہیں۔ اپنا فرض ادا کرتے رہیے اور خدا پر مکمل بھروسہ رکھئے روئے زمین پر کوئی ایسی طاقت نہیں جو پاکستان کو ختم کرسکے۔ یہ ہمیشہ قائم رہنے کے لیے بنا ہے"

(قائداعظم محمد علی جناح)

"کسی قوم، ادارے یا فرد کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جہاں صرف دو راستے ہوتے ہیں۔
اپنے حق سے دستبرداری یا پھر اپنے حق کے لیے جدوجہد"

(نیلسن منڈیلا)

"برصغیر کے عوام نے پیسے کو کبھی بھی عزیز نہیں رکھا، جب مسلمانوں کو کسی نصب العین،
ادارے یا شخصیت پر اعتماد ہوتا ہے تو وہ اسے چندہ دینے کے لیے گھر تک لٹادیتے ہیں"

(راجہ صاحب محمود آباد)

"ہم شیعہ ہیں اور ہمیں اپنے شیعہ ہونے پر نہ کل شرمندگی اور نہ آج ہے۔ کل بھی فخر تھا اور آج بھی فخر ہے۔
ہم ہر مسلک کا احترام کرتے ہیں اور اپنے حقوق برابری کی بنیاد پر چاہتے ہیں"

(شہید علامہ محمد حسن ترابی)

منظوم خراج عقیدت

maablib.org

جانے والے نہیں آئینگے

پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی

مسجدیں شاید پھر بن جائیں جانے والے نہیں آئینگے
فخر سے اُن کے اہل خانہ اُن کے قصے دُہرائیں گے

راہ خدا میں مرنے والوں سے یہ خدا کا وعدہ ہے
موت نہیں آئی گی اُن کو، رزق خدا سے پائینگے

سارے شہیدوں نے پایا ہے قرب وجوار امام زماںؑ
مولاؑ جب آئینگے اپنے سارے شہید بھی آجائینگے

اولاد و احباب و اعزہ جیتے جی نہ بھلا پائینگے
جب بھی خوشی کا موقعہ ہوگا اپنے پیارے یاد آئینگے

کتنے عزیز اور کتنے ساتھی پہنچے حضورِ شاہِؑ زمن
کتنے ہم جیسوں کی شفاعت اپنے ساتھی فرمائینگے

ذکر جو ہوگا کرب و بلا کا خاصان و مردانِ خدا کا
اُن کی باتیں یاد آئینگی اُنکے قصے یاد آئینگے

فسق وفجور اور غفلت میں ہیں دعویٰ نصرت کرنے والے
وقتِ ظہور اور غیبت میں بھی ایسے غافل پچھتائیں گے

جانتی ہے یہ دنیا ہم کو آپ کی نسبت سے مولاؑ
ہاتھ جو حضرت سر سے اُٹھالیں ہم جیتے جی مرجائینگے

ہم کو ہٹا سکتا ہی نہیں ہے راہِ مودة سے کوئی
اُن کا ہی کلمہ پڑھتے رہینگے اُنکے ترانے ہی گائیں گے

اپنی ہستی عشقِ محمدؐ اپنی دولت حبِ علیؑ
ان نعمات کے مدِ مقابل ہر دولت کو ٹھکرائینگے

جتنی جہادی تنظیمیں ہیں جتنے فسادی لشکر ہیں
اُن کے مظالم سُن سُنکر تو شمر و یزید بھی شرمائینگے

کرب وبلا اور شام وکوفہ پیشِ نظر ہیں ہم لوگوں کے
ظلم وتشدد، قید وسلاسل حوصلے پست نہ کرپائیں گے

تھوڑا معاوضہ دے کے حکومت زخمیوں اور شہیدوں کا
اپنے تئیں یہ سمجھے ہوئے ہے زخم ہمارے بھرجائینگے

زندہ جاوید آپ کا شاعر سبط جعفر ہوجائے گا
اُس کو بھی مل جائیگی شہادت آپؐ کرم جو فرمائینگے

(بحوالہ بستہ، مرتبہ: سید سبطِ جعفر، جاری کردہ: ادارۂ ترویج سوز خوانی)

تاریخ شہادت

شہید ڈاکٹر آغا سید حیدر عباس ابن سید رضی حیدر

سید حیدر عباس نوجواں و خوش خصال — شد شہید ظالم باطل والے چرخ نیل گوں
کرد جاں خود فدائے اہل بیت مصطفےٰؐ — رتبہ اش در چشم اہل ہمی گردد فزوں
در شباب آں گشت سیراب ے حب حسینؑ — بہر تاریخ شہادت گو کجا غرقاب خوں

۱۹ مارچ ۱۹۸۳ مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ — درباب فاطمہؑ مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد

شہدائے باب العلم

یہ شیر سب کے سب تھے غلامان حرؓ تمام — سجاد و زاہد اور شہنشاہ کون تھے
عظمت کے نشانوں کو قلم کا مرے سلام — حرؓ کی طرح تھے سب ہی یہ شبیرؑ کے غلام

قطعہ تاریخ

شہید ڈاکٹر سید رضا مہدی جعفری ابن ڈاکٹر سید اسرار حسین جعفری

ساحر لکھنوی

ہے گروہ اہل حق پھر آج باطل کا ہدف — پھر یزیدیت کے ہاتھوں میں ہے شمشیر جفا
ہر زعیم قوم کو کرتے ہیں چن چن کر شہید — وقت کے شمر و یزید و ابن سعد و حرملہ
تھے وہ بھی جعفری ملت کو وجہ افتخار — ہو گئے حیف اب رضا مہدی نشانہ ظلم کا
یہ کہا ہاتف نے ساحر لکھ دے تاریخ وفات — از سرا حسرت، تاسف، یاس و بین و بکا

۱۴۲۲ھ

قطعہ تاریخ

شہید ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی ابن سید ظفر حسن امروہوی

شاداں دہلوی

تو شہید قلم ہے ندیم الحسن تو بتا تجھ کو مرحوم کیسے لکھیں
آج تو ان شہیدوں کی بزم میں ہے جو بہت محترم ہیں ندیم الحسن

۱۹۹۴

شہید ظہیر عباس (رضوان)

ریحان اعظمی

رضوان جناں کہتے تھے رضوان آگیا یہ مالکان خلد ، کا مہمان آگیا
تعظیم کرو ، اس کی ، علیؑ کا غلام ہے ہم پر کیا ہے اس نے یہ احسان آگیا

شہید عمران عباس زیدی ابن سید اصغر عباس زیدی

مٹنے کو مٹ جائیں گے یہ چاند یہ ستارے
اے کاش جواں سال کسی کا نہ سدھارے
عمران میری جان مجھے یہ تو بتا دو
بابا جو پکارے تو تمہیں کیسے پکارے

عجیب لوگ ہیں نہ رکھا قربتوں کا بھرم
بدلتے رنگ رہے انکے صبح و شام کے ساتھ
جو لوگ پرسش غم کو کبھی نہ آئے
وہ دفن کر کے گئے مجھ کو کس اہتمام کے ساتھ

شہید سید قاسم عباس ابن سید محمود حسین

زائر تھا ، عزادار تھا ، ماتم گسار تھا
قاسم تھا ، شاہ والا پہ دل سے نثار تھا
اُس کو امام عصرؑ کا یوں انتظار تھا
گھر سے خدا کے نکلا خدا کی طرف گیا
وقت قضا بھی وہ عبادت گزار تھا

شہید محمد علی ابن غلام حسین

موذن مسجد علی سوکوارٹرز کورنگی

اک مسجد علی تھی محمد علی کی جان
شان محمدی تھی محمد علی کی جان
وابستگی تھی کتنی اذان و نماز سے
عنوان بندگی بھی محمد علی کی جان

۲۶ ستمبر ۱۹۹۴ ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

شہید سید حسن حیدر

علی وجدانؔ

مودّت آلؑ سے رکھتا تھا جس کا خون بہا
نہیں ہے کرب و بلا سے جدا حسن حیدر
گواہی دیتا ہے وجدانؔ ہر کس و ناکس
شہید ظلم قتیل جفاء حسن حیدر

شہید ڈاکٹر سید ابن حسن

علی وجدانؔ

سیاہ کار سپاہِ یزید کے ہاتھوں
پھر اک مسیحا نے پائی سعادت دارین
لہو سے اپنے نہا کر شہید ابن حسن
مکین خلد ہوئے پا گئے جوارِ حسینؑ

شہید ڈاکٹر شاہد حبیب

علی وجدانؔ

واقف ورمز آشنا شاہد حبیب
عاشق کرب و بلا شاہد حبیب
عشق مولاؑ کی تاسی کے طفیل
قتل مسجد میں ہوا شاہد حبیب
منصب اعلیٰ شہادت کا تمہیں
رب کعبہ سے ملا شاہد حبیب
برملا لکھو علی وجدان تم
راہی راہِ خدا شاہد حبیب

maablib.org

مانوس ہوں اتنا تیرے کربل کی زمیں سے
میں دفن کہیں ہوں مگر اٹھوں گا وہیں سے

پروفیسر ڈاکٹر سید حسن رضوی

لوح وقت پر لکھی ہوئی تحریریں

گلی گلی میں مزار شہید

maablib.org

"آپ جانتے ہیں کہ میری حکومت کی اور خود میری پالیسی یہ ہے کہ ذات، رنگ، عقیدے یا نسل کی تمیز روا رکھے بغیر ہر فرقے کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کیا جائے"

"موت سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا مذہب ہمیں ہمیشہ موت کے لیے تیار رہنے کا سبق دیتا ہے"

(قائداعظم محمد علی جناح)

"قوم پیچھے چلے تو قائد بنتا ہے۔ پیچھے چلنے والا کوئی نہ ہو تو قیادت کیا معانی رکھتی ہے"

(راجہ صاحب محمود آباد)

"کسی قوم، ادارے یا فرد کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جہاں صرف دو راستے ہوتے ہیں۔ اپنے حق سے دستبرداری یا پھر اپنے حق کے لیے جدوجہد"

(نیلسن منڈیلا)

"تمام مسلمان ہمارے بھائی ہیں ہم نے ملت اسلامیہ کو فرقوں میں تقسیم نہیں کیا مگر محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمن ہمارے دشمن ہیں"

(علامہ طالب جوہری)

maablib.org

دیکھو موت ایک تیز رفتار طلبگار ہے، جس سے نہ کوئی ٹھہرا ہوا بچ سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا بچ سکتا ہے اور بہترین موت شہادت ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام (خطبہ نمبر ۱۳۲، ص ۲۴۱ نہج البلاغہ، مترجم: علامہ سید ذیشان حیدر جوادیؒ)

شہداء کراچی کی تعداد بلحاظ تدفین

نمبر	نام قبرستان	تعداد
1	امام بارگاہوں میں مدفون شہداء	24
2	بیرون کراچی (آبائی شہر میں)	46
3	بیرون کراچی (آبائی ملک میں)	05
4	اورنگی ٹاؤن طوری بنگش کالونی	01
5	اورنگی ٹاؤن سیکٹر ساڑھے گیارہ (پاکستان بازار)	06
6	اورنگی ٹاؤن جنت البقیع، سیکٹر 11/L	03
7	ائیر پورٹ قبرستان (ماڈل کالونی)	08
8	بنگش قبرستان، پہلوان گوٹھ، گلستانِ جوہر	01
9	پاپوش نگر قبرستان، ناظم آباد	05
10	باغ کربلا المعروف جنت البقیع، حب ریور روڈ	06
11	جعفریہ کالونی قبرستان، گولیمار	04
12	جعفر طیار سوسائٹی قبرستان	08
13	چشتی نگر قبرستان، گلستانِ جوہر	05
14	حسینی باغ قبرستان، میوہ شاہ	32
15	حیدری باغ قبرستان، میوہ شاہ	12
16	خراسان باغ قبرستان، میوہ شاہ (۱)	02
17	خراسان باغ قبرستان، حب ریور روڈ (۲)	06
18	ڈیفنس سوسائٹی قبرستان	06
19	سخی حسن قبرستان، نارتھ ناظم آباد	29

20	سوسائٹی قبرستان، پی ای سی ایچ سوسائٹی	04
21	محمد شاہ قبرستان، نارتھ کراچی	05
22	عظیم پورہ قبرستان، ڈرگ کالونی	11
23	علی باغ، نیا آباد لیاری	15
24	عزیز آباد (یاسین آباد)	02
25	قائم خانی قبرستان، سعید آباد	02
26	کالونی گیٹ قبرستان، ڈرگ روڈ	05
27	نیو کراچی نمبر ۶ قبرستان	07
28	وادی حسین قبرستان، سپر ہائی وے	21
29	وادی السلام، سرجانی ٹاؤن	06
30	کورنگی مختلف قبرستان	11
32	عیسیٰ نگری قبرستان/ پہاڑ گنج قبرستان/ قصبہ کالونی قبرستان/ منگوپیر قبرستان/ گلزار ہجری قبرستان	05
33	لیاقت آباد قبرستان	02
34	نامعلوم	60
	ٹوٹل	368

احاطہ مسجد و امام بارگاہ میں تدفین

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام تدفین
1	علامہ محمد حسن ترابی	۱۴، جولائی ۲۰۰۶	جامع مسجد محمد مصطفیٰ عباس ٹاؤن
2	سید نقی عباس	۷، مارچ ۲۰۰۵	امام بارگاہ معصومیہ حسن کالونی
3	سید آل رضا	۲۳، مارچ ۲۰۰۲	مسجد علی و امام برگاہ نواسہ رسول قصبہ کالونی
4	مولانا سید رضی حیدر نجفی	۱۲، ستمبر ۲۰۰۱	مسجد یثرب ڈیفنس فیز ۴
5	سید عباس حیدر	۱۲، ستمبر ۲۰۰۱	مسجد یثرب ڈیفنس فیز ۴
6	ڈاکٹر رضا مہدی جعفری	۱، مئی ۲۰۰۱	مسجد مدینہ العلم گلشن اقبال
7	مولانا سید اطہر حسین	۵، مارچ ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ اصغریہ بھائی آباد

8	سید شمیم کاظمی	۳۰، اکتوبر ۱۹۹۷	عزا خانے کوثر اورنگی ٹاؤن
9	سید فراز حیدر	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	حسینی سفارت خانہ سعود آباد
10	عصمت حسین	۱۸، دسمبر ۱۹۹۴	مرکزی امام بارگاہ جعفر طیار
11	سید محمد حسین	۱۸، دسمبر ۱۹۹۴	مرکزی امام بارگاہ جعفر طیار
12	شبیر علی	۱۸، دسمبر ۱۹۹۴	مرکزی امام بارگاہ جعفر طیار
13	علی عباس	۲۳، جولائی ۱۹۹۴	مسجد علی و امام برگاہ نواسہ رسول قصبہ
14	کامران حسین	۲۳، جولائی ۱۹۹۴	مسجد علی و امام برگاہ نواسہ رسول قصبہ کالونی
15	حسن عباس	۲۳، جولائی ۱۹۹۴	مسجد علی و امام برگاہ نواسہ رسول قصبہ کالونی
16	سید کوثر علی	۲۳، جولائی ۱۹۹۴	مسجد علی و امام برگاہ نواسہ رسول قصبہ کالونی
17	منور حسین	۲۳، جولائی ۱۹۹۴	مسجد علی و امام برگاہ نواسہ رسول قصبہ کالونی
18	ظفر عباس	۲۳، جولائی ۱۹۹۴	مسجد علی و امام برگاہ نواسہ رسول قصبہ کالونی
19	ڈاکٹر سید ندیم الحسن	یکم، جون ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ جامعہ امامیہ ناظم آباد
20	سید سمیع حیدر	۱۸، اگست ۱۹۹۴	مسجد و امام بارگاہ جعفریہ نیو کراچی
21	سید سلیم جعفری	۱۸، ستمبر ۱۹۹۳	مسجد و امام بارگاہ العباس ملیر توسیعی کالونی
22	میر سجاد محسن	۴، جون ۱۹۹۲	مسجد و امام بارگاہ باب العلم شمالی ناظم آباد
23	غلام حیدر (شہنشاہ)	۴، جون ۱۹۹۲	مسجد و امام بارگاہ باب العلم شمالی ناظم آباد
24	زاہد حسین	۴، جون ۱۹۹۲	مسجد و امام بارگاہ باب العلم شمالی ناظم آباد

”لوگ چار قسم کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نیک اخلاق ہیں اور دولت مند نہیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو دولت مند ہیں اور نیک اخلاق نہیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نہ نیک اخلاق ہیں اور نہ ہی دولت مند ہیں۔ یہ تمام لوگوں میں زیادہ بدبخت ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نیک اخلاق اور دولت مند ہیں یہ تمام لوگوں سے اچھے ہیں۔“

(حضرت امام حسن علیہ السلام)

"وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی ہے جو خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی رضا حاصل کرنا چاہے" (حضرت امام حسین علیہ السلام)

بیرون کراچی مدفون شہداء (آبائی شہر اور ملکوں میں)

1	اسکردو	2
2	بلتستان	2
3	بہاولپور	1
4	پاراچنار	3
5	جھنگ	4
6	چکوال	3
7	رانی پور سندھ	1
8	رحیم یار خان	3
9	سرگودھا	1
10	سیالکوٹ	2
11	کوئٹہ	1
12	گلگت	15
13	فیصل آباد	3
14	ملتان	3
15	مردان	1
16	مظفر گڑھ	1
17	ایران	5
	یزد 02 کاشان 01 جگہ نہیں معلوم 02	
	کل	51

سرخ موت، سیاہ زندگی سے بہتر ہے۔ (امام خمینی)

شہداء کراچی جنکی تدفین آبائی شہر میں ہوئی

	شہید	تاریخ	مقامِ شہادت	مقامِ تدفین
1	محمد علی	۳۰ مئی ۲۰۰۵	مدینۃ العلم، گلشنِ اقبال	گلگت
2	ابرار حسین	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ	فیصل آباد
3	اسرار حسین	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ	جھنگ
4	سید حیدر رضا	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ	ملتان
5	عافیت علی	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ	گلگت
6	سجاد حسین	۳۱ جولائی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ،	مظفر گڈھ
7	ندیم حسین	۷ جولائی ۲۰۰۴	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	رانی پور، سندھ
8	علی نجف مردان	۷ جولائی ۲۰۰۴	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	مردان
9	سید اطہر حسین	۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳	سپارکورو روڈ	ملتان
10	سید علی رضا	۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳	سپارکوروڈ روڈ	گلگت
11	محمد علی (۱)	۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ منتظر المہدیؑ	گلگت
12	عشرت علی	۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ منتظر المہدی	گلگت
13	یاور عباس	۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ منتظر المہدی	گلگت
14	ساجد حسن	۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ منتظر المہدیؑ	گلگت
15	محمد علی (۲)	۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ منتظر المہدیؑ	بلتستان
16	آغا حاجی عباس	۲۵ مئی ۲۰۰۲	آغا جوس کارنر، ناظم آباد	کوئٹہ
17	علی محمد (نذیر)	۷ اپریل ۲۰۰۲	محفلِ زینبیہؑ، ناظم آباد	پاراچنار
18	کاظم حسین جعفری	۲۱ مارچ ۲۰۰۲	محمود آباد	چکوال
19	گلزار حسین	۱۴،۱ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰؑ،	چکوال
20	ارشد گلزار	۱۴،۱ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰؑ،	چکوال
21	مولانا غلام رسول	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰؑ	بلتستان
22	محمد وسیم	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰؑ	بہاولپور

23	فدا حسین	۹ جولائی ۲۰۰۱	جامعہ امامیہ، ناظم آباد	اسکردو
24	شعبان علی	۹ جولائی ۲۰۰۱	جامعہ امامیہ، ناظم آباد	گلگت
25	سید صادق حسین شاہ	۲۲ فروری ۲۰۰۱	الفلاح ملیر	سیالکوٹ
26	سید عابد حسین شاہ	۲۲ فروری ۲۰۰۱	الفلاح ملیر	سیالکوٹ
27	عباس علی	۹ فروری ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ عسکری،	گلگت
28	امتیاز حسین	۹ فروری ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ عسکری،	ایضاً
29	آغائے شیخ سلطانی	۲۰ جنوری ۲۰۰۱	بلاک بی، نارتھ ناظم آباد	کاشان، ایران
30	سید اقبال حسین	۴ جون ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ	پاراچنار
31	امجد حسین	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُر، محمود آباد	گلگت
32	امتیاز حسین	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُر، محمود آباد	جھنگ
33	جمشید حسین	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُر، محمود آباد	جھنگ
34	سید اعجاز حسین	یکم اکتوبر ۱۹۹۹	مسجد و امام بارگاہ حُر،	فیصل آباد
35	منیر حسین بنگش	۲۷ ستمبر ۱۹۹۸	پرانی نمائش	پاراچنار
36	مرتضیٰ ادیب زادہ	۲۱ فروری ۱۹۹۸	کلفٹن فلائی اوور	ایران
37	علی ادیب زادہ	۲۱ فروری ۱۹۹۸	کلفٹن فلائی اوور	ایران
38	اعجاز حسین رضوی	۲ نومبر ۱۹۹۷	عولجر بازار	گلگت
39	اسد علی	۲۷ ستمبر ۱۹۹۷	سُبحان بیکری، ناظم آباد	یزد، ایران
40	محمد حسین	۲۷ ستمبر ۱۹۹۷	شاندار بیکری، ناظم آباد	یزد، ایران
41	گلزار حسین	۸ فروری ۱۹۹۵	بفرزون، 5A/3	فیصل آباد
42	شیر محمد	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	گلگت
43	منیر حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	رحیم یار خان
44	صفدر حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	رحیم یار خان
45	فیاض حسین	یکم جنوری ۱۹۹۵	مچھر کالونی، لیاری	جھنگ
46	راجہ اسلم	۱۰ ستمبر ۱۹۹۴	بلاک این، نارتھ ناظم آباد	سرگودھا

ملتان	بلاک این، نارتھ ناظم آباد	۱۰ ستمبر ۱۹۹۴	شاکر عباس	47
رحیم یار خان	چکرا گوٹھ، کورنگی	۸ دسمبر ۱۹۹۴	زاہد اقبال	48
اسکردو	سوسائٹی آفس	۱۸ جون ۱۹۹۴	حبیب علی	49
گلگت	؟ کراچی	۲۲ نومبر ۱۹۹۰	ذاکر حسین	50
گلگت	عزاخانہ ابوطالبؑ، سولجر بازار	۹ نومبر ۱۹۸۹	محمد اسماعیل	51

بیرون کراچی شہید ہوئے اور تدفین کراچی میں ہوئی

تدفین	مقام شہادت	تاریخ	شہید	
علی باغ	امام بارگاہ کلاں کوئٹہ	۴، جولائی ۲۰۰۳	محمد حسین جوکار	01
سخی حسن قبرستان	ڈیرہ اسماعیل خان	۳۰، ستمبر ۱۹۹۸	سید محمود احمد نقوی	02
سخی حسن قبرستان	مشہد ایران	۲۱، جون ۱۹۹۴	سید عالم مصطفیٰ	03

اورنگی ٹاؤن طوری بنگش کالونی قبرستان

مقام شہادت	تاریخ شہادت	شہید	نمبر
ایرانی کیمپ اورنگی	۱۳، اپریل ۱۹۹۴	جمیل حسین بنگش	01

اورنگی ٹاؤن سیکٹر ساڑھے گیارہ قبرستان (پاکستان بازار)

نشان حیدر چوک	۲ مارچ ۲۰۰۱	سید زاہد حسین	01
؟ اورنگی ٹاؤن	?	بدر عباس	02
رئیس امروہوی کالونی	۳۰، اکتوبر ۲۰۰۰	ڈاکٹر مہتاب حسین	03
اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰	۲۰ مارچ ۱۹۹۷	سید ابن علی زیدی	04
؟ اورنگی ٹاؤن	۱۵، مئی ۱۹۹۴	انور امام	05
اورنگی ٹاؤن بازار	۲۰، جون ۱۹۹۴	طاہر حسین (گوگا)	06

''اے خدا! جس نے تجھ کھو دیا، اُس نے کیا پایا؟ جس نے تجھ پالیا، اُس نے کیا کھویا؟'' (حضرت امام حسین علیہ السلام)

اورنگی ٹاؤن جنت البقیع، سیکٹر الیون ایل (11/L)

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	مسلم حسین	۲۹، دسمبر ۲۰۰۴	ایرانی کیمپ اورنگی ٹاؤن
02	کمال حسین	۲۹، دسمبر ۲۰۰۴	ایرانی کیمپ اورنگی ٹاؤن
03	نیاز حسین	۷، دسمبر ۲۰۰۴	ایرانی کیمپ اورنگی ٹاؤن

ائیر پورٹ قبرستان (ماڈل کالونی)

01	علی حسن	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر
02	سید سعید کاظمی (باقر)	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر
03	محمد دانش کاظمی	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر
04	سید غضنفر عباس	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر
05	سید میثم عباس	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر
06	مرزا ریحان عباس	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر
07	سید مبارک رضا	۱۰، مارچ ۱۹۹۵	جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر
08	سید عمران عباس	۱۳ ستمبر ۱۹۹۴	ماڈل کالونی ریلوے کراسنگ

"میری امت میں دو طرح کے انسان پائے جاتے ہیں اگر وہ درست ہو جائیں تو میری پوری اُمت نیک و اچھی ہو جائے اور اگر وہ فاسد و بدکار ہو جائیں تو ساری اُمت بد سے بدتر ہو جائے گی۔ عرض کیا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا علماء اور امراء (حضرت محمد مصطفیٰؐ)

پاپوش نگر قبرستان، ناظم آباد

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	سید ظفر حسین عابدی	۳، جولائی ۲۰۰۱	ناظم آباد
02	سید ممتاز حسین	۶، ستمبر ۱۹۹۸	نامعلوم
03	عرفان حسین حسینی	۲۶، جولائی ۱۹۹۷	قلندریہ چوک
04	ڈاکٹر سید محمد ثقلین	۲۹ اپریل ۱۹۹۷	اورنگی ٹاؤن

باغ کربلا المعروف جنت البقیع، قبرستان حب ریور روڈ

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	سید الطاف حسین نقوی	۷ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری، سندھ مدرسۃ الاسلام
02	ڈاکٹر سید نیر حسین	۱۲ فروری ۲۰۰۰	? اورنگی ٹاؤن
03	سید شمس الحسن نقوی	۱۱ جولائی ۱۹۸۶	گولیمار
04	سید منظور الحسن	۲۲ مارچ ۱۹۸۳	لیاقت چوک گولیمار
05	سید شاہد حسین جعفری	۱۹ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ اثنا عشری لیاقت آباد
06	سید نعیم حیدر زیدی	۱۹ مارچ ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ ہاشمیہ، لیاقت آباد

جعفریہ کالونی قبرستان، گولیمار

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	ضامن علی	۹، اگست ۲۰۰۳	نصرت بھٹو کالونی
02	سید محمد سلمان نقوی	۱۷، مئی ۱۹۹۷	گولی مار
03	سید جاوید حسین نقوی	۱۴، مارچ ۱۹۹۵	گولی مار
04	سید ندیم حسین	۲۱، جولائی ۱۹۹۴	گولی مار

جعفر طیار سوسائٹی قبرستان

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	مرزا عارف حسین	۷، مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری
02	سید وصی حیدر	۱۳، اکتوبر ۲۰۰۳	سپارکو روڈ
03	سید وجیہ حیدر کاظمی	۱۶، اگست ۲۰۰۳	الیف ساؤتھ ملیر
04	محمد علی	۲۵، جنوری ۲۰۰۱	اورنگی ٹاؤن
05	مرزا محمد علی	۱۷، جولائی ۱۹۹۶	جناح اسکوئر
06	ڈاکٹر پرویز اختر	۲۴، جون ۱۹۹۶	جناح اسکوئر
07	سید توقیر رضا	۱۸، ستمبر ۱۹۹۴	جمشید روڈ
08	سید حسن افسر	۱۲، ستمبر ۱۹۹۴	لیاقت مارکیٹ ملیر

"وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی ہے جو خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی رضا حاصل کرنا چاہے" (حضرت امام حسین علیہ السلام)

مدفون درچشتی نگر قبرستان، گلستان جوہر

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	محمد حسین	۴ فروری ۱۹۹۵	جیل روڈ
02	سید محمد ساجد	۴ فروری ۱۹۹۵	جیل روڈ
03	غلام حسین بلتستانی	۴ فروری ۱۹۹۵	جیل روڈ
04	سید فراز رضا	۴ فروری ۱۹۹۵	انچولی سوسائٹی
05	سید محمد عباس نقوی	۴ فروری ۱۹۹۵	انچولی سوسائٹی

مدفون در خراسان باغ قبرستان فیز۔۲ ،حب ریور روڈ

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت	قبر نمبر
01	محمد حسین بلتستانی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفلِ ابوالفضل عباس، پی آئی بی	96
02	مرزا حیدر علی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفلِ ابوالفضل عباس، پی آئی بی	95
03	آغا سید یاسر رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	بفرزون	94
04	آغا سید اسد رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	بفرزون	93
05	آغا سید محمود رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	بفرزون	92
06	آغا سید مسعود رضا	۱۸ فروری ۱۹۹۵	بفرزون	91

مدفون در سوسائٹی قبرستان، پی ای سی ایچ سوسائٹی

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	محمد رمضان خدا امان	۱۱ فروری ۲۰۰۱	پاک ایرانیان ٹی اسٹور، صدر
02	سید مشتاق حیدر	۲۰ جولائی ۲۰۰۱	بریگیڈ
03	محمد حسن	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ، محفلِ مرتضیٰ
04	غلام محمد	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ، محفلِ مرتضیٰ

شہادت کامیابی کا راز ہے (امام خمینی)

مدفون در قائم خانی کالونی قبرستان، سعید آباد

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	سید محمد حسنین	۱۰ اگست ۱۹۹۴	سعید آباد
02	سید محمد محسن	۱۰ اگست ۱۹۹۴	سعید آباد

مدفون در علی باغ قبرستان

01	منصور علی	۱۰ جولائی ۲۰۰۸	پہلوی ریسٹورنٹ ایم اے جناح روڈ
02	سید کوثر عباس زیدی	۴ مارچ ۲۰۰۸	امام بارگاہ علی نیا آباد
03	سید سلمان اکبر	۵ جون ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ
04	سید شاداب علی	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ
05	سید علی رضوی	۱۳ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدریؑ، سندھ مدرسہ
06	غلام حسین سہراب	۲۷ فروری ۲۰۰۴	سُبحان بیکری، لائٹ ہاؤس
07	محمد باقر سہراب	۲۷ فروری ۲۰۰۴	سُبحان بیکری، لائٹ ہاؤس
08	سید اصغر علی زیدی	۷ مئی ۲۰۰۴	نیا آباد، بغدادی
09	محمد حسین جوکار	۴، جولائی ۲۰۰۳	امام بارگاہ کلاں کوئٹہ
10	صادق علی ہمشیری	۳ فروری ۲۰۰۲	ہمشیری بیکری، کھارادر
11	حاجی سفر علی بنگش	۲۶ ستمبر ۱۹۹۹	عیدگاہ
12	رجب علی بنگش	۲۶ ستمبر ۱۹۹۹	عیدگاہ
13	سید حسنین عباس ایڈووکیٹ	۲۴ ستمبر ۱۹۹۹	صدر
14	ناصر علی جوکار	۲۰ فروری ۱۹۹۹	ایرانی ہوٹل، نمبر مارکیٹ
15	سجاد علی شاہ	۲۷ ستمبر ۱۹۹۴	فیروز آباد

قول رسولؐ

" میری امت میں دو طرح انسان پائے جاتے ہیں اگر وہ درست ہو جائیں تو میری اُمت نیک اور اچھی ہو جائے اور اگر وہ فاسد اور بدکار ہو جائیں تو میری ساری اُمت بد سے بدتر ہو جائے گی۔

عرض کیا گیا وہ کون ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ "علماء اور امراء" (ص ۴۲ اصول کافی ج۱)

مدفون در محمد شاہ قبرستان، یوپی موڑ

نمبر			
	محمد حسنین خان	۷، مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری سندھ مدرسہ
01	سید ہاشم رضا	۳ ستمبر ۲۰۰۳	سپارکو روڈ
02	سید ابوالخیر (اصفان حیدر)	۱۹ اپریل ۲۰۰۲	بلاک ایچ، نارتھ ناظم آباد
03	سید کمال حیدر کاظمی	۳ نومبر ۱۹۹۸	نامعلوم
04	سید اظہر عباس	۱۲ دسمبر ۱۹۹۴	نارتھ کراچی

"جس نے ایک بے گناہ انساں کو قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور
جس نے ایک انساں کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کی جان بچائی" (سورۂ مائدہ ۳۲)

مدفون در حیدری باغ قبرستان، میوہ شاہ

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	حیدر عباس کشمیری	۳ نومبر ۲۰۰۱	کراچی؟
02	سید ذیشان حسین	۱۱ جنوری ۱۹۹۸	کراچی؟
03	یاور علی کشمیری	۱۵ اکتوبر ۱۹۹۵	کشمیری امام بارگاہ، گولیمار
04	مرزا سرفراز حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفلِ ابوالفضل عباس، پی آئی بی
05	مرزا کامل حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفلِ ابوالفضل عباس، پی آئی بی
06	مرزا باقر حسین	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفلِ ابوالفضل عباس، پی آئی بی
07	مجیب الحسن جعفری	۲۵ فروری ۱۹۹۵	محفلِ ابوالفضل عباس، پی آئی بی
08	غلام عباس	۱۷ دسمبر ۱۹۹۴	لیاقت آباد
09	سید اشرف علی نقوی	۱۰ اگست ۱۹۹۴	نقوی پریس، شیر شاہ
10	سید جعفر رضا نقوی	۱۰ اگست ۱۹۹۴	نقوی پریس، شیر شاہ
11	انصار حسین جعفری	۱۶ جولائی ۱۹۹۴	نامعلوم (لاش ایدھی ہوم سے ملی تھی)
12	سید آل مہدی جعفری	۱۶ جولائی ۱۹۹۴	نامعلوم (لاش ایدھی ہوم سے ملی تھی)

مدفون در ڈیفنس سوسائٹی فیز 1 قبرستان

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	ڈاکٹر سید محسن رضا رضوی	۷ جولائی ۲۰۰۸	محمدی کلینک اعظم بستی
02	محمد رضا زیدی	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰ،
03	فیصان عباس	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰ،

مدفون در ڈیفنس سوسائٹی فیز 4 قبرستان

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت	حوالہ
01	ڈاکٹر آل صفدر زیدی	۴ مارچ ۲۰۰۲	گزری روڈ	723/2002 /No 84
02	سید جواد حسین رضوی	۲۹ جنوری ۲۰۰۲	ڈیفنس سوسائٹی	
03	سید حامد حسین رضوی	یکم ستمبر ۲۰۰۱	گزری	662/2001 P/No 75
04	شوکت رضا مرزا	۲۶ جولائی ۲۰۰۱	فریئر روڈ	184 / Level 3

مدفون در نیو کراچی نمبر6 قبرستان

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	سید آزاد حسین	۱۰، فروری ۲۰۰۲	نیو کراچی
02	سید دلاور عباس	۲۲، ستمبر ۱۹۹۹	نیو کراچی
03	ڈاکٹر شاکر حسین زیدی	۲۹ اگست ۱۹۹۷	گوہر کلینک سیکٹر 5-E نیو کراچی
04	سید عبادت علی	۱۳، مئی ۱۹۹۷	نیو کراچی
05	سید ذوالفقار احمد	۱۲ نومبر ۱۹۹۵	نیو کراچی
06	حسن عسکری	۱۷، ستمبر ۱۹۹۵	نیو کراچی
07	سید ظفر عباس	۳۰ اگست ۱۹۹۵	نارتھ کراچی
08	توصیف رضا	۱۳، دسمبر ۱۹۹۳	نیو کراچی

واقعی جو بھی خدا کی راہ میں مارا گیا تاریخ ان کو سنہرے حروف سے یاد کرتی ہے یہ ہی تو اللہ کے وہ پسندیدہ بندے ہیں
جنہوں نے اپنی جانیں تو قرباں کی مگر اسلام کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچنے سے بچالیا (آغا راحت حسین الحسینی)

مدفون در سخی حسن قبرستان، نارتھ ناظم آباد

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام
01	ڈاکٹر سید اسد عباس	۱۳ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ
02	ڈاکٹر سید ابن حسن	۱۶ اگست ۲۰۰۳	ملیر
03	محبت علی نقوی	۱۳ جون ۲۰۰۳	ناظم آباد
04	ڈاکٹر سید راشد مہدی	۱۲ فروری ۲۰۰۲	اورنگی ٹاؤن
05	سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ	۴ جون ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ
06	سید ارصاد مہدی نقوی	۴ جون ۲۰۰۰	شہید ملت روڈ
07	عباس حیدر	۱۶ اکتوبر ۱۹۹۹	ارم شاپنگ سینٹر
08	محمد عقیل ہاشمی	۱۵ جولائی ۱۹۹۸	
09	سید محمد ہادی حسن	۲۴ جون ۱۹۹۷	لنڈی کوتل چورنگی
10	ڈاکٹر محمد حیدر (بابر)	۳ جون ۱۹۹۶	مومن آباد
11	سید نایاب حیدر	۷ فروری ۱۹۹۵	نارتھ ناظم آباد
12	کاشف منظور	۲۰ جنوری ۱۹۹۵	خواجہ اجمیر نگری
13	حکیم سید باقر حسنین	۱۰ جنوری ۱۹۹۵	لیاقت آباد
14	افتخار عباس	۲ جنوری ۱۹۹۵	نارتھ ناظم آباد
15	عامر حسین	۸ دسمبر ۱۹۹۴	اورنگی ٹاؤن
16	سید عدیل رضا	۱۸ جون ۱۹۹۴	گودھرا کیمپ
17	سید وقار رضا	۱۸ جون ۱۹۹۴	گودھرا کیمپ
18	سید نعیم رضا	۱۶ دسمبر ۱۹۸۶	ڈرگ روڈ
19	سید بہادر علی جعفری	۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴	مسجد وامام بارگاہ امامیہ، سی ایریا، لیاقت آباد
20	سید وجاہت حسین	۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴	مسجد وامام بارگاہ امامیہ، سی ایریا، لیاقت آباد
21	ڈاکٹر سید حیدر عباس	۱۹ مارچ ۱۹۸۳	مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد
22	سید امتیاز محسن	۲۲ فروری ۱۹۸۳	مسجد وامام بارگاہ خیر العمل، انچولی

23	سید ساجد حسین رضوی	۲۲ فروری ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ خیر العمل، انچولی
24	سید محمد احسن رضوی	۲۲ فروری ۱۹۸۳	مسجد و امام بارگاہ خیر العمل، انچولی
25	عشرت علی	۲۲ فروری ۱۹۷۸	مسجد و امام بارگاہ حیدریؑ، گولیمار
26	شہنشاہ حسین	۲۲ فروری ۱۹۷۸	مسجد و امام بارگاہ حیدریؑ، گولیمار
27	سید انوار حسین	۲۲ فروری ۱۹۷۸	مسجد و امام بارگاہ حیدریؑ، گولیمار
28	کرار حسین	۲۲ فروری ۱۹۷۸	مسجد و امام بارگاہ حیدریؑ، گولیمار
29	محمد جاوید بٹ	۲۲ فروری ۱۹۷۸	مسجد و امام بارگاہ حیدریؑ، گولیمار

مراسم عزاداری ملت جعفریہ کے لیے واجب اور شہ رگ حیات ہیں اور اس میں کسی قسم کی رخنہ اندازی برداشت نہیں کی جائے گی

(علامہ سید ساجد نقوی)

مدفون درِ وادیِ حسینؑ قبرستان، سپر ہائی وے

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	قبر نمبر
01	سید حسن حیدر	۲۷ نومبر ۲۰۰۷	گلستان جوہر	3667
02	سید نذر عباس	۱۸ اگست، ۲۰۰۴	جامعہ بنوری سائٹ	1519
03	محمد رضوان زیدی	۲ جون، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1428
04	سید نجف ہادی	یکم جون، ۲۰۰۴	انچولی سوسائٹی	1424
05	غضنفر عباس	۳۱ مئی، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1423
06	محمد سجاد علی	۳۱ مئی، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1421
07	محمد علی	۳۱ مئی، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1420
08	شہزاد علی بنگش	۳۱ مئی، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1418
09	مسعود احمد	۳۱ مئی، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1417
10	سید وقار زیدی	۳۱ مئی، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1416
11	مولانا مشتاق حسین	۳۱ مئی، ۲۰۰۴	مسجد و امام بارگاہ علی رضاؑ	1415
12	سید افسر عباس	۲۰ مئی، ۲۰۰۴	مسجد حیدریؑ، سندھ مدرسہ	1401
13	سید احمر منظر رضوی	۱۷ مئی، ۲۰۰۴	مسجد حیدریؑ، سندھ مدرسہ	1393

14	سید آغا غلام حیدر	۱۳ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	1390
15	میر سخاوت علی	۱۰ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	1384
16	سید نہال رضا	۱۰ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	1381
17	خواجہ محمد کمیل	۷ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	1378
18	سید محمد دانش سبطین	۱۸ جون ۲۰۰۲ء	الاعظم اسکوائر لیاقت آباد	557
19	سید ظفر مہدی زیدی	۶ مئی ۲۰۰۲ء	جامعہ ملیہ ملیر	527
20	سید گل امام شاہ بخاری	۱۰ ستمبر ۲۰۰۱ء	سعید آباد	325
21	مولانا سید علی حسنین	۴ ستمبر ۲۰۰۱ء	شاہراہ پاکستان	295
22	ڈاکٹر سید اسد بخاری	۲۶ جولائی ۲۰۰۱ء	سعید آباد	233
23	سید شمیم رضا نقوی	۲۸ اپریل ۲۰۰۱ء	اورنگی ٹاؤن	201

مدفون در حسینی باغ قبرستان، میوہ شاہ

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقامِ شہادت	قبر نمبر
01	حیدر علی	۹ جون ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3452
02	محمد رضا	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3448
03	دانش رضا	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3447
04	حیدر علی مولجی	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3446
05	شعبان علی	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3445
06	زین عباس	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3444
07	غلام عباس	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3443
08	محمد سلمان آزاد	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3442
09	غلام عباس سایانی	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3441
10	محمد سلمان علی	۳۱ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد و امام بارگاہ علی رضا	3440
11	علی اصغر	۲۷ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	3437
12	عبداللہ نورانی	۱۵ مئی ۲۰۰۴ء	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	3432

13	فضل عباس	۷ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	3430
14	حافظ علی پردھان	۷ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری، سندھ مدرسہ	3429
15	رجب علی راؤجانی	۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱	مسجد علی مرتضیٰ	3053
16	ڈاکٹر محمد رضا پیرانی	۲۵ جون ۲۰۰۲	سولجر بازار	2973
17	مظفر علی کرمانی	۲ مئی ۲۰۰۱	سولجر بازار	2971
18	نذیر عباس	۲ مئی ۲۰۰۱	سولجر بازار	2972
19	ڈاکٹر سبطین ڈوسا	۲ مئی ۲۰۰۰	ڈوسا کلینک، کھارادر	2906
20	علی نواز	۲ مئی ۲۰۰۰	ڈوسا کلینک، کھارادر	2907
21	ڈاکٹر محمد حسین دیوانجی	۱۲ اپریل ۱۹۹۵	کھڈا مارکیٹ	2674
22	بشیر محمد تقی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	A-2030
23	انور علی مرچنٹ	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	A-2031
24	فرحت عباس	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	A-2032
25	حمید بھوجانی	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد و امام بارگاہ محفلِ مرتضیٰ	A-2033
26	تقی رضا گولانی	۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴	الرضا میڈیکل اسٹور، سولجر بازار	2074
27	کمیل عباس	۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴	شاہ خراسان	2073
28	عامر رضا مرچنٹ	۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴	الرضا میڈیکل اسٹور، سولجر بازار	2072
29	عبدالحمید	۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴	شاہ خراسان	2071
30	شوکت علی بھوجانی	۹ ستمبر ۱۹۹۴	سولجر بازار	2058
31	ڈاکٹر ابو قاسم جیوا	۱۲ ستمبر ۱۹۹۴	ناظم آباد	2057
32	دلاور حسین	۷ جولائی ۱۹۹۴	سولجر بازار	2023

maablib.org

مدفون در وادی السلام، سرجانی ٹاؤن قبرستان

01	علی عمران	۱۴ جولائی ۲۰۰۶	عباس ٹاؤن	G-190
02	سید صابر حسین ہاشمی	۷ مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری	G-004
03	سید کاظم حسین کاظمی	۱۳ نومبر ۲۰۰۱	نامعلوم	
04	سید بدر حیدر نقوی	۱۴ نومبر ۲۰۰۱	نیو کراچی	C-107
05	سید جاوید علی شیرازی	۱۲ جولائی ۲۰۰۱	اورنگی ٹاؤن	C-181
06	سید منصور علی	۲۰ جون ۱۹۹۸	نامعلوم	B-49
07	سید شمیم حیدر	۸ ستمبر ۱۹۹۴	نیو کراچی	A-22

مدفون در بنگش قبرستان، پہلوان گوٹھ، گلستان جوہر

01	الطاف حسین	۱۰ ستمبر ۲۰۰۱	سبزی منڈی، نیوٹاؤن

سرخ موت، سیاہ زندگی سے بہتر ہے۔ (امام خمینیؒ)

مدفون در کورنگی مختلف قبرستان

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت	تدفین
01	فدا حسین	۳۰ مئی ۲۰۰۵	مسجد و امام بارگاہ مدینۃ العلم، گلشن اقبال	کورنگی نمبر ۱ قبرستان
02	سید حیدر علی	یکم جون ۲۰۰۴	حسینی بلڈ بینک سولجر بازار	کورنگی نمبر 5 قبرستان
03	محمد قاسم	۳ ستمبر ۲۰۰۳	سیار کو روڈ	
04	سید صغیر حسین کاظمی	۲۰ فروری ۲۰۰۳	کورنگی ساڑھے تین نمبر	
05	سید سبط حسن	۲۳ جنوری ۱۹۹۵	کورنگی اللہ والی کراسنگ	
06	انور علی ملتانی	۱۱ دسمبر ۱۹۹۴	؟	کورنگی نمبر ڈھائی نمبر قبرستان
07	سید نور اسلام حیدر	۸ دسمبر ۱۹۹۴	کورنگی ۶ نمبر	کورنگی نمبر 6 قبرستان
08	غلام محمد ملتانی	۱۸ اکتوبر ۱۹۹۴	کورنگی	
09	محمد علی	۱۶ ستمبر ۱۹۹۴	سو کوارٹرز کورنگی	کورنگی نمبر ۱ قبرستان
10	سید قاسم عباس	۸ ستمبر ۱۹۹۲	کورنگی	کورنگی نمبر ۱ قبرستان
11	سید عامر حسین رضوی	۱۷ اگست ۱۹۹۴	این ایریا کورنگی	

کالونی گیٹ قبرستان

نمبر	شہید	تاریخ شہادت	مقام شہادت
01	عاصم رضا	۲۰ فروری ۲۰۰۹	نزد حسینی مشن شاہ فیصل کالونی
02	ذوالفقار حیدر	۱۱ مارچ ۲۰۰۲	شاہ فیصل کالونی
03	سید انور علی ترمذی	۱۱ مارچ ۲۰۰۲	شاہ فیصل کالونی
04	انصر علی	۱۳ اگست ۱۹۹۸	حسینی مشن شاہ فیصل کالونی
05	سید اطہر علی زیدی	۱۳ اگست ۱۹۹۸	حسینی مشن شاہ فیصل کالونی

مدفون درعظیم پورہ قبرستان

01	مولانا غلام حسین واعظی	۱۹ نومبر ۲۰۰۹	نزد مسجد وامام بارگاہ سفینہ اہل بیتؑ
02	ڈاکٹر شاہد حبیب	۳۱ مئی ۲۰۰۴	مسجد وامام بارگاہ علی رضا
03	سید محمد احمد	۷، مئی ۲۰۰۴	مسجد حیدری
04	سید محبت علی	۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ منتظر المہدیؑ،
05	رمضان علی	۲۲ فروری ۲۰۰۳	مسجد وامام بارگاہ منتظر المہدیؑ،
06	نذیر احمد	یکم ستمبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ
07	بشیر احمد	یکم ستمبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ
08	سید حسنین نقوی	یکم ستمبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ
09	سید صفدر حسین	یکم ستمبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ
10	سید ذوالفقار نقوی	یکم ستمبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ
11	ملک نواز	یکم ستمبر ۱۹۹۹	مسجد وامام بارگاہ حرؑ

مدفون در خراسان باغ قبرستان فیز۔۱ ، میوہ شاہ

01	مولانا محمد ایوب صابری	۲۵ فروری ۱۹۹۵	مسجد وامام بارگاہ، محفل مرتضی
02	ڈاکٹر سید محمد علی	۱۳ دسمبر ۱۹۹۴	نیو کراچی

مدفون در عیسٰی نگری قبرستان، گلشن اقبال

01	خواجہ انیس حیدر	یکم مارچ ۲۰۰۱	نمائش چورنگی، حیدری اسکاؤٹ کیمپ

مدفون در گلزار ہجری قبرستان

01	مرزا پرویز علی	۳، فروری ۱۹۹۷	سرجانی ٹاؤن

مدفون در منگو پیر قبرستان

01	امیر علی عابدی	۱۶ اگست ۲۰۰۲	منگو پیر

مدفون در پہاڑ گنج قبرستان

01	اظہر خان	۲۵ فروری ۱۹۹۹	بلاک آر نارتھ ناظم آباد

مدفون در لیاقت آباد قبرستان

01	سید حسن عابد جعفری	۲۷ جولائی ۱۹۹۴	گلشن اقبال
02	سید سردار حسین جعفری ایڈووکیٹ	۱۵ مئی ۲۰۰۰	گلشن اقبال

مدفون در قصبہ کالونی قبرستان

01	سید ہاشم رضا	۶ نومبر ۱۹۹۱	قصبہ کالونی ڈھائی نمبر

مدفون در یاسین آباد قبرستان

01	سید ظہیر عباس (رضوان)	۲۷ ستمبر ۱۹۹۸	نمائش
02	سید حسن علی	۹ جنوری ۲۰۰۲	دستگیر

اقوال حضرت امام حسن علیہ السلام

☆ "لوگ چار قسم کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نیک اخلاق ہیں اور دولت مند نہیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو دولت مند ہیں اور نیک اخلاق نہیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نہ نیک اخلاق ہیں اور نہ ہی دولت مند ہیں۔ یہ تمام لوگوں میں زیادہ بد بخت ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نیک اخلاق اور دولت مند ہیں یہ تمام لوگوں سے اچھے ہیں۔"

☆ ایک شخص نے امام حسنؑ سے پوچھا بزدلی کیا ہے؟ فرمایا: دوستوں سے بہادری اور دشمنوں سے بھاگنا۔

☆ قریب وہ ہے جس کو دوستی نزدیک کرے چاہے رشتہ کے اعتبار سے وہ دور ہو۔

خاک میں مل گئے
سب میرے لعل گوہر

شہداء کے مختصر احوال

فروری ۱۹۷۸

سے

نومبر ۲۰۰۹

maablib.org

سورۂ آل عمران آیت ۱۰۳

غسل میت نہ کہنا میرے غسل کو، اجلے ملبوس کو مت کفن نام دو
میں چلا ہوں علیؑ سے ملاقات کو، جسکی تھی آرزو وہ گھڑی آ گئی

(پروفیسر سبط جعفر)

maablib.org

شہید سید رضا عباس کا آخری دیدار

سال ۱۹۷۸ شہدا کی تعداد ۵

شہید: انور حسین

ولدیت: سید صفدر حسین

تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۱۹۷۸ (۱۲ ربیع الاول)

مقامِ شہادت: علی بستی گولیمار **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گولیمار

دیگر: ۱۲ ربیع الاول کو شرپسندوں کا علی بستی پر حملہ/ ۱۵ افراد شہید

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ روزنامہ ڈان ۲۲ فروری ۱۹۷۸

حسینیہ امام بارگاہ کے سامنے نصب کتبہ

شہید: شہنشاہ حسین

ولدیت: شمشاد حسین

تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۱۹۷۸ (۱۲ ربیع الاول)

مقامِ شہادت: علی بستی گولیمار **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گولیمار

دیگر: پولیس کی گولی سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ روزنامہ ڈان ۲۲ فروری ۱۹۷۸

شہید: کرار حسین

ولدیت: مبارک حسین

تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۱۹۷۸ (۱۲ ربیع الاول)

مقامِ شہادت: علی بستی گولیمار **مقامِ تدفین:** سخی حسن

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گولیمار

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ روزنامہ ڈان ۲۲ فروری ۱۹۷۸

شہید: محمد جاوید بٹ

ولدیت: محمد باقر بٹ

تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۱۹۷۸ء (۱۲ ربیع الاول)

مقامِ شہادت: علی بستی گولیمار **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گولیمار

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ روزنامہ ڈان ۲۲ فروری ۱۹۷۸ء

شہید: عشرت علی

ولدیت: منصور علی

تاریخِ شہادت: ۲۳ فروری ۱۹۷۸ء (۱۲ ربیع الاول)

مقامِ شہادت: علی بستی گولیمار **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گولیمار

دیگر: اے بی سینیا لائن ڈاک خانے میں ملازم تھے۔ انجمن حسینیہ گولیمار کے پروپیگنڈہ سیکرٹری بھی تھے

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ روزنامہ ڈان ۲۲ فروری ۱۹۷۸ء

سال ۱۹۸۳ شہدا کی تعداد ۷

شہید: سید محمد احسن رضوی

ولدیت: سید رحمت حسنین

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۱۹۸۳

مقامِ شہادت: مسجد خیرالعمل، انچولی — مقامِ تدفین: سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: — تھانہ: گلبرگ

دیگر: انجینئر کے ای ایس سی

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا

شہید: سید امتیاز محسن

ولدیت: سید افتخار محسن

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۱۹۸۳

مقامِ شہادت: مسجد خیرالعمل، انچولی

مقامِ تدفین: سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: — تھانہ: گلبرگ

دیگر: ایم ایس سی کے طالب علم تھے اور ISO سے وابستہ تھے۔ شہید بندر روڈ کے دھرنے کے موقع پہ کفن پوش دستے میں شریک تھے۔

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا

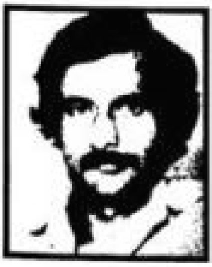

شہید: سید ساجد حسین رضوی

ولدیت: سید سرفراز حسین رضوی

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۱۹۸۳

مقامِ شہادت: مسجد خیرالعمل — مقامِ تدفین: سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: — تھانہ: گلبرگ

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی

شہید: ڈاکٹر آغا سید حیدر عباس

ولدیت: آغا سید رضی حیدر

تاریخِ شہادت: ۱۹ مارچ ۱۹۸۳

مقامِ شہادت: مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد نمبر ۱۰ **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر: پولیس کا شیل سبب شہادت ہوا۔ جسٹس آغا علی حیدر کے بھتیجے، دار التبلیغ الاسلامی کے صدر۔ شہادت کے وقت والد عمرہ ادا کرنے گئے ہوئے تھے، غسل خانہ میت باب العلم کی تعمیر میں والدین نے شہید کی اعلیٰ تعلیم کے لیے مختص شدہ رقم ہدیہ کی۔ شہید کے دوسرے بھائی آغا غلام حیدر ۳۱ مئی ۲۰۰۴ و حیدری مسجد کے سانحے میں شہید ہوئے۔

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: سید نعیم حیدر زیدی

ولدیت: سید ظفر الحسن زیدی

تاریخِ شہادت: ۱۹ مارچ ۱۹۸۳

مقامِ شہادت: نزد مسجد ہاشمیہ **مقامِ تدفین:** جنت البقیع، حب ریور روڈ

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** لیاقت آباد

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: سید شاھد حسین جعفری

ولدیت: سید مقصود حسین جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۹ مارچ ۱۹۸۳

مقامِ شہادت: مسجد اثناعشری، سی ایریا لیاقت آباد **مقامِ تدفین:** جنت البقیع، حب ریور روڈ

ایف آئی آر نمبر: 112/83 **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر: شہید انجمن تنظیم پنجتنی کے صاحب بیاض سید ساجد حسین جعفری کے سگے بھائی اور سالار دستہ انجمن ناصرانِ حسینؑ تھے۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد والدین کو بیٹے کی شہادت کا علم ہوا۔ افسوس باپ اور بھائی اپنے جوان شہید کا کندھا بھی نہ دے سکے۔

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ F.I.R

شہید: ماسٹر سید منظور الحسن

ولدیت: سید آل حسن

تاریخِ شہادت: ۲۲ مارچ ۱۹۸۳

مقامِ شہادت: لیاقت چوک گولیمار **مقامِ تدفین:** جنت البقیع، حب ریور روڈ

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: سماجی کارکن سید محمود الحسن (ریٹائرڈ) ڈائریکٹر مین پاور اینڈ ٹریننگ کے والد تھے

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

سال ۱۹۸۴ شہدا کی تعداد ۲

شہید: سید بہادر علی جعفری

ولدیت: سید محمد جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ (یومِ عاشورا ۱۴۰۵ھ)

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ امامیہ سی ایریا لیاقت آباد

مقامِ تدفین: سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 422/84 **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر: صدر انجمن تبلیغ امامیہ رجنرل سیکرٹری تنظیم عزا۔ شرپسندوں نے مسجد و امام بارگاہ ہذا سے برآمد ہونے والے عاشورہ محرم کے جلوس کو روکنے کی ناپاک کوشش کی لیکن شہداء نے اپنے لہو کا نذرانہ دے کر سازش کو ناکام بنادیا۔

حوالہ: کتابچہ جامعہ روحانیت کراچی/ ذاتی معلومات/ F.I.R

شہید: سید وجاہت حسین رضوی

ولدیت: سید نذیر حسین رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ (یومِ عاشورا)

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ امامیہ سی ایریا لیاقت آباد **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر: شہید بہادر علی کے ہمراہ دس محرم کو شہید ہوئے۔

حوالہ: شہید کے بیٹے حیدر بھائی نے تفصیلات فراہم کیں۔

سال۱۹۸۶ شہدا کی تعداد ۱

شہید: سید نعیم رضا رضوی

ولدیت: سید شمیم حیدر

تاریخِ شہادت: ۱۶ دسمبر ۱۹۸۶

مقامِ شہادت: حسینی مشن ڈرگ روڈ — مقامِ تدفین: سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: — تھانہ:

دیگر: شہید حضرت نسیم امروہوی کے پوتے تھے

حوالہ: SFP ڈیٹا

سال ۱۹۸۹ شہدا کی تعداد ۱

شہید: محمد اسمٰعیل

ولدیت: شعبان علی

تاریخِ شہادت: ۹ نومبر ۱۹۸۹

مقامِ شہادت: عزاخانہ ابوطالبؑ، سولجر بازار — مقامِ تدفین: گلگت

ایف آئی آر نمبر: — تھانہ:

دیگر:

حوالہ: SFP ڈیٹا / تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ / ص ۱۷ ، شہداء گلگت بلتستان از محبت علی قیصر

سال۱۹۹۰ شہدا کی تعداد ۱

شہید: ذاکر حسین

ولدیت: ابراہیم شاہ

تاریخِ شہادت: ۲۲ مئی ۱۹۹۰

مقامِ شہادت: کراچی — مقامِ تدفین: گلگت

ایف آئی آر نمبر: — تھانہ:

دیگر:

حوالہ: ص ۸۷ ، شہداء گلگت بلتستان از محبت علی قیصر

سال ۱۹۹۱ شہدا کی تعداد ۱

شہید: سید ہاشم رضا زیدی

ولدیت: سید ریاست حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۶ نومبر ۱۹۹۱

مقامِ شہادت: قصبہ کالونی ڈھائی نمبر **مقامِ تدفین:** قصبہ کالونی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: آپ کے دوسرے بھائی سید آلِ رضا رضوی کو بھی ۲۲ اپریل ۲۰۰۲ میں شہید کر دیا گیا

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

سال ۱۹۹۲ شہدا کی تعداد ۴

شہید: میر سجاد محسن

ولدیت: میر تقی محسن

تاریخِ شہادت: ۳ جون ۱۹۹۲

مقامِ شہادت: مسجد باب العلم **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجد باب العلم

ایف آئی آر نمبر: 184/92 **تھانہ:** نارتھ ناظم آباد

دیگر: انجمن غلامانِ حُر سے وابستہ

حوالہ: SFP ڈیٹا/ جنگ اخبار ۵ جون ۱۹۹۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: زاھد حسین

ولدیت: ذاکر حسین

تاریخِ شہادت: ۳ جون ۱۹۹۲

مقامِ شہادت: مسجد باب العلم **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجد باب العلم

ایف آئی آر نمبر: 184/92 **تھانہ:** نارتھ ناظم آباد

دیگر: انجمن غلامانِ حُر سے وابستہ

حوالہ: SFP ڈیٹا/ جنگ اخبار ۵ جون ۱۹۹۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: غلام حیدر (شہنشاہ)

ولدیت: سید اکمل حسین

تاریخِ شہادت: ۴ جون ۱۹۹۲

مقامِ شہادت: مسجد باب العلم — مقامِ تدفین: احاطہ مسجد باب العلم

ایف آئی آر نمبر: 184/92 تھانہ: نارتھ ناظم آباد

دیگر: انجمن غلامانِ حُر سے وابستہ

حوالہ: SFP ڈیٹا/ جنگ اخبار ۵ جون ۱۹۹۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سید قاسم عباس

ولدیت: سید محمود حسین

تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۲

مقامِ شہادت: کورنگی — مقامِ تدفین: کورنگی نمبر ۱ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: تھانہ: کورنگی

دیگر: شہید پاسبان اسلام سے وابستہ۔ ان کی قبر کی نشاندہی کرنے والے ڈاکٹر سید محسن رضا رضوی کو بھی ۷ جولائی ۲۰۰۸ میں شہید کر دیا گیا۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ نجی تحقیق

سال ۱۹۹۳ شہدا کی تعداد ۲

شہید: سید سلیم جعفری

ولدیت: غلام محمد جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۸ ستمبر ۱۹۹۳

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ العباسؑ، ملیر ایکسٹینشن — مقامِ تدفین: مسجد و امام بارگاہ العباسؑ، ملیر

ایف آئی آر نمبر: تھانہ:

دیگر: شہید اذانِ فجر دے رہے تھے کہ فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ شہید نوحہ خوانی بھی کرتے تھے۔

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ نجی تحقیق/ S.F.P ڈیٹا

شہید: سید سمیع حیدر

ولدیت: سید سطوت حیدر

تاریخِ شہادت: ۱۸ اگست ۱۹۹۳

مقامِ شہادت: 5-D نیو کراچی **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجد و امام بارگاہ جعفریہ، نیو کراچی

ایف آئی آر نمبر: 454/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: شہید انجمن جعفریہ کے صدر۔ P.I.A سے وابستہ تھے۔ علامہ ساجد نقوی نے نیو کراچی میں نماز پڑھائی۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/ جنگ اخبار ۱۸ اگست ۱۹۹۳/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ نجی تحقیق

سال ۱۹۹۴ شہدا کی تعداد ۶۲

شہید: جمیل حسین بنگش

ولدیت: محمد علی بنگش

تاریخِ شہادت: ۱۳ اپریل ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: ناظم آباد سے اغوا کیا، لاش ایرانی کیمپ سے ملی۔ **مقامِ تدفین:** بنگش قبرستان اورنگی ٹاؤن

ایف آئی آر نمبر: 63/94 **تھانہ:** مومن آباد

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر سید ندیم الحسن نقوی امروہوی

ولدیت: ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن نقوی امروہوی

تاریخِ شہادت: ۲۲ اپریل ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: نارتھ ناظم آباد، بہانے سے گھر میں گھس کر تصدیق کرنے کے بعد فائرنگ کر کے شہید کیا۔

مقامِ تدفین: جامعہ امامیہ ناظم آباد

ایف آئی آر نمبر: 133/94 **تھانہ:** نارتھ ناظم آباد

دیگر: ذاکرِ حسینؑ، ایم بی بی ایس ڈاکٹر، مصنف، ٹرسٹی جامعہ امامیہ (ڈاکٹرز کی ٹارگٹ کلنگ کی ابتدا ہوئی)۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق۔

شہید: ڈاکٹر کوثر علی زیدی

ولدیت: ڈاکٹر سید تفضل حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۶ مئی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: تفضل کلینک **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 223/94 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: قاتلانہ حملہ میں شدید زخمی ہوئے عباسی شہید اسپتال کے ایمرجنسی آپریشن تھیٹر میں شہادت میں فائز ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/SFP ڈیٹا

MLC-ASH-2712/94-Dated 5th June 1994

شہید: سید انور امام رضوی

ولدیت: سید امام رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۵ مئی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن **مقامِ تدفین:** اورنگی ٹاؤن۔ سیکٹر ساڑھے گیارہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 111/94 **تھانہ:** اورنگی ٹاؤن

دیگر: شہید مرکزی تنظیم عزا کے فعال کارکن تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/SFP ڈیٹا۔

شہید: حبیب غلام علی

ولدیت: غلام رضا

تاریخِ شہادت: ۱۸ جون ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: سوسائٹی آفس (پی سی ایچ ایس) **مقامِ تدفین:** میت تدفین کیلئے اسکردو گئی۔

ایف آئی آر نمبر: 101/94 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: مجلس سے واپس پر سرراہ فائرنگ کر کے شہید کیا گیا۔ آپ P.A.F میں ایئر کرافٹ مین تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/SFP ڈیٹا۔

شہید: سید وقار رضا جعفری

ولدیت: سید محسن رضا جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۸ جون ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: ناگن سے اغوا کیا گیا گودھرا کیمپ سے لاش ملی **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 333/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: عدیل رضا کے چچا (ایک ساتھ شہید ہوئے)

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۹/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/SFP ڈیٹا۔

شہید: سید عدیل رضا

ولدیت: سید احسن رضا

تاریخِ شہادت: ۱۸ جون ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: ناگن سے اغوا کیا، گودھرا کیمپ سے لاش ملی **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 333/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: وقار رضا کے بھتیجے تھے مجلس سے واپسی پر اغوا کیا گیا (ایک ساتھ شہید ہوئے)

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۸/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/SFP ڈیٹا۔

شہید: سید عالم مصطفیٰ

ولدیت: سید حسین اصغر

تاریخِ شہادت: ۲۱ جون ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: روضہ امام رضاؑ مشہد ایران **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: روضہ امام رضاؑ میں ہونے والے دھماکے میں شہید ہوئے

حوالہ: نجی تحقیق/روزنامہ جنگ کراچی تاریخ

شہید: طاہر عباس نقوی (گوگا)

ولدیت: سید مظفر عباس نقوی

تاریخِ شہادت: ۳۰ جون ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: اورنگی ½11 کے بازار میں فائرنگ **مقامِ تدفین:** جنت البقیع اورنگی ٹاؤن سیکٹر L-11

ایف آئی آر نمبر: 144/94 **تھانہ:** اورنگی ٹاؤن

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۷/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق۔

شہید: دلاور حسین

ولدیت: محمد علی کانجی

تاریخِ شہادت: ۴ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: سولجر بازار دوکان پر فائرنگ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ، میوہ شاہ/ قبر نمبر 2023

ایف آئی آر نمبر: 153/94 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر: شہید کو ان کے جنرل اسٹور پر دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا۔

شہید: غلام عباس

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۰ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 272/9 **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵/ SFP ڈیٹا۔

شہید: غلام رضا

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء

مقامِ شہادت: لائنز ایریا **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر:

حوالہ: SFP ڈیٹا۔

شہید: انصار حسین جعفری

ولدیت: شبیہ الحسن جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۶ جولائی ۱۹۹۴ء

مقامِ شہادت: لانڈھی کے بس اسٹاپ سے اغوا کیا، لاش ملیر توسیعی کالونی سے ایدھی ہوم کی معرفت ملی

مقامِ تدفین: حیدری باغ قبرستان (دو گمنام پکی قبروں میں سے ایک قبر)

ایف آئی آر نمبر: 438/94 **تھانہ:** کورنگی

دیگر: شہید آلِ مہدی کے بھانجے تھے

حوالہ: تحریکِ جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۵ - ۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ ذاتی تحقیق

شہید: سید آلِ مہدی جعفری

ولدیت: سید آلِ سبطین جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۶ جولائی ۱۹۹۴ء

مقامِ شہادت: لانڈھی بس اسٹاپ سے اغوا کیا، لاش ایدھی ہوم سے ملی

مقامِ تدفین: حیدری باغ قبرستان (دو گمنام پکی قبروں میں سے ایک قبر)

ایف آئی آر نمبر: 438/94 **تھانہ:** کورنگی

دیگر: شہید انصار حسین کے ماموں تھے

حوالہ: تحریکِ جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۵ - ۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ ذاتی تحقیق

شہید: سید ندیم حسین

ولدیت: سید انور حسین

تاریخِ شہادت: ۲۱ جولائی ۱۹۹۴ (شبِ عاشور)

مقامِ شہادت: جعفریہ کالونی گولیمار **مقامِ تدفین:** جعفریہ کالونی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گولیمار

دیگر: طالب علم، ہاکر تھے اخبار ڈالنے گئے تھے، روزِ عاشور تدفین ہوئی

حوالہ: SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ظفر عباس

ولدیت: حامد حسین

تاریخِ شہادت: ۲۳ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: D-5 نیو کراچی موڑ پر بس پر فائرنگ **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجدِ علی و بارگاہِ نواسۂ رسول قصبہ

ایف آئی آر نمبر: 386/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: شب بیداری سے واپسی پر انجمن شیدائے عباس کی بس پر حملہ۔ 6 کمسن بچے شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۵/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۹۴/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سید کوثر علی

ولدیت: سید باقر حسین

تاریخِ شہادت: ۲۳ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: D-5 موڑ نیو کراچی، بس پر حملہ **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجدِ علی و بارگاہِ نواسۂ رسول قصبہ

ایف آئی آر نمبر: 386/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: انجمن شیدائے عباسؑ سے وابستہ

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۹۴/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ۔

شهید: سید منور حسین

ولدیت: محمد حسنین

تاریخِ شهادت: ۲۳ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شهادت: بس پر حملہ D-5 نیو کراچی موڑ پر **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجدِ علی و بارگاہ نواسۂ رسول، قصبہ

ایف آئی آر نمبر: 386/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر:

حواله: HRCP اسٹڈی ۱۳/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۹۴/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ۔

شهید: سید کامران حسین

ولدیت: سید شکیل حسین

تاریخِ شهادت: ۲۳ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شهادت: D-5 نیو کراچی موڑ، بس پر ہینڈ گرنیڈ سے حملہ

مقامِ تدفین: احاطہ مسجدِ علی و بارگاہ نواسۂ رسول، قصبہ کالونی۔

ایف آئی آر نمبر: 386/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: انجمن شیدائے عباسؑ سے وابستہ

حواله: HRCP اسٹڈی ۱۶/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۹۴/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ۔

شهید: سید حسن عباس

ولدیت: سید صفدر عباس

تاریخِ شهادت: ۲۳ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شهادت: D-5 نیو کراچی موڑ، بس پر حملہ **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجدِ علی و بارگاہ نواسۂ رسول، قصبہ

ایف آئی آر نمبر: 386/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: انجمن شیدائے عباسؑ کے صاحب بیاض اور پورٹ قاسم سے وابستہ تھے

حواله: HRCP اسٹڈی ۱۴/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۹۴/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ۔

شہید: علی عباس

ولدیت: غلام عباس

تاریخِ شہادت: ۲۳ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: 5-D نیو کراچی موڑ، بس پر حملہ

مقامِ تدفین: احاطہ مسجد علی و بارگاہ نواسۂ رسول، قصبہ کالونی۔

ایف آئی آر نمبر: 386/94 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: انجمن شیدائے عباسؑ سے وابستہ

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۴ جولائی ۱۹۹۴/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ۔

شہید: ڈاکٹر سید ذوالفقار حیدر

ولدیت: سید علی ساجد

تاریخِ شہادت: ۲۷ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: فاصل کلینک J/1 ایریا کورنگی

مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 438/94 **تھانہ:** کورنگی

دیگر: شہید کے سگے بھائی ڈاکٹر اقتدار ساجد کو دہشت گردوں نے ۳۰ مئی ۱۹۹۷ کو کورنگی میں شہید کر دیا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۷/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۵-۱۹۹۳/SFP ڈیٹا۔

شہید: سید حسن عابد جعفری

ولدیت: سید حسن عسکری

تاریخِ شہادت: ۲۷ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: بلاک ۳، گلشن اقبال، دوکان پر فائرنگ **مقامِ تدفین:** لیاقت آباد قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گلشن اقبال

دیگر: شہید کی ویڈیو گیم کی دکان تھی

حوالہ: جنگ اخبار، ۲۸ جولائی ۱۹۹۴/SFP ڈیٹا

PM.NO-421/94(JPMC)Dated 28-07-94

شہید: سید محمد عباس نقوی

ولدیت: سید افتخار حسین نقوی

تاریخِ شہادت: ۲۹ جولائی ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: ملیر توسیعی **مقامِ تدفین:** جعفر طیار سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 62/94 **تھانہ:** کھوکھراپار

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۸/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: غلام عباس

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۰ اگست ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: سعید آباد **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: ہیڈ کانسٹیبل/وائرلیس آپریٹر

حوالہ: ڈان اخبار، ۱۱ اگست ۱۹۹۴

شہید: سید اشرف علی نقوی

ولدیت: سید بخشش علی نقوی

تاریخِ شہادت: ۱۰ اگست ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: نقوی پریس شیر شاہ **مقامِ تدفین:** حیدری باغ، میوہ شاہ

ایف آئی آر نمبر: 113/94 **تھانہ:** شیر شاہ

دیگر: شہید کو ایک جھوٹے مقدمہ توہین قرآن میں ملوث کیا گیا، عدالت سے ضمانت پر رہا ہو کر آئے ہی تھے کہ دہشت گردی کا نشانہ بن گے۔ شہید جعفر رضا کے والد تھے۔ باپ بیٹے کا جنازہ ایک ساتھ رضویہ سوسائٹی سے اٹھا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۹/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۱۱ اگست ۱۹۹۴/ نجی تحقیق/تحریک سالانہ رپورٹ

شہید: سید جعفر رضا نقوی

ولدیت: شہید سید اشرف علی نقوی

تاریخِ شہادت: ۱۰ اگست ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: نقوی پریس شیر شاہ **مقامِ تدفین:** حیدری باغ، میوہ شاہ

ایف آئی آر نمبر: 113/94 **تھانہ:** شیر شاہ

دیگر: فرزند سید اشرف علی نقوی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۰/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۱۱ اگست ۱۹۹۴/نجی تحقیق/تحریک سالانہ رپورٹ

شہید: سید محمد حسنین

ولدیت: سید محمد باقر رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۰ اگست ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: سعید آباد **مقامِ تدفین:** قائم خانی کالونی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/94 **تھانہ:** سعید آباد

دیگر: شہید سید محمد محسن کے سگے بھائی تھے اور سندھ پولیس میں کانسٹیبل تھے
بلند آواز سے نوحہ سننے پر گھر میں زبردستی گھس کر فائرنگ کر کے شہید کر دیا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سید محمد محسن

ولدیت: سید محمد باقر رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۰ اگست ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: سعید آباد **مقامِ تدفین:** قائم خانی کالونی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/94 **تھانہ:** سعید آباد

دیگر: شہید محمد حسنین کے سگے بھائی، بلند آواز سے نوحے کا کیسٹ بجانے پر گھر میں زبردستی گھس کر
فائرنگ سے شہید کیا۔ شہید کی اہلیہ بھی زخمی ہوئیں اور اسٹریچر پر اپنے شوہر کا آخری دیدار کرنے کے لئے رضویہ امام بارگاہ لائی گئیں

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۲/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

MLC(ASH)3915/94Dated 11-08-94

شہید: سید عامر حسین رضوی
ولدیت: سید مظفر حسین رضوی
تاریخ شہادت: ۱۷ اگست ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: این ایریا کورنگی مقامِ تدفین: کورنگی ۵ نمبر قبرستان
ایف آئی آر نمبر: 491/94 تھانہ: کورنگی
دیگر: شہید انجمن فدائے عباسؑ کے صاحب بیاض تھے اور سی آئی اے پولیس میں کانسٹیبل تھے مجلس سے واپسی پر راستہ میں فائرنگ کر کے شہید کیا۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳

شہید: سید شمیم حیدر
ولدیت: سید مشرف حیدر
تاریخ شہادت: ۸ ستمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: خواجہ اجمیر نگری، اسٹیٹ ایجنسی پر فائرنگ مقامِ تدفین: وادی السلام، قبر نمبر A-22
ایف آئی آر نمبر: 223/94 تھانہ: خواجہ اجمیر نگری
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۵/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: شوکت علی بھوجانی
ولدیت: نور محمد بھوجانی
تاریخ شہادت: ۷ ستمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: سولجر بازار بس اسٹاپ پر فائرنگ سے شہید ہوئے
مقامِ تدفین: حسینی باغ، میوہ شاہ، قبر نمبر 2057
ایف آئی آر نمبر: 214/94 تھانہ: سولجر بازار
دیگر: قومیات کے فعال فرد، دوسرے بھائی حمید بھوجانی سانحہ محفلِ مرتضیٰ میں شہید ہوئے۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۴/SFP ڈیٹا/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ نجی تحقیق

شہید: شاکر عباس
ولدیت:
تاریخِ شہادت: ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: بلاک این، نارتھ ناظم آباد مقامِ تدفین: ملتان
ایف آئی آر نمبر: 242/94 تھانہ: تیموریہ
دیگر: باربر شاپ کا نام حیدری تھا تبدیلی نام سے انکار پر شہید کیا گیا۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۷/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: راجہ اسلم
ولدیت: فتح محمد
تاریخِ شہادت: ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: بلاک این، نارتھ ناظم آباد مقامِ تدفین: سرگودھا
ایف آئی آر نمبر: 242/94 تھانہ: تیموریہ
دیگر: شہید شاکر عباس کے ہمراہ شہید ہوئے
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۶/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ذاتی تحقیق
MLC(ASH)4399/94

شہید: سید حسن افسر
ولدیت: سید حسن مثنیٰ
تاریخِ شہادت: ۱۲ ستمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: لیاقت مارکیٹ ملیر، دوکان پر فائرنگ سے شہید مقامِ تدفین: جعفر طیار سوسائٹی قبرستان
ایف آئی آر نمبر: تھانہ:
دیگر:
حوالہ: SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ذاتی تحقیق

شہید: ڈاکٹر ابوالقاسم جیوا

ولدیت: حسن علی جیوا

تاریخِ شہادت: ۱۲ ستمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: ناظم آباد۔ا،شیخ کلینک میں فائرنگ سے شہید ہوئے، ظالموں نے شہید کرنے سے پہلے کلمہ سنا۔

مقامِ تدفین: حسینی باغ، میوہ شاہ/قبر نمبر 2058

ایف آئی آر نمبر: 328/94 **تھانہ:** گلبرگ

دیگر: مرحوم کا خانوادہ برطانیہ منتقل ہوگیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۷/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/نجی تحقیق

شہید: سید عمران عباس

ولدیت: سید اصغر عباس

تاریخِ شہادت: ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: ماڈل کالونی ریلوے کراسنگ **مقامِ تدفین:** ماڈل کالونی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 158/94 **تھانہ:** ماڈل کالونی

دیگر: شہید کی ٹیکسی میں چسپاں یاعلی مدد کا اسٹیکر وجہ شہادت بنا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۸/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/نجی تحقیق

شہید: سید توقیر رضا

ولدیت: سید غلام عباس سبطین زیدی

تاریخِ شہادت: ۱۸ ستمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: انمول کولڈ ڈرنک، جمشید کوارٹرز **مقامِ تدفین:** جعفر طیار سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 257/94 **تھانہ:** جمشید کوارٹرز

دیگر: آپ کے ہمراہ تین برادران اہلسنت بھی شہید ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۹/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/نجی تحقیق

شہید: محمد علی

ولدیت: غلام حسین

تاریخِ شہادت: ۲۶ ستمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: مسجدِ علی سوکوارٹرز کورنگی **مقامِ تدفین:** کورنگی انبر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 601/94 **تھانہ:** کورنگی

دیگر: مسجدِ علی سوکوارٹرز کورنگی کے موذن تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۰/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: تقی رضا

ولدیت: تراب علی

تاریخِ شہادت: ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: رضا میڈیکل اسٹور، سولجر بازار نمبر ۳ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ، میوہ شاہ (2074)

ایف آئی آر نمبر: 255/94 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر: شہید کا میڈیکل اسٹور تھا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۳/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: عامر رضا مرچنٹ

ولدیت: حبیب علی

تاریخِ شہادت: ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: سولجر بازار نمبر ۱ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ، میوہ شاہ (2072)

ایف آئی آر نمبر: 255/94 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۴/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: کمیل رضا

ولدیت: مشتاق علی

تاریخِ شہادت: ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: محفلِ شاہ خراسان، سولجر بازار نمبر ا **مقامِ تدفین:** حسینی باغ، میوہ شاہ (2073)

ایف آئی آر نمبر: 255/94 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۱/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: عبدالحمید

ولدیت: ایم ایچ راشد

تاریخِ شہادت: ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: محفلِ شاہ خراسان، سولجر بازار **مقامِ تدفین:** حسینی باغ، میوہ شاہ (2071)

ایف آئی آر نمبر: 255/94 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۲/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: غلام محمد بلتستانی

ولدیت: مراد علی

تاریخِ شہادت: ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: کورنگی **مقامِ تدفین:** کورنگی ایک نمبر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 698/94 **تھانہ:** کورنگی صنعتی ایریا

دیگر: شہید حافظ قرآن اور کریانہ کی دکان کرتے تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۵/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سجاد احمد شاہ بنگش
ولدیت: حاجی مزمل شاہ
تاریخِ شہادت: ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: فیروز آباد **مقامِ تدفین:** علی باغ
ایف آئی آر نمبر: 585/94 **تھانہ:** بریگیڈ
دیگر: مجلس سے واپسی پر نشانہ بنایا گیا
حوالہ: ڈان اخبار ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴/HRCP اسٹڈی ۲۷/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سید ناصر احمد
ولدیت: سید آل احمد
تاریخِ شہادت: ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: جے ایریا کورنگی **مقامِ تدفین:**
ایف آئی آر نمبر: 698/94 **تھانہ:** کورنگی صنعتی ایریا
دیگر:
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۶/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: زاھد اقبال
ولدیت: جام محمد فاضل
تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: چاکر گوٹھ، کورنگی **مقامِ تدفین:** رحیم یار خان
ایف آئی آر نمبر: 400/94 **تھانہ:** زمان ٹاؤن کورنگی
دیگر: شہید کو ان کے جنرل اسٹور پر شہید کیا گیا
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۴۷/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: محمد موسیٰ حبیب

ولدیت: حبیب اللہ

تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: مسجد محمد وآل محمد، کورنگی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** کورنگی

دیگر:

حوالہ: SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: غلام نبی

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: مسجد محمد وآل محمد، کورنگی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** کورنگی

دیگر:

حوالہ: ڈان اخبار ۹ دسمبر ۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: محمد حسن نگری

ولدیت: داؤد

تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: مسجد محمد وآل محمد، کورنگی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** کورنگی

دیگر:

حوالہ: ڈان اخبار ۹ دسمبر ۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/شہداء گلگت وبلتستان ص ۲۳۱۔

شہید: عامر حسین
ولدیت: مجاہد حسین
تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: اورنگی مقامِ تدفین: سخی حسن قبرستان
ایف آئی آر نمبر: 491/94 تھانہ: کورنگی
دیگر:
حوالہ: ڈان اخبار ۹ دسمبر ۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: امیر حسین
ولدیت: زین العابدین
تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: کورنگی مقامِ تدفین:
ایف آئی آر نمبر: 491/94 تھانہ: کورنگی
دیگر:
حوالہ: ڈان اخبار ۹ دسمبر ۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سید نورِ اسلام حیدر زیدی
ولدیت: سید سلطان حیدر زیدی
تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: کورنگی نمبر ۶ مقامِ تدفین: کورنگی ایک نمبر قبرستان
ایف آئی آر نمبر: تھانہ:
دیگر: شہید اسٹیٹ ایجنسی کے بروکر تھے
حوالہ: ڈان اخبار ۹ دسمبر ۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سید امیر حیدر
ولدیت: سید علی عباس
تاریخِ شہادت: ۸ دسمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: ملیر ہالٹ، حبیب بنک مقامِ تدفین:
ایف آئی آر نمبر: 245/94 تھانہ: ملیر سٹی
دیگر: کیشئر حبیب بنک ملیر برانچ
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۶/ ڈان اخبار ۹ دسمبر ۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: وارث علی شاہ
ولدیت:
تاریخِ شہادت: ۱۱ دسمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: شیرشاہ مقامِ تدفین:
ایف آئی آر نمبر: 181/94 تھانہ: شیرشاہ
دیگر: اپنی پان شاپ پر فائرنگ سے شہید ہوئے۔
حوالہ: ڈان اخبار ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴/ HRCP اسٹڈی ۳۹/ SFP ڈیٹا/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: انوار علی بلتستانی
ولدیت: محمد حسن
تاریخِ شہادت: ۱۱ دسمبر ۱۹۹۴
مقامِ شہادت: کورنگی 2½، زمان ٹاؤن مقامِ تدفین:
ایف آئی آر نمبر: 405/94 تھانہ: زمان ٹاؤن
دیگر: سوپ کارٹ پر فائرنگ سے شہید ہوئے۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳۸/ SFP ڈیٹا/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: رضا عباس

ولدیت: مختار عباس

تاریخِ شہادت: ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: کھوکھراپار **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 101/94 **تھانہ:** کھوکھراپار

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۴۸/ ڈان اخبار ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: سید اظہر عباس

ولدیت: سید اقبال حسین عابدی

تاریخِ شہادت: ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: نارتھ کراچی، سیکٹر 5-C **مقامِ تدفین:** محمد شاہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 492/94 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۱/ ڈان اخبار ۱۳ دسمبر ۲۰۰۵

MLC(ASH)NO. 5804/94 Dated 12-12-94

شہید: توصیف رضا

ولدیت: توکل حسین

تاریخِ شہادت: ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: نیو کراچی، سیکٹر 5-D **مقامِ تدفین:** نیو کراچی ۶ نمبر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر:

حوالہ: SFP ڈیٹا/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: ڈاکٹر محمد علی

ولدیت: محمد بن قاسم

تاریخِ شہادت: ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: اسد کلینک نیو کراچی، سیکٹر 5-C مقامِ تدفین: خراسان باغ فردوس، میوہ شاہ

ایف آئی آر نمبر: 494/94 تھانہ: خواجہ اجمیر نگری

دیگر: (ر) ایس ایس پی کے فرزند، KMC اسکن اسپتال کے ملازم

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۲/SFP ڈیٹا/ ڈان ۱۴-۱۵ دسمبر ۱۹۹۴/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: ظفر الحسن

ولدیت: سید منظور الحسن

تاریخِ شہادت: ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: شاہراہ فیصل مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: تھانہ: شاہراہ فیصل

دیگر: اکاؤنٹنٹ قائدِ اعظم اکیڈمی

حوالہ: ڈان اخبار ۱۴ دسمبر ۱۹۹۴

PM NO.(JPMC)829/94

شہید: شجاعت حسین

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: گلبرگ مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: تھانہ:

دیگر:

حوالہ: ڈان اخبار ۱۴ دسمبر ۱۹۹۴/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

شہید: غلام عباس

ولدیت: نجم الحسن

تاریخِ شہادت: ۱۷ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: العمران اسٹیل، الاعظم اسکوائر، لیاقت آباد **مقامِ تدفین:** حیدری باغ

ایف آئی آر نمبر: 272/94 **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۳/SFP ڈیٹا/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ

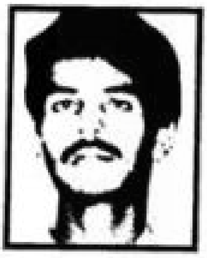

شہید: شبیر علی

ولدیت: محمد یوسف

تاریخِ شہادت: ۱۸ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: جعفر طیار سوسائٹی **مقامِ تدفین:** احاطہ مرکزی امام بارگاہ جعفر طیار سوسائٹی

ایف آئی آر نمبر: 254/94 **تھانہ:** ملیر سٹی

دیگر: رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۵/SFP ڈیٹا/ڈان ۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۹۴/نجی تحقیق/تحریک سالانہ رپورٹ۔

شہید: عصمت حسین

ولدیت: علمدار حسین

تاریخِ شہادت: ۱۸ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: جعفر طیار سوسائٹی **مقامِ تدفین:** احاطہ مرکزی امام بارگاہ جعفر طیار سوسائٹی

ایف آئی آر نمبر: 254/94 **تھانہ:** ملیر سٹی

دیگر: رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۴/SFP ڈیٹا/ڈان ۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۹۴/نجی تحقیق/تحریک سالانہ رپورٹ

شہید: سید محمد حسین

ولدیت: سید باقر حسین

تاریخِ شہادت: ۱۸ دسمبر ۱۹۹۴

مقامِ شہادت: جعفر طیار سوسائٹی **مقامِ تدفین:** احاطہ مرکزی امام بارگاہ جعفر طیار سوسائٹی

ایف آئی آر نمبر: 254/94 **تھانہ:** ملیر سٹی

دیگر: رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۶/ SFP ڈیٹا/ ڈان ۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۹۴/ نجی تحقیق/ تحریک سالانہ رپورٹ

سال ۱۹۹۵ شہدا کی تعداد ۷۱

شہید: فیاض حسین

ولدیت: اللہ دتہ زوار

تاریخِ شہادت: یکم جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: محمدی کالونی نزد لیاری ریلوے اسٹیشن **مقامِ تدفین:** شاہ جیوانہ جھنگ

ایف آئی آر نمبر: 01/95 **تھانہ:** ٹی پی ایکس

دیگر: عدالت سے چوک پہ لگے ہوئے علم کا مقدمہ جیتنے کے بعد دہشت گردوں نے شہید کو ان کی باربر شاپ پر فائرنگ کر کے شہید کیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۸/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ SFP ڈیٹا/ راہیان کربلا ص ۶۵، سید یاور حسین ہاشمی۔

شہید: سید مجاهد علی نقوی

ولدیت: سید واجد علی

تاریخِ شہادت: ۲ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ بوتراب، نیو کراچی میں واقع دکان پر **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 03/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: شہید کو اپنی دکان پر فائرنگ کر کے شہید کیا گیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵۹/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا

شہید: **ڈاکٹر سید عالی جاہ جعفری**

ولدیت: سید عرفان حسین

تاریخِ شہادت: ۵ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: گلشنِ اقبال **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 05/95 **تھانہ:** گلشنِ اقبال

دیگر: ۲ جنوری کو زخمی ہوئے، ۵ جنوری کو آغا خان ہسپتال میں راہیِ ملکِ عدم ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۰/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا

شہید: **حکیم سید باقر حسنین**

ولدیت: حکیم سید محمد حسنین زیدی

تاریخِ شہادت: ۱۰ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مطب در مسجد اثنا عشری لیاقت آباد **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 15/95 **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر: شہید ذاکر حسینؑ اور بلا تفریق مذہب و مسلک علاقے کے ہر دلعزیز طبیب تھے۔ مطب پر فائرنگ کر کے شہید کیا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۱/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق۔

شہید: **سید عابد حسین**

ولدیت: سید مصطفیٰ حسین

تاریخِ شہادت: ۱۰ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مطب حکیم باقر حسنین، شہید مسجد اثنا عشری لیاقت آباد **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 15/95 **تھانہ:** لیاقت آباد

دیگر: شہید حکیم باقر حسنین کے ہمراہ شہید ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵-۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا

شہید: سید محمد رضی

ولدیت: سید قمر عباس

تاریخِ شہادت: ۱۱ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جوہر آباد **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 15/95 **تھانہ:** جوہر آباد

دیگر: شہید مسجد معصومین میں لائبریری اور کمپیوٹر سنٹر چلاتے تھے۔ گھر میں گھس کر والدین کے سامنے شہید کیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۳/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۳،۹۵/SFP ڈیٹا

شہید: علی اصغر

ولدیت: ظہیر عباس

تاریخِ شہادت: ۱۳ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: لیبر کالونی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 15/95 **تھانہ:** جوہر آباد

دیگر:

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۳،۹۵/SFP ڈیٹا

شہید: کاشف منظور

ولدیت: منظور احمد

تاریخِ شہادت: ۲۰ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: خواجہ اجمیر نگری **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 42/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۴/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۳،۹۵

شہید: سید سبطِ حسن

ولدیت: سید ابنِ حسن

تاریخِ شہادت: ۲۳ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: کورنگی ½1 اللہ والی کراسنگ **مقامِ تدفین:** کورنگی نمبر ا قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: شہید کا فرنیچر کا کاروبار تھا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۳/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/SFP ڈیٹا

شہید: سید افتخار عباس

ولدیت: سید ثنا عباس

تاریخِ شہادت: ۲۴ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: بلاک آئی، نارتھ ناظم آباد **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** تیموریہ

دیگر:

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/SFP ڈیٹا

شہید: مرزا مظفر حسین قزلباش

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۸ جنوری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: گلشن اقبال **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 06/95 **تھانہ:** گلشن اقبال

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۸/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/SFP ڈیٹا

شہید: سید فخر عالم

ولدیت: سید ظہور عباس زیدی

تاریخِ شہادت: ۳ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: خواجہ اجمیر نگری **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 95/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: اپنے جنرل اسٹور پر فائرنگ سے شہید کیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۹/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۴ فروری ۱۹۹۵

شہید: سید محمد ساجد

ولدیت: سید محمد عالم

تاریخِ شہادت: ۴ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: فش ایمپوریم جمشید روڈ **مقامِ تدفین:** چشتی نگر قبرستان، گلستانِ جوہر

ایف آئی آر نمبر: 36/95 **تھانہ:** جمشید روڈ

دیگر:

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۵ فروری ۱۹۹۵

شہید: محمد حسین

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۴ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: حسینی بیکری جمشید روڈ **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 36/95 **تھانہ:** جمشید کوارٹر

دیگر:

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۵ فروری ۱۹۹۵

شہید: سید فراز رضا

ولدیت: سید ذیشان حسین

تاریخِ شہادت: ۴فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: انچولی سوسائٹی **مقامِ تدفین:** چشتی نگر قبرستان، گلستانِ جوہر

ایف آئی آر نمبر: 76/95 **تھانہ:** گلبرگ

دیگر: ڈبو کلب پر فائرنگ کر کے سے شہید کیا گیا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۶۴/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۵فروری ۱۹۹۵

شہید: غلام حسین بلتستانی

ولدیت: حاجی مراد علی پنہ

تاریخِ شہادت: ۴فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: فش ایمپوریم، جمشید روڈ **مقامِ تدفین:** چشتی نگر قبرستان، گلستانِ جوہر

ایف آئی آر نمبر: 36/95 **تھانہ:** جمشید کوارٹرز

دیگر:

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۵فروری ۱۹۹۵

شہید: سید فراز رضا

ولدیت: سید انصار حسین

تاریخِ شہادت: ۴فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: انچولی سوسائٹی، ڈبو کلب پر فائرنگ کر کے شہید کیا **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 76/95 **تھانہ** گلبرگ

دیگر: ڈبو کلب پر فائرنگ کر کے شہید کیا

حوالہ: اخبار جنگ ۵فروری ۱۹۹۵

شہید: سید محمد عباس نقوی

ولدیت: سید سلطان حیدر نقوی

تاریخ شہادت: ۴ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: انچولی سوسائٹی، ڈبو کلب پر فائرنگ کر کے شہید کیا **مقامِ تدفین:** چشتی نگر قبرستان، گلستانِ جوہر

ایف آئی آر نمبر: 76/95 **تھانہ:** گلبرگ

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۵/۷/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۵ فروری ۱۹۹۵

شہید: سید جاوید عباس نقوی

ولدیت:

تاریخ شہادت: ۴ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: انچولی سوسائٹی، ڈبو کلب پر فائرنگ کر کے شہید کیا **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 76/95 **تھانہ:** گلبرگ

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۳/۷/ تحریک سالانہ رپورٹ/ اخبار جنگ ۵ فروری ۱۹۹۵

شہید: سید رضا عباس

ولدیت: سید جعفر عباس

تاریخ شہادت: ۴ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: علی ہومز، نیو کراچی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 97/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: فلیٹ میں گھس کر فائرنگ سے شہید کیا اور شہید اختر عباس کے بھائی ہیں، دونوں کے جنازے ایک ساتھ اٹھے۔

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۵ فروری ۱۹۹۵

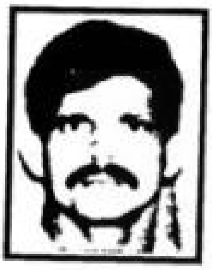

شہید: سید اختر عباس

ولدیت: سید جعفر عباس

تاریخ شہادت: ۴فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: علی ہومز، نیو کراچی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 97/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: شہید پاکستان آرمی میں نائیک تھے اور سید رضا عباس کے بھائی ہیں۔

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۵فروری ۱۹۹۵

شہید: سید نایاب حیدر

ولدیت: سید آفتاب حیدر

تاریخ شہادت: ۷فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: تقی سینٹر، بلاک جے **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 40/95 **تھانہ:** تیموریہ

دیگر: حالت روزہ میں شہید کیا، شہید پولیس سے وابستہ، ایس آر پی گلشن بیس میں ایس آئی تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۹۶/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۸فروری ۱۹۹۵

شہید: سید مشتاق حسین

ولدیت:

تاریخ شہادت: ۱۳فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: سرجانی ٹاؤن **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 108/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۳۰/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: آغا سید مسعود رضا

ولدیت: سید محمد آغا

تاریخِ شہادت: ۱۸ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: سیکٹر 16-A، نارتھ کراچی **مقامِ تدفین:** خراسان باغ فیز ٹو، حب ریور روڈ (قبر نمبر 091)

ایف آئی آر نمبر: 128/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: اے ایس آئی (کمانڈو)، ٹریننگ آفیسر اینٹی ٹیررسٹ اسکواڈ، اسلام آباد سب سے بڑے بھائی، حالتِ روزہ میں شہید کیا۔

حوالہ: نیوز لائن مارچ ۱۹۹۵/HRCP اسٹڈی ۹۸/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق۔

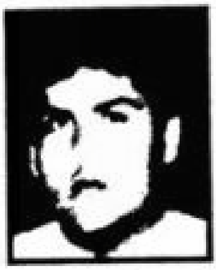

شہید: آغا سید محمود رضا (اسسٹنٹ روڈ لیڈر)

ولدیت: سید محمد آغا

تاریخِ شہادت: ۱۸ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: سیکٹر 16-A، نارتھ کراچی **مقامِ تدفین:** خراسان باغ فیز ٹو (قبر نمبر 092)

ایف آئی آر نمبر: 128/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: بوتراب اسکاؤٹ سے وابستہ، بھائیوں کے ساتھ حالتِ روزہ میں شہید کیے گئے

حوالہ: نیوز لائن مارچ ۱۹۹۵/HRCP اسٹڈی ۹۹/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۲۲ فروری ۱۹۹۵

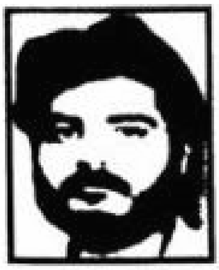

شہید: آغا سید اسد رضا

ولدیت: سید محمد آغا

تاریخِ شہادت: ۱۸ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: سیکٹر 16-A، نارتھ کراچی **مقامِ تدفین:** خراسان باغ فیز ٹو، حب ریور روڈ (قبر نمبر 093)

ایف آئی آر نمبر: 128/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: حالتِ روزہ میں شہید کیا گیا

حوالہ: نیوز لائن مارچ ۱۹۹۵/HRCP اسٹڈی ۱۰۱/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۲۲ فروری ۱۹۹۵۔

شہید: آغا سید یاسر رضا

ولدیت: سید محمد آغا

تاریخِ شہادت: ۱۸ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: سیکٹر A-16، نارتھ کراچی **مقامِ تدفین:** خراسان باغ فیزٹو (قبر نمبر 094)

ایف آئی آر نمبر: 128/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری

دیگر: گھر میں گھس کر بہیمانہ تشدد کرنے کے بعد فائرنگ کر کے چاروں بھائیوں کو حالتِ روزہ میں شہید کیا۔

حوالہ: نیوز لائن مارچ ۱۹۹۵/ HRCP اسٹڈی ۱۰۰/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۲۲ فروری ۱۹۹۵

شہید: ڈاکٹر (کیپٹن) سید مہدی حسن

ولدیت: ایس ایم حسن

تاریخِ شہادت: ۱۸ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: 5-G نیو کراچی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 139/95 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: آپ کے بھائی سید محمد ہادی کو ۲۴ جون ۱۹۹۷ کو شہید کر دیا گیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/ SFP ڈیٹا اخبار جنگ ۲۱ فروری ۱۹۹۵

شہید: سید عامر رضا

ولدیت: سید محمد عاقل

تاریخِ شہادت: ۱۹ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: ناظم آباد **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: آغا برادران کے ساتھ شہید کی نمازِ جنازہ مولانا سید محمد محسن نقوی قبلہ کی اقتداء میں امروہہ گراؤنڈ انچولی میں ادا کی گئی۔

حوالہ: تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا
MLC-ASH-922/95-PM NO 198/95

شہید: سید حسن اصغر
ولدیت:
تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۱۹۹۵
مقامِ شہادت: قلندریہ چوک **مقامِ تدفین:**
ایف آئی آر نمبر: 138/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری
دیگر: اپنے دوست کے ساتھ شہید ہوئے۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۳/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵، ۱۹۹۳/SFP ڈیٹا

شہید: سید سفیر رضا
ولدیت: سید خادم حسین
تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۱۹۹۵
مقامِ شہادت: قلندریہ چوک **مقامِ تدفین:**
ایف آئی آر نمبر: 138/95 **تھانہ:** خواجہ اجمیر نگری
دیگر: اپنے دوست حسن اصغر کی خیریت معلوم کرنے آئے تھے۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۴/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵، ۱۹۹۳/SFP ڈیٹا

شہید: مولانا محمد ایوب صابری (پیش امام)
ولدیت: خان محمد
تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵
مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** خراسان باغ فیز ۔ ا میوہ شاہ
ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد
دیگر: دہشت گردوں نے مولانا کو گھر سے بلا کر دیگر شہداء کے ساتھ مسجد میں ایک قطار میں کھڑا کر کے فائرنگ کر کے شہید کیا۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۵/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵، ۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: حمید علی بھوجانی

ولدیت: نور محمد بھوجانی

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** حسینی باغ میوہ شاہ (A-2033)

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: خوجہ اثنا عشری جماعت کے صدر۔ آپ کے بھائی شوکت علی بھوجانی کو ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۵ کو سولجر بازار میں شہید کیا گیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۱/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: حاجی بشیر محمد تقی

ولدیت: تقی علی بھائی

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** حسینی باغ میوہ شاہ (A-2030)

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: سرپرستِ اعلیٰ مدرسہ دار الحکمۃ ناظم آباد/ کار ڈیلر

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق

شہید: انور عباس مرچنٹ

ولدیت: حیدر علی ملا

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** حسینی باغ میوہ شاہ (A-2031)

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: حمید علی بھوجانی کے کزن

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۹/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۴،۹۵/ SFP ڈیٹا اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: فرحت عباس

ولدیت: شبیر ایچ رحیم

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** حسینی باغ میوہ شاہ (A-2032)

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

حوالہ: تحریک سالانہ رپورٹ/شہید فاؤنڈیشن ڈیٹا اور HRCP اسٹڈی میں شہید کا نام نہیں ہے لیکن حسینی باغ قبرستان قبر نمبر A-2032 کے کتبہ کے مطابق شہید سانحہ محفلِ مرتضیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

شہید: سید آلِ حسن بلگرامی

ولدیت: نواب سید ابوالحسن بلگرامی

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: تحریکِ آزادی کے کارکن۔ ۱۹۷۰ کے الیکشن میں عوامی لیگ کے پلیٹ فارم سے ٹکٹ حاصل کیا اور فیڈرل بی ایریا سے الیکشن میں حصہ لیا۔

حوالہ: HRC اسٹڈی ۱۱۳/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ذاتی تحقیق

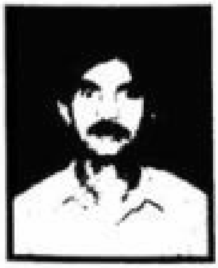

شہید: صفدر حسین

ولدیت: الٰہی بخش حیدری

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** رحیم یار خان

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۳/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/SFP ڈیٹا اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ذاتی تحقیق۔

شہید: منیر حسین

ولدیت: غلام حیدر

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** رحیم یار خان

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۴۲/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/نجی تحقیق۔

شہید: رجب علی بیگ

ولدیت: محمد بیگ

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: ریٹائرڈ فوجی تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۸/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/نجی تحقیق/ص ۲۳۵ شہداء گلگت بلتستان از محبت علی قیصر۔

شہید: قمر حسین

ولدیت: سید صابر حسین

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** سرگودھا

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۳/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/نجی تحقیق۔

شہید: محمد حسن

ولدیت: محمد علی

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: المرتضیٰ اپارٹمنٹ کے گارڈ تھے نماز فجر ادا کرنے گئے تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۰/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/SFP ڈیٹا اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/نجی تحقیق

شہید: شیر محمد

ولدیت: زینت شاہ

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: شہید K.E.S.C. سے وابستہ تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۶/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/نجی تحقیق/ص ۲۳۴ شہداء گلگت وبلتستان از محبت علی قیصر

شہید: رجب علی شاہ

ولدیت: نیت علی شاہ

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۷/تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/نجی تحقیق/ص ۲۳۶ شہداء گلگت بلتستان از محبت علی قیصر۔

شہید: **حاجی غلام محمد**

ولدیت: غلام علی

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ مرتضیٰ، پی ای سی ایچ ایس **مقامِ تدفین:** سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 111/95 **تھانہ:** فیروز آباد

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۲/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق/ ص ۲۳۳ شہداء گلگت بلتستان از محبت علی قیصر۔

شہید: **محمد حسین بلتستانی**

ولدیت: حاجی رحیم

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ ابوالفضل العباسؑ، پی آئی بی کالونی **مقامِ تدفین:** خراسان باغ فیز۔۲ حب ریور روڈ

ایف آئی آر نمبر: 85/95 **تھانہ:** نیوٹاؤن

دیگر: مسجد ہذا کے موذن تھے اور حالت روزہ میں شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۱۰/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

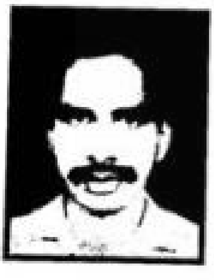

شہید: **مرزا حیدر علی**

ولدیت: مرزا کاظم علی

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ ابوالفضل العباسؑ، پی آئی بی کالونی **مقامِ تدفین:** خراسان باغ فیز۔۲ (A-096)

ایف آئی آر نمبر: 85/95 **تھانہ:** نیوٹاؤن

دیگر: نماز فجر میں فائرنگ، حالتِ روزہ میں شہید کیا گیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۸/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق

شہید: **مرزا سرفراز حسین**

ولدیت: مرزا شیر علی

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ ابوالفضل العباسؑ، پی آئی بی کالونی **مقامِ تدفین:** حیدری باغ میوہ شاہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 85/95 **تھانہ:** نیو ٹاؤن

دیگر: آپ کے ہمراہ دو فرزند بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۵/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: **مرزا کامل حسین**

ولدیت: سرفراز حسین

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵ (۲۴ رمضان)

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ ابوالفضل العباسؑ، پی آئی بی کالونی **مقامِ تدفین:** حیدری باغ میوہ شاہ

ایف آئی آر نمبر: 85/95 **تھانہ:** نیو ٹاؤن

دیگر: فرزند سرفراز حسین، والد کے ساتھ جنازہ اٹھا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۶/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: **مرزا باقر حسین**

ولدیت: سرفراز حسین

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵ (۲۴ رمضان)

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ ابوالفضل العباسؑ، پی آئی بی کالونی **مقامِ تدفین:** حیدری باغ میوہ شاہ

ایف آئی آر نمبر: 85/95 **تھانہ:** نیو ٹاؤن

دیگر: کامل حسین کے بھائی، والد کے ساتھ جنازہ اٹھا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۷/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۴/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: سید مجیب الحسن جعفری

ولدیت: سید مشتاق حسین

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد محفلِ ابوالفضل العباسؑ، پی آئی بی کالونی **مقامِ تدفین:** حیدری باغ میوہ شاہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 85/95 **تھانہ:** نیوٹاؤن

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۰۹/ تحریک جعفریہ سالانہ رپورٹ ۹۵،۱۹۹۳/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۲۶ فروری ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: مرزا ریحان حسین (۱۰ سالہ)

ولدیت: مرزا ریاست حسین

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵/ ۸ شوال ۱۴۱۵ھ

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد لیر **مقامِ تدفین:** ائیرپورٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر: مسجد پر بم کا اولین استعمال ہوا نمازِ جمعہ کے موقعہ پر بم کا دھماکہ، اندھادھند فائرنگ۔ سانحہ میں ۱۳ شہادتیں ہوئیں۔ جس میں سے آٹھ اہلِ تشیع اور پانچ برادرانِ اہلِ سنت سے تعلق رکھتے تھے۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوزلائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵۔

شہید: سید مبارک رضا

ولدیت: سید عابد رضا

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد لیر **مقامِ تدفین:** ائیرپورٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر: شہید فورمین تھے

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوزلائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: غضنفر عباس

ولدیت: شاہ عالم

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد طیر **مقامِ تدفین:** ایئر پورٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر:

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوز لائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: سید میثم عباس (۱۰ سال)

ولدیت: سید غلام عباس رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد طیر

مقامِ تدفین: ایئر پورٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر: اپنے والدین کے اکلوتے فرزند

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوز لائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

MLC-ASH-1236/95-Dated 10-3-95

شہید: سید سعید حسین کاظمی (باقر)

ولدیت: سید اطہر حسین کاظمی

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد طیر **مقامِ تدفین:** ایئر پورٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر:

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوز لائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

MLC-JPMC-1082/95-Dated 10-3-95

شہید: محمد دانش کاظمی

ولدیت: محمد طاہر کاظمی

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد ملیر **مقامِ تدفین:** ایئرپورٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر:

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوز لائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: سید فراز حیدر (۱۳ سالہ)

ولدیت: سید ریاض حیدر

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد ملیر **مقامِ تدفین:** احاطہ امام بارگاہ حسینی سفارت خانہ ملیر

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر: نمازِ جمعہ کے موقعہ پر، بم کا دھماکہ، اندھادھند فائرنگ۔ کل ۱۱۳ افراد شہید ہوئے،
۵ افراد اہلِ سنت راہ گیر تھے۔ کراچی میں مسجد پر بم کا اولین استعمال ہوا۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوز لائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: علی حسن (۳۰ سالہ)

ولدیت: حسن علی

تاریخِ شہادت: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جامع مسجد دربارِ حسینیؑ حسین آباد ملیر **مقامِ تدفین:** ایئرپورٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 39/95 **تھانہ:** سعود آباد

دیگر: مدرسہ کے طالبِ علم تھے جعفر طیار سوسائٹی سے نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تھے۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نیوز لائن میگزین مارچ ۱۹۹۵ کراچی اسپیشل/ جنگ اخبار ۱۱ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق۔

شہید: سید جاوید عباس نقوی

ولدیت: سید عشرت حسین نقوی

تاریخِ شہادت: ۱۵ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: کشمیری امام بارگاہ گولیمار **مقامِ تدفین:** جعفریہ کالونی قبرستان گولیمار

ایف آئی آر نمبر: 324/95 **تھانہ:** گلبہار

دیگر: اخبار جنگ کے سب ایڈیٹر کے فرزند

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۵/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۱۶ مارچ ۱۹۹۵/ نجی تحقیق

شہید: سید انتظار حسین

ولدیت: سید انصار حسین

تاریخِ شہادت: ۲۰ مارچ ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: جعفر طیار سوسائٹی **مقامِ تدفین:** ملیر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 80/95 **تھانہ:** ملیر سٹی

دیگر: شہید دوا ساز کمپنی میں سیلز مین تھے

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر محمد حسین دیواجی

ولدیت: علی دینا بھائی

تاریخِ شہادت: ۱۲ اپریل ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: کھڈہ مارکیٹ کھارادر **مقامِ تدفین:** حسینی باغ میوہ شاہ (قبر نمبر 2674)

ایف آئی آر نمبر: 37/95 **تھانہ:** جمشید کوارٹرز

دیگر: اخبارات نے لکھا کہ ڈاکٹر کے گھر جا کر مریض دیکھنے سے انکار پر فائرنگ کر کے شہید کیا جبکہ شہید کا جرم حبِ علیؑ تھا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ص ۱۷/ ۸/ SFP ڈیٹا/ قبر کا کتبہ/ نجی تحقیق

شہید: محمد دانش

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۸ اپریل ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: بفرزون مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 53/95 تھانہ: بفرزون

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۳۶

شہید: ڈاکٹر سرفراز شاہ

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۱ جولائی ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: ناظم آباد مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 302/95 تھانہ: ناظم آباد

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۷

شہید: سید جاوید عباس کاظمی

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۷ جولائی ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: غریب آباد مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: تھانہ:

دیگر:

حوالہ: روزنامہ جنگ ۱۸ جولائی ۱۹۹۵/SFP ڈیٹا

شہید: سید گلزار حسین

ولدیت: محمد حنیف

تاریخِ شہادت: ۱۲ اگست ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: نارتھ کراچی سیکٹر 5-A/3 **مقامِ تدفین:** فیصل آباد

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: شہید کا جنرل اسٹور تھا

حوالہ:

شہید: شیر محمد

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۷ اگست ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: بفرزون **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 243/95 **تھانہ:** بفرزون

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۳۸

شہید: سید ظفر عباس رضوی

ولدیت: سید اشتیاق حسین

تاریخِ شہادت: ۳۰ اگست ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: نارتھ کراچی **مقامِ تدفین:** نیو کراچی ۶ نمبر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 92/95 **تھانہ:** نارتھ کراچی

دیگر: شہید کے بھائی سید دلاور عباس بھی ۲۲ ستمبر ۱۹۹۹ میں شہید کر دیئے گئے پاکستان پوسٹ کے ملازم، چیئرپرسنٹی کے ٹریڈ یونین لیڈر رہتے۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۳۱ اگست ۱۹۹۵/ نجی تحقیق

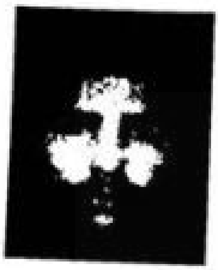

شہید: یاور عباس کاظمی

ولدیت: صفدر حسین

تاریخِ شہادت: ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: کشمیری امام بارگاہ، گولیمار مقامِ تدفین: حیدری باغ

ایف آئی آر نمبر: تھانہ:

حوالہ: SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۵/ نجی تحقیق

شہید: علی اعلیٰ جعفری (ر) میجر

ولدیت: محمد اعلیٰ جعفری

تاریخِ شہادت: ۲۰ دسمبر ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد علی اعلیٰ بلاک ۶ پی ای سی ایچ نزد چنیسر ہالٹ مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 122/95 تھانہ: بلوچ کالونی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۹/ SFP ڈیٹا

شہید: سید سعادت علی شاہ موسوی

ولدیت: سید باقر علی

تاریخِ شہادت: ۲۰ دسمبر ۱۹۹۵

مقامِ شہادت: مسجد علی اعلیٰ بلاک ۶ پی ای سی ایچ نزد چنیسر ہالٹ مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 122/95 تھانہ: بلوچ کالونی

دیگر: شہید رجسٹریشن آفس سے وابستہ تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۳۱

سال۱۹۹۶شہدا کی تعداد۳

شہید: ڈاکٹر محمد حیدر (بابر)
ولدیت: ظہیر حسن
تاریخِ شہادت: ۳جون۱۹۹۶
مقامِ شہادت: مومن آباد **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان
ایف آئی آر نمبر: 101/96 **تھانہ:** مومن آباد
حوالہ: HRCPاسٹڈی۱۳۲

شہید: ڈاکٹر سید پرویز اختر
ولدیت: سید مسعود حسن
تاریخِ شہادت: ۲۴جون۱۹۹۶
مقامِ شہادت: جناح اسکوائر **مقامِ تدفین:** جعفر طیار سوسائٹی قبرستان
ایف آئی آر نمبر: 135/96 **تھانہ:** سعود آباد
دیگر: شہید چائلڈ اسپشلسٹ اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ (حکومت سندھ)
حوالہ: HRCPاسٹڈی۱۳۳/SFP ڈیٹا

شہید: مرزا محمد علی
ولدیت: مرزا اسد علی
تاریخِ شہادت: ۱۷جولائی۱۹۹۶
مقامِ شہادت: جناح اسکوائر ڈاکٹر پرویز اختر کے کلینک۔ **مقامِ تدفین:** جعفر طیار سوسائٹی قبرستان
ایف آئی آر نمبر: 135/96 **تھانہ:** سعود آباد
دیگر: ۲۴جون۱۹۹۶کو ڈاکٹر پرویز اختر کی کلینک واقع سعود آباد شدید زخمی ہوئے اور ۲۷جولائی جامِ شہادت نوش کیا۔ شہید PIA میں انجینئر تھے۔
حوالہ: SFPڈیٹا/نجی تحقیق

سال ۱۹۹۷ شہدا کی تعداد ۱۸

شہید: مرزا پرویز علی

ولدیت: مرزا انور علی

تاریخِ شہادت: ۳ فروری ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: سرجانی ٹاؤن — **مقامِ تدفین:** گلزار ہجری قبرستان

ایف آئی آر نمبر: — **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر: شہید کو ان کی L.P.G. گیس کی دکان پر نشانہ بنایا گیا۔

حوالہ: SFP ڈیٹا / نجی تحقیق

شہید: سید ابنِ علی زیدی

ولدیت: سید طیب حسن

تاریخِ شہادت: ۳۰ مارچ ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن — **مقامِ تدفین:** اورنگی ٹاؤن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: — **تھانہ:** مومن آباد

دیگر: شہید واٹر بورڈ سے وابستہ تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۴۷/SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر سید محمد ثقلین

ولدیت: سید عطا حسین

تاریخِ شہادت: ۲۹ اپریل ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن — **مقامِ تدفین:** پاپوش نگر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 59/97 — **تھانہ:** اورنگی ٹاؤن

دیگر: مرثیہ فاؤنڈیشن کے ممبر تھے ابراہیم علی بھائی اسکول میں لیب اٹینڈنٹ تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۴۸/SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر منصور حسین
ولدیت:
تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۱۹۹۷
مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن مقامِ تدفین:
ایف آئی آر نمبر: 62/97 تھانہ: اورنگی ٹاؤن
دیگر:
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۴۹

شہید: عبادت علی
ولدیت: عترت حسین
تاریخِ شہادت: ۱۳ مئی ۱۹۹۷/۵ محرم ۱۴۱۸ء
مقامِ شہادت: نیو کراچی مقامِ تدفین: ۶ نمبر نیو کراچی قبرستان
ایف آئی آر نمبر: تھانہ:
دیگر: آپ کے برادر نسبتی آزاد حسین کو ۱۰ فروری ۲۰۰۲ میں شہید کر دیا گیا
حوالہ: نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: سید محمد سلمان نقوی
ولدیت: سید محمد یونس آل عبا نقوی
تاریخِ شہادت: ۱۷ مئی ۱۹۹۷
مقامِ شہادت: گلبہار مقامِ تدفین: جعفریہ کالونی قبرستان
ایف آئی آر نمبر: تھانہ:
دیگر: تحریک جعفریہ گل بہار کے فعال کارکن شب عاشور دہشت گردی کا شکار ہوئے اور روز عاشورہ آپ کی تدفین ہوئی۔
حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر انیس الحسن

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۶ مئی ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 129/97 **تھانہ:** سعید آباد

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۵۰

شہید: ڈاکٹر سید اقتدار ساجد نقوی

ولدیت: سید ساجد حسین نقوی

تاریخِ شہادت: ۳۰ مئی ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: کورنگی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 220/97 **تھانہ:** کورنگی

دیگر: آپ کے بھائی ڈاکٹر ذوالفقار حیدر کو بھی دہشتگردوں نے کورنگی میں شہید کیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۵۱/ SFP ڈیٹا

شہید: سید محمد ہادی حسن

ولدیت: سید محمد سمیع

تاریخِ شہادت: ۲۴ جون ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: لنڈی کوتل چورنگی شمالی ناظم آباد **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: شہید کے ڈی اے میں سب انجینئر تھے اور آپ کے بھائی سید محمد مہدی کو ۱۸ فروری ۱۹۹۵ کو شہید کر دیا۔

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: عرفان علی حسینی

ولدیت: عبدالعزیز حسینی

تاریخِ شہادت: ۲۶ جولائی ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: قلندریہ چوک **مقامِ تدفین:** پاپوش نگر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: بھائی کے شب میں، اپنی پان کی دکان پر دہشت گردی کا شکار ہوئے۔

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر سید جعفر عباس زیدی

ولدیت: سید ظہیر الحسن زیدی

تاریخِ شہادت: ۱۰، اگست ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: عباسی شہید ہسپتال **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 330/97 **تھانہ:** ناظم آباد

دیگر: شہید ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ عباسی شہید ہسپتال تھے۔ خواجہ عزیز اللہ ٹرسٹی باب العلم کے داماد، پروفیسر مسعود الحسن زیدی کے بھتیجے تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۳/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۱۱ اگست ۹۷

شہید: ڈاکٹر شاکر حسین زیدی

ولدیت: سید محمد نور الحسن زیدی

تاریخِ شہادت: ۲۹ اگست ۱۹۹۷

مقامِ شہادت: گوہر کلینک نیو کراچی 5-E **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 392/97 **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۵۳/ SFP ڈیٹا

شہید: اسد علی
ولدیت: حاجی تقی
تاریخِ شہادت: ۲۷ ستمبر ۱۹۹۷
مقامِ شہادت: سبحان بیکری ناظم آباد **مقامِ تدفین:** یزد، ایران
ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** ناظم آباد
دیگر: محمد حسین کے سگے بھائی تھے۔ سندھ ہائی کورٹ نے قاتلوں کی سزا کو بحال رکھا ہے
حوالہ: نجی تحقیق / اخبار جنگ یکم دسمبر ۲۰۰۵

شہید: محمد حسین
ولدیت: حاجی تقی
تاریخِ شہادت: ۲۷ ستمبر ۱۹۹۷
مقامِ شہادت: سبحان بیکری ناظم آباد **مقامِ تدفین:** یزد، ایران
ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گلبہار
دیگر: اسد علی کے سگے بھائی تھے۔ سندھ ہائی کورٹ نے قاتلوں کی سزا کو بحال رکھا ہے
حوالہ: نجی تحقیق / اخبار جنگ یکم دسمبر ۲۰۰۵

شہید: سید شمیم حسین کاظمی
ولدیت: سید زاہد حسین
تاریخِ شہادت: ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۷
مقامِ شہادت: لیاقت آباد **مقامِ تدفین:** احاطہ عزاخانہ کوثر، اورنگی ٹاؤن
ایف آئی آر نمبر: 191/97 **تھانہ:** لیاقت آباد
دیگر: بانی عزاخانہ کوثر، اورنگی ٹاؤن سیکٹر L-11
حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۵۴

شہید: سید اعجاز حسین رضوی

ولدیت: سید محمد علی شاہ رضوی

تاریخ شہادت: ۲ نومبر ۱۹۹۷

مقام شہادت: سولجر بازار مقام تدفین: گلگت

ایف آئی آر نمبر: تھانہ: سولجر بازار

دیگر: بھائی اجلال حسین (I.S.O.) کے شبے میں جنرل اسٹور پر فائرنگ کر کے شہید کیا۔

حوالہ: ص ۲۵۳ شہدائے گلگت بلتستان از محبت علی قیصر

شہید: انوار علی

ولدیت:

تاریخ شہادت: ۱۰ نومبر ۱۹۹۷

مقام شہادت: کورنگی مقام تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 445/97 تھانہ: کورنگی

دیگر:

حوالہ: HRCP سنٹری ۱۵۸

شہید: سید عباس رضا

ولدیت:

تاریخ شہادت: ۱۰ نومبر [illegible]

مقام شہادت: کورنگی مقام تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 448/97 تھانہ: کورنگی

دیگر:

حوالہ: HRCP سنٹری ۱۵۹

سال ۱۹۹۸ شہدا کی تعداد ۱۲

شہید: علی ادیب زادہ

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۱ فروری ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: کلفٹن فلائی اوور **مقامِ تدفین:** ایران

ایف آئی آر نمبر: 42/98 **تھانہ:** فریئر

دیگر: مخلوقِ خدا کی سہولت کے لیے مصروفِ عمل ایرانی انجینئر جو کہ کلفٹن فلائی اوور پر کام کر رہے تھے اور دہشت گردی کا شکار ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۱/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۲۲ فروری ۹۸

شہید: مرتضیٰ ادیب زادہ

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۱ فروری ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: کلفٹن فلائی اوور **مقامِ تدفین:** ایران

ایف آئی آر نمبر: 42/98 **تھانہ:** فریئر

دیگر: ایرانی انجینئر کلفٹن فلائی اوور پر کام کر رہے تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۰/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۲۲ فروری ۹۸

شہید: سید حسن عابد جعفری

ولدیت: سید حسن عسکری جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۵ اپریل ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: بفرزون **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** بفرزون

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۲

شہید: محمد عقیل ہاشمی(محمد عقیل محسن)

ولدیت: نبی الرحمٰن

تاریخِ شہادت: ۱۵جولائی ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: فیڈرل بی ایریا (دستگیر) **مقامِ تدفین:** وادی حسین

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** بفرزون

دیگر: شہید ایک مذہبی اسکالر تھے، انہوں نے مذہب حقہ کو تحقیق کے بعد قبول کیا تھا۔ ''قرآن کی مخالفت کیوں'' نامی کتاب شہید کی تالیف ہے جو کہ سبب شہادت بنی۔ اس سے قبل ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی کو بھی اسی جرم میں شہید کیا گیا ہے

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ پیش لفظ قرآن کی مخالفت کیوں

شہید: انصر علی

ولدیت: وزیر علی

تاریخِ شہادت: ۱۳، اگست ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: شاہ فیصل کالونی (حسینی مشن کے سامنے) **مقامِ تدفین:** کالونی گیٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** شاہ فیصل کالونی

دیگر: آپ کے ہمراہ آپ کے دوست سید اطہر علی زیدی بھی شہید ہوئے۔ اخبارات نے اسی سیاسی قتل بتایا۔

حوالہ: نجی تحقیق

شہید: سید اطہر علی زیدی

ولدیت: سید اظہر حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۱۳، اگست ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: شاہ فیصل کالونی (حسینی مشن کے سامنے) **مقامِ تدفین:** کالونی گیٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** شاہ فیصل کالونی

دیگر: اخبارات نے اسے سیاسی قتل بتایا۔ شہید حسینی مشن امام بارگاہ کے ٹرسٹی تھے اور آپ کے ہمراہ آپ کے دوست انصر علی بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: نجی تحقیق

شہید: سید حسنین عباس زیدی ایڈوکیٹ

ولدیت: حاجی سید حسن عباس

تاریخِ شہادت: ۲۴ اگست ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: صدر **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** صدر

دیگر: تحریکِ جعفریہ کے سرگرم وکیل

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: حاجی سفر علی بنگش

ولدیت: حاجی محمد حسین بنگش

تاریخِ شہادت: ۲۶ ستمبر ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: عیدگاہ **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 136/98 **تھانہ:** عیدگاہ

دیگر: تحریک کے رکن، آپ کے ہمراہ آپ کے فرزند بھی شہید ہوئے۔ جلوسِ جنازہ پر رینجرز کی فائرنگ سے مزید دو افراد شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۳/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۲۷ ستمبر ۹۸

شہید: رجب علی بنگش

ولدیت: حاجی سفر علی بنگش

تاریخِ شہادت: ۲۶ ستمبر ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: عیدگاہ **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 136/98 **تھانہ:** عیدگاہ

دیگر: آپ کا والد کیساتھ جنازہ اٹھا، رینجرز کی فائرنگ سے دو افراد شہید ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۴/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۲۷ ستمبر ۹۸

شہید: سید ظہیر عباس (رضوان)

ولدیت: سید باقر حسین

تاریخ شہادت: ۲۷ ستمبر ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: پرانی نمائش **مقامِ تدفین:** یاسین آباد

ایف آئی آر نمبر: 335/98 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر: مشہور شاعر ریحان اعظمی کے بھتیجے۔70 غازی رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہوئے۔

حوالہ: P/578 Law Courts in Glass House

by Chief Justice (R) Sajjad Ali Shah.

SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۲۸ ستمبر ۹۸/روزنامہ آغاز ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸

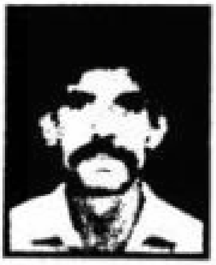

شہید: منیر حسین بنگش

ولدیت: صفدر علی

تاریخ شہادت: ۲۷ ستمبر ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: پرانی نمائش

مقامِ تدفین: پاراچنار

ایف آئی آر نمبر: 335/98 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر: 90 ونگ غازی رینجرز کی جلوسِ جنازہ پر فائرنگ سے شہید ہوئے۔

حوالہ: P/578 Law Courts in Glass House

by Chief Justice (R) Sajjad Ali Shah.

SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۲۸ ستمبر ۹۸/روزنامہ آغاز ۲۹ ستمبر ۱۹۹۸

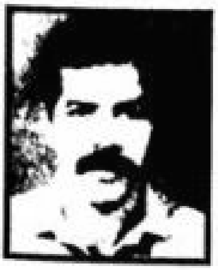

شہید: سید محمود احمد نقوی

ولدیت: سید آفتاب احمد نقوی

تاریخ شہادت: ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۸

مقامِ شہادت: لیڈی ریڈنگ اسپتال، پشاور **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان کراچی

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** عیدگاہ

دیگر: شہید ڈیرہ اسماعیل خان

حوالہ: SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۱۷ اکتوبر ۹۸/ DAWN ۱۸ اکتوبر ۹۸

سال ۱۹۹۹ شہدا کی تعداد ۱۵

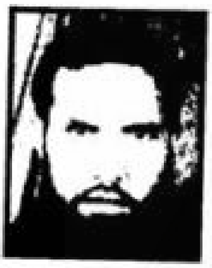

شہید: اظہر خان

ولدیت: دوودھار خان

تاریخِ شہادت: ۲۵ فروری ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: بلاک آر نارتھ ناظم آباد مقامِ تدفین: پہاڑ گنج قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 20/99 تھانہ: شارع نور جہاں

دیگر: شہید اسٹیٹ لائف انشورنس میں ملازم تھے

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: ناصر علی جوکار

ولدیت: حسین شعبان جوکار

تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: ایرانی ہوٹل ٹمبر مارکیٹ مقامِ تدفین: علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 53/99 تھانہ: عیدگاہ

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر غلام حسین

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۲ / اپریل ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: بغدادی مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 67/99 تھانہ: بغدادی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۵

شہید: سید دلاور عباس رضوی

ولدیت: سید اشتیاق حسین

تاریخِ شہادت: ۲۲ ستمبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: نیو کراچی **مقامِ تدفین:** ۶ نمبر نیو کراچی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: آپ کے بھائی سید ظفر عباس کو بھی ۲۰ اگست 1995 کو شہید کر دیے گئے تھے

حوالہ: نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: ملک محمد نواز

ولدیت: ملک عطا حسین

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ حرّ الفلاح سوسائٹی **مقامِ تدفین:** کالونی گیٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/99 **تھانہ:** الفلاح

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۸/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۲ اکتوبر ۹۹

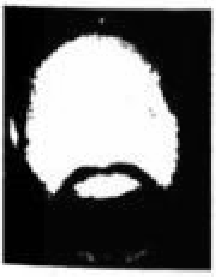

شہید: سید ذوالفقار انور نقوی

ولدیت: سید شاہد حسین نقوی

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ حرّ الفلاح سوسائٹی **مقامِ تدفین:** عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/99 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: نمازِ فجر پر فائرنگ، ۱۰ افراد شہید ہوئے۔ فوجی فرٹیلائزر میں ملازم تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۷/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۲ اکتوبر ۹۹

شہید: بشیر احمد

ولدیت: احمد دین

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ خرّ الفلاح سوسائٹی مقامِ تدفین: عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/99 تھانہ: الفلاح

دیگر: نذیر احمد کے سگے بھائی تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۵/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹

شہید: نذیر احمد

ولدیت: احمد دین

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ خرّ الفلاح سوسائٹی مقامِ تدفین: عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/99 تھانہ: الفلاح

دیگر: بشیر احمد کے سگے بھائی دونوں ساتھ شہید ہوئے۔ PIA میں ملازم تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۳/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹

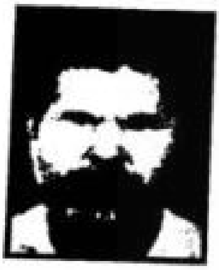

شہید: سید حسنین نقوی

ولدیت: سید رضا حسین نقوی

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ خرّ الفلاح سوسائٹی مقامِ تدفین: عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/99 تھانہ: الفلاح

دیگر: شہید پاکستان اسٹیل ملز سے وابستہ تھے اور آپ کے فرزند صفدر حسین بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۶۹/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹

شہید: سید صفدر حسین نقوی

ولدیت: سید حسنین نقوی

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ حرّ الفلاح سوسائٹی مقامِ تدفین: عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 121/99 تھانہ: الفلاح

دیگر: شہید نے پیش امام پر خود کو گرا کر اُن کی جان بچائی آپ کے والد بھی شہید ہوئے آپ پاکستان مشین ٹولز فیکٹری سے وابستہ تھے

حوالہ: SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹

شہید: جمشید عباس

ولدیت:

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ حرّ الفلاح سوسائٹی مقامِ تدفین: گلگت

ایف آئی آر نمبر: 121/99 تھانہ: الفلاح

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۷۱/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹

شہید: سید اعجاز حسین کاظمی

ولدیت: سید محمد تقی کاظمی

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ حرّ الفلاح سوسائٹی مقامِ تدفین: چک ۱۴۲، گمڑ حل، فیصل آباد

ایف آئی آر نمبر: 121/99 تھانہ: الفلاح

دیگر: (ر) پیٹی آفیسر پاکستان نیوی اور شہید مسجد کی منتظم انجمن کے رکن تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۲۶/ SFP ڈیٹا/ اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹/ راہیان کربلا ص ۱۱۵۰ از یاور حسین شمسی۔

شہید: امجد حسین

ولدیت: محمد علی

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ حمزہ الفلاح سوسائٹی **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 121/99 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: نمازِ فجر میں فائرنگ سے ۱۰ افراد شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۷۴/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹۔ ص ۲۵۷ شہداء گلگت بلتستان (از محبت علی قیصر)

شہید: امتیاز حسین بلوچ

ولدیت: ظفر مہدی بلوچ

تاریخِ شہادت: یکم اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: مسجدِ حمزہ الفلاح سوسائٹی **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 121/99 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: پاکستان اسٹیل ملز میں ملازم تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۷۲/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۹۹

شہید: شیخ عباس حیدر

ولدیت: شیخ راحت علی

تاریخِ شہادت: ۵ اکتوبر ۱۹۹۹

مقامِ شہادت: ارم شاپنگ سینٹر **مقامِ تدفین:** نجی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 53/99 **تھانہ:** بفرزون

دیگر: شہید نے چھ سال تک مدرسہ جعفریہ میں تعلیم حاصل کی، اپنے بھائیوں کے ساتھ جوتے کی دوکان میں کام کرتے ہوئے دہشت گردی نشانہ بنے۔ دہشت گردوں کے حملے سے چند منٹ پہلے دوسرے تین بھائی کسی ہنگامی کام کی وجہ سے دوکان سے چلے گئے تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۸۰/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق/اخبار جنگ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۹

سال ۲۰۰۰ شہدا کی تعداد ۱۴

شہید: سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ

ولدیت: سید شبیر حسین نقوی

تاریخِ شہادت: ۱۶ اپریل ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: فاطمہ ڈینٹل کالج کے نزدیک گاڑی پر فائرنگ **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 55/00 **تھانہ:** بہادرآباد

دیگر: شہید کے ہمراہ فرزند ارصاد مہدی اور ڈرائیور شہید ہوئے اور بیٹی شدید زخمی ہوئی۔ ایڈیشنل مرکزی جنرل سیکریٹری تحریک جعفریہ، قانونی مشیر اور ٹرسٹی مسجد حُر، الفلاح سوسائٹی۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۸۴/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: سید ارصاد مہدی نقوی

ولدیت: سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ

تاریخِ شہادت: ۱۶ اپریل ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: شہیدِ ملت روڈ **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 55/00 **تھانہ:** بہادرآباد

دیگر: تحریک کے سرگرم وکیل کے فرزند تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۸۵/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: سید اقبال حسین

ولدیت: سید افضل حسین

تاریخِ شہادت: ۱۶ اپریل ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: شہیدِ ملت روڈ **مقامِ تدفین:** پاراچنار

ایف آئی آر نمبر: 55/00 **تھانہ:** بہادرآباد

دیگر: شہید سید وقار حسین نقوی کے ڈرائیور تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۸۶/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: افضل حسین شاہ

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۴ اپریل ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: موچکہ **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 124/00 **تھانہ:** موچکہ

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۹۴

شہید: سید سردار علی جعفری ایڈوکیٹ

ولدیت: سید غلام علی جعفری

تاریخِ شہادت: ۱۵ اپریل ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: گلشنِ اقبال **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 226/00 **تھانہ:** گلشنِ اقبال

دیگر: حسینی اسکاؤٹ کے بانی / روائس آف شیعہ کے صدر

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۹۰/ SFP ڈیٹا / نجی تحقیق

شہید: سید احمد رضا

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۸ اپریل ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: بغدادی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 70/00 **تھانہ:** بغدادی

دیگر: سپروائزر بغدادی ٹیلی فون ایکسچینج

حوالہ: جنگ اخبار ۱۹ اپریل ۲۰۰۰

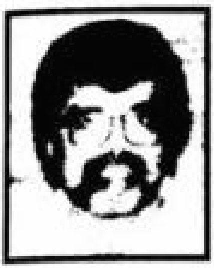

شہید: ڈاکٹر سبطین اے آر ڈوسا

ولدیت: علی حسین اے آر ڈوسا

تاریخِ شہادت: ۲ مئی ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: ڈوسا کلینک کھارادر **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 2906)

ایف آئی آر نمبر: 192/00 **تھانہ:** کھارادر

دیگر: شہید خوجہ شیعہ اثناء عشری جماعت کے فعال فرد اور شب و روز انسانیت کی خدمت کے لیے بر سر کار تھے۔ کلینک پر فائرنگ سے ڈسپنسر اور ایک آغا خانی دوست بھی شہید ہوا

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۸۷/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: علی نواز

ولدیت: یوسف علی

تاریخِ شہادت: ۲ مئی ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: ڈوسا کلینک کھارادر **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 2907)

ایف آئی آر نمبر: 192/00 **تھانہ:** کھارادر

دیگر: شہید ڈاکٹر ڈوسا کلینک پر ڈسپنسر تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۸۸/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر کرامت حسین

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: رئیس امروہوی کالونی **مقامِ تدفین:** اورنگی سیکٹر ساڑھے گیارہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 252/00 **تھانہ:** اورنگی توسیعی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۹۵/ نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر مہتاب کاظمی

ولدیت: علیم حسین

تاریخِ شہادت: ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: رئیس امروہوی اورنگی **مقامِ تدفین:** پاپوش نگر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 255/00 **تھانہ:** اورنگی توسیعی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۹۶/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر سید نیرّ حسین

ولدیت: سید عباس حسین

تاریخِ شہادت: ۲ دسمبر ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۴ **مقامِ تدفین:** جنت البقیع حب ریور روڈ

ایف آئی آر نمبر: 320/00 **تھانہ:** اورنگی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۹۷/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: نیاز حسین

ولدیت: شاہ عالم

تاریخِ شہادت: ۹ دسمبر ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: اورنگی **مقامِ تدفین:** جنت البقیع سیکٹر L-11 اورنگی ٹاؤن

ایف آئی آر نمبر: 386/00 **تھانہ:** مومن آباد

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۱۹۹/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: کمال حسین

ولدیت: سید باقر حسین

تاریخِ شہادت: ۲۹ دسمبر ۲۰۰۰

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن **مقامِ تدفین:** جنت البقیع سیکٹر L-11 اورنگی ٹاؤن

ایف آئی آر نمبر: 405/00 **تھانہ:** مومن آباد

دیگر: شہید چاندرات کو دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ ایرانی کیمپ امام بارگاہ کے ٹرسٹی تھے/ آپ کے ساتھ مسلم حسین بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۰۱/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ روزنامہ عوام ۳۰ دسمبر ۲۰۰۰

شہید: مسلم حسین

ولدیت: شیر دل

تاریخِ شہادت: ۲۹ دسمبر ۲۰۰۰ (چاندرات)

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن **مقامِ تدفین:** جنت البقیع سیکٹر L-11 اورنگی ٹاؤن

ایف آئی آر نمبر: 405/00 **تھانہ:** مومن آباد

دیگر: نمازِ عید کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی گئی/ ایرانی کیمپ امام بارگاہ کے ٹرسٹی تھے والدہ بھی دہشت کے سبب دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے راہیِ ملکِ عدم ہوئیں۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۰۰/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ روزنامہ عوام ۳۰ دسمبر ۲۰۰۰

سال ۲۰۰۱ شہدا کی تعداد ۴۱

شہید: آغا سلطانی کاشانی

ولدیت: عباس علی

تاریخِ شہادت: ۲۰ جنوری ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: بلاک B، نارتھ ناظم آباد (رہائش گاہ کے نزدیک) **مقامِ تدفین:** کاشان، ایران

ایف آئی آر نمبر: 12/01 **تھانہ:** نارتھ ناظم آباد

دیگر: مدرسہ الحکمہ کے بانی اور مدرس، آیت اللہ کاشانی کے داماد شہید کی قبر کے کتبہ پر لکھا ہے "شہید راہ ولایت"

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۰۳/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: محمد علی

ولدیت: استاد ولایت علی خان

تاریخِ شہادت: ۲۵ جنوری ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: اورنگی توسیعی **مقامِ تدفین:** جعفر طیار سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 22/01 **تھانہ:** اورنگی توسیعی

دیگر: آپ کے والد بڑے ولایت علی خان (موسیقار) تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۰۴/ روزنامہ انصاف ٹائمز ۲۷ جنوری ۲۰۰۱

شہید: مظفر علی کرمانی

ولدیت: اللہ دتہ کرمانی

تاریخِ شہادت: ۵ فروری ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: سولجر بازار **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 2971)

ایف آئی آر نمبر: 36/01 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر: تحریک کے سرگرم عہدیدار۔ آپ کے ساتھی نظیر عباس بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۰/ SFP ڈیٹا/ انصاف ٹائمز ۶ فروری ۲۰۰۱

شہید: نظیر عباس

ولدیت: قاسم علی

تاریخِ شہادت: ۵فروری۲۰۰۱

مقامِ شہادت: سولجر بازار مقامِ تدفین: حسینی باغ (قبر نمبر 2972)

ایف آئی آر نمبر: 36/01 تھانہ: سولجر بازار

دیگر: شہید کرمانی کے ساتھ شہید اور دفن ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۰/SFP ڈیٹا/ انصاف ٹائمز ۶ فروری ۲۰۰۱

شہید: عباس علی

ولدیت: علی جان

تاریخِ شہادت: ۹فروری۲۰۰۱

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ عسکری دستگیر سوسائٹی مقامِ تدفین: گلگت

ایف آئی آر نمبر: 22/01 تھانہ: جوہر آباد

دیگر: شہید امتیاز علی کے ساتھ شہید ہوئے

حوالہ: SFP ڈیٹا/ روزنامہ عوام ۱۰ فروری ۲۰۰۱

شہید: امتیاز علی

ولدیت: اسداللہ

تاریخِ شہادت: ۹فروری۲۰۰۱

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ عسکری دستگیر سوسائٹی مقامِ تدفین: گلگت

ایف آئی آر نمبر: 22/01 تھانہ: جوہر آباد

دیگر: شہید عباس علی کے ساتھ شہید ہوئے

حوالہ: SFP ڈیٹا/ روزنامہ عوام ۱۰ فروری ۲۰۰۱

شہید: عابد حسین شاہ

ولدیت: صادق حسین شاہ

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: الفلاح سوسائٹی **مقامِ تدفین:** سیالکوٹ

ایف آئی آر نمبر: 39/01 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: شہید پولیس کے سپاہی تھے، آپ کے والد بھی ہمراہ شہید ہوئے،

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۳/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: صادق حسین شاہ

ولدیت: حسن شاہ

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: الفلاح سوسائٹی **مقامِ تدفین:** سیالکوٹ

ایف آئی آر نمبر: 39/01 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: (ر) ڈی ایس پی تھے، فرزند عابد حسین بھی ہمراہ شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۴/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: سید زاھد حسین

ولدیت: سید مظفر حسین

تاریخِ شہادت: ۲ مارچ ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: نشان حیدر چوک اورنگی **مقامِ تدفین:** اورنگی ساڑھے گیارہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 65/01 **تھانہ:** اورنگی توسیعی

دیگر: شہادت کی تفصیلات صفحہ نمبر ۲۶۶ پر ملاحظہ فرمائیں

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۵/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق دن اخبار ۳ مارچ ۲۰۰۱

شہید: خواجہ انیس حیدر

ولدیت: مطلوب حسین

تاریخِ شہادت: ۲۳ مارچ ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: پرانی نمائش، حیدری اسکاؤٹ کیمپ **مقامِ تدفین:** عیسیٰ نگری قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 96/01 **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر: یکے از بانیان پاک حیدری اسکاؤٹس۔ محرم کی چاندرات کیمپ پر دھماکہ خیز چیز پھینکی گئی جس سے شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۶/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: سید شمیم رضا نقوی

ولدیت: سید گوہر رضا نقوی

تاریخِ شہادت: ۲۸ اپریل ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 201)

ایف آئی آر نمبر: 118/01 **تھانہ:** اورنگی

دیگر: شہید بلدیہ کراچی سے وابستہ تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۷/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: مولانا سید اطہر حسین رضوی

ولدیت: سید باقر حسین رضوی

تاریخِ شہادت: ۳ مئی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ اصغریہ **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجد و امام بارگاہ اصغریہ، بھٹائی آباد

ایف آئی آر نمبر: 196/01 **تھانہ:** کورنگی

دیگر: مسجد ہذا کے پیش امام، گھر کے دروازہ پر بلوا کر فائرنگ کر کے شہید کیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۱۸/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر رضا مہدی جعفری

ولدیت: پروفیسر اسرار حسین جعفری (پروفیسر آئی ایچ جعفری)

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: گلشنِ اقبال کلینک پر فائرنگ مقامِ تدفین: احاطہ مسجد مدینۃ العلم، گلشنِ اقبال

ایف آئی آر نمبر: 173/01 تھانہ: گلشنِ اقبال

دیگر: ENT Surgeon/ FRCS، ٹرسٹی مدینۃ العلم امام بارگاہ، بندگانِ خدا کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرمِ عمل رہنے والا انسان درندوں کی گولیوں کا نشانہ بن گیا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۲۶/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر اسد بخاری

ولدیت: سید ظفر علی بخاری

تاریخِ شہادت: ۱۶ جون ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: سعید آباد مقامِ تدفین: وادیٔ حسینؑ، سپر ہائی وے (قبر نمبر 233)

ایف آئی آر نمبر: 179/01 تھانہ: سعید آباد

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۲۷/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر محمد رضا پیرانی

ولدیت: امیر علی پیرانی

تاریخِ شہادت: ۲۵ جون ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: سولجر بازار، کلینک کے سامنے مقامِ تدفین: حسینی باغ (قبر نمبر 2973)

ایف آئی آر نمبر: 179/01 تھانہ: سولجر بازار

دیگر: ملت کے فعال فرد، غریبوں کے لیے انتہائی شفیق و ہمدرد ڈاکٹر کار مسیحائی میں دہشت گردی کا نشانہ بنے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۲۸/SFP ڈیٹا/روزنامہ عوام ۲۷ جون ۲۰۰۱

شہید: جاوید شیرازی

ولدیت: اکبر حسین شیرازی

تاریخِ شہادت: ۱۲ جولائی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن **مقامِ تدفین:** وادی السلام C-181

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

حوالہ: روزنامہ انصاف ٹائمز، ۱۴ جولائی ۲۰۰۱

شہید: فدا حسین

ولدیت: حسن

تاریخِ شہادت: ۹ جولائی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: جامعہ امامیہ، ناظم آباد **مقامِ تدفین:** اسکردو

ایف آئی آر نمبر: 50/01 **تھانہ:** گلبہار

دیگر: مدرسہ ہذا کے طالب علم تھے، فائرنگ کر کے شہید کیا

حوالہ: SFP ڈیٹا/ روزنامہ جنگ ۱۵ جولائی ۲۰۰۱

شہید: شعبان علی

ولدیت: شفا علی

تاریخِ شہادت: ۹ جولائی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: جامعہ امامیہ، ناظم آباد **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 50/01 **تھانہ:** گلبہار

دیگر: مدرسہ ہذا کے کُک تھے، فائرنگ کر کے شہید کیا۔ شہید فدا حسین بھی ہمراہ شہید ہوئے۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/ روزنامہ جنگ ۱۵ جولائی ۲۰۰۱

شہید: سیدمشتاق حیدر زیدی

ولدیت: سید اشتیاق حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۲۰ جولائی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: بریگیڈ مقامِ تدفین: سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 163/01 تھانہ: بریگیڈ

دیگر: شہید کمشنر آفس کراچی میں ملازم تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۰/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: شوکت رضا مرزا

ولدیت: مرزا زیارت رضا

تاریخِ شہادت: ۲۶ جولائی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: ڈیفنس سوسائٹی مقامِ تدفین: ڈیفنس فیز ۴ قبرستان (184، لیول 3)

ایف آئی آر نمبر: 158/01 تھانہ: فریئر

دیگر: مینیجنگ ڈائریکٹر، P.S.O، نامور وفاقی محصر کرنل (ر) غفار مہدی کے داماد تھے۔ آپ کے ہمراہ آپکا ڈرائیور سلمان شاہ بھی شہید ہوا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۱/SFP ڈیٹا/روزنامہ جنگ ۲۷ جولائی ۲۰۰۱

شہید: سلمان شاہ

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۶ جولائی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: ڈیفنس مقامِ تدفین:

ایف آئی آر نمبر: 158/01 تھانہ: فریئر

دیگر: شوکت مرزا، ایم ڈی، پی ایس او کے ڈرائیور تھے

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: **سید ظفر حسین عابدی**

ولدیت: سید کاظم حسین

تاریخِ شہادت: ۳۰ جولائی ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: ناظم آباد **مقامِ تدفین:** پاپوش نگر

ایف آئی آر نمبر: 57/01 **تھانہ:** گلبہار

دیگر: ڈائرکٹر ریسرچ لیبارٹری، منسٹری آف ڈیفنس

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۲/SFP ڈیٹا/ انصاف ٹائمز ۳۱ جولائی ۲۰۰۱

شہید: **سید حامد حسین رضوی**

ولدیت: سید محمود حسن رضوی

تاریخِ شہادت: یکم ستمبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: ڈیفنس سوسائٹی **مقامِ تدفین:** ڈیفنس فیز ۴ قبرستان (662/2001, P/75)

ایف آئی آر نمبر: 176/01 **تھانہ:** کلفٹن

دیگر: Eye Surgeon آئی ایچ رضوی کے بھائی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۴/SFP ڈیٹا/ ذاتی تحقیق

شہید: **علامہ سید علی حسنین نقوی**

ولدیت: سید وصی احمد نقوی

تاریخِ شہادت: ۴ ستمبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: شاہراہ پاکستان، نزد عرشی شاپنگ مال **مقامِ تدفین:** وادی حسینؑ (قبر نمبر 295)

ایف آئی آر نمبر: 100/01 **تھانہ:** گلبرگ

دیگر: پیش امام حسینیہ سجادیہ / ٹیچر حبیب پبلک اسکول

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۵/SFP ڈیٹا/ روزنامہ انصاف ٹائمز ۵ ستمبر ۲۰۰۱

شہید: (ر) کیپٹن الطاف حسین بنگش

ولدیت: حاجی غلام حسین

تاریخِ شہادت: ۱۰ ستمبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: نیوٹاؤن، سبزی منڈی

مقامِ تدفین: بنگش قبرستان، پہلوان گوٹھ، گلستانِ جوہر

ایف آئی آر نمبر: 244/01 تھانہ: پی آئی بی

دیگر: ڈویژنل انجینئر، پاک کیپٹل ایکسچینج اور حاجی سنز علی بنگش شہید کے داماد تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۶/SFP ڈیٹا/روزنامہ جرأت ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱

شہید: مولانا سید رضی حیدر نجفی

ولدیت: سید زاہد حسین

تاریخِ شہادت: ۱۲ ستمبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: سب میرین چورنگی مقامِ تدفین: احاطہ مسجد وامام بارگاہ یثرب، ڈیفنس

ایف آئی آر نمبر: 161/01 تھانہ: گذری

دیگر: پیش امام مسجدِ یثرب، رنیجر حبیب پبلک اسکول، بانی مسجد وامام بارگاہ صاحب الزمان (عج) گلستانِ جوہر، آپ کے فرزند سید عباس حیدر شہید اور محمد علی اشد شدید زخمی ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۷/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: سید عباس حیدر

ولدیت: مولانا سید رضی حیدر نجفی

تاریخِ شہادت: ۱۲ ستمبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: سب میرین چورنگی مقامِ تدفین: احاطہ مسجد وامام بارگاہ یثرب، ڈیفنس

ایف آئی آر نمبر: 161/01 تھانہ: گذری

دیگر: طالب علم، والد کے ہمراہ شہید ہوئے جبکہ دوسرا بھائی شدید زخمی ہوا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۳۸/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: گلزار حسین

ولدیت: برکت علی

تاریخِ شہادت: ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ، محمود آباد **مقامِ تدفین:** چکوال

ایف آئی آر نمبر: 212/01 **تھانہ:** محمود آباد

دیگر: آپ کے فرزند ارشد گلزار بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۲۵/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ارشد گلزار

ولدیت: گلزار حسین

تاریخِ شہادت: ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ، محمود آباد **مقامِ تدفین:** چکوال

ایف آئی آر نمبر: 212/01 **تھانہ:** محمود آباد

دیگر: آپ کے والد بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: فیضان عباس

ولدیت: ناصر عباس

تاریخِ شہادت: ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ، محمود آباد **مقامِ تدفین:** ڈیفنس سوسائٹی فیزا قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 212/01 **تھانہ:** محمود آباد

دیگر: نمازِ مغرب کے وقت فائرنگ

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۲۸/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: محمد وسیم رضا
ولدیت: محمد سعید
تاریخِ شہادت: ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱
مقامِ شہادت: مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ محمود آباد مقامِ تدفین: بہاولپور
ایف آئی آر نمبر: 212/01 تھانہ: محمود آباد
دیگر: نماز مغرب میں فائرنگ 7 نمازی شہید۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی۲۳۶/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: مولانا غلام رسول
ولدیت: محمد حسین
تاریخِ شہادت: ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱
مقامِ شہادت: مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ محمود آباد مقامِ تدفین: بلتستان
ایف آئی آر نمبر: 212/01 تھانہ: محمود آباد
دیگر: پیش امام مسجد ہذا ارنماز مغرب میں فائرنگ 7 نمازی شہید۔
حوالہ: HRCP اسٹڈی۲۳۳/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ جنگ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱

شہید: محمد رضا زیدی
ولدیت: مرتضیٰ حسن
تاریخِ شہادت: ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱
مقامِ شہادت: مسجد وامام بارگاہ علی مرتضیٰ محمود آباد مقامِ تدفین: ڈیفنس سوسائٹی قبرستان فیزا
ایف آئی آر نمبر: 212/01 تھانہ: محمود آباد
دیگر: اٹامک انرجی کمیشن سے وابستہ تھے
حوالہ: HRCP اسٹڈی۲۳۳/SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق/ جنگ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱

شہید: دلدار حسین شاہ

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: گلشنِ اقبال **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 693/01 **تھانہ:** گلشنِ اقبال

دیگر: پولیس کانسٹیبل

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۵۸

شہید: رجب علی راؤ جانی

ولدیت: معصوم علی راؤ جانی

تاریخِ شہادت: ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: جناح اسپتال **مقامِ تدفین:** حسینی باغ قبرستان ۳۰۵۳

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** محمود آباد

دیگر: مسجد علی مرتضیٰؑ کے جلوسِ جنازہ پر رینجرز کی شیلنگ سے شدید زخمی ہوئے اور ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۱ کو جامِ شہادت نوش کیا

حوالہ: جنگ ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۱

شہید: گل سید امام شاہ بخاری

ولدیت: سید مردان شاہ بخاری

تاریخِ شہادت: ۹ اکتوبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: سعید آباد **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 325)

ایف آئی آر نمبر: 291/01 **تھانہ:** سعید آباد

دیگر: پرنسپل اورنگی مونوٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۵۶/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق روزنامہ انصاف ٹائمز ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۱

شہید: (ڈاکٹر)حیدر عباس کشمیری

ولدیت: غلام حسین کربلائی

تاریخِ شہادت: ۳ نومبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: ناظم آباد **مقامِ تدفین:** حیدری باغ

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** ناظم آباد

دیگر: ملت کے انتہائی فعال فرد اپنی ذات میں انجمن تھے

حوالہ: آٹھ محرم مجلس حسینیہ ایرانیان، مقرر علامہ محمد عباس کمیلی / پوسٹ مارٹم رپورٹ نمبر 313/2001-CHK

شہید: سید بدر حیدر نقوی

ولدیت: سید تہذیب حیدر نقوی

تاریخِ شہادت: ۱۲ نومبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: نیو کراچی **مقامِ تدفین:** وادیٔ السلام (قبر نمبر C-107)

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** نیو کراچی

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۶۰/ نجی تحقیق

شہید: سید کاظم حسین کاظمی

ولدیت: سید جواد حسین کاظمی

تاریخِ شہادت: ۱۴ نومبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: باغ سلطان، ابراہیم حیدری **مقامِ تدفین:** وادیٔ السلام (قبر نمبر C-109)

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: اغوا کے بعد باغ ہذا سے تشدد زدہ لاش برآمد ہوئی۔

حوالہ: قبرستان کا ریکارڈ

شہید: سید حسن عابدی

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۵نومبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: کورنگی صنعتی ایریا **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 464/01 **تھانہ:** کورنگی صنعتی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۶۱

شہید: سید شاہد علی

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۵دسمبر ۲۰۰۱

مقامِ شہادت: عزیز بھٹی **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 302/01 **تھانہ:** عزیز بھٹی

دیگر:

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۶۲

maablib.org

سال۲۰۰۲ شہدا کی تعداد۲۱

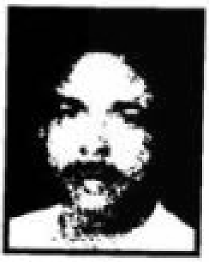

شہید: سید حسن علی

ولدیت: سید عابد علی

تاریخِ شہادت: ۹ جنوری ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: گلشنِ اقبال **مقامِ تدفین:** یاسین آباد

ایف آئی آر نمبر: 231/0 **تھانہ:** گلشنِ اقبال

دیگر: سپرنٹینڈنٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (RTA) سماجی کارکن / سرپرست انجمن تنظیم پنجتنی

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۶۴/SFP ڈیٹا

شہید: سید جواد حسین رضوی

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۹ جنوری ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: درخشاں **مقامِ تدفین:** ڈیفنس فیز ۴

ایف آئی آر نمبر: 52/02 **تھانہ:** درخشاں

دیگر: ٹرسٹی مسجد و امام بارگاہ بقیۃ اللہ، ڈیفنس سوسائٹی

حوالہ: HRCP اسٹڈی/SFP ڈیٹا

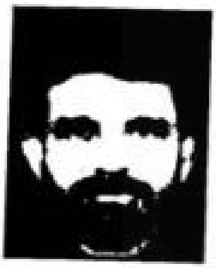

شہید: صادق علی ہمشیری

ولدیت: عبدالحسین ہمشیری

تاریخِ شہادت: ۳ فروری ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: ہمشیری بیکری کھارادر **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 36/02 **تھانہ:** کھارادر

دیگر: ہردلعزیز کاروباری شخصیت، رفعال عزادار اور ٹرسٹی حسینیہ ایرانیان

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۶۶/SFP ڈیٹا

شہید: آزاد حسین زیدی

ولدیت: ہیروال حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۱۰فروری۲۰۰۲

مقامِ شہادت: نیوکراچی **مقامِ تدفین:** نیوکراچی نمبر۶ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 47/02 **تھانہ:** نیوکراچی

دیگر: شہید عبادات علی کے بہنوئی تھے جنہیں ۲۳ مئی ۱۹۹۷ کوشہید کیا تھا۔ پان کی دوکان پر فائرنگ سے شہید ہوئے

حوالہ: HRCPاسٹڈی۲۶۳/SFPڈیٹا

شہید: رمضان علی

ولدیت: خداامان

تاریخِ شہادت: ۱۱فروری۲۰۰۲

مقامِ شہادت: ایرانیان ٹی اسٹور،صدر **مقامِ تدفین:** پی ای سی ایچ ایس قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 38/02 **تھانہ:** صدر

دیگر: ایرانی چائے کے تاجر

حوالہ: HRCPاسٹڈی۲۶۸/SFPڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر سید راشد مهدی

ولدیت: سیدامداد حسین

تاریخِ شہادت: ۱۲فروری۲۰۰۲

مقامِ شہادت: اورنگی ٹاؤن **مقامِ تدفین:** نئی حسن

ایف آئی آر نمبر: 52/02 **تھانہ:** مومن آباد

دیگر: شہید F.C.P.Sاورامراض سینہ وٹی بی کے ماہراور قطر اسپتال سے وابستہ تھے

حوالہ: HRCPاسٹڈی۲۶۹/SFPڈیٹا

شہید: ڈاکٹر آلِ صفدر زیدی

ولدیت: سید آلِ محمد زیدی

تاریخِ شہادت: ۴ مارچ ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: ڈیفنس سوسائٹی **مقامِ تدفین:** ڈیفنس فیز ۴ قبرستان (723/02, P/84)

ایف آئی آر نمبر: 03/02 **تھانہ:** گذری

دیگر: نیفرولوجسٹ، کڈنی سینٹر۔ ۸ ماہ قبل ہی سینٹر سے وابستہ ہوئے تھے امریکہ میں ۱۰ سال کی اعلیٰ تعلیم کے بعد ہم وطنوں کی خدمت کے جذبے اور ایک ماہرین کی ٹیم کے ساتھ واپس آئے تا کہ گردوں کے امراض کا اسپتال قائم کریں۔ اسپتال کے لیے زمین خریدی ہی تھی کہ دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ ٹیم واپس امریکہ چلی گئی۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۷۰/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر مظفر حسین سموں

ولدیت: یار محمد

تاریخِ شہادت: ۷ مارچ ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: بغدادی **مقامِ تدفین:** میوہ شاہ

ایف آئی آر نمب ر: 51/02 **تھانہ:** بغدادی

دیگر: لیاری جنرل اسپتال شعبہ ریڈیالوجی سے وابستہ مقامی امام بارگاہ کے ٹرسٹی۔ چند سال قبل ہی مذہب حقہ قبول کیا تھا۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۷۰/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: سید ذوالفقار حیدر نقوی

ولدیت: سید کاظم حیدر نقوی

تاریخِ شہادت: ۱۱ مارچ ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: شاہ فیصل کالونی **مقامِ تدفین:** کالونی گیٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 23/02 **تھانہ:** شاہ فیصل

دیگر: شہید شاہ فیصل کالونی کے سابق کونسلر و آپ کے ساتھ انور علی ترمذی بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۶۴/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: انور علی ترمذی

ولدیت: قمر علی ترمذی

تاریخِ شہادت: ۱۱ مارچ ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: شاہ فیصل کالونی **مقامِ تدفین:** کالونی گیٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 23/02 **تھانہ:** شاہ فیصل

دیگر: شہید تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے عہدے دار و آپ کے ہمراہ ذوالفقار حیدر بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: جنگ ۱۲ مارچ ۲۰۰۲/HRCP اسٹڈی ۲۷۳/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: کاظم حسین جعفری

ولدیت: سید ممتاز حسین جعفری

تاریخِ شہادت: ۲۱ مارچ ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: محمود آباد **مقامِ تدفین:** چکوال

ایف آئی آر نمبر: 62/02 **تھانہ:** محمود آباد

دیگر: اپنی دوکان میں فائرنگ کا نشانہ بنے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۷۶/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: علی محمد (محمد نذیر)

ولدیت: محمد نور

تاریخِ شہادت: ۱۷ اپریل ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: محفلِ زینبیہ، ناظم آباد **مقامِ تدفین:** پاراچنار

ایف آئی آر نمبر: 54/02 **تھانہ:** رضویہ سوسائٹی

دیگر: اپنی جان دے کر دوسرے نمازیوں کی جانیں بچائیں محفل ہٰذا کے سیکورٹی گارڈ تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۷۷/SFP ڈیٹا

شہید: ابوالخیر (اصفہان حیدر)

ولدیت: سید یحییٰ حیدر

تاریخِ شہادت: ۱۹ اپریل ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: بلاک ایچ، نارتھ ناظم آباد **مقامِ تدفین:** محمد شاہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 180/02 **تھانہ:** نارتھ ناظم آباد

دیگر: اپنی دوکان پر فائرنگ سے شہید ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۷۹

شہید: اشرف بشیر

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۱ اپریل ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: فیروز آباد **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 219/02 **تھانہ:** فیروز آباد

دیگر: آپ کے ساتھی اہلسنت اقبال حسین بھی شہید ہوئے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۸۰

شہید: سید آلِ رضا رضوی

ولدیت: سید حماد حسین رضوی

تاریخِ شہادت: ۲۳ اپریل ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: قصبہ کالونی **مقامِ تدفین:** احاطہ مسجدِ علی، قصبہ کالونی

ایف آئی آر نمبر: 126/02 **تھانہ:** پیرآباد

دیگر: میڈیکل اسٹور پر فائرنگ سے شہید ہوئے، دستہ جعفریہ کے جنرل سیکٹری اور مسجد ہذا کے ٹرسٹی تھے۔

آپ کے ہمراہ اہلسنت ناصر علی بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۸۳/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: ڈاکٹر پروفیسر سید ظفر مہدی زیدی (پی ایچ ڈی)

ولدیت: سید محمد مہدی زیدی

تاریخِ شہادت: ۶ مئی ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: جامعہ ملیہ مقامِ تدفین: وادیِ حسینؑ ۵۲۷

ایف آئی آر نمبر: 78/02 تھانہ: الفلاح

دیگر: پرنسپل جامعہ ملیہ۔ آپ کے ہمراہ آپکا ڈرائیور اور جامعہ ملیہ کا چوکیدار بھی شہید ہوئے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۸۶/ SFP ڈیٹا/ جنگ اخبار ۷ مئی ۲۰۰۲

شہید: مختار احمد

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۶ مئی ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: جامعہ ملیہ مقامِ تدفین: رحیم یار خان

ایف آئی آر نمبر: 78/02 تھانہ: الفلاح

دیگر: ڈاکٹر سید ظفر مہدی زیدی پرنسپل جامعہ ملیہ کے ڈرائیور تھے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۸۸/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

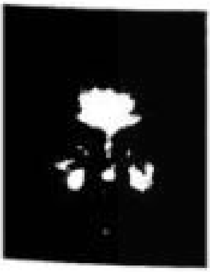

شہید: سید اصغر علی زیدی

ولدیت: سید محمد زیدی

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: نیا آباد مقامِ تدفین: علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 125/02 تھانہ: بغدادی

دیگر: اپنی ٹیلرنگ شاپ پر فائرنگ کا نشانہ بنے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۸۹/ SFP ڈیٹا/ نجی تحقیق

شہید: حاجی آغا علی عباس

ولدیت: موسیٰ خان

تاریخِ شہادت: ۲۵ مئی ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: آغا رجب جوس ہاؤس، ناظم آباد **مقامِ تدفین:** کوئٹہ

ایف آئی آر نمبر: 87/02 **تھانہ:** رضویہ

دیگر: معروف عزادار انجمن مغل ہزارہ کوئٹہ کے صدر تھے اپنے جوس ہاؤس پر دہشت گردی کا نشانہ بنے۔

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۹۱/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: سید محمد دانش سبطین

ولدیت: سید محمد سبطین نقوی

تاریخِ شہادت: ۱۸ جون ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: الاعظم اسکوائر **مقامِ تدفین:** وادیِ حسین (۵۵۷)

ایف آئی آر نمبر: 231/02 **تھانہ:** عزیز آباد

دیگر: اسٹیٹ بینک کے ملازم اور انجمن شباب المومنین سے وابستہ تھے

حوالہ: HRCP اسٹڈی ۲۹۲/SFP ڈیٹا/نجی تحقیق

شہید: امیر علی عابدی

ولدیت: سید عظیم علی عابدی

تاریخِ شہادت: ۱۶ اگست ۲۰۰۲

مقامِ شہادت: منگوپیر، یعقوب شاہ بستی **مقامِ تدفین:** منگوپیر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** منگوپیر

دیگر:

حوالہ: شہید فاؤنڈیشن ڈیٹا

سال ۲۰۰۳ شہدا کی تعداد ۲۱

شہید: **سید صغیر حسین کاظمی**

ولدیت: سید کبیر حسین کاظمی

تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: کورنگی ساڑھے تین نمبر **مقامِ تدفین:** کورنگی ۱ نمبر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 03/ **تھانہ:** کورنگی

دیگر: شہید صحافی اور مشرق اخبار میں سب ایڈیٹر تھے

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: **یاور عباس**

ولدیت: امیر حمزہ

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد خضر الہدیٰ **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: **ساجد حسن**

ولدیت: غلام نبی

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد خضر الہدیٰ **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: خادم حسین

ولدیت: علی محمد

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد منتظر المہدیؑ **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد علی

ولدیت: علی محمد

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد منتظر المہدیؑ **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: مشتاق علی

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد منتظر المہدیؑ، گرین ٹاؤن **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: پاک فضائیہ نے اسلام آباد اور پھر گلگت تک لاشوں کی روانگی میں مدد کی، موسم کی خرابی کے سبب ایک روز اسلام آباد میں رکھی گئیں

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محبت علی

ولدیت: محمد علی

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد خنظر المہدیؑ، گرین ٹاؤن **مقامِ تدفین:** عظیم پورہ

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: نمازِ مغرب پر فائرنگ 7 افراد شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: رمضان علی

ولدیت: فدا یار

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد خنظر المہدیؑ **مقامِ تدفین:** عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: نمازِ مغرب پر فائرنگ 7 افراد شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: پرویز احمد

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد خنظر المہدیؑ **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: نمازِ مغرب پر فائرنگ 7 افراد شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: محمد علی

ولدیت: علی گوہر

تاریخِ شہادت: ۲۲ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: مسجد منتظر المہدیؑ **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: 51/03 **تھانہ:** الفلاح

دیگر: نمازِ مغرب پر فائرنگ 7 افراد شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: غلام حسین سُہراب

ولدیت: حاجی صادق سُہراب

تاریخِ شہادت: ۲۷ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: سبحان بیکری، لائٹ ہاؤس **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** آرام باغ

دیگر: آپ کے بھتیجے بھی شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد باقر سہراب

ولدیت: محمد رضا سُہراب

تاریخِ شہادت: ۲۷ فروری ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: سبحان بیکری، لائٹ ہاؤس **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** آرام باغ

دیگر: آپ کے چچا غلام حسین سُہراب بھی شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ فروری ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محبت علی نقوی

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۳ جون ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

حوالہ: SFP ڈیٹا

شہید: ضامن علی

ولدیت: ہادی حسن

تاریخِ شہادت: ۹ اگست ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: نصرت بھٹو کالونی **مقامِ تدفین:** جعفریہ قبرستان، گولی مار

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ اگست ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر سید ابنِ حسن

ولدیت: ڈاکٹر سید مہدی حسن

تاریخِ شہادت: ۱۶ اگست ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: ملیر **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** ملیر سٹی

دیگر: قاتلانہ حملے میں ابن حسن ہسپتال کے سامنے فائرنگ سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ علاقے کے انتہائی ہر دل عزیز ڈاکٹر آپ کی تدفین میں ملیر کے برادرانِ اہل سنت نے شرکت کی اہل محلہ نے بطور احتجاج نیشنل ہائی وے پر دھرنا دیا۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۷ اگست ۲۰۰۳/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: سید وجیہہ حیدر کاظمی
ولدیت: سید نیاز حسین
تاریخِ شہادت: ۱۶ اگست ۲۰۰۳
مقامِ شہادت: ملیر، ایف ساؤتھ **مقامِ تدفین:** جعفر طیار
ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** ملیر سٹی
دیگر: (ر) سروس مین، معذور تھے اپنی دوکان پر فائرنگ سے شہید ہوئے
حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۷ اگست ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید اطہر حسین
ولدیت:
تاریخِ شہادت: ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳
مقامِ شہادت: سپارکو روڈ **مقامِ تدفین:** شاہ رکن عالم قبرستان، ملتان
ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** موچکو
دیگر: (ر) ڈپٹی ڈائرکٹر سپارکو
حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: محمد قاسم
ولدیت: لال دین
تاریخِ شہادت: ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳
مقامِ شہادت: سپارکو روڈ **مقامِ تدفین:** کورنگی ۱ نمبر قبرستان
ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** موچکو
دیگر: شہید ڈرائیور تھے
حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: رضا علی

ولدیت: محمد رضا

تاریخِ شہادت: ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: سپارکو روڈ **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** موچکو

دیگر: شہید ٹرانسپورٹ کمپنی میں ڈرائیور تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید ہاشم رضا

ولدیت: سید نواب رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: سپارکو روڈ **مقامِ تدفین:** شاہ محمد قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** موچکو

دیگر: سپارکو کی بس نمازیوں کو نمازِ جمعہ کیلئے لے جارہی تھی جس پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے 6 افراد شہید ہوئے۔ شہید کی نماز جنازہ امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ سوسائٹی میں ادا کی گئی۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید وصی حیدر زیدی

ولدیت: سید فصیح حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳

مقامِ شہادت: سپارکو روڈ **مقامِ تدفین:** جعفر طیار سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** موچکو

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۳/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

سال ۲۰۰۴ شہدا کی تعداد ۴۸

شہید: سید الطاف حسین

ولدیت: سید امداد حسین

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدری　　**مقامِ تدفین:** جنت البقیع، حب ریور روڈ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: محمد امین محمد بشیر کمپنی میں سینئر ایگزیکٹو

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: سید صابر حسین ہاشمی

ولدیت: سید مصطفیٰ حسین ہاشمی

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدری　　**مقامِ تدفین:** وادیٔ السلام (قبر نمبر G-04)

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: UBL میں آفیسر تھے، دھماکہ میں زخمی ہوئے جناح اسپتال میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: ندیم حسین

ولدیت: کرم علی

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدری　　**مقامِ تدفین:** رانی پور، سندھ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: خواجہ محمد کمیل

ولدیت: خواجہ محمد طفیل

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدریؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: علامہ طالب جوہری کے سیکرٹری، معروف بزنس مین

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: سید محمد احمد (ظفر)

ولدیت: سید مقبول حسین

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدریؑ **مقامِ تدفین:** عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: انجینئر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: فضل عباس لاکھانی

ولدیت: حبیب علی لاکھانی

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدریؑ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد حسنین خان

ولدیت: احمد علی خان

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدری **مقامِ تدفین:** محمد شاہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق

شہید: علی نجف مردان

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدری **مقامِ تدفین:** مردان

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: حافظ علی پردھان

ولدیت: راجن پردھان

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدری **مقامِ تدفین:** حسینی باغ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق

شہید: عارف حسین مرزا

ولدیت: عابد حسین مرزا

تاریخِ شہادت: ۷ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدریؑ **مقامِ تدفین:** جعفر طیار سوسائٹی قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا ۔

شہید: سید نہال رضا

ولدیت: سید خورشید رضا

تاریخِ شہادت: ۱۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدریؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: ۷ مئی کو زخمی ہوئے ۱۱ تاریخ کو آغا خان اسپتال میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: میر سخا علی

ولدیت: میر مرتضیٰ علی

تاریخِ شہادت: ۱۰ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد حیدریؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: شہید سوز خواں اور ذاکر بھی تھے، ۷ مئی کو شدید زخمی ہوئے، ۱۰ تاریخ کو لیاقت نیشنل اسپتال سے سوئے جناں گئے۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

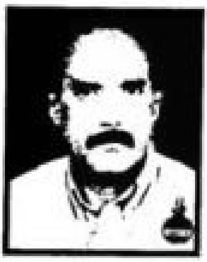

شہید: سید علی رضوی

ولدیت: سید محمد الیاس رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۳ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجدِ حیدریؒ **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: ۷ مئی کو زخمی ہوئے ۱۳ مئی کو پٹیل اسپتال میں راہیِ ملکِ عدم ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: آغا سید غلام حیدر

ولدیت: سید رضی حیدر

تاریخِ شہادت: ۱۳ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجدِ حیدریؒ **مقامِ تدفین:** وادیٔ حسینؑ (قبر نمبر 1390)

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: حبیب بنک میں آفیسر تھے، ۷ تاریخ کو شدید زخمی ہوئے، ۱۳ تاریخ کو آغا خان اسپتال میں راہیِ جناں ہوئے۔ آپ کے بڑے بھائی ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ کو مرکزی امام بارگاہ میں شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر سید اسد عباس نقوی

ولدیت: سید ولایت حسین

تاریخِ شہادت: ۱۳ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجدِ حیدریؒ **مقامِ تدفین:** سخی حسن قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: آئی سرجن تھے ۷ مئی کو زخمی ہوئے ۱۳ تاریخ کو آغا خان ہسپتال میں سوئے جناں گئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۴ مئی ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: عبداللہ نورانی

ولدیت: غلام عباس نورانی

تاریخِ شہادت: ۱۵ مئی ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: مسجدِ حیدریؑ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3432)

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: طالب علم، ۷ مئی کو شدید زخمی ہوئے، ۱۵ تاریخ کو پٹیل اسپتال سے راہیِ جناں ہوئے۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ مئی ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید احمر رضا رضوی

ولدیت: سید منظر رضا رضوی

تاریخِ شہادت: ۱۷ مئی ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: مسجدِ حیدریؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: ۱۰ دن تک موت و زندگی کی کشمکش، ۱۷ مئی کو لیاقت نیشنل اسپتال سے سوئے عدم گئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۸ مئی ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید افسر عباس

ولدیت: سید عباس حیدر

تاریخِ شہادت: ۲۰ مئی ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: مسجدِ حیدریؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 1401)

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** میٹھادر

دیگر: ۱۳ دن تک موت سے لڑنے کے بعد ۲۰ مئی کو لیاقت نیشنل اسپتال سے راہیِ ارم ہوئے۔ پاکستان ریلوے سے وابستہ تھے۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ مئی ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: علی اصغر فدائی

ولدیت: محمد حسین فدائی

تاریخِ شہادت: ۲۷ مئی ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: مسجدِ حیدری **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3437)

ایف آئی آر نمبر: 118/04 **تھانہ:** کھارادر

دیگر: ۲۰ دن تک موت سے نبرد آزما رہے، ۲۷ مئی کو پٹیل اسپتال سے سوئے جناں گئے۔ شہید اسٹینڈ چارٹرڈ بنک میں سینئر ایگزیکٹو تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ مئی ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: اسرار حسین

ولدیت: صوبے خان

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** جھنگ

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید حیدر رضا

ولدیت: سید قمر رضا

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** ملتان

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید شاداب علی

ولدیت: سید صفدر علی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: سرسید انجینئرنگ یونیورسٹی میں B.E کے ہونہار طالبعلم تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: عافیت علی

ولدیت: نور خان

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید وقار علی زیدی

ولدیت: سید طالب علی زیدی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 1416)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سجاد حسین

ولدیت: غلام شبیر

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیٔ حسینؑ (قبر نمبر 1419)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: طالب علم

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: سید مسعود احمد

ولدیت: سید احمد علی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیٔ حسینؑ (قبر نمبر 1417)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: شہید E.F.U لائف انشورنس سے وابستہ تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

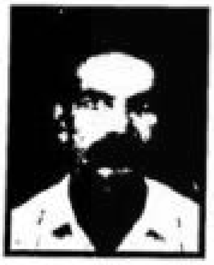

شہید: غضنفر عباس

ولدیت: اشفاق حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیٔ حسینؑ (قبر نمبر 1422)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: طالب علم

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد علی

ولدیت: عبدالغفار

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 1420)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: طالب علم، آپ کے ہمراہ بھائی محمد سجاد بھی شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد سجاد علی

ولدیت: عبدالغفار

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 1421)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: طالب علم، شہید محمد علی کے سگے بھائی، دونوں ہمراہ سوئے جناں گئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: شہزاد علی بنگش

ولدیت: محمد غلام بنگش

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 1418)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد سلمان

ولدیت: مرتضیٰ علی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3440)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: طالب علم

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد سلمان

ولدیت: مہدی حسن آزاد

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3442)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: طالب علم

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: غلام عباس سیا یانی

ولدیت: حسین علی سیانی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3441)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: شہید پولیس سے وابستہ تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: زین عباس

ولدیت: شاکر علی امیری

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3441)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: شہید کلاس پنجم کے طالب علم تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: غلام عباس

ولدیت: حیدر علی بھایمانی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3443)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

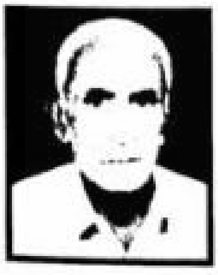

شہید: حیدر علی سومجی

ولدیت: راجو والا

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3446)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: شعبان علی مؤنی
ولدیت: جعفر علی
تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴
مقامِ شہادت: مسجد علی رضا مقامِ تدفین: حسینی باغ (قبر نمبر 3445)
ایف آئی آر نمبر: 95/04 تھانہ: بریگیڈ
حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: محمد رضا
ولدیت: محمد علی
تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴
مقامِ شہادت: مسجد علی رضا مقامِ تدفین: حسینی باغ (قبر نمبر 3448)
ایف آئی آر نمبر: 95/04 تھانہ: بریگیڈ
دیگر: شہید میٹرک کے طالب علم تھے
حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: دانش رضا
ولدیت: اکبر علی
تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴
مقامِ شہادت: مسجد علی رضا مقامِ تدفین: حسینی باغ (قبر نمبر 3447)
ایف آئی آر نمبر: 95/04 تھانہ: بریگیڈ
دیگر: طالب علم
حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: مولانا مشتاق حسین

ولدیت: اشتیاق رضی

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیٔ حسینؑ (قبر نمبر 1415)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: مسجد ہٰذا کے پیش امام تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: ڈاکٹر (مولانا) شاہد حبیب

ولدیت: حبیب اللہ

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: ۱۰ سال قبل مذہب حقہ اختیار کیا اور ایران سے دینی تعلیم حاصل کی آپ کی شناخت تین دن بعد ہوئی۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲ جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

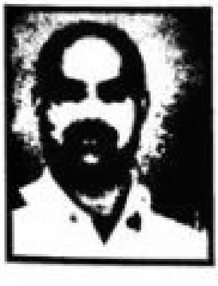

شہید: سید رضوان زیدی

ولدیت: سید عبادات حسین زیدی

تاریخِ شہادت: ۲ جون ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** وادیٔ حسینؑ (قبر نمبر 1428)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: سانحہ میں زخمی ہوئے ۳۱ مئی کو راہیٔ ملکِ عدم ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی یکم جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: سید نجف ہادی (ثاقب)

ولدیت: سید اعلیٰ ہادی

تاریخِ شہادت: یکم جون ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: انچولی **مقامِ تدفین:** وادیٔ حسینؑ (قبر نمبر 1424)

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر: شہید ایم اے اکنامکس کے طالبعلم تھے سانحہ مسجد علی رضاؑ کے شہداء کے جلوس جنازہ پر پولیس کی شیلنگ کی زیادتی کے وجہ سے دم گھٹنے سے شہادت واقع ہوئی۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲ جون ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید حیدر علی جعفری

ولدیت: سید عشرت حسین

تاریخِ شہادت: ۳۱ مئی ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: نزد حسینی بلڈ بینک **مقامِ تدفین:** کورنگی قبرستان 1/2 5 قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 04/ **تھانہ:** سولجر بازار

دیگر: سانحہ مسجد علی رضاؑ کے زخمیوں کے لئے خون دینے کیلئے حسینی بلڈ بینک گئے جہاں رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: سید سلمان اکبر

ولدیت: سید شاکر اکبر

تاریخِ شہادت: ۵ جون ۲۰۰۴ء

مقامِ شہادت: مسجد علی رضاؑ **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: سانحہ مسجد علی رضاؑ میں زخمی ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۶ جون ۲۰۰۴ء/ نجی تحقیق/ SFP ڈیٹا

شہید: حیدر علی

ولدیت: اکبر علی پنجوانی

تاریخِ شہادت: ۹ جون ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: مسجد علی رضا **مقامِ تدفین:** حسینی باغ (قبر نمبر 3452)

ایف آئی آر نمبر: 95/04 **تھانہ:** بریگیڈ

دیگر: ۳۱ مئی کو زخمی ہوئے، ۹ دن بعد لیاقت نیشنل اسپتال میں درجہ شہادت سے ہمکنار ہوئے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ جون ۲۰۰۴/نجی تحقیق/SFP ڈیٹا

شہید: سید نذر عباس

ولدیت: سید مظفر حسین شاہ

تاریخِ شہادت: ۱۸ اگست ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: بنوری ریسٹورنٹ، سائٹ کراچی **مقامِ تدفین:** وادیِ حسینؑ (قبر نمبر 1519)

ایف آئی آر نمبر: 260/04 **تھانہ:** سائٹ

دیگر: بم دھماکہ کے موقعہ پر بلدیہ ٹاؤن سے واپسی پر قریبی بیکری سے خریداری کر رہے تھے شدید زخمی ہوئے اور ضیاء الدین اسپتال میں شہادت پر فائز ہوئے۔ سرکاری ایجنسیوں نے آپ جسد خاکی کو اپنی تحویل میں لے لیا اور تفتیش کے بعد ورثا کے حوالے کیا۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۱۱ اگست ۲۰۰۴/نجی تحقیق

شہید: بنگل زاد لغاری

ولدیت:

تاریخِ شہادت: ۱۳ نومبر ۲۰۰۴

مقامِ شہادت: نزد امام بارگاہ صاحب الزمانؑ، گلستانِ جوہر **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گلستانِ جوہر

دیگر: شہید مسجد صاحب الزمانؑ کے مستقل نمازی تھے۔ پولیس نے ذاتی دشمنی کی کہانی بتائی۔

حوالہ: اخبار جنگ ۱۴ نومبر ۲۰۰۵

سال ۲۰۰۵ شہدا کی تعداد ۴

شہید: سید نقی عباس نقوی

ولدیت: سید فرزند حیدر نقوی

تاریخِ شہادت: ۷ مارچ ۲۰۰۵

مقامِ شہادت: فردوس کالونی **مقامِ تدفین:** مسجد و امام بارگاہ معصومیہ، حسن کالونی

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گلبہار

دیگر: ٹرسٹی و سیکریٹری، مسجد و امام بارگاہ معصومیہ، حسن کالونی نائب صدر انجمن تنظیم المومنین / ایکسائز پولیس میں آفیسر

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۸ مارچ ۲۰۰۵/نجی تحقیق، قبر کا کتبہ

شہید: فدا حسین

ولدیت: شکور علی

تاریخِ شہادت: ۳۰ مئی ۲۰۰۵

مقامِ شہادت: مسجد و امام بارگاہ مدینۃ العلم **مقامِ تدفین:** کورنگی ڈھائی نمبر قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 285/05 **تھانہ:** گلشنِ اقبال

دیگر: شہید مسجد ہذا کے موذن تھے۔ آپ کے علاوہ بم دھماکہ سے، ایک فرض شناس پولیس سپاہی بھی شہید ہوا، اور ایک دہشت گرد ہلاک ہوا۔

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۳۱ مئی ۲۰۰۵/نجی تحقیق

شہید: محمد علی

ولدیت: ناد علی شاہ

تاریخِ شہادت: ۳۰ مئی ۲۰۰۵

مقامِ شہادت: مدینۃ العلم، گلشنِ اقبال **مقامِ تدفین:** گلگت

ایف آئی آر نمبر: 285/05 **تھانہ:** گلشنِ اقبال

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۳۱ مئی ۲۰۰۵/نجی تحقیق

شہید: سید عزم حیدر

ولدیت: سید غلام حیدر زیدی

تاریخِ شہادت: ۲ دسمبر ۲۰۰۵

مقامِ شہادت: کورنگی انڈسٹریل ایریا **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:**

دیگر شہید دواؤں کی کمپنی میں ایڈمن آفیسر تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۳ دسمبر ۲۰۰۵/ نجی تحقیق

سال ۲۰۰۶ شہدا کی تعداد ۲

شہید: علامہ محمد حسن ترابی

ولدیت: احمد حسین ترابی

تاریخِ شہادت: ۱۴ جولائی ۲۰۰۶

مقامِ شہادت: عباس ٹاؤن **مقامِ تدفین:** احاطہ جامع مسجد محمد مصطفیٰؐ، عباس ٹاؤن

ایف آئی آر نمبر: 332/06 **تھانہ:** بچل

دیگر: خودکش حملہ، اس سے قبل ۱۶ اپریل ۲۰۰۶ کو بھی حملہ ہوا تھا

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی 15 جولائی 2006 / SFP ڈیٹا

شہید: عمران علی

ولدیت: غلام عباس

تاریخِ شہادت: ۱۴ جولائی ۲۰۰۶

مقامِ شہادت: عباس ٹاؤن (علامہ ترابی کے گھر کے سامنے) **مقامِ تدفین:** وادیِ السلام

ایف آئی آر نمبر: 332/06 **تھانہ:** بچل

دیگر: علامہ حسن ترابی کے ہمراہ خودکش حملہ میں شہید ہوئے۔ علامہ ساجد نقوی نے شاہِ خراسان میں نمازِ جنازہ پڑھائی

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی 15 جولائی 2006 / SFP ڈیٹا

سال ۲۰۰۷ شہدا کی تعداد ۱

شہید: سید حسن حیدر رضوی

ولدیت: مولانا حبیب حیدر رضوی

تاریخِ شہادت: ۲۷ نومبر ۲۰۰۷

مقامِ شہادت: موٹو ٹیکنکل انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر **مقامِ تدفین:** وادی حسین (3667)

ایف آئی آر نمبر: 793/ 07 **تھانہ:** شارع فیصل

دیگر: جامعہ ملیہ سے الیکٹرونکس میں ڈپلومہ کیا تھا اور موٹو ٹیکنکل انسٹیٹیو ٹ بطور جز وقتی انسٹرکٹر عملی زندگی کا آغاز کیا اور شہادت سے چند روز قبل ہی کل وقتی انسٹرکٹر تعیناتی ہوئی تھی۔ شہید دو متصادم طلبہ تنظیموں کے درمیان صلح کرا رہے تھے کہ انھیں نشانہ بنایا گیا، نامعلوم افراد زخمی حالت میں دار الصحت اسپتال گلستان جوہر کے شعبہ حادثات میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ مولانا غلام حسنین رضوی کے بھتیجے، مولانا محمد علی نقوی صاحب کے سالے اور سوز خواں ابو طالب برادران کے بہنوئی تھے

حوالہ: روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ نومبر ۲۰۰۷/ شہید کے بھائی سے گفتگو / نجی ذرائع

شہادت امام خمینیؒ کی نظر میں

☆ اللہ کی راہ میں شہادت کوئی ایسی چیز نہیں کہ جسے انسانی قدروں اور مادی جذبوں سے تولا جاسکے۔

☆ جس قوم کے لیے شہادت نیک بختی ہے، کامیابی اس کا مقدر ہے۔

☆ شہادت اولیاء اور ہمارا افتخار ہے۔

☆ بستر پر مرنا موت ہے اور کچھ نہیں، لیکن اللہ کی راہ میں جی سے گزرنا شہادت ہے۔

سرفرازی ہے اور انسان اور بنی نوع انسان کے لیے اعلیٰ رتبہ کا حصول ہے۔

☆ شہادت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایک ہدیہ ہے، اُن لوگوں کے لیے جو اس کے اہل ہیں۔

سال ۲۰۰۹ شہدا کی تعداد ۲

شہید: اسیم رضا

ولدیت: رئیس عباس

تاریخِ شہادت: ۲۰ فروری ۲۰۰۹

مقامِ شہادت: نزد حسینی مشن شاہ فیصل کالونی **مقامِ تدفین:** کالونی گیٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 56/ 09 **تھانہ:** شاہ فیصل کالونی

دیگر:

حوالہ: روزنامہ ڈیلی ٹائمز انٹرنیٹ ایڈیشن 21 فروری 2009

شہید: مولانا غلام محمد واعظی

ولدیت: سخاوت حسین اخوند

تاریخِ شہادت: ۱۹ نومبر ۲۰۰۹

مقامِ شہادت: نزد مسجد و امام بارگاہ سفینہ اہل بیتؑ **مقامِ تدفین:** عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 344/09 **تھانہ:** اقبال مارکیٹ اورنگی ٹاؤن

دیگر: نائب پیش امام مسجد ہذا اور علاقے میں کریانہ کا اسٹور بھی چلاتے تھے۔

حوالہ: روزنامہ جنگ/ڈان 20 نومبر 2009/نجی تحقیق/شہید فاؤنڈیشن

شہید: گوھر علی

ولدیت: نیاز علی

تاریخِ شہادت: ۱۷ نومبر ۲۰۰۸

مقامِ شہادت: ٹیبل پاڑہ **مقامِ تدفین:**

ایف آئی آر نمبر: **تھانہ:** گلبہار

دیگر: پولیس کانسٹیبل، بریگیڈ تھانے میں تعینات، اور گلبہار پولیس لائن میں رہائش تھی

حوالہ: SFP/ نجی ذرائع/ روزنامہ جنگ 18 نومبر 2008

شہید: منصورعلی

ولدیت: علی محمد

تاریخِ شہادت: ۱۰ جولائی ۲۰۰۸

مقامِ شہادت: پہلوی ریسٹورنٹ ایم اے جناح روڈ **مقامِ تدفین:** علی باغ

ایف آئی آر نمبر: 464/08 **تھانہ:** پریڈی

دیگر: حسینؑ ایرانیاں کے فعال ٹرسٹی تھے

حوالہ: SFP/ نجی ذرائع/ روزنامہ جنگ 11 جولائی 2008

شہید: ڈاکٹر سیدمحسن رضا رضوی

ولدیت: سید رفیع عالم رضوی

تاریخِ شہادت: ۷ جولائی ۲۰۰۸

مقامِ شہادت: محمدی کلینک اعظم بستی **مقامِ تدفین:** ڈیفنس سوسائٹی فیز ا قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 188/08 **تھانہ:** محمود آباد

دیگر: شیعہ علماء کونسل سندھ کے فعال رہنما اور شہید علامہ حسن ترابی کے معتمد خاص تھے شہادت سے قبل مسلسل دھمکیاں مل رہی تھیں
شہید کی اس کتاب اور علامہ حسن ترابی پر کتاب "شہید راہ وحدت" کے سلسلے میں گراں قدر خدمات ہیں۔

حوالہ: SFP/ نجی ذرائع/ روزنامہ جنگ 8 جولائی 2008

سال ۲۰۰۹ شہدا کی تعداد ۲

شہید: اسیم رضا

ولدیت: رئیس عباس

تاریخ شہادت: ۲۰ فروری ۲۰۰۹

مقامِ شہادت: نزد حسینی مشن شاہ فیصل کالونی **مقامِ تدفین:** کالونی گیٹ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 09 /56 **تھانہ:** شاہ فیصل کالونی

دیگر:

حوالہ: روزنامہ ڈیلی ٹائمز انٹرنیٹ ایڈیشن 21 فروری 2009

شہید: مولانا غلام محمد واعظی

ولدیت: سخاوت حسین اخوند

تاریخ شہادت: ۱۹ نومبر ۲۰۰۹

مقامِ شہادت: نزد مسجد و امام بارگاہ سفینۂ اہل بیتؑ **مقامِ تدفین:** عظیم پورہ قبرستان

ایف آئی آر نمبر: 344/09 **تھانہ:** اقبال مارکیٹ اورنگی ٹاؤن

دیگر: نائب پیش امام مسجد ہذا اور علاقے میں کریانہ کا اسٹور بھی چلاتے تھے۔

حوالہ: روزنامہ جنگ/ڈان 20 نومبر 2009 / نجی تحقیق/شہید فاؤنڈیشن

راہیان کربلا

سوئے کربلا

شہدائے سانحہ محفل مرتضیٰ اور

شہدائے محفل ابوالفضل عباسؑ پی آئی بی کالونی کی نشتر پارک میں نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

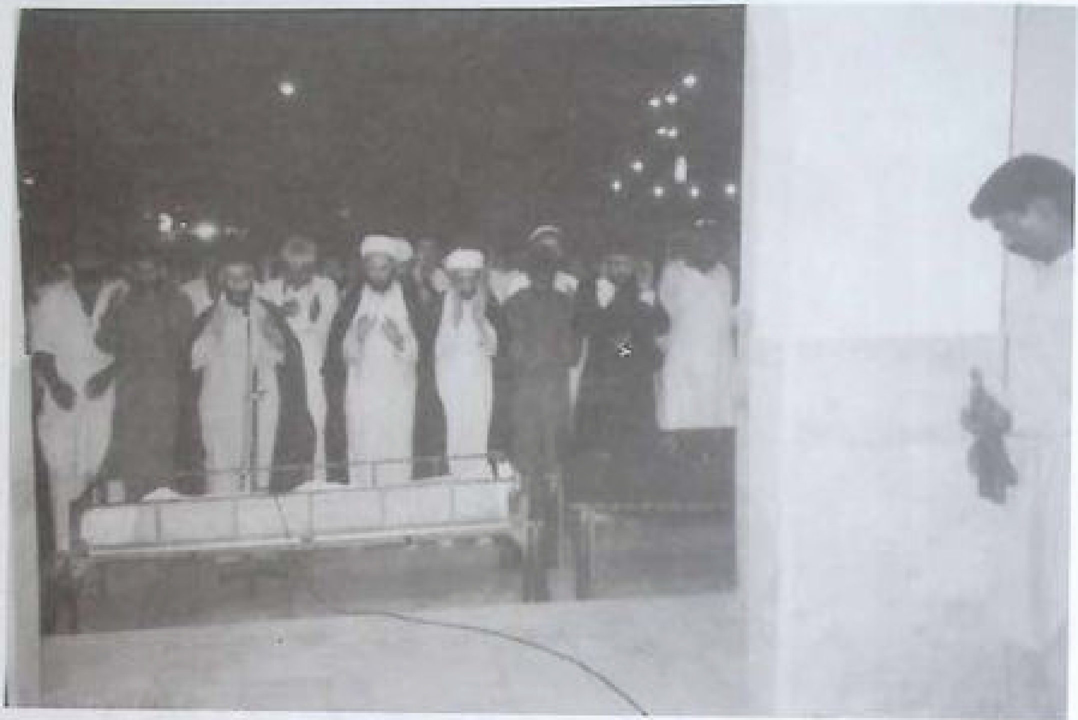

شہید سید وقار رضا اور شہید سید عدیل رضا کی امام بارگاہ باب العلم میں نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

قائد ملت جعفریہ علامہ سید محمد دہلوی نے فرمایا

شیعہ اس ملک کے وفادار شہری ہیں اور رہیں گے،
حکام ان کا تعاون قلبی چاہتے ہیں تو اُن کو بھی اپنے افکار اور مزاج بدل کر،
جو جس قوم کا حق ہے وہ اس کو دینا پڑے گا۔
اس میں اپنے اور پرائے کی تمیز اٹھا دینا پڑے گی ورنہ یہ اضطراب کبھی کم نہ ہوگا۔

شہید سید توقیر رضا کی مرکزی امام بارگاہ روڈ جعفر طیار سوسائٹی میں نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

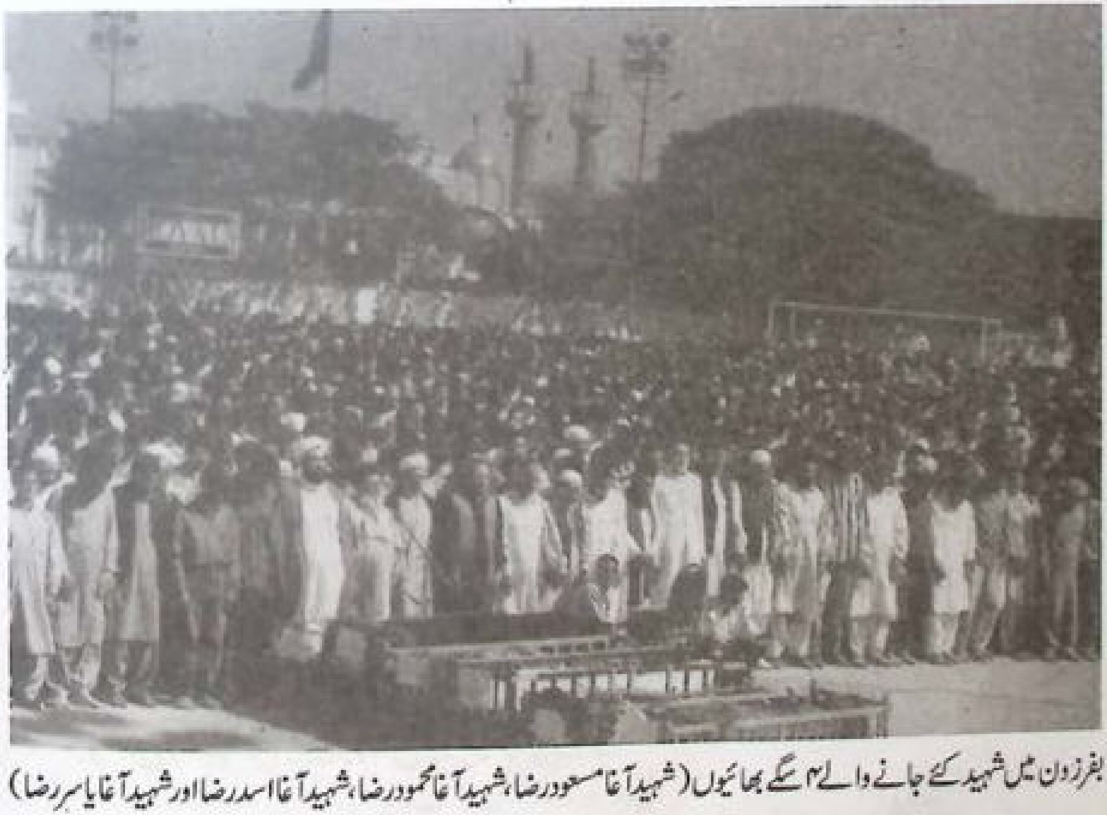

بفرزون میں شہید کیے جانے والے ۴ سگے بھائیوں (شہید آغا مسعود رضا، شہید آغا محمود رضا، شہید آغا اسد رضا اور شہید آغا یاسر رضا)
اور شہید عامر رضا کی نماز جنازہ امروہہ گراؤنڈ میں ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ نیوز لائن کراچی)

شہید ڈاکٹر سید ندیم الحسن نقوی کی نماز جنازہ کا ایک اور منظر۔

شہید سید انتظار حسین کی جعفر طیار سوسائٹی میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ مسجد حر کے جنازہ حسینی مشن ڈرگ کالونی سے تدفین کے لیے لائے جا رہے ہیں۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ مسجد حر کے جنازہ تدفین کیلئے جا رہے ہیں

شہدائے سانحہ مسجد حر کی عیدگاہ گراؤنڈ شاہ فیصل کالونی میں نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ مسجد علی مرتضیٰ کی نماز جنازہ کا ایک اور منظر۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ مسجد علی مرتضیٰ کی نماز جنازہ کا منظر۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ مسجد علی مرتضیٰ کی امام بارگاہ یثرب میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ منتظر المہدی کی امروہہ گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ مسجد منتظر المہدیؑ کے جنازہ تدفین کیلئے جا رہے ہیں

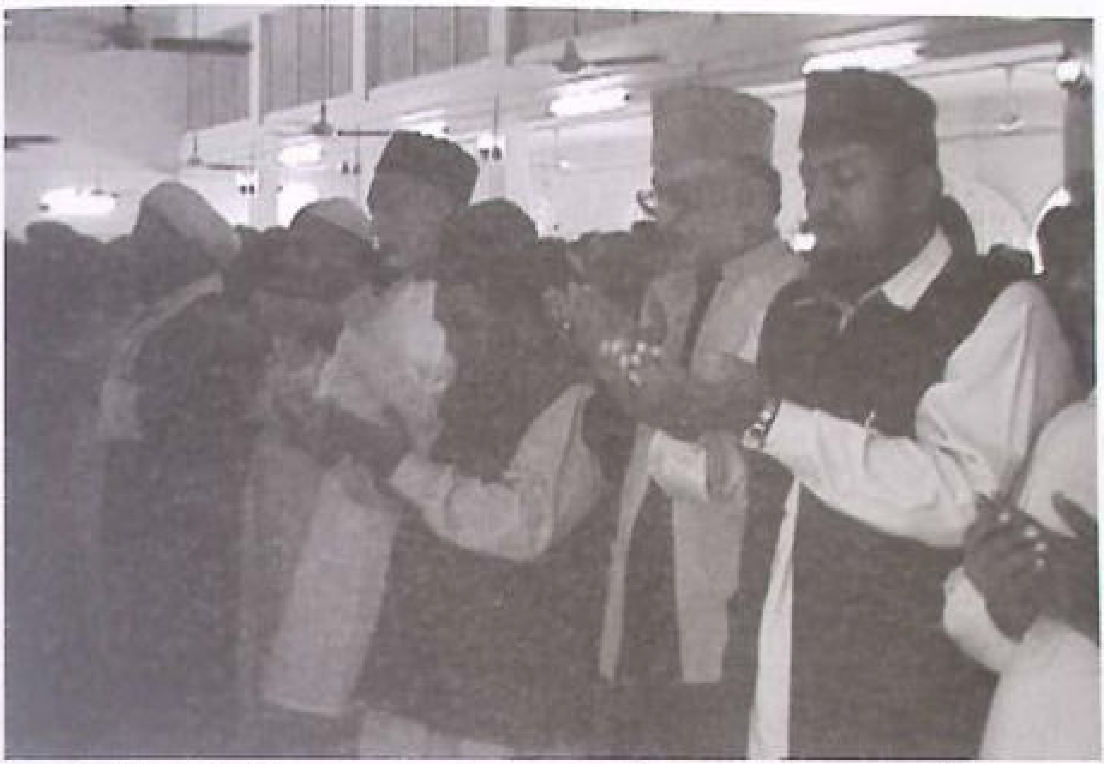

شہدائے سانحہ سپارکو کی امام بارگاہ شاہِ کربلا رضویہ سوسائٹی میں نمازِ جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ سپارکو کے جنازہ تدفین کے لیے جا رہے ہیں۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہید سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ، شہید ارصاد، شہید اقبال حسین کی امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ سوسائٹی میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے

شہید سید سردار حسین جعفری ایڈووکیٹ کی امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ سوسائٹی میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

شہید سید فخر عالم کی نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہید آزاد حسین کی امام بارگاہ شہدائے کربلا میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہید سید گل امام شاہ بخاری پرنسپل اورنگی سوشیو ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی نماز جنازہ امام بارگاہ شہدائے کربلا میں ادا کی جارہی ہے

شہید ڈاکٹر سید راشد مہدی کی امام بارگاہ شہدائے کربلا میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

مسجد و امام بارگاہ عسکری دستگیر سوسائٹی پر فائرنگ سے شہید ہونے والے شہید امتیاز علی اور شہید عباس علی کے جنازے پر علامہ حسن ترابی سوگوار کھڑے ہیں۔

شہید ڈاکٹر سید ابن حسن کی امام بارگاہ باب العلم میں نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ مسجد وامام بارگاہ علی رضاؑ کے جنازے تدفین کے لئے لے جائے جارہے ہیں

شہدائے سانحہ مسجد و امام بارگاہ علی رضا کے جنازے تدفین کے لئے لے جائے جا رہے ہیں

شہدائے سانحہ مسجد و امام بارگاہ مدینۃ العلم کی نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے

شہید سید حسن علی رضوی کا جنازہ و تدفین کے لیے جامع مسجد و امام بارگاہ بوتراب سے قبرستان جا رہا ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہید علامہ محمد حسن ترابی کی شہادت پر نوحہ کناں

مولانا مرزا یوسف حسین، علامہ فرقان حیدر عابدی، ڈاکٹر معراج الہدیٰ
مولانا سید قنبر عباس نقوی، مولانا سید ناظر عباس تقوی اور نصر اللہ شجیع

شہدائے سانحہ جعفر طیار سوسائٹی (رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہونے والوں) کی مرکزی امام بارگاہ روڈ پر نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

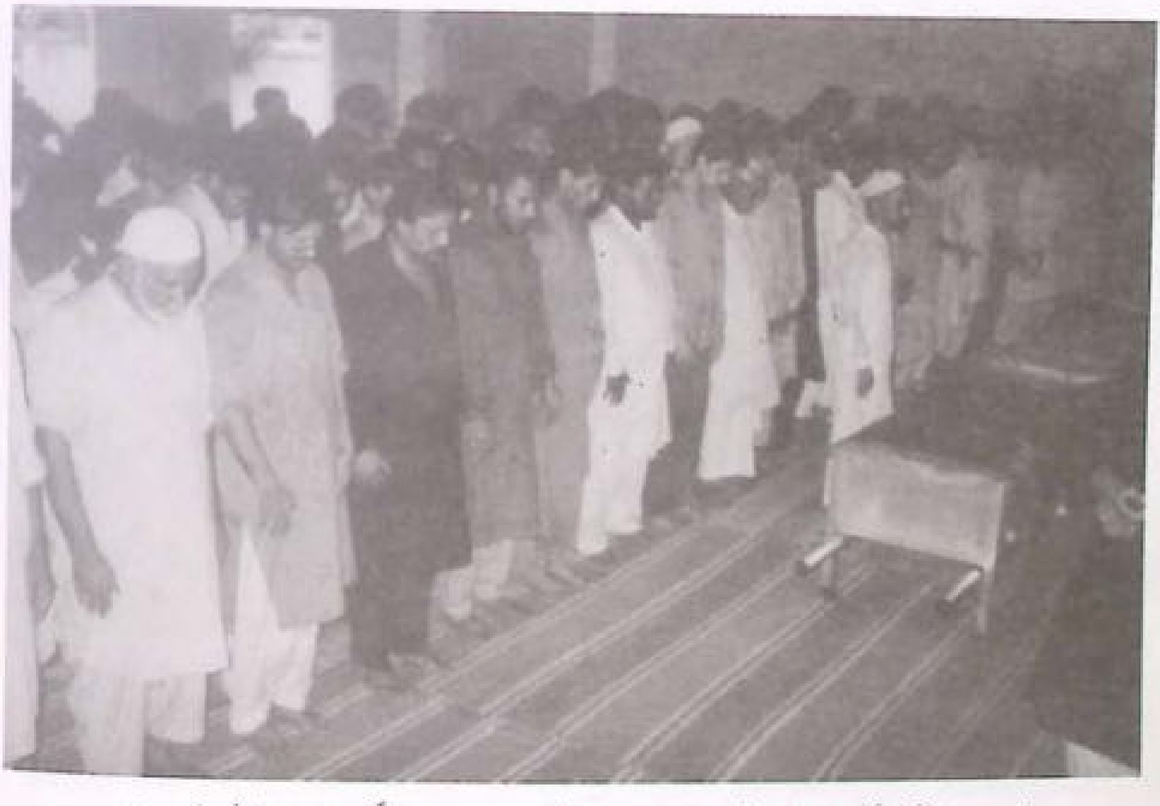

شہید سید ندیم حسین کی امام بارگاہ شاہ کربلا میں نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاونڈیشن پاکستان)

شہدائے سانحہ جعفر طیار سوسائٹی کی مرکزی امام بارگاہ میں تدفین کا ایک منظر۔

(بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

’’جو لوگ قومیت اور قوم پرستی کے نام پر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار و افتراق ایجاد کرنا چاہتے ہیں وہ شیطان کے لشکر، استعماری طاقتوں کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے والے اور قرآن کے مخالف ہیں‘‘

(امام خمینیؒ)

’’قومی عصبیت سے بچو کیونکہ یہ تفریق اور نفرت پیدا کرتی ہے۔ اپنی زندگی پر اسلام کا نفاذ کرو۔‘‘ روشن خیالی، لبرل ازم اور سوشل ازم اسلام کے منافی ہیں، ان سے دُور رہو اور جو لوگ ان کا نعرہ لگاتے ہیں انہیں پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں ملا‘‘

(مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ)

’’عورتوں کو مردوں کی جانثاری میں مدد کرنی چاہیے۔ اگر آج ہم بیدار نہیں ہونگے تو ہمارا مستقبل تاریک ہو جائے گا‘‘

(قائد شہید علامہ عارف حسین الحسینی)

’’قائد شہید ملک بھر میں ایک ایسے شخص بن کر ابھرے کہ جن کی آواز میں اثر اور بات میں وزن تھا، جو کچھ کہتے تھے وہی کرتے تھے۔ اور اسی پر ان کا سو فیصد ایمان بھی تھا۔ اس عمل میں وہ قطعی سنجیدہ تھے۔ اسلام کی عظمت اور حاکمیت کے لیے کام کرنا اور ملک کو امریکہ اور روس کے اثر و رسوخ سے آزادی دلانے کا مشن ، اتحاد بین المسلمین کی دعوت ان کی زندگی کا مشن تھے‘‘

(علامہ سید محمد جواد ہادی)

لوحِ وقت پر
لکھی ہوئی تحریریں

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم

پہلا واقعہ ہے آمر وقت جنرل ضیاالحق کے غاصبانہ قبضے کے ابتدائی ایام میں (غالباً ۱۹۷۸ یا ۱۹۷۹ء) جلوس "یوم شہادت حضرت علی علیہ السلام" پر پولیس نے بلاجواز آنسو گیس کی شیلنگ کی جس کی وجہ سے متعدد خواتین اور بچے جو جلوس کی زیارت کے لیے پرانی نمائش کے اطراف میں کھڑے موجود تھے بیہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے لیے جلوس میں بدمزگی پیدا ہوئی۔ جب یہ خبر جلوس کے ابتدائی حصے تک پہنچی جو اس وقت صدر میں تھا، احتجاجی طور پر جلوس روک دیا گیا۔ انتظامیہ اور فوجی سرکار میں ہلچل مچ گئی۔ جلوس میں شریک عزاداروں کی جانب سے ان غیر ذمہ دار پولیس والوں کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ فوجی سرکار کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس دوران مسلا دھار بارش کے باوجود عزادار اپنے اپنے مقام پر ڈٹے رہے۔ اس تمام کاروائی کے دوران افطار کا وقت بھی ہو چکا تھا۔ فوری طور پر اجتماعی افطار کی بندوبست رضا کار تنظیموں کی جانب سے کیا گیا اور تمام عزاداروں کو افطار کرایا گیا۔ فوجی سرکار کے کارندوں کی اس یقین دہانی کے بعد کہ غیر ذمہ دار پولیس والوں کو معطل کر دیا گیا ہے۔ جلوس اپنی منزل کی جانب دوبارہ روانہ ہوا۔

دوسرا واقعہ بھی ہے آمر وقت جنرل ضیاالحق کے غاصبانہ دور اقتدار میں قرآن و مسجد کی بے حرمتی کے خلاف " کراچی ۴ فروری (اسٹاف رپورٹر) فقہ جعفریہ کے پیروکار آج بعد نماز جمعہ (ظہرین) ایم اے جناح روڈ پر اپنے مطالبات کی حمایت میں دھرنا دے کر بیٹھ گئے جس نے بعد میں ایک احتجاجی جلسہ کی شکل دے دی گئی۔ جلسہ میں متعدد مقررین نے مطالبات کی حمایت میں تقریریں کیں اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ نئی کراچی میں گذشتہ جمعہ کو پیش آنے والے واقعہ کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور ان کے مذہبی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ صرف فقہ جعفریہ کا نہیں ہے بلکہ یہ ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے اور مسلمان کہلانے والا کوئی شخص خانہ خدا کی بے حرمتی اور قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انہوں نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ متحد ہو کر خدا کے گھر اور قرآن پاک کی حفاظت کے لیے عملی اقدام اٹھائیں اگر ایسا نہ ہوا تو اس قسم کے واقعات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کسی کو احتجاج میں شرکت کی دعوت نہیں دی ہے لیکن یہ ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس احتجاج میں شریک ہونا چاہیے۔ اس واقعہ کو رونما ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے لیکن انتظامیہ نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی، انہوں نے کہا کہ مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان ریڈیو ٹیلیویژن اور اخبارات کے ذریعہ کرے، جس کے بعد ہم اپنا احتجاج ختم کر دیں گے"۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۵ فروری ۱۹۸۳)

تیسرا واقعہ ہے آمر وقت جنرل پرویز مشرف کے غاصبانہ دور حکومت کا جب " شرکا جلوس نے سانحہ کوئٹہ کے خلاف تھانہ میٹھادر (بولٹن مارکیٹ) کے قریب بطور احتجاج دھرنا دیا۔ جس سے سینئر علامہ عباس کمیلی، علامہ حسن ظفر نقوی، مولانا مرزا یوسف حسین، علامہ آفتاب حیدر جعفری سمیت دیگر نے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ سانحہ کوئٹہ میں جاں بحق ہونے والے افراد کے لواحقین کی مالی معاونت کا اعلان کیا جائے۔ سانحہ کوئٹہ کے ذمہ دار مجرمان کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔ راولپنڈی، منڈی بہاالدین اور بھکر میں نکالے جانے والے جلوسوں کو بحفاظت منزل پہ پہنچایا جائے۔ آئی جی بلوچستان کو معطل کیا جائے اور حکومت حفاظتی انتظامات کو یقینی بنانے کے انتظامات کرے وگرنہ یہ جلوس بطور احتجاج اسی جگہ پر دھرنا جاری رکھے گا اور آگے نہیں بڑھے گا۔ عزاداروں کی جانب سے گئے دھرنے کی اطلاع ملتے ہی آئی جی، سندھ رینجرز کے اعلیٰ حکام اور گورنر سندھ کے سیکرٹری بریگیڈیئر (ر) اختر ضامن سمیت دیگر اعلیٰ حکام موقع پر پہنچ گئے۔ ان مذکرات میں تقریباً پانچ گھنٹے لگے۔ جعفریہ الائنس کے رہنماؤں کو یہ بھی بتایا گیا کہ سانحہ کوئٹہ کے کل ۱۴ ملزمان کو گرفتار بھی کر لیا گیا ہے۔ جس میں سے دو رنگے ہاتھوں پکڑے ہیں۔ جس کی تصدیق انہوں نے کوئٹہ میں کو موجود علماء کرام سے بھی کی۔ جس کے بعد دھرنا ختم کیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ علامہ حسن ظفر نقوی نے (مجلس) "شام غریباں" وہیں سڑک پر پڑھی۔ بعد ازاں مرکزی جلوس سب روایت حسینیہ ایرانیاں کھارادر پہ پہنچ کر اختتام پذیر ہوا"

(روزنامہ قومی اخبار کراچی ۱۳ مارچ ۲۰۰۴)

احاطہ مسجد علی وامام بارگاہ نواسہ رسول قصبہ کالونی میں مدفون چند شہدا

مرقد شہید سید حسن عباس جعفری

مرقد شہید سید علی کوثر

مرقد شہید سید ظفر عباس

مرقد شہید سید آل رضا حسین

مرقد شہید سید کمال حسین (جنت البقیع قبرستان اورنگی ٹاؤن)

مرقد شہید مسلم حسین (جنت البقیع قبرستان اورنگی ٹاؤن)

مرقد شہید ڈاکٹر سید مہتاب حسین کاظمی (اورنگی پاکستان بازار قبرستان)

مرقد شہید سید انور امام (اورنگی پاکستان بازار قبرستان)

مرقد شہید سید بدر عباس (اورنگی پاکستان بازار قبرستان)

مرقد شہید سید ذوالفقار حیدر (کالونی گیٹ قبرستان)

مرقد شہید سید طاہر عباس (اورنگی پاکستان بازار قبرستان)

مرقد شہید سید انور علی ترمذی (کالونی گیٹ قبرستان)

مختلف احاطہ مسجد و امام بارگاہ میں مدفون چند شہدا

مرقد شہید علامہ محمد حسن ترابی (احاطہ جامع مسجد مصطفیٰ عباس ٹاؤن)

مرقد شہید ڈاکٹر سید رضا مہدی جعفری (مسجد و امام بارگاہ مدینۃ العلم گلشن اقبال)

مرقد شہید ڈاکٹر سید ندیم الحسن امروہوی (مسجد و امام بارگاہ جامعہ امامیہ ناظم آباد)

مرقد شہید سید نقی عباس (امام بارگاہ معصومیہ حسن کالونی)

مرقد شہید زاہد حسین (مسجد و امام بارگاہ باب العلم نارتھ ناظم آباد)

مرقد شہید غلام حیدر (شہنشاہ) (مسجد و امام بارگاہ باب العلم نارتھ ناظم آباد)

مرقد شہید میر سجاد محسن (مسجد و امام بارگاہ باب العلم نارتھ ناظم آباد)

مرقد شہید سید سمیع حیدر (مسجد و امام بارگاہ جعفریہ نیو کراچی)

شہید سید قاسم عباس (کورنگی نمبر ۱ قبرستان)

شہید محمد علی (موذن مسجد علی) (کورنگی نمبر ۱ قبرستان)

شہید سید فیضان عباس (ڈیفنس سوسائٹی فیز ۱ قبرستان)

ائیرپورٹ قبرستان (نزد جناح ٹرمینل) میں مدفون چند شہدا

شہید میثم عباس

شہید محمد دانش کاظمی

شہید غضنفر عباس

شہید علی حسن

شہید مرزا ریحان حسین

شہید جمیل حسین بنگش (توری بنگش کالونی قبرستان اورنگی)

شہید سید سعید حسین کاظمی (باقر)

سخی حسن قبرستان نارتھ ناظم آباد میں مدفون چند شہدا

شہید سید وقار حسین جعفری

شہید سید عدیل رضا

شہید سید وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ

شہید ڈاکٹر سید راشد مہدی

شہید سید کرار حسین (سانحہ علی بستی گولیمار ۱۹۷۱ء)

شہید جاوید حسین بٹ (سانحہ علی بستی گولیمار ۱۹۷۱ء)

شہید سید عشرت علی (سانحہ علی بستی گولیمار ۱۹۷۱ء)

شہید سید انور حسین (سانحہ علی بستی گولیمار ۱۹۷۱ء)

شہید ڈاکٹر ابن حسن (سانحہ علی بستی گوئیمار ۱۹۸۷ء)

شہید سید امتیاز محسن (سانحہ مسجد خیر العمل سادات کالونی ۱۹۸۳ء)

شہید سید ظفر حسین عابدی (پاپوش نگر قبرستان)

شہید سید شاہد حسین جعفری باغ کربلا قبرستان حب ریورڈ (سانحہ لیاقت آباد ۱۹/مارچ ۱۹۸۳ء)

باغ کربلا قبرستان المعروف جنت البقیع حب ریورروڈ میں مدفون چند شہدا

شہید سید نعیم حیدر زیدی (سانحہ لیاقت آباد ۱۹/مارچ ۱۹۸۳ء)

شہید سید الطاف حسین نقوی (باغ کربلا قبرستان حب ریورروڈ)

شہید سید منظور الحسن رضوی (سانحہ گولیمار ۲۲/مارچ ۱۹۸۳ء)

شہید ڈاکٹر سید نیر حسین (مقام شہادت اورنگی ٹاؤن)

شہید سید صابر حسین ہاشمی (وادی السلام قبرستان)

شہید سید عبادت علی (نیو کراچی نمبر ۶ قبرستان)

شہید عمران علی (وادی السلام قبرستان)

شہید سید آزاد حسین (نیو کراچی نمبر ۶ قبرستان)

شہدا سانحہ جامع مسجد حسینی حسین آباد ملیر کی اجتماعی قبور کا ایک منظر

شہدا سانحہ 5D نیو کراچی کی اجتماعی قبور کا ایک منظر

حسینی باغ قبرستان میوہ شاہ میں مدفون چند شہدا

کتبہ

شہید حیدر علی / شہید شعبان علی

شہید حسین علی / شہید حیدر علی

شہید علی اصغر

شہید فضل عباس

شہید محمد سلمان / شہید غلام عباس سیانی

شہید محمد عبداللہ نورانی

شہید رجب علی (سانحہ مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰ)

شہید حافظ علی

شہید مظفر کرمانی

شہید نظیر عباس

شہید محمد بشیر

شہید محمد رضا

شہید ڈاکٹر سبطین اے آر ڈوسا

شہید علی نواز

ڈاکٹر ابوالقاسم جیوا

شہید ڈاکٹر محمد حسین دیوجیانی

شہید کمیل رضا فرشتہ

شہید دلاور حسین

شہید فرحت عباس

شہید انور عباس مرچنٹ

شہید حمید علی بھوجانی

خراسان باغ فیز 2 قبرستان حب ریور روڈ

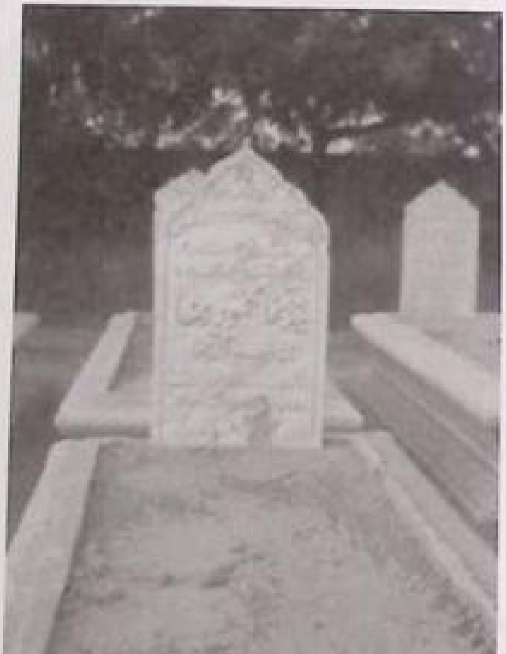

شہید آغا برادران (سانحہ بفرزون) کی قبور

شہید مرزا حیدر علی (خراسان باغ نمبر 2 قبرستان حب ریور روڈ)

شہید محمد حسین ملتستانی (موذن) (خراسان باغ نمبر 2 قبرستان حب ریور روڈ)

شہید ڈاکٹر محمد علی (خراسان باغ نمبر 1 قبرستان میوہ شاہ)

شہید مولانا شیخ محمد ایوب صابری (خراسان باغ نمبر 1 قبرستان میوہ شاہ)

حیدری باغ قبرستان میوہ شاہ میں مدفون چند شہدا

شہید یاور عباس

شہید سید جعفر رضا / شہید سید اشرف علی شاہ

شہید انصار حسین جعفری

شہید سید مجیب الحسن جعفری

شہید حیدر عباس کشمیری (ڈاکٹر)

شہید مرزا کامل علی

شہید مرزا سرفراز علی

شہید مرزا باقر علی

عظیم پورہ قبرستان شاہ فیصل کالونی میں مدفون چند شہدا

شہید صفدر عباس

شہید حسنین نقوی

شہید ڈاکٹر (مولانا) شاہد احمد حبیب

شہید نذیر احمد

شہید سید ذوالفقار انور نقوی

شہید بشیر احمد

علی باغ قبرستان نیا آباد لیاری میں مدفون چند شہدا

شہید حاجی سفر علی بنگش

شہید رجب علی بنگش

شہید سید حسنین عباس ایڈووکیٹ

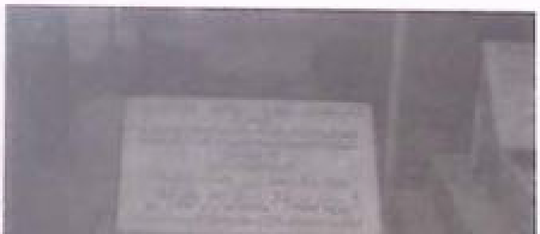

شہید سجاد احمد بنگش

شہید صادق علی ہمشیری

شہید سید اصغر علی زیدی

شہید سید شاداب جعفری

شہید امان اللہ

شہید سید علی رضوی

شہید غلام حسین سہراب

شہید ناصر حسین جوکار

وادی حسین قبرستان سپر ہائی وے میں مدفون چند شہدا

شہید پروفیسر سید ظفر مہدی زیدی پرنسپل جامعہ ملیہ

شہید سید محمد دانش

شہید مولانا سید علی حسنین نقوی

شہید ڈاکٹر سید اسد علی بخاری

شہید سید رضوان حسین زیدی

شہید سید شمیم رضا نقوی

شہید سید مسعود احمد نقوی

شہید سید وقار علی زیدی

شہید سید نجف ہادی (ثاقب)

شہید سجاد علی

شہید سید غضنفر عباس

شہید سید گل امام شاہ بخاری

لوحِ وقت پر
لکھی ہوئی تحریریں
(حصہ دوم)

دہشت گردوں کے حملے کی نشانہ بنے والی چند مساجد

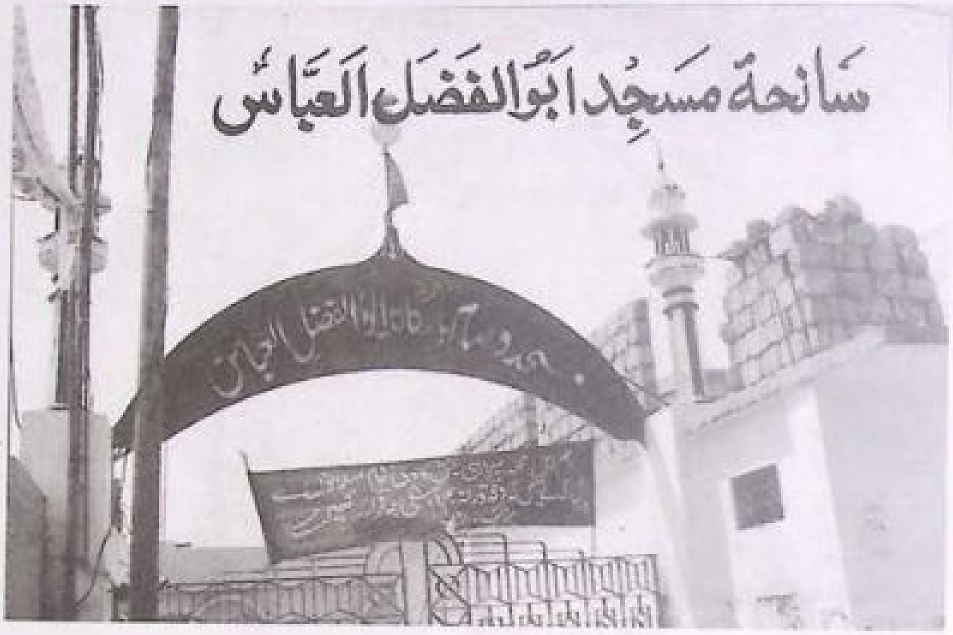

مسجد وامام بارگاہ ابوالفضل العباسؑ پی آئی بی کالونی

مسجد وامام بارگاہ حر (اثنا عشری) گرین وگولڈن ٹاؤن ۔ شاہ فیصل ٹاؤن

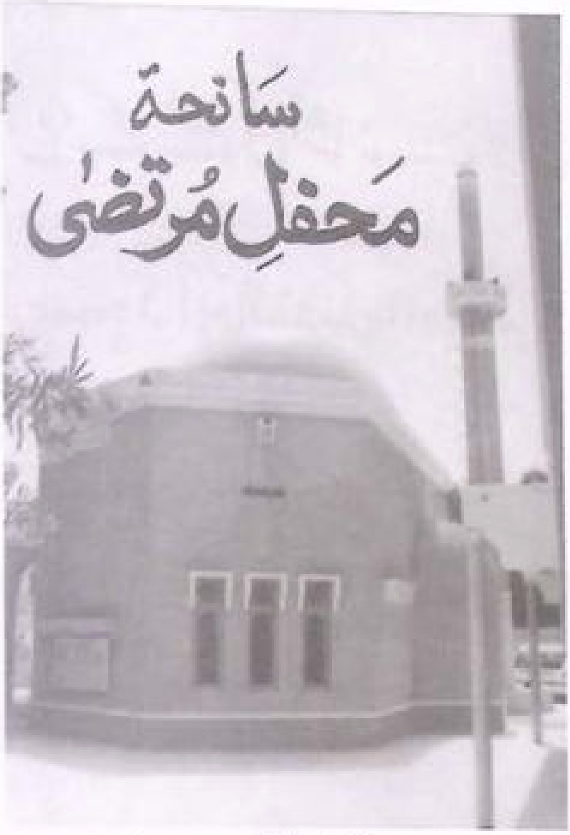

مسجد وامام بارگاہ محفل مرتضیٰ پی ای سی ایچ ایس

مسجد وامام بارگاہ علی المرتضیٰ (اعظم بستی) محمود آباد

مسجد وامام بارگاہ مدینۃ العلم گلشن اقبال دھماکے کے بعد کا منظر

ہمارا سلام ہو

شہید پولیس کانسٹیبل راجہ محمد ارشد (سانحہ مدینۃ العلم)

جس نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے نمازیوں کی جانیں بچائیں

خودکش بم دھماکے کے بعد کے مناظر

مسجد حیدری سندھ مدرسۃ السلام شاہراہ لیاقت

مسجد و امام بارگاہ علی رضا ایم اے جناح روڈ

شہید ڈاکٹر ابن حسن کے اسپتال کا بیرونی منظر، چھت پر رینجرز کی پکٹ صاف نظر آرہی ہے۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

شہید ڈاکٹر ابن حسن کے مریضوں جن میں خواتین کی بہت بڑی تعداد شامل تھی نے ملیر ۱۵ کی مین روڈ پر کو دھرنا دیئے کر بند کر دیا تھا۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

کل پاکستان اجتماع علماء شیعہ منعقدہ ۴، ۵، ۶ جنوری ۱۹۶۳ء بمقام امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ سوسائٹی کراچی کے شرکاء کا گروپ۔ (بشکریہ سید سلمان حسین جلالوی صاحب)

کل پاکستان اجتماع علماء شیعہ منعقدہ ۴، ۵، ۶ جنوری ۱۹۶۳ء بمقام امام بارگاہ شاہ کربلا رضویہ سوسائٹی کراچی کے شرکاء کا گروپ۔ (بشکریہ سید سلمان حسین جلالوی صاحب)

کل پاکستان اجتماع علماء شیعہ منعقدہ ۴، ۵، ۶ جنوری ۱۹۶۳ء بمقام امام بارگاہ وشاہ کربلا رضویہ سوسائٹی کراچی کے شرکاء کا گروپ۔ (بشکریہ سید سلمان حسین جلالوی صاحب)

عزاداری امام خمینیؒ کی نظر میں

☆ یہ جناب سید الشہداء علیہ السلام کا مبارک خون ہے جو تمام مسلمان قوموں میں جوش وولولہ پیدا کرتا ہے۔

☆ کربلا کو قائم رکھیے، حضرت سید الشہداء کے مبارک نام کو باقی رکھیے کہ اس کی بقا سے اسلام باقی رہتا ہے۔

☆ اس محرم کو باقی رکھیے، ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اسی محرم سے ہے۔

☆ محرم وہ مہینہ ہے کہ جس میں عدالت نے ظلم کے مقابل اور حق نے باطل کے مقابل قیام کیا اور یہ ثابت کر دکھایا کہ طول تاریخ میں ہمیشہ حق، باطل پر کامیاب رہا۔

☆ محرم وہ مہینہ ہے کہ جس میں امام مسلمین نے ہمیں تاریخ کے ستمگاروں کے ساتھ جنگ کی راہ سکھائی ہے۔

قائد ملت جعفریہ علامہ سید عارف حسین الحسینی پہلے دورِ کراچی کے اختتام پر کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں اُن کے دائیں جانب علامہ محمد حسن ترابی اور بائیں جانب شیخ علی مدد صدر ہیئت ائمہ مساجد، جنہوں نے قائد کو دورے کی دعوت دی تھی۔ (بشکریہ سید صابر حسین)

قاری ممتاز شریفی، مولانا محمد بلال سائری، علامہ محمد حسن ترابی، علامہ محمد عباس کمیلی اور دوسری لائن میں علامہ حسن ظفر نقوی (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن پاکستان)

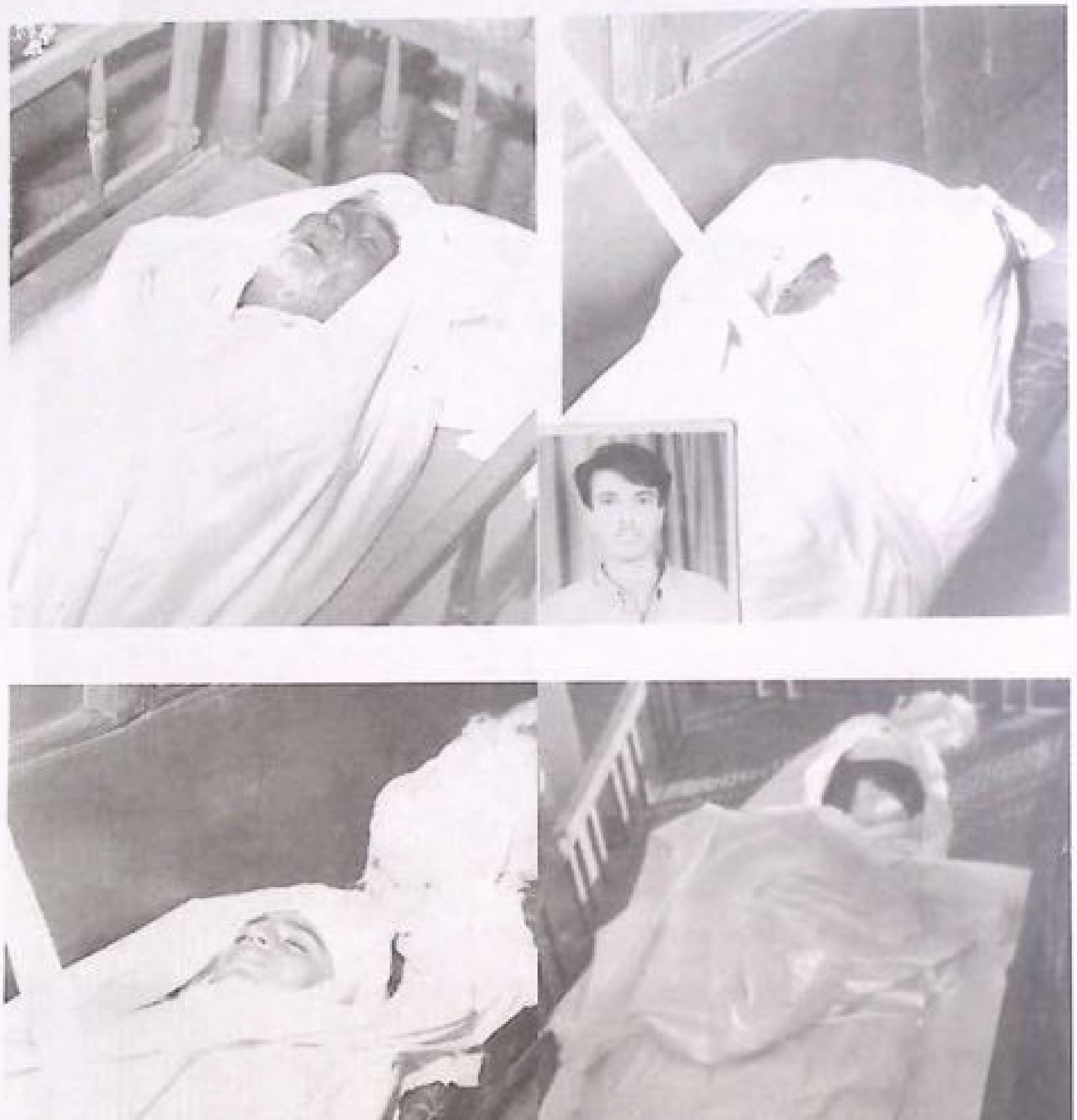

شہدائے سانحہ گولیمار کے جنازے (۲۰ فروری ۱۹۷۸ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ بروز عید میلاد النبیؐ جب شرپسندوں نے علی بستی گولیمار پر مسلح حملہ کردیا تھا جس میں پانچ محبان علی وآل علی نے جام شہادت نوش کیا۔) (بشکریہ ہاشم بھائی)

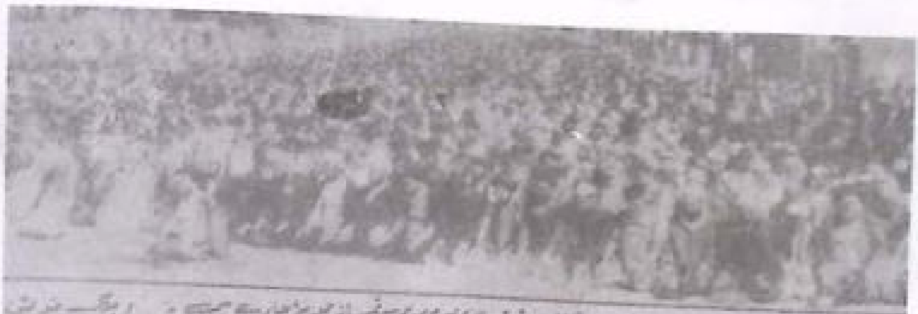

A view of the protest sit-in by Shias on the M.A. Jinnah Road. – Dawn photo.

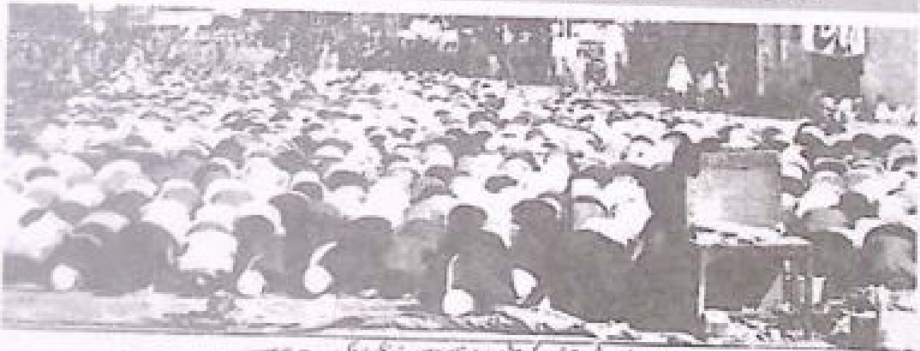

ایم اے جناح روڈ پر مولانا بلال کی قیادت میں دعائے وحدت پڑھی جا رہی ہے (جنگ فوٹو)

بندر روڈ پر مسجد سکینہ نیو کراچی کی بے حرمتی پر احتجاجی دھرنے (۴ تا ۷ فروری ۱۹۸۳ء) کے شرکا نماز ادا کر رہے ہیں

بندر روڈ پر مسجد سکینہ نیو کراچی کی بے حرمتی پر احتجاجی دھرنے (۴ تا ۷ فروری ۱۹۸۳ء) کے شرکاء "دعائے وحدت" پڑھ رہے ہیں

۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء کو شہدائے انچولی کے ایصالِ ثواب کے لیے منعقدہ مجلسِ عزا سے قبل مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد کے بیرونی مناظر۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن)

شہداء انچولی کے ایصال ثواب کے لیے منعقدہ مجلس عزا بمقام مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد پر مقامی آبادی کے حملہ کا منظر۔ (بشکریہ شہید فاؤنڈیشن)

SECTARIAN VIOLENCE IN KARACHI 1994-2002

A study by Zulfiqar Shah

HUMAN RIGHTS COMMISSION OF PAKISTAN

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی شائع کردہ

"کراچی میں فرقہ وارانہ تشدد ۱۹۹۴-۲۰۰۲"

پر ذوالفقار شاہ رپورٹ کے سرورق کا عکس جس میں اغلاط کی نشاندہی کی گئی۔

ChairPerson
Human Rights Commission of Pakistan
Aiwan-I- Jamhoor 107 Tipu Block
New Garden Town
Lahore 54600

Attention MR. Husain Naqi

Sub:- **SECTARIAN VIOLANCE**

I am writing a book on Sectarian Violence in Karachi covering the issue since 1978 and most of the related information had been collected. During the process I had gone through the Zulfiqar Shah's Study "Sectarian Violence in Karachi 1994 – 2002.

The study itself a good beginning but contains serious errors, omissions and in corrects statistical data. In support of my observations a few glimpses are: -

- On page 7 of the study, "Six Shi'as Worshipper was killed in an attack on an Imambargah in New Karachi". In fact bomb was thrown and indiscriminate firing at bus carrying Shi'a worshipper in 5 D Area of New Karachi.
- The first incident of its nature in Karachi in which bomb was used at a place of worship for killing is missing in the study.
- On March 10,1995 a powerful bomb explosion outside a Shi'a mosque Jama Masjid-e-Hussaini Hussianabad in Malir district killed 12 persons, including 8 children. 8 out of 12 were Shi'a. The News Line March 1995 Karachi Special reported the incident on page 31.
- An Employee of P.I.A Engineering Department Mirza Mohammad Ali injured on 24th June 1996 by firing at Dr.Pervaiz's Clinic, Saudabad police station Jurisdiction FIR No 135/96 died in hospital on 17th July 1996
- On 27th September 1998 Munir Hussain Bangash and Zaheer Abbas alias Rizwan were killed by 90 Wing Ghazi Ringer's firing at Janaza Procession of Haji Safar Ali Bangash and his son Rajab Ali at Nomaish area of Soldier Bazar police station Jurisdiction (P/578 Law Courts in a Glass House by Justice (R) Sajjad Ali Shah).
- On 18th April 2000 S. Ahmed Raza Naqvi, a Supervisor of Baghdadi Telephone Exchange was gun down in Baghdadi police station Jurisdiction FIR No 70/00,

- On 9th July 2001 firing at Madarsa-e-Jam-a-Imamia Nazimabad Gulbahar police station Jurisdiction FIR No 50/01 killed Fida Hussain and Shaban Ali.

- On 9th February 2001 firing at Askari Imambargh Dastagir Society Joharabd police station Jurisdiction FIR No 22/01 killed Abbas Ali and Imtiaz Hussain.

All mentioned incidents were covered by local dailies including Dawn and Jang Karachi.

Secondly some incidents attributed to Shi'as on account of sectarian killing were, in fact art work of foreign agents, or fight for the control of area, donation and street power between the jihadi and ethnic groups, gift of General Zia's rule. The firing at Harkat ul Ansar Camp on 5th February 1995 Liaquatabad police station Jurisdiction FIR No 85/95 is an example.

During the Karachi operation members of ethnic groups taken shelter in religious and jihadi group, as well known Goga of Nazimabad (former body guard of Chief of ethnic Group) joined JUP of Moulana Fazul Rehman.

The main purpose of my writing to cover the issue from first major sectarian riot of 20th February 1978 in Karachi in which 8 peoples were killed besides the rectification of errors or omission of Study conducted by Mr. Zulfiqar Shah.

I have already informed the HRCP Karachi office about my observation and provided the related photocopies and they were kind enough to share their working on the subject with me.

I need a copy of HRCP Publication "Anti Shi'a Riots 1986" which is not available at HRCP Karachi Office.

Hope you will provide me the copy of publication at your earliest.

Thanking you.

Hasan Murtaza

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے چیئر پرسن کے نام مصنف کے خط کا عکس جس میں اغلاط کی نشاندہی کی گئی

HRCP

Human Rights Commission of Pakistan

19 جنوری 2005ء

محترم مرتضیٰ حسن صاحب

تسلیم۔

حوالہ: آپ کا مراسلہ مورخہ 8 جنوری 2005ء بنام حسین نقی صاحب

آپ نے حسین نقی صاحب کے نام خط کا شکریہ۔ میں ان کی جانب سے جواب دینے کی جسارت کر رہا ہوں

ذوالفقار شاہ صاحب کی رپورٹ میں اعداد کا اختلاف جو ہے ہم اس کے ممنونِ احسان ہیں۔ ہمارا ارادہ مقتولین کی گنتی یا تاریخ مرتب کرنا نہیں تھا، بلکہ صرف ان مظاہر (اور ان کی وسعت) پر روشنی ڈالنا تھا جو اپنے ہم وطنوں کا خون بہانا کارِ ثواب سمجھتے ہیں۔ پھر بھی ہم آپ کی توجہ اور آپ کی عنایت کے لئے شکر گزار ہیں۔

HRCP کی 1986ء کی رپورٹ مطبوعہ شکل میں دستیاب نہیں ہے۔ فوٹو کاپی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

آپ کی کتاب کا دلچسپی سے انتظار رہے گا۔ والسلام

آئی اے رحمان

Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu Block, New Garden Town, Lahore-54600
■ Tel:(92)(42) 5864994, 5838341, 5865969 ■ Fax:(92)(42) 5883582
■ E-Mail: hrcp@hrcp-web.org ■ Website: www.hrcp-web.org

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے چیئرپرسن کا خط مصنف کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۳﴾

الرحمٰن ۵۵

ترجمہ: اِن دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے برآمد ہوتے ہیں (تو اے جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

خصائص نسائی

امام عبدالرحمان بن شعیب نسائی صاحب السنن
احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا
مجموعہ در
منقبت علی ابن ابیطالب علیہ السلام

گلدستہ

جلد دوم
اردو و انگریزی ترجمہ

پیشکش

ڈاکٹر سید ندیم الحسن نقوی، بی ایس سی، ایم بی بی ایس
مطبوعہ: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ، ناظم آباد ۲، کراچی

شہید ڈاکٹر سید ندیم الحسن کی کتاب کے سرورق کا عکس، جس کی تالیف اُن کی شہادت کا سبب بنی۔

یہ کتاب اُن کی شہادت کے بعد شائع ہوئی

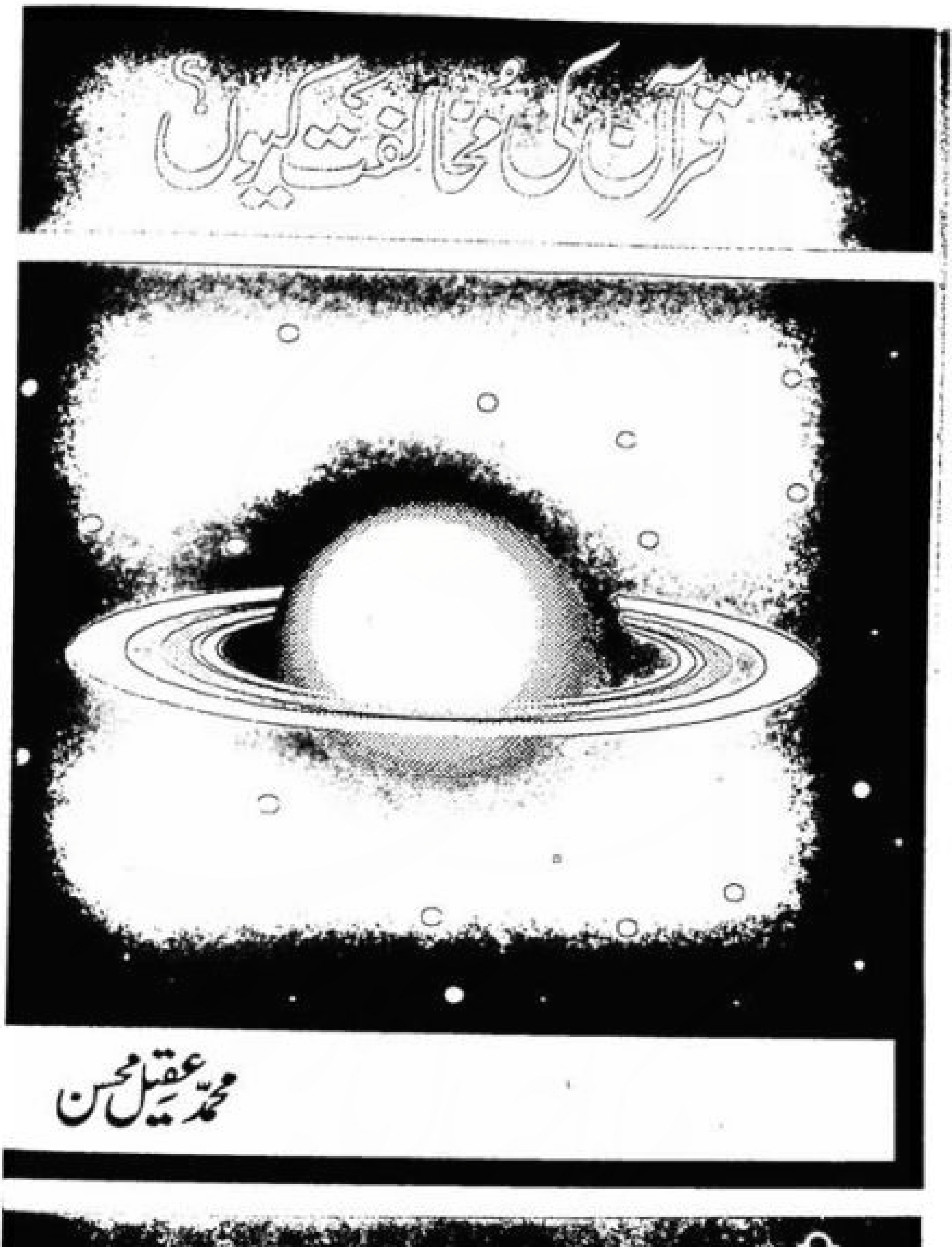

شہید محمد عقیل محسن، جنہوں نے ذاتی تحقیق کی بنیاد پر مذہب اہلبیت کو اختیار کیا، تبدیلی مذہب سے پہلے شہید محمد عقیل ہاشمی (شاہ جی) کے نام سے جانے جاتے تھے کی کتاب کے سرورق کا عکس، جس کی تالیف اُن کی شہادت کا سبب بنی۔ یہ کتاب پہلی بار اُن کی زندگی میں شائع ہوئی اور دوسرا ایڈیشن ان کی شہادت کے بعد شائع ہوا۔

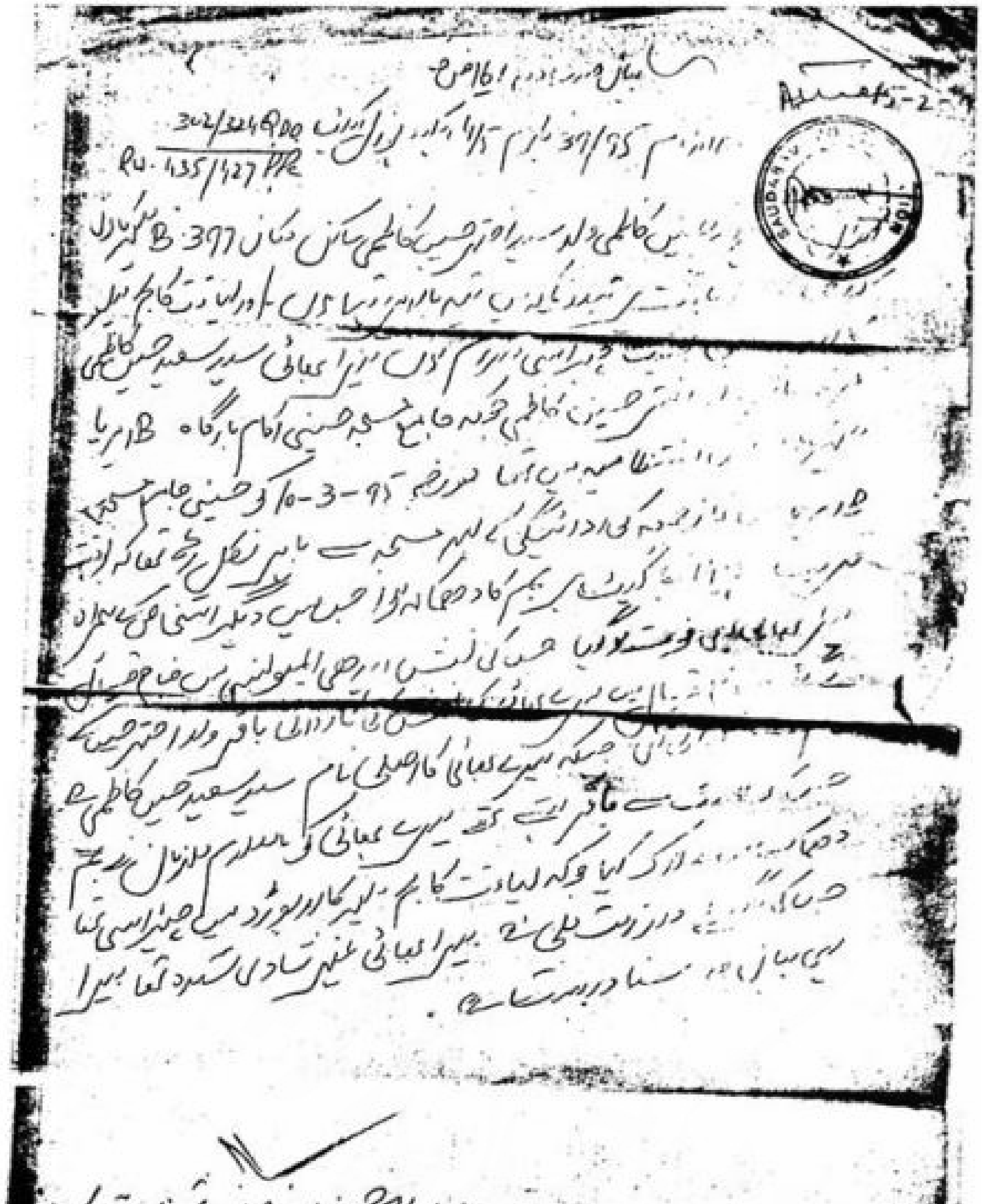

Annex-2

302/324

15-2-96

شہید سید سعید حسین کاظمی (عرف باقر سانحہ حسین آباد ملیر) کے بھائی کی ایس ایچ او سعود آباد کے نام درخواست، جس پر سانحہ کی ایف آئی آر کا نمبر درج ہے۔ اس ایف آئی آر کے نمبر کے حصول کے لیے متعدد بار مسجد حسینی کی انتظامیہ سے ٹیلی فون اور ذاتی ملاقاتوں میں درخواست کی مگر ناکامی ہوئی۔ دیگر ذرائع سے بھی کوششیں کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک روز مولانا شہنشاہ حسین نقوی نے ذاتی کتب خانے کی صفائی کے دوران راقم الحروف کو یہ فوٹو کاپی دی کہ دیکھیں یہ کیا ہے؟۔ جس کو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ جس نمبر کے لیے سرگرداں تھے وہ شہداء کی کرامات کے طفیل معجزاتی طور دستیاب ہو گیا ہے۔

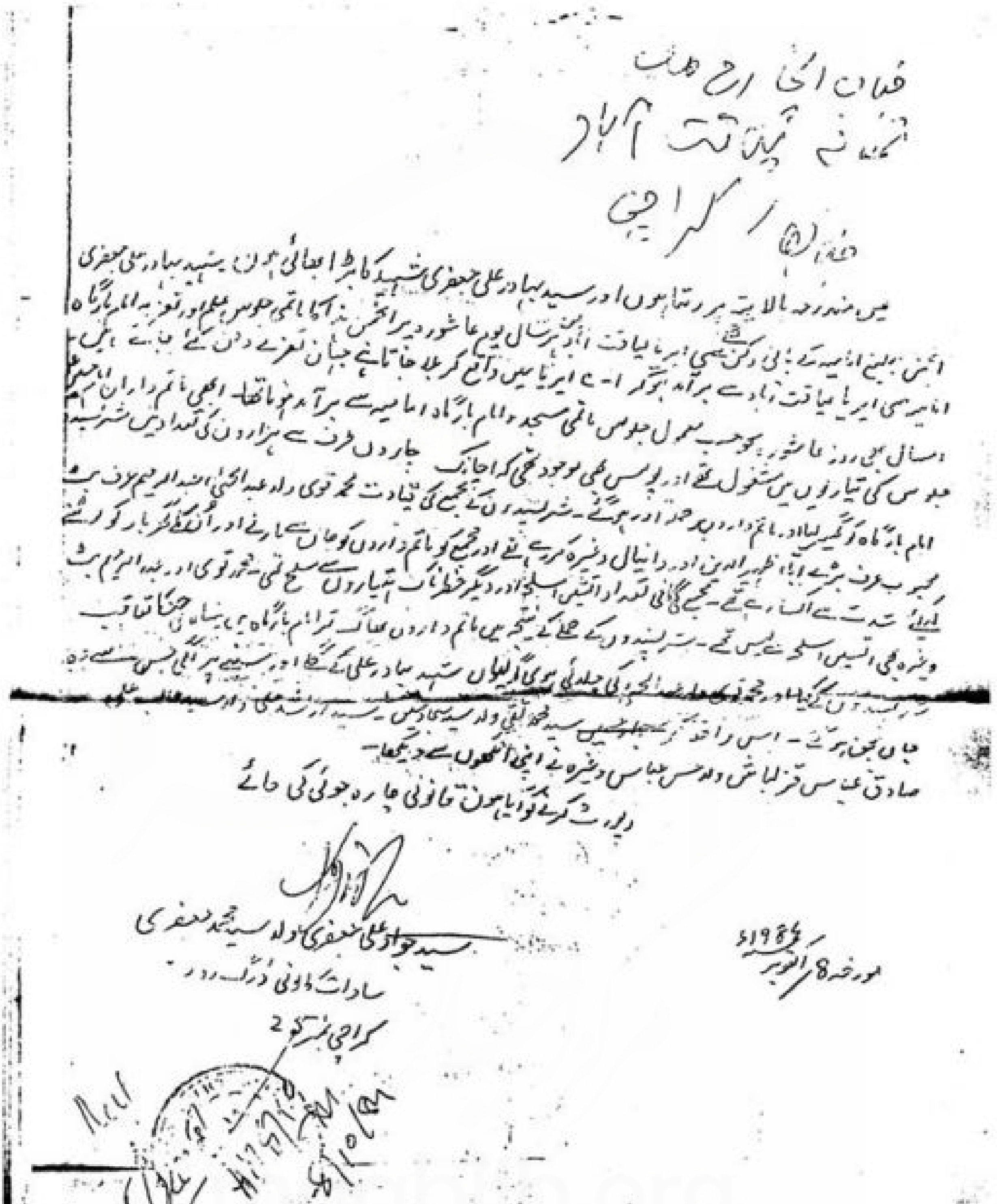

بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب
تھانہ لیاقت آباد
کراچی

جناب عالی!

میں مندرجہ بالا پتہ پر رہتا ہوں اور سید بہادر علی جعفری شہید کا بڑا بھائی ہوں۔ شہید بہادر علی جعفری [illegible] ہر سال یوم عاشورہ پر انجمن [illegible] ماتمی جلوس علم اور تعزیہ امام بارگاہ [illegible] سی ایریا لیاقت آباد [illegible] ایریا میں واقع کربلا جاتا ہے جہاں تعزیے دفن کئے جاتے ہیں۔ [illegible] امام بارگاہ امامیہ سے برآمد ہوتا تھا۔ ابھی ماتم داران [illegible] امسال بھی روز عاشورہ بموجب معمول جلوس ماتمی مسجد و امام بارگاہ [illegible] چاروں طرف سے ہزاروں کی تعداد میں شرپسند [illegible] جلوس کی تیاریوں میں مشغول تھے اور پولیس بھی موجود تھی کہ اچانک [illegible] محمد تقی ولد عبدالغنی، عبدالرحیم عرف بٹ [illegible] امام بارگاہ کو گھیر لیا [illegible] شرپسندوں نے مجمع کی قیادت [illegible] ماتم داروں کو جان سے مارنے اور آگ لگا کر [illegible] ظہیر الدین اور دانیال وغیرہ کر رہے تھے [illegible] آتشیں اسلحہ اور دیگر خطرناک ہتھیاروں سے مسلح تھی۔ محمد تقی اور عبدالرحیم بٹ [illegible] آتشیں اسلحہ سے لیس تھے۔ شرپسندوں کے حملے کے نتیجے میں ماتم داروں [illegible] امام بارگاہ [illegible] شہید بہادر علی کو گولیاں لگیں [illegible] سید محمد تقی ولد سید [illegible] جاں بحق ہو گئے۔ اس واقعہ کو [illegible] صادق عباس قزلباش ولد حسن عباس وغیرہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔
رپورٹ درج کرتا ہوں قانونی چارہ جوئی کی جائے

سید جواد علی جعفری ولد سید محمد جعفری
سادات کالونی [illegible]
کراچی نمبر 2

مورخہ 8 نومبر 1986ء

شہید سید بہادر علی جعفری کے بھائی کی درخواست ایس ایچ او لیاقت آباد کے نام درخواست جس میں اُن کی شہادت کی ایف آئی آر درج کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔

متاثرین سانحہ لیاقت آباد ۱۹۸۳ء نذر آتش اور لوٹی جانے والی املاک کی فہرست مرتب کردہ مرحوم سید محمود الحسن ۔ (بشکریہ محمد حیدر)

لیاقت آباد کے متاثرین

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مکان نمبر	کیفیت
	لیاقت آباد ۱		
۱۔	سید ابوالحسن جعفری	۱/۲۷۳	مکان کو لوٹنے کے بعد نذر
۲۔	سید حیدر حسین جعفری	۱/۴۳۴	آتش کر دیا گیا۔
	لیاقت آباد ۲	"	" "
۱۔	سید علی حسن جعفری	پہلی منزل ۲/۴۸۵	" "
۲۔	سید مجاہد حسین	دوسری منزل "	" "
۳۔	سید مشتاق حسین	۲/۴۸۵ بی	" "
۴۔	سید علی اطہر جعفری	۲/۴۸۶	" "
۵۔	سید انسر حسین رضوی	۲/۶۸۴	" "
	لیاقت آباد ۳		
۶۔	مقصود حسین	۳/۸۸	" "
۷۔	سید صابر رضا	۳/ ۱۰۰	" "
۸۔	سید جعفر حسین	۳/۲۰۶	" "
۹۔	سید محمد علی (قبضہ زینبیہ فلیٹ نمبر ۱)		" "
۱۰۔	انصار حسین واسطی (قبضہ زینبیہ فلیٹ نمبر ۱۳۱)		" "
۱۱۔	مسماۃ مہدیا بیگم	۳/۷۲۶ اے	" "
۱۲۔	سید امیر حیدر زیدی	۳/۷۲۴	" "
۱۳۔	سید توقیر عباس	۳/ ۷۲۵	" "
۱۴۔	سید کرار حسین زیدی	۳/۷۲۵ اے	" "
۱۵۔	سید محمد نقی	۳/ ۷۲۲	" "
۱۶۔	سید امیر حیدر	۳/۷۲۷	" "
۱۷۔	بلقیس بیگم	۳/۶۹۳	" "
۱۸۔	سید جعفر حسین رضوی	۳/۶۶۵	" "
۱۹۔	سید نواب علی	۳/۷۱۵	" "

۲۰۔ حاجی ایس ایم یوسف	۳/ ۱۰۱۷	"	
۲۱۔ ایس ایم حفیظ فرنیچر والے	۳/ ۹۳۱	"	
۲۲۔ سید نفیس الحسن	۳/ ۹۴۸	"	"
۲۳۔ سید عرفان حسین	۳/ ۹۴۷	"	"
۲۴۔ سید منور حسین (کرایہ دار)	۳/ ۹۴۷	"	"
۲۵۔ سید ابن حسن	۷۹۷/۳ڈی	"	"
۲۶۔ کنیز زہرا	۳/ ۹۳۳	"	"
۲۷۔ سید جعفر حسین	۳/ ۲۰۶	"	"
۲۸۔ ذکیہ بیگم	۷۲۱/۳/بے منزل "	"	"
۲۹۔ ناہید بانو	۷۲۱/۳/پہلی منزل	"	"
۳۰۔ اقبال حسین	۳/ ۶۶۱	"	"
۳۲۔ سید ذکی علی (ہاشمیہ امام بارگاہ فلیٹ نمبر ا بافت آباد نمبر ۳)		"	"
۳۳۔ سید موسیٰ رضا نقوی " " فلیٹ نمبر ۲۲ " "		"	"
۳۴۔ حامد حسین " "		"	"
۳۵۔ محمد عباس پیش نماز مسجد ہاشمیہ فلیٹ نمبر ۶ "		"	"
۳۶۔ موذن مسجد ہاشمیہ نام نامعلوم (مسجد سانحہ سارا سامان جل گیا)		"	"
۳۷۔ ہادی حسین	۷۲۱/۳ اے	"	"
۳۸۔ اشتیاق حسین	۴۸۱/۳ بی	"	
۳۹۔ مبارک حسین	۴۸۱/۳/بی فلیٹ ۵	"	
۴۰۔ مشتاق حسین	۴۸۱/۳/بی فلیٹ ۷	"	
۴۱۔ سید جمائل احمد	۸۸۱/۳/بی فلیٹ ۸	"	
۴۲۔ مسماۃ نور جہاں بیگم۔	۵۳۱/۳ بی	"	
۴۳۔ مسماۃ اقبال بیگم	۷۱۹/۳	"	
۴۴۔ سید امیر محمد رضوی	۵۳۱/۳ سی	"	"
۴۵۔ شمشاد حسین	۳۰/۳/ اے	"	"
۴۶۔ مکان نمبر ۷۹۶/۳ سی اور ۷۹۶/۳ بی مکیں اہل تشیع نے نام معلوم نہ ہو سکا۔			"
۴۷۔ ضمیر حیدر	۷۹۷/۳ بی		
۴۸۔ سید طاہر حسین زیدی	۷۳۴/۳	"	"
۴۹۔ سید ظفر الحسن زیدی	۷۱۸/۳	"	"
۵۰۔ ایس ایم باقر	۷۱۶/۳	"	"

۵۱ ہادی حسن	۳/۸۵۱ اے	〃	〃
۵۲ مہدیا خاتون	۳/۷۲۱	〃	〃
۵۳ سید امتیاز حسین	۳/۳۵۳ اے	〃	〃
۵۴۔ سید ابرار	۱۳/۴۶۵	〃	〃
۵۵۔ اے حمید	۱۳/۶۹۰	〃	〃
۵۶۔ عباس	۳/۳۱۹	〃	〃
۵۷۔ علی نذر	۳/۸۷۹	〃	〃

لیاقت آباد ۴

۵۸۔ مسماۃ گلزار زہرا	۴/۲۷۵ بی	〃	〃
۵۹۔ مسماۃ افضل فاطمہ	۴/۲۷۵ اے	〃	〃
۶۰۔ مسماۃ اقبال فاطمہ	۴/۲۷۶	〃	〃
۶۱۔ بیگم سرداری	۴/۷۷۷	〃	〃
۶۲۔ زوجہ سجاد احمد	۴/۳۶۷	〃	〃
۶۳۔ مسماۃ سیدہ بانو	۴/۲۴۹ اے	〃	〃
۶۴۔ کاظمہ خاتون	۴/۲۵۱	〃	〃
۶۵۔ مسماۃ عظمت آرا	۴/۴۰۵ پہلی منزل	〃	〃
۶۶۔ مسماۃ کنیز زہرا	۴/۴۰۷	〃	〃
۶۷۔ جاوید احمد	۴/۲۶۸	〃	〃
۶۸۔ منظور حسین	۴/۲۳۹	〃	〃
۶۹۔ واجد حسین	۴/۲۴۰	〃	〃
۷۰۔ سید نفیس عباس	۴/۳۷۳	〃	〃
۷۱۔ ایس ایم نشاط الحسین	۴/۴۰۷	〃	〃
۷۲۔ فضل عباس	۴/۴۰۸	〃	〃
۷۳۔ سید مجیب حسین	۴/۲۶۶	〃	〃
۷۴۔ امتیاز احمد	۴/۳۴۷	〃	〃
۷۵۔ اقبال بیگم	۴/۲۶۳ اے	〃	〃
۷۶۔ منظر حسین	۴/۲۳۷	〃	〃
۷۷۔ رضا حسین	۴/۲۹۳	〃	〃

۷۸۔ ایس ایم طاہر	۴/۳۴۲ پہلی منزل	〃	〃
۷۹۔ ایم جعفر	۴/۴۲ دوسری منزل	〃	〃
۸۰۔ نسیم حیدر	۴/~~۴~~۶۱	〃	〃
۸۱۔ ایس ایم حفیظ	۱۰۳۱ اور ۴/۱۰۳۲	〃	〃
۸۲ نفیس فرنیم	۴/۱۱۲۲	〃	〃
۸۳ ایس محمود حسین	۴/۷۵۹	〃	〃
۸۴ سید امتیاز حسین جعفری	۴/۶۳۳	〃	〃
۸۵ علی شان	۴/۹۲۲	〃	〃
۸۶ سید مقصود حسین	۴/۲۹۰، ۲۹۱	〃	〃
۸۷ ڈاکٹر مرزا علی رضا	۴/۳۳۲	〃	〃
۸۸ سید راحت حسین	۴/۲۷۲	〃	〃
۸۹ سیدہ بانو	۴/۲۳۸	〃	〃
۹۰۔ سید ممتاز حسن	۴/۷۳۸	〃	〃
۹۱۔ سید سلطان حیدر	۴/۲۵۸	〃	〃
۹۲ سید علمبردار حسین	۴/۲۷۵	〃	〃
۹۳ امیر خاتون	۴/۲۶۸ اے	〃	〃
۹۴ رضویہ خاتون	۴/۲۶۷ اے	〃	〃
۹۵ سید شفیق حسین	۴/۲۷۴	〃	〃
۹۶۔ ~~[illegible]~~ فاطمہ	۴/۲۷۶ بی	〃	〃
۹۷۔ سید افتخار حسین	۴/۷۳۸	〃	〃
۹۸۔ سید خضر عباس	۴/۴۰۵	〃	〃
۹۹۔ کنیز فاطمہ	۴/۲۲۹	〃	〃
۱۰۰۔ سید آغا حیدر زیدی	۴/۲۶۰	〃	〃
۱۰۱ سید علی گوہر	۴/۲۴۸	〃	〃
۱۰۲ سید رضا حسین زیدی	۴/۶۶۳	〃	〃
۱۰۳ محمد سعید	۴/۳۶۶	〃	〃
۱۰۴ سید رہبر حسین	۴/۲۶۵	〃	〃
۱۰۵ سید افتخار حسین	۴/۲۵۰	〃	〃
۱۰۶ سید کوثر رضوی	۴/۲۴۹	〃	〃

۱۰۷ سید علی یسین ۲۲ ۱۱/۴ 〃 〃

۱۰۸ ستارہ بانو ۴/ ۴ 〃

۱۰۹ عزیز جعفری ۳۰ ۷/۴ 〃 〃

۱۱۰ شاہد عباس ۲۸ ۷/۴ 〃 〃

۱۱۲ سید رحیم حسین ۳۰ ۳/۴ 〃 〃

۱۱۳ سید نفیس عباس ۰۵/۲۰ ۴ ۶ ۰۴ 〃 〃

لیاقت آباد ۹ دسمبر ۲۰۰۷ء

۱۱۴ سید رضی حیدر ۲۰ ۲/۶ 〃 〃

۱۱۵ سید آل رضا ۱۴ ۳/۸ 〃 〃

۱۱۶ ایس ایم کاظم ۲۰ -/۶ 〃 〃

۱۱۷ سید باقر زیدی ۴۵ /۷ 〃 〃

۱۱۸ لیاقت آباد و سپرنگ سی ون ایریا

۱۱۹ سید عترت حسین عابدی زوجہ احسن مکان کھود کھود کر زمین کے برابر کر دیا ۲۲۲/C ایریا

۱۰۹ سید حمید حسین ۱۳/ 〃 〃

۱۲۰ امینہ خاتون ۱۰۵/۱۰ اے سی ایریا 〃 〃

۱۲۱ سید حسن مرتضیٰ ۰۰/۱۴ اے 〃 〃 〃

۱۲۲ محمد علی بادی ۱۴/۱۴ 〃 〃

۱۲۳ سید ابن حسن جعفری ۴/ ۲ 〃 〃 〃

۱۲۴ محمد حسین ۲۱/۴ 〃 〃 〃

۱۲۵ ایس علی خان جعفری / ڈی 〃 〃 〃

۱۲۶ حامد حسین ۲۱/۲۲ 〃 〃 〃

۱۲۷ ایس قمر عباس بی ون اینڈ ٹو 〃 〃 〃

۱۲۸ ایس شجیع حیدر ۰ سی ون ایریا 〃 〃

۱۲۹ ایس علی نقی ۱۸/اے 〃 〃 〃

۱۳۰ نفیس فاطمہ ۱۹/۴ 〃 〃 〃

۱۳۱ آغا مصطفیٰ ۲۴/۷ 〃 〃 〃

۱۳۲ ایس آغا حیدر ۲۲۲/بی 〃 〃 〃

۱۳۳ پروفیسر زین العابدین ۱۰۔ سی بی ون ایریا 〃

۱۳۴ ایس جمال زیدی ۱۷۔ سی۔ بی ون ایریا 〃

۱۳۵	قمر عباس رضوی	بی/۱۷ سی ون ایریا	"	"
۱۳۶	سید راقب حسین	"	"	"
۱۳۷	سید مظاہر حسین	سی/۱۸ اے " "	"	"
۱۳۸	سید موسیٰ رضا	۱۱ اے سی ون ایریا	"	"
۱۳۹	سید حیدر حسین	۲/۱ " "	"	"
۱۴۰	سید کرار حسین	۲/۱ " "	"	"
۱۴۱	ستارہ بانو	فرسٹ فلور " "	"	"
۱۴۲	سید علی رضا	۲۳/۹ سی ایریا	"	"
۱۴۳	قاسم عباس	" "	"	"
۱۴۴	سید محمد اصغر عباس	۲۰/۴ "	"	"
۱۴۵	سید علی رضا	۱۶/۱۲ "	"	"
۱۴۶	سید علی سجاد رضوی	۱/۲۲ "	"	"
۱۴۷	سید عباد الحر	۷/۲۰ "	"	"
۱۴۸	امینہ خاتون	۱۰/۱۸۵ اے "	"	"
۱۴۹	نبی حسن کمال	۱۶/۲۲ اے "	"	"
۱۵۰	سید باقر	۱۰/۱۳ سی ایریا	"	"
۱۵۱	سید محمد ہادی	۱/۲۲ "	"	"
۱۵۲	سید حسین	۳/۲۲ "	"	"
۱۵۳	شاہد رضا	۱۴/۷ "	"	"
۱۵۴	دلاور حسین	۶/۱۰ "	"	"
۱۵۵	ریاض زیدی	۲۰/۳۸ سی ون ایریا	"	"
۱۵۶	علی مختار رضوی	۱۰/۳۴ "	"	"
۱۵۷	مسماۃ اکرام بانو	۳/۱ "	"	"
۱۵۸	شمس الحسن	۱۸/سی "	"	"
۱۵۹	عشرت حسین عابدی	۱۷/ڈی "	"	"
۱۶۰	محمد ابراہیم	ڈی ۲۰/۴ "	"	"
۱۶۱	اطہر حسین	ڈی/۸ سی ایریا	"	"
۱۶۲	ایس ایم زیدی	۲۶ بی ۱۴ "	"	"
۱۶۳	اظہار حسین	۱۱/۱۲ "	"	"

۱۶۴	علی رضا	۶/۱۲ سی ایریا	〃	〃
۱۶۵	عشرت حسین عابدی	ڈی ۹ 〃 〃	〃	〃
۱۶۶	سید مراد علی	۵ کے 〃 〃	〃	〃
۱۶۷	سید علی صفدر جعفری	سی ۸ 〃	〃	〃
۱۶۸	محمد عباس	سی ۸ 〃	〃	〃
۱۶۹	سید علی کوثر سلطان	۲۷/۱ سی ون ایریا	〃	〃
۱۷۰	شاہین بیگم	کے ۸-۹ 〃	〃	〃
۱۷۱	بیگم خورشید کرار	۹/۲ 〃	〃	〃
۱۷۲	اظہار حسین	۱۱/۱۲ 〃	〃	〃
۱۷۳	علی اطہر	۴/۱۲ 〃	〃	〃
۱۷۱	سید حسن مہدی	۲۳/۶ بی ون ایریا	〃	〃
۱۷۵	بیگو	۲۳/۴ بی ایریا	〃	〃
۱۷۶	جبینہ بیگم	۳/۳۲ 〃	〃	〃
۱۷۷	امجد حسین	۱۳/۴ 〃	〃	〃
۱۷۸	سید یوسف حسین	یکو ۳ قاسم آباد	〃	〃
۱۷۹	علمدار حسین جعفری	نامعلوم	〃	〃
۱۸۰	سید خورشید مہدی	یکو ۳ قاسم آباد	〃	〃
۱۸۱	سید یافع الحسن رضوی	۳۹۶ 〃	〃	〃
۱۸۲	کنیز فاطمہ	۱۰-۱۱ ای ۲۲۔ غریب آباد		

نوٹ

مندرجہ بالا فہرست کے علاوہ بھی بہت سے متاثرین ہیں جن کے نام و پتہ معلوم نہ ہو سکے۔

WHITE PAPER ON SECTARIAN AGITATION AND ATROCITIES AGAINST MUSLIMS OF SHAI SECT IN KARACHI SINCE 1978

BY:-K.M.NADEEM Advocate Supreme Court (Issued during FEB.1985)

On 16.12.1978 on the occasion of 8th Rabi-ul-Awal, as usual, a Shia Religious Procession in connection with observance of the last day of Mourning has emerged from Qasr-e-Mussaiyab Rizvia society .When the procession passed through main road in front of the localities of Gulbahar 1 & 2, stones were thrown upon the participants of the procession from the roof top of the Houses situated on the both side of the road. The said two sides are populated thickly by the residents belonging to the Sunni Sect of Muslims. On account the incidents of stone pelting, the procession was disturbed and consequently Sunni Shia clash took place during the course of which few shops belonging to Shia and Sunni were set on fire by the members of rival groups. However the situation was brought under control and the procession proceeded peacefully, as usual, to its scheduled destination and terminated peacefully at Imambargah-e-Shah-e-Najaf, Martine Road, Karachi after covering a distance of about 5 miles.

Shia did not show any further re-action against the sacrilege of their religious observance and became calm on the assurance of the law enforcing Agencies that the incidents of stone pelting will be thoroughly investigated and culprits will be punished. However the assurance did not materialize.

The situation in the locality of Gulbahar with in the jurisdiction of Police Station Gulbahar, District West Karachi had become very tense. Rumors were rampant that further disturbances were likely to take place on the occasion of 12th Rabi-ul-Awal i.e. Eid-e-Milad-un-Nabi, when processions were scheduled to taken out from various spots by the Barlvi Section Sunni sect of Muslims to mark the occasion of Eid-e-Milad-un-Nabi.

It may be noted here that occasion of Muharram observance and Eid-e-Milad un-Nabi are commemorated privately and publicly, with minor aberrations, by the Muslims of Shia Sect and Brailvi Section of Sunni Sect.

However, the DevBandi Section of Sunni Sect is opposed to thee religious observance and had been demanding the imposition of ban on these religious Processions / observances.

Martial Law was already imposed in the country since 6th July 1977. The Law abiding citizens were expecting that caution and extra pre-caution will be exercised by all the law enforcing agencies which were in operation in the city and all the necessary measures will be restored to by the police and civil Administration to avert apprehended confrontation and clashes between the rival Sects in the localities of Gulbahar.

On 20.02.1978 on the occasion of 12th Rabi-ul-Awal 1978 large processions emerged from different public spots with in the territorial bounds of Gulbahar Police station. Some such processions were allowed to pass through Razvia Society, where Imambargah and a Mosque managed by Shia Sect of Muslims are situated. The participants of the processions when

reached the site of the two said buildings resorted to stone pelting in presence of the police and other law enforcing agencies. This incident of stone pelting on the buildings of Imambargah and the shia managed Mosque materialized into clashes between the rival sects which subsequently engulfed the entire locality of Gulbahar. During this unfortunate clash scores of shia houses were looted and were set on fire. So also several shops belonging to Shia sect of Muslims, were looted and set on fire. Four Shia and three Sunnis lot their lives. All these occurrences took place in the presence of high officials of all the law enforcing agencies and in the presence of law enforcing agencies in high strength in the locality. This rampage, murder and maraud of shia lives and properties in locality of Gubhara continued for several hours.

Subsequently two cases vide FIR No 76/78 and FIR NO 77/78 dated 20.02.1978 were registered on the complaint of Police Officers at police station Gulbahar. Strangely enough these two cases were registered only against the shia sect of Muslims and only Shia Muslims were arrested from Razvia Society and Gulbahar No 1. No counter case was against the mob of miscreants comprising of Sunni sect of Muslims and no person present in the mob and engaged in criminal activities was arrested on the spot and no Sunni was arrested subsequently to the registration of the said two to criminal cases with the result that the miscreants / culprits involved and liable for causing damage and looting of shia properties and causing loss of shia lives remained unpunished.

A tribunal of inquiry was constituted by the Government of Sind which was presided Over by Mr. Justice Mahmood of Honorable High Court of Sindh. This inquiry was conducted for months but the report and the recommendations of the inquiry tribunal were not made public.

On 09.01.1982 on the occasion of Eid-e-Milad-un-Nabi a public meeting was scheduled to be held at Nishtar Park which is place situated hardly at a distance of 200 meters from Masjid-e-Shah-e-Khurasan which is a shia managed Mosque / Imambargah. This meeting was to be addressed by allama Shah Ahmed Noorani, popularly known as Quaid-e-Ahle-e-Sunnat. Some politically induced miscreants disturbed this solemn occasion at Nishtar park and therafter the bands of miscreants formed an illegal procession, reached Masjid-e-Shah-e-Khurasan and shamelely launched an attack thereon. Some portions of the Mosque were damaged and set on Fire, during the course of which copies of Holy Quran wre also burnt.

The local administration suppressd this news and also did not take any step for due punishment of the culprit. The Shia community was highly perturbed on account of this shameless atrocity and sacrilege of the Mosque as well as the Holy Book of Allah and also due to the callous attitude of the Police / Civil administration of the City.

A call was given by the leaders of shia public opinion for a protest and demonstrative rally. On getting winds of contemplated agitation of Muslims of Shia Sect, the Government of Sindh made a public statement condemning the shameless sacrilege of Masjid-e-Shah-e-Khurasan and the holy Book of Allah. The government also announced for taking immediate steps to make arrest, prosecution and severe punishment of culprits responsible and liable for

the same. The then Governor of Sindh Lt. Gen. S.M.Abbasi also made a public declaration that in future such incidents of sacrilege of Shia Religious places shall not be allowed to recur. On the assurances extended by the Government of Sindh and the top Executive of the province of Sindh the mass shia protest rally dispersed peacefully.

However, it is not known as yet as to what punishment was meted out to the culprits involved in the aforementioned tragic incident or whether any of the culprits was arrested or prosecuted. The second undertaking given by the then Governor of Sindh was also not abided by as can be seen from the following incidents at New Karachi.

On 28.01.1983 Shia managed Mosque namely Jama Masjid-e-Sakina and Imambargah Shah-e-Kazmain situated 11-G New Karachi was shamelessly attacked by the rival Sect. Major portion of the said two religious places were damaged and were set on fire during the course of which, again copies Holy Quran available I the above two religious places were also burnt. A report was made to the police Station New Karachi which registered a criminal case vide FIR No 50/1983 dated 28.01.1983.

On the recurrence of the tragic incident, Muslims of Shia Sect joint by share elements of other factions, launched a protest against the repeated sacrilege of Mosque and Imambargah and Holy Quran.

The Government of Sindh again made public announcements that such incidents were not allowed to occur in future and that the culprits involved will be given deterrent punishments. A fulfillment of this promise is still awaited although the Muslims of Shia Sect accepted the promise and ended their peaceful protestations.

In the second week of February 1983 a group of Dev Bandi section of Sunni Sect of Muslims started agitation publicly against Muslims of Shia Sect and their religious beliefs, observance and practices.

On 10.02.1983 this group of Dev Bandi led by Moulvi Saleemullah Khan, Moulvi Asfendyar Khan, Moulvi Amjad Thanvi , Moulvi Asad Thanvi, Moulvi Zakeria and several others called a public meeting under the name of Swad-e-Azam, Ahle Sunnat.

This meeting was held at New Karachi and a resolution was adopted in this meeting condemning Shia Sect of Muslims and demanding total ban on shia religious observance / practices.

On 17.02.1983 another public meeting was convened by their group wherein 72 hours Ultimatum was given to the Government for accepting their 10 DEMANDS which includes the demand of total ban on Shia Religious practices. During the period intervening 10th February 1983 and 17th February 1983 this group continued spreading Sectarian hatred against Muslims of Shia sect by holding corner meetings.

After expiry of the time of Ultimatum of 72 hours on 21.02.1983 a public call was given by Swad-a-Azam Ahle-e-Sunnat for holding a collective prayers at Masjid-e-Bab-e-Rehmat

located at Purani Numaish. This place is also situated hardly at a distance of 200 meters from Masjid-e-Shah-e-Khurasan which is a Shia managed mosque / Imambargah. After the zohar prayer, a meeting was held wherein venom and hatred as spread against muslims of Shia Sect. After the meeting a procession led by Moulvi Saleemullah Khan,Moulvi Asfandaryar Khan, Moulvi Asad Thanvi and several others was taken out in violation of Section 144 Cr. P.C. The participants of the procession attempted to reach Masjid-e-Shah-Khurasan with evil intention. The move was resisted to by the police whereupon the procession become rowdy. The participants of the procession started stone pelting upon the police party and also rendered damages to Govt. Vehicles. In reply police resorted to Lathi Charge and Tear gas shelling. The mob of the miscreants dispersed but subsequently re assembled at Guru Mandar in the vicinity of Binnori Town Mosque, which is one of the trouble spot and head quarter of Sectarian Trouble Makers of Swad-e-Azam Ahle-e-Sunnat. At Guru Mandar the miscreants set on Fire 2 buses and also rendered damages to United Bank Limited, Habib Bank Limited and also several shops of the said locality.

A criminal Case U/S a 147/136/332/436/427/P.P.C was registered at police station Soldier Bazar vide FIR No 29/1983 dated 21.02.1983. Subsequently it transpired that the said criminal case was withdrawn from the prosecution on the instructions of the Government.

On 22.02.1983 a general strike call was given by the Swad-e-Azam Ahle sunnat to press the Government for the acceptance of their TEN DEMANDS.

محترم جناب کے۔ایم ندیم ایڈووکیٹ (مرحوم) کی جانب سے جاری کردہ "وائٹ پیپر" جس میں ۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۵ء تک کراچی کے شیعوں پر ہونے والے فرقہ وارانہ تشدد کا احاطہ کیا گیا ہے۔ (محترم جناب سید حسن مشیر رضوی کے شکریہ کے ساتھ اس تاریخی دستاویز کو شائع کیا جا رہا ہے)

"معاشرے کی اصلاح کا دارومدار کافی حد تک عورت پر ہے۔ خواتین کو چاہیے
کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کے لیے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو مدنظر رکھیں
تاکہ ان کی اولاد حسینؑ یا زینبؑ بنے"
(قائد شہید علامہ عارف حسین الحسینی)

NEW KARACHI COACH INCIDENT
(BOMB BLAST & FIRING CASE)

Dated: 23.07.1994 At: 0220 Hrs F.I.R No. 386/94 u/s 3 Explosive Act 1908 & 147, 148, 149, 302/324 Qasas & Diyat Ordinance.
New Karachi Police Station,
Distt. Central, Karachi, Sindh. Coach No. PE 2341.
Investigation Officer: Mr. Aslam Hayat, S.H.O.
Incident immediately reported from Abbasi Shaheed Hospital to Karachi Police Control, Entry No. 04, Attended by A.S.I Altaf at 0220 Hrs. Entry No.073 & 074 at New Karachi Police Station, Attended by A.S.I Saulat & Head Constable Naveed at 0220 Hrs.

LIST OF PERSONS INJURED & EXPIRED AT ABBASI SHAHEED HOSPITAL

S.No.	Medico-Legal No.	Name , Father's Name & Address	Age	Remarks
1.	3585	ABID HUSSAIN ALIAS KHURRAM S/O KHADIM HUSSAIN R/O R 509, QASBA COLONY	10	INJURED & SHIFTED TO I.Z.A.H.
2.	3586	IRFAN S/O NAZIM HUSSAIN R/O R 510, QASBA COLONY	12	- DO -
3.	3587	RAZA ABBAS S/O KAZIM HAIDER R/O 595, JAFFAR-E- TAYYAR	18	- DO -
4.	3588	HASSAN NAWAB S/O NIAZ HUSSAIN R/O E 121, QASBA COLONY	20	- DO -
5.	3589	IRSHAD ALI S/O YOUSUF ALI R/O R-1 4/17, QASBA COLONY	24	- DO -
6.	3590	GHULAM HASNAIN S/O MOHD. HASNAIN R/O 105, QASBA COLONY	17	- DO -
7.	3591	NAYAB S/O SHAH HUSSAIN R/O R-1 2/13, QASBA COLONY	28	- DO -
8.	3592	KAMRAN S/O SHAKEEL R/O R1 5/2, QASBA COLONY	20	EXPIRED IN ICU ABBASI SHAHEED (16)

انجمن شہدائے عباس قصبہ کالونی کی بس پر حملے میں زخمی اور شہید ہونے والے افراد کی تفصیلات صفحہ اول (بشکریہ ہاشم بھائی)

9.	3593	AAMIR HUSSAIN S/O NASIR HUSSAIN R/O K 65, QASBA COLONY	17	SHIFTED TO I.Z.A.H
10.	3594	AZLAN S/O AKHTER HUSSAIN R/O 105, QASBA COLONY	9	- DO -
11.	3595	SYED NAYAB HUSSAIN S/O SYED NAWAB HUSSAIN R/O E 121, QASBA COLONY	18	- DO -
12.	3596	MOHSIN RAZA S/O WAQAR HUSSAIN R/O K 263, QASBA COLONY	18	- DO -
13.	3597	GHULAM ABBAS S/O NASIR HUSSAIN R/O A 19/9, QASBA COLONY	28	- DO -
14.	3598	SYED JAWAD HUSSAIN S/O SYED SHAH HUSSAIN R/O R 1 6/8, QASBA COLONY	13	- DO -
15.	3599	ALI RAZA S/O MURTAZA HUSSAIN R/O R 507, QASBA COLONY	12	- DO -
16.	3600	NADIR ALI S/O ALI ABID R/O QASBA COLONY	20	SHIFTED TO AGHA KHAN HOSPITAL
17.	3601	ALI ABBAS S/O SAFDAR HUSSAIN R/O R-1 2/8, QASBA COLONY	24	SHIFTED TO I.Z.A.H
18.	3602	KASHIF HUSSAIN S/O KHADIM HUSSAIN R/O 510 QASBA COLONY	13	- DO -
19.	3603	IRTAZA HUSSAIN S/O MURTAZA HUSSAIN R/O R 507, QASBA COLONY	11	- DO -
20.	3604	MOHD. RAZA S/O SAFDAR HUSSAIN R/O 42 JAFFAR-E-TAYYAR	19	- DO -

انجمن شہدائے عباس قصبہ کالونی کی بس پر حملے میں زخمی اور شہید ہونے والے افراد کی تفصیلات صفحہ دوئم

21. 3605	SULTAN HAIDER S/O MUZAFFAR HUSSAIN R/O QASBA COLONY	25	- DO -
22. 3606	ARSHAD HUSSAIN S/O SHAH HUSSAIN R/O R 1 6/8, QASBA COLONY	27	- DO-
23. 3607	SHABAB HUSSAIN S/O SHAH HUSSAIN R/O R 1 2/13, QASBA COLONY	18	- DO -
24. 3608	ALI KAUSAR S/O BAQAR HUSSAIN R/O QASBA COLONY	28	EXPIRED (11)
25. 3609	ALI ABBAS. S/O GHULAM ABBAS R/O QASBA COLONY	08	EXPIRED (12)
26. 3610	HASAN ABBAS S/O SAFDAR ABBAS R/O R 1 2/8, QASBA COLONY	25	EXPIRED (13)
27. 3611	MUNAWAR HUSSAIN S/O MOHD. HUSSAIN R/O R 1/6-12, QASBA COLONY	16	EXPRED (14)
28. 3612	ZAFAR ABBAS S/O HAMID HUSSAIN R/O F 119,-QASBA COLONY	22	EXPIRED (15)
29.	SHAHZAD S/O RIAZ ALI R/O F 166, QASBA COLONY	22	INJURED & SHIFTED TO I.Z.A.H

6 PERSONS WERE EXPIRED AND MANY SERIOUS INJURED WHICH WERE SHIFTED TO I.Z.A.H (IMAM ZAINUL ABEDIN HOSPITAL, FIRST CHORANGI, NAZIMABAD, KARACHI).

انجمن شہدائے عباس قصبہ کالونی کی بس پر حملے میں زخمی اور شہید ہونے والے افراد کی تفصیلات صفحہ سوم

GULBAHAR INCIDENT
(BOMB BLAST & FIRING CASE AT IMAM BARGAH & MASJID JAFFARIA, HUSSAINABAD)

Dated: 24-07-1994 F.I.R No. 273/94 At: Gulbahar Police Station, Distt. Central, u/s 324/34 & 427 Qasas & Diyat Ordinance. Investigation Officer: Mr.Zahid Shah, A.S.I. Incident immediately reported to Police Control, Entry No.08, Attended by Head Constable Zulfiqar Ali at 0810 Hrs.

LIST OF PERSONS INJURED

S.No.	Medico-Legal No.	Name, Father's Name & Address	Age	Remarks
1.	3647	HASHIM ALI S/O MASOOM ALI R/O A 299, HUSSAINABAD	38	FIRE ARM INJURY SHIFTED TO I.Z.A.H
2.	3648	ALI NASIR S/O MURTAZA HUSSAIN R/O 2276, HUSSAINABAD	25	- DO - M/L NO.3370 J.P.M.C., KARACHI
3.	3649	MOHD. RASHID S/O M. AHMAD JAFRI R/O 381, HUSSAINABAD	22	- DO -
4.	3650	HAIDER AMIR S/O ZAHEER HUSSAIN R/O 384, HUSSAINABAD	20	- DO -
5.	3651	MOHD. ABBAS S/O JAFFAR ALI R/O 2299, HUSSAINABAD	18	- DO -
6.	3654	MST. SHAHANA W/O ANWAR RAZA R/O 376, HUSSAINABAD	30	EXPLOSIVE INJURY SHIFTED TO AGHA KHAN HOSPITAL
7.	3655	DANISH S/O ANWAR RAZA R/O 376, HUSSAINABAD	08	EXPLOSIVE INJURY SHIFTED TO I.Z.A.H
8.	3656	MEHWISH D/O ANWAR RAZA R/O 376, HUSSAINABAD	10	- DO -
9.	3657	SEHRISH D/O ANWAR RAZA R/O 376, HUSSAINABAD	06	- DO -

جولائی ۱۹۹۴ء میں جعفریہ امام بارگاہ حسین آباد پر حملے میں زخمی ہونے والے افراد کی تفصیلات (بشکریہ ہاشم بھائی)

محفل شاہ خراسان پر حملہ کی ابتدائی پولیس رپورٹ

مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۳ء

فارم ۲۴-۵ ر یو   بلاک نمبر

بعدالت جناب علاقہ مجسٹریٹ صاحب تھانہ سولجر بازار۔ کراچی۔

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی رپورٹ شدہ زیر دفعہ ۱۵۴ ضابطہ فوجداری۔ تاریخ ووقت وقوعہ ۱۱.۴۵ بجے تا ۲.۳۰ بجے۔

۲۹/۸۳ تھانہ سولجر بازار ضلع کراچی

تاریخ ووقت رپورٹ	۲۱-۲-۸۳ ۔ ۱۸۰۰ بجے
نام وسکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	سرکار ذریعہ انسپکٹر محمد شفیع S.H.O سولجر بازار کراچی
مختصر کیفیت جرم ( ) و حال اگر کچھ کھویا گیا ہے	بجرم دفعہ ۴۲۷/۴۳۶/۳۳۲/۳۹۲/ ۱۴۷ ت پ
جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	ایم اے جناح روڈ پرانی نمائش تا گرو مندر جانب مشرق بفاصلہ ½ فرلانگ اندازاً از تھانہ
کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ تاخیر ہوگئی ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔	کچھ نہیں ہے ایس ایچ او۔ انسپکٹر محمد شفیع مصروف تفتیش ہوں

تھانے سے روانگی کی تاریخ اور وقت	۲۱۲-۸۳

دستخط انگریزی عہدہ ایس۔ایچ۔او۔ (ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

نوٹ:۔ اطلاع کے نیچے اطلاع دہندہ کا دستخط یا مہر یا نشان انگوٹھا ہی چاہیے۔ اور افسر تحریر کنندہ (ابتدائی اطلاع) کے دستخط بطور تصدیق ہونے چاہئیں۔

امروز منجانب سواد اعظم اہلسنت جماعت کراچی نماز ظہر مسجد باب الرحمٰن دانش چوک اندرون شہر د علاقہ تھانہ بریگیڈ میں ادائیگی کا اعلان شہر کراچی میں ہوا تھا جس میں شرکت کے لئے کراچی شہر، نواحی بستیوں سے قریب ۱۰/۸ ہزار افراد اہل سنت د جماعت شریک ہوئے۔ اور نماز ادا کی۔ بعد اختتام نماز ظہر شرکار نماز نے باقاعدہ جلوس کی شکل اختیار کر لی۔ اور ایم اے جناح روڈ پر آگئے۔ جس میں مولانا اسفندیار خان مولانا ذکریا۔ مولانا ندوی، مولانا اسعد تھانوی، مولانا امجد تھانوی مولانا فیض الباری خطیب گودھرا کالونی و دیگر علماء پیش پیش تھے۔ اہل جلوس نے ایم اے جناح روڈ پر آکر ایک دم محفل شاہ خراسان کی طرف پیشقدمی کے لئے کوشش شروع کر دی اور ساتھ ہی پتھراؤ کرنا شروع کر دیا اور کچھ لوگوں نے پتھر اٹھا کر سڑک پر رکھ کر اور انہیں جنگلے۔ جو کہ پودوں کی حفاظت کے لئے سڑک پر نصب تھے اکھاڑ کر سڑک ایم اے جناح روڈ بند کر دی تعداد شرکار ۸۰۰۰ ہزار تھی کہ جلوس کے پتھراؤ کے نتیجے میں پی سی رحیم بخش ۲۹۷۱ ڈرائیور محمد اسماعیل ۸۱۸۳ دیگر کانسٹبلان افسران زخمی ہوئے اور سرکاری جیپ ڈی ایس پی ٹریفک پر پتھراؤ کر کے انکو بھاری نقصان پہنچایا جس سے سامنے والا شیشہ ٹوٹ گیا اور جیپ گاڑی نمبر ۹۰۴۹-۵۔۹ کو نقصان ہوا۔ علاقے موجودہ حکام MLA صاحب

ایسٹ نے، ڈی سی صاحب ایسٹ، ایس ڈی ایم صاحب سنٹرل موجود تھے جنھوں نے ایس ڈی ایم صاحب سنٹرل کے ذریعہ مائکرو فون کے ذریعہ مجمع خلاف قانون قرار دیتے ہوئے سٹ کا نام دیا کہ پر امن رہتے ہوئے منتشر ہو جائیں۔ مگر اس اپیل کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور بدستور پتھراؤ جاری رکھا۔ لہٰذا بعد ختم مدت شدہ کرہ آنسو گیس مناسب طاقت کا استعمال کرکے مجمع خلاف قانون کو منتشر کر کے بالمقابل شاہ خراسان ایم اے جناح روڈ سے کیا گیا کہ مجمع مذکورہ دوبارہ گرد مندر پہ جمع ہوا۔ اور بس نمبر ۱۹۰۰ - ۱۴۰ - روٹ ۷/۱۳ ادمنی بس کو آگ لگا دی اور یونائیٹڈ بینک حبیب بینک ملحقہ دو کانوں سے پتھراؤ شروع کر دیا اور بس جل گئی اور دوکانات ہر دو بینکوں کو نقصان پہنچا جس کا تخمینہ لگایا جا رہا ہے علاوہ ازیں مجمع والوں نے حبیب بینک ایم اے جناح روڈ اور مسلم بینک پرانی نمائش پر بھی پتھراؤ کیا جس سے انکو بھی نقصان پہنچا ہے۔ یہ واقعہ ۴ بجے شام تا ۵ بجے شام تک کا ہے۔ میں اور دیگر ملازمان پولیس حکام سامنے آنے پر گرفتار کر سکے۔ موقعہ پر مسمیان (۱) جاوید اقبال ولد احمد خان (۲) محمد بشیر ولد محمد رشید (۳) قدوس گل ولد سادہ گل (۴) وارث خان ولد شیر محمد (۵) فضول شاہ ولد ابوالحسن شاہ (۶) محمد نذیر ولد غلام رسول (۷) منصب ولد محمد ملوک (۸) محمد اسلم ولد محمد علی (۹) نذیر حسین ولد غلام حسین (۱۰) راشد حسین ولد ولایت حسین (۱۱) محمد رفیق ولد اسماعیل (۱۲) عبدالقیوم ولد میاں محمد (۱۳) محمد علی ملک کو ذریعہ ملازمان پولیس گرفتار کیا گیا۔
یہ فعل ملزمان بالتذکرہ بالا تحت دفعہ ۱۴۷، ۱۴۹ - ۳۳۶ - ۳۳۲ - ۴۳۶ - ۴۲۷ ت پ قابل فوجداری ہے۔ لہٰذا فوری در باحق اسٹیٹ قائم کیا جا کر میں ایس ایچ او مصروف تفتیش ہوں

دستخط انگریزی۔

۲۱-۲-۸۳

نوٹ:۔ سلطان ملزمان کی ضمانت ہوتی۔ بعد بغیر مقدمہ چلائے چھوڑ دیا گیا۔

نوٹ:۔ محترم جناب کے ایم ندیم ایڈووکیٹ (مرحوم) کے جاری کردہ "وائٹ پیپر" کے مطابق ۹ جنوری ۱۹۸۲ء میں بھی بروز "عید میلاد النبیؐ" شرپسندوں نے "محفل شاہ خراسان" پر حملہ کیا تھا۔ "وائٹ پیپر" صفحہ نمبر (۶۲۶) پر ملاحظہ فرمائیں۔

مسجد سکینہؑ کے نذرِ آتش کیے جانے کی ابتدائی پولیس رپورٹ

بعدالت جناب علاقہ مجسٹریٹ صاحب نیو کراچی

پولیس فارم نمبر ۲۴-۵ (۱)

بک نمبر

ابتدائی اطلاعی رپورٹ شیٹ جرم قابلِ دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ ۱۵۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

نمبر ۵۰/۸۳ تھانہ نیو کراچی ضلع کراچی [illegible]

تاریخ و وقتِ وقوعہ ۱۴۳۰ بجے تا ۱۷۰۰ بجے

۱	تاریخ و وقت رپورٹ	۲۸-۱-۸۳ ۱۸۰۵ بجے	۶	تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت	۲۹-۱-۸۳
۲	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث رپٹ نمبر ۴۵	تقی شوق ولد محمد تقی ساکنہ ۱۵/۳۸ سیکٹر ۱۵/ نیو کراچی۔			
۳	مختصر کیفیت جرم معہ دفعہ و مال اگر کچھ کھویا گیا ہے۔	زیر دفعہ ۲۹۵/۴۵۱/۱۴۸/۱۴۷- ۳۲۳/۴۲۷/۴۳۶ ت پ [illegible]			
۴	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت۔	امام بارگاہ و جامع مسجد سکینہ سیکٹر ۱۰/۵ نیو کراچی جانب مشرق بفاصلہ ½ ۲ کلومیٹر۔			
	کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔	حسب آمد بیان تحریری مقدمہ قائم کیا تفتیش ایس ایچ او ملک محمد اکرم صاحب کریں گے۔			

دستخط انگریزی عہدہ سب انسپکٹر (ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

نوٹ:- اطلاع کے نیچے اطلاع دہندہ کا دستخط یا مہر یا نشان انگوٹھا ہونا چاہیئے اور تحریر کنندہ (ابتدائی اطلاع) کے دستخط بطور تصدیق ہونے چاہئیں۔

616

[illegible] مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۴ موجب پولیس تھانے میں [illegible]

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

نمبر 112/83 — تھانہ لیاقت آباد — ضلع کراچی — تاریخ و وقت وقوعہ 19 3/83 وقت 1445

1	تاریخ و وقت رپورٹ	19 3/83 وقت 1530 — 6 — تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت: 19 3/83
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	[illegible] ASI انچارج [illegible] لیاقت آباد کراچی
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ لے لیا گیا ہے	جرم دفعہ 147-148-149 / 307-302
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	[illegible] لیاقت آباد [illegible]
	[illegible]	[illegible]
5	کارروائی متعلقہ تفتیش — اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے	1

ASI

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

دستخط

نوٹ: [illegible]

[illegible] 19 3/83 [illegible] وقت 1530 [illegible] لیاقت آباد [illegible] ASI [illegible]

[illegible]

شہید سید شاہد حسین جعفری (سانحہ لیاقت آباد ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء) کے قتل کی رجسٹر ہونے والی ایف آئی آر کے عکس۔ (بشکریہ محمد حیدر)

☆☆☆☆☆

”معاشرہ عورت کی گود میں پلتا ہے۔ بڑے بڑے سائنسدان، فلسفی، دانشور اور مجاہد،

سب کی پہلی تربیت گاہ ماں کی گود ہے۔ معاشرے کی اصلاح کا دارومدار کافی حد تک عورت پر ہے۔

خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کے لیے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو مدنظر رکھیں تا کہ ان کی اولاد حسینؑ یا زینبؑ بنے“

(قائد شہید علامہ عارف حسین الحسینی)

[illegible] جرم جي باري ۾ اطلاع ... داخل ڪرڻ جو فارم ...

[illegible] ڪتاب ۾ ... موجب ... ڪندڙ ... دفعو ۱۵۴ ...

نمبر [illegible]	ٿاڻو / تھانہ: بهادر آباد	ضلعو / ضلع: ڪراچي	تاريخ ۽ وقت ٿيڻ / تاریخ و وقت وقوعہ: [illegible]

1	تاريخ ۽ وقت رپورٽ. / تاریخ و وقت رپورٹ.	[illegible]	6	ٿاڻي تان روانگي ٿيڻ جي تاريخ ۽ وقت / تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت.
2	خبر ڏيندڙ ۽ فرياد ڪندڙ جو نالو ۽ رهڻ جي جڳهه. / نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث.	[illegible]		
3	ڏوهه جو مختصر بيان ... / مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ لیا گیا ہے.	427/323، 336/436، 147/148/149، 307/302		
4	واردات جي جاءِ ... / جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت.	[illegible] بهادر آباد [illegible]		
5	... / کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جاوے.	[illegible]		

[illegible] S.I.P. [illegible]

(اطلاع ڏيندڙ جي صحيح ...) [illegible]

نوٽ: ... [illegible]

[illegible]

لیسٹ گواہان مقدمہ الزام نمبر 422/84 جرم دفعہ 147/148/149/436/336 / 323/427/307/302 ت پ تھانہ لیاقت آباد کراچی

تفصیل گواہان

(1) سب انسپکٹر محمد سلیم تھانہ لیاقت آباد کراچی
(2) سید عباس حیدر ولد غلام زین العابدین [illegible] حسن کالونی گلبہار کراچی
(3) سید جواد علی جعفری ولد سید محمد جعفری [illegible] سعادت کالونی [illegible] روڈ کراچی
(4) سید علی عباس رضوی ولد سید واجد حسین [illegible] حسن کالونی گلبہار کراچی
(5) سید تہور حسین ولد سید اقبال حسین [illegible]
(6) سید ارشد علی عابدی ولد سید طالب علی عابدی [illegible] PECHS کراچی
(7) صادق عباس ولد حسن عباس [illegible] دریا لیاقت آباد کراچی
(8) سید نور الحسن ولد سید سجاد حسین [illegible]
(9) سید علی محمد [illegible] ولد سید [illegible] حسین [illegible] جعفر طیار سوسائٹی ملیر کراچی
(10) سید محمد رضوی ولد سید شبیر حسین رضوی [illegible] دریا لیاقت آباد کراچی
(11) اسرار احمد خان ولد [illegible] خان [illegible] دریا لیاقت آباد کراچی
(12) سید محمد اشرف ولد سید [illegible] دریا لیاقت آباد کراچی
(13) [illegible] ولد [illegible] لیاقت آباد کراچی
(14) ASI محمد [illegible] تھانہ لیاقت آباد کراچی
(15) HC حق نواز [illegible] " " "
(16) HC شہباز خان " " "
(17) HC ممتاز خان تھانہ ناظم آباد کراچی
(18) کانسٹیبل [illegible] 15/673 تھانہ [illegible] کراچی
(19) حبیب الرحمن ولد [illegible] ناظم آباد کراچی
(20) ASI عبدالرحمن تھانہ [illegible] کراچی
(21) HC محمد انور 11036 تھانہ لیاقت آباد کراچی
(22) HC عبدالرزاق 622 " " "
(23) انسپکٹر انچارج ذوالفقار حسین تھانہ [illegible] کراچی
(24) انسپکٹر انچارج [illegible] تھانہ لیاقت آباد کراچی
(25) انسپکٹر انچارج [illegible] حسین تھانہ لیاقت آباد کراچی
(26) [illegible]
(27) [illegible] " " "

SHO Liaquatabad Karachi

شہید سید بہادر علی جعفری (سانحہ لیاقت آباد ١٦/١ اکتوبر ١٩٨٤ء یوم عاشور) کے قتل کی رجسٹرڈ ہونے والی ایف آئی آر کے عکس۔ (بشکریہ محمد حیدر)

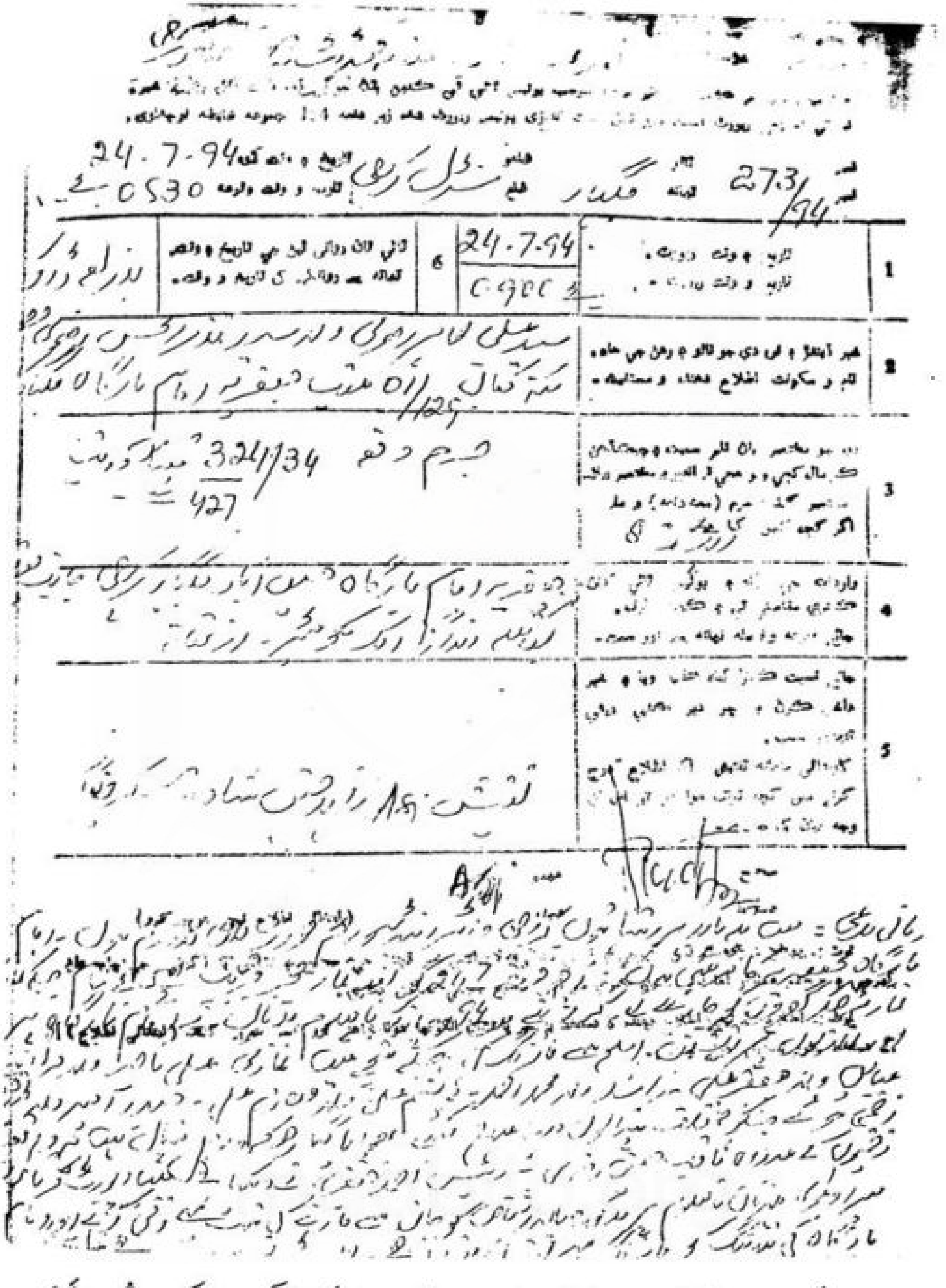
24-7-94
0530
273/94
24-7-94
324/34
427

جولائی ۱۹۹۴ء میں جعفریہ امام بارگاہ حسین آباد پر حملے کی ایف آئی آر کا عکس (بشکریہ ہاشم بھائی)

سانحہ بس کراچی V ڈی جوڑ

[illegible]

29

[illegible]

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

نمبر 386/94	تھانہ نیو کراچی	ضلع سنٹرل کراچی	تاریخ و وقت وقوعہ 23-7-94 0220 بجے رات

تاریخ و وقت رپورٹ۔	23-7-94 / 1730	6	تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت۔

نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	مستغیث علی عباس ولد سید صفدر حسین قوم سید عمر [illegible] سال ساکن مکان R-1 قصبہ کالونی کراچی
مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ لیا گیا ہو	دفعہ 147/148/149 ت پ 3 ایکسپلوزیو ایکٹ سنہ 1908ء 302/324 مع انسداد دہشت گردی آرڈیننس
جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	D موڑ روڈ جانب کالا اسکول سیکٹر 5/D نیو کراچی، جانب شمال مشرق فاصلہ 2½ کلومیٹر
کارروائی جو تفتیش کے متعلق کی گئی	تفتیش ASI 640/87 اسلم قائم خانی کرے گا

640/87

دستخط [illegible]

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

[illegible] مستغیث بیان کرتا ہے کہ میں مکان R-1 قصبہ کالونی کراچی کا رہنے والا ہوں [illegible] نمبر [illegible] وقت 2 بجے رات [illegible] 23/7/94 [illegible] قریب 0220 بجے رات جب ڈی موڑ جانب کالا اسکول [illegible]

انجمن شہدائے عباس قصبہ کالونی کی بس پر حملے کی ایف آئی آر صفحہ ۱ کا عکس (بشکریہ ہاشم بھائی)

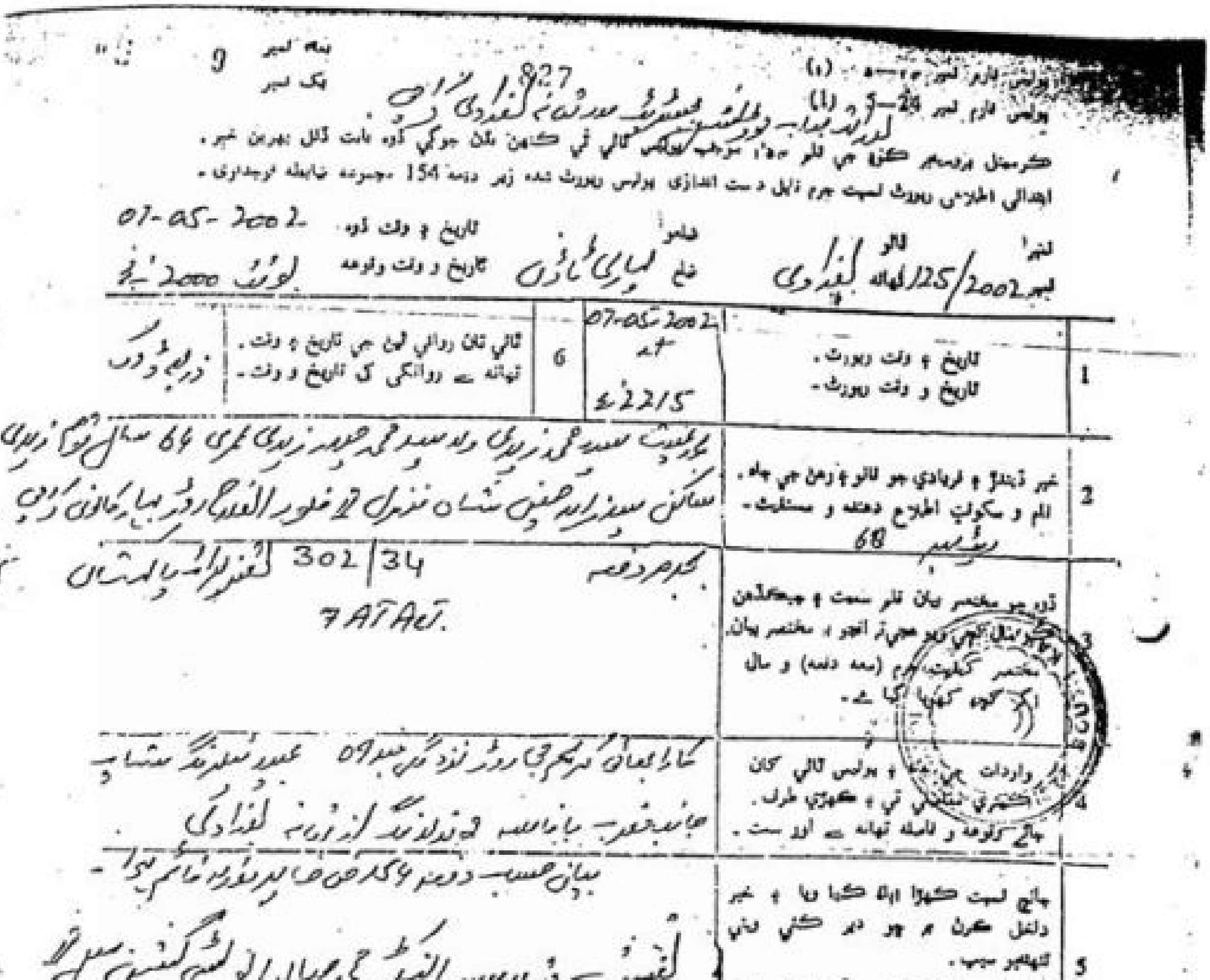

07-05-2002

125/2002

302/34

7ATA

شہید سید اصغر حسین زیدی کے قتل کی رجسٹر ہونے والی ایف آئی آر کے صفحہ نمبر ا کا عکس۔ (بشکریہ خانوادہ شہید)

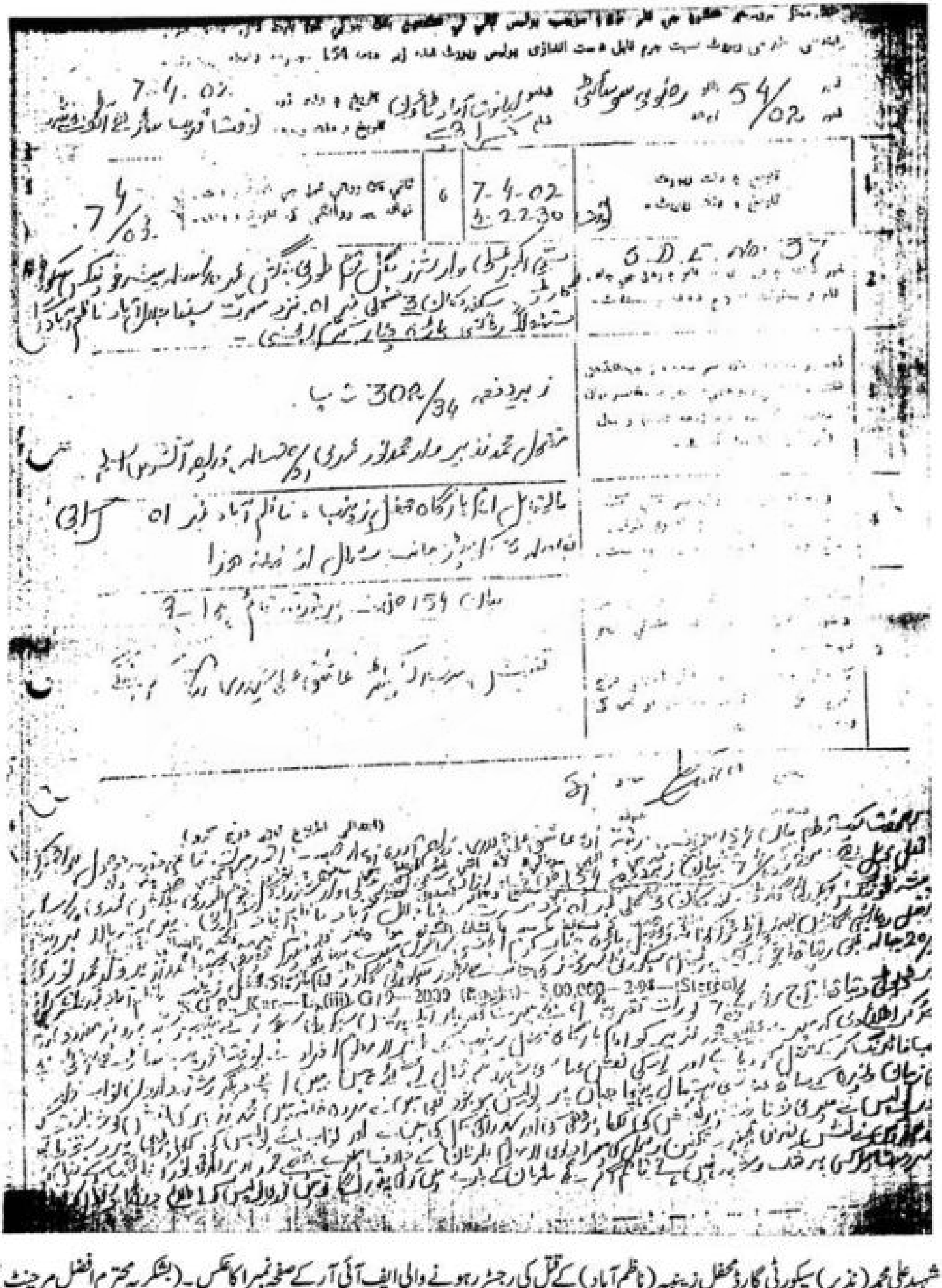

شہید علی محمد (نذیر) سیکورٹی گارڈ محفل زینبیہ (ناظم آباد) کے قتل کی رجسٹر ہونے والی ایف آئی آر کے صفحہ نمبر ا کا عکس۔ (بشکریہ محترم افضل مرچنٹ)

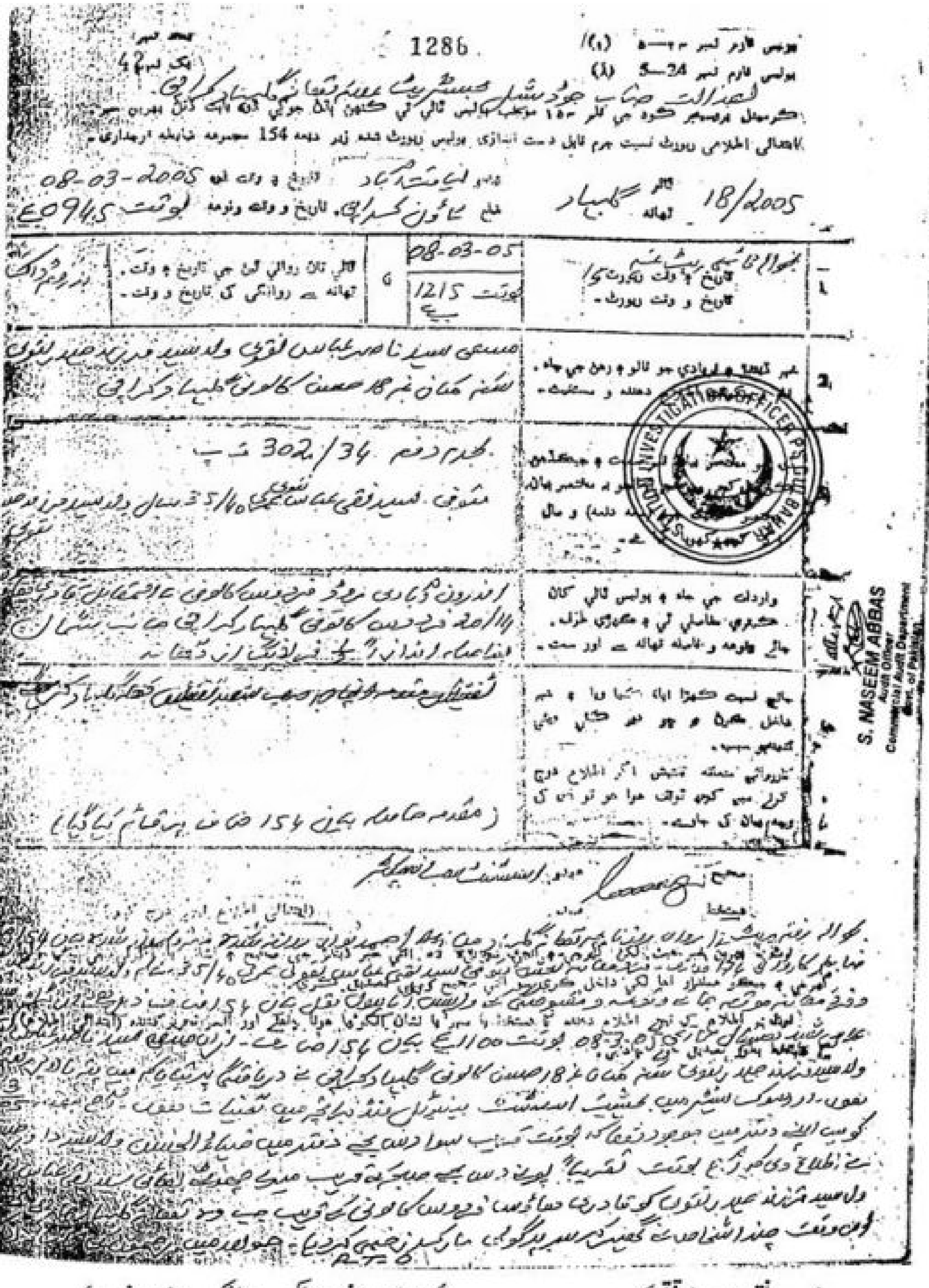
1286

پولیس فارم نمبر 24-5 (الف)

بعدالت صاحب جوڈیشل مجسٹریٹ ... تھانہ گلبہار کراچی

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

تاریخ و وقت 08-03-2005

نمبر 18/2005 تھانہ گلبہار

تاریخ و وقت وقوعہ 0945 بجے

08-03-05

1215 بجے

بجرم دفعہ 302/34 ت پ

S. NASEEM ABBAS
Audit Officer
Commercial Audit Department
Govt. of Pakistan

شہید سید تقی عباس کے قتل کی رجسٹر ... ئی آر کے صفحہ نمبر ا کا عکس۔ (بشکریہ نواسہ شہید)

OFFICE OF THE SUPERINTENDENT OF POLICE JAMSHED QUARTERS, CCP KARACHI.
NO.SP/JQ/SSC/08- 10817-46 **/Karachi** **Dated:** 21 **-12-2008.**

OBITUARY

I, Javed Akber Riaz, Superintendent Police Officer, Jamshed Quarters, CCP Karachi, is grieved to record the Shahadat of Driver Head Constable No.2577 / 4237 Gohar Ali s/o Bunyad Ali of Headquarter Naval Colony, M.T Section, working at Brigade Police Station, Karachi, who embraced Shahadat on 17-11-2008 at 0830 hours with the firing of some unknown terrorists in the area of Police Station Jamshed Quarter. In this connection case FIR No.535/2008 u/s 302 PPC has been registered at Jamshed Quarter Police Station, Jamshed Town, CCP, Karachi.

The above Shaheed Driver Head Constable was born on 01-11-1964 and joined the Police force as constable on 06-01-1990.

The Superintendent Police Officer, Jamshed Quarters, CCP Karachi and all rank of Police Force offer their deepest sympathies to the aggrieved family members of Shaheed Driver Head Constable in their bereavement **"MAY ALMIGHTY ALLAH"** given courage to bear this irreparable loss **"AMEEN"**.

(JAVED AKBAR RIAZ), PSP
SUPERINTENDENT OF POLICE
JAMSHED QUARTERS,CCP, KARACHI.

Copy Forwarded to the following for information and necessary action.

1. The Deputy Inspector General of Police, Admn, CCP, Karachi. (Attention ADIGP/Estt:)
2. The Deputy Inspector General of Police South Zone, CCP Karachi (Attention ADIGP South Zone)
3. The Accountant General Sindh Karachi
4. All Superintendent Police Officers CCP Karachi.
5. The Superintendent of Police, Headquarter Naval Colony, It is informed you that the pay / lien of above late Driver Head Constable in your Headquarter, it is therefore requested that further necessary action in this regard.
6. SHO Brigade PS w/r to his No. 4758 Dated: 17-11-2008.
7. Accountant Jamshed Quarters, CCP Karachi
8. D.O.B Clerk for DOB.

شہید گوہر علی کے قتل کے سلسلے میں جاری سرکاری تعزیت بیان کا عکس۔ (بشکریہ خانوادہ شہید)

SHO Saeedabad

Medicolegal Centre Abbasi Shaheed Hospital, Karachi.

ML NO. 03915/94

DATE & HOURS OF ARRIVAL 11-8-94
12.45 AM

ENTRY NO. : 2
ASI Abdul Majeed

POLICE STATION
Saeedabad

BROUGHT BY :
Zinat ara
w/o
Abdul Rehman

MARK OF IDENTIFICATION
1. Mole on right cheek
2.

Adv X-ray Abdomen and Chest

DISPOSAL
Admitted in Surgical I.C.U.

NAME Shaheen Fatima S/O, W/O, D/O Mohd Hasnain AGE Age 32 SEX Female
ADDRESS Qaim khani colony Block-L Saeedabad DATE 11-8-94
PLACE OF OCCURANCE at above address

HISTORY of Assault as alleged

- General condition Concious, rest less.

(1) - Firearm wound of entry punctured manner on right hypocondrium of about 2.5x1.5cm with inverted margins. no blackening, tattoing and singing seen around the wound. Cavity deep?
- No exit wound seen.

(2) - Firearm wound of entry punctured manner on umblical region of about 2.0x1.5cm with inverted margins, no blackening, tattoing and singing seen around the wound. Cavity deep?
- NO exit wound seen.

NATURE OF INJURIES (1)(2) Reserved. KIND OF WEAPON Firearm

PROBABLE DURATION OF INJURIES within 2 hours.

Dr. Abdul Hameed Khan
MLO
MEDICOLEGAL OFFICER

اہلیہ شہید محمد حسنین (قائم خانی کالونی سعید آباد) کی میڈیکولیگل رپورٹ کا عکس جو شدید زخمی تھیں اور اسٹریچر پر اپنے شہید شوہر کا آخری دیدار کرنے کے لیے لائی گئیں۔

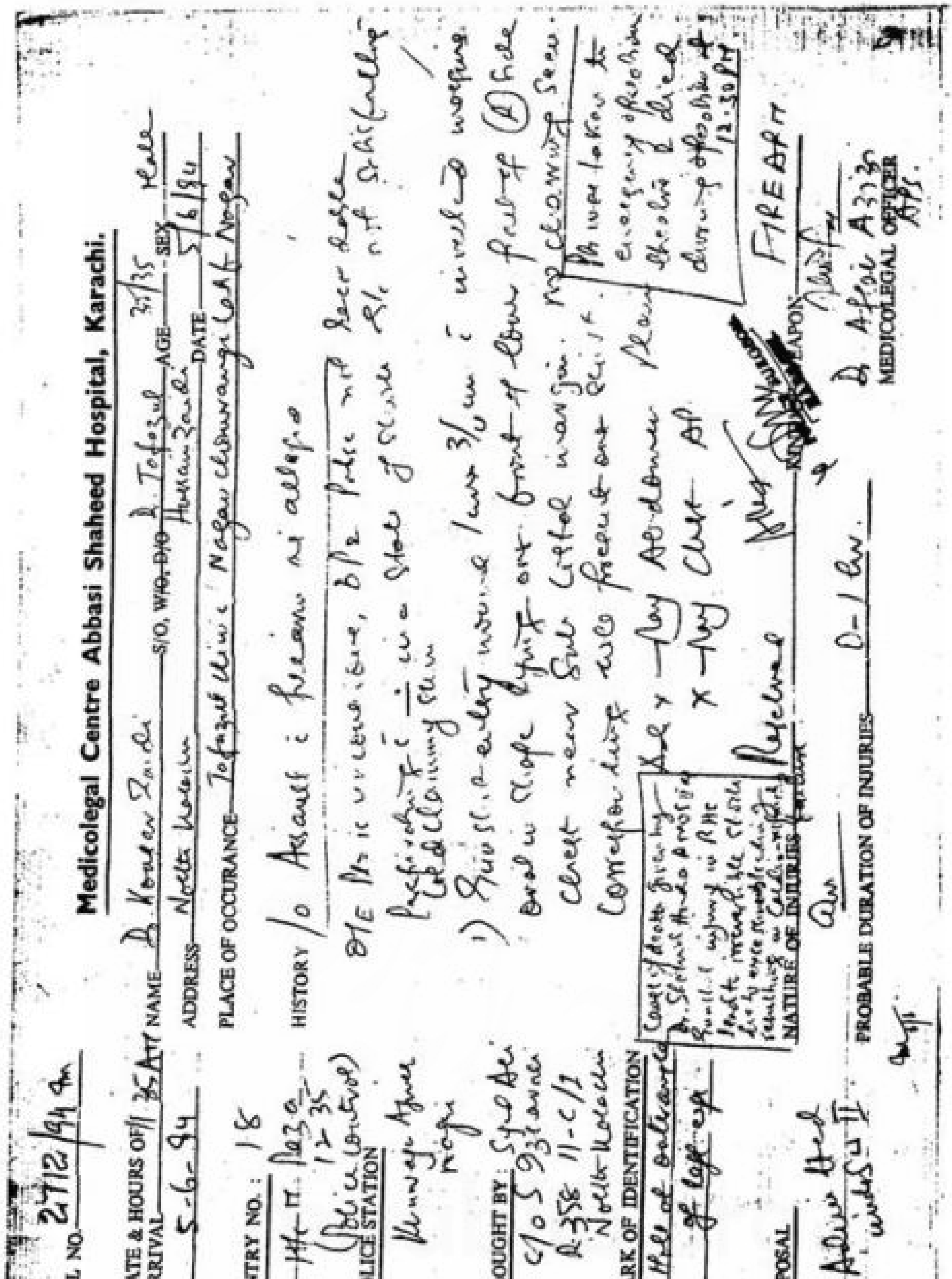
Medicolegal Centre Abbasi Shaheed Hospital, Karachi.

ML NO. 2712/94

DATE & HOURS OF ARRIVAL 11:35 AM 5-6-94

NAME Dr. Kausar Zaidi S/O, W/O, D/O Dr. Tafazul AGE 35/35 SEX Male

ADDRESS North Nazimabad

PLACE OF OCCURANCE DATE 5/6/94

ENTRY NO.: 18

POLICE STATION

HISTORY

BROUGHT BY:

MARK OF IDENTIFICATION

1.

2.

NATURE OF INJURIES

WEAPON FIREARM

PROBABLE DURATION OF INJURIES

DISPOSAL

MEDICOLEGAL OFFICER

شہید ڈاکٹر کوثر زیدی کی میڈیکولیگل رپورٹ کا عکس (بشکریہ ہاشم بھائی)

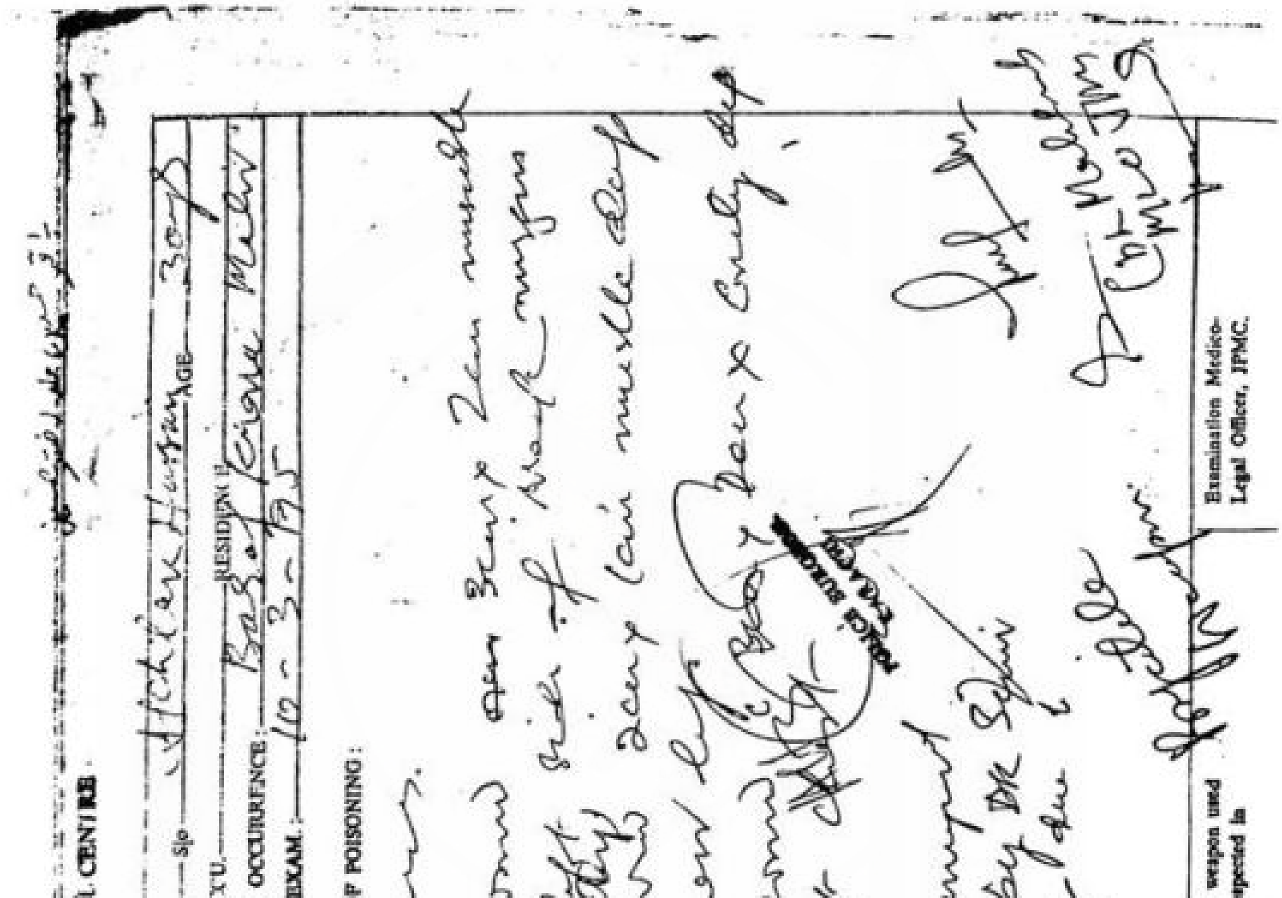
JINNAH POSTGRADUATE MEDICAL CENTRE
KARACHI-35

NAME Baqir S/o Iftikhar Hussain AGE 30 yrs
SEX Male CASTE OCCU. RESIDENCE Bazar Colony Malir
PLACE OF OCCURRENCE
DATE OF EXAM. 10-3-95

1. HISTORY OF
PARTICULARS OF INJURIES OR SYMPTOMS IN CASE OF POISONING:

Nature of Injuries (Simple, Grievous, Dangerous) Probable
The kind weapon used poison suspected in
Examination Medico-Legal Officer, JPMC.

شہید باقر حسین (سانحہ حسین آباد ملیر) کی میڈیکولیگل رپورٹ کا عکس (بشکریہ ہاشم بھائی)

CIVIL HOSPITAL, KARACHI.

P.M. No. 90/95 Date: 25-2-95.

Memorandum of Post Mortem Examination held at Dmc Mortuary

Karachi on the dead body of Bilgrami S/o unknown

By Dr S. Doultani

I. **GENERAL PARTICULARS:**

1. By whom was the corpse sent? S.H.O Ferozabad
2. By whom was the corpse brought? SI Majeed Abbas
3. By whom identified (1) Mustafa S/o Hyder Ali (Jamait member) (2) ay
4. (a) Exact time of its receipt 9-30 Am 25/2/95.
   (b) Exact time of beginning P.M. Examination. 10-40 Am
   (c) Exact time of completion of P.M. Examination. 10-50 Am
5. Substance of accompanying report from Police Officer, Magistrate, together with the date of death -- if known, supposed cause of death or reason for examination. Said to have died due to fire arm injury under jurisdication PS Ferozabad.

II. **EXTERNAL EXAMINATION:**

6. Sex, Apparent Age, Race etc. Male about 55Ys, Circumcised
7. Description of Clothes or ornaments, on the body. Shilwar & Qamees off white colour and white colour Banyan.
8. Condition of the body. - Fresh
9. Special Marks on the skin. Scar on (L) dorsum of hand
10. Condition of the clothes. Used, dirty with blood staining
11. Rigor Mortis: Develop only on small muscles of face.
12. General description about feature extent and signs of de-composition, presence of post Mortem lividity, (P-M-L.) Position of Tongue, State of pupils, oozing from mouth, nostrils, ear, etc. - Recognisable features without signs of decomposition, PmL present only on buttocks but not fixed. Pupils are fully dilated and fixed.

شہید آل حسن بلگرامی (سانحہ محفل مرتضی) کی پوسٹ مارٹم رپورٹ صفحہ کا عکس (بشکریہ ہاشم بھائی)

CIVIL HOSPITAL, KARACHI.

P.M. No. 81/95 Date: 25/12/95

Memorandum of Post Mortem Examination held at Dow Medical college mortuary.
Karachi on the dead body of Mirza Sarfraz Ali S/o Mirza Sabir Ali
By Dr. Asif Ali Khaskhar, M.L.O. Civil Hospital Karachi.

I. GENERAL PARTICULARS:

1. By whom was the corpse sent? S.H.O. New Town.
2. By whom was the corpse brought? S.I. Rana Ashraf
3. By whom identified (1) Syed Moosa Abdi S/o Syed Alama Abbas Haider Abdi. Syed Ghulam Abbas Zaidi S/o Mustafa Hussain Zaidi (3) Nadabad.
4. (a) Exact time of its receipt 6.50 A.m. 25/12/95
   (b) Exact time of beginning P.M. Examination. 8.50 A.m. 25/12/95
   (c) Exact time of completion of P.M. Examination. 9.10 A.m. 25/12/95

5. Substance of accompanying report from Police Officer, Magistrate, together with the date of death – if known, supposed cause of death or reason for examination. } Due to fire arm injury.

II. EXTERNAL EXAMINATION:

6. Sex, apparent Age, Race etc. Male, About 55 yrs of age, Muslim
7. Description of Clothes or ornaments on the body. Light green colour shalwar shirt, white colour Binyan.
8. Condition of the body. Middle aged man of healthy built.
9. Special Marks on the skin. Mole on left side of chest.
10. Condition of the clothes. clean but blood stained.
11. Rigor Mortis: Present on Muscles of face only.
12. General description about feature extent and signs of de-composition, presence of post Mortem lividity, (P-M-L.) Position of Tongue, State of pupils, oozing from mouth, nostrils, ear, etc. } features are identible, no sign of decomposition, P.M.L. present dorsally but in patchy form. Nothing oozing from Nose, mouth and ear.

شہید مرزا سرفراز علی (سانحہ محفل ابوالفضل عباسؑ پی آئی بی کالونی) کی پوسٹ مارٹم رپورٹ صفحہ ا کا عکس (بشکریہ ہاشم بھائی)

Abbasi Shaheed Hospital, C.D.G.K.

P. M. No. 153/002 DATE 7-4-002

Memorandum of Post Mortem Examination held at ASHG [illegible] Karachi on the dead body of M Nazeer S/o M [illegible]

By Dr. [illegible] Khan

I. GENERAL PARTICULARS :—

1. By whom was the corpse sent? SHO Rizvia Society
2. By whom was the corpse brought? SI. Ejaz [illegible] Ali
3. By whom identified (1) Akbar Ali S/o [illegible] Gul
   (2) [illegible] S/o Ali Zaman
4. (a) Exact time of its receipt 9.30 pm
   (b) " " " begining P. M. Examination 11:00 pm
   (c) " " " ending P. M. Examination 12:00 am
5. Substance of accompanying report from Police Officer, Magistrate, together with the date of death — if known, supposed caused of death or reason for examination. Said to have died in the [illegible] of P.S Rizvia. Autopsy to ascertain the cause of death.

II. EXTERNAL EXAMINATION :-

6. Sex, Appearent age, race, etc. Conscious male 23 yrs age [illegible]
7. Description of clothes, or ornaments on the body: [illegible] Blue [illegible]
8. Condition of the body: Fresh.
9. Special marks on the skin: —
10. Condition of the clothes: Blood stained
11. Rigor Mortis: Developed upper [illegible] of [illegible]
12. General description about features, extent & signs of decomposition, presence of Post Mortem liquidity, (P.M.L.) Position of Tongue, state of pupils, oozing from mouth, nostrils, ear, etc. [illegible] no sign of decomposition. PML [illegible]

شہید علی محمد (نذیر) سیکورٹی گارڈ محفل زینبیہ (ناظم آباد) کی پوسٹ مارٹم رپورٹ صفحہ اکا عکس۔ (بشکریہ محترم افضل مرچنٹ)

MEDICOLEGAL CENTER CIVIL HOSPITAL KARACHI.

POST MORTEM (EXHUMATION) REPORT

P.M.EXHUMATION No. 313/2001 DATE 20-12-2001 P.S. Nazimabad

Memorandum of Post Mortem Examination held at Hyder Garden (Grave yard) Karachi on the Dead Body Of Dr HYDER ALI s/o Syed Ghulam Hussain

By Standing / Special Medical Board comprising of following Officers.

1. Dr Prof. TARIQ MIRZA 2. DR HAMID ALI A.M.S. member C.H.K.

3. Dr M Qasim Soomro Dr. Hafiz M. Ali ... medicolegal officer member CHK

I. GENERAL PARTICULARS:

1. District Magistrate 1st JMC Order No. 1st J.M.(C) 54/2001 dated 15-12-2001

2. In the presence of S.D.M / A.C.M. Mohd Afzal Khan ...

3. Grave Identified By. 1. Mehdi Hussain s/o Mohd Yousuf
2. Mohd Bukhsh Lashari (Gravedigger)

4. Exact time of Reaching at Grave Yard. 12.30 PM on 20-12-2001

5. Exact time of Digging of the Grave. 12.50 Pm " "

6. Exact time of Taking out the Corpse. 01 Pm

7. Exact time of beginning P.M.Examination: 1.05 Pm

8. Exact time of ending P.M.Examination. 2 ... 15 Pm

9. Substance of accompanying report from Police Officer / Magistrate, together with the date of death — If known, supposed cause of death or reason for examination. — Said to have been died in jurisdiction of P.S. Nazimabad ... from ...

II. EXTERNAL EXAMINATION:

10. Sex, Apparent Age, Race etc. Male about 30 years of age circumcised, black beard

11. Description of Cloths or Ornaments on the body. White Kaffan stained with Post-mortem decomposed fluid

12. Condition of the Cloths. Cotton Stained with Post mortem decomposed fluid -

13. Condition of the Body(describe about features extent of decomposition, Post Mortem Lividity, Position of Tongue, Teeth present, State of Pupils, oozing from Mouth, Nostrils, Ears etc). Partially mumified & Partially decomposed ... with black beard, length of hair ... about 1/4" to 1", features Recognisable. Tongue present inside mouth. P.M.L. on dependent parts. Teeth present. ... decomposed

14. Probable Time between death and Post Mortem ... could be opined ... teeth ... About 1½ to 2 months

In presence of I/O ... Khan ... JM Court No. I ... Clifton ... Mohd A Bux Khan

شہید (ڈاکٹر) حیدر عباس کشمیری کے پوسٹ مارٹم رپورٹ کے صفحہ اول کا عکس، کالم نمبر ۱۳ میں Partially Mumiied صاف پڑھا جا رہا ہے
اور کالم نمبر ۱۴ میں موت اور پوسٹ مارٹم کے درمیان کا وقفہ تقریباً ڈیڑھ ماہ سے دو ماہ تحریر ہے۔ اس پوسٹ مارٹم کے لیے اسپیشل میڈیکل بورڈ تشکیل دیا
گیا تھا اور اس کے ممبران کے نام بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ (بشکریہ خانوادہ شہید، شہید کے حالات "شہدا کی کرامات" کے ذیل میں پڑھے جا سکتے ہیں)

تباہی کے اعداد و شمار سانحہ کراچی جنوری تا اپریل ۱۹۸۳

جانی نقصان

علاقہ	شہداء کی تعداد	شہداء کے نام
انچولی بلاک ۲۰ فیڈرل بی ایریا	۳	سید ساجد حسین، سید محمد احسن، سید امتیاز محسن
لیاقت آباد	۳	ڈاکٹر آغا سید حیدر عباس، سید نعیم حیدر، سید شاہد حسین
گولی مار	۱	سید منظور الحسن رضوی

روحانی نقصان

نام	محل وقوع	نقصان کی نوعیت
جامع مسجد سکینہ	سیکٹر ۱۱ جی نیو کراچی	قرآن و تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی / احتجاج / فسادات کا آغاز
مسجد ولی العصر	سیکٹر ۵ ایم نیو کراچی	تبرکات کی بے حرمتی اور پتھراؤ کیا گیا
امام بارگاہ بوتراب	سیکٹر ۵ ڈی نیو کراچی	تبرکات کی بے حرمتی اور پتھراؤ کیا گیا
مسجد مصطفیٰ	سیکٹر ۱۱ بی نارتھ کراچی	نہیں معلوم ہو سکی
مسجد اثنا عشری	لیاقت آباد سی ون ایریا	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
مسجد و امام بارگاہ امامیہ	لیاقت آباد سی ایریا	پتھراؤ کیا گیا اور آتشزنی کی کوشش
مسجد اصادقیہ	لیاقت آباد نمبر ۱	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
مسجد و امام بارگاہ قبۂ زینبیہ	لیاقت آباد نمبر ۳	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
امام بارگاہ معصومین	لیاقت آباد نمبر ۳	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
امام بارگاہ محفل علی	لیاقت آباد نمبر ۳	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
امام بارگاہ زہرا	لیاقت آباد نمبر ۳	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
مسجد و امام بارگاہ ہاشمیہ	لیاقت آباد نمبر ۴	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
بڑا امام بارگاہ اہالیان پیپر سر	لیاقت آباد نمبر ۴	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا۔
مسجد قمر بنی ہاشم و مرکزی امام بارگاہ	لیاقت آباد نمبر ۱۰	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا
مسجد و امام بارگاہ (قاسم آباد)	لیاقت آباد قاسم آباد	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی اور لوٹ لیا گیا

امام بارگاہ بنت زہرا	پی آئی بی کالونی	تبرکات کی بے حرمتی، آتش کیا گیا
مسجد وامام بارگاہ علی رضا	ایم اے جناح روڈ	پتھراؤ کیا گیا اور علم کی بے حرمتی
مسجد وامام بارگاہ عابدیہ	برنس روڈ	تبرکات کی بے حرمتی، آتشزنی، لوٹ مار کے بعد قبضہ کرلیا گیا
امام برگاہ سراج	صرافہ بازار کھارادر	تبرکات کی بے حرمتی اور توڑ پھوڑ کی گئی
امام برگاہ پنجتنی	بہار کالونی	پلاٹ پر قبضہ کرنے کی کوشش اور تعمیر روک دی گئی
مسجد وامام بارگاہ	مین روڈ شیر شاہ	نہین معلوم ہوسکی

مالی ودنیاوی نقصان

علاقے کا نام	تعداد مکانات	تعداد دکانیں	نوعیت
سیکٹر الیون جی نیو کراچی	21	-	ڑپھوڑکی انذر آتش کیا/ سامان لوٹ لیا/ نکل کر جلادیا گیا
لیاقت آباد	188	24	توڑ پھوڑکی انذر آتش کیا/ سامان لوٹ لیا/ نکل کر جلادیا گیا
گولی مار	1	1	نذر آتش کیا گیا

”خدا تعالی فرماتا ہے کہ امراء کو اس سبب سے دولت مند نہیں کیا کہ وہ میرے نزدیک کوئی عزت رکھتے ہیں، نہ غرباء کو اس لیے ناچیز کیا کہ وہ میری نظر میں ذلیل وخوار ہیں بلکہ میں نے بذریعہ غرباء امیروں کی آزمائش کی ہے کیونکہ غرباء نہ ہوتے تو امراء کو بہشت کی صورت دیکھنی نصیب نہیں ہوتی“

(حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام)

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) کراچی کے زیر اہتمام
۱۳ ستمبر ۲۰۰۲ کو منعقدہ فورم میں
علامہ حسن ترابی صدر تحریک جعفریہ سندھ سے ہونے والے سوالات اور شہید کے جوابات

سوال: آپ کے خیال میں فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ مظالم کی حقیقی وجوہ کیا ہیں؟

جواب: فرقہ واریت کی تخلیق جنرل ضیاء الحق کے ہاتھوں ہوئی، جب انہوں نے حکومت حاصل کرنے کے بعد اس بات کی کوشش کی کہ پاکستان کو ایک فرقہ کے ملک میں تبدیل کر دیں۔ زکوٰۃ کا جبری قانون نافذ کرنا اس رخ کی پہلی کڑی تھی۔ اہل تشیع نے اسلام آباد میں اس جبری قانون کے نفاذ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی بنیاد اس قانون کے خلاف ڈالی گئی۔ شیعوں کا نظریہ یہ تھا کہ تمام مسلمانوں نے مل کر ملک پاکستان کو بنانے میں حصہ لیا تھا، اس لیے ملک کسی ایک مسلک (مکتب فکر) کی ملکیت نہیں تھا۔ یہ ایرانی انقلاب کے زمانہ کی بات ہے، پاکستان کے برسراقتدار حلقوں اوران کے بیرونی آقاؤں کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ شیعوں کی طاقت میں کہیں اضافہ نہ ہو جائے۔ اس خوف کے تحت سپاہ صحابہ کو خفیہ اداروں (ntelligence Agencies) کی مدد سے وجود میں لایا گیا، حق نواز جھنگوی کو شیعوں کو خلاف کھڑا کر دیا گیا جسے حکومت وقت کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی۔

انقلاب اسلامی ایران کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیداری سے عرب اور خلیجی ممالک کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ اس انقلابی لہر کو روکا جائے اور اسی وجہ سے مختلف ممالک بشمول پاکستان میں ایسے افراد، اداروں کی دیدہ ودانستہ پشت پناہی کی گئی جو شیعوں کے خلاف ہوں۔ سپاہ صحابہ پاکستان (ایس ایس پی) نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ ہماری حکومت نے شیعوں کے خلاف ان خفیہ اداروں (ایجنسیز) کی اچھی طرح پشت پناہی کی۔ اسی حکومتی پشت پناہی کے سہارے 1983 سے 1986 تک کراچی اور لاہور کے ہنگاموں میں 35 امام بارگاہوں، ۵۰۰ مکانات کو نذر آتش کر دیا گیا، بیسیوں شیعہ نوجوانوں کو کراچی ہی میں پکڑ لیا گیا تھا۔ نہ تو پولیس اور نہ ہی فوج نے ان واقعات کو روکنے کی کوشش کی، اور جہاں بھی حملے ہوتے رہے وہ سب ایجنسیز ہی کی نگرانی میں ہوئے۔

اس کے علاوہ افغانستان کی جنگ کا مرحلہ بھی درپیش تھا۔ ہمارے حکومتی ادارے (ایجنسیز) یہ تاثر لیتے رہے کہ اگرچہ اہل تشیع پاکستان میں رہ رہے ہیں لیکن ان کی وفاداری ایران کے ساتھ زیادہ ہے۔ اس لیے انہوں نے سپاہ صحابہ پاکستان (ایس ایس پی) سے بھرپور تعاون کیا اور اس بات کی اجازت دیدی (سرپرستی بھی کی) کہ وہ اپنے ٹھکانوں (camps) میں جہاد کے نام سے فن سپہ گری کی مشقیں تندہی کے ساتھ کرتے رہیں۔ مذہبی اداروں (مدرسوں) سے لوگوں کو لے کر اپنے کیمپس میں یہ بھرتی کرتے تھے جنہیں تین ماہ تک اسلحہ استعمال کرنے کے طریقے کی مشق کرائی جاتی تھی۔ بعض ٹھکانے (camps) پاکستان سے باہر (افغانستان) بھی قائم کر دیئے گئے تھے۔

سوال: کیا یہ جہادی قوت اگر اسلام کے نام پر قائم کی گئی ہوتی بجائے فرقہ وارانہ نام تو شاید حالات مختلف ہوتے؟ اور جن حالات سے آج ہم دوچار ہیں، وہ مسئلے درپیش نہ ہوتے؟

جواب: کراچی میں اس طرح کے جہادیوں کو خصوصی کارڈ دے گئے تھے اور کسی فرد بشر کی یہ مجال نہ تھی کہ ان سے کوئی سوال پوچھتا۔ اس طرح فرقہ واریت کے ساتھ ساتھ کلاشنکوف اور ہیروئین کا کلچر (تہذیب) پروان چڑھی۔ اس زمانہ کی سیاسی فضا نے بھی اس مسئلہ کو بڑھانے میں مدد کی۔ پی

پی پی کا مقابلہ کرنے کے لیے ضیاء الحق حکومت نے لسانی اور فرقہ وارانہ تنظیموں کی ہمت افزائی کی۔ بدقسمتی سے اہل تشیع پر حکومتی پشت پناہی کے زیر اثر دہشت گردوں نے جو حملے کیے تھے، اُسے شیعہ وسنی تصادم کا نام دیدیا گیا، جبکہ شیعہ اور سنی کے درمیان کبھی بھی یہ مسئلہ نہیں تھا۔ اگر یہ مسئلہ ہوتا (شیعہ وسنی تصادم) تو پورے ملک میں واقع ہوتا۔ ایس ایس پی کا دعویٰ ہے کہ وہ سنی معتقدین کی بھی نمائندہ ہے، لیکن اس کو اس کا بھی مثبت جواب نہیں ملا، اسی وجہ سے وہ شیعوں کی ٹارگٹ کلنگ کرتے رہے، یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور شیعوں کو قتل کیا جارہا ہے۔

سوال: خفیہ اداروں (Intelligence Agencies) نے فرقہ واریت کو ہوا دینے میں کیا کردارادا کیا؟

جواب: ہاں، فرقہ وارانہ گروہوں کو خفیہ اداروں کی پوری حمایت حاصل تھی۔ سیاسی حکومتوں کی مجال نہ تھی کہ ان طاقتوں کے خلاف کوئی کاروائی کریں، کیونکہ اس وقت کی سول حکومت کے مقابلے میں یہ لوگ بہت زیادہ طاقتور تھے۔ جب ہم لوگوں نے بے نظیر بھٹو صاحبہ سے درخواست کی کہ فرقہ وارانہ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کریں تو انہوں نے کہا کہ "میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں" اسی سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ لوگ کس قدر طاقتور تھے۔

نواز شریف نے جب حتمی فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے اور پنجاب میں پولیس مقابلے میں 48 فرقہ وارانہ دہشت گردی میں ملوث دہشت گرد ہلاک دیئے گئے جس کے بعد انہیں دھمکی آمیز خطوط ملنے لگے، یہاں تک کہ خوف کی وجہ سے اپنے بچوں کو اسکول تک بھیجنا ترک کردیا۔

اس کے بعد جنرل پرویز نے حکومت سنبھالی، بحیثیت فوج کے سربراہ، اُن کو پورا اختیار تھا اور اُن کی ذمہ داری تھی کہ دہشت گردوں پر قابو پایا جائے۔ لیکن انہوں نے بھی کچھ نہ کیا، پھر 11 ستمبر کا واقعہ رونما ہوا اور بین الاقوامی دباؤ پڑنے کی وجہ سے انہوں نے اس طرف توجہ کی۔

سوال: اگر یہ شیعہ سنی اختلاف کے سبب سے نہیں ہے تو پھر یہ لوگ ایک دوسرے کو کیوں قتل کرتے ہیں؟

جواب: یہ ایس ایس پی ہے، ایک مختصر سا دہشت گردوں کا ٹولہ، یا لشکر جھنگوی۔ یہ لوگ ہمیں برسرعام کافر کہتے ہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ دوسرے سنی حضرات ان کے اس جذباتی خیالات سے متفق نہیں ہیں۔ اسلام آباد میں ملی یکجہتی کونسل کی ایک نشست کے دوران مختلف مذہبی تنظیموں کے رہنماؤں بشمول سنی حضرات کے، ان لوگوں نے علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب کی اقتدا میں نمازیں پڑھی جو ٹی جی پی کے سربراہ اور شیعہ عالم ہیں۔

سوال: کیا آپ کے خیال میں ایس ایس پی والے کس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں؟

جواب: میرا خیال ہے کہ یہ ایس ایس پی نہ تو دیوبندی مسلک اور نہ ہی بریلوی مسلک کی کوئی جڑ رکھتی ہے، اگرچہ: خفیہ اداروں نے ہمیشہ کوشش اس بات کی کہ اس قتل وغارتگری کو شیعہ وسنی تصادم کا نام دیا جائے۔ مگر دونوں فرقوں کے مذہبی رہنماؤں کی وجہ سے، وہ اپنی اس سازش میں اب تک کامیابی حاصل نہیں کرسکے۔

سوال: کیا آپ کے خیال میں ایس ایس پی بہت بااثر ہے؟

جواب: یہ لوگ حکام اعلیٰ کی سرپرستی کی وجہ سے بہت بااثر ہیں۔ ان کو تو افغانستان سے بھی سہارا ملا ہوا تھا۔ ریاض بسرا اور اسکے ساتھیوں نے افغانستان میں اپنے ٹھکانے (کیمپس) قائم کیے اور وہاں سے کاروائیاں شروع کردیں جواب تک جاری ہیں۔ کراچی کی مساجد میں جنگجوؤں کی بھر

ٹی کے لیے بینرز اور پوسٹروں آویزاں کیے گئے۔ افغانستان سے جو بھی واپس آتا تھا وہ با آسانی شیعوں کو قتل کر سکتا تھا، کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ اُس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ اس طریقہ سے کافی تعداد میں شیعہ شہر بھر میں مارے گئے، اور حکام بالا نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے چند سنیوں کو بھی قتل کر دیا تھا تا کہ عام لوگوں کو یقین دلا جا سکے کہ یہ فرقہ وارانہ تصادم کا نتیجہ ہے، سنی تحریک کے سربراہ سلیم قادری کا قتل اس کی ایک مثال واضح ہے۔

سوال: کیا ٹی جے پی نے لشکر جھنگوی کے ردعمل میں اپنی ایم جنگجوانہ (ملیٹنٹ) شاخ ایس ایم پی بنائی ہے؟

جواب: اس میں تھوڑی صداقت ہے ایس ایم پی لشکر جھنگوی کے ردعمل میں قائم ہوئے ہے، لیکن ٹی جے پی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عام تاثر یہ ہے کہ اس کے بنانے میں کسی سیاسی جماعت کا ہاتھ ہے۔ یہ باور کیا جاتا ہے کہ پی پی پی نے ٹی جے پی کے متبادل کے طور پر ایس ایم پی اُس وقت قائم کیا، جب ٹی جے پی نے پی پی سرکار سے اپنا اتحاد ختم کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے ہمارے چند ناراض عناصر کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ ایک نئی پارٹی تشکیل دیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے چند ساتھی ٹی جے پی کی امن و سکون پر مبنی (Policy) نقطہ نظر سے ناخوش تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم لوگ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقہ سے انجام نہیں دے رہے تھے اور شیعوں کے قتل کا جواب بھی نہیں دے رہے تھے۔

ہمیشہ ناراض عناصر کو اشتعال دلا کر، اپنا کام نکالنے والے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں لہٰذا، ایس ایم پی وجود میں آئی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اہل تشیع حضرات نے نہ ہمت افزائی کی اور نہ ہی سہارا دیا اور ٹی جے پی نے بھی ایسا ہی کیا۔ ہم لوگ جانتے ہیں کہ ہم لوگ اقلیت میں ہیں۔ ہم لوگ انسانیت کے قائل ہیں اور لوگوں کو قتل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ایس ایم پی، ٹی جے پی کی جنگجوانہ شاخ نہیں ہے۔

سوال: ایران پر الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ سپاہ محمدؐ پاکستان کو رقوم مہیا کر رہا ہے، جس طرح سعودی عرب لشکر جھنگوی یا ایس ایس پی کو کر رہا ہے۔ آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: میرا خیال ہے کہ ایران کسی بھی پاکستانی جنگجو جماعت کو رقم مہیا نہیں کر رہا ہے۔ درحقیقت ہزار ہا پاکستانی طلاب تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایران گئے ہیں اُن کے اخراجات کے لیے پاکستان کے اہل تشیع خمس کی رقوم وہاں بھیجتے ہیں جو ایسے نادار طلبہ کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ لہٰذا یہاں ایرانی پیسوں کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

ہم لوگوں کو بیرون ممالک میں رہائش پزیر شیعہ حضرات امام بارگاہوں کی تعمیر، مذہبی اور فلاحی امور کی انجام دہی کے لیے رقوم مہیا کرتے ہیں۔ جہاں تک سپاہ صحابہ اور دوسروں کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ صدام حسین تک نے یہاں پیسے بھیجے ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس ثبوت ہے کہ ایک شخص کے پاس پانچ لاکھ ڈالر عراق سے آیا تھا اور ۱۹۸۴ میں عراقیوں نے یہاں سپاہ صحابہ والوں میں پیسے اور اسلحہ تقسیم کیا تھا۔

اس ضمن میں ہمارا مطالبہ ہے اور ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ایک غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے اور اُن تمام لوگوں کو جنہوں نے یہ رقوم وصول کی ہیں انہیں سزا دی جائے۔ اگر ہم گناہ گار ثابت ہوں تو ہمیں بھی سزا دی جائے۔

سوال: جن ڈاکٹروں کو کراچی میں گولی کا نشانہ بنایا گیا، آپ کے خیال میں ان کے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا؟

جواب: زیادہ تر شیعہ ڈاکٹر (Speacialist) ماہر امراض تھے اور سنی حضرات بھی علاج کے لیے ان رجوع کرتے تھے۔ ڈاکٹروں کو آسانی کے

ساتھ نشانہ بنایا جاتا ہے کیونکہ اُن کے اسپتال یا مطب میں آنے کا وقت معین ہوتا ہے۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ۲۵ ڈاکٹرز شہید کردیئے گئے مگر کسی نے بھی ملزمان کے خلاف کارروائی نہیں کی۔ حد یہ ہے کسی نے ایک کلمہ تعزیت کا بھی ادا نہ کیا۔ حکومتی سطح پر اس رویہ کا ظاہر ہونا امتیازی سلوک کی غمازی کرتا ہے۔

سوال: کیا اس قسم کی نسلی تحریکیں جیسی ایم کیو ایم اور ایم کیو ایم حقیقی ہیں انہوں نے کراچی میں فرقہ وارانہ قتل و غارت گری کے مسائل میں اضافہ کردیا ہے؟ آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: ہاں کسی حد تک، کیوں کہ اُن کے چند فعال کارندے فرقہ وارانہ قتل میں ملوث پائے گئے تھے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایم کیو ایم اور حقیقی بحیثیت جماعت کے ملوث نہیں شاید اکا دکا ہوں چند سال قبل حقیقی کے رہنما منصور چچا نے تسلیم کیا تھا کہ حقیقی کے چند افراد شیعوں کے قتل میں ملوث تھے، لیکن یہ ان کی جماعت کے نقطۂ نظر کے تحت نہیں تھا۔

سوال: فرقہ ورایت کے سلسلہ میں مختلف حکومتی حکمت عملیوں کو، آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: جنرل مشرف نے اچھی بات بھی کی ہے اور خراب بھی۔ اچھی بات یہ ہے کہ کم از کم وہ ان سب دہشت گردوں کے خلاف کارروائی تو کر رہے ہیں لیکن خراب بات یہ ہے کہ وہ یہ تمام کرروائی امریکی دباؤ کے تحت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھ اب تک بندھے ہوئے ہیں، اور: خفیہ ادارے، اس تماشہ کو چلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو دبانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ میں حکومت کے چند ذمہ داروں سے ملا ہوں، وہ سب بہت پریشان نظر آتے ہیں۔ جو سب سے زیادہ اہم ادارہ ہے اس کے اندرونی طبقہ میں ایک جال بچھا ہوا ہے، اور جب تک یہ جال قائم اور فعال رہتا ہے، اس وقت تک کسی مستقل حل کی کوئی امید نہیں ہے۔

سوال: کیا کراچی میں شیعہ طبقہ اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کرتا ہے؟

جواب: زیادہ تر شیعہ حضرات خائف نہیں ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ اس طرح کا قتل و غارت گری سے ہمیں نابود نہیں کرسکتا ہے، لیکن تاجر حضرات اور دیگر ہنرمند حضرات جو ان لوگوں سے خائف ہیں وہ شہر کو چھوڑ رہے ہیں اور۔ کافی تعداد میں لوگ اب تک دبئی منتقل ہوگئے ہیں حکومت کو چاہیے کہ وہ قانون کی بالادستی اور امن وامان کو بحال کرنے ساتھ ساتھ لوگوں احساس تحفظ دے۔

(بشکریہ ''کراچی میں فرقہ وارانہ تشدد ۱۹۹۳ـ۲۰۰۲ ایک مطالعہ ذوالفقار شاہ'')

اس انٹرویو کو انگریزی سے اردو زبان میں جناب سید محمد حسین صاحب نقوی نے منتقل کیا۔ ہم اُن کے تہہ دل سے مشکور ہیں

(سید حسن مرتضیٰ)

(نوٹ کراچی میں ۲۰ مساجد و امام بارگاہیں، ۲۱۰ مکانات، ۳۵۰ دوکانیں نذر آتش کی گئیں اور ۷ افراد شہید ہوئے (ص ۱۹۲ ـ ۱۹۰ جلتی مسجدیں علی اکبر شاہ، لاہور میں ۲۹ مساجد و امام بارگاہیں، ۱۵۰ مکانات، ۸۰ دوکانیں، ۱۲ اسکول اور ۲ دفاتر نذر آتش کیئے گئے (ڈاکٹر مبشر حسن اور ہیومن رائٹس کیمشن آف پاکستان ایچ آر سی پی لاہور کی شیعہ رپورٹ) 6 جولائی 1985 کوئٹہ میں 16 بے گناہ افراد کو شہید کردیا گیا۔ گلگت میں وزیر امور کشمیر اور شمالی علاقاجات قاسم شاہ کی سربراہی میں لشکر کشی اور گزشتہ چند سالوں سے پاراچنار میں جاری لشکر کشی سب کی وجہ جنرل ضیاء الحق کے ہاتھوں سے لگائی جانے والی فساد کی جڑ ہے جو اب ایک تن آور درخت کی شکل اختیار کرگئی ہے)

ایک یادداشت چیف جسٹس صاحب سندھ ہائی کورٹ کے نام

بسمہ تعالیٰ

قرآن پاک ''اے ایمان دارو خدا کی (خوشنودی) کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے تیار رہو، اور تمہیں کسی قبیلے کی عداوت اس جرم میں نہ پھنسوائے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔ تم ہر حال میں انصاف کرو۔ یہی پرہیزگاری سے بہت قریب ہے اور خدا سے ڈرو کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو، خدا اسے ضرور جانتا ہے''۔

(سورۂ مائدہ آیت ۵۔۸)

۱۰ مئی ۲۰۰۴ء

بخدمت

جناب چیف جسٹس صاحب

سندھ ہائی کورٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان

کراچی

عنوان: بنیادی حقوق ''تحفظ اور انصاف''

جناب عالی مرتبت

ہم علماء شیعہ اثناعشری، باشندگان اسلامی جمہوریہ پاکستان عرض داشت ہیں کہ

☆ ہم اس اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مملکت کے خالصتاً باشندے ہیں۔

☆ شیعہ اثناعشری فرقے نے آزادی کے لیے بھرپور خدمت ادا کی ہے اور اس اسلامی جمہوریہ پاکستان کو وجود میں لانے کے سلسلہ میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

☆ شیعہ اثناعشری فرقے نے اس اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ہر مشکل گھڑی میں بھرپور خدمات سرانجام دی ہیں

☆ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شیعہ اثناعشری فرقے نے تجارتی، اقتصادی، اور معاشرتی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور ابھی بھی ادا کر رہے ہیں۔

☆ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شیعہ اثناعشری پاکستانی اس ملک میں سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

☆ بیرون پاکستان قیام پذیر شیعہ اثناعشری پاکستانی، کثیر رقم زر مبادلہ کی شکل میں بھیجتے ہیں جو بیرونی رقوم کے ذخیرہ کو بلند کرنے میں ممد و مددگار ثابت ہوتا ہے۔

☆ شیعہ اثناعشری پاکستانی افواج پاکستان کو رونق بخشتے ہیں اور اپنی خدمت سے معززین میں شمار ہوتے ہیں۔

☆ تعلیم کی ترقی میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شیعہ اثناعشری پاکستانیوں نے اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔

☆ شیعہ اثناعشری پاکستانیوں نے قانون کی پاسداری میں عملی کردار ادا کر کے قانون کے نفاذ اور حکمرانی میں حکومت کے مددگار ہیں

لیکن! ہر بات جو اوپر بطور گذارش عرض کی گئی بلکہ اس سے اور زیادہ ۱۹۹۰ء سے لے کر آج تک ہزار ہا خالصتاً شیعہ فرقہ کے لوگوں کو مختلف طریقوں سے قتل کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، اور ابھی تک کسی بھی شخص کو قتل جیسے سنگین جرم کے سلسلہ میں جس کی وجہ سے بے گناہ لوگ ختم ہو گئے اور ملکی امن و امان اور خوشحالی مجروح ہوئی نہ تو کوئی پوچھ گچھ ہوئی اور نہ ہی کسی کو سزا دی گئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک کمزور ہے اور دشمنوں کو من مانی کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔

جناب عالی!

اب تک ہم لوگ اقتدار اعلیٰ سے امن و امان سے اس ملک رہنے کا اپنا حق طلب کر رہے تھے، لیکن افسوس کے ساتھ آپ کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ اب تک جتنے وعدے کئے گئے، امیدیں دلائی گئیں اور پھر بار بار کہا گیا کہ شیعہ فرقہ کے ممبران کے قتل و غارت میں ملوث مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اور بھرپور طریقہ سے انصاف کیا جائے گا پورا نہ کیا گیا۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس خط کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے تک ہمیں اب تک مندرجہ ذیل باتیں حاصل نہ ہو سکیں۔

الف: آرام چین سے رہنے کا حق۔

ب: اطمینان اور آرام کے ساتھ مذہبی عبادات کی بجا آوری کا حق۔

ت: تحفظ

ث: انصاف۔

ایک فرقہ جس کے ۶۰۰۰ سے زیادہ ممبران، جن میں ۳۰۰ سے زیادہ ڈاکٹرز، انجینئرز، علماء، اسکالر، اساتذہ تاجرر، سائنسدان، سیاست دان جو کہ بے جرم شہید کر دیے گئے ہیں، انکا صبر ایک حد تک ہو سکتا ہے ہم علماء یہ بات اپنی برادری کو بتاتے بتاتے تھک گئے ہیں کہ ہمیں انصاف ضرور ملے گا اور امن و امان قائم ہوگا، لیکن اب حالات بالکل عیاں ہو چکے ہیں نہ تو ہم لوگوں کو تحفظ نہ ہی انصاف فراہم کیا گیا۔ ان شہیدوں کے جو گولی سے اور بم دھماکوں میں جان بحق ہوئے ہیں گھر والے اور ان کے چھوٹے بچے دریافت کرتے ہیں کہ ہم اپنے پیارے مقتولین کے قاتلوں کو کب تختہ دار پر دیکھ سکیں گے تا کہ ہمیں تھوڑا سا سکون میسر آ سکے۔

جناب عالی!

اب ہم اس سلسلے میں عرض کرتے ہیں کہ جتنا صبر کر چکے ہیں وہ بہت کافی ہے ان معصوم مقتولین جو پاکستانی باشندے ہیں کے سلسلے میں، قانون نافذ کرنے والوں کی مجرمانہ خاموشی اور اعلیٰ عہدار ان کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں گے۔ آپ عزت مآب سے درخواست کریں کہ بلا کسی تاخیر اور مداخلت کے مجرمین کے خلاف کاروائی کریں۔ ہمیں امید ہے کہ آپکی براہ راست مداخلت سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب عالی

اگر ابھی بھی ہم لوگوں کو ہمارے بنیادی حقوق، تحفظ اور انصاف نہیں ملتے ہیں تب ہم لوگوں کے پاس اور کوئی صورت نہیں رہ جائے گی

سوائے اس کے کہ اپنی عوام کو بتائیں کہ شیعہ اثنا عشری جماعت کو جو کہ اس ملک کے باشندے ہیں اس ملک میں کوئی بھی تحفظ اور انصاف نہیں دے سکتا ہے۔ ہمیں امید ہے آپ عزت مآب اس سلسلے میں غور فرمائیں گے اور ترجیحی بنیادوں پر ہم لوگوں کو تحفظ اور انصاف سے نوازیں گے۔

مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیمتی باشندوں کو جو حقیقتاً اس ملک کے رہنے والے اور ہر فن میں ماہر بھی ہیں، کی استدعا کو قبول کریں گے اور جان بچائیں گے۔

خلاصہ کلام میں ہم لوگ قرآن پاک جیسی کتاب، جو تمام مذاہب اور اسلام کا حرف آخر ہے سے نقل کرتے ہیں" اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور نیکی کرنے والوں اور قرابتداروں کو کچھ دینے کا حکم کرتا ہے اور بدکاری اور ناشائستہ حرکتوں اور سرکشی کرنے کو منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو" (سورہ ۹۰/۱۴)

پائندہ باد امن وامان اور انصاف　　　　زندہ باد اسلامی جمہوریہ پاکستان

سید قمر عباس نقوی

سکریٹری جنرل شیعہ علماء کونسل سندھ

کاپی: گورنر سندھ

وزیر اعلیٰ سندھ

نوٹ: پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ۱۳ مئی ۲۰۰۴ کو شیعہ علماء کونسل سندھ کی جانب سے سندھ ہائی کورٹ میں ملت تشیع کے سزا یافتہ قاتلوں کی سزاؤں پر عمل درآمد میں تاخیر اور قانون نافذ کرنے والوں کی مجرمانہ خاموشی اور اعلیٰ عہداران کے غیر ذمہ دارانہ رویہ اور مداخلت کے خلاف ہائی کورٹ بلڈنگ کی پہلی منزل پر احتجاجی دھرنا دیا، اس موقعہ پر ایک یاداشت بھی چیف جسٹس صاحب سندھ ہائی کورٹ کی خدمت میں پیش کی گئی ۔جس کو انگریزی سے اردو میں جناب سید محمد حسین صاحب نقوی نے منتقل کیا۔ ہم اُن کے تہہ دل سے مشکور ہیں (سید حسن مرتضیٰ)

☆☆☆☆☆

"بارالہا!

محمدؐ واُن کی آل پر رحمت فرما۔ اور اپنے غلبہ قدرت واقتدار سے مسلمانوں کی سرحدوں کو محفوظ رکھ اور اپنی قوت وتوانائی سے ان کی حفاظت کرنے والوں کو تقویت دے۔ اُن کے ہتھیاروں کو تیز کردے۔ اُن کے حدود واطراف اور مرکزی مقامات کی حفاظت و نگہداشت کر، اُن کی جمعیت میں انس و یکجہتی پیدا کر، اُن کے امور کی درستگی فرما، رسد رسانی کے ذرائع مسلسل قائم رکھ۔ اُن کی مشکلات کے حل کرنے کا خود ذمہ لے۔ ان کے بازو قوی کر۔ صبر کے ذریعہ اُن کی اعانت فرما"

(حضرت امام زین العابدین علیہ السلام)

یوم علیؑ کمیٹی کی جانب سے یوم ولادت مرتضویؑ کے جلسے سے مولانا محمد نوری الحسینی، مولانا کلب صادق، فخر امام، مولانا اصغر درس، رضا علی عابدی اور بلال نقوی خطاب کر رہے ہیں (جنگ فوٹو)

جنگ کراچی (19) جمعہ 9 دسمبر 1994

جمعرات کو کورنگی کے مختلف علاقوں میں فائرنگ سے ہلاک ہونے والے موسیٰ شکری، محمد حسن، نور حیدر، صابر حسین اور زاہد اقبال کی لاشیں اور ان کے لواحقین جو غم سے نڈھال ہیں۔

اخباری خبروں کا عکس

DAWN TUESDAY, SEPTEMBER 27, 1994

Sectarian clashes

Senate body for watch on intelligence agencies

Bureau Report

ISLAMABAD, Sept 26: Senate Standing Committee on Religious and Minorities Affairs has proposed to the government to keep a strict watch on its own intelligence agencies to check their involvement in sectarian clashes in the country.

"There should also be strict vigilance by the government on our own agencies like Military Intelligence (MI), Inter-Service Intelligence (ISI), Intelligence Bureau

Continued from Page 1

ment intelligence agencies should be asked to be more alert and active to detect and check foreign agents.

The other major cause identified by the committee for prevailing sectarian hatred in the society was the disrespect and irreverence shown by persons belonging to one sect to the venerable personalities deceased or alive of another sect.

The committee further suggested constitution of a special cell to investigate the cases of the prominent Ulema of various sects murdered in the recent history of Pakistan and the culprits should be un-masked and punished.

It recommended that an autonomous central board of prominent Ulema of various schools of thought may be constituted to discuss and deal with the issue of sectarian clashes.

Setting up of Ulema boards at provincial level was also recommended by the committee with an objective to create harmony among Ulema at the provincial level.

کراچی: 87ء سے اب تک 96 بم دھماکوں میں 350 افراد ہلاک ہوئے

1250 سے زائد زخمی ہوئے، ایک بھی مجرم کیفر کردار تک نہیں پہنچ سکا

ہر دھماکے کے بعد سیکڑوں ملزمان کو گرفتار کرنے کے دعوے کیے گئے

کراچی (رپورٹ: ..... واجد شگفتہ) کراچی میں 80 کی دہائی سے جاری بم دھماکوں کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور 1987ء سے لے کر اب تک 96 دھماکوں میں 350 افراد جاں

باقی صفحہ 14 کالم 1

بقیہ - کراچی: 87ء سے اب تک

بحق اور 1350 سے زائد زخمی ہوئے۔ یہ بم دھماکے عبادتگاہوں، سرکاری مراکز، بسوں، ٹرینوں، بازاروں، ہوٹلوں اور غیر ملکی سفارتخانوں میں ہوئے۔ ان دھماکوں کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ تین دہائیوں میں ہونے والے بم دھماکوں کا ایک مجرم بھی کیفر کردار تک نہ پہنچ سکا جبکہ ہر دھماکے کے بعد سیکڑوں ملزمان گرفتار کرنے کے دعوے کیے گئے۔ کراچی کی تاریخ کا سب سے بڑا دھماکا 14 جولائی 1987ء کو بوہری بازار میں ہوا جس میں 200 افراد ہلاک اور 250 زخمی ہوئے جبکہ سب سے زیادہ دھماکے سال 2002ء میں ہوئے جب 22 دھماکوں میں 35 افراد ہلاک اور 107 زخمی ہوئے۔ کراچی کی تاریخ میں پہلی بار خودکش بوبی ٹریپ اور پارسل بم دھماکے کی تکنیک بھی پہلی بار اسی سال استعمال ہوئی۔ 1988ء میں دو دھماکوں میں 27 افراد زخمی ہوئے۔ 1989ء میں ایک بس دھماکے میں 17 افراد زخمی ہوئے۔ 1990ء میں 5 دھماکوں میں دس افراد ہلاک اور 65 زخمی ہوئے۔ 1992ء میں 8 دھماکوں میں 17 افراد زخمی ہوئے۔ 1993ء میں 6 دھماکوں میں 17 افراد زخمی ہوئے۔ 1994ء میں 2 بم دھماکوں میں 13 افراد ہلاک اور 44 زخمی ہوئے۔ 1996ء میں 3 دھماکوں میں 4 افراد ہلاک اور 9 زخمی جبکہ 1997ء میں 3 بم دھماکوں میں 4 ہلاک اور 63 زخمی ہوئے۔ 1998ء میں 11 بم دھماکوں میں 11 ہلاک اور 79 زخمی ہوئے اسی طرح 1999ء میں 5 بم دھماکوں میں 5 افراد ہلاک اور 83 زخمی ہوئے۔ 2000ء میں 6 دھماکوں میں 5 افراد ہلاک اور 85 افراد زخمی ہوئے۔ 2001ء میں 22 دھماکوں میں 35 افراد ہلاک اور 107 زخمی ہوئے۔ 2003ء میں 5 دھماکوں میں 16 افراد ہلاک اور 31 زخمی ہوئے جبکہ 2004ء میں 3 دھماکوں میں 11 افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔

عبادت گاہوں پر فائرنگ اور دھماکوں سے 147 افراد ہلاک ہوئے

200 سے زائد افراد زخمی ہوئے، پہلا واقعہ 1994ء میں مسجد اکبر میں پیش آیا

کراچی (رپورٹ: ریسرچ اینڈ ریفرنس سیل) کراچی میں 1994ء سے لے کر اب تک عبادت گاہوں پر فائرنگ اور بم دھماکوں سے 147 افراد ہلاک اور 200 سے زائد زخمی ہو چکے ہیں تاہم ان دھماکوں کا ایک ملزم بھی کیفر کردار تک نہ پہنچ سکا۔ اس سلسلے کا پہلا واقعہ شاہراہ قائدین پر واقع مسجد اکبر میں اس وقت پیش آیا جب مسجد میں فائرنگ سے 8 افراد جاں بحق اور 2 زخمی ہوئے۔ 5 فروری 95ء کو نارتھ کراچی کی مسجد باب الاسلام میں نماز تراویح کے دوران دہشت گردوں کی فائرنگ سے موذن سمیت 6 افراد جاں بحق اور 31 زخمی ہوئے۔ 11 مارچ 1995ء کو ملیر میں واقع امام بارگاہ میں بم دھماکے سے 13 افراد جاں بحق جبکہ 35 زخمی ہوئے۔ 20 دسمبر 95ء کو پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی میں نماز فجر کے وقت دہشت گردوں کی فائرنگ سے 2 نمازی جاں بحق اور 4 زخمی ہو گئے۔ 23 اپریل 99ء کو جامع محمودیہ بفرزون میں مسجد اور اس سے متصل مدرسے میں دھماکے سے ایک طالب علم جاں بحق اور 11 زخمی ہوئے۔ 9 ستمبر 99ء کو گلشن اقبال میں واقع مدرسے میں بم دھماکے سے 21 افراد زخمی ہوئے۔ 28 ستمبر 2000ء کو سہراب گوٹھ میں واقع مسجد میں دھماکے سے 3 نمازی جاں بحق اور 36 زخمی ہوئے۔ 22 اکتوبر 2000ء کو لشکر طیبہ کے اجتماع میں دھماکے سے 3 افراد جاں بحق اور 22 زخمی ہوئے۔ 9 دسمبر 2000ء کو پیر آباد کے علاقے میں جماعت خانے کے قریب بم دھماکے میں 17 افراد زخمی ہوئے۔ 22 فروری 2003ء کو ملیر میں واقع امام بارگاہ میں نمازیوں پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے 9 افراد جاں بحق جبکہ 7 زخمی ہوئے۔

اخبار کی خبروں کا عکس۔ جن کا حوالہ پیش نوشت میں دیا گیا ہے۔ جو کتاب کی تالیف میں بنیاد ثابت ہوئیں۔

Boy was chained, not tortured: Imam

By Shamsul Islam Naz

FAISALABAD, May 1: Makkah Masjid and Madressah administrator Maulvi Mahboob Alam on Saturday denied allegations of poisoning and torturing a student, who is being treated at the Children's Hospital, Lahore, for psychological trauma.

However, about a dozen children playing around the seminary accused its management of torturing the students, who slipped away on French leave. They alleged that the administrator clubbed the students with wooden sticks and iron rods, besides chaining them for their lack of interest in learning the Holy Quran.

During a visit to the seminary, which is situated at congested Nighebanpura, on Saturday, this correspondent learnt that the institution was being run by local trader Haji Muhammad Rasman on the upper portion of the mosque.

Qari Mahboob Alam is a paid prayer leader and responsible for imparting education of the Holy Quran to students. The seven-marla mosque was built about 20 years, but its madressah started functioning just three years ago.

Speaking out details about the admission and escape of [illegible] old Atif Rahman (the victim), Qari Mahboob said he was enrolled on the recommendation of his neighbour Babar [illegible], resident of Shaldara. "The [illegible] boy used to disturb his teacher and fellow students on one pretext or the other and was not serious to learn the Holy Quran," he [illegible] said.

He said about three weeks ago, the boy complained of pain in chest and head after which he was treated for these symptoms. However, his condition deteriorated and he started acting like a deaf and blind, the administrator said, adding his parents rushed to the seminary and took the boy after receiving information.

He denied the allegations of the boy's parents of torturing and poisoning him. However, he said the boy was given milk when he complained of pain. All the 13 students of the seminary were given meals at a time and there was no reason to treat Atif harshly, he said.

He also admitted that the boy was locked in a separate room and chained so that he could not escape. "We handcuffed the boy and locked him in a room because his parents had asked us to do so," he claimed. He added that the chain was given to him by his parents for that purpose.

The prayer leader said he had been helping students learn the Holy Quran by heart for the last five years and was a permanent employee of the seminary for Rs1,500 a month. He said he was the father of two children and living in a house adjacent to the mosque.

Atif's friend Babar, when talked by this correspondent, said they were close friends and started learning the Holy Quran at Jamia Imdadul Aloom in Shaldara. However, he said, Atif left the seminary because he was not interested in his lessons.

He further said he was approached by some of his relatives, who were living in Nankana Sahib. Atif's mother asked me to take him to Faisalabad and get him admitted to some seminary. "While handing him over at Nankana Sahib, she chained him so that he could not run away during travel."

On their way, he said, Atif hit his head against the seat of the bus and suffered serious injuries.

Babar said Atif was chained and locked in a separate room of the seminary so that he could not escape, but denied the charges of torture.

Information gleaned about the seminary revealed that children were tortured by Maulvi Mahboob. Mannan, Humaira, Usama, Aqmal and Mateen, the students of the seminary, told this correspondent that they were roped and clubbed with iron rods for committing negligible mistakes during lessons.

The relatives of Atif had lodged a complaint with the HRCP and the government authorities, alleging that the boy was tortured at the seminary and was given poison due to which he became a patient of psychological trauma.

The boy is being treated at the Children's Hospital where his condition is stated to be critical.

DAWN SUNDAY, MAY 2, 2004

FAISALABAD: A student at the seminary shows the chain which was used to handcuff Atif and other students.—Dawn

اخبار کی خبروں کا عکس جن کا حوالہ پچھلی نوشت میں دیا گیا ہے۔ جو کہ کتاب کی تالیف میں بنیاد ثابت ہوئیں۔

کراچی: مسجد و امام بارگاہ پر خودکش حملے کا ملزم گل حسن صحافیوں
کو دیکھ کر فتح کا نشان بنا رہا ہے (جنگ فوٹو) 5رجون 2005ء

چند سانحات کی تصویری کہانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

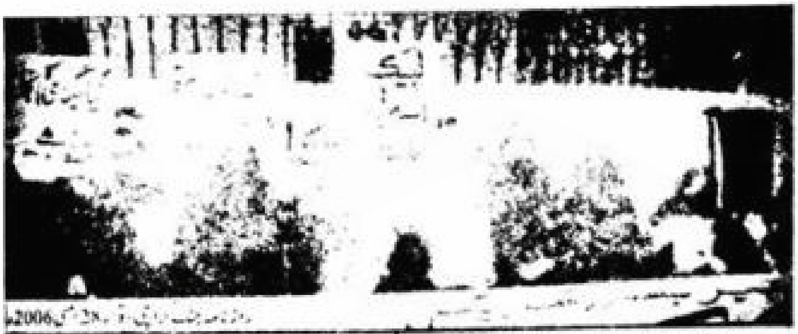

جعفریہ الائنس کے زیر اہتمام خواتین گرفتار رہنماؤں کی رہائی کے لئے احتجاج کر رہی ہیں (جنگ فوٹو)

جعفریہ الائنس کی جانب سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ذمہ داران کی گرفتاریوں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں (جنگ فوٹو)

جعفریہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی سانحہ کراچی کے خلاف نکالی گئی کفن پوش ریلی حیدر چوک سے گزر رہی ہے (جنگ فوٹو)

بم دھماکے میں جاں بحق و زخمی ہونے والوں کا خون اور ٹوپیاں مسجد کی صفوں پر پڑی ہوئی ہیں

سانحہ مسجد حیدری کے سلسلے میں پاسبان عزا کی ریلی کے شرکاء ایم اے جناح روڈ سے گزر رہے ہیں

سانحہ مسجد حیدری پر کراچی میں امریکہ کے خلاف مظاہرہ کیا جا رہا ہے

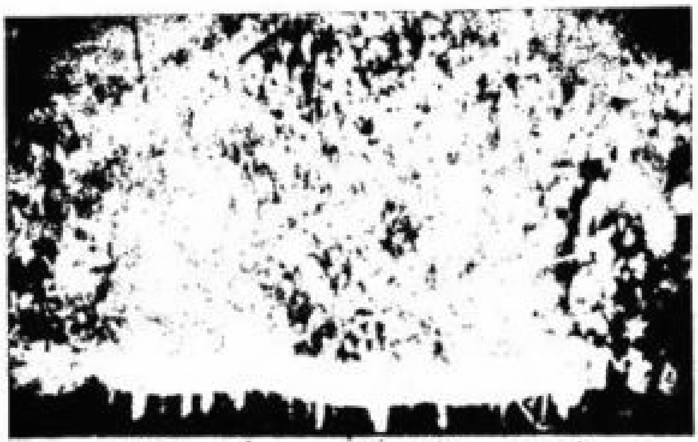

کراچی: سانحہ مسجد حیدری کے خلاف ریلی ایم اے جناح روڈ سے گزر رہی ہے (جنگ فوٹو)

ملحقہ آئی ایس او کی احتجاجی ریلی کے شرکاء پولیس کی جانب سے آنسو گیس کی شیلنگ سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں

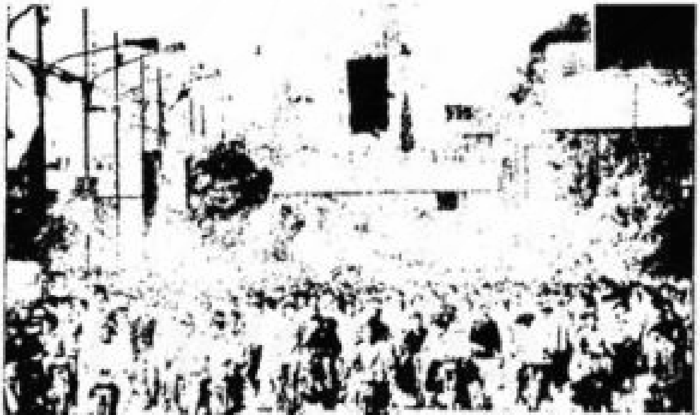

سانحہ مسجد حیدری کے شہداء کے [illegible]

Bullet proofs: The bullet-ridden walls of Babul Ilm mosque.

مسجد باب العلم نارتھ ناظم آباد کا مینار پر گولیوں کے نشانات

سانحہ حسین آباد ملیر کا زخمی

سانحہ حسین آباد ملیر کا زخمی

(بشکریہ نیوز لائن کراچی)

مسجد حیدری میں بم دھماکے سے پھیلنے والی تباہی

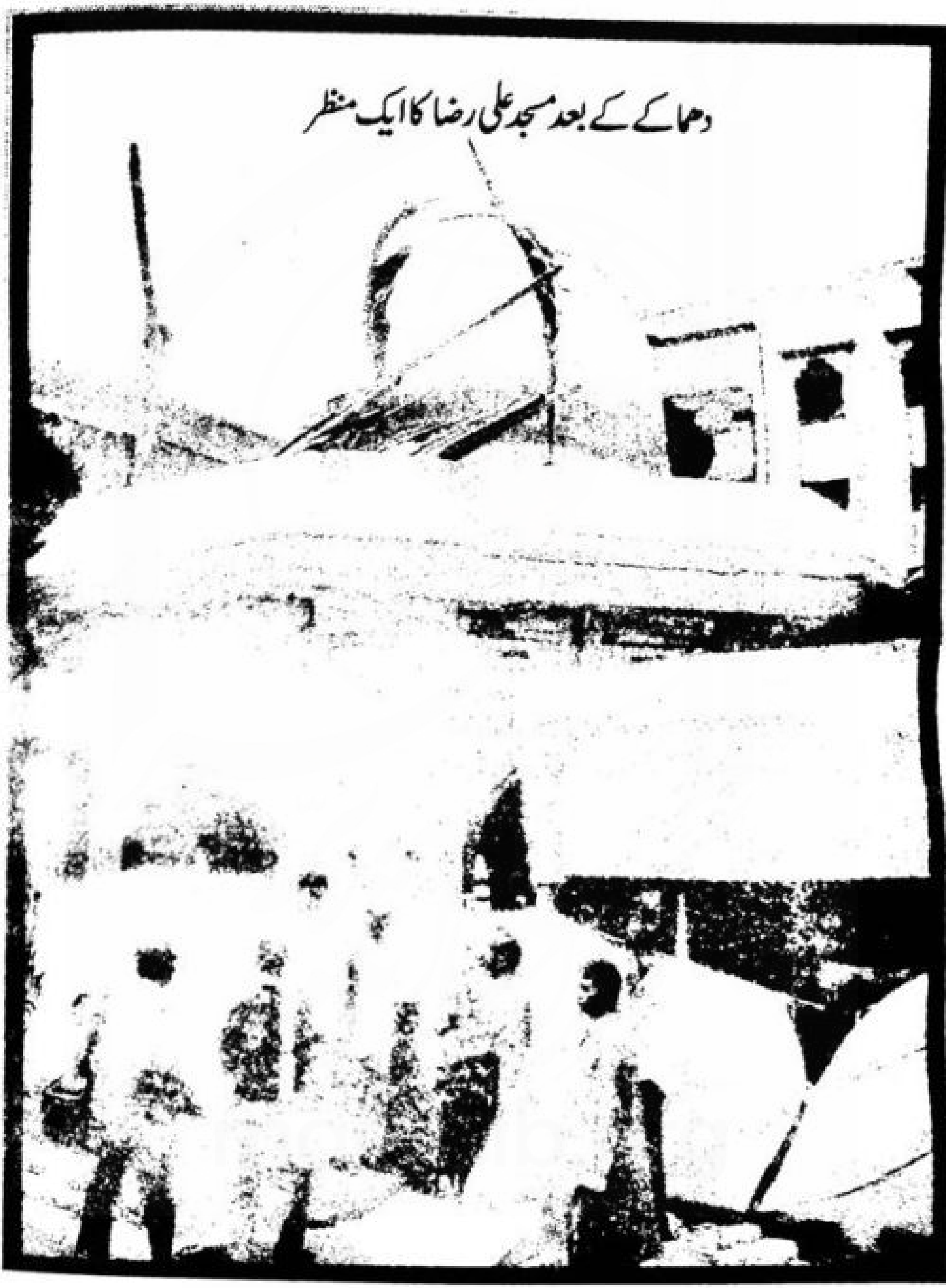

دھماکے کے بعد مسجد علی رضا کا ایک منظر

DAWN DATED 8TH APRIL, 2002

Security guard shot dead at Imambargah

By Our Reporter

KARACHI, April 7: The security guard of an Imambargah was shot dead by unknown attackers in Nazimabad, on Sunday.

Police said that unknown attackers riding a motorcycle opened fire at Imambargah Mehfil-i-Zainabia at Nazimabad No 1 and fled.

An eyewitness told *Dawn* that three unknown assailants riding a motorcycle came to the Imambargah.

One of the assailant alighted from the motorcycle and opened fire at the guard, Mohammad Nazeer, 23. Seconds later, his accomplice approached the security guard, who had fallen down, and fire repeatedly at him.

Hearing the sound of gunfire, a *namazi* ran towards the entrance of the Imambargah and closed the door from inside, another eyewitness said.

After carrying out the attack, the three assailants fled on the motorcycle without meeting any resistance from law- enforcement agencies.

The dead body was shifted to the Abbasi Shaheed Hospital.

The victim who received multiple bullet wounds hailed from Parachanar. The assailants damaged his gun before fleeing, police added.

Tension griped the area following the killing and law enforcement personnel encircled the area soon after.

قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی نے ''عزاداری سید الشہداء علیہ السلام'' کے بارے میں فرمایا

☆ ''بلاشبہ کربلا ہماری پہچان ہے اور اس پہچان کی بقا عزاداری کے بغیر ناممکن ہے اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ عزاداری ہماری شہ رگ حیات ہے''

☆ ''عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کو ختم کرنے کی سازشیں اور فسادات نئی بات نہیں ہے بلکہ ملت جعفریہ کی تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جب استعماری قوتوں نے اپنے ظلم وجبر کے ذریعے امام مظلوم کی عزاداری کو ختم کرنے کے لیے تمام تر ذرائع استعمال کئے لیکن انہیں عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا''

☆ ''میرے نزدیک عزاداری سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام افضل العبادات اور شعائر اللہ میں سے ہے۔ عزاداری ہی کی برکت سے شیعہ قوم دنیا میں باقی ہے۔ اسی لیے تحفظ عزاداری کو ہم اپنا اولین دینی فریضہ سمجھتے ہیں''

☆ ''عزاداری سید الشہداء کا تحفظ ہماری قومی اور شرعی ذمہ داری ہے اور عزاداری سے ہی ہماری بقا وابستہ ہے۔

☆ ''عزاداری امام حسین علیہ السلام، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک مسلسل عالمگیر تحریک ہے جو صدیوں سے ملحدین، منافقین اور متکبرین کو بے نقاب کرتی چلی آرہی ہے''

قائد شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی نے ''اتحاد بین المسلمین' کے بارے میں فرمایا

☆ '' ہمارا مرکز اور ہماری بقا صرف اور صرف اسلام سے ہے اور ہمیں اتحاد بین المسلمین کے جھنڈے تلے جمع ہو کر روسی اور امریکی گماشتوں کو ناکام بنانا ہوگا۔''

☆ '' میں تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ وقت کے تقاضوں کا ادراک حاصل کریں جو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسلمان متحد ہو کر عالمی سامراج کے خلاف اپنا کردار ادا کریں''

☆ '' ہم اتحاد بین المسلمین کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ مخصوص سوچ اور مفادات کا حامل طبقہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو ان کے جائز حقوق سے محروم کردے''

☆ '' جس طرح شیعیان حیدر کرارؑ نے برادران اہلسنت کے ساتھ مل کر اور اپنے مقدس لہو کی قربانی دے کر اس مملکت کے حصول کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا اسی محبت اور یگانگت کے جذبے کے ساتھ آج بھی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی جائے''

☆ ''علماء کرام چاہیے کہ وہ شیعہ سنی اختلافات کو بھول کر متحدہ طور پر ظالم استعمار کے خلاف ڈٹ جائیں''

شہادتوں کا سفر

ماہ و سال

اور

ٹاؤن

کے آئینہ میں

maablib.org

شہادتوں کا سفر:۔ سال بہ سال

نمبر شمار	سال	شہادتیں
01	1978	05
02	4983	07
03	1984	02
04	1986	01
05	1989	01
06	1990	01
07	1991	01
08	1992	04
09	1993	02
10	1994	66
11	1995	71
12	1996	03
13	1997	18
14	1998	12
15	1999	15
16	2000	14
17	2001	41
18	2002	21
19	2003	21
20	2004	48
21	2005	04
22	2006	02
23	2007	01
24	2008	05
25	2009	02
	کل شہادتیں	368

شہادتوں کا سفر:۔ کس ماہ میں کتنی شہادتیں ہوئیں

نمبر شمار	ماہ	شہداء کی تعداد
01	جنوری	14
02	فروری	78
03	مارچ	24
04	اپریل	15
05	مئی	63
06	جون	19
07	جولائی	31
08	اگست	20
09	ستمبر	27
10	اکتوبر	33
11	نومبر	12
12	دسمبر	32
	کل شہداء	368

maablib.org

شہادتوں کا سفر:۔ کس ٹاؤن میں کتنی شہادتیں ہوئیں

شہادتیں ٹاؤن کے لحاظ سے

نمبر شمار	ٹاؤن	شہادتیں
01	کیماڑی ٹاؤن	11
02	سائٹ ٹاؤن	02
03	بلدیہ ٹاؤن	03
04	اورنگی ٹاؤن	22
05	لیاری ٹاؤن	05
06	صدر ٹاؤن	40
07	جمشید ٹاؤن	80
08	گلشن اقبال ٹاؤن	17
09	شاہ فیصل ٹاؤن	28
10	لانڈھی ٹاؤن	02
11	کورنگی ٹاؤن	21
12	نارتھ ناظم آباد ٹاؤن	26
13	نیو کراچی ٹاؤن	29
14	گلبرگ ٹاؤن	16
15	لیاقت آباد ٹاؤن	29
16	ملیر ٹاؤن ٹاؤن	24
17	بن قاسم ٹاؤن	01
18	گڈاپ ٹاؤن	03
19	مقام شہادت معلوم نہیں	7
20	بیرون کراچی شہید ہوئے تدفین کراچی میں ہوئی	2
	کل شہداء کی تعداد	368

شہادتوں کا سفر:۔ کس قبرستان میں کتنے شہداء دفن ہیں

شہداء کی تعداد قبرستان کے لحاظ سے

نمبر شمار	قبرستان	شہداء کی تعداد
01	ایئرپورٹ قبرستان ملیر ٹاؤن	08
02	علی باغ قبرستان نیا آباد لیاری ٹاؤن	15
03	عظیم پورہ قبرستان شاہ فیصل ٹاؤن	11
04	باغ کربلا المعروف جنت البقیع حب ریورروڈ	05
05	بنگش قبرستان پہلوان گوٹھ گلستان جوہر گلشن اقبال ٹاؤن	01
06	چشتی نگر قبرستان گلستان جوہر گلشن اقبال ٹاؤن	05
07	کالونی گیٹ قبرستان شاہ فیصل ٹاؤن	05
08	ڈیفنس سوسائٹی فیز 1 قبرستان	03
09	ڈیفنس سوسائٹی فیز 4 قبرستان	04
10	عیسیٰ نگری قبرستان گلشن اقبال ٹاؤن	01
11	گلزار ہجری قبرستان گلشن اقبال ٹاؤن	01
12	حیدری باغ قبرستان سائٹ ٹاؤن	12
13	حسینی باغ قبرستان سائٹ ٹاؤن	32
14	غازی نگر قبرستان جعفر طیار سوسائٹی ملیر ٹاؤن	08
15	گو لیمار قبرستان لیاقت آباد ٹاؤن	04
6	خراسان باغ فیز 1 حب ریورروڈ	02
17	خراسان باغ فیز 2 حب ریورروڈ	06
18	کورنگی مختلف قبرستان کورنگی ٹاؤن	11
19	منگھوپیر قبرستان گڈاپ ٹاؤن	01
20	محمد شاہ قبرستان نیو کراچی ٹاؤن	04

نمبر شمار	قبرستان	شہداء کی تعداد
21	نیو کراچی ۶ نمبر قبرستان نیو کراچی ٹاؤن	08
22	سیکٹر ساڑھے گیارہ قبرستان اورنگی ٹاؤن	06
23	سیکٹر گیارہ ایل قبرستان اورنگی ٹاؤن	03
24	طوری بنگش کالونی قبرستان اورنگی ٹاؤن	01
25	پہاڑ گنج قبرستان نارتھ ناظم آباد ٹاؤن	01
26	پاپوش نگر قبرستان نارتھ ناظم آباد ٹاؤن	04
27	پی ای سی ایچ سوسائٹی قبرستان جمشید ٹاؤن	04
28	قائم خانی کالونی	02
29	قصبہ کالونی قبرستان سائٹ ٹاؤن	01
30	سخی حسن قبرستان نارتھ ناظم آباد ٹاؤن	29
31	وادی السلام قبرستان نیو کراچی ٹاؤن	07
32	وادی حسین	23
33	یسین آباد قبرستان	02
34	بیرون کراچی تدفین آبائی شہروں میں	46
35	بیرون پاکستان تدفین آبائی شہروں میں	05
36	لیاقت آباد قبرستان	02
37	منگھو پیر قبرستان	01
38	احاطہ مساجد و امام بارگاہ میں مدفون	24
39	مقام تدفین معلوم نہیں ہے	60
	کل	368

کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

چند سانحات کے وقت

اربابِ بست وکشاد

maablib.org

سانحہ مدینۃ العلم کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۳۱ مئی ۲۰۰۵	**تھانہ:** گلشن اقبال	
شہادتیں: ۳	**نام:** محمد علی ، فدا حسین ، ایم اے رابعہ پولیس کانسٹیبل	
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: افتخار محمد چودہری	**صدر:** جنرل پرویز مشرف	**وزیراعظم:** شوکت عزیز
گورنر: ڈاکٹر عشرت العباد	**وزیراعلیٰ:** ارباب غلام رحیم	**آئی .جی پولیس:** جہانگیر مرزا

سانحہ مسجد وامام بارگاہ علی رضا کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۳۱ مئی ۲۰۰۴	**تھانہ:** بریگیڈ	
شہادتیں: ۲۲	**نام:** مولانا مشتاق حسین، ڈاکٹر شاہد حبیب، سید حیدر رضا، اسرار حسین، عافیت علی،	
وقار علی زیدی، سجاد حسین، محمد ساجد علی، محمد علی، مسعود احمد، شہزاد علی بنگش، غضنفر عباس، محمد سلمان مرتضیٰ، غلام عباس سیانی، محمد سلمان مہدی،		
غلام عباس، زین عباس، شاداب علی، شعبان علی، حیدر علی، دانش رضا، رضوان زیدی، سلمان اکبر، محمد رضوان، نجف ہادی، حیدر علی		
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** چار لاکھ اور زخمیوں کیلئے ساٹھ ہزار روپے	
چیف جسٹس: افتخار محمد چودہری	**صدر:** جنرل پرویز مشرف	**وزیراعظم:** میر ظفر اللہ جمالی
گورنر: ڈاکٹر عشرت العباد	**وزیراعلیٰ:** علی محمد مہر	**آئی .جی پولیس:** کمال شاہ

سانحہ مسجد حیدری، سندھ مدرسۃ السلام کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۷ مئی ۲۰۰۵	**تھانہ:** ٹھارر	
شہادتیں: ۲۶	**نام:** صابر حسین ہاشمی، الطاف حسین، ڈاکٹر اسد رضوی، آغا غلام حیدر، علی رضوی،	
حافظ علی پردھان، فضل عباس، علی اصغر فدائی، عارف مرزا، احمر رضا، افسر عباس، ظفر عباس، نہال رضا، حسنین زیدی، ندیم حسین،		
خواجہ محمد کمیل، میر حسن علی، عبداللہ نورانی،		
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: افتخار محمد چودہری	**صدر:** جنرل پرویز مشرف	**وزیراعظم:** شوکت عزیز
گورنر: ڈاکٹر عشرت العباد	**وزیراعلیٰ:** ارباب غلام رحیم	**آئی .جی پولیس:** جہانگیر مرزا

سانحہ سپارکو کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۳ اکتوبر ۲۰۰۳	**تھانہ:**	
شہادتیں: ۶	**نام:** اطہر حسین، علی رضا، ہاشم رضا، وصی حیدر، محمد قاسم، محمد رفیق (حوالدار)	
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: شیخ ریاض احمد	**صدر:** جنرل پرویز مشرف	**وزیراعظم:** میر ظفر اللہ خان جمالی
گورنر: ڈاکٹر عشرت العباد خان	**وزیراعلیٰ:** علی محمد مہر	**آئی جی پولیس:** کمال شاہ

سانحہ مسجد و امام بارگاہ علی مرتضیٰ کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۳ اکتوبر ۲۰۰۱	**تھانہ:** محمود آباد	
شہادتیں: ۷	**نام:** مولانا غلام رسول، گلزار حسین، ارشد گلزار، محمد رضا زیدی، محمد وسیم، فیضان عباس،	
رجب علی (جلوس جنازہ پر رینجرز کی شیلنگ سے شہید)		
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: ارشاد احمد خان	**صدر:** جنرل پرویز مشرف	**وزیراعظم:** ؟
گورنر: میاں محمد سومرو	**وزیراعلیٰ:** ؟	**آئی جی پولیس:** آفتاب نبی

سانحہ مسجد و امام بارگاہ حر گرین ٹاؤن کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۱ اکتوبر ۱۹۹۹	**تھانہ:** الفلاح	
شہادتیں: ۱۰	**نام:** امجد حسین، بشیر احمد، نذیر احمد، امتیاز حسین، ذوالفقار نقوی، اعجاز حسین کاظمی،	
صفدر حسین، حسنین نقوی، ملک محمد نواز، جمشید حسین		
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: سعید الزماں صدیقی	**صدر:** جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ	**وزیراعظم:** محمد نواز شریف
گورنر: معین الدین حیدر	**وزیراعلیٰ:** لیاقت علی جتوئی	**ڈی آئی جی پولیس:** محمد اکبر

سانحہ ٹمبر مارکیٹ/ پرانی نمائش کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۲۶ فروری/ ۲۷ فروری ۱۹۹۸	**تھانہ:** عیدگاہ/سولجر بازار	
شہادتیں: ۲/۲	**نام:** حاجی سفر علی بنگش، رجب علی بنگش	
جلوس جنازہ پر رینجرز کی فائرنگ سے شہید ہوئے: منیر حسین بنگش، رضوان اعظمی (ظہیر عباس)		
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: سجاد علی شاہ	**صدر:** محمد رفیق تارڑ	**وزیراعظم:** محمد نواز شریف
گورنر: معین الدین حیدر	**وزیراعلیٰ:** لیاقت علی جتوئی	**ڈی آئی جی پولیس:** جاوید اقبال

سانحہ جامع مسجد دربار حسینی حسین آباد ملیر کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۱۰ مارچ ۱۹۹۵	**تھانہ:** سعود آباد	
شہادتیں: ۸	**نام:** علی حسن، سعید باقر کاظمی، فراز حیدر، محمد دانش، غضنفر عباس، میثم عباس، مبارک رضا، مرزا ریحان حسین	
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ایک لاکھ روپے زخمیوں کو پچیس ہزار روپے	
چیف جسٹس: سجاد علی شاہ	**صدر:** فاروق احمد لغاری	**وزیراعظم:** بے نظیر بھٹو
گورنر: محمود اے ہارون	**وزیراعلیٰ:** عبداللہ شاہ	**ڈی۔آئی۔جی پولیس:** جاوید اقبال

سانحہ مسجد وامام بارگاہ ابوالفضل العباسؑ پی آئی بی کالونی کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۲۵ فروری ۱۹۹۵	**تھانہ:** پی آئی بی کالونی	
شہادتیں: ۶	**نام:** محمد حسین بلتستانی (موذن)، سرفراز حسین، کامل حسین، باقر حسین، حیدر علی مرزا، مجیب الحسن	
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ایک لاکھ روپے	
چیف جسٹس: سجاد علی شاہ	**صدر:** فاروق لغاری	**وزیراعظم:** بے نظیر بھٹو
گورنر: محمود اے ہارون	**وزیراعلیٰ:** عبداللہ شاہ	**ڈی۔آئی۔جی پولیس:** جاوید اقبال

سانحہ مسجد وامام بارگاہ محفل مرتضیٰ پی ای سی ایچ ایس کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۲۵ فروری ۱۹۹۵	**تھانہ:** نیو ٹاؤن	
شہادتیں: ۱۴	**نام:** مولانا ایوب صابری، حمید علی بھوجانی، عباس بشیر بھائی، انور مرچنٹ، بشیر محمد تقی،	
آل حسن بلگرامی، حاجی غلام محمد، محمد علی، منیر حسین، محمد حسن، رجب علی محمد، رجب علی زوار، صفدر حسین، فرحت عباس		
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ایک لاکھ روپے	
چیف جسٹس: سجاد علی شاہ	**صدر:** فاروق لغاری	**وزیراعظم:** بے نظیر بھٹو
گورنر: محمود اے ہارون	**وزیراعلیٰ:** عبداللہ شاہ	**ڈی۔آئی۔جی پولیس:** جاوید اقبال

سانحہ جعفر طیار سوسائٹی ملیر کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۱۸ دسمبر ۱۹۹۴	**تھانہ:** ملیر سٹی	
شہادتیں: ۳ (رینجرز کی فائرنگ سے)	**نام:** محمد حسین، شبیر علی، عصمت حسین	
انکوائری کمیشن: ؟	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: سجاد علی شاہ	**صدر:** فاروق احمد لغاری	**وزیراعظم:** بے نظیر بھٹو
گورنر: محمود اے ہارون	**وزیراعلیٰ:** عبداللہ شاہ	**ڈی۔آئی۔جی پولیس:** جاوید اقبال

سانحہ مرکزی امام بارگاہ و مسجد قمر بنی ہاشمؑ لیاقت آباد نمبر ۱۰ کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۱۸ مارچ ۱۹۸۳	**تھانہ:** لیاقت آباد
شہادتیں: ۳	**نام:** ڈاکٹر آغا حیدر عباس (مرکزی امام بارگاہ لیاقت آباد نمبر ۱۰)
نعیم حیدر (مسجد و امام بارگاہ ہاشمیہ لیاقت آباد نمبر ۴)، شاہد حسین (مسجد و امام بارگاہ امامیہ سی ایریا لیاقت آباد)	
انکوائری کمیشن: جسٹس ناصر اسلم زاہد (سندھ ہائی کورٹ)	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟
چیف جسٹس: محمد حلیم	**مارشل لاء حکومت:** جنرل ضیاالحق
لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون سی	**ڈی آئی جی پولیس:** میاں محمد امین

سانحہ گولیمار کے وقت ارباب اقتدار

تاریخ: ۱۶ تا ۲۰ فروری ۱۹۷۸	**تھانہ:** گولیمار	
شہادتیں: ۶	**نام:** شہنشاہ حسین، انوار حسین، کرار حسین، عشرت علی، اسرار حسین، محمد جاوید بٹ	
انکوائری کمیشن: جسٹس آئی محمود (سندھ ہائی کورٹ)	**لواحقین کی سرکاری امداد:** ؟	
چیف جسٹس: انوار الحق	**مارشل لاء حکومت:** جنرل ضیاالحق	
گورنر: محمود اے ہارون	**وزیر اعلیٰ:** -	**ڈی آئی جی پولیس:** جاوید اقبال
لفٹیننٹ جنرل محمد اقبال مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون سی	**ڈی آئی جی پولیس:** گوہر زمان محمد	

”لوگ چار قسم کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو نیک اخلاق ہیں اور دولت مند نہیں ہیں۔
بعض وہ ہیں جو دولت مند ہیں اور نیک اخلاق نہیں ہیں۔
بعض وہ ہیں جو نہ نیک اخلاق ہیں اور نہ ہی دولت مند ہیں۔
یہ تمام لوگوں میں زیادہ بد بخت ہیں۔ بعض وہ ہیں
جو نیک اخلاق اور دولت مند ہیں یہ تمام لوگوں سے اچھے ہیں۔“

(حضرت امام حسن علیہ السلام)

ماہ وسال آشنائی

maablib.org

قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ کی قبر کربلا گامے شاہ میں حسن مرتضیٰ فاتحہ خوانی کرتے ہوئے

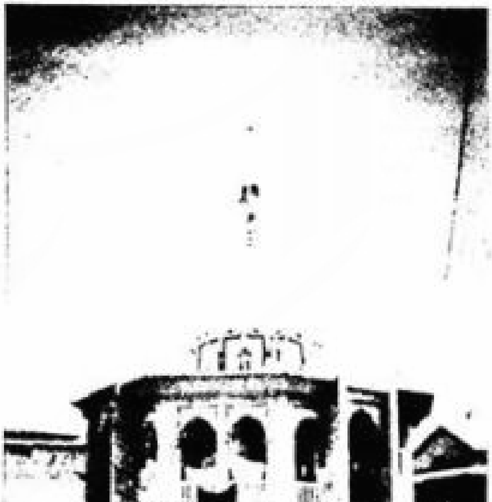

شہید قائد ملت جعفریہ علامہ سید عارف حسین الحسینی کے مقبرے پیواڑ پاراچنار کا بیرونی منظر

شہید قائد ملت جعفریہ علامہ سید عارف حسین الحسینی کے مقبرے پیواڑ پاراچنار میں حسن مرتضیٰ فاتحہ پڑھتے ہوئے

مولانا سید حسن ظفر نقوی (ایام طالبعلمی قم ایران)
کے ساتھ حسن مرتضیٰ حرم بی بی معصومہ قم میں

فرزند قائد شہید آغائے سید علی الحسینی کے ہمراہ حسن مرتضیٰ
(آبائی مکان پیواڑ پاراچنار میں)

قائد شہید کے آبائی مکان پیواڑ پاراچنار کا بیرونی منظر

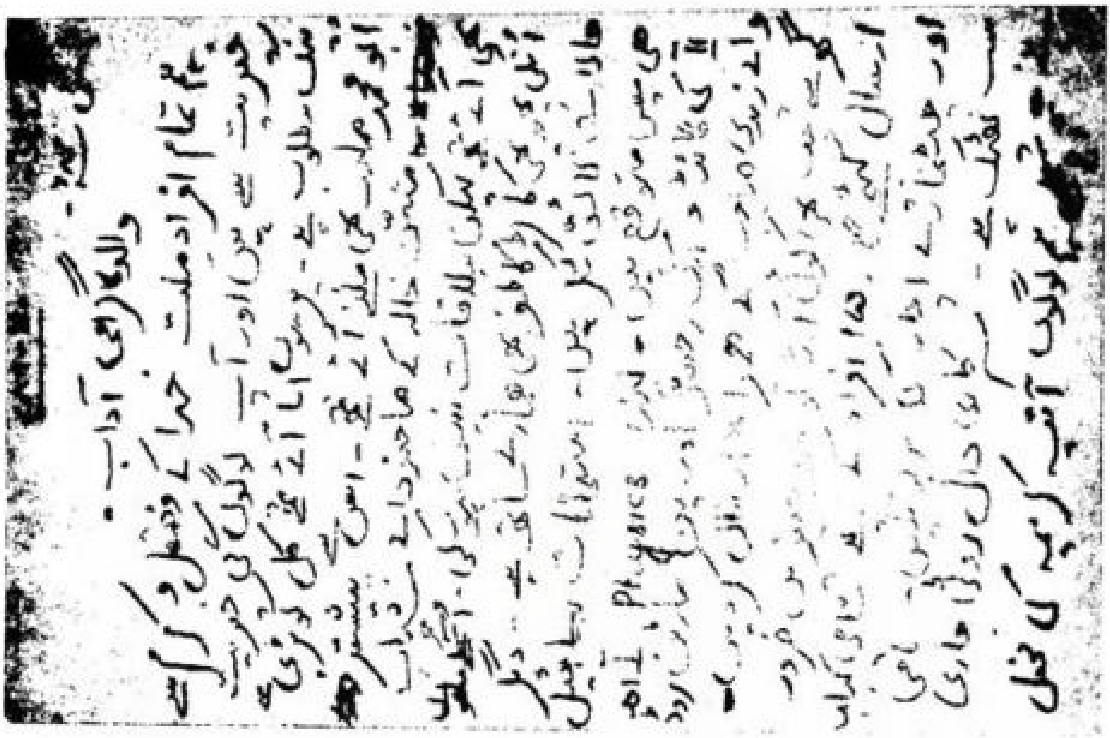

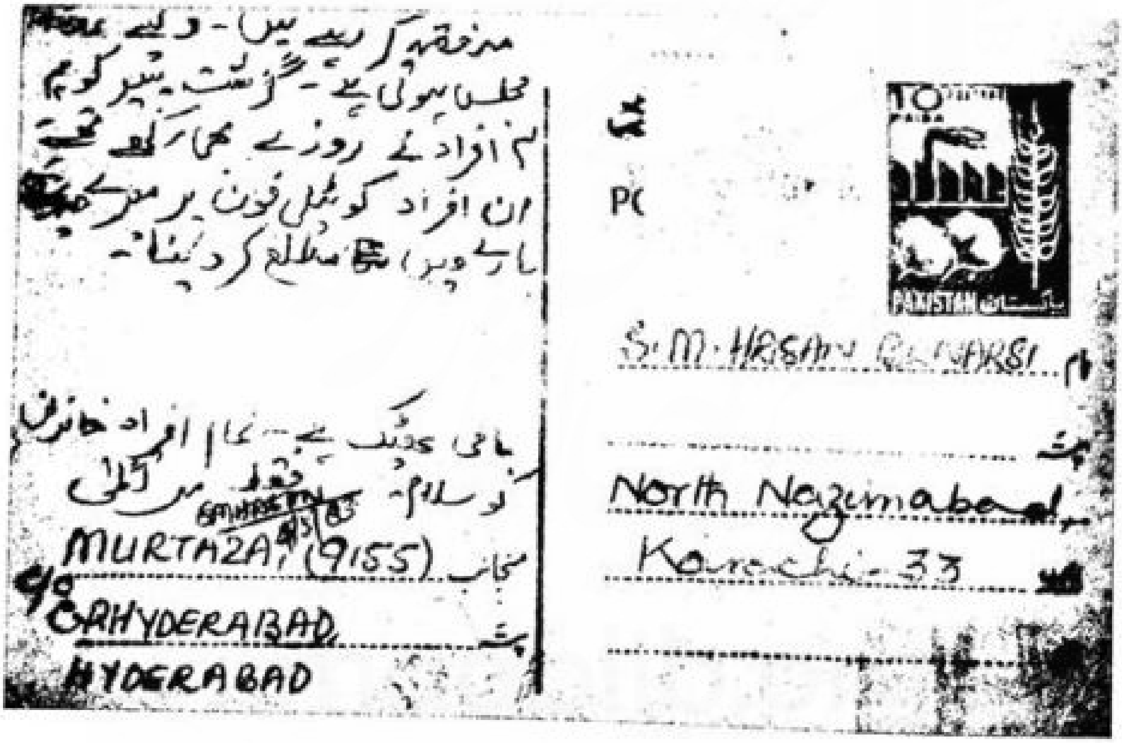

حسن مرتضی (قیدی نمبر 9155) کا سنٹرل جیل حیدرآباد سے والدہ کے نام خط

منظوم تبصرہ

کتاب ''شہدائے ملت جعفریہ کراچی''

نتیجہ فکر ضیاء شہزاد

چمکے گا آسماں پہ حسن مرتضیٰ کا نام
ہر لفظ کربلا کے شہیدوں پہ ہے سلام

ہے مدحِ اہل بیتؑ ترا مقصدِ حیات
دلکش ترا بیان ہے، سچا ترا کلام

تاثیر تیرے حرف سخن کو جو مل گئی
سایہ فگن ہیں تجھ پہ حسینؑ فلک مقام

ملت کے ہر شہید نے پیغام یہ دیا
جاں نذر راہ حق ہو، یہ ہے نسخۂ دوام

ہر غم سے وہ ہے دور مقدر میں فتح ہے
اسم علیؑ کا ورد رکھا جس نے صبح وشام

خون جگر سے لکھا ہے تو نے ہر ایک لفظ
تیری کتاب دہر میں مقبول ہو مدام

شہزاد کی دعا ہے خدائے بزرگ سے
زور قلم حسن کا رہے یوں ہی صبح وشام

(مورخہ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ
مطابق ۳ اپریل ۲۰۰۸ء بروز جمعرات)

تاثراتی وتہنیتی قطعہ

لاکھوں دُعائیں دل سے حسن مرتضیٰ تمہیں
کیا کیا لکھیں شہیدوں کی تم نے کرامتیں
لکھتے رہو کہ تازہ ہو ایمانِ مومنین
تم پر خدا کی اور ہوں ایسی عنایتیں

دلی دُعا گو اور طالب دُعا
سید سردار حسین نقوی، کراچی
(مورخہ: ۱۵ اپریل ۲۰۰۸ء)

کتابیات

نمبر	کتاب	مصنف /مولف/مترجم
1	نہج البلاغہ	علامہ ذیشان حیدر جوادی
2	معاد	آیت اللہ دستغیب شہید
3	سیرت امام زین العابدینؑ	سید ضیاالحسن موسوی
4	زندگانی شہزادہ علی اکبرؑ	مولانا آغا سید مہدی لکھنوی
5	مولا علیؑ کے مدینہ میں پچیس سال	ڈاکٹر منظر حسین کاظمی
6	مرگ گرگ	ڈاکٹر علی شریعتی
7	حیات حکیم	مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل
8	تاریخ شیعہ	علی حسین رضوی
9	سندھ کی عزاداری	مرزا امام علی بیگ
10	عزاداری	شاہد علی نقوی
11	خلافت وملوکیت	مولانا مودودی
12	شناخت استکبار	جواد منصوری
13	قائداعظم خطوط کے آئینہ میں	خواجہ رضی حیدر
14	محمد علی جناح	زہیر صدیقی
15	بلدیات کا ارتقاء	فرزانہ شہناز
16	کراچی کی کہانی جلد ۱/۲	اجمل کمال
17	دہشت گردی ایک مکمل مطالعہ	انعام الرحمٰن سحری
18	کراچی تاریخ کے آئینہ میں	محمد عثمان دموی
19	کراچی کیوں جلتا ہے	شہناز احمد
20	نقوش راہ	سید محمد ہادی
21	کراچی فرقہ وارانہ تشدد ایک مطالعہ	ذوالفقار شاہ/ایچ آر سی پی
22	مشاہیرین کے مدفن	ایم آر شاہد
23	میثاق خون	العارف اکیڈمی
24	سفیر نور	تسلیم رضا خان
25	سخن عشق	العارف اکیڈمی
26	شہید (علامہ عارف حسین الحسینی)	غضنفر کاظمی

27	شیعہ سنی کی مفاہمت کی ضرورت واہمیت	ڈاکٹر اسرار احمد
28	تحقیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار	علامہ شاہ تراب الحق قادری
29	انسائیکلوپیڈیا واقعات پاکستان	زاہد حسین انجم
30	لاجواب مقالہ	سید نذیر حسین کاظمی
31	جلتی مسجدیں	علی اکبر شاہ
32	حسینی شہید کربلا کی راہ پر	جمعیت طلبہ جعفریہ لاہور
33	خطابات جمعہ	ڈاکٹر کلب صادق
34	لکھی ان لکھی	رفیق رضوی
35	راھیان کربلا	یاور حسین حشمی
36	شہداء گلگت وبلتستان	محبت علی قیصر
37	پاکستان انقلاب کے دہانے پر	روئیداد خان
38	پاکستان برطانوی سے امریکی غلامی تک	روش ندیم
39	پولیس معاشرکا اہم بازو	شفقت تنویر مرزا
40	حقوق انسانی ومذہب اور رُولیمنگ	ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ
41	حدیث دل	عبداللہ ملک
42	مدارس امامیہ	سید محمد ثقلین کاظمی
43	انقلاب ایران	محمد صلاح الدین
44	فقہ صادق تاریخ اور سازش کے آئینہ میں	ذوالفقار علی زیدی
45	طالبان	احمد رشید
46	طالبان	ڈاکٹر سید سعید احمد
47	علماء اور سیاست	ڈاکٹر مبارک علی
48	تاریخ کی روشنی میں	ڈاکٹر مبارک علی
49	عقیدہ ظہور مہدیؑ احادیث کی روشنی میں	مفتی نظام الدین شامزائی
50	جو مجھ پر گزری	مولانا جاوید نعمانی
51	سفرنامہ روم وشام	شبلی نعمانی
52	حساس ادارے	بریگیڈیئر (ر) سید احمد ارشاد ترمذی
53	افکار پریشاں	جسٹس (ر) ایم آر کیانی
54	گریباں چاک	جسٹس (ر) جاوید اقبال

55 جج اور سیاست — جسٹس (ر) شمیم حسین قادری

56 میرے مشہور مقدمے — ایس ایم ظفر

57 عدالت اور سیاست — ایس ایم ظفر

58 عدلیہ کے عروج و زوال کی کہانی — سہیل وڑائچ

59 صحافت پابند سلاسل — ضمیر نیازی

60 خوشامدی ادب — پروفیسر وارث میر

61 پاکستان میں انٹیلی جنس ایجنسیوں کا کردار — منیر احمد

62 شہید راہ وحدت — حسن مرتضیٰ

63 پیغام اسلام مجموعہ مجالس ۲۰۰۶ — مقرر علامہ صادق حسن

کتابچے

64 صحیفہ انقلاب — آیت اللہ خمینی

65 پاکستان میں اسلامی انقلاب کی ضرورت — ڈاکٹر کلیم احمد

66 اتحاد بین المسلمین — مولانا عبدالستار خان نیازی

67 وحدت امت — مولانا مفتی محمد شفیع

68 لازوال فتح — تحریک جعفریہ پاکستان

69 سالانہ رپورٹ ۹۲ تا مارچ ۹۵ — تحریک جعفریہ پاکستان

رسائل و اخبارات

70 کربلا لبنان سے اعلان جہاد — جامعہ کوثر اسلام آباد

71 ماہنامہ منہاج الحسین — جامعہ منہاج الحسین لاہور

72 ماہنامہ عالمی امامیہ خبرنامہ کراچی

73 ماہنامہ جیر اللہ کراچی

74 ماہنامہ نیوز لائن کراچی

75 جماعت نیوز خصوصی شمارہ — خوجہ اثنا عشری جماعت کراچی

اخبارات

جنگ، ڈان، امن، نوائے وقت، امت، ایکسپریس، ڈیلی نیوز،

دی نیوز، قومی اخبار، عوام، جسارت، انصاف ٹائمز، حریت، آغاز،

التماس دعا

برائے صحت وسلامتی

جناب سید مشتاق حسین زیدی

....

التماس سورہ فاتحہ

برائے بلندی درجات محترمہ ناصرہ خاتون

بنت

جناب حیدر رضا بدایونی

برنِیال

تبصرہ

یہ قانون قدرت ہے کہ جب نیکوں، احسانات اور قربانیوں کو نظر انداز کرنے اور بھلانے کی کوشش کی جاتی ہیں تو نیکوں، احسانات اور قربانیوں کو یاد دلانا ضروری ہو جاتا ہے۔ کتاب "تذکرہ شہداء ملت جعفریہ کراچی" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ برادر سید حسن مرتضیٰ نے شہداء ملت جعفریہ (کراچی) کی عزاداری سید الشہداء اور تشیع کی بقا کے لیے کی جانے والی جدوجہد اور قربانیوں جیسے ضروری اور اچھوتے موضوع پر قلم اٹھایا۔

اب سوال یہ ہوسکتا ہے کہ اس کتاب کے مرتب کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ تو اس کا سادہ سا جواب ہے کہ ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اسلاف المحسنین کے عظیم کارناموں پر روشنی ڈالے اور ان کی گرانقدر خدمات اور قربانیوں سے نئی نسل کو روشناس کرادے۔

جیسا کہ خود مصنف لکھتے ہیں کہ" اس کتاب کی بنیاد صرف اور صرف اُن شہداء کی یاد کو قائم اور محفوظ کرنا ہے جنہوں نے آمادگی وآگاہی کے ساتھ یا بغیر آمادگی وآگاہی کے حبِ اہلبیت کے حوالے سے خلعت شہادت کو زیب تن کیا"

دوسرا اعتراض یہ ہوسکتا ہے کہ اس کتاب میں مولف نے بعض ایسے موضوعات کو بھی شامل کیا ہے جن کا بظاہر اس کتاب سے تعلق نہیں ہے۔ جیسے قائداعظم کا ایک خط، راجکمار امیر حیدر خاں (آف محمود آباد) کے نام، قائداعظم کا پہلی مجلس آئین ساز سے خطاب، میثاق مدینہ، تحفظ حقوق بشریت کا پہلا منشور، اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا عالمی منشور اور دستور پاکستان ۱۹۷۳ اور بنیادی حقوق وغیرہ۔

اس سوال کا جواب بھی مصنف سے سنیئے" تاریخ تشکیل پاکستان کے ایک خاص حصے، اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے عالمی منشور اور ۱۹۷۳ کے آئین کو دہرانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ عزاداری ہمارا دینی، آئینی، قانونی اور پیدائشی حق ہے جو کسی کو غصب نہیں کرنے دیں گے۔ اس سلسلے میں حکومتی سطح پر انتظام اور تعاون کوئی احسان نہیں بلکہ کسی بھی برسر اقتدار حکومت کی آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے جسے وہ پورا کرنے کی آئینی، قانونی اور اخلاقی طور پر پابند ہے"۔ (اگرچہ ہم اس کے شکرگزار ہیں)۔

اس کتاب میں مصنف نے انتخابات اور حوالہ جات میں بڑا محتاط رویہ اپنایا ہے اور اپنی ذاتی رائے سے گریز کرتے ہوئے اس امر کی کوشش کی ہے کہ مختلف کتابوں سے صرف حقائق وشواہد پیش کیے جائیں جو شہداء ملت جعفریہ کے کردار کو نمایاں کردیں۔ اور ایسی تاریخ مرتب ہو جائے جس کے اوراق میں ہر کردار کا چہرہ حقیقی خدوخال میں نظر آئے۔

مولف نے جذبے قومی سے سرشار ہو کر ایک ایسے کام کا جو خالصتاً تحقیقی (ریسرچ ورک) ہے، کا بیڑا اٹھایا جو ان کی بساط سے کہیں زیادہ تھا۔ درحقیقت یہ ایک ریسرچ سنٹر کا کام تھا جو فرد واحد نے انجام دیا (بلاشبہ اس میں انہوں معصومینؑ اور شہداء کی مدد حاصل رہی ہے)۔ بلاشبہ آئندہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے "تذکرہ شہداء ملت جعفریہ کراچی" ایک حوالہ جاتی کتاب (ریفرنس بک) ثابت ہوگی۔

ہماری دعا ہے کہ پروردگار عالم اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ برادر سید حسن مرتضیٰ کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

محمد نذر الحسنین محمدی

اعتماد العلماء ایم اے فاضل عربی

برتمثال

تبصرہ

تاریخ انسانی میں تحریریں، دائمی اثرات کی حامل، حیات بخش اور قوموں کی حیات اور ترقی کا پیمانہ ہوتی ہیں۔ تقریریں وقتی طور پر بڑی پراثر ہوتی ہیں مگر تحریر کے دائمی اثرات ہیں۔ افراد مرجاتے ہیں مگر کتابیں مرتی نہیں بلکہ منتقل ہوتی ہیں۔ زندہ قوموں کا ہمیشہ یہ شعار رہا ہے کہ وہ اپنے محسنین کو کبھی فراموش نہیں کرتیں ہیں۔ ان کی خدمات کا اعتراف کھلے دل سے کرتیں ہیں۔

جو قومیں اپنے محسنین (شہیدوں) کو بھول جاتی ہیں وہ مٹ جایا جاتی ہیں۔ یہ اعجاز در اہل بیت سے وابستگی ہے کہ ملت تشیع نے ہر دور میں شہیدوں کی یاد کو زندہ رکھا ہے۔ کتاب ''تذکرہ شہداء ملت جعفریہ کراچی'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ برادر سید حسن مرتضیٰ کی ایک بہترین کوشش ہے۔ جس کے ذریعہ سے انہوں نے شہداء ملت جعفریہ (کراچی) کی جدوجہد اور قربانیوں کو آنے والی نسلوں کے لیے کتابی صورت میں محفوظ کرنے ساتھ ساتھ قومی تربیت کے فقدان کے باعث درپیش مشکلات اور مسائل کی بھی کسی حد تک نشاندہی کی ہے۔

اس کتاب نے شہداء ملت جعفریہ کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ مصنف / مولف سید حسن مرتضیٰ کو بھی تاریخ میں محفوظ کر دیا ہے۔ آئندہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے ''تذکرہ شہداء ملت جعفریہ کراچی'' ایک حوالہ جاتی کتاب (ریفرنس بک) کے طور پر یاد رکھی جائے گی۔

ہماری دعا ہے کہ پروردگار عالم اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ برادر سید حسن مرتضیٰ کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

سید علی محمد نقوی

صدر شیعہ علماء کونسل پاکستان (سندھ)

کراچی سٹی

ہم اپنے رفتگاں کو یاد رکھنا چاہتے ہیں

تاریخ انسانی میں تحریریں، دائمی اثرات کی حامل، حیات بخش اور قوموں کی حیات اور ترقی کا پیمانہ ہوتی ہیں۔ تقریریں وقتی طور پر بڑی پراثر ہوتی ہیں مگر تحریر کے دائمی اثرات ہیں۔ افراد مر جاتے ہیں مگر کتابیں مرتی نہیں بلکہ منتقل ہوتی ہیں۔ زندہ قوموں کا ہمیشہ یہ شعار رہا ہے کہ وہ اپنے محسنین کو کبھی فراموش نہیں کرتیں ہیں۔ ان کی خدمات کا اعتراف کھلے دل سے کرتیں ہیں۔

ان کی زندگی کے حالات و واقعات کو، کتاب کی صورت میں محفوظ کر لیتی ہیں۔ جو ان افراد کی عظمت و منزلت، مقام و مرتبہ یاد دلانے کے ساتھ ساتھ آنے والی نسلوں کو اسلاف کے کردار سے روشناس کرانے کا بھی باعث ہوتی ہیں۔ پاکستان بھر میں ہزاروں ملت تشیع کے فرزندوں نے مذہب وملت کی بقا کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ شہداء ملت کو خراج عقیدت پیش کرنے اور یاد رکھنے کا ایک بہترین طریقہ ہے کہ ان کی زندگی اور حالات و واقعات شہادت کو قلم بند کر کے کتاب کی صورت میں محفوظ کیا جائے۔

شہداء ملت کی قربانیوں کے اعتراف اور تاریخ میں محفوظ کرنے کے جذبہ کے تحت

"ادارہ تحفظ آثار شہدا اسلام پاکستان" کا قیام عمل میں آیا ہے۔

مقاصد:

1 **شہداء ملت کے آثار کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا،**

2 **آثار شہداء سے متعلق ویب سائٹ کا قیام**

پہلے مرحلے کا آغاز شہدا کے آثار کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے سے ہو چکا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی کتاب "شہید راہ وحدت" شہید حسن ترابی کے حالات زندگی پر، شہید کی پہلی برسی کے موقع پر اگست ۲۰۰۷ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس سلسلے کی دوسری کتاب "تذکرہ شہدائے ملت جعفریہ کراچی" جو ایک تحقیقی اور تاریخی دستاویز ہے پیش کی جارہی ہے۔ جس میں سال فروری 1978 سے نومبر 2009 تک کے واقعات کا تذکرہ ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ شہداء سے متعلق معلومات، تحریریں اور تصاویر کی صورت میں ہم سے تعاون فرمائیں یہ تمام امانتیں استعمال کے بعد شکریے کے ساتھ واپس کی جائیں گی۔

آنے والی چند کتب:

۱) **تذکرہ شہدائے ملت جعفریہ ڈیرہ اسماعیل**

۲) **تذکرہ شہدائے ملت جعفریہ لاہور**

۳) **تذکرہ شہدائے ملت جعفریہ پشاور**

۴) **شہدائے محراب و منبر**

۵) **شہادت کا سفر پہلی صدی ہجری سے اکیسویں صدی تک**

ناشر: شیعہ علماء کونسل پاکستان (سندھ) کراچی

رابطہ 110shaheed@gmail.com